انوار المصابیح شرح

مشکوۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبد السلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هداية الرواة

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

جلد دوم

انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبد السلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

ھدایۃ الرواۃ

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

عنوانات	تکمیل ترجمہ	اردو قالب تخریج
عمر فاروق قدوسی	پروفیسر عبد الرحمٰن	حافظ ندیم ظہیر

مکتبہ قدوسیہ

فہرست مضامین

کِتَابُ الْجَنَائِز
میت کی نماز جنازہ
بَابُ عِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ
مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کا ثواب

بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ
موت کی آرزو اور اس کو یاد کرنا

بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

قبر میں میت کو دفن کرنے کا بیان

بَابُ الْبُكَآءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونا

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ
قبروں کی زیارت کا بیان

کِتَابُ الزَّکوٰۃِ
زکوٰۃ کا بیان

بَابُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكوٰةُ
جن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے ان کا بیان

بَابٌ

روزوں کے بارے میں مختلف مسئلوں کا بیان

بَابُ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

بَابُ الْاَعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے فضائل کا بیان

بَابُ اٰدَابِ التِّلَاوَۃِ وَدُرُوْسِ الْقُرْآنِ
قرآن مجید پڑھنے کے آداب وفضیلت

بَابُ الْقِرَاءَاتِ وَجَمْعِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے جمع و تالیف اور اختلاف قرأۃ کے بیان میں

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعاؤں کا بیان

بَابُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقْرِيْبُ إِلَيْهِ

ذکر الٰہی اور تقرب خداوندی کے حاصل کرنے کا بیان

بَابُ الدَّعْوَاتِ فِی الْاَوْقَاتِ

مختلف اوقات میں مختلف دعاؤں کا بیان

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

پناہ مانگنے کی دعائیں

بَابُ جَامِعِ الدُّعَآءِ

جامع دعاؤں کا بیان

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

افعال حج کا بیان

(۱) بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا بیان

(۳) بَابُ دُخُوْلِ مَکَّةَ وَالطَّوَافِ

(۳) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور طواف کا بیان

(۴) بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

(۵) بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی کا بیان

(۶) بَابُ رَمْیِ الْجِمَارِ

کنکریوں سے مارنے کا بیان

(۷) بَابُ الْهَدْیِ

قربانی کے جانوروں کا بیان

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو جنگلی جانور کے شکار سے بچنا چاہیے

(۱۳) بَابُ الْاِحْصَارِ وَ فَوْتِ الْحَجِّ

احصار اور حج کے چھوٹ جانے کا بیان

❀❀❀❀

کِتَابُ الْجَنَائِزِ ..... میت کی نماز جنازہ

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ
مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کا ثواب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(۱۵۲۳)(۱) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَطْعِمُوْا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ، وَفُكُّوْا الْعَانِيَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۵۲۳) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ (بخاری)

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

(۱۵۲٤)(۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: ((رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۲۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیمار پرسی کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، (کھانے کی) دعوت کو قبول کرنا اور چھینک مارنے والی کی چھینک کا (یرحمک اللہ کا کلمات کے ساتھ) جواب دینا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۵۲٥)(۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ)). قِيْلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطِسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ

(۱۵۲۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ دریافت کیا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تیری اس سے ملاقات ہو تو اس کو السلام علیکم کہہ اور جب وہ تجھے کھانے پر مدعو کرے اس کی دعوت قبول کر اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی کا مطالبہ کرے اس کی خیر خواہی کر اور جب وہ چھینک لے اور ''الحمد للہ'' کہے تو

۱۵۲۳۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب وجوب عیادۃ المریض (٥٦٤٩)

۱۵۲٤۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الامر باتباع الجنائز (۱۲٤۰)، مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم رد السلام (۲۱٦۲)[٥٦٥۰]

۱۵۲٥۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم رد السلام (۲۱٦۲)[٥٦٥۱]

فَاتَّبِعْهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہہ اور وہ بیمار ہو جائے اس کی عیادت کر اور جب وہ فوت ہو جائے اس کے (جنازہ کے) ساتھ جا (مسلم)

توضیح: ......اس سے پہلے حدیث میں پانچ اور اس میں چھ حقوق کا ذکر ہے۔ بظاہر تضاد ہے لیکن چونکہ چھ میں پانچ کا شامل ہے، اس لئے تضاد نہیں۔ زیادہ عدد والی حدیث کو قبول کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

(١٥٢٦)(٣) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، أَمَرَنَا: بِعِبَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا: عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيْرِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَالْقَسِيِّ، وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْآخِرَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۲۶) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا جبکہ سات کاموں سے منع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت، جنازے کے ساتھ جانے، چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب (یرحمک اللہ کے ساتھ) دینے، اسلام علیکم کا جواب دینے، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے، قسم اٹھانے والے کی تصدیق کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (مردوں کے لئے) سونے کی انگوٹھی، ریشم، استبرق، دیباج، سرخ گدوں، قس بستی کے بنے ہوئے کپڑوں کے پہننے اور چاندی سے بنے ہوئے برتن اور ایک روایت میں ہے کہ چاندی (کے برتن) میں پینے سے منع فرمایا اس لئے کہ جب شخص دنیا میں ان برتنوں میں پیئے گا تو آخرت میں ان سے نہیں پیئے گا (بخاری، مسلم)

توضیح:...... لفظ ''حریر'' کا اطلاق عام ریشم پر ہوتا ہے جبکہ ''استبرق'' دبیز ریشم کو کہتے ہیں اور ''دیباج'' کا اطلاق باریک ریشم پر ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ سرخ گدوں کا استعمال تب ناجائز ہے جب وہ ریشم سے تیار کئے گئے ہوں۔ ''قس'' ایک بستی کا نام ہے جہاں کے تیار شدہ کپڑے فاخرانہ ہوتے تھے۔ ان کے بارے میں بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ ریشم سے تیار کئے گئے ہیں تو ان کا پہننا حرام ہے اور جو شخص چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا رہا اور بلا توبہ فوت ہو گیا تو وہ جنت میں ان برتنوں سے محروم رہے گا کیونکہ جنت میں اہل جنت کو سونے اور چاندی کے برتن دیئے جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

مریض کی عیادت کا اجر

(١٥٢٧)(٤) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۲۷) ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک (گویا) جنت کے باغات کے پھل تناول کرتا رہا۔ (مسلم)

١٥٢٦۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الامر باتباع الجنائز (١٢٣٩)، مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحریم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٦ [٥٣٨٨]

١٥٢٧۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل عیادة المریض (٢٥٦٨)[٦٥٥٣]

(١٥٢٨)(٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ. قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ؟ يَا ابْنَ آدَمَ! اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ. قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ؟ يَا ابْنَ آدَمَ! اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ. قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أَسْقِيْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا عَلِمْتُ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ؟)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٥٢٨) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی؟ (بندہ) کہے گا، اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا جب کہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ فرمائے گا، تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا۔ آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا، تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا؟ (بندہ) کہے گا، اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا، تجھے علم نہیں! میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے اس کو کھانا نہ کھلایا۔ کیا تجھے علم نہیں! اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس (کا ثواب) میرے پاس پاتا۔ آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، تو نے مجھے پانی نہ پلایا؟ وہ کہے گا، اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی طلب کیا تو نے پانی نہ پلایا۔ کیا تجھے علم نہیں! اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کا (ثواب) میرے پاس پاتا۔ (مسلم)

بیمار پرسی کے آداب

(١٥٢٩)(٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ: ((لَا بَأْسَ، طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ))، فَقَالَ لَهٗ: ((لَا بَأْسَ، طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ)). قَالَ: كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ. فَقَالَ: ((فَنَعَمْ إِذَنْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(١٥٢٩) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک بدوی (دیہاتی) کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے کر گئے اور جب آپ ﷺ کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لئے جاتے تو فرماتے، کچھ حرج نہیں! اگر اللہ نے چاہا تو تجھے (گناہوں سے) پاکیزگی حاصل ہوگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے یہی کلمات کہے۔ اس نے جواب دیا، بالکل نہیں بلکہ بوڑھا انسان تیز بخار کی زد میں ہے وہ (تیز بخار) اسے قبرستان لے جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری)

توضیح:...... جس طرح نبی ﷺ ایک دیہاتی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اسی طرح ایک عالم کسی جاہل کی بیمار پرسی کے لئے جا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کی بات کا جب بدوی نے الٹا جواب دیا تو آپ ﷺ نے اس کی تائید کی۔ چنانچہ دیہاتی اپنے کہنے کے مطابق اور نبی ﷺ کی تصدیق کے مطابق صبح کے وقت فوت ہوا پایا گیا (مرعات ٢۔٣ صفحہ ٤١)

١٥٢٨۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل عیادة المریض (٢٥٦٩)[٦٥٥٦]

١٥٢٩۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب مایقال للمریض وما یجیب (٥٦٦٢)

(١٥٣٠)(٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اشْتَكٰى مِنَّا إِنْسَانٌ، مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۳۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت وہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے۔ بعد ازاں یہ دعا کرتے (جس کا ترجمہ ہے) ''اے لوگوں کے رب! بیماری کی شدت کو دور کر اور ایسی شفا عطا کر جو بیماری کو ختم کر دے، تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا۔'' (بخاری، مسلم)

پھوڑے پھنسی پر دَم

(١٥٣١)(٩) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ. أَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِإِصْبَعِهٖ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفٰى. سَقِيْمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۳۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب کسی انسان کے کسی عضو میں درد ہوتا یا پھوڑا (نمودار) ہوتا یا زخم ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے دعا فرماتے (جس کا ترجمہ ہے) ''اللہ کے نام کے ساتھ (برکت حاصل کرتا ہوں) ہماری زمین کی مٹی، ہماری تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا حاصل ہو۔'' (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... بیمار کو منقول دعاؤں کے ساتھ دم کرنا اور انگشت شہادت کو تھوک لگا کر اسے مٹی کے ساتھ آلودہ کرنا اور درد کی جگہ پر اس کو لگانا درست ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

معوذات سے دَم کا طریقہ

(١٥٣٢)(١٠) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ، فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَتْ: كَانَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ۔

(۱۵۳۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو جاتے تو خود کو معوذات (سورتوں) کے ساتھ پھونک مار کر دم کرتے اور اپنے اعضاء پر اپنے ہاتھ پھیرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معوذات کے ساتھ دم کرتی جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دم کیا کرتے تھے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تبرکاً پھیرتی۔ (بخاری، مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی فرد بیمار ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذات سورتوں کی تلاوت فرما کر دم کیا کرتے تھے۔

١٥٣٠۔ صحيح بخاری كتاب المرضى باب دعاء العائد للمريض (٥٦٧٥)، مسلم كتاب السلام باب استحباب رقية المريض (٢١٩١)[٥٧٠٧]

١٥٣١۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب رقية النبی صلی اللہ علیہ وسلم (٥٧٤٥، ٥٧٤٦)، مسلم كتاب السلام باب استحباب الرقية من العين ٢١٩٤ [٥٧١٩]

١٥٣٢۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته (٤٤٣٩)، مسلم كتاب السلام باب رقية المريض بالمعوذات والنفث (٢١٩٢)[٥٧١٥]

توضیح:......معوذات سے مقصود قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس سورتیں ہیں۔ بخاری شریف میں دم کرنے اور ہاتھ پھیرنے کی تفصیل اسی طرح ہے کہ نبی ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مارتے بعد ازاں ان کو چہرے پر پھیرتے، اس کے بعد تمام جسم پر پھیرتے گویا کہ وہ سانس جو دم کے کلمات کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ متبرک ہے اور اس کے پھیرنے سے مرض کے افاقے کا امکان ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے کلام کے ساتھ دم کرتے ہوئے ہاتھ پھیرنا، اپنے ہاتھ پر پھونک کر مریض کے جسم پر پھیرنا اور دم کرنا مسنون ہے۔ بعض علماء اس سے استدلال کرتے ہیں کہ کاغذ پر اللہ کا کلام تحریر کر کے اس کو پانی کے ساتھ دھو کر تبرکاً مریض کو پلانا درست ہے۔ (مرعات جلد ۲۔۳ صفحہ ۴۳)

جسم میں درد کا مسنون دم

(١٥٣٣)(١١) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِی الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجْعًا يَجِدُهُ فِي جَسْدِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ، وَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ)). قَالَ: فَفَعَلْتُ. فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِیْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۵۳۳) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ ان کے جسم میں درد ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، اپنا ہاتھ اپنے جسم کے اس مقام پر رکھ جہاں درد ہے اور تین بار ''بسم اللہ'' پڑھ اور سات بار کہہ (جس کا ترجمہ ہے) ''میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ اس درد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جس کو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔'' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میرے درد کو ختم کر دیا۔ (مسلم)

جبریل امین علیہ السلام کا دم

(١٥٣٤)(١٢) وَعَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ جِبْرَئِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ نِاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۵۳۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل امین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے استفسار کیا، اے محمد! آپ ﷺ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا، اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر تکلیف دینے والی چیز، ہر نفس کے شر، یا حاسد آنکھ کے شر سے دم کرتا ہوں، اللہ آپ ﷺ کو شفا عطا کرے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں (مسلم)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ کا دم

(١٥٣٥)(١٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ:

(۱۵۳۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو دم کرتے ہوئے فرماتے (جس کا

١٥٣٣۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعا (٢٢٠٢)[٥٧٣٧]

١٥٣٤۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض والرقی (٢١٨٦)[٥٧٠٠]

١٥٣٥۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب وھو ما یلبی باب یزفون النسلان فی المشی (٣٣٧١)

((اعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لاَمَّةٍ))، وَّيَقُوْلُ: ((إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِيْ أَكْثَرِ نُسَخِ ((الْمَصَابِيْحِ)). ((بِهِمَا)) عَلٰى لَفْظِ التَّثْنِيَةِ۔

ترجمہ ہے)''میں تم دونوں کو اللہ کے نقص سے پاک کلمات کے ساتھ ہر شیطان، زہریلے کیڑے مکوڑوں اور ہر نظر بد والی آنکھ سے پناہ میں دیتا ہوں۔'' اور فرماتے تھے، تمہارے والد (ابراہیم علیہ السلام) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ (بخاری) مصابیح کے اکثر نسخوں میں تثنیہ کا صیغہ "بھما" ہے یعنی "بھا" کی بجائے ''بھما'' (مگر یہ کاتب کی غلطی ہے)

مصائب سے گناہوں کا دُور ہونا

(١٥٣٦)(١٤) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(١٥٣٦) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ (بخاری)

(١٥٣٧)(١٥) وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ، وَّلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ، وَّلَا حُزْنٍ، وَّلَا أَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٥٣٧) ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کو کوئی تھکاوٹ، درد، فکر، غم، تکلیف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس (مسلمان) کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے (بخاری)

(١٥٣٨)(١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَجَلْ، إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)). قَالَ: فَقُلْتُ: ذٰلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ فَقَالَ: ((أَجَلْ)). ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصِيْبُهٗ أَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ، إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ [تَعَالٰى] بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٥٣٨) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شدید بخار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! مجھے تم میں سے دو آدمیوں جتنا بخار ہوتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اس کا سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بالکل درست ہے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کو بیماری وغیرہ کا عارضہ لاحق ہوتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہ دور فرماتا ہے جیسا کہ درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

١٥٣٦۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارۃ المرضی (٦٥٤٥)

١٥٣٧۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارۃ المرضی (٥٦٤١، ٥٦٤٢)، مسلم کتاب البر و الصلۃ باب ثواب المومن فیما یصیبہ (٢٥٧٣)[٦٥٦٨]

١٥٣٨۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب اشد الناس بلاء الانبیاء (٥٦٤٨)، مسلم کتاب البر و الصلۃ باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض (٢٥٧١[٦٥٥٩]

(١٥٣٩)(١٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا نِالْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۳۹) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ درد میں مبتلا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ (بخاری، مسلم)

(١٥٤٠)(١٨) وَعَنْهَا قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحِدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۵۴۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں فوت ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو ملاحظہ کرنے کے بعد نزع کی سختی کو میں کسی کے لئے ناپسندیدہ نہیں سمجھوں گی۔ (بخاری)

توضیح: ...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے۔ آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے کے گڑھے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں، میرا خیال تھا کہ موت کی سختی میں وہ شخص مبتلا ہوتا ہے جو گناہگار ہے لیکن جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے طاری ہونے کے وقت شدت کا ملاحظہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا خیال درست نہیں تھا بلکہ جان کنی کے وقت ہونے والی تکلیف سے گناہ دور ہوتے ہیں اور ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

مومن اور منافق کی زندگی میں فرق

(١٥٤١)(١٩) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ الْمُوْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيَاحُ، تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَّتَعْدِلُهَا أُخْرٰى، حَتّٰى يَأْتِيَهُ اَجَلُهُ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيْبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اِنْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۴۱) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کی مثال نرم و نازک کھیتی کی سی ہے جس کو ہوا ہلاتی رہتی ہیں۔ کہیں اس کو نیچا کرتی ہیں اور کہیں اس کو سیدھا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آجاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو زمین میں مضبوطی کے ساتھ گڑا ہوتا ہے اس کو کوئی حادثہ پیش نہیں آتا یہاں تک کہ ایک ہی بار اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

(١٥٤٢)(٢٠) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ، وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۴۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کی مثال اس کھیتی کی مانند ہے جس کو ہوائیں (ادھر ادھر) جھکاتی رہتی ہیں (چنانچہ اسی طرح) مومن کو ہمیشہ مصائب کا سامنا رہتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی مانند ہے کہ کاٹنے کے وقت کے علاوہ اس کو ذرا جنبش نہیں ہوتی۔ (بخاری، مسلم)

١٥٣٩۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب شدة المرض (٥٦٤٦)، مسلم کتاب البر والصلة باب ثواب المومن فیما یصیبه (٢٥٧٠)[٦٥٥٧]

١٥٤٠۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته (٤٤٤٦)

١٥٤١۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارة المریض (٥٦٤٣)، مسلم کتاب صفات المنافقین باب مثل المومن کالزرع (٢٨١٠)[٧٠٩٤]

١٥٤٢۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارة المریض (٥٦٤٤)، مسلم کتاب صفات المنافقین باب مثل المومن کالزرع (٢٨٠٩)[٧٠٩٢]

(١٥٤٣)(٢١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ: ((مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ؟)) قَالَتْ: الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا، فَقَالَ: ((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۴۳) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا وجہ ہے تو سخت کانپ رہی ہے؟ اس نے عرض کیا، بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخار کو برا بھلا نہ کہو اس لئے کہ بخار لوگوں کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (مسلم)

(١٥٤٤)(٢٢) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۴۴) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب (مومن) بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں اسی طرح کے نیک اعمال ثبت ہوتے ہیں جن کو وہ (گھر میں) مقیم رہتے ہوئے بحالت صحت ادا کرتا تھا۔ (بخاری)

طاعون سے موت شہادت ہے

(١٥٤٥)(٢٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۴۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کی طاعون سے (موت) شہادت ہے (بخاری، مسلم)

توضیح: ......طاعون وبائی مرض ہے، غیر مسلم کے لئے بوجہ کبیرہ گناہوں کے سزا ہے جبکہ مسلمان کو شہادت کا درجہ عطا کرتی ہے البتہ یہ اخروی شہادت ہے۔ (واللہ اعلم)

شہادت کی اقسام

(١٥٤٦)(٢٤) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ، وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِيْقُ، وَصَاحِبُ الْهَدَمِ، وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۴۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ (قسم کے لوگ) شہید ہیں۔ طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا اور دب کر مرنے والا نیز وہ شخص جو میدان جنگ میں مارا جاتا ہے وہ شہید ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید تین قسم کے ہیں۔

ا۔ دنیوی اور اخروی دونوں لحاظ سے شہید جیسے وہ لوگ جو میدان جہاد میں شہید ہو جاتے ہیں۔

١٥٤٣۔ صحيح مسلم كتاب البر والصلة باب ثواب المومن فيما يصيبه (٢٥٧٥)[٦٥٧٠]

١٥٤٤۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل فی الاقمة (٢٩٩٦)

١٥٤٥۔ صحيح بخاری كتاب باب ما يذكر فی الطاعون (٥٧٣)، مسلم كتاب الامارة باب بيان الشهداء (١٩١٦)[٤٩٤٤]

١٥٤٦۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد والسير باب الشهادة سبع سوى القتل (٢٨٢٩)، مسلم كتاب الامارة باب بيان الشهداء (١٩١٤)[٤٩٣٨]

۲۔ اخروی لحاظ سے شہید جیسا کہ اس حدیث میں چار انسانوں کا ذکر ہوا ہے۔

۳۔ اچانک موت سے ہمکنار ہونے والے۔

دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے جنگ کرتے ہوئے قتل ہونے والے یا میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے قتل ہونے والے شہید نہیں کہلائیں گے۔ (مرعات جلد ۲۔۳ صفحہ ۴۱)

طاعون زدہ علاقے سے فرار کا حکم

(۱۵۴۷)(۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عَنِ الطَّاعُوْنَ فَأَخْبَرَنِيْ: ((أَنَّهُ عَذَابٌ يَّبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ، لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنَ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهٗ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ، اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۵۴۷) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا، یہ تو عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے (لیکن) ایماندار لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو رحمت بنایا ہے۔ کسی شہر میں طاعون کی وباء پھیلنے کی صورت میں جو شخص صبر کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے اس شہر میں مقیم رہتا ہے، اس یقین کے ساتھ کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے تو اس کو حقیقی شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری)

(۱۵۴۸)(۲۶) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ، أَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۵۴۸) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون (وباء) عذاب ہے جس میں بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا تم سے پہلے لوگوں کو مبتلا کیا گیا۔ جب تم کسی علاقے کے بارے میں سنو کہ (وہاں) طاعون ہے تو تم اس علاقے میں نہ جاؤ اور جب اس علاقے میں طاعون واقع ہو جائے جس میں تم رہتے ہو تو اس علاقے سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ (بخاری، مسلم)

آنکھوں کے بدلے جنت

(۱۵۴۹)(۲۷) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ، ثُمَّ صَبَرَ، مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۵۴۹) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ سبحانہ، وتعالیٰ نے فرمایا، جب میں اپنے بندے کی اس کی دو محبوب چیزوں میں آزمائش کروں اور وہ اس پر صبر کرے تو میں ان دونوں چیزوں کے بدلے اس کو جنت عطا کروں گا۔ (دو محبوب نعمتوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں) (بخاری)

۱۵۴۷۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب اجر الصابر علی الطاعون (۵۷۳۴)

۱۵۴۸۔ صحیح بخاری کتاب الحیل باب مایکرہ من احتیال فی الفرار من الطاعون (۶۹۷۴)، مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرة (۲۲۱۸)، [۵۷۷۲]

۱۵۴۹۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب فضل من ذهب بصره (۵۶۵۳)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

مومن کی بیمار پرسی کا اجر

(١٥٥٠)(٢٨)عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

(١٥٥٠) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے اس کے حق میں شام تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے تو صبح تک اس کے حق میں فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے باغیچہ (بن جاتا) ہے (ترمذی، ابوداود)

(١٥٥١)(٢٩) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ يُصِيْبُنِيْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

(١۵۵١) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، میری آنکھوں میں درد تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے میری بیمار پرسی فرمائی (احمد، ابوداود)

(١٥٥٢)(٣٠) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا، بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

(١۵۵٢) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے احسن طریق سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی حصول ثواب کی نیت سے بیمار پرسی کی تو وہ دوزخ سے ساٹھ سال کی مسافت (کے بقدر) دور کیا جائے گا (ابوداود)

توضیح:......اس حدیث کی سند میں فضل بن دلہم واسطی راوی لین الحدیث ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ٣ صفحہ ٣٥١، مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٤٨٩)

(١٥٥٣)(٣١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إِلَّا شُفِيَ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(١۵۵٣) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرتا ہے اور سات بار کہتا ہے (جس کا ترجمہ ہے) ''میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفا عنایت کرے۔'' تو اس کو شفا حاصل ہوتی ہے مگر جب اس کی موت کا وقت آن پہنچا ہو (ابوداود، ترمذی)

١٥٥٠۔حسن سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی فضل العیادۃ (٣٠٩٨)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی عیادۃ المریض (٩٦٩)، ابن ماجہ (١٤٤٢)، حاکم (٣/ ٣٤١ح)

١٥٥١۔صحیح سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی العیادۃ من الرعد (٣١٠٢)، احمد (٤/ ٣٧٥) حاکم (١/ ٣٤٢)

١٥٥٢۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی فضل العیادۃ علی وضوء (٣٠٩٧)، فضل بن دلھم الواسطی ضعیف راوی ہے۔

١٥٥٣۔ اسنادہ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الدعاء للمریض عند العیادۃ (٣١٠٦)، الترمذی کتاب الطب، (٣٠٨٣)، ابن حبان (٧١٤)، حاکم (١/ ٣٤٢)

(١٥٥٤)(٣٢) وَعَنْـهُ، أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ كَـانَ يُـعَـلِّـمُـهُمْ مِّنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَّـقُـوْلُـوْا: ((بِسْـمِ الـلّٰـهِ الْـكَبِيْرِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْـعَـظِيْـمِ، مِـنْ شَرِّكُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ، وَّمِنْ شَرِّ حَرِّالنَّارِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَـرِيْبٌ، لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ وَهُوَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ.

(۱۵۵۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ انہیں بخار اور ہر قسم کے درد کے بارے میں فرماتے کہ وہ (دم کرتے ہوئے) کہیں، (جس کا ترجمہ ہے) ''اللہ کبریائی والے کا نام کے ساتھ، میں عظمت والے اللہ کے ساتھ، ہر ایسی جوش مارنے والی رگ کے شر اور دوزخ کی شدید گرمی کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔'' (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (اور) صرف ابراہیم بن اسماعیل (راوی) سے معروف ہے اور یہ راوی حدیث کے بارے میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

(١٥٥٥)(٣٣) وَعَـنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اشْتَكٰى مِـنْكُمْ شَيْئًا أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَّهُ، فَلْيَقُلْ: رَبُّنَا اللّٰهُ الَّـذِيْ فِي السَّمَآءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا أَنَّ رَحْمَتَكَ فِي السَّمَآءِ فَـاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَـطَـايَـانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ، وَشِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ، عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ فَيَبْرَأُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(۱۵۵۵) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سنا آپ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص کچھ بیماری محسوس کرے یا اس کا (مسلمان) بھائی بیمار ہو جائے تو وہ (دم کرتے ہوئے) کہے، (جس کا ترجمہ) ''ہمارا پروردگار اللہ ہے جو آسمانوں میں ہے، تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان وزمین میں (نافذ) ہے جیسا کہ تیری رحمت آسمانوں میں ہے اسی طرح تو اپنی رحمت زمین پر فرما، ہمارے گناہوں اور ہماری غلطیوں کو معاف فرما، تو پاک لوگوں کا پروردگار ہے تو اپنی رحمت سے رحمت اور اپنی شفا سے شفا کو اس درد پر نازل فرما۔'' چنانچہ اس دم سے تندرستی حاصل ہو جائے گا۔ (ابوداود)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں زیادہ بن محمد راوی کو امام بخاری رحمہ اللہ نے غائت درجہ ضعیف قرار دیتے ہوئے منکر الحدیث کہا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ٢ صفحہ ٩٨، مشکوۃ علامه البانی جلد ١ صفحه ٤٩٠)

بیمار پرسی کے وقت کیا کہا جائے

(١٥٥٦)(٣٤) وَعَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ ((إِذَا جَـآءَ الرَّجُلُ يَـعُـوْدُ مَرِيْضًا يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْـدَكَ يَـنْـكَـأُلَكَ عَـدُوًّا أَوْ يَمْشِـيْ لَكَ إِلٰـى جَنَازَةٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(۱۵۵۶) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص بیمار کی بیمار پرسی کرنے آئے تو وہ کہے، (جس کا ترجمہ ہے) ''اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما، تیرے دشمن کو زخمی کرے گا یا تیری رضا کے لئے جنازے کے ساتھ جائے گا۔'' (ابوداود)

١٥٥٤۔ اسناده ضعيف سنن الترمذی كتاب الطب (٢٠٧٥)، ابن ماجه (٣٥٢٦)، ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ ضعیف ہے اور داؤد بن حصین کی عکرمہ سے روایت منکر ہوتی ہے۔

١٥٥٥۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الطب باب كيف الرقى (٣٨٩٢)، زیادہ بن محمد منکر الحدیث راوی ہے۔

١٥٥٦۔ أسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب الدعا للمريض عند العيادة (٣١٠٧) ابن حبان (٧١٥) حاكم (١/ ٣٤٤)

(۱۵۵۷)(۳۵) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ . وَعَنْ قَوْلِهِ: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ايُّجْزَ بِهِ﴾ . فَقَالَتْ: مَا سَأَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هٰذِهٖ مُعَاتَبَةُ اللّٰهِ الْعَبْدَ بِمَا يُصِيْبُهُ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ، حَتّٰى الْبِضَاعَةَ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ قَمِيْصِهٖ، فَيَفْقِدُهَا، فَيَفْزَعُ لَهَا، حَتّٰى إِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ، كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِيْرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۵۵۷) علی بن زید سے روایت ہے وہ امیہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ عزوجل کے (درج ذیل) قول کے بارے میں دریافت کیا۔ (جس کا ترجمہ ہے) ''اگر تم اس کو ظاہر کرو جو تمہارے نفسوں میں ہے یا اس کو پوشیدہ کرو، تو اللہ اس کے بارے میں تم سے محاسبہ کرے گا۔'' نیز اللہ کے قول (جس کا ترجمہ ہے) ''جس شخص نے برائی کی اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ہے، مجھ سے یہ سوال کسی نے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کی جانب سے بندے کا مواخذہ کرنا ہے جو اس کو بخار یا چوٹ وغیرہ لگتی ہے یہاں تک کہ وہ جس مال کو اپنی قمیض کی جیب میں ڈالتا ہے تو اس کو گم پاتا ہے اس وجہ سے گھبرا جاتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ سونے کی سرخ ڈلی بھٹی سے صاف نکلتی ہے۔ (ترمذی)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف۔ (الجرح والتعدیل جلد٦ صفحه١٠٢، المجروحین جلد ٢ صفحه ١٠٣، میزان الاعتدال جلد ٣ صفحه ١٢٧، مشکوۃ علامه البانی جلد١ صفحه ٤٩١)

(۱۵۵۸)(۳٦) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُصِيْبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُوْنَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ، وَمَا يَعْفُوْا اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرُ، وَقَرَأَ: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ﴾ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۵۵۸) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کو جب کبھی کوئی چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے گناہوں کی وجہ سے پہنچتی ہے البتہ جتنے گناہ اللہ معاف کرتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ) ''تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ بسبب تمہارے گناہوں کے ہے جبکہ زیادہ گناہوں کو وہ معاف کر دیتا ہے۔'' (ترمذی)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن وازع اور ان کے استاد دونوں مجہول ہیں۔

(مشکوۃ علامه البانی جلد ١ صفحه ٤٩١)

(۱۵۵۹)(۳۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ حَسَنَةٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ، ثُمَّ مَرِضَ، قِيْلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهٖ: اكْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ

(۱۵۵۹) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہے پھر وہ بیمار ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ مقرر کردہ فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ اسکا عمل اسی طرح تحریر کرتے رہو، جس طرح وہ تندرستی میں کرتا تھا یہاں

١٥٥٧۔ اسناده ضعيف سنن الترمذی کتاب تفسير القرآن باب ومن سورة البقرة (٢٩٩١)، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔
١٥٥٨۔ اسناده ضعيف سنن الترمذی کتاب تفسير القرآن باب ومن سورة حم عسق الشورى (٣٢٥٢) عبیداللہ بن الوازع اور اسکا شیخ دونوں مجہول راوی ہیں۔
١٥٥٩۔ صحيح احمد (٢/ ٢٠٣) حاكم (١/ ٣٤٨)، شرح السنة (٥/ ٢٤٠، ٢٤١ ح ١٤٢٩)

إِذَا كَانَ طَلِيْقًا حَتّٰى أُطْلِقَهُ، أَوْ أَكْفِتَهُ إِلَيَّ))۔

تک کہ میں اس کو بیماری سے رہائی عطا کروں یا اس کو موت سے ہمکنار کروں (شرح السنہ)

مومن کی بیماری میں اس کے اعمال صالحہ کا اجر

(۱۵۶۰)(۳۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا ابْتَلَى الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهِ، قِيْلَ لِلْمَلَكِ: اكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ، فَإِنْ شَفَاهُ غَسَّلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَلَهُ، وَرَحِمَهُ)). رَوَاهُمَا فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))۔

(۱۵۶۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مسلمان شخص جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اس کے ان صالح اعمال کو تحریر کرتے رہو جنہیں وہ (بیماری سے قبل) کرتا تھا اگر اس کو بیماری سے شفا مل جاتی ہے تو بیماری کی وجہ سے گناہوں سے دھل جاتا ہے اور اسے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اگر اللہ اس کو فوت کر لیتا ہے تو اس کو معاف کر دیتا ہے اور اس پر رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ (شرح السنہ)

شہداء کی اقسام

(۱۵۶۱)(۳۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ، سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ، وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ، وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ، وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجَمْعٍ شَهِيْدٌ)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۵۶۱) جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی راہ میں مارے جانے والے شہید کے علاوہ شہادت کی موت سات قسم کی ہے۔ طاعون سے مرنے والا شہید ہے، پانی میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے، پہلو کے درد سے مرنے والا شہید ہے، بوجھ تلے دب کر مرنے والا شہید ہے، آگ میں جل کر مرنے والا شہید ہے اور وہ عورت جو حمل کی حالت میں مر گئی، وہ بھی شہید ہے۔ (مالک، ابوداود، نسائی)

(۱۵۶۲)(۴۰) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((اَلْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسْبِ دِيْنِهِ فَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ صُلْبًا نِاشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ رِقَّةٌ هُوِّنَ

(۱۵۶۲) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ آزمائشوں سے دو چار ہونے والے کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کے بعد صاحب فضیلت لوگ ہیں پس صاحب فضیلت لوگوں میں سے ہر شخص کو اس کے دین کے لحاظ سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ

۱۵۶۰۔ صحیح احمد (۳/ ۱۴۸)، شرح السنة (۵/ ٦٤١ ح ۱۴۳۰)

۱۵۶۱۔ صحیح سنن ابی دائود کتاب الجنائز باب فی فضل من مات فی الطاعون (۳۱۱۱)، النسائی کتاب الجنائز باب النهی من البکاء علی المیت (۱۸۴۸)، ابن ماجه (۲۸۰۳)، موطا امام مالک کتاب الجنائز باب النهی عن البکاء علی المیت (۱/ ۲۳۳ ح ۵۵۵)

۱۵۶۲۔ اسناده حسن، (سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی الصبر علی البلاء (۲۳۹۸)، ابن ماجه کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء (۴۰۲۳)، الدارمی کتاب الرقاق باب اشد الناس بلاء (۲۷۸۳)

عَلَيْهِ، فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ. وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ: التِّرْمَذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

دین (کے امور) میں سخت ہے تو اس کے لئے آزمائش بھی سخت ہے اور اگر وہ دین کے (امور) میں کمزور ہے تو اس کئے لیے آزمائش بھی معمولی ہے۔ اسی طرح وہ آزمائش میں مبتلا رہتا ہے حتی کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر زمین پر چلنے پھرنے لگتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) امام ترمذی رحمہ اللہ کا کہنے ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٥٦٣) (٤١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَا أَغْبِطُ أَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَأَيْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۵۶۳) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ کسی شخص کے آرام کے ساتھ مرنے پر مجھے رشک نہیں ہوگا، جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی شدت کا مشاہدہ کیا ہے۔ (ترمذی، نسائی)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن علاء راوی مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۵۷۹، مشکوۃ علامہ ناصر الدین البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۲)

(١٥٦٤)(٤٢) وَعَنْهَا، قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ، أَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

(۱۵۶۴) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہوتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک پیالے میں پانی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر اپنے چہرے پر پھیرتے اور (یہ) کلمات کہتے ''اے اللہ! موت کی ناگواریوں یا موت کی شدتوں پر میری مدد فرما۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن سرجس راوی ہے، اسے کسی امام نے ثقہ قرار نہیں دیا۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۳)

(١٥٦٥)(٤٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰى يُوَافِيَهٗ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۵۶۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا کو اس سے دور رکھتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے گناہوں کا بدلہ ملے گا۔ (ترمذی)

١٥٦٣۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی التشديد عند الموت (٩٧٩)، النسائی كتاب الجنائز باب شدة الموت (١٨٣١)، عبدالرحمٰن بن العلاء مجہول راوی ہے۔

١٥٦٤۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی التشديد عند الموت (٩٧٨)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فی ذكر مرض رسول الله (١٦٢٣) صححه الحاكم (٢/ ٤٦٥، ووافقه الذهبی)

١٥٦٥۔ حسن سنن الترمذی كتاب الزهد باب ما جاء فی الصبر علی البلاء (٢٣٩٦)

(١٥٦٦)(٤٤) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ عِظَمَ الْجزَآءِ، مَعَ عِظَمِ الْبَلَآءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاهُمْ، فَمَنْ رَضِىَ فَلَهُ الرِّضَآءُ وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

(١٥٦٦) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کثرت ثواب کا تعلق مصائب کی سختی کے ساتھ ہے بلاشبہ! اللہ عزوجل جب کسی جماعت کو محبوب جانتے ہیں تو اسے آزمائشوں میں ڈالتے ہیں پس جو شخص آزمائش پر راضی ہے اس کو اللہ کی رضا حاصل ہوگی اور جس شخص نے جزع فزع کا اظہار کیا اس پر اللہ کی ناراضگی ہوگی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(١٥٦٧)(٤٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((لَا يَزَالُ الْبَلَآءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ، حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مَالِكٌ نَحْوَهٗ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(١٥٦٧) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن مرد اور مومنہ عورت کے جسد، اس کے مال اور اس کی اولاد پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کی ملاقات اللہ سے ہوتی ہے تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے۔ (ترمذی) امام مالک رحمہ اللہ نے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(١٥٦٨)(٤٦) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ نِالسُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ، ابْتَلَاهُ فِيْ جَسَدِهٖ أَوْ فِيْ مَالِهٖ أَوْفِيْ وَلَدِهٖ، ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

(١٥٦٨) محمد بن خالد سلمی سے روایت ہے وہ اپنے والد سے وہ محمد کے دادا سے بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لئے جب اللہ کی جانب سے بلند مقام اللہ کے علم میں ہوتا ہے جس کو وہ اپنے اعمال کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ عزوجل اس کو جسمانی، مالی یا اولاد کی پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو (صبر کی) توفیق عطا کرتا ہے تو وہ مرتبہ اسے حاصل ہو جاتا ہے جو اللہ کے علم میں اس کے لئے ہوتا ہے۔ (احمد، ابوداود)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں محمد بن خالد راوی مجہول ہے۔

(میزان الاعتدال جلد٣ صفحه ٥٣٤، مشكوة علامه البانى جلد ١ صفحه ٤٩٤)

(١٥٦٩)(٤٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شِخِّيْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ ابْنِ اٰدَمَ وَإِلٰى

(١٥٦٩) عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابن آدم کی حالت یہ ہے کہ اس کے پہلو میں

١٥٦٦۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی الصبر علی البلاء (٢٣٩٦)، ابن ماجه کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء (٤٠٣١)

١٥٦٧۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی الصبر علی البلاء (٢٣٩٩)، وموطا الامام مالك كتاب الجنائز باب الحسبة فى العصيبة (١/ ٢٣٦ ح ٤٠)، ابن حبان (٦٩٧ حاكم (٤/ ٣١٤، ٣١٥)

١٥٦٨۔ اسناده ضعيف احمد (٥/ ٢٧٢)، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب الامراض المكفرة للذنوب (٣٠٩٠)، محمد بن خالد مجہول راوی ہے۔

١٥٦٩۔ ضعيف، سنن الترمذى كتاب القدر ١٤ (٢١٥٠)، قتادہ مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

جَنْبِہٖ تَسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ مَنِیَّةً، إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتّٰى يَمُوْتَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

ننانوے موت (کے اسباب) ہیں۔ اگر وہ ان موت کے اسباب سے بچ کر نکل جاتا ہے تو بڑھاپے کی نظر ہو جاتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

(١٥٧٠)(٤٨) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حِيْنَ يُعْطٰى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ، لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(١٥٧٠) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب (واکرام) سے نوازا جائے گا تو تندرست لوگ خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں کے ساتھ کاٹے جاتے (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

(١٥٧١)(٤٩) وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْأَسْقَامَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ، ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ، كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ، وَمَوْعِظَةً لَهٗ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ. وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ، كَانَ كَالْبَعِيْرِ إِذَا عَقَلَهٗ أَهْلُهٗ ثُمَّ أَرْسَلُوْهُ، فَلَمْ يَدْرِلِمَ عَقَلُوْهُ وَلِمَ أَرْسَلُوْهُ)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْأَسْقَامُ؟ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ. فَقَالَ: ((قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

(١٥٧١) عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا مومن (انسان) جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو تندرستی عطا کرتا ہے تو بیماری اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور آئندہ کے لئے اس کے لئے تنبیہ ہوتی ہے لیکن منافق بیمار ہونے کے بعد جب تندرست ہوتا ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جس کو گھر والوں نے باندھا اور پھر چھوڑ دیا، اسے نہیں معلوم کہ اسے انہوں نے کیوں باندھا اور کیوں چھوڑا؟ ایک شخص نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! بیماری کیا ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم سے دور ہو جا، تو ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ (ابوداود)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں ابومنظور شامی راوی مجہول ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٤٩٤)

(١٥٧٢)(٥٠) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ أَجَلِهٖ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَيَطِيْبُ بِنَفْسِهٖ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(١٥٧٢) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاؤ تو اسے لمبی عمر کا طمع دلاؤ۔ اس سے تقدیر تو پلٹ نہیں سکتی البتہ بیمار کو اس سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی راوی منکر الحدیث ہے۔ (الجرح والتعدیل جلد ١ صفحہ ٨٧٠، انصعفاء الصغیر صفحہ ٣٤٧، تقریب التہذیب جلد ٢ صفحہ ٢٨٧، مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٤٩٠)

١٥٧٠۔ حسن الترمذی کتاب الزھد ٥٩ (٢٤٠٢)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

١٥٧١۔ اسنادہ ضعیف، سنن داؤد کتاب الجنائز باب الامراض المکفرۃ للذنوب (٣٠٨٩)، ابومنظور مجہول راوی ہے۔

١٥٧٢۔ اسنادہ ضعیف سنن الترمذی کتاب الطب باب ٣٥، (٢٠٨٧)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی عیادۃ المریض (١٤٣٨)، موسیٰ بن محمد منکر الحدیث ہے۔

پیٹ کی بیماری سے موت کی فضیلت

(۱۵۷۳)(۵۱) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ قَتَلَهٗ بَطْنُهٗ لَمْ يُعَذَّبْ فِيْ قَبْرِهٖ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۵۷۳) سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کو اس کے پیٹ کی بیماری نے موت سے ہمکنار کیا اس کو قبر کا عذاب نہیں ہوگا (احمد، ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

یہودی کی عیادت اور دعوت اسلام

(۱۵۷٤)(۵۲) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: ((أَسْلِمْ)). فَنَظَرَ إِلٰى أَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ، فَقَالَ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ: فَأَسْلَمَ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۵۷۴) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کے لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے اپنے والد کی جانب دیکھا جو اس کے قریب تھا۔ اس نے کہا، ''ابوالقاسم'' کی اطاعت کرو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے باہر) تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما رہے تھے ''سب حمد وثنا اللہ کے لئے ہے، جس نے اس کو دوزخ سے بچالیا۔'' (بخاری)

(۱۵۷۵)(۵۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ فِي السَّمَآءِ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

(۱۵۷۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کے لیے آسمان میں فرشتہ منادی کرتا ہے کہ تیرا حال عمدہ ہے، تیرا چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں عظیم منزل حاصل کی ہے (ابن ماجہ)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں ابوسنان راوی لین الحدیث ہے (مشکوۃ علامہ البانی جلد ق صفحہ ۴۹۶)

بیمار کے بارے میں عمدہ بات کرنا

(۱۵۷٦)(۵٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ

(۱۵۷۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس بیماری میں فوت ہوئے، اس میں علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے باہر آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، اللہ کی مہربانی سے

۱۵۷۳۔ صحیح سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الشهداء من هم (۱۰٦٤) النسائی (۲۰۵٤)، احمد(٤/ ۲٦۲)

۱۵۷٤۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه (۱۳۵٦)

۱۵۷۵۔ اسناده ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب ما جاء فی ثواب من عاد مریضاً (۱٤٤۳)، ابوسنان عیسیٰ بن سنان ضعیف راوی ہے۔

بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

آپ ﷺ کا حال اچھا ہے۔(بخاری)

مرگی کی بیماری پر صبر کا پھل

(١٥٧٧)(٥٥) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى: قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ. فَادْعُ اللّٰهَ لِي، فَقَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)). فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٥٧٧) عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں تجھے ایسی خاتون نہ دکھاؤں جو جنتی ہے؟ میں نے کہا ضرور۔ انہوں نے فرمایا، یہ سیاہ رنگ کی عورت جو نبی ﷺ کے پاس آئی ہے اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھ پر صرع کا (مرگی) حملہ ہوتا ہے اور میرے کپڑے جسم سے دور ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو چاہے تو (اس بیماری پر) صبر کرے اور تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے عافیت عطا کرے۔ اس نے جواب دیا، میں صبر کرتی ہوں اور کہا کہ میرے کپڑے دور ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ اللہ سے دعا فرمائیں کہ میرے کپڑے دور نہ ہوں (تاکہ میرا جسم عریاں نہ ہو جائے) آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔(بخاری، مسلم)

توضیح:...... صرع کو مرگی کہا جاتا ہے یہ مرض دماغی ہے، روی بخارات دماغ کی جانب چڑھتے ہیں، جس سے اعضاء رئیسہ کے افعال میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ مریض بے ہوش ہو کر چہرے کے بل زمین پر گر پڑتا ہے۔ اعضاء میں تشنج رونما ہوتا ہے اور منہ سے جھاگ ٹپکنے لگ جاتی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے کہ اگر پچیس سال کی عمر تک یہ بیماری لاحق ہو تو اس کا علاج ممکن نہیں۔ شاید اس عورت کو بھی یہ مرض اسی عمر میں لاحق ہوا ہو، اس لیے نبی ﷺ نے اس عورت کو صبر کی تلقین کی اور جنت کی خوشخبری دی۔ معلوم ہوا کہ بیماری کا علان نہ کرنا اور اس پر صبر کرنا علاج کرنے سے افضل ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ علاج کرنا دوا کے ساتھ علاج کرنے سے بہتر ہے۔ (مراعات شرح مشکوۃ جلد ٢۔٣ صفحہ ٤٣١)

(١٥٧٨)(٥٦) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: هَنِيئًا لَهُ، مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْحَكَ! وَمَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ فَكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ)). رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

(١٥٧٨) یحییٰ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں فوت ہوا، ایک شخص نے کہا، یہ خوش نصیب ہے بغیر بیمار ہونے کے فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تجھ پر افسوس ہے! تجھے معلوم نہیں کہ اگر اللہ اس کو کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس سے اس کے گناہ دور ہو جاتے مالک نے مرسل بیان کیا ہے۔

١٥٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب المعانقة وقول الرجل کیف اصبحت (٦٢٦٦)

١٥٧٧۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب فضل من یصرع من الریح (٥٦٥٢)، مسلم کتاب البر والصلة باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض (٢٥٧٦) [٢٥٧١]

١٥٧٨۔ ضعیف موطاامام مالک کتاب العین باب ماجاء فی اجر المریض (٢/ ٩٤٢ح ١٨١٧) ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بیماری گناہوں کو ختم کرتی ہے

(۱۵۷۹)(۵۷) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيِّ، رضی اللہ عنہما، أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى رَجُلٍ مَّرِيْضٍ يَّعُوْدَانِهٖ، فَقَالَا لَهٗ كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ بِنِعْمَةٍ. قَالَ شَدَّادٌ: أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّئَاتِ، وَحَطِّ الْخَطَايَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنًا، فَحَمِدَنِيْ عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهٗ، فَإِنَّهٗ يَقُوْمُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ مِنَ الْخَطَايَا، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: أَنَا قَيَّدْتُّ عَبْدِيْ وَابْتَلَيْتُهٗ، فَأَجْرُوْا لَهٗ مَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهٗ وَهُوَ صَحِيْحٌ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

(۱۵۷۹) شداد بن اوس اور صنابحی سے روایت ہے کہ وہ دونوں ایک بیمار کے ہاں بیمار پرسی کے لئے گئے۔ انہوں نے اس سے استفسار کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا، مجھ پر اللہ کا احسان ہے۔ (گویا اس نے تقدیر پر رضامندی کا اظہار کیا) شداد نے کہا، خوش ہو جائیں آپ کے گناہ دور ہو گئے اور غلطیاں محو ہو گئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کی آزمائش کرتا ہوں تو اس آزمائش پر وہ میری تعریف کرتا ہے تو جب وہ بیماری سے اٹھتا ہے تب اس کی حالت اس دن کی طرح ہوتی ہے جس دن اس کو اس کی والدہ نے گناہوں سے پاک جنم دیا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری کے سبب روکے رکھا اور اس کی آزمائش کی، تم اس کے وہ اعمال (باقاعدہ) ثبت کرتے جاؤ جو اس کے تندرست ہونے کی حالت میں ثبت کرتے تھے۔ (مسند احمد)

(۱۵۸۰)(۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ، ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

(۱۵۸۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کسی شخص کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے اعمال (صالحہ) کفارہ نہیں بنتے تو اللہ عزوجل اس کو غم میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ اس کے گناہ جھاڑ دے (مسند احمد)

(۱۵۸۱)(۵۹) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَحْمَدُ۔

(۱۵۸۱) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لئے چلے وہ رحمت (الٰہی) میں غوطہ زن رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے۔ تو رحمت (الٰہی) میں ڈوب جاتا ہے (مالک، احمد)

بخار کے لیے نسخہ نبوی ﷺ

(۱۵۸۲)(۶۰) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمّٰى،

(۱۵۸۲) ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی شخص کو بخاری (کا عارضہ) لاحق ہو تو

۱۵۷۹۔ اسنادہ حسن، مسند احمد (۴/ ۱۲۳)

۱۵۸۰۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (۶/ ۱۵۷) لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

۱۵۸۱۔ حسن موطا امام مالک کتاب العین باب عیادۃ المریض والطیرۃ (۲/ ۹۴۶ ح ۱۸۲۶)، احمد (۳/ ۳۰۴)، شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

۱۵۸۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الطب ۳۳، (۲۰۸۴)، سعید بن زرعہ حمصی مجہول الحال راوی ہے۔

فَإِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ، فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ، فَلْيَسْتَنْقِعْ فِيْ نَهْرٍ جَارٍ وَلْيَسْتَقْبِلْ جَرْيَتَهُ، فَيَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ. بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَلْيَنْغَمِسْ فِيْهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ سَبْعٍ فَتِسْعٌ، فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تَجَاوِزُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

چونکہ بخار دوزخ کا ٹکڑا ہے اس لئے اس کو اپنے سے (ہٹانے کے لئے) پانی کے ساتھ بجھائے وہ چلتے پانی میں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے غوطہ لگائے وہ تین روز (تک) تین، تین غوطے لگائے اور پانی کے آنے کی جانب منہ کرے اور دعا کرے (جس کا ترجمہ) ''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا کر اور اپنے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق فرما۔'' اگر تین دن میں تندرستی حاصل نہ ہو تو پانچ دن تک (یہی عمل کرے) اگر پانچ دن میں تندرستی حاصل نہ ہو تو سات دن تک (یہی عمل کرے) اگر سات دن میں بھی تندرستی حاصل نہ ہو تو نو روز تک (یہی عمل کرے) اللہ عزوجل کے حکم کے ساتھ نو روز سے (بخار) آگے نہیں بڑھے گا (ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول نام والا ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

(۱۵۸۳)(٦١) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَبَّهَا رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبَّهَا فَإِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

(۱۵۸۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار کا ذکر ہوا چنانچہ ایک شخص نے بخار کو برا بھلا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو، بخار گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کی میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ راوی ضعیف ہے۔ (الضعفاء الصغیر صفحہ ۳۴۵، الجرح والتعدیل جلد ۸ صفحہ ٦٨٦، تقریب التهذیب جلد ۲ صفحہ ۲۸٦، طبقات ابن سعد جلد ۹ صفحہ ۲۴۲، مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

بخار جہنم سے نجات

(۱۵۸٤)(٦٢) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ مَرِيْضًا فَقَالَ: ((أَبْشِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: هِيَ نَارِيْ أُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لِتَكُوْنَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَه، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)).

(۱۵۸۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت کی۔ آپ ﷺ نے (اس سے) فرمایا، خوش رہ۔ اس لئے کہ اللہ کا فرمان ہے، ''بخار آتش ہے، میں دنیا میں اپنے مومن بندے کو اس میں مبتلا کرتا ہوں تا کہ قیامت کے دن یہ اس کے لئے جہنم کا عوض ہو۔'' (احمد، ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

۱۵۸۳۔ حسن، سنن ابن ماجه کتاب الطب باب الحمی (۱٤٦٩)، شواہد کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم (۲۵۷۵) وحدیث سابق (۱۵٤۳)

۱۵۸٤۔ صحیح سنن ابن ماجه کتاب باب الحمی ۳٤٧٠، احمد (۲/ ٤٤٠)، حاکم (۱/ ۳٤٥)، البیهقی فی شعب الایمان باب فی الصبر علی المصائب (۹۸٤٤)

(١٥٨٥)(٦٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أُخْرِجُ أَحَدًا مِّنَ الدُّنْيَا أُرِيْدُ أَنْ أَغْفِرَ لَهٗ، حَتّٰى أَسْتَوْفِيَ كُلَّ خَطِيْئَةٍ فِيْ عُنُقِهٖ بِسَقَمٍ فِيْ بَدَنِهٖ، وَإِقْتَارٍ فِيْ رِزْقِهٖ)). رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

(١٥٨٥) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے، میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں کسی ایسے شخص کو دنیا سے اس وقت تک نہیں نکالتا جسے بخشنے کا میرا اراد ہو جب تک کہ میں اس کی تمام غلطیوں کا پورا پورا بدلہ لیتے ہوئے اس کو جسمانی بیماری اور رزق کی تنگی میں (مبتلا) نہ کروں (رزین)

(١٥٨٦)(٦٤) وَعَنْ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرِضَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، فَعُدْنَاهُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ، فَعُوْتِبَ. فَقَالَ: إِنِّيْ لَا أَبْكِيْ لِأَجْلِ الْمَرَضِ، لِأَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْمَرَضُ كَفَّارَةٌ)). وَإِنَّمَا أَبْكِيْ أَنَّهٗ أَصَابَنِيْ عَلٰى حَالِ فَتْرَةٍ، وَلَمْ يُصِبْنِيْ فِيْ حَالِ اجْتِهَادٍ، لِأَنَّهٗ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْأَجْرِ إِذَا مَرِضَ مَا كَانَ يُكْتَبُ لَهٗ قَبْلَ أَنْ يَمْرَضَ فَمَنَعَهٗ مِنْهُ الْمَرَضُ. رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

(١٥٨٦) شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ ہم ان کی عیادت کے لئے گئے انہوں نے رونا شروع کر دیا اور واضح کیا کہ میں بیماری کے سبب نہیں رو رہا ہوں، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، بیماری (گناہوں کا) کفارہ ہے۔ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ مجھے بحالت ضعف بیماری لاحق ہوئی جبکہ قوت کی حالت میں بیماری لاحق نہیں ہوئی اس لئے کہ کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اس کے (نامہ اعمال میں) وہ اعمال ثبت ہوتے رہتے ہیں جو بیماری سے قبل ثبت ہوتے رہے لیکن بیماری کی وجہ سے اب وہ انہیں نہیں کر پایا (رزین)

توضیح: ......ان دونوں احادیث کی سند معلوم نہیں، البتہ اس موضوع کی احادیث کہ بیماریاں اور مصائب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں ان کی تائید کرتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

(١٥٨٧)(٦٥) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُوْدُ مَرِيْضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

(١٥٨٧) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مریض کی عیادت تین دن کے بعد کیا کرتے تھے (ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

توضیح: ......اس حدیث کی سند غایت درجہ ضعیف ہے۔ مسلمہ بن علی راوی متہم ہے۔ ابو حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ (التاریخ الکبیر جلد٧ صفحہ ١٢٩٢، الجرح والتعدیل جلد٨ صفحہ ١٢٢٢، میزان الاعتدال جلد٤ صفحہ ١٠٩، مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٤٩٩)

(١٥٨٨)(٦٦) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى

(١٥٨٨) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب آپ ﷺ کسی بیمار کے ہاں جائیں تو اسے کہیں کہ وہ

١٥٨٥۔ لا اصل له — ١٥٨٦۔ لا اصل له

١٥٨٧۔ اسناده ضعيف جدا، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى عيادة المريض (١٤٣٧)، البيهقى فى شعب الايمان باب فى عيادة المريض (٩٢١٦) سلمۃ بن علی متروک متہم راوی ہے۔

١٥٨٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب عيادة المريض (١٤٤١)، میمون بن مہران نے سیدنا عمر سے کچھ نہیں سنا، لہٰذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

مَرِيْضٍ ﷺ فَمُرْهُ يَدْعُوْلَكَ، فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔

آپ کے لئے دعا کرے، اس لئے کہ اس کا دعا کرنا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے (ابن ماجہ)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے۔ میمون بن مہران نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ (مرعات جلد ۲۔۳ صفحہ ۴۳۴)

(۱۵۸۹)(۶۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ، قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ: ((قُوْمُوْا عَنِّيْ)). رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

(۱۵۸۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بیمار کی بیمار پرسی کرتے ہوئے سنت ہے کہ (اس کے پاس) تھوڑا وقت بیٹھے اور اونچی آواز نہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں کا شوروشغب اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ (رزین)

(۱۵۹۰)(۶۸) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْعِيَادَةُ فَوَاقُ نَاقَةٍ)).

(۱۵۹۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیمار پرسی کا وقت اونٹنی کے پہلی بار اور جلد ہی دوسری بار دودھ نکالنے کے درمیانی وقت کے برابر ہو (بیہقی شعب الایمان)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں متعدد راوی مجہول ہیں۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۹)

(۱۵۹۱)(۶۹) وَفِيْ رِوَايَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا: ((أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

(۱۵۹۱) سعید بن میبّب کی مرسل روایت میں ہے کہ ''افضل عیادت جلدی اٹھنا ہے۔'' (بیہقی شعب الایمان)

توضیح:...... اس حدیث کی سند معلوم نہیں ہوسکی (مرعات شرح مشکوۃ جلد۲۔۳ صفحہ ۴۳۵) علامہ ناصر الدین البانی نے بیان کیا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی کا نام معلوم نہیں۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۹)

(۱۵۹۲)(۷۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا، فَقَالَ لَهُ: ((مَا تَشْتَهِيْ؟)) قَالَ: أَشْتَهِيْ خُبْزَبُرٍّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُبُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيْهِ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا اشْتَهٰى مَرِيْضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔

(۱۵۹۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا، تو کیا کھانا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا، میں گندم کی روٹی کی چاہت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص کے پاس گندم کی روٹی ہے وہ اپنے اس بھائی کی جانب بھیج دے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کا بیمار شخص، کسی چیز کی اشتہا کرے تو وہ اس کو کھلائے۔ (ابن ماجہ)

۱۵۸۹۔ لا اصل له۔

۱۵۹۰۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان باب فى عيادة المرض (۹۲۲۲)، سند میں ''جماعۃ'' غیر معروف ہے۔

۱۵۹۱۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان باب فى عيادة المرض (۹۲۲۱)، شیخ مجہول ہے۔

۱۵۹۲۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب عيادة المريض (۱۴۳۹، ۳۴۴۰)، صفوان بن یہ درست ہے ''لین الحدیث'' راوی ہے۔

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں صفوان بن راوی لین الحدیث ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۳۱۶، مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۰)

جائے پیدائش سے دُور وفات کی فضیلت

(۱۵۹۳)(۷۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُّلِدَبِهَا، فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا لَيْتَهٗ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ)). قَالُوْا: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَّوْلِدِهٖ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

(۱۵۹۳) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوا، مدینہ منورہ میں ہی فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد فرمایا، کاش! پیدائش کی جگہ کے سوا کسی اور مقام میں فوت ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص جب پیدا ہونے کے مقام کے علاوہ کسی دوسرے مقام میں فوت ہوتا ہے تو اس کے پیدا ہونے کے مقام سے لے کر اس کی موت کی جگہ تک کے برابر اس کو جنت میں جگہ دی جاتی ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

(۱۵۹۴)(۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔

(۱۵۹۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غربت کی موت شہادت ہے (ابن ماجہ)

توضیح: ......اس حدیث کی سند ضعیف ہے، ہذیل بن حکم ابوالمنذ راوی منکر الحدیث ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۰)

(۱۵۹۵)(۷۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَّاتَ مَرِيْضًا مَاتَ شَهِيْدًا، أَوْ وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَغُدِيَ وَرُبِحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

(۱۵۹۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہوا یا قبر کے فتنہ سے محفوظ رہا اور صبح و شام اس کو جنت سے رزق ملتا ہے (ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

توضیح: ......اس حدیث کی سند غایت درجہ ضعیف ہے، ابراہیم بن محمد بن ابی عطاء (راوی) متہم ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۰)

۱۵۹۳۔ حسن، سنن النسائی کتاب الجنائز باب الموت بغیر مولده (۱۷۳۳)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فیمن مات غریبا (۱۶۱۴)

۱۵۹۴۔ اسناده ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فیمن مات غریبا (۱۶۱۳)، ابومنذر ھزیل بن حکم ضعیف، منکر الحدیث راوی ہے۔

۱۵۹۵۔ اسناده ضعیف جدا، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فیمن مات مریضاً (۱۶۱۵)، ابراہیم بن محمد اسلمی متروک، متہم راوی ہے۔

(۱۵۹۶)(۷٤) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَخْتَصِمُ الشُّهَدَآءُ وَالْمُتَوَفُّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ إِلٰى رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ فِي الَّذِيْ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ، فَيَقُوْلُ الشُّهَدَآءُ: إِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا. وَيَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ: إِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مِتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا: انْظُرُوْا إِلٰى جِرَاحَتِهِمْ، فَإِنْ أَشْبَهَتْ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ، فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۵۹۶) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ شہداء اور (طویل بیماری کی وجہ سے) بستر پر فوت ہونے والے، ان لوگوں کے بارے میں اپنے پروردگار عزوجل سے جھگڑیں گے جو طاعون (کی بیماری) سے فوت ہوئے۔ شہدا کہیں گے کہ (یہ) ہمارے ساتھی ہیں جیسے ہم قتل ہوئے (یہ بھی) قتل ہوئے (جبکہ) بستر پر فوت ہونے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں جیسے ہم فوت ہوئے یہ بھی بستر پر فوت ہوئے۔ ہمارا پروردگار فیصلہ فرمائے گا، ان کے زخم دیکھو اگر ان کے زخم مقتولوں کے زخموں کے مشابہ ہیں تو یہ ان میں سے ہیں اور ان کے ساتھی ہیں۔ جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم شہداء کے زخموں کے مشابہ ہوں گے۔ (احمد، نسائی)

(۱۵۹۷) (۷۵) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَالصَّابِرُ فِيْهِ لَهٗ أَجْرُ شَهِيْدٍ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

(۱۵۹۷) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون (بیماری) سے بھاگنے والا اس شخص کی مانند ہے جو (جہاد کے) لشکر سے بھاگتا ہے جبکہ صبر کرنے والے کا ثواب شہید کے برابر ہے۔ (احمد)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں عمرو بن جابر راوی ضعیف ہے البتہ اس کی شاہد حدیث کی سند صحیح ہے۔ اگر صاحب مشکوۃ اس کا ذکر کرتے تو بہتر ہوتا۔ (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۲۵۰، مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ۵۰۱)

❀❀❀❀

۱۵۹۶۔ حسن، سنن النسائی کتاب الجهاد باب مسالة الشهادة (۳۱٦٦)، احمد (٤/ ۱۲۸، ۱۲۹)

۱۵۹۷۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (۳/ ۳۵۲) عمرو بن جابر ضعیف و متہم راوی ہے۔

بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ
موت کی آرزو اور اس کو یاد کرنا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

موت کی دعا کرنے کی ممانعت

(١٥٩٨)(١) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا یَتَمَنّٰی أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ أَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا، وَإِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ أَنْ یَّسْتَعْتِبَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۵۹۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شائد وہ مزید نیک اعمال کر لے اور اگر بدکار ہے تو شائد اللہ سے معافی مانگ کر اس کو راضی کر لے۔ (بخاری)

(١٥٩٩)(٢) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا یَتَمَنّٰی أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ أَنْ یَّأْتِیَهٗ، إِنَّهٗ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ أَمَلُهٗ، وَإِنَّهٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهٗ إِلَّا خَیْرًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۵۹۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور موت آنے سے پہلے موت کی دعا نہ کرے اس لئے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کی امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں بلا شبہ مومن کی طویل عمر سے اس کے نیک اعمال میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ (مسلم)

(١٦٠٠)(٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا یَتَمَنَّیَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهٗ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ)). مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۶۰۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص کس تکلیف کے لاحق ہونے کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر ضرور ہی کچھ کہنا ہو تو دعا کرے کہ (اے اللہ!) "مجھے زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے موت سے ہمکنار کر جب موت میرے لئے بہتر ہو۔" (بخاری، مسلم)

مومن کی موت کا انعام اللہ تعالیٰ کی رضا ہے

(١٦٠١)(٤) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ،

(۱۶۰۱) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں

١٥٩٨۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت (٥٦٧٣)

١٥٩٩۔ صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعا باب کراهة تمنی الموت لضرنزل به (٢٦٨٢)[٦٨١٩]

١٦٠٠۔ صحیح بخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت (٥٦٧١)، مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب کراهة تمنی الموت نضر نزل به۔ (٢٦٨٠)[٦٨١٤]

١٦٠١۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من احب لقاء الله احب الله لقاءة (٦٥٠٧) مسلم کتاب الذکر والدعا باب من احب لقاء الله (٢٦٨٣)[٦٨٢٠]

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ. قَالَ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ، وَلٰكِنِ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ، وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب جانتا ہے، اللہ اس کی ملاقات کو محبوب جانتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی کسی دوسری بیوی نے عرض کیا، بلاشبہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، معاملہ اس طرح نہیں البتہ (حقیقت یہ ہے) کہ مومن جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو اس کو اللہ کی رضا اور (اللہ کی جانب سے) اکرام واحترام کی بشارت ملتی ہے تو کوئی چیز اس کو اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی جو اس کے سامنے ہوتی ہے۔ اس پر وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کی چاہت کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کے سامنے جو منظر ہوتا ہے اس سے زیادہ قبیح چیز اس کے نزدیک کوئی دوسری چیز نہیں ہوتی چنانچہ وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(١٦٠٢)(٥) وَفِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ: ((وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَآءِ اللّٰهِ)).

(۱۶۰۲) اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ اللہ کی ملاقات سے پہلے موت (طاری ہوتی) ہے۔

موت مومن کے لیے اللہ کی رحمت ہے

(١٦٠٣)(٦) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ، أَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيحُ، وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ، وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ، وَالدَّوَآبُّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۰۳) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آرام پانے والا ہے یا اس سے آرام حاصل کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول "آرام پانے والا" اور "جس سے آرام حاصل کیا گیا ہے" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ایماندار شخص دنیوی تھکاوٹوں اور اذیتوں سے چھٹکارہ پا کر اللہ کی رحمت (کے سائے) میں آرام پاتا ہے اور فسق وفجور کرنے والے شخص سے لوگ، آبادیاں، درخت اور چارپائے آرام پاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

زندگی کو ایک مسافر کی طرح بسر کرنا

(١٦٠٤)(٧) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ:

(۱۶۰۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو تھامتے ہوئے فرمایا دنیا میں یوں زندگی

١٦٠٢۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب من احب لقاء الله (٢٦٨٤)[٦٨٢٢]

١٦٠٣۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب سکرات الموت (٦٥١٢)، مسلم کتاب الجنائز باب ماجاء فی مستریح ومستراح منه (٩٥٠)[٢٢٠٢]

١٦٠٤۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانك غریب (٦٤١٦)

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)). وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرْضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بسر کر گویا کہ تو غریب الوطن ہے یا سفر پر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور تندرستی (کے زمانے) میں بیماری کے (زمانے کے) لیے اور زندگی میں موت کے بعد کے لیے عمل میں پوری کوشش کر (بخاری)

(١٦٠٥)(٨) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُوْلُ: ((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۰۵) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے آپ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ”تم میں سے کسی شخص پر جب موت طاری ہو تو (اس پر) لازم ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔“ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(١٦٠٦)(٩) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا أَوَّلُ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهُ)). قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ: هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ يَا رَبَّنَا! فَيَقُوْلُ: لِمَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ. فَيَقُوْلُ: قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ)). رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))، وَأَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ ((الْحِلْيَةِ))

(۱۶۰۶) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومنوں سے پہلی بات کیا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ایمانداروں سے دریافت کرے گا، کیا تم میری ملاقات کی چاہت رکھتے ہو؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے (پھر) اللہ دریافت فرمائے گا، کیوں؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم تیرے عفو اور تیری مغفرت کے امیدوار ہیں۔ اس پر اللہ فرمائے گا کہ میری بخشش تمہارے حق میں ثابت ہو گی (شرح السنہ، ابونعیم فی الحلیہ)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں عبید اللہ بن زحر راوی ضعیف ہے۔(میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ٦، مشکوۃ علامہ البانی جلد ۱ صفحہ ٥٠٤)

موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے

(١٦٠٧)(١٠) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ، الْمَوْتَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

(۱۶۰۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کیا کرو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

١٦٠٥۔ صحیح مسلم کتاب الجنة صفة نعیمها واهلها باب الامر بحسن الظن (٣٨٧٧)[٧٢٢٩]

١٦٠٦۔ اسناده ضعیف، شرح السنة (٥/ ٢٦٨ ح ١٤٥٢)، حلیه الاولیاء (٨/ ١٧٩)، عبید اللہ بن زحر ضعیف راوی ہے۔

١٦٠٧۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی ذکر الموت (٢٣٠٧)، نسائی کتاب الجنائز باب کثرة ذکر الموت (١٨٢٥)، ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر الموت الاستعداد له (٤٢٥٨)

(١٦٠٨)(١١) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ نَبِيَّ ﷺ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِّأَصْحَابِهِ: ((اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)). قَالُوْا: إِنَّا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ. قَالَ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ، وَلٰكِنْ مَنْ اِسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى، وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(١٦٠٨) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک روز نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (مخاطب) کیا اور) فرمایا، اللہ سے صحیح معنی میں حیا کرو۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے پیغمبر! الحمد للہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ نہیں! البتہ جس شخص نے اللہ سے صحیح معنی میں حیا کیا اسے اپنے سر اور ان اعضاء کی حفاظت کرنی چاہیے جن میں وہ مشتمل ہے نیز اسے پیٹ اور ان اعضاء کی حفاظت کرنی چاہیے جن پر وہ حاوی ہے اور وہ مرنے اور بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے نیز جس شخص کا مقصود آخرت ہے وہ دنیاوی زیب وزینت کو چھوڑ دے۔ پس جس شخص نے یہ کام سرانجام دیئے اس نے صحیح معنی میں اللہ سے حیا کی (احمد، ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں صباح بن قاسم راوی ضعیف ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٥٠٥)

(١٦٠٩)(١٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

(١٦٠٩) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موت تو مومن کا تحفہ ہے (بیہقی شعب الایمان)

توضیح:...... موت کا تحفہ اس لئے کہا گیا ہے کہ موت کے بعد ہی ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

مومن کی موت کا منظر

(١٦١٠)(١٣) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

(١٦١٠) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

توضیح:...... مومن کو گناہوں سے نجات دلانے کے لئے موت کی شدت کی وجہ سے اس کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے یا مومن موت کے وقت جب دیکھتا ہے کہ اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن ہے اور رحمت کے فرشتے اس کو نظر آتے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنے گناہوں کا ملاحظہ کرتا ہے تو شرمندگی کی وجہ سے پیشانی پر پسینے کے قطرات نمودار ہو جاتے ہیں (واللہ اعلم)

اچانک موت کا بیان

(١٦١١)(١٤) وَعَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ

(١٦١١) عبیداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں

١٦٠٨۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٢٤ (٢٤٥٨)، احمد (١/ ٣٨٧)، صباح بن محمد ضعیف راوی ہے۔

١٦٠٩۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (٩٨٨٤) عبدالرحمٰن افریقی ضعیف راوی ہے۔

١٦١٠۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء ان المومن یموت بعرق الجبین (٩٨٢)، النسائی کتاب الجنائز باب علامة موت المومن (١٨٢٩، ١٨٣٠)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی المؤمن یوجر فی النزع (١٤٥٢)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَوْتُ الْفَجْاءَةِ أَخْذَةُ الْأَسَفِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)). وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهِ: ((أَخْذَةُ الْأَسَفِ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اچانک موت ناراضگی کی پکڑ ہے (ابوداود) بیہقی شعب الایمان اور رزین میں زیادہ الفاظ ہیں کہ کافر کے لئے (اچانک موت) ناراضگی کی پکڑ ہے اور مومن کے لئے (باعث) رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا

(١٦١٢)(١٥) وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)) قَالَ: أَرْجُوْ اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنِّيْ أَخَافُ ذُنُوْبِيْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمُوْطِنِ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْا وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَابْنُ مَاجَهْ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۶۱۲) انس ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جواں سال شخص کے ہاں گئے جبکہ وہ فوت ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تو خود کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول! میں اللہ سے پر امید ہوں، اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے گناہوں سے بھی خائف ہوں (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس جیسے موقع پر یہ دونوں وصف جب کسی انسان کے دل میں موجود ہوں تو اللہ اس کی امید بر لاتا ہے۔ اور جس گناہ سے وہ خائف ہوتا ہے اس سے امن عطا کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

موت کی آرزو نہ کرو

(١٦١٣)(١٦) عَنْ جَابِرٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَمَنَّوْا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِيْدٌ، وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْإِنَابَةَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

(۱۶۱۳) جابر ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موت کی آرزو نہ کرو، اس لئے کہ موت کے وقت کے شدائد اور تکالیف ہولناک ہیں بلاشبہ کسی شخص کی عمر کا لمبا ہونا اور اللہ کا اس کو انابت الی اللہ (اللہ کی طرف رجوع) کی توفیق دینا اس کی سعادت ہے (احمد)

توضیح:...... اس حدیث کی سند میں حارث بن یزید راوی کو ابن حبان رحمہ اللہ کے سوا کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد۱ صفحہ٤٤٥، مشکوۃ علامہ البانی جلد۱ صفحہ٥٠٦)

(١٦١٤)(١٧) وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ، قَالَ:

(۱۶۱۴) ابو امامہ ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

١٦١١۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب موت الفجأة (٣١١٠)، تنبیہ بیہقی کی زیادت ضعیف ہے کیونکہ عبیداللہ بن ولید الوصافی ضعیف راوی ہے اور رزین کی روایت کوئی اصل نہیں ہے اور اسکے شواہد بھی ضعیف ہیں۔

١٦١٢۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الجنائز (٩٨٣)، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الموت والاستعداد له (٤٢٦١)

١٦١٣۔ اسناده ضعیف، مسند احمد(٣/ ٣٣٢)، حارث بن یزید مجہول الحال ہے۔

١٦١٤۔ اسناده ضعیف جداً، مسند احمد (٥/ ٢٦٧)، معان بن رفاعہ ضعیف اور علی بن یزید متروک راوی ہے۔

جَلَسْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا ، فَبَكَى سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ، فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ ، فَقَالَ: يَا لَيْتَنِي مِتُّ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سَعْدُ! أَعِنْدِيْ تَتَمَنَّى الْمَوْتَ؟!)) فَرَدَّدَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ! إِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ وَحَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) . رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا اور ہم پر رقت طاری ہو گئی۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کثرت کے ساتھ رونے لگے اور کہنا شروع کیا، اے کاش! مجھ پر موت آ جائے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا، اے سعد! کیا میرے پاس تو مرنے کی آرزو کر رہا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کلمات کو تین بار دہرایا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا، اے سعد! اگر تو جنت کے لئے پیدا ہوا ہے تو تیری عمر جس قدر بھی طویل ہو جائے اور تیرے اعمال صالح ہوں وہ تیرے لئے بہتر ہے۔ (احمد)

توضیح: ......اس حدیث کی سند میں علی بن یزید الھانی راوی ضعیف ہے۔ (الجرح والتعدیل جلد ٦ صفحہ ١٤٢؟، معرفة الرجال جلد ١ صفحہ ١٢٦٩، تقریب التھذیب جلد ٢ صفحہ ٤٦، مشکوۃ علامہ البانی جلد ١ صفحہ ٥٠٦)

خباب رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کا ذکر

(١٦١٥)(١٨) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ رحمہ اللہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُهُ ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَمْلِكُ دِرْهَمًا ، وَإِنَّ فِي جَانِبِ بَيْتِي الْآنَ لَأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ ، قَالَ: ثُمَّ أُتِيَ بِكَفَنِهِ ، فَلَمَّا رَآهُ بَكَى ، وَقَالَ: لٰكِنْ حَمْزَةُ لَمْ يُوجَدْ لَهُ كَفَنٌ إِلَّا بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ إِذَا جُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهِ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ ، وَإِذَا جُعِلَتْ عَلَى قَدَمَيْهِ قَلَصَتْ عَنْ رَأْسِهِ ، حَتَّى مُدَّتْ عَلَى رَأْسِهِ ، وَجُعِلَ عَلَى قَدَمَيْهِ الْإِذْخِرُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ثُمَّ أُتِيَ بِكَفَنِهِ إِلَى آخِرِهِ . وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

(١٦١٥) حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہی کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان کے جسم پر سات داغنے (کے نشانات) تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ نے سے یہ فرمان نہ سنا ہوتا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے تو میں ضرور موت کی آرزو کرتا۔ (خباب رضی اللہ عنہ نے کہا) میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں تھا اور میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا (لیکن) اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم ہیں۔ حارثہ نے ذکر کیا، پھر ان کے پاس ان کا کفن لایا گیا جب انہوں نے اپنا کفن دیکھا تو رونا شروع کر دیا اور بیان کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن میسر نہ آیا، صرف ایک دھاری دار چادر تھی جب اس کے ساتھ ان کے سر کو چھپایا جاتا تو ان کا سر ننگا ہو جاتا پھر اس چادر کو ان کے سر پر ڈال دیا گیا اور ان کے دونوں قدموں پر اذخر (گھاس) رکھ دی گئی (احمد، ترمذی) البتہ ترمذی میں کفن والا ٹکڑا مذکور نہیں۔

❁❁❁❁

١٦١٥۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الجنائز ماجاء فی النھی عن التمنی للموت (٩٧٠)، ابن ماجه (٤١٦٣)، (احمد (٥/ ١١١)

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

مرنے والے کے پاس کیا کہنا چاہیے

مرنے والا اپنی پریشانیوں میں مستغرق ہوتا ہے بعض دفعہ اسے کچھ خیال نہیں رہتا اس لیے یاد دہانی کے طور پر اس کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ سن کر وہ بھی اس کلمہ کو پڑھنے لگے اور ایمان پر خاتمہ بالخیر ہو مگر یہ سب نزع اور غرغرہ سے پہلے ہوسکتا ہے۔ علماء نے مرنے کی بہت سی نشانیاں بتائی ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ پاؤں سست ہو جاتے ہیں کہ اگر کھڑا کریں تو وہ پاؤں نہیں کھڑے ہو سکتے اور ناک کا بانسہ بھی ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور کنپٹی بھی بیٹھ جاتی ہے ایسی حالت میں اگر اس کو ہوش وحواس ہو تو بار بار اور زور سے لا الہ الا اللہ پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ وہ بھی پڑھنے لگے اسی کو تلقین کہا جاتا ہے اور یہ تلقین کرنا مستحب ہے لیکن اس کو حکم نہیں دینا چاہیے کہ تو بھی یہی کہہ ممکن ہے کہ وہ اس پریشانی کے وقت میں کہنے سے انکار کر دے اس لیے احتیاطًا حکم دینے سے بچنا چاہیے۔ نیچے حدیثوں میں اسی تلقین کا بیان آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

مرنے والے کے پاس کلمہ پڑھنا

(١٦١٦) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۱۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مرنے والوں کے سامنے لا الہ الا اللہ پڑھو (تاکہ سن کر وہ بھی لا الہ الا اللہ پڑھنے لگے) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

(١٦١٧) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِالْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۱۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بیمار یا قریب المرگ کے پاس حاضر ہو تو تم اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری اچھی بات اور دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......اس حدیث میں میت سے مراد وہ ہے جو مرنے کے قریب ہو یا حقیقی میت ہی ہو۔ اگر حکمی میت مراد ہے تو لفظ اور شکِ راوی ہے یعنی میت اور مریض سے ایک ہی مراد ہے راوی کو شک ہو گیا کہ آپ نے میت کا لفظ فرمایا یا مریض کا اور اگر میت حقیقی مراد لی جائے تو وہ تنوع کے لیے ہوگا یعنی کسی بیمار کے پاس تم حاضر ہو تو اس کی شفایابی کے لیے دعا کرو اور اگر تم کسی مردے

١٦١٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب تلقین الموتی لا الہ الا اللہ (٩١٦)[٢١٢٣]

١٦١٧۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند المویض والمیت (٩١٩)[٢١٢٩]

کے پاس موجود ہو تو اس کی بخشش کے لیے دعا کرو۔

مصیبت کے وقت کیا کہا جائے

(١٦١٨) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ: مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اِنِّيْ قُلْتُهَا: فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦١٨) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر کوئی چیز عطا فرمادے گا وہ دعا یہ ہے:((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا.)) یعنی ''ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ ہی کے طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ تو مجھے میری اس مصیبت پر ثواب عطا فرما اور ضائع شدہ چیز سے بہتر کوئی چیز عطا فرما۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا خود اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو میں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا جس نے بال بچوں سمیت سب سے پہلے ہجرت کی ہے پھر حضور ﷺ نے مجھ سے نکاح کرلیا۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح :...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند بنت امیہ ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی کنیت ہے قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں ان کا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد اور نبی ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آغاز نبوت میں اپنے خاوند کے ساتھ ایمان لائیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کرکے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کرکے مدینہ میں آئیں۔ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قبیلہ نے مزاحمت کی تھی اس لیے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑکر مدینہ چلے گئے تھے اور یہ اپنے گھر واپس آگئیں تھیں۔ادھر سلمہ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے چھین لے گئے اس لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ سات آٹھ دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا ایک دن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا گھر آکر لوگوں سے کہا کہ اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالہ کردو۔روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہوگئیں اور مدینہ کا راستہ لیا چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں یعنی کوئی مرد ساتھ نہیں تھا۔تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی۔بولا کدھر کا قصد ہے کہا مدینے کا۔پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے جواب میں بولیں خدا اور یہ بچہ۔عثمان نے کہا یہ نہیں ہوسکتا،تم تنہا کبھی نہیں جاسکتیں یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں روانگی کا وقت ہوتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ سوار ہو جاؤ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا۔غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا قباء کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم

١٦١٨۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب ما يقال عندالمصيبة (٩١٨)[٢١٢٦]

ہیں یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۷۲) قبا پہنچیں تو لوگ ان کا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو ان کو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی شرفاء کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے اور انھوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں ابوامیہ چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہ سوار تھے بدر اور احد میں شریک ہوئے غزوۂ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہوسکے۔ جمادی الثانی ۴ھ میں ان کا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے گھر میں کہرام مچا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں ہائے پردیس میں یہ کیسی موت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرو ان کی مغفرت کی دعا کرو اور یہ کہو کہ خداوندا ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر۔ اس کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔ ابوسلمہ کی وفات کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں وضع حمل کے بعد عدت گذر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں (۱) میں سخت غیور عورت ہوں (۲) صاحب عیال ہوں۔ (۳) میرا سن زیادہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہوسکتا تھا اپنے لڑکے سے (جن کا نام عمر تھا) کہا اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کرو۔

شوال ۴ھ کی آخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت سے تبدیل کر دیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر جانشین دے تو دل کہتا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا ہے۔ لیکن میں اس دعا کو پڑھتی رہی تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو چکیاں، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا۔ یہی سامان اور بیویوں کو بھی عطا ہوا تھا۔ (مسند ج ۶ ص ۲۹۵) باقی ان کی پوری تفصیل سیر الصحابیات میں اور تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھی ہوئی ہے۔

(۱۶۱۹) وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى اَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ یُؤْمِنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِیْ

(۱۶۱۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ان کے انتقال کے وقت پتھرا گئی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (اور انھیں دیکھ کر پہچان گئے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور آنکھیں کھلی ہوئی ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھیں بند فرما دیں پھر ارشاد فرمایا کہ جب جان نکل جاتی ہے تو آنکھ کی روشنی بھی روح کے ساتھ ساتھ جاتی رہتی ہے آنکھ کے کھلے رہنے سے

۱۶۱۹۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اغماض المیت والدعا له اذا حصر (۹۲۰) [۲۱۳۰]

الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْلَهُ فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اس لیے میں نے بند کر دی ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ سمجھ گئے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا ہے اس لیے اضطراراً چلا پڑے اور رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں پر سوائے بھلائی کے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ اس وقت تمہاری زبان سے جو کچھ نکلے گا فرشتے اس پر آمین کہیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْلَهُ فِيْهِ " اے اللہ تو ابوسلمہ کی مغفرت فرما دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند کر دے اور اس کے پس ماندگان کا تو ولی اور نگہبان اور کارساز بن جا، اور اے رب العلمین تو ہماری اور اس کی مغفرت فرما دے اور اس کی قبر میں کشادگی اور روشنی پیدا کر دے۔ (مسلم)

(۱۶۲۰) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَحِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو یمنی چادر سے ڈھانک دیا گیا تھا۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد مردے کو کوئی کپڑا اڑھا دیا جائے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

انسان کا آخری کلام کیا ہونا چاہیے

(۱۶۲۱) عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۶۲۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداوٗد)

توضیح :...... یعنی انتقال کے وقت جس شخص کا آخری کلام کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہوگا وہ جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے کیونکہ توحید و رسالت پر انتقال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے رخصت ہوں آمین۔

میت کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۶۲۲) وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِقْرَؤُا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۲۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مردوں کے پاس سورۂ یسین پڑھا کرو۔ اس حدیث کو احمد ابوداوٗد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۶۲۰۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت (۵۸۱٤)، مسلم کتاب الجنائز باب تسجیة الموت (۹٤۲)[۲۱۸۳]

۱۶۲۱۔ اسنادہ حسن، سنن ابی دائود کتاب الجنائز باب الثلقین (۳۱۱۶) صححه الحاکم (۱/ ۳۵۱) ووافقه الذهبی۔

۱۶۲۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب القراءة عند المیت (۳۱۲۱)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فیما یقال عند المریض اذا حضر (۱٤٤۸)، احمد (۵/ ۲۷)، ابوعثمان اور اس کا والد دونوں مجهول ہیں۔

توضیح: ......مردوں سے مراد وہ مردے ہیں جو مرنے کے قریب ہوں اور نزع کی حالت میں ہوں ان کے ہوش وحواس بھی درست ہوں تو ایسے قریب المرگ لوگوں کے پاس سورۂ یسین پڑھنا مستحب ہے اگر وہ اس کے مطلب کو سمجھتے ہیں تو اس سے لطف اندوز ہوں گے اور قیامت اور جنت کی یاد اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں گے اس سے موت کی سختی بھی محسوس نہیں کر سکیں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حقیقی مردے مراد ہوں تو ان کے پاس (خواہ قبر میں یا ابھی مدفون نہیں ہوئے ہوں) سورۂ یسین کے پڑھنے سے ان کی مغفرت ہوگی اور ان کو ثواب ملے گا لیکن پہلی توضیح زیادہ صحیح اور راجح ہے چونکہ مرنے والے کو اس سے فائدہ پہنچے گا اس کی تائید مسند احمد کی حدیث سے ہوتی ہے کہ صفوان نے بیان کیا ہے کہ کچھ بزرگانِ دین حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے سکرات موت کے وقت موجود تھے۔ تو کسی نے کہا کہ کوئی سورۂ یسین پڑھ دے تو صالح بن شریح نے پڑھنا شروع کی جب چالیس آیتیں پڑھ چکے تو ان کا انتقال ہو گیا ان لوگوں نے کہا کہ جب مرنے والے کے پاس سورۂ یسین پڑھی جاتی ہے تو اس کی برکت سے موت آسان ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں نہایت مدلل طریقے سے پہلی توضیح کو بیان فرمایا ہے اور یہ بھی کہا کہ صحابہ اور تابعین سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حقیقی مردوں کے پاس سورۂ یسین کسی نے پڑھی ہو۔

(١٦٢٣) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِيْ حَتّٰى سَالَ دُمُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلٰى وَجْهِ عُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کے انتقال کے بعد ان کا بوسہ لیا اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اور وہ آنسو عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ٹپک پڑے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرنے کے بعد کوئی اپنے محبوب کا بوسہ لے لے تو جائز ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ کا انتقال کے بعد بوسہ لیا تھا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر آواز کے اگر کوئی رو پڑے اور آنسو نکل آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(١٦٢٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک کا انتقال کے بعد بوسہ لیا تھا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تدفین میں جلدی کرنا

(١٦٢٥) وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَآءِ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرٰى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِ

(۱۶۲۵) حضرت حصین بن وحوح بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کے گھر والوں سے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ پر موت کے

١٦٢٣۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب تقبیل المیت (٣١٦٣)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی تقبیل المیت (٩٨٩)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی تقبیل المیت (١٤٥٦) عاصم بن عبداللہ ضعیف راوی ہے۔

١٦٢٤۔ صحیح بخاری، (٣٦٦٧)، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی تقبیل المیت (٩٨٩)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی تقبیل المیت (١٤٥٦)

١٦٢٥۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب التقبیل بالجنازۃ وکراھیۃ حبسھا (٣١٥٩)، ابن سعید انصاری اور اس کا باپ دونوں مجہول راوی ہیں۔

نُوْنِی بِهٖ وَعَجِّلُوْ فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تَجْلَسَ بَیْنَ ظَهْرَانِیْ اَهْلِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

آثار نمایاں ہو رہے ہیں جب ان کا انتقال ہو جائے تو فوراً مجھے اطلاع دینا اور جلدی نہلا دو اور تجہیز و تکفین و تدفین میں جلدی کرو کیونکہ کسی مسلمان میت کو اس کے گھر والوں کے درمیان میں زیادہ دیر تک رو کے رکھنا بلا ضرورت درست نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... کیونکہ زیادہ دیر تک رو کے رکھنے سے سڑ جانے کا اندیشہ ہے اور لوگ زیادہ پریشان بھی ہوں گے اس لیے تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(١٦٢٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ)) قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ لِلْاَحْیَاءِ قَالَ ((اَجْوَدُوْ اَجْوَدُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(١٦٢٦) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مرنے والوں کے سامنے ان کلمات کو کہا کرو تا کہ وہ بھی سن کر کہنے لگے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ”نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو برد بار اور بزرگ ہے ہر عیبوں سے پاک ہے بڑے عرش کا پروردگار ہے، سب تعریفیں اسی اللہ کے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے“ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر ان کلمات کو تندرست آدمی کو سکھایا جائے تو کیسا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا بہت خوب اور اچھا ہے۔ (ابن ماجہ)

نیک آدمی کا سفر آخرت اور برے آدمی کا انجام

(١٦٢٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمَیِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوْا اخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الطَّیِّبَةُ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَةً وَّاَبْشِرِیْ بِرُوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ یُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰی تَخْرُجَ ثُمَّ یُعْرَجُ بِهَا اِلَی السَّمَاءِ فَیُفْتَحُ لَهَا فَیُقَالُ مَنْ هٰذَا فَیَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ فَیُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّیِّبَةِ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُدْخُلِیْ

(١٦٢٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح جو پاک بدن میں تھی نکل اس حال میں کہ تو ستودہ یافتہ ہے۔ (یعنی سب لوگ تیری تعریف کرتے ہیں کہ تو اچھا تھا) اور عیش و آرام اور جنت کی پاکیزہ روزی ملنے کی تجھے خوشخبری حاصل ہو اور تیرا پروردگار بھی تجھ سے ناراض نہیں ہے، بلکہ خوش ہے۔ وہ فرشتے برابر یہی کہتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح نہایت خوش و خرم ہو کر اپنے جسم سے باہر نکل آتی ہے۔ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے

١٦٢٦۔ اسناده ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب تلقین المیت لا اله الا الله (١٤٤٦)، اسحاق بن عبداللہ بن جعفر مجہول الحال راوی ہے۔

١٦٢٧۔ حسن، سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر الموت والاستعداد (٤٢٦٢)، احمد (٢/ ٣٤٤)

حَمِيْدَةً وَابْشِرِيْ بِرُوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلَى السَّمَاءِ الَّتِيْ فِيْهَا اللّٰهُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءَ قَالَ اخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اُخْرُجِيْ ذَمِيْمَةً وَابْشِرِيْ بِحَمِيْمٍ وَّغَسَّاقٍ وَاٰخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٍ فَمَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيُقَالُ فُلَانٌ فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اِرْجِعِيْ ذَمِيْمَةً فَاِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

کہ یہ کون ہے؟ تو یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے۔ تو کہا جاتا ہے مرحبا اس پاکیزہ روح کے لیے جو پاک بدن میں تھی۔ اے روح تو آسمان میں داخل ہو جا اس حال میں کہ تیری تعریف کی گئی ہے' اور جنت کے عیش و آرام اور روزی ملنے کی تجھے خوشخبری ہو اور ایسے رب سے ملنے کی تجھے خوشخبری ہو جو تجھ سے ناراض نہیں ہے۔ یہی بات بار بار اس سے کہی جاتی ہے یہاں تک کہ اس آسمان میں پہنچ جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اگر مرنے والا برا آدمی ہے تو روح قبض کرنے والے فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے ناپاک روح جو ناپاک بدن میں تھی بری ہو کر نکل اور جہنم کے کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور دوسرے اس قسم کے عذابوں کی تجھے خبر دی جا رہی ہے۔ یہی بات بار بار اس سے کہی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ روح جسم سے باہر نکل آتی ہے۔ پھر فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں' پس اس کے لیے دروازہ کھلوایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بدکار آدمی ہے تو کہا جاتا ہے اے ناپاک روح جو ناپاک بدن میں تھی مرحبا نہ ہو اور بری ہو کر کے لوٹ جا۔ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ پس وہ آسمان سے پھینک دی جاتی ہے پھر وہ قبر کی طرف چلی آتی ہے۔ (ابن ماجہ)

(١٦٢٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَائَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهٗ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(١٦٢٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن بندے کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے تو اس کو دو فرشتے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ حماد راوی نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روح کی خوشبو کو اور اس کے مشک کو بیان کیا (یعنی اس روح سے مشک کی خوشبو آتی ہے) اور فرمایا جب وہ روح آسمان پر چڑھ جاتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح پاکیزہ جسم سے زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اے روح! تیرے اوپر خدا کی رحمت نازل ہو اور جس جسم میں تو آباد تھی اس پر بھی خدا کی رحمت نازل ہو۔ پھر اس کو اس کے پروردگار کے پاس لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ اس کو آخر مدت (یعنی قیامت تک) کے لیے مہلت دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کافر کی روح نکلتی ہے' حماد راوی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس روح کی بدبو کا اور اس پر لعنت پڑنے کا ذکر فرمایا (یعنی یہ بدبودار ملعون روح ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آسمان والے دیکھ کر کہتے ہیں ناپاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے کہا جاتا ہے کہ اس کو قیامت تک

١٦٢٨۔ صحيح مسلم كتاب الجنة باب عرض مقعد الميت من الجنة او من النار (٢٨٧٢)[٧٢٢١]

کے لیے مہلت دے دو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چادر کے ایک کونے کو اپنے ناک پر اس طرح سے رکھ لیا (یعنی گویا اس روح کی بدبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس ہو رہی ہے جس سے آپ نے ناک ڈھاپ لی۔ ہوسکتا ہے کہ بدبو نہ محسوس ہو۔) (مسلم)

اس طرح سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ناک پر چادر رکھ کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناک پر اس طرح چادر رکھی تھی۔

مومن روح کا استقبال اور کافر روح کا انجام

(١٦٢٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ اَتَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَّرْضِيًّا عَنْكِ اِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَاَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُنَاوِلُهٗ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَاْتُوْبِهٖ اَبْوَابَ السَّمَآءِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ جَآءَ تْكُمْ مِنَ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمْ اَشَدُّ فَرَحًا بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَآئِبِهٖ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْاَلُوْنَهٗ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ مَا ذَا فُلَانٌ فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ قَدْ مَاتَ اَمَا اَتَاكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ قَدْ ذُهِبَ بِهٖ اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا احْتُضِرَ اَتَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ بِمَسْحٍ فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ سَاخِطَةً مَّسْخُوْطًا عَلَيْكِ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ اِلٰى بَابِ الْاَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحَ يَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ الْكُفَّارِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ۔

(١٦٢٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن کے مرنے کا وقت قریب آ جاتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم کا کپڑا جنت سے لے کر آتے ہیں اور اس روح سے کہتے ہیں کہ تو اس جسم سے نکل' اس حال میں کہ تو خدا سے راضی ہے اور خدا تجھ سے راضی ہے' تو خدا کی رحمت اور اس کی دی ہوئی روزی کی طرف چل اور خدا تجھ سے خوش ہے ناراض نہیں ہے۔ پس وہ روح بہترین مشک کے خوشبو کی طرح نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو آسمان والے فرشتے کہتے ہیں کہ کیا ہی اچھی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے۔ پھر اس روح کو مومنوں کی روح کے پاس لے جاتے ہیں تو وہ لوگ اس روح کو دیکھ کر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح سے تم اپنے کسی عزیز سے سفر سے واپسی کے وقت خوش ہوتے ہو پھر وہ لوگ اس آنے والی روح سے پوچھ گچھ کرتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص کا کیا حال ہے اور انہوں نے کیا کیا ہے' پھر مومنوں کی روحیں آپس میں کہتی ہیں کہ اس کو ابھی چھوڑ دو اور مت پوچھو کیونکہ یہ ابھی تک دنیا کے رنج وغم میں مبتلا تھا اب آیا ہے اس کو اتنی مہلت دو کہ سکون و اطمینان ہو جائے جب اس روح کو سکون و اطمینان ہو جاتا ہے تو وہ روح کہتی ہے کہ جس کے بارے میں تم لوگ دریافت کرتے ہو مجھ سے پہلے مر چکا ہے کیا وہ اب تک تمہارے پاس نہیں آیا تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں تو نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اس کی ماں ہاویہ کی طرف لے گئے۔ (یعنی دوزخ کی طرف لے گئے ہیں) اسی لیے وہ یہاں نہیں آیا۔ اور جب کافر کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو عذاب والے فرشتے ٹاٹ لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نکل اپنے جسم سے اللہ کے عذاب کی طرف اس حال میں کہ تو ناخوش ہے اور تیرے اوپر ناخوشی کی گئی ہے۔ تو وہ نکلتی ہے بدبودار مردے کی روح کی طرح یہاں تک کہ اس کو زمین کے دروازے تک لاتے ہیں' یہ کہتے ہیں کیسی بدبودار

١٦٢٩۔ اسناده صحيح، سنن النسائي كتاب الجنائز باب مايلقى به المومن من الكراهة عند خروج نفسه (١٨٢٤)

روح ہے پھر اس روح کو کافروں کی روح میں لے جاتے ہیں۔ (احمد، نسائی)

توضیح :...... جنت سے جو ریشمی کپڑا لایا گیا ہے گویا اس روح کے لیے کفن کے طور پر ہے تاکہ وہ خوش ہو اور کافروں کے لیے جہنم کا وہ ٹاٹ کفن کے طور پر لایا گیا تاکہ اس سے زیادہ تکلیف ہو۔ مسلمانوں کی روح اعلیٰ علیین میں مومنوں کی روح کے ساتھ رہتی ہے اور کافروں کی روح سجین میں کافروں کی روح کے ساتھ رہتی ہے۔

(۱۶۳۰) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَّنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ ((اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَآئِكَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْئُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَآءِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْخَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَالَ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا وَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ بِهَا عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْ مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانُوْ يُسَمُّوْنَهٗ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا

(۱۶۳۰) حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں گئے جب ہم قبرستان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابھی قبر تیار نہیں ہے اور لاش کو ابھی دفن نہیں کیا گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی نہایت خاموشی کے ساتھ آپ ﷺ کے آس پاس بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں یعنی سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔ دائیں بائیں اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں اس وقت ایک لکڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے اور لکیر کھینچ رہے تھے گویا آپ ﷺ کسی فکر میں متفکر تھے پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ تم خدا سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو تین دفعہ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مومن بندے کا تعلق جب دنیا سے ختم ہونے والا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے (یعنی مرنے کے قریب ہو جاتا ہے) تو ایسے خوبصورت فرشتے آسمان سے اترتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمکیلے اور روشن ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ جنت کے کفنوں میں سے کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے اور اس مرنے والے کے پاس مدبصر تک (تاحد نظر) بیٹھ جاتے ہیں۔ (یعنی نہایت ادب سے بہت دور تک بیٹھے رہتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح تو اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی کی طرف نکل اور چل۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ روح جسم سے اس طرح نکلتی ہے جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ جو نہایت آسانی اور نرمی سے نکلتا ہے۔ پھر اس کو ملک الموت علیہ السلام اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں پھر فوراً ہی دوسرے فرشتے اپنے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں یہاں تک اس جنتی کو خوشبودار کفن میں رکھ لیتے ہیں اس روح سے

۱۶۳۰۔ صحیح سنن ابی داؤد (۴۷۵۳)، احمد (۴/ ۲۸۷، ۲۸۸)

فَیَسْتَفْتِحُوْنَ لَهٗ فَیُفْتَحُ لَهُمْ فَیُشَیِّعُهٗ مِنْ كُلِّ سَمَآءٍ مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِیْ تَلِیْهَا حَتّٰی یُنْتَهٰی بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِیْ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاَعِیْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فَاِنِّیْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِیْهَا اُعِیْدُهُمْ وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰی قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ فَیَاْتِیْهِ مَلَكَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِیْنُكَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلَانِ وَمَا عِلْمُكَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا فَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ قَالَ وَیَاْتِیْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّیَابِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فَیَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّكَ هٰذَا یَوْمُكَ الَّذِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَیَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ یَجِیْءُ بِالْخَیْرِ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَیَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ۔ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِیْ انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَیْهِ مِنَ السَّمَآءِ مَلٰٓئِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ فَیَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّالْبَصَرِ ثُمَّ یَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَیَقُوْلُ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ اُخْرُجِیْ اِلٰی سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِهٖ فَیَنْتَزِعُهَا كَمَا یَنْزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ

بہت بہترین خوشبو نکلتی ہے جو دنیا میں سب سے بہتر اور اچھی خوشبو ہو سکتی ہے پھر وہ فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں راستے میں جن فرشتوں کے پاس سے اس روح کو لے کر گذرتے ہیں تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ اور خوشبودار روح کس کی ہے؟ تو یہ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی ہے۔) یعنی اس کا اچھے سے اچھا نام جس نام کے ساتھ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا بتاتے ہیں یہاں تک کہ اس کو لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں۔ چنانچہ آسمان کا دروازہ ان کے لیے کھولا جاتا ہے' اور اسی طرح سے اس کے لیے ہر آسمان کے دروازے کھلوائے جاتے ہیں اور وہ کھولے جاتے ہیں اور اس کے استقبال کے لیے ہر آسمان کے مقربان بارگاہِ الٰہی فرشتے اس کے ساتھ دوسرے آسمان تک جاتے ہیں۔ اسی طرح سے ہر آسمان پر عظیم الشان استقبال ہوتا ہوا اس روح کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے نامۂ اعمال کو علیین مقام میں رکھو جہاں نیک لوگوں کی روحیں رہتی ہیں۔ اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو (یعنی اس جسم میں جو قبر میں مدفون ہے واپس کر دو) کیونکہ میں نے اس کو اسی زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹا دیتا ہوں اور اسی زمین سے دوبارہ نکالوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ مومن بندہ جواب میں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر دونوں فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ کون صاحب ہیں جن کو تمہارے پاس بھیجا گیا تھا؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اللہ کی بے شمار رحمتیں ان پر نازل ہوں' پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ ان کا رسول ہونا تم کو کس طرح معلوم ہوا؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔) کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو اور جنت کا لباس

الْمَبْلُوْلِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِىْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِىْ تِلْكَ الْمُسُوْحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَائِهِ الَّتِىْ كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهِىَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اكْتُبُوْا كِتَابَهٗ فِىْ سِجِّيْنٍ فِى الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَأَ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ* فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِىْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيُنَادِىْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِىْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِىْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِىْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ)) وَفِىْ رِوَايَةٍ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ ((اِذَا خَرَجَ رُوْحُهٗ

پہنا دو اور جنت کے دروازے کھول دو چنانچہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو برابر آتی رہتی ہے اور اس کی قبر میں حدِ نظر تک کشادگی کر دی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس کے پاس ایک بہت خوبصورت آدمی آتا ہے جو عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے اور اچھی خوشبو لگائے ہوئے ہے وہ کہتا ہے کہ اے شخص تجھے خوشخبری ہو ان نعمتوں کی جو اب تجھے خوش کرنے والی ہیں جس کا آج کے دن وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پوچھتا ہے آپ کون ہیں آپ کا چہرہ بہت خوبصورت ہے اور اس چہرے سے بھلائی ہی بھلائی معلوم ہوتی ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں آپ کا نیک عمل ہوں (مجھے اللہ نے اس شکل میں کر کے تمہاری تسلی کے لیے بھیجا ہے) وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ میرے پروردگار ابھی قیامت قائم کر دے تا کہ میں جنتی اہل و عیال (یعنی حوروں اور خادموں) کے پاس پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر بندہ جب کہ دنیا سے اپنے تعلقات کو منقطع کرنے والا اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہوتا ہے (یعنی جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے) تو کالے چہرے والے فرشتے آسمان سے اتر کر اس کے پاس آتے ہیں ان کے ساتھ ٹاٹ بھی ہوتے ہیں اور حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اس کافر روح سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے ناپاک روح! تو اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف نکل۔ تو کافر کی روح سن کر سارے جسم میں دوڑتی بھاگتی ہے (یعنی چھپتی پھرتی ہے' باہر نکلنے سے ڈرتی ہے) تو موت کا فرشتہ اس روح کو نہایت سختی سے اس طرح کھینچتا ہے جس طرح آنکڑا تر صوف میں سے کھینچا جاتا ہے (یعنی نہایت سختی سے اس کی روح نکالی جاتی ہے' جب اس کو نکال دیتا ہے تو بہت جلد دوسرے فرشتے اس روح کو ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں اور اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس روح سے بہت سخت بدبو نکلتی ہے جیسے مردار کی بدبو جو زمین میں کہیں پائی جاتی ہو۔ پھر اس روح کو فرشتے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں فرشتوں کی جس جماعت سے یہ لوگ روح کو لے کر گزرتے ہیں تو وہ جماعت کہتی ہے کہ یہ کس ناپاک کی روح ہے؟ تو یہ فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں بن فلاں کی روح ہے یعنی اس کا برا نام

صَلّٰی عَلَیْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِی السَّمَآءِ وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ لَیْسَ مِنْ اَهْلِ بَابٍ اِلَّا وَهُمْ یَدْعُوْنَ اللّٰهِ اَنْ یُّعْرَجَ بِرُوْحِهٖ مِنْ قِبَلِهِمْ وَتُنْزَعُ نَفْسَهٗ یَعْنِی الْكَافِرَ مَعَ الْعُرُوْقِ فَیَلْعَنُهٗ كُلُّ مَلَكٍ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِی السَّمَآءِ وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ لَیْسَ مِنْ اَهْلِ بَابٍ اِلَّا وَهُمْ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ لَّا یُعْرَجَ رُوْحُهٗ مِنْ قِبَلِهِمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

لے کر بیان کرتے ہیں جس نام کے ساتھ دنیا میں بلایا جاتا تھا پھر اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں اور دروازہ کھلوایا جاتا ہے لیکن کھولا نہیں جاتا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس کی تائید میں قرآن کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔﴿**لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط**﴾یعنی ان کافروں کے لیے نہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نہ جنت میں داخل ہی ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے (اور اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا محال ہے اسی طرح سے اس کا جنت میں داخل ہونا غیر ممکن ہے) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال کو سجین میں لکھ دو جو زمین سب سے نیچے ہے پھر اس روح کو اس میں پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید میں قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ﴿**من يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير اوتهوى به الريح فى مكان سحيق**﴾ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ گویا آسمان سے منہ کے بل گر پڑا کہ اس کو پرندوں نے اچک لیا یا ہوا نے دور پھینک دیا۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ پھر دو فرشتے آ کر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا' پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر وہ دونوں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون صاحب ہیں جن کو تمہارے پاس بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے افسوس افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹ بکتا ہے۔ اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو اور دوزخ کی طرف دروازے کھول دو جس سے دوزخ کی گرمی اور لو اس کے پاس آتی ہے' اور اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ایک جانب کی پسلیاں دوسری جانب چلی جاتی ہیں اور اس جانب کی پسلیاں اس جانب نکل آتی ہیں۔ اس کے بعد ایک بدصورت اور بدشکل آدمی میلے کچیلے اور خراب بدبودار کپڑے پہنے ہوئے اس کے پاس آتا ہے جس سے بہت سخت بدبو آتی ہے' وہ کہتا ہے کہ تجھ کو اس چیز کی خبر دی جا رہی ہے جو تجھے بری معلوم ہو گی یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا' تو وہ مردہ کہتا ہے کہ تو کون ہے۔ تیری شکل بہت بری ہے اور برائی لائی ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا برا عمل ہوں (کہ اللہ نے مجھ کو اس شکل میں کر دیا) تو وہ یہ کہتا ہے کہ خدایا قیامت نہ قائم کرنا۔ اور دوسری روایت میں بھی اسی طرح ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت مومن بندے کی روح اس کے بدن سے نکلتی ہے تو زمین آسمان کے درمیان کے فرشتے اور ہر آسمان کے فرشتے اس کے اوپر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے حق میں دعا و استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر آسمان کے دروازے والے فرشتے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے دروازے سے یا ان کے پاس سے آسمان کی طرف چڑھائی جائے (جس سے اس کو زیادہ خوشی اور عزت حاصل ہو) اور کافر بندے کی روح اس کی رگوں سے نکالی جاتی ہے اور زمین آسمان کے درمیان والے فرشتے اور آسمان والے فرشتے اس کے اوپر لعنت بھیجتے ہیں' اور آسمان کا کوئی دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا ہے بلکہ بند رکھا جاتا ہے اور آسمان کے ہر دروازے کے درباری فرشتے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے دروازے سے نہ چڑھائی جائے۔ (اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے)

(۱۶۳۱) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةُ اَتَتْهُ اُمُّ بِشْرٍ بِنْتِ الْبَرَاءِ ابْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنْ لَقِيْتَ فُلَانًا فَاقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّى السَّلَامَ فَقَالَ غَفَرَاللّٰهُ لَكِ يَا اُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ اَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ كِتٰبِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

(۱۶۳۱) عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے باپ کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جب کعب کے انتقال کا وقت قریب آیا تو براء بن معرور کی بیٹی ام بشران کے پاس آئیں اور کہا اے عبدالرحمٰن کے والد آپ عالم دنیا سے عالم آخرت کی طرف کوچ کر رہے ہیں (اور عالم آخرت میں ہمارے بہت سے بزرگان دین پہلے پہنچ چکے ہیں) تو اگر فلاں آدمیوں سے آپ کی ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دیجیے تو کعب نے جواب میں کہا کہ اے ام بشر! اللہ تمہاری مغفرت فرمائے ہم وہاں بہت پریشانیوں میں مشغول ہوں گے (ہم کو دوسروں کی خبر ہوگی؟ تو ام بشر نے اس کے جواب میں کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ مومنوں کی روحیں سبز پرندں کے جسم میں ہوں گی، جنت کے میوے اور پھل فروٹ کھائیں گی (اور بہت عیش و آرام میں ہوں گی، آپ بھی مومن ہیں آپ بھی وہاں جائیں گے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات ہوگی) اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو ام بشر نے کہا بس یہ وہی بات ہے (کہ آپ انتقال کے بعد ان روحوں کے پاس جائیں گے جب ان سے ملاقات ہوگی تو میرا سلام فرما دیجیے گا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

مومن کی روح جنت میں پرندوں کی شکل میں ہوتی ہے

(۱۶۳۲) وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِىْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ فِىْ جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِىُّ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

(۱۶۳۲) عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے باپ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح پرندوں کی شکل میں ہو کر جنت کے درختوں کا پھل کھاتی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس کے جسم میں ڈال دے گا (یعنی قیامت تک وہ روح اسی پرندے کی شکل میں رہ کر جنت کے میوے کو کھاتی رہے گی) قیامت کے دن پھر اپنے جسم میں پہنچ جائے گی۔ (مالک، نسائی، بیہقی)

(۱۶۳۳) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اِقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۳۳) محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے انتقال کے وقت میں گیا تو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچا دیجیے گا۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

۱۶۳۱۔ حسن، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب فيما يقال عند المريض اذا حضر (۱۴۴۹)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۱۶۳۲۔ صحیح، موطاالامام مالك كتاب الجنائز باب جامع الجنائز (۱/ ۲۴۰ ح ۵۶۹)، النسائی كتاب الجنائز باب ارواح المومنين (۲۰۷۵)

۱۶۳۳۔ ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب فيما يقال عند المؤيض اذا حضر (۱۴۵۰)، احمد بن أزہر متکلم فیہ راوی ہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينِهٖ

میت کو غسل دینے اور کفنانے کا بیان

میت کو غسل دینا واجب ہے۔ غسل دیتے وقت اس کا ستر نہ کھولیں بلکہ ستر پر ایک گاڑھا کپڑا ڈال کر بایں تفصیل غسل دیں۔ پہلے اچھی طرح طہارت کرائیں۔ یعنی پیشاب و پاخانہ کی جگہ کو دھو ڈالیں اور اگر اس کے علاوہ اور کہیں بدن پر نجاست ہو تو اس کو بھی پاک کر ڈالیں۔ پھر نماز کی طرح وضو کرائیں یعنی پہلے دونوں ہتھیلیوں کو دھوئیں اور اگر کلی کرنا ممکن ہو تو کلی کرائیں جس کی صورت یہ ہے کہ غسل دینے والا اپنی انگلی میں کپڑا لپیٹ کر اس کے مسوڑوں اور دانتوں و جبڑوں کو مل دے اور ناک کے نتھنوں میں انگلی پھیر دے۔ پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئے۔ پھر تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت دھوئے۔ پھر سر کا مسح کرے۔ لیکن آغاز داہنی طرف سے ہو بعد ازاں سر اور داڑھی خطمی یا صابن سے مل کر خوب دھوئیں اور سیدھی کروٹ پر لٹا کر سارا جسم نرمی سے دھوئیں۔ اور جب اس طرف سے فارغ ہوں تو دوسری کروٹ پر لٹا کر اس طرف کا جسم پاک صاف کر دیں۔ تمام جسم پر ہاتھ پہنچائیں اور ایک جوڑ کو تین تین یا پانچ پانچ بار دھوئیں اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ بار دھوئیں لیکن طاق عدد کا خیال رہے۔ پانی گرم کرتے وقت بیری کے پتے یا کوئی اور خوشبودار پتے یا پھول ڈال دیں اور سب سے آخر میں وہ پانی بہائیں جس میں کافور کی ملونی ہو۔ اور غسل کے آخر میں دونوں پاؤں کو وضو کی نیت سے تین بار دھوئیں۔ غسل دینے کے بعد میت کی شرمگاہ سے کوئی چیز نکل آئے تو اس کا دھو دینا کافی ہے غسل کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اور محمد بن سیرین کے نزدیک وضو اور غسل لوٹایا جائے گا اسی میں احتیاط ہے' عورت کے بالوں کے تین حصے کریں اور چوٹیاں گوندھ کر پیچھے ڈال دیں' غسل دینے کے بعد میت کے ان مقامات پر کافور ملیں جو وضو کے وقت دھوئے جاتے ہیں علاوہ بریں پیروں کے پنجہ پر بھی ملیں۔ جو لوگ معرکہ جہاد میں شہید ہوں انہیں غسل نہیں دینا چاہیے بلکہ جس حالت میں شہید ہوں اسی حالت میں انہیں کپڑوں کے ساتھ دفن کرنا چاہیے۔ ان کے علاوہ اور شہیدوں کو غسل اور کفن بھی دینا اور نماز جنازہ بھی پڑھنی چاہیے' اگر کوئی مردہ بغیر غسل دیے دفن کیا گیا اور گمان ہے کہ ابھی نعش گلی سڑی نہیں ہو گی تو قبر سے نکال کر غسل دیں پھر دفن کریں۔ میت کے نہلانے والے کو غسل کرنا اور جنازہ اٹھانے والے کو وضو کرنا مستحب ہے' فرض و واجب نہیں۔ یہ جو لوگ میت کو نہلاتے وقت کچھ پڑھتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں' اور غسل دینے والے کو چاہیے کہ میت کے جسم پر نرمی و آہستہ سے ہاتھ پھیرے' اور اگر غسل دیتے وقت میت کے جسم سے کوئی بری چیز معلوم ہو تو اس کو چھپانا چاہیے چھپانے اور پردہ پوشی میں بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میت کو غسل دے اور اس چیز کو چھپائے جو ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کے چالیس گناہ کبیرہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (حاکم' بیہقی' طبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میت کو غسل دے اور غسل دینے میں امانت کو ادا کرے یعنی شریعت کے مطابق غسل دے اور کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کو چھپا لے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔ اور میت کے قرابت دار ہی غسل دیں۔ بشرطیکہ ان کو غسل دینے کا طریقہ معلوم ہو اور اگر غسل کا طریقہ نہیں معلوم ہے تو امانت دار اور پرہیزگار لوگ غسل دیں۔ (احمد) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی

پردہ پوشی کرے گا تو قیامت کے دن اللہ رب العزت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری مسلم)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مردوں کی خوبیوں کو بیان کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ غسل دینے والا جب میت کی کوئی اچھی بات دیکھے جیسے اس کے چہرے کا چمکنا' روشن ہونا۔ یا اس سے خوشبو نکلنا تو لوگوں سے بیان کر دینا بہتر ہے اور اگر کوئی بری بات دیکھے جیسے اس کے چہرے اور بدن کا سیاہ ہو جانا یا اس کے صورت کا بدل جانا تو اس کو چھپا دینا چاہیے ظاہر نہیں کرنا چاہیے اور غسل دیتے وقت شرمگاہ پر اتنا موٹا کپڑا رکھ لینا چاہیے کہ پانی پڑنے پر شرمگاہ کا کوئی حصہ نمایاں ظاہر نہ ہو اور علماء نے لکھا ہے کہ میت کو جس چارپائی یا تخت پر غسل دینے کے لیے لٹایا جائے تو پہلے بائیں کروٹ پر لٹائیں تاکہ غسل دینے میں داہنے طرف سے شروع ہو پھر غسل دیں یہاں تک کہ اوپر نیچے بدن بھیگ جائے یہ ایک غسل ہوا پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ دوسرا غسل ہوا' پھر بائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ تیسرا غسل ہوا (هكذا في كتاب الجنائز بشيخنا و مولانا عبدالرحمن المباركفوري رحمہ اللہ) اور اگر کوئی مردوں کو مرد غسل دینے والا نہ ملے یا عورتوں کو کوئی عورت غسل دینے والی نہ ملے تو غسل کی جگہ تیمّم کرا دینا مناسب ہوگا۔

مؤطا امام مالک میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ جب کوئی عورت مر جائے اور وہاں پر عورتیں نہ ہوں جو اس کو غسل دیں اور نہ اس کا کوئی محرم ہے اور نہ شوہر تو ایسی صورت میں اس کو تیمّم کرایا جائے یعنی اس کے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر پاک مٹی پھیر دی جائے۔ اور جب کوئی مرد مر جائے اور وہاں کوئی سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہ ہو تو اس کو بھی تیمّم کرایا جائے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ اور اگر خاوند اپنی بیوی کو غسل دے تو جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لو مت قبلی لغسلتك .)) (احمد' ابن ماجه' ابن حبان) اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تو مجھ سے پہلے مر گئی تو میں تجھ کو غسل دوں گا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا (دارقطنی)۔ ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔ اور بیوی بھی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی نے غسل دیا تھا۔ اور غسل دینے والے کو میت کے غسل سے فارغ ہو کر غسل کر لینا چاہیے۔ میت کو غسل دیتے وقت کس رخ پر لٹا کر غسل دینا چاہیے اس کے متعلق کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری ہے کسی نے کہا جس طرح قبر میں لٹایا جاتا ہے' اسی طرح لٹا کر غسل دینا چاہیے اور کسی نے کہا کہ اس طرح لٹانا چاہیے کہ اس کا پیر قبلہ کی طرف ہو' اور بعض نے کہا جس طرح آسانی ہو غسل دے سکتے ہیں اور میت کے نہلانے کے وقت چاروں طرف سے پردہ کر لینا مستحب ہے۔

کفنانے کا بیان

جس کپڑے میں میت کو غسل دینے کے بعد لپیٹا جاتا ہے تو اس کپڑے کو کفن کہتے ہیں۔ اگر اس میت نے اس قدر مال چھوڑا ہے کہ اس کے مال سے کفن مسنون دیا جا سکتا ہے تو کفن مسنون دینا چاہیے یعنی اگر میت مرد ہو تو تین کپڑے' اور اگر عورت ہو تو پانچ کپڑے اور اگر اتنا مال نہیں ہے تو تین پانچ کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ دو ہوں تو دو ہی کافی ہیں۔ اور ایک ہو تو ایک ہی کافی ہے' اور اگر ایک بھی پورا نہیں ہے تو کپڑے سے سر چھپا دیا جائے اور پیر کی طرف اذخر گھاس وغیرہ رکھ دیا جائے' جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ اور جہاں تک ہو سکے اچھا کفن دینا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بھائی کو اچھا کفن دو۔ (مسلم) اچھا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سنت کے مطابق ہو اور پاک وصاف ستھرا ہو۔ خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں اور درمیانی قیمت کے ہوں نہ زیادہ قیمتی ہوں اور نہ خراب ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کفن میں حد سے نہ بڑھو یعنی زیادہ قیمتی کفن مت دو کیونکہ وہ جلدی سڑ گل جائے گا۔ (ابوداؤد)

اور کفن میں نیا ہی کپڑا دینا ضروری نہیں بلکہ پاک صاف مستعمل کپڑا بھی دینا درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کفن دینے کے لیے اپنا تہبند عنایت فرمایا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے ان پرانے کپڑوں کو دھو کر انہی میں کفن دینا۔ (بخاری)

اگر کوئی اپنی زندگی میں کفن تیار کر کے رکھ لے تو جائز ہے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے لنگی مانگ کر اپنے کفن کے لیے رکھ لیا تھا۔ (بخاری)

بعض حاجی لوگ آب زمزم میں کپڑا دھو کر لاتے ہیں اور اس کپڑے میں کفن دینے کے مستحب سمجھتے ہیں تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

مردوں کے لیے تین کپڑوں میں کفن دینا چاہیے جو تین چھوٹی بڑی چادریں ہوں اور اس قدر لمبی چوڑی ہوں جن میں میت کو اس طرح لپیٹا جا سکے کہ سر سے پاؤں تک چھپ جائے۔ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جن میں نہ کرتہ تھا' نہ عمامہ۔ (بخاری مسلم)

اگر کوئی محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کو غسل دے کر اسی احرام کے کپڑوں میں کفن دینا چاہیے نہ سر چھپایا جائے نہ خوشبو لگائی جائے۔ (بخاری مسلم)

غیر محرم (جو احرام کی حالت میں نہ ہوں) مردوں کے لیے خوشبو لگانا اور کفن میں خوشبو لگانا درست ہے۔ مردوں کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا یہ طریقہ ہے کہ تینوں چادروں کو اوپر نیچے بچھا دیا جائے پھر میت کو اس پر چت لٹا دیا جائے پھر اوپر کے لفافہ یعنی چادر کو داہنی طرف سے پہلے لپیٹیں تا کہ کفن کا لپٹنا داہنی طرف سے شروع ہو' پھر بائیں طرف کو لپیٹیں۔ پھر اسی طرح نیچے کی باقی دو چادروں کو لپیٹیں اور اگر بوقت ضرورت مردوں کو کرتے اور لفافہ میں کفن دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار پھر میت کو پہلے کرتا پہنا کر چادر لپیٹیں پھر سر اور پیر کی طرف گرہ لگا دیں تا کہ کھل نہ سکے۔ اور عورتوں کے لیے کفن کے پانچ کپڑے مسنون ہیں وہ یہ ہیں کہ تہبند اور کرتا اور خمار یعنی سر بند اور دو چادریں۔۔۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو انہی پانچ کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جیسا کہ ابوداؤد میں ہے عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سینے کی جگہوں پر کافور اور خوشبو مل دینا چاہیے اور اس کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دینا چاہیے۔ سر کے آگے کے بالوں کی ایک چوٹی بنائی جائے اور دوسرے دونوں جانب کے بالوں کی دو چوٹیاں بنائی جائیں پہلے اس کو تہبند لپیٹیں پھر کرتا پہنائیں پھر سر بند سے اس کے بالوں کو باندھ دیں۔ پھر دونوں چادریں لپیٹ دیں اور اگر چھوٹی بچی ہو تو اس کے لیے یہی پانچ کپڑے مسنون ہیں اور اگر بالغ ہے تو اس کے لیے بھی تین کپڑے بطریق بالا مسنون ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

میت کے غسل کا طریقہ

(١٦٣٤) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ

(۱۶۳۴) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے جب کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی صاحبزادی

١٦٣٤ ـ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب يلقى شعر المراة خلفها (١٢٦٣)، مسلم كتاب الجنائز باب فى غسل الميت (٩٣٩)[٢١٦٩]

((اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْشَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ)) فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِغْسِلْنَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

زینب رضی اللہ عنہا کی لاش کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو تین تین دفعہ یا پانچ پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اگر تم مناسب سمجھو غسل دے سکتی ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ان کو اس پانی سے غسل دو جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں اور غسل کے آخر میں کافور یا اور کوئی چیز کافور میں سے ڈال لو جب تم غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دو۔ چنانچہ جب ہم غسل دلانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کو اطلاع دی، آپ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اپنی لنگی ہماری طرف پھینک کر فرمایا اس لنگی کو اس میت کے جسم سے لپیٹ دو جو سب کپڑوں سے نیچے رہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: ان کو طاق غسل دو یعنی تین تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو اور داہنی جانب سے شروع کرو اور وضو کے اعضاء کو بھی دھوؤ۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائیں اور ان کے پیچھے کمر کی جانب ڈال دیں۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے میت کے غسل کی ترکیب معلوم ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غسل دینے کے بعد خوشبو مل دینا چاہیے اور عورت کے سر کے بالوں کو اس کی پیٹھ کی طرف ڈال دینا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کا کفن

(١٦٣٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٦٣٥) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو انتقال کے بعد یمن کے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جو سحول کے بنے ہوئے روئی کے کپڑے تھے جس میں کرتہ اور عمامہ نہیں تھا۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے کفن میں سالا ہوا کرتہ اور عمامہ دینا سنت نہیں ہے لیکن بوقت ضرورت جائز ہے۔

کفن میں میانہ روی

(١٦٣٦) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٣٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے مسلمان بھائی کو کفن دو تو اس کو اچھا کفن دو۔ (مسلم) یعنی کفن کے کپڑے نہ بالکل ردی اور خراب ہوں اور نہ قیمتی ہوں بلکہ درمیانے درجے کے ہوں اور سفید کپڑے سب سے اچھے ہیں۔

حاجی کا کفن اور خوشبو کا حکم

(١٦٣٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اِنَّ

(١٦٣٧) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

١٦٣٥۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الثیاب البیض لکفن (١٢٦٤)، مسلم کتاب الجنائز باب فی کفن المیت (٩٤١)[٢١٧٩]

١٦٣٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی تحسین کفن المیت (٩٤٣)[٢١٨٥]

رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ خَبَّابٍ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِي بَابِ جَامِعِ الْمُنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

کے ساتھ حج میں ایک شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا اس کی اونٹنی نے اس کو نیچے پھینک دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا' آپ نے فرمایا کہ اس کو بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دو اور اس کے احرام کے ان دونوں کپڑوں میں کفن دو۔ نہ خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر کو ڈھانکو کیونکہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔ (بخاری مسلم) اور آئندہ چل کر مصعب بن عمیر کی حدیث کو''جامع المناقب'' میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حاجی محرم اگر مر جائے تو اس کو دو کپڑوں میں کفن دینا چاہیے' نہ خوشبو لگانا چاہیے اور نہ منہ کو ڈھانکنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

سفید کپڑوں اور سرمے کا بیان

(١٦٣٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ فَإِنَّهُ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ إِلٰى مَوْتَاكُمْ۔

(١٦٣٨) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ یہ سب تمہارے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے ہیں اور انہی سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد یعنی سیاہ سرمہ ہے اس کو لگایا کرو کیونکہ یہ تمہاری پلکوں کے بال کو اگاتا ہے اور آنکھ کی بینائی کو روشن کرتا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ)

(١٦٣٩) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُغَالُوْا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيْعًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(١٦٣٩) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادہ قیمتی کپڑا کفن میں نہ دیا کرو کیونکہ جلدی چھین لیا جاتا ہے یعنی بہت جلد خراب اور سڑ جاتا ہے) (ابوداؤد)

انسان حالت موت میں ہی اٹھایا جائے گا

(١٦٤٠) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ اَنَّهُ لَمَّا

(١٦٤٠) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی

١٦٣٧۔ صحيح بخارى كتاب الجنائز باب كيف يكفن المحرم (١٢٦٧)، مسلم كتاب الحج باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (١٢٠٦)[٢٨٩١]

١٦٣٨۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب فى البياض (٤٠٦١)، الترمذى كتاب الجنائز باب ما يستحب من الاكفان (٩٩٤)، ابن ماجه كتاب اللباس باب البياض من الثياب (٣٥٦٦)

١٦٣٩۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب كراهية المغالاة فى الكفن، (٣١٥٤)، عمرو ہاشم ''لین الحدیث'' ہے اور اسماعیل بن ابی خالد مدلس راوی ہے۔ اور سماع کی صراحت نہیں کی نیز عامر الشعبی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع بھی ہے۔

١٦٤٠۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب ما يستحب من تطهير ثياب الميت عند الموت (٣١١٤)

حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

موت کا وقت قریب آ گیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہن لیے پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا ہے کہ جس کپڑے میں کوئی مرا ہے تو اس کو اسی کپڑے میں اٹھایا جائے گا۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... اس حدیث میں جو کپڑا ہے اس سے مراد عمل ہے یعنی جو کام کرتا ہوا فوت ہوا ہے اسی کام کی حالت میں اٹھایا جائے گا' اگر نماز پڑھتا ہوا مرا ہے تو نماز کی حالت میں اٹھایا جائے گا اور اگر روزے کی حالت میں مرا ہے تو روزے کی حالت میں اٹھایا جائے گا اور اگر حج کی حالت میں مرا ہے تو حج کی حالت میں لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا' اور اگر زنا کاری بدکاری شراب خوری میں مرا ہے تو اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ((یبعث العبد علی مامات علیه من عمل صالح او سیء.)) ''جو شخص اچھا یا برا کام کرتا ہوا مرا ہے اسی پر اٹھایا جائے گا'' (لمعات مرعاۃ) باقی جو دنیا کے کپڑے خواہ نئے ہوں یا پرانے سب گل سڑ جاتے ہیں قیامت کے روز برہنے اٹھائے جائیں گے جیسا کہ حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((یحشر الناس عراۃ.)) ''لوگوں کو برہنہ اٹھایا جائے گا۔'' لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے سے ظاہری کپڑا مراد لیا ہے۔ اسی لیے نیا کپڑا منگا کر پہنا تا کہ قیامت کے روز نئے کپڑے میں اٹھائے جائیں' اور بعض لوگوں نے شہید کا کپڑا مراد لیا ہے یعنی جن کپڑوں میں شہید' شہید ہوا ہے انہیں کپڑوں میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

سب سے اچھا کفن

(١٦٤١) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ وَخَيْرُ الْاُضْحِيَّةِ الْكَبْشُ الْاَقْرَنُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۱۶۴۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفنوں میں سب سے اچھا کفن حلہ ہے یعنی چادر اور تہبند اور قربانی کے جانوروں میں سے بہترین قربانی سینگ دار مینڈھا ہے (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ) کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں جس مینڈھے کی قربانی کی گئی تھی وہ سینگ دار مینڈھا تھا' اور سینگ دار مینڈھا اکثر موٹا فربہ طاقت ور اور قیمتی بھی ہوتا ہے اسی لیے اس کو بہتر فرمایا۔

(١٦٤٢) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔

(۱۶۴۲) نیز ترمذی ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابوامامہ سے روایت کیا ہے۔

(١٦٤٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُّنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ يُّدْفَنُوْا بِدِمَآئِهِمْ وَثِيَابِهِمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے شہیدوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ ان شہیدوں کے جسموں سے ہتھیاروں اور چمڑوں یعنی پوستین وغیرہ کو اتار لیا جائے اور ان کو ان کے کپڑوں میں خون سمیت دفن کر دیا جائے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

١٦٤١۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب کراهية المغالاة فی الکفن (٣١٥٦)، ابن ماجه (١٤٧٣)، حاکم (٤/ ٢٢٨)، حاتم بن ابی نصر راوی کی توثیق امام حاکم اور ابن حبان سے منقول ہے لہٰذا جہالت کا اعتراض ختم ہوا۔

١٦٤٢۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الاضاحی ١٧، (١٥١٧)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب فیما یستحب من الکفن (١٤٧٣)

١٦٤٣۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی الشهید یغسل (٣١٣٤)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة الشهداء ودفنهم (١٥١٥)، اس روایت کی سند میں عطاء بن السائب مختلط اور علی بن عاصم ضعیف راوی ہے۔

توضیح: ......یعنی شہید کے جسم پر اگر ہتھیار زرہ، تلوار وغیرہ اور چمڑے یعنی ڈھال اور پوستین وغیرہ ہوں تو ان کو دفنانے سے پہلے نکال لیا جائے۔ البتہ جن کپڑوں میں شہید ہوئے ہیں ان کپڑوں کو نہ اتارا جائے اور نہ انہیں غسل دیا جائے بلکہ انہی کپڑوں میں خون سمیت دفن کر دیا جائے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

مصعب بن عمیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے کفن

(١٦٤٤) عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَأَ رَأْسُهُ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۶۴۴) حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روزے سے تھے افطاری کے لیے ان کے پاس کھانا لایا گیا (اور وہ کھانا روٹی اور گوشت تھا) تو اس کھانے کو دیکھ کر فرمایا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہت اچھے تھے ان کو ایک چادر میں کفن دیا گیا جو بہت چھوٹی تھی اگر سر ڈھانکا جاتا تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور وہ مجھ سے اچھے تھے انہیں بھی اسی طرح سے کفنا دیا گیا۔ (یعنی یہ حضرات دنیا سے تنگی کی حالت میں تشریف لے گئے) پھر ہمارے لیے دنیا میں جس قدر وسعت دی گئی اور کشادگی دی گئی۔ یا یوں فرمایا ہم لوگوں کو دنیا میں بہت عیش و آرام اور فراخی دی گئی ہے اس سے پہلے ہمارے بھائیوں کو نصیب نہیں ہوا، ہمیں ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا پھل اور ثواب ہمیں دنیا میں جلدی دے دیا گیا (پھر آخرت میں کیا ملے گا) یہ کہہ کر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ (بخاری)

توضیح: ......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دنیا ہی میں مل چکی تھی۔ پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ مشرکین مکہ نے اسلام لانے کی وجہ سے انہیں بہت پریشان کیا جس کی وجہ سے مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری سے بھائی چارہ کرا دیا۔ وہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے، کہنے لگے میں اپنا نصف مال و متاع تمہیں بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان کو دیکھو جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ میں طلاق دے دوں گا عدت گزرنے کے بعد تم نکاح کر لینا۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ جواب دیا، خدا تمہارے مال و منال اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے صرف بازار دکھا دو۔ لوگوں نے ''بنی قینقاع'' کے بازار میں پہنچا دیا۔ وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے۔ دوسرے روز سے باقاعدہ تجارت شروع کر دی یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو جسم پر مراسم شادی کی علامتیں موجود تھیں۔ استفسار ہوا یہ کیا ہے۔ عرض کیا ایک انصاریہ سے شادی کر لی ہے۔ سوال ہوا مہر کس قدر ادا کیا؟ عرض کی ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ حکم ہوا تو پھر ولیمہ کروا گرچہ ایک بکری ہی سہی۔ (بخاری)

١٦٤٤۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد (٤٠٤٥)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بڑے پہلوان اور بہادر تھے۔ اکثر غزوات میں شریک رہے۔ ان کے کارنامے روز روشن کی طرح مشہور ہیں بڑے عالم، فاضل، مدبر و مشکر اور صحیح الرائے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے محبّ اور جانثار تھے۔ عفیف و پاک دامن، دیانت دار، امانت دار تھے بہت بڑے فیاض، سخی اور خاکسار اور متواضع تھے، تاجر اور سوداگر تھے اس تجارت کی وجہ بہت بڑے سرمایہ دار اور متمول ہو گئے تھے۔ اور اللہ کے راستے میں بے دریغ خرچ کرتے تھے۔

اصابہ اور اسد الغابہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ واپس آیا تو اس میں سات سو اونٹوں پر صرف گیہوں، آٹا اور دوسری اشیاء خوردنی بار تھیں اس عظیم الشان قافلہ کا تمام مدینہ میں غل پڑ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کی، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ پورا قافلہ مع اسباب و سامان بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہِ خدا میں وقف ہے۔ (اصابہ ج ۴ ص ۱۷۷)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دولت ذاتی راحت و آسائش کے لیے نہ تھی بلکہ جو جس قدر زیادہ دولت مند تھا اسی قدر اس کا دست کرم زیادہ کشادہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی سے شروع ہو چکا تھا اور وقتاً فوقتاً قومی و مذہبی ضروریات کے لیے گراں قدر رقمیں پیش کیں۔

سورۂ برات نازل ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ خیرات کی ترغیب دی گئی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال یعنی چار ہزار درہم پیش کیے پھر دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار وقف کیے۔ اسی طرح جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کیے۔ (اصابہ)

عام خیرات وصدقات کا یہ حال تھا کہ ایک ہی دن میں تیس تیس غلام آزاد کر دیے تھے ایک دفعہ انہوں نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کی اور سب راہِ خدا میں لٹا دیا۔ (طبقات ابن سعد)

لیکن اس فیاضی کے باوجود ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کہیں اس قدر تمول آخرت کے لیے موجب نقصان نہ ہو۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ اماں مجھے خوف ہے کہ کثرت مال مجھے ہلاک کر دے گا۔ ارشاد ہوا بیٹا راہِ خدا میں صرف کر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اصحاب میں بعض ایسے ہیں کہ مفارقت کے بعد انہیں میرا دیدار نصیب ہوگا۔ (استیعاب)

غرض فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ آخری لمحہ حیات تک قائم رہا۔ وفات کے وقت بھی پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہِ خدا میں وقف کیے۔ جنگ بدر میں جو صحابہ شریک ہوئے تھے اور اس وقت تک زندہ موجود تھے ان میں سے ہر ایک کے لیے چار چار سو دینار کی وصیت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سو اصحاب بدر بقید حیات تھے اور سب نے نہایت خوشی کے ساتھ اس وصیت سے فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا۔ (اسد الغابہ)

امہات المومنین کے لیے بھی ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ نیز اس سے پہلے مختلف موقوں پر بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ ایک دفعہ ایک جائیداد پیش کی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی تھی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے صاحبزادہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے اکثر بطریق تشکر دعا فرمایا کرتی تھیں ''خدا تمہارے باپ کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔ (ترمذی)

اس کثرت غنی کی وجہ سے خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے کہ یہ عیش و آرام اور مال و دولت دنیاوی کشادگی وبالِ جان نہ بن

جائے کہ ہماری نیکیوں کے بدلہ میں دنیا ہی میں معاوضہ مل جائے اور آخرت میں ثواب سے محروم رہیں جیسا کہ بظاہر ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا﴾

(بنی اسرائیل)

''جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا ہی کا ہو۔ اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں' دھتکارا ہوا داخل ہو گا۔ اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور ہو بھی وہ باایمان پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی خدا کے ہاں پوری قدر دانی کی جائے گی۔''

دوسری آیت میں یوں ہے کہ:

﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ﴾

(احقاف)

''اور جس دن کفار جہنم کے سرے پر لائیں جائیں گے' کہا جائے گا تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کر دیں اور ان سے فائدے اٹھا چکے پس آج تمہیں ذلت کے عذابوں کی سزا دی جائے گی اسی باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم عدول حکمی کیا کرتے تھے۔''

یعنی ان کافروں کو جب جہنم پر لا کر کھڑا کیا جائے گا تو وہ اپنی کچھ نیکیاں یاد کریں گے تو ان سے ڈانٹ کر کہا جائے گا کہ تم شرک کفر کر کے اپنی نیکیوں کو زائل کر چکے ہو' اور لہو ولعب کر کے فائدہ اٹھا چکے ہو اب یہاں سوائے سزا کے کچھ نہیں ہے۔ یہ دونوں آیتیں کافروں کے بارے میں ہیں۔ لیکن اللہ والے اپنے عیش و آرام کو دیکھ کر ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ہم اس کے مصداق نہ بن جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ مرغوب اور لطیف غذا سے اس آیت کو پیش نظر رکھ کر بچتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جنہیں اللہ تعالیٰ ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ یہ فرمائے گا۔

اسی لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس اچھی غذا کو دیکھ کر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ خشیت اور خوف الٰہی کی وجہ سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو یاد کیا جس سے ان کے اوپر بہت رقت طاری ہو گئی اسی لیے ان کا کھانا بہت سادہ ہوتا تھا اور سادی زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی تھی۔

اسد الغابہ میں ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو اس کے نیچے سونا نکل آتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لیے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ چاروں بیویوں نے جائیداد متروکہ کے صرف آٹھویں حصہ سے اسی اسی ہزار دینار پائے۔ سونے کی اینٹیں اتنی بڑی تھیں کہ کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ (اسد الغابہ)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کا نہایت مختصر، دلچسپ واقعہ عبرت اور نصیحت کے لیے لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہم کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اسد الغابہ اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں ان کے واقعات اس طرح لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

مصعب نام ابو محمد کنیت، والد کا نام عمیر اور والدہ کا نام خناس بنت مالک تھا۔ پورا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی القرشی۔۔۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مکہ کے ایک نہایت حسین وخوش رو نوجوان تھے، ان کے والدین ان سے شدید محبت رکھتے تھے۔ خصوصاً ان کی والدہ خناس بنت مالک نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے لخت جگر کو نہایت ناز ونعم سے پالا تھا۔ چنانچہ وہ عمدہ سے عمدہ پوشاک اور لطیف سے لطیف خوشبو جو اس زمانہ میں میسر آ سکتی تھی استعمال فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے مکہ میں مصعب سے زیادہ کوئی حسین خوش پوشاک اور پروردۂ نعمت نہیں ہے۔

خدائے تعالیٰ نے حسن ظاہری اور سلامت ذوق اور طبع لطیف کے ساتھ آئینہ دل کو بھی نہایت شفاف بنایا تھا۔ صرف ایک عکس کی دیر تھی کہ توحید کے دلربا خدوخال نے شرک سے متنفر کر دیا اور آستانۂ نبوت پر حاضر ہو کر اس کے شیدائیوں میں داخل ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزیں تھے اور مسلمانوں پر مکہ کی سرزمین تنگ ہو رہی تھی اس بنا پر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا اور چھپ چھپ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ لیکن ایک روز اتفاقاً عثمان بن طلحہ نے نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کی ماں اور خاندان والوں کو خبر دی، انہوں نے سنا تو محبت نفرت سے مبدل ہو گئی اور مجرم توحید کے لیے شرک کی عدالت نے قید تنہائی کا فیصلہ سنایا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک قید کے مصائب برداشت کرتے رہے لیکن زندان خانہ کی تلخ زندگی نے بالآخر ترکِ وطن پر مجبور کر دیا اور متلاشیان امن وسکون کے ساتھ سرزمین حبش کی راہ لی۔ اس ناز پروردہ نوجوان کو اب نہ تو نرم و نازک کپڑوں کی حاجت تھی، نہ نشاط افزا عطریات کا شوق اور نہ دنیاوی عیش وتنعم کی فکر تھی۔ صرف جلوۂ توحید کے ایک نظارہ نے تمام فانی ساز وسامان سے بے نیاز کر دیا۔ غرض ایک مدت کے بعد حبشہ سے پھر مکہ واپس آئے۔ ہجرت کے مصائب سے رنگ روپ باقی نہ رہا تھا تو خود ان کی ماں کو اپنے نور نظر کی پریشان حالی پر رحم آ گیا اور مظالم کے اعادہ سے باز آ گئی۔

اسی اثناء میں خورشید اسلام کی ضیا پاش شعاعیں کوہ فاران کی چوٹیوں سے گذر کر وادیٔ یثرب تک پہنچ چکی تھیں اور مدینہ منورہ کے ایک معزز طبقہ نے اسلام قبول کر لیا تھا انہوں نے دربار نبوت میں درخواست بھیجی کہ ہماری تعلیم وتلقین پر کسی کو مامور کیا جائے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ جوہر شناس نے اس خدمت کے لیے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور چند زریں نصائح کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرما دیا۔ (طبقات ابن سعد ص ۸۳)

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر فروکش ہوئے اور گھر گھر پھر کر تعلیم قرآن واشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دینے لگے، اس طرح رفتہ رفتہ جب کلمہ گولوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تو نماز وتلاوتِ قرآن کے لیے کبھی حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے مکان پر اور کبھی بنی ظفر کے گھر پر سب کو جمع کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت مصعب رضی اللہ عنہ حسب معمول بنی ظفر کے گھر میں چند مسلمانوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ قبیلہ عبد الاشہل کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے اپنے رفیق حضرت اسید بن حضیر سے کہا اس داعی اسلام کو اپنے محلّہ سے نکال دو جو یہاں آ کر ہمارے ضعیف الاعتقاد اشخاص کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اسعد رضی اللہ عنہ (میز بانِ حضرت

شرف ان ہی کو ملا۔

شہادت

اس جنگ میں ایک اتفاقی غلطی نے جب فتح وشکست کا پانسہ پلٹ دیا اور فاتح مسلمان ناگہانی طور سے مغلوب ہو کر منتشر ہو گئے تو اس وقت بھی یہ علمبردار اسلام یکہ وتنہا مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدم رہا کیونکہ لوائے توحید کو پیچھے کی طرف جنبش دینا اس فدائی ملت کے لیے سخت عار تھا۔ غرض اسی حالت میں مشرکین کے شہوار ابن قمہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے داہنا ہاتھ شہید ہو گیا لیکن بائیں ہاتھ نے فوراً علم کو پکڑ لیا اس وقت ان کی زبان پر یہ آیت کریمہ جاری تھی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾

''محمد ﷺ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔''

ابن قمہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی قلم تھا لیکن اس دفعہ دونوں بازوؤں نے حلقہ کر کے علم کو سینہ سے چمٹا لیا اس نے جھنجھلا کر تلوار پھینک دی اور اس زور سے نیزہ تاک کر مارا کہ اس کی انی ٹوٹ کر سینہ میں رہ گئی اور اسلام کا سچا فدائی اس آیت کا اعادہ کرتے ہوئے فرش خاک پر دائمی راحت کی نیند سو رہا تھا لیکن اسلامی پھریرا سرنگوں ہونے کے لیے نہیں آیا تھا ان کے بھائی ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو سنبھالا اور آخر تک شجاعانہ مدافعت کرتے رہے۔ (طبقات ابن سعد)

تجہیز و تکفین

لڑائی کے خاتمہ پر آنحضرت ﷺ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ ''مومنین میں سے چند آدمی ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے جو کچھ عہد کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا۔''

پھر لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین وخوش پوشاک کوئی نہ تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔'' پھر ارشاد ہوا۔ ''بے شک خدا کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گے۔'' اس کے بعد غازیانِ دین کو حکم ہوا کہ کشتگانِ راہ خدا کی آخری زیارت کر کے سلام بھیجیں۔''

اور فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روز قیامت تک جو کوئی ان پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔'' (طبقات ابن سعد)

اس زمانہ میں غربت و افلاس کے باعث شہیدانِ ملت کو کفن تک نصیب نہ ہوا' حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش پر صرف ایک چادر تھی کہ جس سے سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤں برہنہ ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا بالآخر چادر سے چہرہ چھپایا گیا' پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ (بخاری)

اور ان کے بھائی حضرت ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر بن بیعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سویبط بن سعد رضی اللہ عنہ کی مدد سے سپرد خاک کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون . (طبقات ابن سعد ملخص سیر صحابہ ج ۱)

سید الشہداء حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

اس حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر فرمایا ہے اس لیے ان کے بھی مختصر حالات لکھے

جاتے ہیں: ''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے۔ یہ نہایت پہلوان اور بہادر تھے شمشیر زنی اور تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ سیر و شکار سے بھی بہت دلچسپی تھی ان کے اسلام لانے کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ایک روز حسب معمول شکار سے واپس آ رہے تھے۔ کوہ صفا کے پاس پہنچے تو ایک لونڈی نے کہا ابوعمارہ کاش تھوڑی دیر پہلے تم اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دیکھتے وہ خانہ کعبہ میں اپنے مذہب کا وعظ کہہ رہے تھے کہ ابوجہل نے نہایت سخت گالیاں دیں اور بہت بری طرح ستایا' لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کچھ جواب نہ دیا اور بے بسی کے ساتھ لوٹ گئے۔ یہ سننا تھا کہ رگ حمیت میں جوش آ گیا' تیزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھے' ان کا قاعدہ تھا کہ شکار سے واپس آتے ہوئے کوئی راہ میں مل جاتا تو کھڑے ہو کر ضرور اس سے دو دو باتیں کر لیتے لیکن اس وقت جوش انتقام نے مغلوب الغضب کر دیا تھا کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے خانہ کعبہ پہنچ کر ابوجہل کے سر پر زور سے اپنی کمان دے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا یہ دیکھ کر بنی مخزوم کے چند آدمی ابوجہل کی مدد کے لیے دوڑے اور بولے حمزہ شاید تم بھی بد دین ہو گئے' فرمایا: جب اس کی حقانیت مجھ پر ظاہر ہو گئی تو کون چیز اس سے باز رہ سکتی ہے۔''
(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹۳)

''ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب حق ہے۔ خدا کی قسم! اب میں اس سے پھر نہیں سکتا اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھو۔'' ابوجہل نے کہا ابوعمارہ کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم میں نے ابھی ان کے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں۔

یہ اسلام کا وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم ابن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور و ناتواں ہستیوں پر محدود تھا' لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اضافہ سے دفعتہً حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا سد باب ہو گیا کیونکہ ان کی شجاعت اور جانبازی کا تمام مکہ لوہا مانتا تھا۔ (اسد الغابہ)

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آستانہ نبوت پر دستک دی' چونکہ شمشیر بکف تھے اس لیے صحابہ کو تردد ہوا لیکن اس شیر خدا نے کہا کچھ مضائقہ نہیں آنے دو اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر' ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ غرض وہ اندر داخل ہوئے تو کلمہ توحید ان کی زبان پر تھا۔ اور مسلمان جوش مسرت سے نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے۔ (طبقات ابن سعد)

مواخات

مکہ کی مواخات میں حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلامی بھائی قرار پائے۔ ان کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو ان ہی کو ہر قسم کی وصیت کر جاتے۔

ہجرت

بعثت کی تیرھویں سال تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے جہاں ان کو زور بازو اور خدا داد شجاعت کے جوہر دکھانے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آیا۔ چنانچہ پہلا اسلامی پھریرا ان ہی کو عنایت ہوا اور تیس آدمیوں کے ساتھ ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کیے گئے کہ قریشی قافلوں کو سد راہ ہوں۔

غرض وہاں پہنچ کر ابوجہل کے قافلہ سے جس میں تین سو سوار تھے مدبھیڑ ہوئی اور طرفین نے جنگ کے لیے صف بندی کی' لیکن مجدی بن عمرو الجہنی نے بیچ بچاؤ کر کے لڑائی روک دی' اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بغیر کشت و خون واپس آئے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے جنگجو اور بہادر تھے' غزوات میں شریک رہے۔ غزوہ بدر میں بھی شریک رہے غزوہ بدر میں صف آرائی کے بعد عتبہ' شیبہ' ولید نے کفار کی طرف سے نکل کر مبارز طلبی کی تو غازیان دین میں سے چند انصاری نوجوان مقابلے کے لیے آگے بڑھے۔ لیکن عتبہ نے پکار کر کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ناجنسوں سے نہیں لڑ سکتے۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ ارشاد ہوا: حمزہ' علی' عبیدہ رضی اللہ عنہم اٹھو اور آگے بڑھو۔ حکم کی دیر تھی کہ یہ تینوں بزد آزما بہادر نیزے ہلاتے ہوئے اپنے حریف کے مقابل جا کھڑے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی حملہ میں عتبہ کو واصل جہنم کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے حریف پر غالب آئے لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ولید میں دیر تک کشمکش جاری رہی۔ وہ زخمی ہو گئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ حملہ کر کے اس کو تہ تیغ کر دیا۔

یہ دیکھ کر طعیمہ بن عدی جوش انتقام میں آگے بڑھا لیکن شیر خدا نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا مشرکین نے طیش میں آ کر عام حملہ کر دیا' دوسری طرف سے مجاہدین اسلام بھی اپنے دلاوروں کو نرغہ میں دیکھ کر ٹوٹ پڑے' نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے دستار پر شتر مرغ کی کلغی تھی اس لیے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور مردانہ وار دو دستی حملوں سے پرے کا پرا صاف کر رہے تھے غرض جب تھوڑی دیر میں غنیم بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تو بعض قیدیوں نے پوچھا' یہ کلغی لگائے کون ہے لوگوں نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ' بولا آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا۔ (اسد الغابہ)

غزوہ بنی قینقاع

بنو قینقاع نامی اطراف مدینہ میں یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ چونکہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے حلیف تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستانہ معاہدہ طے پا گیا تھا۔ لیکن غزوۂ بدر کی کامیابی نے ان کے دلوں میں رشک و حسد کی آگ بھڑکا دی اور علانیہ سرکشی پر آمادہ ہو گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہد شکنی کے باعث اسی سال ماہ شوال میں ان پر فوج کشی فرمائی اور بزور اطراف مدینہ سے جلا وطن کر دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس معرکہ میں بھی علمبرداری کے منصب پر مامور تھے۔ (طبقات ابن سعد)

غزوہ احد

بدر کی شکست فاش نے مشرکین قریش کے توسن غیرت کے لیے تازیانہ کا کام کیا اور جوش انتقام سے برانگیختہ ہو کر ۳ھ میں قریش کا سیلاب عظیم پھر مدینہ کی طرف بڑھا' حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کے ساتھ نکل کر احد کے دامن میں ان کو روکا۔ ۷ شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ کفار کی طرف سے سباع نے بڑھ کر مبارز طلبی کی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی شمشیر خارا شگاف کو لیے ہوئے میدان میں آئے اور للکار کر کہا۔ اے سباع! اے ام انمار مضغہ نجس کے بچے! کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کو آیا ہے۔ یہ کہہ کر اس زور سے حملہ کیا کہ ایک ہی وار میں اس کا کام تمام ہو گیا اس کے بعد گھمسان کی جنگ شروع ہوئی' اس شیر خدا نے دوبارہ کفر کے ٹڈی دل میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دیے اور جس طرف جھک پڑے صفیں کی صفیں الٹ دیں۔ غرض اس جوش سے لڑے کہ تنہا تیس کافروں کو واصل جہنم کر دیا۔ (اسد الغابہ)

شہادت

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے چونکہ جنگ بدر میں چن چن کر اکثر صنادید قریش کو تہ تیغ کیا تھا اس لیے تمام مشرکین قریش سب سے زیادہ ان کے خون کے پیاسے تھے چنانچہ جبیر بن مطعم نے ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے انتقام پر خاص طور سے تیار کیا تھا اور اس صلہ میں آزادی کا لالچ دلایا تھا۔ غرض وہ جنگ احد کے موقع پر ایک چٹان کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اتفاقاً وہ ایک دفعہ قریب سے گزرے تو اس نے اچانک اس زور سے اپنا حربہ پھینک کر مارا کہ دو

ٹکڑے ہو کر گر پڑے۔ (بخاری)

اس شیر کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی و مسرت کے ترانے گائے' ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے ناک کان کاٹ کر زیور بنائے' نیز شکم چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر کے تھوک دیا۔ حضرت سرور کائنات ﷺ نے سنا تو پوچھا کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے' لوگوں نے عرض کی نہیں' فرمایا: خدا! حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی جز کو جہنم میں داخل نہ ہونے دینا۔ (طبقات ابن سعد' بخاری)

تجہیز و تکفین

اختتام جنگ کے بعد شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین شروع ہوئی' حضرت سرور کائنات ﷺ اپنے عم محترم کی لاش پر تشریف لائے چونکہ ہندہ نے ناک کان کاٹ کر نہایت دردناک صورت بنا دی تھی اس لیے یہ منظر دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا: تم پر خدا کی رحمت ہے۔ کیونکہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اگر مجھے صفیہ کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا تا کہ درند اور پرند کھا جائیں اور تم قیامت میں ان ہی کے شکم سے اٹھائے جاؤ۔ خدا کی قسم مجھ پر تمہارا انتقام واجب ہے۔ میں تمہارے عوض ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں وحی الٰہی نے اس ناجائز انتقام کی ممانعت کر دی اس لیے کفارۂ یمین ادا کر کے صبر و شکیبائی اختیار فرمائی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ بھائی کی شہادت کا حال سنا تو روتے ہوئے جنازہ کے پاس آئیں لیکن آنحضرت ﷺ نے دیکھنے نہ دیا اور تسلی و تشفی دے کر واپس فرمایا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دو چادریں دے گئی تھیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن تھی۔ اس لیے انہوں نے دونوں شہیدانِ ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی۔ اس ایک چادر سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔ غرض اس عبرت انگیز طریقہ سے سید الشہداء کا جنازہ تیار ہوا' سرور کائنات ﷺ نے خود نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے شہدائے احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی اس طرح تقریباً ستر نمازوں کے بعد غازیانِ دین نے بصد اندوہ الم اس شیر خدا کو اسی میدان میں سپرد خاک کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون (طبقات ابن سعد) لیکن بخاری شریف کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی تھی۔

عبداللہ بن ابی کی تدفین

(١٦٤٥) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کو اس کے انتقال کے بعد جب اس کو قبر میں اتار دیا گیا تو آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ اس کو قبر سے باہر نکالو' چنانچہ اسے قبر سے باہر نکالا گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیا اور اس کے منہ میں آپ ﷺ نے اپنا تھوک ڈال دیا' اور اپنا کرتہ پہنا دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی نے حضرت عباس کو اپنا کرتہ پہنایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

١٦٤٥۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب لبس القميص (٥٧٩٥)، مسلم كتاب صفات المنافقين (٢٧٧٣)[٧٠٢٥]

توضیح: ...... عبداللہ بن ابی مدینہ کا مشہور منافق اور رئیس تھا۔ ظاہری طور پر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا لیکن باطنی طور پر کافر تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو بہت ستایا تھا۔ لیکن اس کا بیٹا پکا اور مخلص مومن اور حضور ﷺ کا جاں نثار تھا۔ اس کا بھی نام عبداللہ ہی تھا باپ کے مرنے کے بعد یہ مومن لڑکا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے آپ ﷺ اپنا لعاب دہن مبارک اس کے جسم پر تبرکاً ڈال دیں اور اپنا کرتہ بھی پہنا دیں اور جنازے کی نماز بھی پڑھا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مومن بچے کی دل جوئی کے لیے مکارم اخلاق کی بنا پر اس کی درخواست منظور فرما لی اور وعدہ فرما لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی اور اس کے جسم پر لعاب لگا بھی دیا' اور دم بھی کر دیا اور اپنا کرتہ بھی پہنا دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جنگ بدر میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب گرفتار ہو کر مدینہ میں لائے گئے تھے تو سب قیدیوں کو آپ ﷺ نے کرتہ پہنایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے بھی کرتہ لایا گیا لیکن کسی کا کرتہ ان کے بدن پر فٹ نہیں اترتا تھا کیونکہ یہ لمبے قد کے تھے تو عبداللہ بن ابی نے اس وقت اپنا کرتہ دیا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ٹھیک آ گیا چونکہ اس منافق نے کرتہ دے کر آپ ﷺ کے چچا پر احسان کیا تھا تو آپ ﷺ نے اس وقت اس کے احسان کے بدلے کو اپنا کرتہ دے کر اتار دیا۔ بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز بھی پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانے سے روکا بھی لیکن آپ ﷺ نے تالیف قلوب کے طور پر پڑھا دی' پھر منافق کی جنازے کی نماز پڑھانے کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ (توبہ پ ۱۰)

''ان میں سے کوئی مر جائے تو' تو اس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا' یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہو گئے اور مرتے دم تک بدکار' بے اطاعت رہے۔''

چنانچہ آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کے اترنے کے بعد کبھی کسی منافق کی جنازے کی نماز نہیں پڑھائی۔

❀❀❀❀

بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا

جنازے کے ساتھ ساتھ چلنے اور نماز پڑھنے کا بیان

تجہیز و تکفین کے بعد مسلمانوں کو چاہیے کہ میت کی لاش کو کسی چارپائی پر رکھ کر دفن کرنے کے لیے اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے چلیں اور اٹھانے اور لے چلنے میں کوئی عار نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ اسلامی حق ہے جس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ جنازے کے ساتھ جانے میں بڑا ثواب ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص ایمان کا کام سمجھ کر اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے ساتھ برابر رہے یہاں تک کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو دو قیراط ثواب لے کر واپس آئے گا' ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو شخص اس کے جنازے کی نماز پڑھ کر دفن کرنے سے پہلے ہی لوٹ آئے تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔''

اور جنازے کو تیزی کے ساتھ لے چلنا چاہیے لیکن دوڑنا نہیں چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسرعوا بالجنازۃ (بخاری) جنازے کو تیزی کے ساتھ لے جاؤ۔''

اور جنازے کے ساتھ جانے والے کو جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف چلنا درست ہے' اور جانے والوں کو چاہیے کہ جنازے سے زیادہ آگے نہ رہیں اور نہ زیادہ پیچھے رہیں بلکہ جنازے کے قریب قریب رہنا چاہیے۔ بوقت ضرورت سوار آدمی جنازے کے پیچھے پیچھے چلے' اور پیدل چلنے والا ہر سمت چل سکتا ہے۔ اور جنازہ کے اٹھانے کا یہ طریقہ ہے کہ جنازے کی چارپائی کے چاروں کناروں کو چار آدمی پکڑ کر اٹھائیں اور کندھے پر رکھیں پھر راستہ میں چلنے والوں کو کندھا دینا چاہیے تا کہ لے جانے والوں کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جنازے کے ساتھ چلا اور اس کو تین بار اٹھایا تو اس کے ذمہ جو حق تھا اس کو پورا کر دیا۔ بہتر یہ ہے کہ چاروں کونوں کو چار مرتبہ اٹھا کر کندھا دے جس کی صورت یہ ہے کہ پہلے جنازے کے سر کے داہنے طرف کو اپنے داہنے کندھے پر اٹھائے پھر کچھ دور لے جا کر دوسرا آدمی اس کو سنبھالے پھر یہ چارپائی کے داہنی طرف اپنے داہنے کندھے پر اٹھائے اور کچھ دور لے جا کر اور آدمی اس جانب کو سنبھالے' پھر یہ جنازے کے سر کے بائیں جانب کو اپنے کندھے پر اٹھائے اور کچھ دور لے جا کر اور آدمی اس جانب کو سنبھالے' پھر یہ جنازے کے سر کے بائیں جانب کو اپنے کندھے پر اٹھائے اور لے چلے۔ (کتاب الآثار)

جنازے کے ساتھ ساتھ عورتوں کو نہیں جانا چاہیے اور نہ آگ ساتھ لے جانا چاہیے جنازے کے ساتھ کوئی کلمہ یا قرآن مجید کی کوئی دعا زور زور سے پڑھتے ہوئے نہیں جانا چاہیے کیونکہ حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ملتا جنازے کو دیکھ کر اگر کوئی کھڑا ہو جائے تو جائز ہے۔ جنازہ اٹھانے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں ہے البتہ جنازہ کی نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے' اور جب تک جنازہ اتار کر زمین پر نہ رکھ دیا جائے تب تک لوگوں کو زمین پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے اگر چند آدمیوں نے پڑھ لی تو سب کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جائے گی اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب گنہگار ہوں گے۔ مردکو قبر میں دفن کیا جا چکا ہے تو بعد میں آنے والا اگر قبر ہی پر جنازے کی نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔ مرد کا اگر جنازہ ہے تو میت کے سر کے مقابلہ میں امام کو کھڑا ہونا چاہیے اور اگر عورت کا ہے تو ناف کے مقابلہ میں کھڑا ہونا چاہیے اگر کسی مسجد میں جنازے کی نماز پڑھی جائے تو درست ہے۔ عورتیں بھی مسجد میں آکر جنازے کی نماز میں شرکت کرسکتی ہیں۔ اگر بہت سی میت ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایک ہی نماز سب کے لیے کافی ہوسکتی ہے جنازہ کی نماز چار' پانچ' چھ تکبیروں کے ساتھ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

اس کی ترکیب یہ ہے کہ امام میت کے متصل کھڑا ہو اور اس کے پیچھے کم از کم تین صفیں ہوں۔ اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ صف بندی ہونے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے اور اس کے ساتھ مقتدی بھی پھر اس کے بعد مسنونہ دعائیں یعنی سبحانك اللهم...... الخ ' اللهم باعدبيني...... الخ پڑھ کر امام اعوذبالله' بسم الله پڑھ کر جہر سے الحمد شریف پوری پڑھے اور مقتدی بھی آہستہ آہستہ پڑھیں۔ سورہ فاتحہ ختم ہونے کے بعد امام کوئی دوسری سورت پڑھے' پھر اس کے بعد امام ''اللہ اکبر'' کہے اور رفع یدین کرے رکوع میں نہ جائے اور نہ سجدہ کرے' بلکہ اس تکبیر کے بعد کھڑا ہی رہے اور ہاتھ باندھ کر دونوں درود شریف پڑھے۔ درود شریف ختم کرنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہے' پھر اس کے بعد اللهم اغفرلحينا و ميتنا...... الخ اور اس قسم کی دوسری دعا پڑھ کر ''اللہ اکبر'' کر سلام پھیر دے۔

جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد دعا ثناء پڑھنے کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا جس نے دعا کرنے سے پہلے نہ اللہ تعالیٰ کی ثناء کی تھی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اس نے جلدی کی۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

اس حدیث سے نماز جنازہ میں دعا ثناء کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ جنازہ کی نماز کیونکر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں جنازہ کے ساتھ اس کے لوگوں کے یہاں سے چلتا ہوں پس جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو ''اللہ اکبر'' کہتا ہوں اور اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں' پھر کہتا ہوں اللهم عبدك و ابن عبدك...... الخ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد دعا ثنا پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کا ثبوت اس سے بھی ہے کہ نماز جنازہ نماز ہے پس جیسے تمام نمازوں میں دعا ثناء پڑھی جاتی ہے نماز جنازہ میں بھی پڑھنی چاہیے۔

اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازے میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے کوئی نماز نہیں ہوتی ہے اور جنازے کی نماز بھی نماز ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک جنازے کی نماز پڑھی اور سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا یہ نبی کا طریقہ ہے۔ حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازے کی نماز میں ''الحمدللہ'' جہر سے پڑھی اور فرمایا کہ زور سے اس لیے پڑھا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ جنازے میں ''الحمدللہ'' پڑھنا چاہیے۔ جنازے میں سورہ فاتحہ کا جہر سے پڑھنا اور آہستہ سے بھی پڑھنا آیا ہے مگر جہر کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

اور نسائی میں حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ جنازے کی نماز کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ''اللہ اکبر'' کہو' پھر سورہ فاتحہ پڑھو' پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو۔ پھر میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرو اور مت قرات کرو مگر پہلی تکبیر میں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث کو صحیح بتایا ہے جنازے کی نماز چار تکبیروں کے ساتھ بھی ثابت ہے اور پانچ سے بھی اور اس سے زیادہ سے بھی' مگر چار تکبیروں پر عمل زیادہ تر ہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہیے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جنازے کی چاروں تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے جیسا کہ درایہ میں اور جزء المفرد للبخاری اور دار قطنی اور تلخیص الحبیر میں منقول ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں تکبیروں میں رفع یدین کرنا ہے اور امام ترمذی نے اکثر اہل علم کا یہی عمل بتایا ہے۔ اگر میت موجود نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے شہر میں ہے اور اسے دفن کر دیا ہے تو استغفار کی نیت سے غائبانہ جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ آگے اس کا بیان آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

جنازے میں جلدی کرنا

(١٦٤٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنازے کو لے جانے میں جلدی کرو کیونکہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو اس کو اس کی نیکی کی طرف جلدی پہنچا دو گے' اور اگر وہ اچھا نہیں ہے تو اس کو اپنی گردن سے جلدی اتار دو گے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ......جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تجہیز وتکفین وتدفین میں جلدی کرنا چاہیے دیر نہیں لگانا چاہیے تاکہ لاش بھی خراب نہ ہو اور میت کے گھر والے بھی زیادہ پریشان نہ ہوں۔ اگر وہ میت نیک ہے تو جلدی اپنے ٹھکانے پہنچ جائے گا اور اگر برا ہے تو تم جلدی سے سبکدوش ہو جاؤ گے۔

(١٦٤٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَاوَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۶۴۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنازہ تیار کر کے رکھا جاتا ہے اور لوگ اٹھا کر اپنی گردنوں پر رکھتے ہیں تو اگر یہ جنازہ نیک ہے تو یہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو' اور اگر نیک نہیں ہے تو وہ اپنے گھرانے والوں سے کہتا ہے کہ افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو' اتنے زور سے وہ چلاتا ہے کہ انسانوں کے علاوہ ساری چیزیں اس کی آواز کو سنتی ہیں اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری)

١٦٤٦۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب السرعة بالجنازة (١٣١٥)، مسلم كتاب الجنائز باب الاسراع بالجنازة (٩٤٤)[٢١٨٦]

١٦٤٧۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب قول الميت وهو على الجنائز قدمونی (١٣١٦)

جنازہ دیکھ کر احتراماً کھڑے ہونا

(١٦٤٨) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَيْتُمُوْا الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوْضَعَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۴۸) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی جنازے کو لے جاتے ہوئے دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو اور جو جنازے کے ساتھ ساتھ جانا چاہتا ہے تو بیٹھے نہیں یہاں تک کہ جنازہ لوگوں کے کندھوں سے زمین پر اتار دیا جائے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جب جنازہ لے جانے کے لیے گھر سے باہر نکالا جائے اور تم لوگ اس کے انتظار میں وہاں بیٹھے ہوئے ہو تو جنازے کو لے جانے کے لیے کھڑے ہو جاؤ' وہاں بیٹھے مت رہو۔ بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تم کہیں بیٹھے ہوئے ہو اور تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گذرے تو تم کھڑے ہو جایا کرو خواہ وہ جنازہ مسلمان کا ہو یا غیر مسلمان کا' اور یہ کھڑا ہونا مستحب ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ آگے بیان آ رہا ہے۔

غیر مسلم کے جنازہ پر کھڑا ہونا

(١٦٤٩) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ ((اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ یہودیہ کا جنازہ تھا' مسلمان کا نہیں تھا (آپ ﷺ کیوں کھڑے ہو گئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: موت ڈرنے کی چیز ہے اور گھبراہٹ کی ہے تو جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ (بخاری و مسلم)

(١٦٥٠) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ دَاوٗدَ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ۔

(۱۶۵۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ (مسلم) اور مالک اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے' پھر بیٹھ گئے۔

توضیح: ...... کھڑے ہو گئے اور بیٹھ گئے اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے جب جنازہ گزرا تو اس کو دیکھ کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو بیٹھ گئے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ کچھ دنوں تک جنازوں کو دیکھ کر آپ ﷺ کھڑے ہو جایا کرتے تھے پھر کھڑا ہونا آپ ﷺ نے بند کر دیا اور کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ بیٹھے رہتے تھے تو معلوم ہوا کہ کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے جس کا جی چاہے کھڑا ہو اور جی چاہے نہ کھڑا ہو دونوں طرح جائز ہے۔

١٦٤٨۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب من تبع جنازة فلا يقصد حتی توضع (١٣١٠)، مسلم كتاب الجنائز باب القيام للجنازة (٩٥٩)[٢٢٢١]

١٦٤٩۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب من قام لجنازة يهودی (١٣١١)، مسلم كتاب الجنائز باب القيام للجنازة (٩٦٠)[٢٢٢٢]

١٦٥٠۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب نسخ القيام للجنازة (٩٦٢)[٢٢٣٠]، سنن ابی داؤد (٣١٧٥)

تدفین میں شرکت کا ثواب

(١٦٥١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جوشخص کسی مسلمان کے جنازے کے پیچھے ایمان کے ساتھ اور ثواب طلب کرنے کے لیے گیا اور اس پر نماز جنازہ ادا کیا اور دفن کرنے سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہا تو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب ملے گا۔ ہر قیراط احد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جس شخص نے نماز جنازہ ادا کی لیکن دفن سے پہلے واپس آ گیا تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... یعنی جو ایمان اور ثواب آخرت کی غرض سے بلا ریا نمود کے مسلمان کے جنازے میں شریک رہا اور جنازے کی نماز بھی پڑھی اور مٹی بھی ڈالی تو اس کو دو پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جو نماز پڑھ کر دفن ہونے سے پہلے واپس چلا آئے تو ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔ قیراط کے معنی درہم کے بارہویں حصے کے ہیں اور پہاڑ کے بھی ہیں۔ یہاں ڈھیر مراد ہے۔

شاہ نجاشی کا جنازہ

(١٦٥٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْيَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی بادشاہ کے انتقال کی خبر اسی دن دی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا اور لوگوں کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے پھر صف بندی کرا کے چاروں تکبیروں کے ساتھ اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے جیسے کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب اور قیصر روم کے بادشاہ کا لقب ہے اور فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہے۔ اسی طرح سے نجاشی شاہ حبش کا لقب ہے۔ جس بادشاہ نجاشی کے جنازے کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی اس کا نام اصحمہ تھا یہ پہلے عیسائی تھا، صحابہ کرام کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا تھا اور مسلمانوں کا بڑا ہمدرد اور جاں نثار تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا تھا اور اپنی لڑکی کی طرح جہیز وغیرہ دے کر مدینہ منورہ رخصت کیا تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں یہ مفصل واقعہ ہے۔ جب اس بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو اس کے انتقال کی خبر بذریعہ وحی یا الہام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا حبشہ میں انتقال ہو گیا ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔ چنانچہ عیدگاہ میں غائبانہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی گئی۔

اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔ (۱) انتقال کی خبر خویش و اقارب اور نمازیوں کو دے دی جائے تاکہ جنازے کی نماز میں شریک ہو جائیں۔ (۲) اگر جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی جائے تو جائز ہے کیونکہ مصلی عیدگاہ کو کہتے ہیں۔ اور عیدگاہ بھی مسجد کے حکم میں ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے لڑکوں کی جنازے کی نماز مسجد میں پڑھائی تھی جیسا کہ مسلم شریف میں

١٦٥١۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب من انتظر حتى تدفن (١٣٢٥)، مسلم كتاب الجنائز باب فضل الصلاة على اله ناذة واتباعها (٩٤٥)[٢١٨٩]

١٦٥٢۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب الصفوف على الجنازة (١٣١٨)، مسلم كتاب الجنائز باب فی التكبير على الجنازة (٩٥١)[٢٢٠٤]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی گئی' جیسا کہ بیہقی وغیرہ میں ہے اور جن روایتوں سے مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے وہ ضعیف ہے لہٰذا اگر کوئی جنازے کی نماز مسجد میں ادا کرے تو بلاشبہ جائز ہے۔ (۳) اگر میت سامنے موجود نہ ہو تو غائبانہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (۴) جنازے کی نماز چار تکبیروں کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ آگے اس کی مزید تفصیل آ رہی ہے۔

نماز جنازہ کی تکبیریں

(١٦٥٣) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُكَبِّرُهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۵۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں کی نماز میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک جنازے میں پانچ مرتبہ تکبیریں کہیں تو ہم نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (مسلم)

توضیح: ...... تکبیرات جنائز کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں کسی میں چار کسی میں پانچ تو بعض علماء کے نزدیک کبھی چار تکبیریں کہی جائیں کبھی پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ لیکن چار تکبیروں کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت ہے

(١٦٥٤) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۶۵۴) طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک جنازے کی نماز پڑھی تو انہوں نے جنازے کی نماز میں تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی' نماز کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ اس لیے پڑھی ہے تا کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازے کی نماز میں جہر کر کے سورہ فاتحہ پڑھی اور بتایا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا جنازے کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالوف طریقہ تھا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ: ''بغیر سورہ فاتحہ پڑھے کوئی نماز نہیں ہوتی'' جنازے کی نماز ہے لہٰذا اس میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اور بعض ضعیف روایتوں سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ام شریک سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرء علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب۔ (ابن ماجہ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھا کریں اور طبرانی کبیر میں حضرت ام عفیف رضی اللہ عنہا سے بھی یہی روایت منقول ہے' اور طبرانی کبیر میں حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ((قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الجنازة فاقرؤا بفاتحة الكتاب .)) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

١٦٥٣۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب الصلاة على القبر (٩٥٧)[٢٢١٦]

١٦٥٤۔ صحيح بخارى كتاب الجنائز باب قراءة الفاتحه الكتاب على الجنازة (١٣٣٥)

فرمایا جب تم جنازے کی نماز پڑھو تو اس میں سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اور فضالہ بن ابی امیہ سے روایت ہے: ((قرء الذی صلی علی ابی بکر و عمر بفاتحة الکتاب رواہ البخاری فی تاریخه .)) یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی گئی۔ اور نسائی، حاکم اور شافعی رحمہ اللہ اور ابویعلی نے روایت کیا ہے کہ: ((ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قرء فیها بام القران .)) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی ہے اور نیل الاوطار میں ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حسن بن علی اور ابن زبیر اور مسور بن مخرمہ وغیرہ جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ تمام روایتوں کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ((فحصل من الاحادیث المکررة فی الباب ان المشروع فی صلاة الجنازة قراء ة الفاتحة بعد التکبیرة الاولی و قرأة سورة و نکون ایضا بعد التکبیرة الاولی مع الفاتحة بقوله فی حدیث ابی امامة بن سهل و یخلص الدعاء لمیت فی التکبیرات ولا یقرء فی شئی منهن ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم .))

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا چاہیے اور جنازے کی مخصوص دعائیں پڑھنی چاہیں۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھی جائے، اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد مخصوص دعائیں پڑھی جائیں چنانچہ اس کی تائید حضرت ابوامامہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ان کو کسی صحابی نے یہ بتایا: ((ان السنة فی الصلوٰة علی الجنازة ان یکبر الامام ثم یقرء بفاتحة الکتاب بعد التکبیرة الاولی سرا فی نفسه ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم و یخلص الدعاء للجنازة فی التکبیرات ولا یقرء فی شئی منهن ثم سلم سرا فی نفسه، رواہ الشافعی فی مسندہ)

یعنی جنازے کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ امام پہلے اللہ اکبر کہے، پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے، پھر دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر اور تکبیروں میں مخصوص دعائیں پڑھے اور ان تکبیروں میں قرأت قرآن نہ کرے اور آہستہ سے سلام پھیر دے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں اس کو روایت کیا ہے۔

بہرحال جنازے کی نماز میں جہر اور سر دونوں طرح سے جائز ہے اور ہر تکبیرات میں رفع یدین کرنا بھی مسنون ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جز رفع یدین میں بیہقی کے حوالہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جنازے کی تکبیرات میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

نماز جنازہ کی ایک دعا

(١٦٥٥) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ

(١٦٥٥) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھائی تو جو دعا جنازے کی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی میں نے اس کو یاد کرلیا تھا، وہ دعا یہ ہے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ

١٦٥٥ـ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الدعا للمیت فی الصلاة (٩٦٣)[٢٢٣٢]

الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَوْمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)) قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَوْمِنْ عَذَابِ النَّارِ.)) اے اللہ! اس کو بخش دے' اس پر رحم فرما اور سلامتی عطا فرما۔ اور اس کی اچھی مہمانی فرما' اور اس کا ٹھکانا عمدہ بنا' اور اس کی قبر کو کشادہ کر' اور اس کو پانی برف اور ٹھنڈے اولے سے دھو دے اور گناہوں سے ایسا پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے' اور دنیا کے گھر سے وہاں اچھا گھر دے اور دنیا کے اہل سے اچھا اہل مرحمت فرما' اور یہاں کے جوڑے سے وہاں اچھا جوڑا عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر سے اور عذاب نار سے اس کو بچا۔ اس حدیث کے راوی عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ سے یہ دعا سنی تو میں نے آرزو کی کہ یہ میت میری ہوتی اور میرے جنازے پر یہ دعا پڑھتے۔ (مسلم)

مسجد میں نماز جنازہ کا جواز

(١٦٥٦) وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى ابْنَيْ بَيْضَآءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ اَخِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٥٦) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہو گیا اور تجہیز و تکفین کے بعد جب جنازے کی نماز کے لیے لے چلے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا کہ تم ان کے جنازے کو مسجد میں لے چلو تاکہ میں بھی ان پر نماز پڑھ لوں تو ان پر انکار کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں لڑکوں کے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی تھی۔ یعنی سہیل اور اس کے بھائی سہل کی۔ (مسلم)

توضیح: ......بیضاء ایک عورت کا نام ہے۔ اس کے تین بیٹے تھے سہیل' سہل' صفوان تو جب سہل اور سہیل کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھائی تھی۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز مسجد میں ادا کرنا بھی سنت ہے بعض لوگوں کو یہ مسئلہ نہیں معلوم تھا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں یہ حدیث پیش کر دی تو سب لوگ خاموش ہو گئے۔ البتہ زیادہ تر جنازے کی نماز مسجد کے باہر ہوا کرتی تھی کبھی کبھی مسجد میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی گئی اور صحابہ کرام نے بھی جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی لہٰذا بلاشبہ جنازے کی نماز مسجد میں پڑھنا درست ہے۔

عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو

(١٦٥٧) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ

(١٦٥٧) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١٦٥٦۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب الصلاة على الجنازة فى المسجد (٩٧٣)[٢٢٥٦]

١٦٥٧۔ صحيح بخارى كتاب الجنائز باب اين يقوم من المراة والرجل (١٣٣٢)، مسلم كتاب الجنائز باب اين يقوم الامام من الميت للصلاة عليه (٩٦٤)[٢٢٣٥]

صَلَّيْتُ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کے پیچھے میں نے ایک عورت کے جنازے کی نماز پڑھی جو نفاس کی حالت میں مرگئی تھی۔تو آپ ﷺ اس کے درمیان کھڑے ہوئے۔یعنی ناف کے مقابلے میں۔(بخاری مسلم)

توضیح: ...... مرد میت کی جنازے کی نماز کے لیے امام اس کے سر کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور عورت میت کے لیے اس کے ناف کے مقابلہ میں کھڑا ہو جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

قبر پر نماز جنازہ ادا کرنا

(١٦٥٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ ((مَتٰى دُفِنَ هٰذَا)) قَالُوْا الْبَارِحَةَ قَالَ ((اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ)) قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا اَنْ نُوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۶۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک قبر کے پاس سے ہوا جس میں رات کو مردے کو دفن کر دیا گیا تھا تو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کب دفن کیا گیا ہے تو لوگوں نے کہا گذشتہ رات کو تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کیوں نہیں خبر کی تو لوگوں نے عرض کیا کہ اندھیری رات میں ہم نے دفن کیا ہے۔آپ ﷺ کو جگانا ہم نے مناسب نہیں سمجھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ قبر ہی پر جنازے کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے' ہم لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کی آپ ﷺ نے اس قبر پر جنازے کی نماز پڑھائی۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت مردے کو رات میں دفن کیا جا سکتا ہے اور اگر کسی نے جنازے کی نماز نہیں پڑھی ہے تو دفن ہونے کے بعد قبر پر پڑھ سکتا ہے۔

(١٦٥٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَآءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْعَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ ((اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ)) قَالَ فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْاَمْرَهٗ فَقَالَ ((دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ)) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِيْ عَلَيْهِمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ۔

(۱۶۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک کالی رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اور صفائی کرتی تھی یا ایک نوجوان آدمی تھا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہیں دیکھا اور غیر حاضر پایا تو آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ جھاڑو دینے والا کہاں گیا یا کہاں گئی۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ وہ مرگئی یا مر گیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہ بتانے کی یہ وجہ بیان کر رہے ہیں کہ ان لوگوں نے اس کو معمولی سمجھا کہ اس کے لیے سردار دو جہاں کو کیا تکلیف دی جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم چل کر اس کی قبر مجھ کو بتاؤ یہ لوگ گئے اور اس کی قبر بتائی' آپ ﷺ نے اس قبر پر اس کی جنازے کی نماز ادا فرمائی پھر نماز پڑھ کر یہ فرمایا: یہ قبریں تاریکیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں' میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو منور اور روشن کر دیتا ہے (بخاری مسلم)

١٦٥٨۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الاذن بالجنازة (١٢٤٧)، مسلم کتاب الجنائز باب الصلاة علی القبر (٩٥٤)[٢٢١٣]

١٦٥٩۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الصلاة علی القبر بعد مایدفن (١٣٣٧)، مسلم کتاب الجنائز باب الصلاة علی القبر (٩٥٦)[٢٢١٥]

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینا اور صفائی کرنا بڑا اچھا کام ہے اور اس کام کو کرنے والا کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ ثواب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بڑا درجہ ہے۔ اس کو حقیر اور ذلیل نہیں سمجھنا چاہیے' جب وہ مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں شریک ہونا چاہیے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا چاہیے اور قبر پر بھی جنازے کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

جنازے پر اگر چالیس مسلمان ہوں تو مغفرت کی خبر

(١٦٦٠) وَعَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقَدِيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۶۰) حضرت کریب جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ان کا بچہ قدید یا عسفان مقام میں مر گیا تھا تو مجھ سے فرمایا کہ اے کریب! تم باہر جا کر دیکھو کہ جنازے کی نماز کے لیے کتنے آدمی جمع ہو گئے ہیں۔ کریب بیان کرتے ہیں کہ میں باہر گیا تو دیکھا کہ بہت سے آدمی آ گئے ہیں تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کتنے آدمی ہوں گے' کیا یہ لوگ چالیس ہو گئے ہوں گے۔ تو میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب جنازے کو باہر نکالو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا ہے کہ جب کسی مسلمان میت پر چالیس مومن موحد جمع ہو جائیں جو خدا کو ایک ماننے والے ہوں اور شرک کرنے والے نہ ہوں تو جب ایسے چالیس آدمی مل کر جنازے کی نماز پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے اور میت کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (مسلم)

(١٦٦١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے جو سو کے قریب ہوں اور یہ لوگ میت کی مغفرت کے لیے سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... پہلی حدیث میں چالیس آدمی کا بیان ہے اور اس حدیث میں سو کا' تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے کثرت مراد ہے یا یہ کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس آدمی کے بارے میں فرمایا' پھر سو کے متعلق فرمایا۔ یا یہ کہ پہلے سو کے متعلق فرمایا' بعد میں چالیس کے متعلق فرمایا۔ بہرحال عدد کثیر عدد قلیل کے منافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

لوگوں کی گواہی انجام میت میں معتبر ہو گی

(١٦٦٢) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ

(۱۶۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جنازے کے پاس سے گذری تو ان لوگوں نے اس کی تعریف کی

١٦٦٠۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب من صلى عليه اربعون شفعوا فيه (٩٤٨)[٢١٩٩]

١٦٦١۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب من صلى عليه مِائَةٌ سفعوا فيه (٩٤٧)[٢١٩٨]

١٦٦٢۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب ثناء الناس على الميت (١٣٦٧)، مسلم كتاب الجنائز باب فيمن شيىء عليه خيرا اوشرا من الموتى (٩٤٩)[٢٢٠٠]

مَرُّوْا بِأُخْرٰی فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ ((وَجَبَتْ)) فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ ((هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((الْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ))

اور کہا کہ بھلا آدمی تھا۔ تو یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لیے واجب ہوگئی' پھر دوسرے جنازے کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے اس کی برائی بیان کی اور کہا کہ یہ برا آدمی تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لیے بھی واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگوں نے پہلے کے متعلق تعریف کی اور کہا کہ نیک آدمی تھا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کے متعلق تم لوگوں نے یہ کہا کہ خراب آدمی تھا تو اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ...... یعنی تم لوگ مومن موحد اور سچے ہو جس کے متعلق تم گواہی دو گے کہ وہ ایسا ایسا ہے تو حقیقت میں وہ ایسا ہی ہوگا تو جب تم نے اس کے نیک ہونے کی گواہی دی تو عنداللہ یہ گواہی معتبر ہے اور اس کے لیے جنت ہوگئی اور جس کے متعلق تم نے یہ کہا کہ خراب آدمی ہے تو حقیقت میں وہ خراب ہی ہے اور اس کے لیے دوزخ ہوگئی۔ (واللہ اعلم)

(١٦٦٣) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَلَهٗ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)) قُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ ((وَثَلٰثَةٌ)) قُلْنَا وَاثْنَانَ قَالَ ((وَاثْنَانِ)) ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۶۶۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار سچے مسلمان اس کی بھلائی کی شہادت دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے کہا اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تین آدمی کی گواہی سے بھی وہ جنتی ہوگا۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ اگر دو آدمی گواہی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی کی شہادت سے بھی وہ جنتی ہوگا' پھر ایک کے بارے میں ہم نے نہیں دریافت کیا۔ (بخاری) کیونکہ سچے مسلمان کے لیے گواہی دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ شہادت کا نصاب کم از کم دو تک کا ہے اس سے زیادہ جتنے بھی ہوں۔

فوت شدگان کو گالیاں مت دو

(١٦٦٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۶۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مردوں کو گالیاں مت دو اور نہ ان کو برا کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے اس کے پاس پہنچ گئے۔ (بخاری)

توضیح: ...... یعنی مردوں کو نہ گالی دو' نہ ان پر لعن طعن کرو کیونکہ جو برائی انہوں نے کی ہے اس کی سزا کو پہنچ گئے اور قبر میں اس کا بدلہ ان کو مل رہا ہے تو تمہارے گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

١٦٦٣۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب ثناء الناس على الميت (١٣٦٨)

١٦٦٤۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب ما ينهى من سب الاموات (١٣٩٣)

شہداءِ احد کی تجہیز و تکفین

(١٦٦٥) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ((اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ)) فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِى اللَّحْدِ وَقَالَ ((اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوْا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(١٦٦٥) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے شہیدوں میں سے دو دو شہیدوں کو ایک ایک کپڑے میں رسول اللہ ﷺ لپیٹتے تھے۔ (یعنی کپڑے کی تنگی کی وجہ سے دو آدمیوں پر ایک چادر کفن کی اڑھا دیتے تھے' پھر آپ دریافت کرتے کہ ان دونوں شہیدوں میں سے کس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہے جب دونوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا کہ فلاں کو قرآن مجید زیادہ یاد ہے تو رسول اللہ ﷺ اس کو قبر میں قبلے کی جانب پہلے رکھتے اور فرماتے کہ میں قیامت کے دن ان شہیدوں کی شہادت کی گواہی دوں گا۔ پھر فرمایا کہ ان لوگوں کو خون میں لتھڑے ہوئے حالت میں دفن کر دو' نہ دھوؤ' نہ غسل دو۔ بلکہ خون سمیت دفن کرو۔ چنانچہ نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا۔ (بخاری)

توضیح:......

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑے کی تنگی کی وجہ سے ایک ہی کپڑے میں کفن دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اور بوقت ضرورت دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا درست ہے۔ البتہ جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو تو اس کو اس کی عزت کے طور پر قبر میں قبلے کی طرف پہلے رکھا جائے۔

۳۔ اور حقیقی شہیدوں کو غسل نہ دیا جائے بلکہ اسی حالت میں دفن کر دیا جائے۔

۴۔ اور اگر حقیقی شہیدوں کے جنازے کی نماز نہ پڑھی گئی تب بھی درست ہے۔

(١٦٦٦) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مَعْرُوْرٍ فَرَكِبَهٗ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ حَوْلَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٦٦) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابن دحداح صحابی کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کے جنازے کو دفن کر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک گھوڑا لایا گیا جس پر زین کسا ہوا نہیں تھا یعنی وہ برہنہ پیٹھ کا تھا تو آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر تشریف لے چلے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیدل چلے۔ (مسلم)

توضیح: ......ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا نام ثابت بن دحداح بن نعیم بن غنیم بن عیاس ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں سیر الصحابہ میں ان کا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

غزوۂ احد میں نمایاں شرکت کی۔ جنگ کی شدت سے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے تو انہوں نے آگے بڑھ کر انصار کو آواز دی' ادھر آؤ میں ثابت بن دحداح ہوں۔ اگر محمد ﷺ قتل ہوئے تو خدا موجود ہے تم کو اپنے دین کے لیے لڑنا چاہیے' خدا فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ انصار کے چند جانباز اس دعوت حق پر خیر مقدم کے لیے بڑھے۔ قریش مکہ کی ایک زبردست جماعت جس میں خالد' عمرو بن عاص' عکرمہ بن ابوجہل ضرار بن خطاب اور دیگر رؤسائے قریش تھے قریب کھڑی تھی انہوں نے گروہ انصار کے ان جانبازوں

١٦٦٥۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من یقدم فی اللحد (١٣٤٧)

١٦٦٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب رکوب المصلی علی الجنازة اذا انصرف (٩٦٥)[٢٢٣٨]

کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کیا۔ خالد نے بڑھ کر نیزہ مارا جس سے حضرت ابن دحداح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے لوگ اٹھا کر گھر لائے اور علاج شروع کیا اس وقت تو خون بند ہو گیا اور وہ اچھے ہو گئے لیکن غزوۂ حدیبیہ کے بعد یکا یک زخم پھر پھٹ گیا اور اس کے صدمہ سے انہوں نے وفات پائی۔

آنحضرت ﷺ کے ہمراہ جنازہ کی شرکت کے لیے تشریف لائے اور دفن کرنے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوئے اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں چھوہارے کی کتنی شاخیں ہیں جو ابن دحداح کے واسطے لٹکائی گئی ہیں۔ (صحیح مسلم صفحہ ۳۵۶ جلد ۱)

اس کے بعد عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور پوچھا تم لوگوں سے ان کی کچھ قربت تھی' بولے نہیں۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر ان کے بھانجے تھے' آنحضرت ﷺ نے ترکہ ان کے حوالہ کیا۔ (اسد الغابہ)

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ جب آیت ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفُهُ لَهُ﴾ نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے کہا خدا ہم سے قرض مانگتا ہے۔ فرمایا' ہاں' حضرت ابن دحداح نے اپنا مال صدقہ کر دیا۔ (اسد الغابہ)

ایک شخص اپنے باغ کی دیوار اٹھانا چاہتا تھا' بیچ میں دوسرے کا درخت پڑتا تھا آنحضرت ﷺ سے کہا کہ وہ درخت مجھ کو دلوا دیجیے' آپ ﷺ نے درخت والے کو بلا کر فرمائش کی۔ اس نے انکار کیا تو فرمایا اس کے عوض جنت میں ایک درخت لو۔ وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا۔ حضرت ابن دحداح نے سنا تو اس کے پاس گئے اور کہا کہ مجھ سے دیوار لے لو اور اپنا درخت میرے ہاتھ فروخت کر دو اس نے منظور کیا تو آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے اور اس واقعہ سے آگاہ کیا' آپ ﷺ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ابن دحداح کے لیے جنت میں کتنے درخت ہیں۔

حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس سے اٹھ کر باغ میں آئے اور بیوی سے کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ میں نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے معاوضہ میں بیچ ڈالا۔ شوہر کی طرح بیوی بھی نہایت سعادت مند تھیں خوشی سے اس واقعہ کو سنا اور بولیں کہ یہ نہایت نفع کا سودا ہے۔ (اصابہ ص ۵۸ ج ۷)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

جنازے کے ساتھ چلنے کا طریقہ

(۱۶۶۷) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((الرَّاكِبُ يَسِيْرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ يَمْشِيْ خَلْفَهَا وَاَمَامَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيْبًا مِّنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنِّسَآئِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ قَالَ ((الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

(۱۶۶۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار جنازہ کے پیچھے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا آگے پیچھے' دائیں بائیں چلے لیکن جنازے کے قریب رہے۔ اور ناقص بچے کی جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے گی۔ ابوداؤد' ترمذی' احمد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ سوار جنازے کے پیچھے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جہاں سے چاہے چلے اور بچے کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔

۱۶۶۷۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الجنازة باب المشى امام الجنائز (۳۱۸۰)، الترمذى (۱۰۳۱)، ابن ماجه (۱۴۸۱)، النسائى (۱۹۵۰)

وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَآءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ یُصَلّٰی عَلَیْهِ)) وَفِی الْمَصَابِیْحِ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ زِیَادٍ۔

توضیح: ...... ضرورت کے وقت اگر کوئی سوار ہو کر جنازے کے ساتھ جائے تو اس کو جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے اور پیدل چلنے والے کو اختیار ہے جہاں سے چاہے چلے' اور جب کوئی ادھورا بچہ پیدا ہو جائے اور زندگی کی علامت اس میں موجود ہو تو اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی مگر چونکہ وہ معصوم ہے اس لیے اس کے والدین کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی اور ایسے بچے کی جنازے کی نماز کی ترکیب بھی وہی ہے جو بڑوں کے لیے ہے لیکن اللھم اغفر لحینا...... الخ کے بعد یہ دعا مسنون ہے: ((اللھم اجعله لنا فرطا واجعله لنا ذخرا و اجعله لنا شافعا و مشفعا .)) ''اے اللہ اس بچے کو ہمارے لیے پیش خیمہ اور ذخیرہ اور باعث اجر وثواب بنا دے اور اس کو ہمارے حق میں سفارش کرنے والا بنا دے کہ اس کی سفارش قبول کی جائے۔''

(۱۶۶۸) وَعَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ یَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ وَاَهْلُ الْحَدِیْثِ كَاَنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ مُرْسَلًا۔

(۱۶۶۸) زہری رحمہ اللہ سالم رحمہ اللہ سے اور سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔ (احمد ابوداؤد' ترمذی نسائی' ابن ماجہ)

توضیح: ......اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے آگے آگے چلنا درست ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا جو اس حدیث سے پہلے گذر چکی ہے۔

(۱۶۶۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تُتْبَعُ لَیْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْمَاجِدِ نِالرَّاوِیُّ رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ۔

(۱۶۶۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنازہ کو متبوع کیا گیا ہے یعنی لوگ جنازے کے تابع رہیں یعنی پیچھے رہیں اور جنازہ متبوع ہو۔ یعنی سب سے آگے ہو اور جنازہ تابع نہ ہو کہ لوگ اس کے آگے ہوں اور جنازہ پیچھے ہو اور جو جنازے کے آگے ہو جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ ترمذی نے کہا اس حدیث کا راوی ابو ماجد ہے جو مجہول ہے۔

توضیح: ...... بعض لوگوں نے لیس معھا...... الخ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جو جنازے کے آگے آگے چلے گا اس کو ثواب نہیں ملے گا اس لیے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے اور پہلی روایتوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آگے آگے چلنا درست ہے۔ تو پہلی روایتوں میں اور اس روایت میں تعارض معلوم ہوتا ہے اس لیے محدثین کرام نے ان دونوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ مجہول ہے۔

۱۶۶۸۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب المشی امام الجنازة (۳۱۷۹)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی المشی امام الجنازة (۱۰۰۷)، النسائی کتاب الجنائز باب مکان الماشی من الجنازة (۱۹۴۶)، ابن ماجه کتاب الجنازة باب ماجاء فی المشی امام الجنازة (۱۴۸۲)

۱۶۶۹۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الاسراع بالجنازة (۳۱۸۴)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی المشی خلف الجنازة (۱۰۱۱)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی المشی امام الجنازة(۱۴۸۴)، یحیی بن عبداللہ ''لین الحدیث'' ہے اور ابو ماجد مجہول راوی ہے۔

دار قطنی نے کہا کہ ابو ماجد مجہول اور متروک ہے اور علامہ ساجی نے کہا یہ مجہول' منکر الحدیث ہے۔ اور یحیٰ' جابر نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ابو ماجد منکر الحدیث ہے۔ امام نسائی نے بھی اس کو ضعیف بتایا ہے۔ یحیٰ نے کہا کہ ابو ماجد کی حدیث منکر الحدیث ہے۔ تو گویا تمام محدثین کا اس کے ضعف پر اتفاق ہو گیا اس لیے یہ حدیث مرجوح ہو گئی اور پہلی حدیثیں راجح ہو گئیں۔ لہٰذا جنازے کے آگے آگے چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱٦٧٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۱۶۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو جنازے کے ساتھ ساتھ گیا اور تین مرتبہ اس کو اٹھایا اور کندھا دیا تو اس کا حق تھا اس نے ادا کر دیا۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور بعض لوگوں نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔

توضیح: ...... تین مرتبہ اٹھانے سے یہ فائدہ ہے کہ لے جانے والوں کو راستہ میں آسانی ہو جائے اگر ایک ہی آدمی شروع سے آخر تک لے جائے تو تھک جائے گا۔ اور میت کا حق بھی ادا نہ ہو گا۔ اور میت کو چار آدمی چاروں کونوں کو پکڑ کر اٹھائیں تو زیادہ سہولت ہے۔

(۱٦٧١) وَقَدْرُوِیَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدَ بْنِ مَعَاذٍ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ۔

(۱۶۷۱) اور شرح سنہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کے جنازے کو دو لکڑیوں کے درمیان سے اٹھایا تھا۔

(۱٦٧٢) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ ((اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اَنَّ مَلَائِکَةَ اللّٰهِ عَلٰی اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ نَحْوَهٗ قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْقُوْفًا۔

(۱۶۷۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ ایک جنازے میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ سواریوں پر سوار ہو کر چل رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے میت کے ساتھ پیدل چل رہے ہیں اور تم لوگ جانوروں کے پیٹھ پر سوار ہو کر چل رہے ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

تنبیه: سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرکوب فی الجنائز (۳۱۷۷)، من طریق آخر عن ثوبان به وهو دریته صحیح۔

توضیح: ...... پہلی حدیثوں سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی معذور سوار ہو کر جنازے کے پیچھے پیچھے چلے تو جائز ہے اور اس حدیث میں ایسا آیا ہے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم غیر معذورین کے لیے ہے۔ یا یہ کہ پیدل جانا افضل ہے اور سوار ہو کر چلنا جائز ہے۔

(۱٦٧٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۶۷۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱٦٧٠۔ اسناده ضعیف جداً، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ٥٠، (١٠٤١) ابو المغرم متروک راوی ہے۔

۱٦٧١۔ لا اصل له ۔ شرح السنة (٥/ ٣٣٧ ح ١٤٨٨) بدون مسند الطبقات الکبری لابن سعد (٣/ ٤٣١) اس روایت میں واقدی کذاب ہے۔

۱٦٧٢۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی کراهیة الرکوب خلف الجنازة (١٠١٢)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی شهود الجنائز (١٤٨٠)، ابوبکر ابن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

۱٦٧٣۔ اسناده ضعیف جداً، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی القراءة علی الجنائز بفاتحة الکتاب (١٠٢٦)، ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ الواسطی منکر الحدیث راوی ہے۔

قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

جنازے کی نماز پر سورہ فاتحہ پڑھی تھی۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تنبیہ: ......موقوفاً یہ روایت سنداً صحیح ثابت ہے دیکھئے ابو دائود كتاب الجنائز باب مايقراء على الجنازة (۳۱۹۸) ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء في القراة على الجنازة (۱۴۹۵)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

(١٦٧٤) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا الدُّعَآ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۷۴) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہ تم کسی جنازے کی نماز پڑھو تو اس کے لیے اخلاص سے دعا کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

جنازے کی ایک دعا

(١٦٧٥) وَعَنْهُ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۱۶۷۵) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کی نماز میں اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ** (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) ترجمہ:۔ اے اللہ تو ہمارے زندوں اور مردوں، حاضر اور غائب چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو مارے تو اس کو ایمان پر مار۔ اے اللہ اس کے ثواب سے، ہمیں محروم نہ کر، اور نہ اس کے بعد ہمیں فتنہ میں ڈال۔''

(١٦٧٦) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهٖ وَأُنْثَانَا وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِيْمَانِ وَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَفِيْ آخِرِهٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

(۱۶۷۶) اور نسائی نے اس حدیث کو ابراہیم الاشہل سے اس نے اپنے باپ سے بیان کیا اور اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''ہماری عورتوں'' تک اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس کو ایمان پر زندہ رکھ اور ایمان پر موت دے۔ اور آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔

جنازے کی ایک اور دعا

(١٦٧٧) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ؓ قَالَ

(۱۶۷۷) حضرت واثلہ بن اسقع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

١٦٧٤۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب الدعا للميت (۳۱۹۹)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى الدعا فى الصلاة على الجنازة (۱۴۹۷)

١٦٧٥۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب الدعا للميت (۳۲۰۱)، الترمذى كتاب الجنائز باب مايقول فى الصلاة على الميت (۱۰۲۴)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى الدعا فى الصلاة على الجنازة (۱۴۹۸)

١٦٧٦۔ حسن، سنن النسائى كتاب الجنائز باب الدعا (۱۹۸۸)، ابوداؤد كتاب الجنائز باب الدعا للميت (۳۲۰۱)

١٦٧٧۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب الدعا للميت (۳۲۰۲)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب فى الدعا فى الصلاة على الجنازة (۱۴۹۹)

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

نے ہمارے ساتھ ایک مسلمان صحابی کی نماز پڑھائی تو میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے عہد اور تیری ہمسائیگی کے امان میں ہے اس کو قبر کے فتنے اور آگ کے عذاب سے بچا تو قول کو پورا کرنے والا ہے اور حق وصداقت والا ہے۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' (ابوداؤ' ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت اور اس کے باپ کا نام لے کر دعا کرنا مستحب ہے۔

فوت شدگان کی نیکیوں کا ذکر کرنا

(١٦٧٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْهِمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

(١٦٧٨) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مردوں کی نیکیوں کو بیان کرو' اور ان کی برائیوں کو مت بیان کرو۔ (ترمذی' ابوداود)

توضیح: ......یعنی نیکوں کی نیکیوں کو بیان کرو کیونکہ ان کے ذکر سے رحمت خداوندی اترتی ہے اور ان کے حق میں دعا مغفرت بھی ہوتی ہے' اور بروں کی برائیوں کو مت بیان کرو کیونکہ اس سے ان کی غیبت اور چغلی ہوتی ہے جس کی سخت ممانعت ہے۔

نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو

(١٦٧٩) وَعَنْ نَافِعٍ اَبِیْ غَالِبٍ رحمہ اللہ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِیَالَ رَأْسِهٖ ثُمَّ جَآءُوْا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَقَالُوْا یَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَیْهَا فَقَامَ حِیَالَ وَسْطِ السَّرِیْرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِیَادٍ هٰكَذَا رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَی الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ نَحْوَهٗ مَعَ زِیَادَةٍ وَفِیْهِ فَقَامَ عِنْدَ عَجِیْزَةِ الْمَرْأَةِ۔

(١٦٧٩) حضرت نافع ابو غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک کے ساتھ میں نے ایک جنازے کی نماز پڑھی تو حضرت انس بن مالک مرد میت کے سر کے قریب کھڑے ہوئے پھر ایک قریشی عورت کا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے کہا اے ابوحمزہ (یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ) اس عورت کی بھی جنازے کی نماز پڑھا دیجیے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس عورت کے تخت کے درمیان میں کھڑے ہوئے جس پر اس کا جنازہ تھا تو علاء بن زیاد نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح آپ نے پڑھائی ہے۔ یعنی مرد میت کے سر کے مقابلے میں آپ نے کھڑے ہو کر اور عورت میت کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ہے۔ تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' ابوداود)

١٦٧٨۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النهی عن سب الموت (٤٩٠٠)، الترمذی کتاب الجنائز باب وهو ما قبله باب ماجاء فی الجلوس قبل ان توضع (١٠١٩)، عمران بن انس المکی منکر الحدیث راوی ہے۔

١٦٧٩۔ اسناده صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب این یقوم الامام من المیت (٣١٩٤)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء این یقوم الامام من الرجل والمراة (١٠٣٤)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی این یقوم الامام ازا صلی علی الجنازة (١٤٩٤)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

جنازے کے احترام میں کھڑے ہونا

(١٦٨٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ سَھْلُ بْنَ حُنَیْفٍ وَقَیْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَیْنِ بِالْقَادِسِیَّةِ فَمُرَّ عَلَیْھِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِیْلَ لَھُمَا اِنَّھَا مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَیْ مِنْ اَھْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مُرَّتْ بِہٖ جَنَازَةٌ فَقَالَ فَقِبْلَ لَہٗ اِنَّھَا جَنَازَةُ یَھُوْدِیٍّ فَقَالَ اَلَیْسَتْ نَفْسًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(١٦٨٠) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان دونوں کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو یہ دونوں دیکھ کر کھڑے ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ یہ کافر ذمی کا جنازہ تھا' کیوں کھڑے ہو گئے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے کہا یہ یہودی کا جنازہ تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ جاندار نہیں ہے؟ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... قادسیہ ایک مقام کا نام ہے جو کوفہ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ صحابہ کرام وہاں رہتے تھے اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی' وہاں ذمی بھی رہتے تھے تو کسی ذمی کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کا جنازہ ان دونوں صحابیوں کے سامنے سے گذارا گیا تو یہ کھڑے ہو گئے' اس وقت ان پر اعتراض کیا گیا کہ یہ ذمی کا جنازہ تھا آپ کیوں کھڑے ہوئے' تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ بیان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ موت ہر جاندار کے لیے ہے اس سے عبرت پکڑنی چاہیے خواہ وہ جنازہ مسلمان کا ہو یا کافر کا' یہ بحث پہلے گذر چکی ہے۔

(١٦٨١) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ فِی اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَہٗ حَبْرٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ فَقَالَ لَہٗ اِنَّا ھٰکَذَا نَصْنَعُ یَامُحَمَّدُ قَالَ مَجْلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ خَالِفُوْھُمْ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَبِشْرُبْنُ رَافِعِ نِالرَّاوِیْ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

(١٦٨١) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازے کے ساتھ ساتھ جاتے تو آپ ﷺ نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ جنازے کو قبر میں اتار دیا جاتا۔ ایک یہودی پادری آپ ﷺ کے سامنے آیا اس نے کہا اے محمد ﷺ ہم لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں تو آپ (ﷺ) بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یہودیوں کی مخالفت کرو۔ (ترمذی' ابوداوٗد' ابن ماجہ)

توضیح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کی مخالفت میں آپ ﷺ میت کو قبر میں اتارنے سے پہلے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم لوگ میت کو قبر میں اتارنے سے پہلے بیٹھ جاؤ۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی جنازے کے ساتھ جائے تو میت کو کندھے سے اتار کر زمین پر رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے یعنی کندھے سے اتار کر زمین پر

١٦٨٠۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازة یهودی (١٣١٢)، مسلم کتاب الجنائز باب القیام للجنازة (٩٦١)[٢٢٢٥]

١٦٨١۔ حسن، سنن ابی دائود کتاب الجنائز باب القیام للجنازة (٣١٧٦)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الجلوس قبل ان توضع (١٠٢٠)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب القیام للجنازة (١٥٤٥)

رکھ دینے کے بعد قبر میں اتارنے سے پہلے بیٹھنا جائز ہے اور یہ حدیث کمزور بھی ہے۔ نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ دارقطنی نے منکر الحدیث کہا' ابوحاتم نے بھی ضعیف الحدیث کہا ہے۔

(١٦٨٢) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۶۸۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے میں ہم کو کھڑا ہونے کا حکم دیا (یعنی جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ (احمد)

(١٦٨٣) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَامَ الْحَسَنِ وَلَمْ يَقُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَيْسَ قَدَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ؟ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

(۱۶۸۳) حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے گذرا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں کھڑے ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے جنازے کو دیکھ کر نہیں کھڑے ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس کے بعد آپ بیٹھے رہے، کھڑے نہیں ہوئے۔ (نسائی)

(١٦٨٤) وَعَنْ جَعْفَرْ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّمَا مُرَّبِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى طَرِيْقِهَا جَالِسًا وَكَرِهَ اَنْ تَعْلُوَ رَأْسَهٗ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ۔ فَقَامَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

(۱۶۸۴) حضرت جعفر بن محمد اپنے والد محمد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گذرا' لوگ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جنازہ چلا گیا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ادھر سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوا کہ یہودی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر سے گزرے اس لیے آپ کھڑے ہو گئے تھے۔ (نسائی)

توضیح: ...... ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا نہیں چاہیے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اصل یہی ہے کہ خواہ یہودی کا جنازہ ہو یا مسلمان کا کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(١٦٨٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةَ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ اَوْمُسْلِمٍ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْلِمَنْ مَّعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۶۸۵) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی یہودی یا عیسائی مسلمان کا جنازہ گذرے تو کھڑے ہو جایا کرو۔ تم جنازے کے احترام کے لیے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ جنازے کے ساتھ جو فرشتے ہوتے ہیں ان کے احترام کے لیے کھڑے ہوتے ہو۔ (احمد)

١٦٨٢۔ اسناده حسن، سند احمد (١/ ٨٢)
١٦٨٣۔ اسناده صحيح، سنن النسائى كتاب الجنائز باب الرخصة فى ترك القيام (١٩٢٥)
١٦٨٤۔ اسناده صحيح، سنن النسائى كتاب الجنائز باب الرخصة فى ترك القيام (١٩٢٨)
١٦٨٥۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٤/ ٣٩١) لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

(١٦٨٦) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَنَازَةَ مَرَّتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ فَقِيْلَ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ ((اِنَّمَا قُمْتُ لِلْمَلٰئِكَةِ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

(١٦٨٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں فرشتوں کے لیے کھڑا ہوا۔ (نسائی)

نماز جنازہ کی صفیں

(١٦٨٧) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَكَانَ مَالِكٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّاهُمْ ثَلٰثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَتَقَالَ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّاهُمْ ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ)) وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ۔

(١٦٨٧) حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازے پر مسلمانوں کی تینوں صفوں نے نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ اس حدیث کے راوی مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے کے ساتھ ہوتے اور آدمیوں کو کم دیکھتے تو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے جنازے کی نماز مسلمانوں نے تین صفوف کر کے پڑھیں تو اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ' ابوداؤد' ترمذی)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے علاوہ تین صفیں ہونی چاہئیں۔ کم آدمی ہوں یا زیادہ اگر ایک ہی صف سے نماز پڑھی گئی تب بھی نماز ہو جائے گی۔

نماز جنازہ کی ایک دعا

(١٦٨٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(١٦٨٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کی نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَهُ (ابوداود) ''اے اللہ تو اس (میت) کا رب ہے ڈھکے' چھپے اور کھلے کو خوب جانتا ہے۔ ہم سب اس کی سفارش کے لیے آئے ہیں اس کو بخش دے۔ (ابوداؤد)

١٦٨٦۔ حسن، سنن النسائی کتاب الجنائز باب الرخصة فی ترك القيام، (١٩٣١)

١٦٨٧۔اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی الصفوف علی الجنازة (٣١٦٦)، الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة علی الجنازة (١٠٢٨)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فيمن صلی عليه جماعة من المسلمين (١٤٩٠) محمد اسحاق مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

١٦٨٨۔ ضعيف، سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الدعاء للميت (٣٢٠٠)، علی بن شماخ ضعیف راوی ہے۔

بچے کی نماز جنازہ کی دعا

(١٦٨٩) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِىٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

(۱۶۸۹) حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک ایسے بچے کی جنازے کی نماز پڑھی جس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس جنازے کی نماز میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: (اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ) ''اے اللہ! تو اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھ۔'' (بخاری)

(١٦٩٠) وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ يَقْرَءُ الْحَسَنُ عَلَى الطِّفْلِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا۔

(۱۶۹۰) امام بخاری رحمہ اللہ تعلیقاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے بچے کی جنازے پر سورۂ فاتحہ پڑھی پھر یہ دعا: **اللهم اجعله لنا سلفا و فرطا و ذخرا و اجرا.** پڑھی ''اے اللہ! تو اسے ہمارے آگے جانے والا اور پیش خیمہ اور ذخیرہ اور باعث ثواب بنادے۔'' (بخاری)

(١٦٩١) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الطِّفْلُ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُوْرَثُ۔

(۱۶۹۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچے بچے کی نہ جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور نہ وارث ہوگا اور نہ بنایا جائے گا۔ یہاں تک کہ پیدا ہونے کے وقت آواز کرے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: ...... یعنی پیدا ہوتے وقت اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور چلانے لگا جس سے معلوم ہوا کہ زندہ پیدا ہوا ہے' پھر مر گیا تو ایسے بچے کی جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور وہ وارث' موروث بھی ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہوا ہے تو جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

(١٦٩٢) وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ نِالْاَنْصَارِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ شَىْءٍ وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ يَعْنِىْ اَسْفَلَ مِنْهُ۔ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِىْ فِى الْمُجْتَبٰى فِىْ كِتَابِ الْجَنَآئِزِ۔

(۱۶۹۲) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ امام کسی اونچی جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھائے اور مقتدی اس سے نیچے کھڑے ہوں۔ دارقطنی نے مجتبیٰ کتاب الجنائز میں روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... امام خواہ پنج وقتہ نماز پڑھائے یا جنازے کی نماز پڑھائے تو اونچی جگہ کھڑا ہو کر نہیں پڑھانا چاہیے کہ مقتدی نیچے ہوں۔ البتہ تعلیم صلوٰۃ کی نیت سے اگر منبر پر کھڑا ہو گیا اور سجدہ نیچے کیا تو جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔

❀❀❀❀

١٦٨٩۔ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب الجنائز باب ما يقول المصلى على الجنازة (١/ ٢٢٨ ح ٥٣٧)

١٦٩٠۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو تعلیقاً نقل کیا ہے۔ كتاب الجنائز باب قرائة فاتحة الكتاب على الجنازة قبل حديث[١٣٣٥]

١٦٩١۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الجنائز باب ماجاء فى ترك الصلاة على الجنين حتى يستهل (١٠٣٣)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب الصلاة على الطفل (١٥٠٨)، ابو زبیر مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

١٦٩٢۔ اسناده ضعيف، سنن الدارقطنى كتاب الجنائز باب نهى رسول الله ان يقوم الامام فوق (٢/ ٨٨)، اعمش مدلس راوی ہیں اور روایت عن سے ہے۔

بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

قبر میں میت کو دفن کرنے کا بیان

قبر کو کشادہ کھودنا چاہیے۔ لمبائی چوڑائی کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اتنی لمبی ہو کہ میت کو آسانی سے لٹایا جا سکے اور اتنی گہری ہو کہ اگر کوئی بیٹھنا چاہے تو آسانی سے بیٹھ سکے اور نہایت صاف ستھری ہو۔ قبر کی دو قسم ہے۔ ایک صندوق نما جو ہندوستان میں عام طور پر بنائی جاتی ہے۔ اور دوسرے بغلی جسے لحد کہتے ہیں جو قبر کے قبلہ کی جانب زمین کھود دی جاتی ہے جس میں مردے کو رکھ دیا جاتا ہے۔ دونوں طرح کی قبر درست ہے جنازے کی نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر پائتانے کی جانب سے مردے کو قبر میں اتارنا اگر اس طرف جگہ نہیں ہے تو قبلہ کی طرف سے یا جس طرف سے آسانی ہو اتار سکتے ہیں۔

مردے کو قبر میں اتارتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے۔ اور قبر کو تختے وغیرہ سے بند کر کے مسلمانوں کو تین تین لپ مٹی ڈالنا چاہیے اور ہر لپ پر مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى پڑھنا مستحب ہے اور قبر کو مسنم بنانا سنت ہے اور ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہ رکھی جائے۔ اور نہ پکی بنائی جائے اور نہ اوپر گنبد بنایا جائے اور نہ کچھ لکھا جائے۔ قبر پر پیشاب پاخانہ کرنا سخت منع ہے۔ اور قبر میں مردے کو دفن کرنے کے بعد اور مٹی دینے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے جو کہ سر کے طرف سے چھڑکنا شروع کرے اور پیر تک پہنچائے۔ (بیہقی) پھر اس کے بعد سب لوگوں کو چاہیے کہ قبر کے کنارے کھڑے ہو کر میت کے واسطے ثابت قدمی اور مغفرت کی دعائیں کریں۔ ابوداؤد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہو جاتے تو وہاں ٹھہر جاتے اور لوگوں سے فرماتے کہ تم اپنے بھائی کے واسطے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کیونکہ اس وقت اس سے سوال ہوگا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے انتقال کے وقت اپنے صاحبزادے عبداللہ رحمہ اللہ سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی رونے پیٹنے والی عورت ہو نہ میرے جنازے کے ہمراہ آگ جائے' اور مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا' پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے' اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ مجھے تم لوگوں کی وجہ سے انسیت ہو اور میں جان لوں کے اپنے رب کے قاصدوں یعنی منکر نکیر کو کیا جواب دیتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مٹی دینے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا مستحب ہے اس دعا کے وقت خواہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرے یا ہاتھ چھوڑ کر دونوں طرح جائز ہے۔

قبر کی شناخت کے لیے قبر کے سرہانے پتھر گاڑ دینا جائز ہے (ابوداؤد) بعض لوگ ڈھیلوں پر سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر قبر میں رکھتے ہیں یا قرآن مجید کی کوئی آیت لکھ کر رکھ دیتے ہیں یا کعبہ شریف کے غلاف کا ٹکڑا رکھ دیتے ہیں تو اس قسم کے چیزوں کے رکھنے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ حتی الامکان قبرستان میں جوتی پہن کر چلنا اچھا نہیں ہے لیکن اگر کانٹے وغیرہ کے چبھنے کا اندیشہ ہو تو جائز ہے۔ باقی بیان آگے حدیث میں آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

قبر کیسی بنائی جائے

(١٦٩٣) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَكَ فِيْهِ اَلْحِدُوْلِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَى اللَّبِنَ نَصَبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۹۳) حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں ان کا انتقال ہوا ہے کہ میرے دفن کے لیے لحد قبر بنانا اور کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (مسلم)

(١٦٩٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جُعِلَ فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطِيْفَةٌ حَمْرَآءُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۹۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں ایک سرخ چادر بچھا دی گئی تھی۔ (مسلم)

توضیح: ......حضرت شقران نے بغیر صحابہ کی اجازت کے اس چادر کو قبر میں بچھا دیا تھا' لیکن صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے پھر وہ چادر نکال لی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ بچھونے کے طور پر کوئی چیز قبر میں نہیں بچھانی چاہیے کیونکہ فضول خرچی ہے۔

(١٦٩٥) وَعَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۶۹۵) حضرت سفیان تمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کو مسنم دیکھا۔ (یعنی اونٹ کے کوہان کی طرح درمیان کا کچھ حصہ ابھرا ہوا تھا۔ (بخاری)

اونچی قبر بنانے کی ممانعت

(١٦٩٦) وَعَنْ اَبِی الْهَيَّاجِ الْاَسَدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِیْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا تَدَعْ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۶۹۶) حضرت ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں تم جاندار چیزوں کی تصویر دیکھو تو اسے مٹا دو' اور جہاں کہیں اونچی قبر دیکھو اس کو برابر کر دو۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور جہاں کہیں تصویر دیکھو اس کو توڑ پھوڑ کر مٹا دو اور جہاں کہیں حد شرع سے قبر زیادہ اونچی دیکھو اس کو حد شرع کے برابر کر دو۔ اسی کام کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ کو بھیجا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ اونچی قبر نہیں بنانی چاہیے' اگر کسی نے بنا دی ہے اور اس کو حد شرع کے مطابق بنانے کی ہمت

١٦٩٣۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اللحدو نصب اللبن علی المیت (٩٦٦)[٢٢٤٠]

١٦٩٤۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب جعل القطیفة فی القبر (٩٦٧)[٢٢٤١]

١٦٩٥۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ (١٣٩٠)

١٦٩٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الامر بتسویة القبر (٩٦٩)[٢٢٤٣]

ہے تو گرا کر برابر کیا جا سکتا ہے اور اگر گرانے میں جھگڑا فساد ہے تو ہاتھ نہ لگائے' اسی طرح جاندار تصویروں کو بھی مٹا دینا چاہیے کیونکہ رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

پکی قبر بنانے کی ممانعت

(١٦٩٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٩٧) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پکی قبر بنانے سے اور اس پر عمارت اور قبہ وغیرہ بنانے اور قبر پر بیٹھنے سے۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو نہ پکی بنایا جائے اور نہ اس پر عمارت بنائی جائے اور نہ اس پر پیشاب پاخانہ کے لیے بیٹھا جائے' اور نہ اس پر کچھ لکھا جائے۔

قبر پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا

(١٦٩٨) وَعَنْ اَبِيْ مَرْثَدِ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٩٨) حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔ (مسلم) (کیونکہ قبر کی طرف نماز پڑھنے سے بت پرستی کے مشابہ ہوگا۔)

(١٦٩٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٦٩٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھ جائے اور اس سے اس کا کپڑا جل کر بدن بھی جل جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ قبر کے اوپر بیٹھے۔ (مسلم)

توضیح: ...... قبر پر بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ پیشاب پائخانہ کے لیے بیٹھے۔ تو اس کا نقصان اس سے زیادہ ہے کہ کوئی آگ پر بیٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن کو جلا لے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

قبروں کی اقسام کا ذکر

(١٧٠٠) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَآءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَآءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(١٧٠٠) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں دو آدمی قبر کھودنے والے تھے ان میں سے ایک بغلی قبر کھودنے والا تھا اور دوسرا صندوق نما۔ تو لوگوں نے کہا کہ دونوں گورکنوں کے پاس آدمی بھیجا جائے ان میں سے جو پہلے آجائے وہی اپنا کام کرے گا۔ تو بغلی قبر

١٦٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب النهی عن القبر والبناء علیه (٩٧٠)[٢٢٤٥]

١٦٩٨۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیه۔ (٩٧٢)[٢٢٥٠]

١٦٩٩۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب النهی عن الجلوس علی القبر (٩٧١)[٢٢٤٨]

١٧٠٠۔ اسناده ضعیف، شرح السنة (٥/ ٣٨٨ ح ١٥١٠)، موطا امام مالك (١/ ٢٣١ ح ٥٤٧) ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

کھودنے والا گورکن پہلے آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی قبر کھودی۔ یہ حدیث شرح سنہ میں ہے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغلی قبر افضل ہے۔

(١٧٠١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(١٧٠١) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغلی قبر ہم لوگوں کے لیے ہے اور صندوق نماز دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' احمد)

توضیح: ...... بغلی قبر ہم لوگوں کے لیے یعنی مسلمانوں کے لیے اور غیر بغلی غیر مسلموں کے لیے ہے۔ یا بغلی قبر نبیوں کے لیے ہے اور غیر بغلی عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ یا بغلی قبر مدینے والوں کے لیے ہے اور غیر بغلی دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔ یہ اولیت اور افضلیت کے طور پر ہے ورنہ دونوں قسم کی قبر بنانا درست ہے اور دونوں میں دفن کرنا جائز ہے۔

(١٧٠٢) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

(١٧٠٢) اور احمد نے اس حدیث کو جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

جنگ احد کے شہداء کی قبریں

(١٧٠٣) وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ اُحُدٍ ((اُحْفُرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوْا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلٰثَةَ فِي قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَقَدِّمُوْا اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ النَّسَائِيُّ وَرَوَى بْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَحْسِنُوْا۔

(١٧٠٣) حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کی قبروں کے بارے میں فرمایا کہ قبر کھودو اور کشادہ کھودو اور گہری کھودو اور اچھی بناؤ اور دو دو' تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرو اور جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو اس کو آگے رکھو۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

توضیح: ...... جنگ احد میں ستر صحابہ کرام شہید ہو گئے تھے تو اسی جگہ پر ان کی قبریں کھودنے کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کشادہ اور گہری قبر کھودی جائے تاکہ دو دو تین تین آدمی ایک قبر میں مدفون ہو سکیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زیادہ مردے ہوں اور ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ قبر کھودنے میں دقت ہو تو ایک کشادہ قبر میں دو تین مردوں کو دفن کرنا درست ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٧٠١۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب فى اللحد (٣٢٠٨)، الترمذى كتاب الجنائز باب ماجاء فى قول النبى ﷺ اللحد لنا (١٠٤٥)، النسائى كتاب الجنائز باب اللحد والشق (٢٠١١) ابن ماجه كتاب الجنائز باب ما جاء فى استحباب اللحد (١٥٥٤) عبدالاعلی الثعلبی ضعیف راوی ہے۔

١٧٠٢۔ ضعيف، مسند احمد (٤/ ٣٥٧، ٣٥٩)، حجاج بن ارطاۃ اور ابوجناب ضعیف ومدلس راوی ہیں۔

١٧٠٣۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٤/ ١٩)، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب فى تعميق القبر (٣٢١٥)، الترمذى كتاب الجهاد باب ماجاء فى دفن الشهداء (١٧١٣)، النسائى كتاب الجنائز باب ما يستحب من توسيع القبر (٢٠١٣)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى حضر القبر (١٥٦٠)

(١٧٠٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِي بِأَبِي لِتَدْفِنَهُ فِي مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُدُّوا الْقَتْلٰى إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَلَفْظُهُ لِلتِّرْمِذِيِّ۔

(۱۷۰۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تھے تو میری پھوپھی میرے والد کی لاش لینے کے لیے آئیں تاکہ ان کو ہمارے قبرستان میں دفن کریں رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے منادی کے ذریعہ اعلان کرا دیا کہ ان شہیدوں کو اسی جگہ واپس لے جاؤ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں۔ یعنی احد کے دامن میں ان کو دفن کیا جائے۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس بستی میں اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اسی بستی میں اس کو دفن کرنا چاہیے' وہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(١٧٠٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

(۱۷۰۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے سر مبارک کے جانب سے قبر میں اتارا گیا۔ (شافعی)

توضیح: ...... یعنی قبر کے پائتی کی جانب سے آپ ﷺ کو قبر میں رکھا گیا۔ اسی لیے علما نے کہا ہے کہ اس جانب سے اتارنا سنت ہے اور آگے حدیث جو آ رہی ہے جس میں ہے آپ ﷺ نے ایک شخص کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا تو یہ روایت ضعیف ہے۔

(١٧٠٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأُسْرِجَ لَهٗ بِسِرَاجٍ فَأَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ ((رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ إِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

(۱۷۰۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مردے کو قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں داخل ہوئے' رات کا وقت تھا' اندھیرا تھا' روشنی کے لیے چراغ جلایا گیا اور آپ ﷺ نے اس میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے تو بہت رونے والا اور بہت قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا تھا۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور شرح سنہ میں کہا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت مردے کو رات کے وقت دفن کیا جا سکتا ہے اور روشنی کے لیے چراغ جلانا اور لے جانا درست ہے۔

میت کو قبر میں اتارتے وقت کی دعا

(١٧٠٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ قَالَ ((بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ

(۱۷۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ **بسم اللّٰہ و باللّٰہ وعلی**

١٧٠٤۔ اسناده صحيح مسند احمد (٣/ ٢٩٧)، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب فی الميت يجعل من ارض الى الارض (٣١٦٥)، الترمذی كتاب الجهاد باب ماجاء فی دفن القتل فی مقتلة (١٧١٧)، النسائی كتاب الجنائز باب اين يدفن الشهداء (٢٠٠٦)، ابن ماجه (١٥١٦)، الدارمی كتاب المقدمة باب ماكرم به النبی فی برئة الطعام (٤٥)

١٧٠٥۔ اسناده ضعيف، كتاب الام (١/ ٢٧٣) عمر بن عطاء بن وراز ضعیف راوی ہے۔

١٧٠٦۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی الدفن بالليل (١٠٥٧) حجاج بن ارطاۃ ضعیف ومدلس راوی ہے۔

١٧٠٧۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ما يقول اذا دخل الميت القبر (١٠٤٦)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فی ادخال الميت القبر (١٥٥٠)، ابوداؤد كتاب الجنائز باب فی الدعا للميت (٣٢١٣)، مسند احمد، (٢/ ٥٩)

وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ الثَّانِيَةَ۔

ملة رسول اللہ اور ایک روایت میں علی ملة رسول اللہ ہے۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ' ابوداؤد)

قبر پر مٹی ڈالنا

(۱۷۰۸) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ رحمہ اللہ عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَثّٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ اِبْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ مِنْ قَوْلِهٖ رَشَّ۔

(۱۷۰۸) حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ اپنے والد سے مرسل طریقے پر یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپیں بھر بھر کر مٹی ڈالی ہے اور آپ ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگ ریزے نشانی کے طور پر رکھے۔ (شرح سنہ' شافعی)

توضیح:...... مسلمان بھائی کی قبر پر تین لپ مٹی دینا سنت ہے اور یہ میت کا حق ہے' یہ نیکی قیامت کے دن کام آئے گی اور یہ مٹی ترازو میں رکھ کر تولی جائے گی۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت میں منقول ہے:

((و فی التجیر للقشیری قیل بعضهم فی المنام ما فعل الله بك قال و زنت حسناتی فرجحت السیآت علی الحسنات فسقطت صرة فی كفة الحسنات فرجحت فحلت الصرة فاذا فیها كف تراب القیته فی قبر مسلم ذكره فی المواهب .))

''کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا؟ معاملہ کیا تو اس نے کہا میری نیکیاں تولی گئیں تو برائیوں کا پلہ نیکیوں کے پلہ پر بھاری ہوگیا' پھر نیکیوں کے پلے میں ایک تھیلی گر پڑی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگیا' تو اس تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جس جو کو مسلمان میت کی قبر پر ڈالی تھی۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ:

((من حثی علی مسلم احتسابا كتب الله له بكل ثراة حسنة .)) (مرعاة شرح مشكوٰة)

''یعنی جس نے مسلمان میت پر اخلاص اور طلب ثواب کی نیت سے مٹی ڈالی تو ہر مٹی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے۔''

اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

((توفی رجل فلم تصب له حسنه الا ثلث حثیات حثاها فی قبر فغفرت له ذنوبه .))

''ایک شخص کا انتقال ہوگیا' اس کے پاس کوئی نیکی نہیں تھی مگر تین لپیں مٹی کی تھیں جو مسلمان میت کی قبر پر ڈالی تھی تو اس کے گناہ بخش دیے گئے۔''

(۱۷۰۹) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ تُوْطَأَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۷۰۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ قبروں کو پکا بنایا جائے اور اس پر کچھ لکھا جائے اور اسے روندا جائے۔ (یعنی پختہ قبر بنانے اور اس پر لکھنے اور روندنے سے

۱۷۰۸۔ اسناده ضعیف جداً، شرح السنة (٥/ ٤٠١ ح ١٥١٥) كتاب الام (١/ ٢٧٦ ، ٢٧٧) ابراہیم بن محمد اسلمی متروک و متہم ہے۔

۱۷۰۹۔ صحیح ، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی كراهية تحصیص القبور (١٠٥٢)

منع فرمایا ہے۔) (ترمذی)

(۱۷۱۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَآءَ عَلٰى قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

(۱۷۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے والے کا نام بلال بن رباح تھا جو ایک مشک پانی لے کر سرھانے سے چھڑکنا شروع کیا اور پائتانہ تک چھڑکا۔'' (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر مٹی دینے اور درست کرنے کے بعد پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

قبر کے سرہانے کوئی نشانی رکھنا

(۱۷۱۱) وَعَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا اَنْ يَّأْتِيَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَالَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِيْ يُخْبِرُنِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِيْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

(۱۷۱۱) حضرت عبدالمطلب بن ابی وداعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون کا انتقال ہو گیا اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا اور دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ پتھر لے آئے مگر وہ پتھر اتنا بھاری تھا کہ تنہا نہ اٹھا سکا تو خود رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور اپنی آستین چڑھالی۔ مطلب راوی بیان کرتے ہیں کہ جس نے مجھے یہ روایت سنائی ہے اس نے بیان کیا گویا میں اب بھی اس سفیدی کو دیکھ رہا ہوں جو آستین چڑھانے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے بغلوں کی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھا کر ان کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا اپنے بھائی کی قبر پر بطور نشان کے رکھتا ہوں اور میرے گھرانے کے لوگوں میں جس کا انتقال ہوگا تو انہی کے پاس دفن کروں گا۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سادہ پتھر بغیر لکھے ہوئے قبر کے سرہانے علامت کے طور پر رکھ دیا جائے تو جائز ہے۔

(۱۷۱۲) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ يَا اُمَّاهُ اكْشِفِيْ لِيْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِيَةٍ مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَآءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَآءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

(۱۷۱۲) حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ اے ام المومنین رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف' اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں' (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی قبروں کو کھول دیجیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ کا دروازہ کھولا تو میں نے تین قبروں کو دیکھا جو نہ اونچی تھیں' اور نہ بالکل زمین کے برابر تھیں اور ان پر مدینہ کے میدانوں کی سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔'' (ابوداؤد)

۱۷۱۰۔ اسناده موضوع دلائل النبوة للبيهقي (۷/ ۲٦٤) واقدی کذاب ہے۔

۱۷۱۱۔ حسن، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب فی طمع الموتى فی قبر والقبر يعلم (۳۲۰٦)

۱۷۱۲۔ضعیف، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب فی تسوية القبر (۳۲۲۰)، عمرو بن عثمان بن ھانی مجہول الحال راوی ہے۔

توضیح:...... رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مدفون تھے، حجرے کا دروازہ بند رہتا تھا تو انہوں نے دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھول کر دکھلا دیا۔ اور اب تک گنبد خضراء میں یہ قبریں مقفل ہیں، سنا گیا ہے کہ خاص خاص لوگوں کو دکھایا جاتا ہے باقی عوام تو دیکھنے سے محروم رہتے ہیں۔ راقم الحروف نے صرف باہر کا حصہ دیکھا ہے۔ **فالحمد للہ**.

(١٧١٣) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِیُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ النَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِهٖ كَانَ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ۔

(۱۷۱۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں گئے، جب قبرستان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی ہے تو رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ (ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایت کے آخر میں یوں ہے کہ سب خاموش بیٹھ گئے، گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

مردے کی ہڈی توڑنا

(١٧١٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۷۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردے کی ہڈی کا توڑنا ایسا ہی گناہ ہے جس طرح زندے کی ہڈی کے توڑنے سے گناہ ہے۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تدفین

(١٧١٥) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِیْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ فِیْ قَبْرِهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۷۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کے جنازے میں حاضر تھے جو دفن کی جارہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات کو اپنی بیوی سے جماع نہ کیا ہو؟ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بچی کی قبر میں اترو۔ چنانچہ وہ اترے۔ (بخاری)

توضیح:...... حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ بہت دنوں تک بیمار رہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی

١٧١٣۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب الجلوس عندالقبر (٣٢١٢)، النسائی كتاب الجنائز باب الوقوف للجنائز (٢٠٠٣)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فی الجلوس فی المقابر (١٥٤٩)

١٧١٤۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب فی الحفار يجد العظم (٣٢٠٧)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب النهی عن كسر عظام الميت (١٦١٦)، موطا امام مالك كتاب الجنائز باب ماجاء فی الاختفاء (١/ ٢٣٨ ح ٥٦٤)

١٧١٥۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب يعذب الميت ببعض ببكاء اهله (١٢٨٥)

دوسری بیوی یا لونڈی سے اسی رات میں جماع کیا تھا جس رات میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا' کسی قرینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو گیا تھا تو میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ فرمایا کہ جس نے آج رات کو اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا ہے وہ قبر میں اترے اور میت کو قبر میں اتارے' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج رات کو میں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قبر میں اترو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت غیر محرم بھی اتر سکتا ہے جب کہ وہ نہایت متقی اور پرہیز گار ہو۔ جو محرم کے قائم مقام بن سکے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تدفین کے لیے وصیت

(۱۷۱۶) وَعَنْ عَمْرِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْمًا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَانِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۱۶) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ ساتھ کوئی رونے والی عورت نہ جائے اور نہ میرے جنازے کے ہمراہ آگ ہو۔ جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالو' پھر مٹی ڈالنے کے بعد میری قبر کے کنارے اتنی دیر تک ٹھہرے رہو جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ یہ اس لیے میں کہہ رہا ہوں تا کہ تمہاری وجہ سے میں انسیت پکڑوں اور جان لوں کہ منکر نکیر فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم)

توضیح: ...... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو اپنے انتقال سے کچھ دیر پہلے یہ وصیت کی تھی۔ جس کا بیان حدیث میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ ساتھ نہ آگ لے جائی جائے اور نہ کوئی نوحہ گر عورت ساتھ جائے' اور دفن کرنے اور مٹی دینے کے بعد دیر تک میت کے استقامت کے لیے دعا کی جائے۔

تدفین میں جلدی کرنا

(۱۷۱۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْا وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کو نہ روکے رکھو' بلکہ جلدی اسے اس کی قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کا ابتدائی رکوع پڑھا جائے اور اس کے پائتانہ میں سورۂ بقرہ کا آخری رکوع پڑھا جائے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور کہا ہے اس حدیث کا موقوف ہونا صحیح ہے۔

توضیح: ...... نہ روکے رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ اس کے تجہیز و تکفین میں دیر نہ لگاؤ' بلکہ جہاں تک ہو سکے جلدی ہی تجہیز و تکفین و تدفین سے فارغ ہو جاؤ' اور دفن سے فارغ ہونے کے بعد سرہانے سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع اور پائتانے اس کا آخری رکوع۔ یعنی امن الرسول سے آخر تک پڑھنا چاہیے۔ یہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے جیسا

۱۷۱۶۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون السلام یهدم ماقبله وکذا (۱۲۱)[۳۲۱]

۱۷۱۷۔ اسناده ضعیف، شعب الایمان (۹۲۹۴) عبدالرحمٰن بن علاء مجهول الحال ہے۔

کہ امام بیہقی نے فرمایا ہے۔ اور بھی بعض سے منقول ہے کہ میت کو ایصال ثواب کی نیت سے قرآن مجید پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن علامہ ابن تیمیہ اور دیگر محققین نے فرمایا ہے کہ میت پر قرآن خوانی رسول اللہ ﷺ اور اسلاف سے ثابت نہیں ہے صرف دعائے مغفرت ثابت ہے اس لیے نبی کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال اور تدفین

(۱۷۱۸) وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشِیِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ اِلَی مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَتَتْ قَبْرَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ شعر

وَكُنَّا كَنَدْمَانَیْ جَذِیْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰی قِیْلَ لَنْ یَّتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّیْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَیْلَةً مَّعًا

ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَادُفِنْتَ اِلَّاحَیْثُ مِتَّ وَلَوْ شَهِدْتُّكَ مَازُرْتُكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۷۱۸) حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا حبشی مقام میں انتقال ہو گیا تو ان کی میت کو مکہ لایا گیا اور مکہ میں دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کی غرض سے مکہ مکرمہ آئیں تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر بھی گئیں اور ان دونوں شعروں کو پڑھا

وکنا کندمانی جذیمة حقبة
من الدھر حتی قیل لن یتصدعا
فلما تفوقنا کانی و مالکا
لطول اجتماع لم نبت لیلة معا

''یعنی ہم دونوں بھائی بہن جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح تھے کہ عرصہ دراز تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ ہمارے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے پھر جب ہم جدا ہو گئے عرصہ دراز تک ساتھ رہنے کے بعد تو ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم ایک رات بھی اکٹھا نہیں رہے۔'' اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر میں اے بھائی تمہارے دفن کے وقت موجود ہوتی تو تم یہاں نہیں دفن کیے جاتے بلکہ وہیں دفن کرتی جہاں تمہارا انتقال ہوا تھا اور اگر میں تمہارے انتقال کے وقت تمہارے پاس موجود ہوتی تو تمہاری زیارت کے لیے تمہاری قبر پر نہ آتی۔ (ترمذی)

توضیح: ...... حبشی مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی وہاں گئے ہوئے تھے کہ اس جگہ ان کا انتقال ہو گیا جو لوگ وہاں موجود تھے وہ لوگ ان کی لاش کو اٹھا کر مکہ میں لائے اور مکہ میں دفن کیا یہ ان کا اپنا خیال تھا ورنہ اسی جگہ دفن کرنا مناسب تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کے لیے مکہ مکرمہ میں آئیں تو اپنے بھائی کا خیال کر کے ان کی قبر پر بھی آئیں اور مناسب حال ان دونوں شعروں کو پڑھا جو دوسرے کے ہیں جس نے اپنے بھائی مالک کے مرثیہ میں پڑھا تھا وہی حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی کا گذرا۔ جذیمہ ایک بادشاہ کا نام ہے اور اس کے دو ہم نشین مالک اور عقیل تھے جو چالیس سال تک جذیمہ کے ندیم اور ہم نشین رہے جو کبھی جدا نہیں ہوئے تھے لیکن جب اس کے بھائی مالک کو کسی نے مار ڈالا تو یہ بھائی اپنے بھائی کے مرثیہ میں یہ کہتا ہے کہ ہم دونوں بھائی ایک عرصہ دراز تک ساتھ رہے لیکن تمہارے انتقال کے بعد ہم جدا ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم دونوں بھائی کبھی اکٹھے نہیں رہے۔

۱۷۱۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز (۱۰۵۵)، ابن جریج مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صبر کرنے والی عورت اپنے رشتہ دار کی قبر کی زیارت کے لیے جائے تو جائز ہے۔

(١٧١٩) وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰى قَبْرِهٖ مَاءً۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(١٧١٩) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد کو ان کے پائتانے کی جانب سے قبر میں اتارا اور آپ ﷺ نے ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ کا قبر پر مٹی ڈالنا

(١٧٢٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَى الْقَبْرَ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(١٧٢٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھی تو اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کے سرہانے کی جانب سے تین مٹھی مٹی ڈالی۔ (ابن ماجہ)

قبر پر بیٹھنا

(١٧٢١) وَعَنْ عَمْرِوْ بْنِ حَزْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰنِیَ النَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ اَوْلَا تُؤْذِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(١٧٢١) حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں ایک قبر کے سہارے تکیہ لگائے بیٹھا ہوں تو آپ نے فرمایا اس قبر والے کو مت تکلیف دو' یا یوں فرمایا اسے ایذا مت پہنچاؤ۔ (احمد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر نہیں بیٹھنا چاہیے تاکہ مردے کی روح کو تکلیف نہ پہنچے۔

❀❀❀❀

١٧١٩۔ ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی ادخال المیت قبره (١٥٥١)، مندل بن علی ضعیف اور محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع متروک راوی ہیں۔

١٧٢٠۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب التراب فی القبر (١٥٦٥)

١٧٢١۔ حسن، احمد (اطراف المسند (٥/ ١٣١)، اتحاف المهرة لابن حجر (١٢/ ٤٦٥ ح ١٥٩٣٤)،

بَابُ الْبُكَآءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونا

مردے پر بغیر چلائے اور بغیر آواز نکالے آنکھوں سے رونا اور آنسو بہانا اور غمگین صورت بنا لینا جائز اور زبان سے چلا چلا کر رونا اور میت کے حد سے زیادہ اوصاف کو بیان کرنا اور آہ وزاری کرنا ناجائز ہے۔ اور میت کے گھرانے والے کو صبر کی تسلی دینا مستحب ہے اور جنازے کی تدفین وغیرہ کے بعد میت کے گھر پر قرآن خوانی کے لیے جمع ہونا جائز نہیں ہے' اور موجودہ زمانے میں تعزیتی جلسہ کرنا بھی جائز نہیں ہے اور تیجہ چالیسواں کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ان سب کا بیان مندرجہ ذیل کی حدیثوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

نبی کریم ﷺ کا اپنے بیٹے کی وفات پر رونا

(۱۷۲۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِىْ سَيْفٍ نِالْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ((يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَايَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَااِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو یوسف لوہار کے یہاں گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعی ماں کے خاوند تھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا اور ان سے پیار محبت کیا اور بوسہ لیا اور سونگھا (یعنی اپنی ناک اور منہ پر رکھا جیسے کوئی چیز سونگھتا ہے۔) پھر اس کے چند روز کے بعد ہم لوگ ابو یوسف کے یہاں پھر گئے جب کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تھے اور قریب المرگ تھے' نزع کی حالت تھی۔ اپنے نفس کو خدا کے سپرد کرنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے اس نزع کی حالت کو دیکھ کر رونے لگے اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسو بہانے لگیں تو عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی روتے ہیں؟ جو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن عوف یہ آنکھوں سے رونا (یعنی آنکھوں سے آنسو کا جاری ہونا۔) یہ رقت قلب کی دلیل ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل رنجیدہ اور غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے خدا راضی ہے اور اے ابراہیم رضی اللہ عنہ تمہاری جدائی کی وجہ سے ہم کو صدمہ ہے اور ہم غمگین ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۲۲۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی ﷺ انابك لمحزونون (۱۳۰۳)، مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال (۲۳۱۵)[۶۰۲۵]

توضیح:...... حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں رضاعت کے لیے ابوسیف کے یہاں بھیج دیا تھا جن کا نام براء تھا اور یہ لوہار تھے اور ان کی بیوی کا نام خولہ بنت منذر تھا جو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے ابوسیف کے یہاں جاتے اور بچے کو یعنی حضرت ابراہیم کو اپنے گود میں لے کر پیار محبت کرتے اور چومتے اور سونگھتے۔ ایک مرتبہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو خبر پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ بھی تھے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نزع کی حالت میں تھے اس کیفیت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے اور آنکھوں سے آنسو بہانا مناسب نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو نکلنا یہ رحمت ہے' البتہ منہ سے چلا چلا کر رونا منع ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم کو ان کی جدائی کا صدمہ ہے۔

رونا اللہ کی رحمت ہے

(١٧٢٣) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًالِيْ قُبِضَ فَأْتِنَا فَارْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَااَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٧٢٣) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو کہلا بھیجا کہ میرا بچہ نزع کی حالت میں ہے اور دم توڑ رہا ہے جو عنقریب مر جائے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیے اور اپنے نواسے کو ایک نظر دیکھ لیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے آدمی سے فرمایا کہ تم جا کر میری بچی کو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ کہو کہ میرے آنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے وہ چیز ہے جو اس نے لی' اسی کے لیے ہے وہ چیز جو اس نے دی' اور ہر چیز کے لیے اللہ کے یہاں ایک وقت مقرر ہے تو تم صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو۔ (رونے دھونے اور جزع فزع سے کچھ فائدہ نہیں ہے' میرے آنے سے مرنے والا زندہ نہیں رہ سکتا لہٰذا تم صبر سے کام لو۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے دوبارہ آدمی کو بھیجا اور تشریف لانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی کہ خدا کی قسم اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تشریف لائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام بھی کھڑے ہو گئے۔ جب صاحبزادی کے گھر پہنچ گئے تو وہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے گود میں لے لیا تو اس وقت بچہ نزع کی حالت میں تھا کہ اس کی روح نکلنے والی تھی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کی رحمت ہے جس کو اللہ نے اپنے رحم دل بندوں کے دل میں ڈال رکھا ہے۔ اللہ اسی بندے پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

١٧٢٣۔ صحيح بخاری كتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم يعذب الميت لبعض بكاء (١٢٨٤)، مسلم كتاب الجنائز باب البكاء على الميت (٩٢٣)[٢١٣٥]

نوحہ کرنے پر عذاب کی وعید

(١٧٢٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قُضِيَ قَالُوْا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَكَوْا فَقَالَ ((اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْيَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٧٢٤) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لیے ان کے پاس تشریف لے گئے جب آپ ان کے پاس پہنچے تو ان کو بے ہوشی کی حالت میں پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ کیا سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا؟ گھر والوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر رونے لگے۔ آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رونے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں (یعنی تم سن لو کہ) اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے سے سزا نہیں دے گا اور نہ دل کے رنجیدہ ہونے سے عذاب دے گا۔ البتہ اس کے رونے سے عذاب دے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی زبان سے رونے چلانے اور نوحہ کرنے سے عذاب دے گا) یا رحم فرما کر معاف کر دے گا۔ اور مردے کو اس کے گھر والوں کے اس کے اوپر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ...... اگر مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم لوگ میرے اوپر رونا تو اس کے وصیت کی مطابق اس کے گھر والے روئیں تو اس رونے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ اس گناہ کا خود ہی وہ سبب بنا ہے اور اگر اپنی زندگی میں رونے سے منع کیا تھا تو مردے کو عذاب نہیں ہوگا بلکہ رونے والے گنہگار رہوں گے اس کی مزید توضیح آئندہ آئے گی۔

(١٧٢٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٧٢٥) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے جو مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے۔ (بخاری ومسلم)

(١٧٢٦) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِيْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ

(١٧٢٦) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب بے ہوش ہو گئے تو ان کی بیوی ام عبداللہ نے چلا چلا کر رونا شروع کیا جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کیا تم یہ نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس سے بیزار ہوں جو

١٧٢٤۔ صحيح بخاري كتاب الجنائز باب البكاء عند المريض، (١٣٠٤)، مسلم كتاب الجنائز باب البكاء على الميت (٩٢٤)[٢١٣٧]

١٧٢٥۔ صحيح بخاري كتاب الجنائز باب ليس منا من شق الجيوب (١٢٩٤)، مسلم كتاب اللايمان باب تحريم ضرب الخدود (١٠٣)[٢٨٥]

١٧٢٦۔ صحيح بخاري كتاب الجنائز باب ما ينهى عن الحلق عند المصيبة (١٢٩٦)، مسلم كتاب الايمان باب تحريم الخدود (١٠٤)[٢٨٧]

وَصَلَقَ وَخَرَقَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِمُسْلِمٍ۔

مصیبت کے وقت سر کے بالوں کو منڈائے اور چلا چلا کر روئے اور کپڑوں کو پھاڑے۔ (بخاری مسلم)

جاہلیت کی باتیں

(۱۷۲۷) وَعَنْ اَبِىْ مَالِكٍ نِالْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْبَعٌ فِىْ اُمَّتِىْ مِنْ اَمْرِالْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِى الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِى الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطْرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۲۷) ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جاہلیت کے زمانے کی باتوں میں سے چار باتیں باقی رہیں گی اکثر لوگ ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ حسب پر فخر کرنا، اور نسب پر طعن دینا، اور ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا، اور مصیبت میں چلا چلا کر رونا، اور اگر نوحہ کرنے والی عورت اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز اس کو کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ اس کے جسم پر تارکول کا پائجامہ اور خارش کا کرتا ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: ...... قطران تارکول کو کہتے ہیں جس میں آگ بہت جلد لگتی ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے نوحہ کرنے والی عورت کے جسم پر تارکول مل دیں گے جس سے سارا جسم جلے گا۔

صبر صدمے کی پہلی خبر پر ہوتا ہے

(۱۷۲۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِىْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اِتَّقِى اللّٰهَ وَاصْبِرِىْ)) قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّىْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِىْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ ((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ)) الْاُوْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۲۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا تو خدا سے ڈر اور صبر کر اس عورت نے آپ ﷺ کو نہیں پہچانا اور کہا کہ تو میرے پاس سے ہٹ جا، مجھ جیسی تیرے اوپر مصیبت نہیں پڑی ہے۔ تو اس عورت سے کہا گیا کہ یہ نبی ﷺ تھے تو وہ عورت وہاں سے آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کسی چوکیدار کو نہیں پایا تو گھر میں چلی گئی اور آپ ﷺ سے معذرت کرنے لگی کہ میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں رنج وغم کی حالت میں ناشائستہ کلمہ میری زبان سے نکل گیا ہے آپ ﷺ معاف فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... یعنی کامل صبر اور اس کا پورا ثواب شروع صدمے کے وقت ہے۔ یعنی ابتدائے مصیبت کے وقت صبر کرنے سے ثواب ملتا ہے ورنہ مصیبت کا زمانہ گذر جانے سے صبر آ ہی جاتا ہے تو اس وقت صبر کرنے سے کچھ ثواب نہیں۔

جس کے تین بچے مر جائیں اس کا اجر

(۱۷۲۹) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۷۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۷۲۷۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحة (۹۳۴) [۲۱۶۰]

۱۷۲۸۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب زیارة القبور (۱۲۸۳)، مسلم کتاب الجنائز باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی (۹۲۶)[۲۱۴۰]

اللّٰہِ ﷺ ((لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

فرمایا جس مسلمان کے تین بچے بچپن کے زمانے میں مر جائیں اور وہ صبر کرے تو وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے طور پر۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ (سورہ مریم پ ۱۹)

''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے' یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے پھر ہم پرہیز گاروں کو تو بچا لیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔'' (مریم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ ہر شخص کو جہنم سے گذرنا ہوگا خواہ کافر ہو یا مومن' نبی ہو یا ولی لیکن مومن اور نبی مرسل وغیرہ کو گذرنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور آگ جہنم ان پر ٹھنڈی ہوگی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوگئی تھی' اپنے اعمال کے مطابق نہایت تیزی سے اس سے گذر جائیں گے' کوئی بجلی کی طرح اور کوئی تیز ہوا کی طرح' کوئی تیز رفتار سواری کی طرح' اللہ تعالیٰ اس قسم کو پورا کرنے کے لیے ہر شخص کو جہنم کے پل صراط سے گزارے گا' پرہیز گار لوگ نجات پا جائیں گے' نافرمان اس میں گر پڑیں گے پس جس کے تین بچے مر گئے ہوں اور وہ صبر سے کام لے تو وہ جہنم میں صرف مرور کی حیثیت سے داخل ہوگا' ہمیشہ کے لیے نہیں۔

(۱۷۳۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا یَمُوْتُ لِاِحْدٰکُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ اَوْ اِثْنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا ثَلٰثَةٌ لَّمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

(۱۷۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند انصاری عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین بچے بچپن میں مر جائیں اور وہ صبر کے ساتھ ثواب کی امیدوار ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی یہ سن کر ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر دو ہی بچے مر جائیں تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہی حکم ہے وہ بھی جنت میں داخل ہوگی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ تینوں بچے ایسے ہوں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔ یعنی نابالغی کے زمانے میں مر گئے ہوں۔

صبر پر جنت

(۱۷۳۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یَقُوْلُ اللّٰہُ مَا لِعَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۷۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے کی اس کی دنیاوی پیاری چیز کی روح کو قبض کر لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو اس کے لیے جنت ہے۔ (بخاری شریف)

١٧٢٩۔ صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب قولی اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ جهد (٦٦٥٦)، مسلم کتاب البر والصلة باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه (٢٦٣٢)[٦٦٩٦]

١٧٣٠۔صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل من یموت ولد فیحتبسه (٢٦٣٢)[٦٦٩٨]

١٧٣١۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب العمل الذی ینبغی به وجه اللہ (٦٤٢٠)

اَلْفَصْلُ الثَّانِی ...... دوسری فصل

(۱۷۳۲) عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۷۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ''مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی عورت اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔'' (ابوداوٗد)

مومن، خوشی ہو یا غم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے

(۱۷۳۳) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((عَجَبٌ لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ حَمِدَ اللّٰہَ وَشَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ مُصِیْبَةٌ حَمِدَاللّٰہَ وَصَبَرَ فَالْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی فِی اللُّقْمَةِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِہٖ)) رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعُبِ الْاِیْمَانِ۔

(۱۷۳۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بندے کی عجیب حالت ہے کہ اگر اس کو بھلائی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور شکریہ بجالاتا ہے اور اگر کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے تب بھی وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو مومن بندے کو ہر حالت میں ثواب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ میں بھی جو اٹھا کر بیوی کے منہ میں ڈال دے۔ (بیہقی) یعنی نیک نیتی سے بیوں بچوں کو کھلانے پلانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔

(۱۷۳٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ وَبَابٌ یَنْزِلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ بَکَیَا عَلَیْہِ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۷۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مومن بندے کے لیے دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازے سے اس کے نیک اعمال چڑھتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اس کی روزی اترتی ہے۔ جب یہ مومن بندہ مرجاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ اس آیت کا فما بکت علیھما السماء والارض کا یہی مطلب ہے یعنی ان کافروں پر زمین وآسمان نہیں روتے۔ (ترمذی)

توضیح:...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۔وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَھْوًا اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ۔ کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۔وَزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ۔وَنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ ۔ کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۔ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ﴾ (سورئہ دخان پ ۲۵)

''ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو لے کر چلے جاؤ یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا' تم دریا کو ساکن چھوڑ دینا یقیناً فرعون کا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔ (فرعون لشکر سمیت نکلا) وہ بہت سے باغات

۱۷۳۲۔ اسناده ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الجنائز باب فی النوح (۳۱۲۸)، محمد بن حسن بن عطیه، اس کا باپ اور اس کا دادا تینوں ضعیف راوی ہیں۔

۱۷۳۳۔ صحیح، شعب الایمان (٤٤٨٥)، احمد (۱/ ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۲)

۱۷۳٤۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الدخان (۳۲۵۵) موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان دونوں ضعیف راوی ہیں۔

اور چشمے چھوڑ گئے' اور کھیتیاں اور بہترین مکانات اور وہ آرام کی چیزیں جن میں وہ عیش و آرام کر رہے تھے' اسی طرح ہو گیا اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم یعنی بنی اسرائیل کو بنایا تو ان فرعونیوں پر نہ تو آسمان روئے اور نہ زمین اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بندوں یعنی بنی اسرائیل کو راتوں رات فرعون اور فرعونیوں کی بے خبری میں یہاں سے لے کر چلے جاؤ' یہ کفار تمہارا پیچھا کریں گے لیکن تم بے خوف وخطر چلے جاؤ۔ میں تمہارے لیے دریا کو خشک کر دوں گا اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چل پڑے فرعون مع لشکر کے ان کے پکڑنے کو چلا' درمیان میں دریا حائل ہوا' موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر اس میں اتر پڑے دریا کا پانی سوکھ گیا اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت پار ہو گئے تو چاہا کہ دریا پر لکڑی مار کر اس سے کہہ دیں کہ اب تو اپنی روانی پر آ جا تا کہ فرعون اس پار نہ آ سکے وہیں خدا نے وحی بھیجی کہ اسے اسی حال میں سکون کے ساتھ رہنے دو' ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بتلا دی کہ یہ سب اسی میں ڈوب مریں گے پھر تم سب بالکل مطمئن اور بے خوف ہو جاؤ گے۔ غرض حکم ہوا تھا کہ دریا کو خشک چھوڑ کر چل دیں' رھوا کے معنی سوکھا راستہ جو اپنی اصلی حالت پر ہو' مقصد یہ ہے کہ پار ہو کر دریا کو روانی کا حکم نہ دینا یہاں تک کہ دشمنوں میں سے ایک ایک اس میں نہ آ جائے' اب اسے جاری ہونے کا حکم ملتے ہی سب کو غرق کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو کیسے غارت ہوئے باغات' کھیتیاں' نہریں' مکانات اور بیٹھکیں سب چھوڑ کر فنا ہو گئے۔

تو ان فرعونیوں کے تباہی اور بربادی پر کسی کو صدمہ افسوس نہیں ہوا نہ زمین آسمان پر کیونکہ ان کے نیک اعمال تو تھے ہی نہیں جو آسمان پر چڑھتے جس سے آسمان والوں کو افسوس اور صدمہ ہوتا' اور نہ زمین ہی پر کوئی نیکی کرتے تھے جس سے زمین ان کا ماتم کرتی' بہر حال حدیث شریف کا مطلب اس سے واضح ہو گیا کہ نیک آدمی کے مرنے سے زمین و آسمان والوں کو افسوس ہوتا ہے۔

چھوٹے بچے کی وفات پر اجر وثواب

(١٧٣٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ ((وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ يَامُوَفَّقَةُ)) فَقَالَتْ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ ((فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(١٧٣٥) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جس کے دو نابالغ بچے مر جائیں اور وہ ان پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں بچوں کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جس کا ایک ہی بچہ مر گیا ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بھلائی کی توفیق دی ہوئی! جس کا ایک ہی بچہ مر گیا ہو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کسی کا کوئی بچہ نہ مرا تو اس کا کیا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے لیے پیش خیمہ اور امیر منزل میں ہوں گا کوئی مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچائے گئے۔ (ترمذی)

توضیح: ...... فرط اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلہ سے آگے جا کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے۔ اس حدیث سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں' جو پہلے مر کر جنت میں پہنچ گئے ہوں' جو ماں باپ کے لیے سفارش کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ اور اولاد اور

١٧٣٥۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من قدم ولداً (١٠٦٢)، عبدربہ بن بارق الحنفی کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے۔

سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں' آپ ﷺ کے انتقال پر سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کسی کو کسی کے مرنے کا صدمہ نہیں ہوا ہے تو کم از کم میرے مرنے سے اس کو یقیناً صدمہ ہوگا اور میرے اس صدمہ پر صبر کرے گا اور میری اتباع کرے گا تو میں اس کے لیے جنت میں پہنچ کر اس کا پیش خیمہ ہوں گا' اور اس کی سفارش کروں گا۔

(۱۷۳۶) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمْرَۃَ فُوَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ ابْنُوْا الْعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

(۱۷۳۶) ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی مومن بندے کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم لوگوں نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں' ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس بندے کے دل کے پھل اور میوے کو توڑ لیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں' ہاں! تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کیا؟ کہا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیری تعریف کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا (یعنی ہم سب اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں') تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں محل تیار کر دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی)

(۱۷۳۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَلِیِّ بْنِ عَاصِمِ نِالرَّاوِیْ وَقَالَ وَرَوَاہُ بَعْضُھُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مَوْقُوْفًا۔

(۱۷۳۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ کو تسلی دی تو جتنا ثواب مصیبت زدہ کو ملے گا اتنا ہی ثواب تسلی دینے والے کو بھی ملے گا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: ...... کسی مصیبت زدہ کو صبر کی تلقین اور تسلی دینے کو تعزیت کہتے ہیں اور اس قسم کی تعزیت اور تسلی دینے میں بڑا ثواب ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا' اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کو مصیبت میں تسلی دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو بزرگی کا حلہ اور جوڑا پہنائے گا۔ (ابن ماجہ)

تعزیت کے ایسے الفاظ ہوں جن سے مصیبت زدہ کا رنج و غم دور ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی تعزیت فرمائی ہے' آپ ﷺ کے نواسے کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سے اس طرح تعزیت فرمائی کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے تم کو صبر کرنا چاہیے۔ یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

۱۷۳۶۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (٤/ ٤١٥)، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب فضل العصبیۃ اذا احتسب (۱۰۲۱)، ابوسنان عیسیٰ ابن سنان ضعیف راوی ہے۔

۱۷۳۷۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی اجر من عزی مصاباً (۱۰۷۳)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا (۱۶۰۲)، علی بن عاصم ضعیف راوی ہے۔

اور اگر مصیبت زدہ دور ہے تو خط کے ذریعہ سے بھی اس کو تسلی دی جا سکتی ہے رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب کہ ان کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا تھا تو ایک تعزیت نامہ تحریر فرمایا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

((بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى معاذ بن جبل سلام عليك فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو اما بعد فاعظم الله لك الاجر والهمك الصبر و رزقنا و ايك الشكر فان انفسنا و اموالنا و اهلينا و اولاد نا من مواهب الله عزوجل الهنيه و عواريه المستودعة نمتع بها الى اجل معدود و يبضها لوقت معلوم ثم الفترض علينا الشكر اذا اعطى والصبر اذا ابتلى فكان ابنك من موهب الله الهنية و عواريه المستودعة متعك به فى غبطة و سرور و قبضه منك باجر كبير الصلوة وارحمة والهدى ان احتسبت فاصبر ولا يحبط جزعك اجرك فتندم واعلم ان الجزع لا يرد شيئا و لا يدفع حزنا و ما هو نازل فكان قد والسلام۔ (مستدرك، وحاكم و ابن مردويه)......))

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔محمد رسول اللہ کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف، تم خوش رہو میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد (حمد و ثنا کے بعد) اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں اور تمہیں (اپنے) شکر کی توفیق نصیب فرمائے اس لیے کہ ہماری جانیں اور ہمارا مال اور ہماری بیویاں اور ہماری اولاد اللہ عزوجل کی مبارک اور عمدہ بخشش اور عاریت رکھی ہوئی چیزیں ہیں۔ جن سے ایک خاص مدت تک فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور وہ وقت مقررہ پر انہیں اٹھا لیتا ہے۔ پھر جب وہ عطا کرے تو ہم پر اس کا شکر فرض ہے اور جب آزمائش کرے تو صبر فرض ہے۔ تمہارا لڑکا اللہ کی عمدہ بخشش اور اس کی امانت تھا اللہ تعالیٰ نے اسے (دنیا کے لیے) قابل رشک اور (تمہارے لیے) قابل مسرت بنا کر تمہیں اس سے بہرور کیا (جب اس نے چاہا) تمہارے پاس سے بڑے اجر و ثواب اور رحمت و ہدایت کے بدلہ اسے اٹھا لیا اگر تم ثواب چاہتے ہو تو صبر کرو۔ کہیں تمہاری بے صبری، پریشانی تمہارا ثواب نہ کھودے پھر پشیمانی ہو اور سمجھ لو کہ بے صبری سے نہ تو کوئی چیز لوٹ کر آتی ہے اور نہ غم دور ہوتا ہے اور جو کچھ پیش آئے اسے یہ سمجھو کہ یہ تقدیر الٰہی اٹل ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ والسلام"

اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تعزیت اور تسلی و تشفی دی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ بھی مصیبت زدہ کو تسلی اور تعزیت دیتے تھے موطا امام مالک رحمہ اللہ میں بنی اسرائیل کی ایک حکایت لکھی ہوئی ہے جسے عبرت کے طور پر یہاں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ ہے۔

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا تو محمد بن کعب قرظی تعزیت کے لیے میرے پاس تشریف لائے اور مجھے یہ تسلی دینے کے لیے یہ حکایت سنائی۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو فقیہ، عالم، مجتہد اور عابد تھا اور اس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت شیفتہ رہتا تھا، اور بہت ہی محبت رکھتا تھا۔ اتفاق کہ اس کی بیوی قضا کر گئی پس وہ عابد نہایت مغموم ہوا، اور اس درجہ اس کو رنج و غم ہوا کہ ایک گھر میں خلوت نشین ہو گیا اور اندر سے گھر کو مقفل کر کے بیٹھ گیا اور لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا، کوئی شخص اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا، عابد کا یہ واقعہ سن کر ایک عورت آئی اور کہا کہ عابد سے مجھے ایک ضرورت ہے ان سے مجھے ایک فتویٰ پوچھنا ہے مگر میں ان سے بالمشافہ اور رو برو ہو کر

پوچھوں گی بجز اس کے میری تشفی نہیں ہوگی۔ عابد کے دروازے پر جتنے لوگ تھے وہ تو چلے گئے مگر یہ عورت بیٹھی رہ گئی اور کہا کہ بغیر پوچھے میں کسی طرح ٹل نہیں سکتی' کسی نے عابد سے کہا ایک عورت آپ سے فتویٰ پوچھنے آئی ہے اور آپ سے بالمشافہ پوچھنا چاہتی ہے سب لوگ تو چلے گئے مگر وہ بیٹھی ہوئی ہے وہ بغیر بالمشافہ پوچھے کسی طرح جانے کو نہیں کہتی۔ عابد نے کہا اچھا اس کو آنے کی اجازت دو۔ پس وہ عورت عابد کے پاس آئی اور کہا کہ میں آپ سے ایک فتویٰ پوچھنے آئی ہوں عابد نے کہا وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا میں نے ایک پڑوسن سے ایک زیور عاریۃً لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک میں خود بھی پہنتی تھی' اور غیر کو بھی پہننے کو دیتی رہی اب وہ پڑوسن اپنا زیور مجھ سے طلب کرتی ہے تو کیا میں اس کا زیور اس کو دے دوں؟ عابد نے کہا ہاں واللہ! اس کا زیور اس کو دے دو۔ عورت نے کہا اس کا زیور تو میرے پاس ایک زمانہ تک رہ چکا ہے؟ عابد نے کہا تب تو اور زیادہ ضرورت ہے کہ تو اس کا زیور اس کو دے دے۔ عورت نے کہا حضرت! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک چیز عاریۃً دی تھی پھر اس نے اپنی چیز لے لی تو اس پر آپ اتنا غم کرتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی چیز کا آپ سے زیادہ حق دار ہے۔ عورت کا اتنا کہنا تھا کہ عابد چونک پڑا اور متنبہ ہو گیا اور عورت کی اس بات سے اس کو بہت نفع ہوا۔ كذا في كتاب الجنائز لمولانا عبدالرحمن مباركفوری رحمہ اللہ۔

(۱۷۳۸) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِىَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ))، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

(۱۷۳۸) حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس مصیبت زدہ عورت کو تسلی دے جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس شخص کو جنت میں بہترین لباس پہنایا جائے گا۔ (ترمذی)

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا

(۱۷۳۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا جَآءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَّا یَشْغُلُهُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۷۳۹) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد محترم کی موت کی خبر آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے گھرانے والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان پر ایسی مصیبت آ گئی ہے جو ان کو کھانا پکانے سے روکتی ہے۔ (یعنی جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر) (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

توضیح:...... حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور عمر میں تقریباً ان سے دو سال بڑے تھے' ان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ ہے جو اسد الغابہ اور طبقات ابن سعد اور سیر الصحابہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشغول عبادت تھے' خاندان ہاشم کے سردار ابو طالب نے اپنے دو عزیزوں کو بارگاہ صمدیت میں سربسجود دیکھا تو دل پر خاص اثر ہوا' اپنے صاحبزادہ حضرت جعفر کی طرف دیکھ کر کہا جعفر! تم بھی اپنے ابن عم کے ایک پہلو میں کھڑے ہو جاؤ' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز ادا کی ان کو خدائے لایزال کی عبادت و پرستش میں ایسا مزہ آیا کہ وہ بہت جلد (یعنی آنحضرت ﷺ کے زید بن ارقم کے گھر میں پناہ گزیں ہونے کے قبل) ہمیشہ کے لیے اس کے پرستاروں میں داخل ہو گئے۔ اس وقت تک اکتیس بتیس آدمی اس سعادت سے مشرف ہوئے تھے۔

۱۷۳۸۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب آخر فی فضل التعزية (۱۰۷۶) منیہ بنت عبید غیر معروفہ ہے۔

۱۷۳۹۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب صنعة الطعام لاهل البيت (۳۱۳۲)، الترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی الطعام لاهل الميت (۹۹۸)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فی الطعام الى اهل الميت (۱۶۱۰)

مشرکین قریش کی ستم آرائیوں سے تنگ آ کر جب مسلمانوں کی جماعت نے حبشہ کی راہ لی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ ہو گئے' لیکن قریش نے یہاں بھی چین لینے نہ دیا' نجاشی کے دربار میں مکہ سے گرانقدر تحائف کے ساتھ ایک وفد آیا اور اس نے درباری پادریوں کو تائید پر آمادہ کر کے نجاشی سے درخواست کی کہ ہماری قوم کے چند ناسمجھ نوجوان اپنے آبائی مذہب سے برگستہ ہو کر حضور کے قلمرو حکومت میں چلے آئے ہیں' انہوں نے ایک ایسا نرالہ مذہب ایجاد کیا ہے جس کو پہلے کوئی جانتا بھی نہ تھا ہم کو ان کے بزرگوں اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ حضور ان لوگوں کو ہمارے ساتھ واپس کر دیں۔ درباریوں نے بھی بلند آواز کے ساتھ اس مطالبہ کی تائید کی نجاشی نے مسلمانوں سے بلا کر پوچھا کہ وہ کون سا نیا مذہب ہے جس کے لیے تم لوگوں نے اپنا خاندانی مذہب چھوڑ دیا؟

مسلمانوں نے نجاشی سے گفتگو کے لیے اپنی طرف سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا انہوں نے اس طرح تقریر کی۔

بادشاہ سلامت! ہماری قوم نہایت جاہل تھی ہم بت پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' بدکاریاں کرتے تھے۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو ستاتے تھے طاقت ور کمزوروں کو کھا جاتا تھا۔ غرض ہم اسی بدبختی میں تھے کہ خدا نے خود ہماری جماعت میں سے ایک شخص کو ہمارے پاس رسول بنا کر بھیجا۔ ہم اس کی شرافت راستی' دیانت داری اور پاکبازی سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ اس نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک کر توحید کی دعوت دی۔ راست بازی و دیانت داری' ہمسایہ اور رشتہ داروں محبت کا سبق ہم کو سکھایا' اور ہم سے کہا کہ ہم جھوٹ نہ بولیں' بے وجہ دنیا میں خوں ریزی نہ کریں۔ بدکاری اور فریب سے باز آئیں۔ یتیم کا مال نہ کھائیں' شریف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں' بت پرستی چھوڑ دیں' ایک خدا پر ایمان لائیں' نماز پڑھیں' روزہ رکھیں' زکوٰۃ دیں' ہم اس پر ایمان لائے' اور اس کی تعلیم پر چلے۔ ہم نے بتوں کا پوجنا چھوڑا' صرف ایک خدا کی پرستش کی اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا' اس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی۔ اس نے طرح طرح سے ظلم و تشدد کر کے ہم کو پھر بت پرستی اور جاہلیت کے برے کاموں میں مبتلا کرنا چاہا یہاں تک کہ ہم لوگ ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آپ کی حکومت میں چلے آئے۔

نجاشی نے کہا' تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ہو اس کو کہیں سے پڑھ کر سناؤ۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی اس نے کہا' خدا کی قسم یہ اور تورات ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں' اور قریش سفیروں سے مخاطب ہو کر کہا واللہ! میں ان کو کبھی واپس نہ جانے دوں گا۔

سفرائے قریش نے ایک دفعہ پھر کوشش کی اور دوسرے روز دربار میں باریاب ہو کر عرض کی حضور کچھ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان لوگوں کا کیا خیال ہے؟ نجاشی نے جواب دینے کے لیے مسلمانوں کو بلایا' ان لوگوں کو سخت تردد تھا کہ کیا جواب دیں۔ حضرت جعفر نے کہا کچھ بھی ہو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بتایا ہے ہم اس سے انحراف نہیں کریں گے۔ غرض دربار میں پہنچے تو نجاشی نے پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کو خدا بندہ اور پیغمبر اور اس کی روح مانتے ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس سے اس تنکے برابر کے بھی زیادہ نہیں ہیں۔ یہ سن کر دربار کے پادری جو ابن اللہ کا عقیدہ رکھتے تھے نہایت برہم ہوئے' نتھنوں سے خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں لیکن نجاشی نے کچھ پرواہ نہ کی اور قریش کی سفارت ناکام واپس آئی۔ (مسند احمد ج ا ص ۲۰۱)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی ہجرت کے چھ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے ۷ھ میں وہ حبشہ سے مدینہ آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو گیا تھا اور مسلمان اس کی خوشی منا رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی ہوئی' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر فرمایا' میں نہیں جانتا کہ مجھ کو جعفر رضی اللہ عنہ

کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے۔ (طبقات ابن سعد، بخاری)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی واپسی کو ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ ان کے امتحان کا وقت آ گیا۔ جمادی الاول ۸ھ میں موتہ پر فوج کشی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا علم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عطا کر کے فرمایا کہ اگر زید شہید ہوں تو جعفر رضی اللہ عنہ اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس جماعت کے امیر ہوں گے۔ (بخاری)

چونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے مخصوص تعلقات کی بنا پر متوقع تھے کہ شرف امارت ان ہی کو حاصل ہوگا اس لیے انہوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر بنائیں گے۔ ارشاد ہوا اس کو جانے دو تم نہیں جان سکتے کہ بہتری کس میں ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کے انجام ونتیجہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے آگاہ تھے اس لیے فرمایا کہ اگر زید شہید ہوں تو جعفر علم سنبھالیں، اگر وہ بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان کی جگہ لیں۔ (طبقات ابن سعد)

موتہ پہنچ کر معرکہ کارزار گرم ہوا۔ تین ہزار غازیانِ دین کے مقابل میں غنیم کا ایک لاکھ ٹڈی دل تھا امیر فوج حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ گھوڑے سے کود پڑے اور علم سنبھال کر غنیم کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے، دشمنوں کا ہر طرف سے نرغہ تھا۔ تیغ و بتر، تیر و سنان کی بارش ہو رہی تھی یہاں تک کہ تمام بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا، دونوں ہاتھ بھی یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر اس جانباز نے اس حالت میں بھی توحید کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ (اسد الغابہ ج ۱) بالآخر جب شہید ہو کر گرے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے علم ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کو بچا لائے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش کو تلاش کر کے دیکھا تو صرف سامنے کی طرف پچاس زخم تھے تمام بدن کے زخموں کا شمار تو نوے سے بھی متجاوز تھا لیکن ان میں سے کوئی زخم پشت پر نہ تھا۔ (بخاری)

میدانِ جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا خدا کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا چنانچہ خبر آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی شہادت کا حال بیان فرما دیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور چہرہ انور پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ (اسد الغابہ ج ۱)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آٹا گوندھ چکی تھی اور لڑکوں کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو لاؤ میں نے ان کو حاضر خدمت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبدیدہ ہو کر ان کا پیار فرمایا میں نے کہا میرے ماں باپ فدا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ کیوں ہیں، کیا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے۔ فرمایا: ہاں، وہ شہید ہو گئے یہ سن کر میں چیخنے چلانے لگی محلّہ کی عورتیں میرے ارد گرد جمع ہو گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور ازواج مطہرات سے فرمایا کہ آل جعفر رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا آج وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۳)

سیدہ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے عم محترم کی مفارقت کا شدید غم تھا۔ شہادت کی خبر سن کر بادیدہ تر واعماہ، واعماہ کہتی ہوئی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک جعفر رضی اللہ عنہ جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرصہ تک شدید غم رہا یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ خدا نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں دو نئے بازو عنایت کیے ہیں جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ مصروف پرواز رہتے ہیں (حاکم) چنانچہ ذوالجناحین اور طیار ان کا لقب ہو گیا۔ (ملخص از سیر الصحابہ)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ میت کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چاہیے کہ میت کے گھرانے والوں کا کھانے پینے کا بندوبست کریں چونکہ اس مصیبت کے وقت میں کھانے کی تیاری کا موقع نہیں ملے گا جس سے ان کے بال بچے بھوکے رہ جائیں گے۔ موجودہ زمانہ میں میت کے خویش وقارب میت کے گھرانے والوں کے پاس جمع ہو کر دعوت کھاتے ہیں جو اہل میت پر زیادہ گراں گذرتا ہے اس لیے یہ رسم ورواج درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

نوحہ کرنے پر میت کو بھی عذاب ہو سکتا ہے

(١٧٤٠) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۴۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس پر نوحہ کیا جائے گا تو اس نوحہ کی وجہ سے اس پر قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ (جب کہ اس میت نے نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو) (بخاری مسلم)

(١٧٤١) وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُوْلُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ ((إِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۴۱) عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بیان کی گئی کہ میت پر زندہ آدمی کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف کرے بخش دے وہ جھوٹ تو نہیں بولتے لیکن بھول گئے ہیں غلط فہمی ہوگئی ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت کی قبر کے پاس سے گزرے جس پر رویا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں اور اس عورت پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں پر رونے کی وجہ سے عذاب نہیں ہوتا بلکہ مردے کے کفر اور نافرمانی کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔ تو مردے سے مراد کافر مردہ ہے خواہ وہ یہودی ہو یا اور کوئی غیر مسلم ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میت سے عام مراد لیتے ہیں خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان ہو۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ جھوٹ تو بولتے نہیں اور نہ غلط بیانی کرتے ہیں بلکہ ان کو سہو نسیان ہو گیا ہے خدا ان کے اس تسامح کو معاف فرمائے۔ اس کی مزید توضیح نیچے آ رہی ہے۔

١٧٤٠۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من النیاحۃ علی المیت (١٢٩١)، مسلم کتاب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اھلہ (٩٣٣)[٢١٥٧]

١٧٤١۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ (١٢٨٩)، مسلم کتاب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اھلہ (٩٣٢)[٢١٥٦]

(۱۷۴۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ فَجِعْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهٗ اَلَا تَنْهٰی عَنِ الْبُكَاءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ ضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَیْدَاءِ فَاِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّاكِبُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَیْبٌ قَالَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ادْعُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَیْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ فَلَمَّا اَنْ اُصِیْبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ دَخَلَ صُهَیْبٌ یَبْكِیْ یَقُوْلُ وَا اَخَاهُ وَاصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ یَا صُهَیْبُ اَتَبْكِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ وَلٰكِنْ اِنَّ اللّٰهَ یَزِیْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَضْحَكَ وَاَبْكٰی قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ فَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَیْئًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۷۴۲) حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تو ان کے جنازے پر میں حاضر ہوا' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور میں ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ گھر میں سے رونے کی آواز آئی' عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمرو بن عثمان سے فرمایا کہ تم اپنے عزیزوں کو رونے سے کیوں نہیں منع کرتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کے گھرانے والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح فرماتے تھے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ حج کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس ہو رہا تھا تو ہم مقام بیداء میں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قافلہ والوں کو دیکھا کہ ببول درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو کہ اس قافلہ میں کون کون سے لوگ ہیں میں گیا اور دیکھ کر آیا اور کہا فلاں فلاں ہیں اور صہیب رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جا کر صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ میں گیا اور صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو بلا رہے ہیں آپ ان کے پاس تشریف لے چلیے چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے آئے' اور وہ مدینہ تک ان کے ساتھ رہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ میں غایت درجہ کی محبت تھی اور بھائی چارگی بھی تھی) مدینہ منورہ پہنچنے کے چند دنوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز کی حالت میں خنجر سے حملہ کیا گیا جس سے وہ سخت مجروح ہوگئے۔ جب اس کی خبر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو وہ روتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہائے میرے بھائی' ہائے میرے بھائی کہتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ بھائی صہیب رضی اللہ عنہ تم مجھ پر روتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میت کے عزیزوں کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اس واقعہ کو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو

۱۷۴۲۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه (۱۲۸۶، ۱۲۸۸)، مسلم کتب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اهله (۹۲۹، ۹۲۷)[۲۱۴۲، ۲۱۵۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ میت کے گھرانے والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب کو بڑھا دیتا ہے کافر میت کے گھرانے والوں کے رونے کی وجہ سے‘ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ثبوت میں فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے کہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری. ’’یعنی کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا اور رلاتا ہے‘ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ اس واقعہ کو سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ خاموش رہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... اگر میت نے زندگی کی حالت میں اپنے اوپر نوحہ وزاری کی وصیت کی ہو اور اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے مطابق لوگ روئیں تو اس رونے کا گناہ اس میت پر ہوگا‘ اور عذاب بھی ہوگا کیونکہ اس نے خود ہی اپنی زندگی میں ایک معصیت کی وصیت کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب یہی ہے کہ ایسی میت پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی بلکہ وہ حدیث سنی تھی جو یہودیہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ رونے کی وجہ سے کافر میت کو عذاب دیا جائے گا تو یہ دو حدیثیں ہوئیں ان میں کوئی منافات اور تعارض نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس وقت اس لیے خاموشی اختیار کی تاکہ جھگڑا فساد کی نوبت نہ آئے‘ خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

حضرات زید بن حارثہ، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت

(۱۷۴۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا جَآءَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہم جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِیْ شَقَّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَآءَ هُنَّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهٗ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهُ غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ اَنَّهٗ قَالَ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْعَنَآءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے‘ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک میں رنج وغم کے آثار نمایاں تھے میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جا کر انہیں رونے سے منع کر آؤ۔ وہ گیا اور دوبارہ واپس آ کر کہ وہ نہیں مانتی ہیں اور رونے سے باز نہیں آتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اور انہیں روک آؤ پھر سہ بارہ اس نے واپس آ کر کہا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہم پر غالب آ گئیں ہیں۔ ہمارے منع کرنے کی پرواہ نہیں کرتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جا کر ان کے منہ میں مٹی ڈال آؤ‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس شکایت کرنے والے سے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو حکم دے رہے ہیں اس کو تو کرتا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج وغم پہنچانے سے چھوڑتا نہیں کیونکہ بار بار کہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو رہی ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۷۴۳۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من جلس عند المصیبة یعرف منه الحزن (۱۲۹۹)، مسلم کتاب الجنائز باب التشدید القیامة (۹۳۵)[۲۱۶۱]

ان تینوں حضرات کی شہادت کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات

(۱۷۴۴) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا مَاتَ اَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَفِيْ اَرْضِ غُرْبَةٍ لَاَبْكِيَنَّهٗ بُكَآءً يُّتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَآءِ عَلَيْهِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ تُرِيْدُ اَنْ تُسْعِدَنِيْ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَدْخِلِي الشَّيْطٰنَ بَيْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ)) وَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَآءِ فَلَمْ اَبْكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۴۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میرے خاوند ابوسلمہ کا مدینہ میں انتقال ہو گیا تو میں نے کہا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پردیس میں مرے ہیں اور میرے علاوہ خویش و اقارب میں سے کوئی نہیں ہے اس لیے میں ان پر ایسا رونا روؤں گی کہ لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہو گا اور بیان کیا جائے گا جب میں رونے دھونے کے لیے تیار ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک عورت میرے ساتھ رونے کے لیے اور میرے رنج و غم کو دور کرنے کے لیے آ گئی کہ یکا یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے سامنے تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ ہم لوگ رونا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے گھر میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اس گھر سے دو مرتبہ نکال چکا ہے پھر میں رونے سے رک گئی اور نہ روئی۔ (مسلم)

توضیح: ...... حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے رونے کی تیاری کرنے سے بظاہر مقصد یہ ہے کہ ماتمی لباس وغیرہ پہن رہی تھیں' اور گھر سے شیطان کو دو مرتبہ نکلنے سے مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ اسلام لانے کی وجہ سے گھر سے نکلا اور دوسری دفعہ ہجرت کرنے کی وجہ سے' اب رونے اور نوحہ کرنے کی وجہ سے پھر شیطان گھر میں گھس جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

(۱۷۴۵) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُهٗ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَاجَبَلَاهُ وَاكَذَا وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ مَاقُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذٰلِكَ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا مَاتَ فَلَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۷۴۵) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار پڑ گئے جس میں وہ بے ہوش ہو گئے تھے' گھر والوں نے سمجھا کہ ان کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے تو ان کی ہمشیرہ عمرہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور ہائے پہاڑ' ہائے پہاڑ کہہ کر ان کی خوبیاں بیان کرنے لگیں جب عبداللہ کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ تم نے رونے دھونے کے وقت میں جو کچھ میرے متعلق کہا' تو تعریض کے طور پر مجھ سے کہا گیا کیا تو ایسا ہی ہے' کیا تو ایسا ہی ہے یعنی تو پہاڑ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی ہمشیرہ نے ان پر نوحہ نہیں کیا۔ (بخاری)

توضیح: ...... حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ مشہور پہلوان صحابی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی کاتب اور شاعر تھے۔ ان کے تذکرہ میں لکھا ہوا ہے: ((كان عظيم القدر فی الجاهلية والاسلام.)) یعنی جاہلیت اور اسلام میں بڑے مرتبے والے تھے'' لیلۃ العقبہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے۔ حضرت مقداد بن اسود کندی سے رشتہ اخوت قائم ہوا' بدر میں شریک تھے اور غزوہ ختم ہونے کے بعد اہل مدینہ کو فتح کی خوشخبری ان ہی نے سنائی تھی' غزوہ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے:

۱۷۴۴۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت (۹۲۲)[۲۱۳۴]
۱۷۴۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ مؤته (۴۲۶۷)

اللھم لو لا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

''الٰہی اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے' اور زکوٰۃ نہ دیتے' اور نہ نماز پڑھتے۔''

فأنزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا

''تو تو ہم پر اپنی تسکین نازل فرما۔اور معرکہ میں ہم کو ثابت قدم رکھ۔''

ان الاولٰی قد بغوا علینا
اذا ارادوا فتنۃ ابینا

''جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ جب وہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم اس کا انکار کریں گے۔'' (بخاری)

حدیبیہ اور بیت رضوان میں بھی موجود تھے۔ اسیرین بن زارم یہودی ابو رافع کے بعد خیبر کا حاکم بنایا گیا تھا اور اسلام کی عداوت میں اس کا پورا جانشین تھا چنانچہ اس نے غطفان کا دورہ کر کے تمام قبائل کو آمادہ کیا آنحضرت ﷺ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو رمضان ۶ ھ میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ساتھ خیبر روانہ فرمایا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے خفیہ طور سے اسیر کے تمام حالات معلوم کیے اور آپ ﷺ کو آ کر خبر دی آپ ﷺ نے اس کے قتل کے لیے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور تیس آدمی ان کی ماتحتی میں دیئے حضرت عبداللہ اسیر سے ملے تو کہا کہ ہم کو امان دو تم سے ایک بات کہنے آئے ہیں بولا کہو۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ ﷺ کا ارادہ ہے کہ تم کو خیبر کا رئیس بنا دیں لیکن اس کے لیے خود تمہارا مدینہ چلنا ضروری ہے وہ باتوں میں آ گیا اور تیس یہودیوں کو لے کر ان کے ساتھ ہولیا' راستہ میں انہوں نے ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے پلٹنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مسلمانوں نے دھوکہ بازی کے جرم میں سب کی گردنیں اڑا دیں اور یہ اٹھتا ہوا طوفان وہیں دب کر رہ گیا۔ (طبقات ابن سعد ص ۶۶)

خیبر فتح ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے پھلوں کا تخمینہ کرنے کے لیے انہی کو روانہ کیا تھا' عمرۃ القضا میں آنحضرت ﷺ مکہ تشریف لے گئے تو وہ اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ
خلوا فکل الخیر مع رسولہ

اے کافرو! ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ
کیونکہ تمام بھلائیاں ان کے رسول کے ساتھ ہیں

نحن ضربنا کم علی تاویلہ
کما ضربنا کم علی تنزیلہ

ہم نے تم کو قرآن کی تاویل
اور تنزیل پر مارا ہے

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ

و یذھل الخلیل عن خلیلہ

جس سے سر دھڑ سے الگ ہو گئے ہیں

اور دوست دوستی بھول گئے ہیں

یا رب انی مومن بقیلہ

''خدایا میں آنحضرت ﷺ کے اقوال پر ایمان رکھتا ہوں......!''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کے حرم اور رسول اللہ ﷺ کے رو برو شعر پڑھتے ہو؟

آنحضرت ﷺ بولے عمر رضی اللہ عنہ! میں سن رہا ہوں خدا کی قسم ان کا کلام کفار پر تیر ونشتر کا کام کرتا ہے اس کے بعد ان سے فرمایا کہ تم یہ کہو۔ لا الہ الا اللہ وحدہ' نصر عبدہ و اعز جندہ و ھزم الاحزاب وحدہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا تو تمام صحابہ نے آواز ملا کر اس کو ادا کیا جس سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (طبقات ابن سعد ص ۸۸)

جمادی الاولیٰ ۸ھ میں غزوہ موتہ ہوا آنحضرت ﷺ نے بصریٰ کے رئیس کے پاس ایک نامہ بھیجا تھا راستہ میں موتہ ایک مقام ہے وہاں ایک غسانی نے نامہ بر (سفیر) کو قتل کر دیا۔ سفیر کا قتل علان جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس بناء پر آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو تین ہزار آدمی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زیر امارت موتہ روانہ کیے اور یہ فرمایا کہ زید قتل ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہیں اور ان کے بعد ابن رواحہ سردار ہیں اور اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو جس کو مسلمان مناسب سمجھیں امیر بنا لیں۔ لشکر تیار ہوا تو ثنیۃ الوداع تک آنحضرت ﷺ نے خود مشایعت کی رخصت کے وقت اہل مدینہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ خدا آپ لوگوں کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی یہ آخری ملاقات تھی۔ رونے لگے لوگوں نے کہا رونے کی کیا بات ہے؟ کہا مجھے دنیا کی محبت نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

((ان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا .))

''یعنی ہر شخص کو جہنم میں جانا ہے۔''

اس بنا پر فکر ہے کہ میں جہنم میں داخل ہو کر نکل بھی سکوں گا یا نہیں۔ سب نے تسکین دی اور کہا کہ خدا آپ سے پھر ملا دے گا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملنے آئے آپ ﷺ نے الوداع کہا۔ ادھر مدینہ سے مسلمان روانہ ہوئے ادھر دشمن کو خبر ہو گئی اس نے ہرقل کو خبر کر کے دو لاکھ آدمی جمع کر لیے۔ مسلمانوں نے شام پہنچ کر معان میں دو رات قیام کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری سے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں ہم کو لڑنا چاہیے چنانچہ معان سے چل کر موتہ میں پڑاؤ ڈالا' اور یہاں مشرکین سے مقابلہ ہو گیا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے اور مشرکین کی طرف آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ میدان کارزار گرم ہوا پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر کر آتش جنگ مشتعل کی' اور نہایت جانبازی سے مارے گئے' پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور نہایت بہادری سے شہادت حاصل کی اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے۔

یا نفس ان لم تقتل تموتی

ان تسلمی الیوم فلن تفوتی

اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا
اگر آج باقی ہے تو آئندہ فوت ہو گا
او تبتلی فطال ما عوفت
یا عاقبت کی درازی میں تیری آزمائش ہوگی
هذه حياض الموت فقد خلت
وما تمنيت فقد اعطيت
اس لیے موت کے حوض خالی ہو رہے ہیں
اور جو تیری تمنا تھی مل رہی ہے

پھر کہا اے نفس! بیوی، بچے اور مکان کا خیال فضول ہے وہ سب آزاد ہیں۔ مکان اللہ اور رسول کا ہے۔ دل کو سمجھا کر جھنڈا اٹھایا اور حسب ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے۔

يا نفس مالك تكر هين الجنة
اقسم بالله لتنزلنه

اے نفس! جنت میں جانے سے کراہت کیوں ہے
خدا کی قسم تو ضرور اس میں داخل ہوگا

طائعة او لتكرهنه
فطالما قد كنت مطمئنه

خواہ برضا و رغبت خواہ جبر سے
تو نہایت مطمئن تھا، حالانکہ

هل انت الا نطفه فى شنه
قد اجلب الناس و شدروالونه

تو مشک کا صاف پانی ہے جو لوگوں کی پیاس بجھانے کے لیے ہے۔
اب لوگ پیاسے ہیں اور چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہیں

نیزہ لے کر حملہ کیا، اسی اثناء میں ایک کافر نے اس زور سے نیزہ مارا کہ دونوں لشکر کے درمیان بچھڑ گئے اور خون چہرہ پر ملا، اور پکارے۔ مسلمانو! اپنے بھائی کے گوشت کو بچاؤ یہ سن کر تمام مسلمان ان کو گھیرے میں لے کر مشرکین پر ٹوٹ پڑے اور روح اطہر ملاء اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ انا لله و انا اليه راجعون۔

آنحضرت ﷺ کا وحی کے ذریعہ سے دم دم کی خبریں مل رہی تھیں اور آپ ﷺ مجمع کے سامنے بیان کر رہے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر بیان کر کے خاموش ہو گئے انصار آپ ﷺ کی خاموشی سے سمجھ گئے کہ شاید حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ تھوڑی دیر سکوت کے بعد بادیدۂ پرنم فرمایا کہ پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی انصار اس خبر کے کب متحمل ہو سکتے تھے۔ تاہم آہ و زاری اور نالہ و فریاد کے بجائے صرف حقیقی حزن و ملال پر اکتفا کیا گیا کہ یہ بھی اس شہید ملت کی ایک وصیت تھی۔

ایک مرتبہ بے ہوش ہو گئے تھے بہن نے جن کا نام عمرہ تھا نوحہ کیا کہ ہائے میرا پہاڑ ہائے ایسا ہائے ویسا۔ افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھیں مجھ سے اس کی تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ویسے ہی تھے اس بنا پر وفات کے وقت سب نے صبر کیا۔ صحیح بخاری میں ہے: ((فلما مات لم تبك علیه .)) ''یعنی جب انہوں نے شہادت پائی تو نوحہ اور بین نہیں کیا گیا۔ (بخاری ج ۱ اسد الغابہ ج ۳ طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بڑے عابد زاہد اور مرتاض تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ انہی مجلسوں کو پسند کرتے تھے جن پر فرشتے فخر کرتے ہیں یعنی خدا کی رحمت ہو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پر وہ ایسی مجلسیں پسند کرتا ہے جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔ (اصابہ ج ۴)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ابن رواحہ کو یاد نہ کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بن جائیں پھر بیٹھ کر ذکر کرتے اور کہتے کہ یہ ایمان کی مجلس تھی۔ (اسد الغابہ ج ۳)

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ جب گھر سے نکلتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور واپس آتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اس میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

ایک سفر میں اتنی شدید گرمی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے ایسی حالت میں روزہ کون رکھ سکتا تھا؟ لیکن آنحضرت ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی صائم تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۱)

جہاد کا نہایت شوق تھا بدر سے لے کر موتہ تک ایک غزوہ بھی ترک نہ ہوا تھا۔ اسماء الرجال کے مصنفین اس ذوق وشوق کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں۔ یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوہ میں سب سے بیشتر جاتے اور سب سے پیچھے واپس ہوتے تھے۔
(اصابہ ج ۴ ص ۶۲)

احکام رسول کی اطاعت پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے۔

آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو یہ ارشاد زبان پر تھا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ مسجد کے باہر تھے اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ خبر پہنچا دی' فرمایا'' خدا اور رسول کی اطاعت میں خدا ان کی حرص اور زیادہ کرے۔''

آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی اور آپ ﷺ کو بھی ان سے انس تھا۔ بیمار پڑے اور ایک دن بے ہوش ہو گئے تو سرور دو عالم ﷺ عیادت کو تشریف لائے اور فرمایا' خدایا ''اگر ان کی موت آئی ہو تو آسانی کر' ورنہ شفا عطا فرما۔'' (اصابہ ج ۴ ص ۲۶۶)

آنحضرت ﷺ کی نعت میں شعر کرتے تھے اور یہ بھی حب رسول کا کرشمہ تھا۔ ایک شعر بہت ہی اچھا کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اگر آپ ﷺ میں کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی ہوں جب بھی آپ ﷺ کی صورت خبر (رسالت) دینے کے لیے کافی تھی۔''
(اصابہ ص ۶۷)

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی کی مجلس میں بیٹھے تھے آنحضرت ﷺ ادھر سے گذرے تو سواری کی گرد اڑ کر اہل مجلس پر پڑی' ابن ابی نے کہا کہ گرد نہ اڑاؤ۔ آپ ﷺ وہیں اتر پڑے اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی ابن ابی اب تک مشرک تھا بولا یہ بات ٹھیک نہیں' جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر حق ہے تو یہاں آ کر ہم کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں' البتہ جو آپ ﷺ کے پاس جائے اس کو خوشی سے ایمان کی دعوت دے سکتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو جوش آ گیا' بولے یا رسول اللہ آپ ﷺ ضرور فرمائیں

ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ (بخاری ص ۲۵۶۔ باقی سوانح حیات کی تفصیل سیرۃ الصحابہ جلد اول میں ہے)

(١٧٤٦) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ وَاَجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوَذٰلِكَ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَلْهَزَانِهٖ وَيَقُوْلَانِ اَهٰكَذَا كُنْتَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ۔

(۱۷۴۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا ہے کہ جب کسی کا کوئی مر جاتا ہے' اور اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں میں سے کوئی یہ کہہ کر روتا ہے کہ اے پہاڑ! اور اے سردار! یا اس قسم کے اور الفاظ بیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مردے پر دو فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے' وہ دونوں فرشتے اس مردے کو اس کے سینے میں مکے مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔ (ترمذی)

توضیح: ...... اس مردے سے مراد یا تو حقیقی مردہ ہے یا قریب المرگ مراد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں پر نوحہ زاری وغیرہ کرنے کی وجہ سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیثوں میں آ چکا ہے لیکن یہ عذاب اس وقت ہوگا جب کہ مرنے والے نے اپنے اوپر رونے کی وصیت کی ہو' اور اگر وصیت نہیں کی تھی بلکہ زندگی میں رونے سے منع کیا تھا تو رونے والا گنہگار ہوگا' اور وہ سزا کا مستحق ہوگا' اور بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کے اس برے کام کی وجہ سے مردوں کو صدمہ اور رنج ہوتا ہے جیسے نیک کام کی وجہ سے خوشی ہوتی ہے' اور بعض نے کہا ہے کہ یہ کافروں کے لیے ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(١٧٤٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِّنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاجْتَمَعَ النِّسَآءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهٰهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبُ مُصَابٌ وَالْعَهْدُ قَرِيْبٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ۔

(۱۷۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تھا تو خاندان کی عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو رونے سے منع کیا اور ان کو ڈانٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہے اور مرنے کا زمانہ بھی قریب ہی ہے۔ (احمد' نسائی)

توضیح: ...... رشتہ دار عورتیں جو جمع ہو کر رو رہی تھیں وہ زور زور سے نہیں رو رہی تھیں بلکہ آہستہ آہستہ رو رہی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنکھ سے رونے کو بھی منع کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل محزون ہے اور مصیبت کا زمانہ بھی قریب ہے۔

جائز رونے کی صورت اور نوحہ کرنا

(١٧٤٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَكَتِ النِّسَآءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهٖ فَاَخَّرَهُ رَسُوْلُ

(۱۷۴۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو عورتیں رونے کے لیے جمع ہوئیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوڑے سے مارنا شروع کیا تو

١٧٤٦۔ اسناده حسن، سنن الترمذی كتاب الجنازة باب ماجاء فی كراهية البكاء على الميت (١٠٠٣)

١٧٤٧۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٢/ ٤٤٤)، سنن النسائی كتاب الجنائز باب الرخصة فی البكاء على الميت (١٨٦٠)، سلمۃ بن ازرق مجہول الحال ہے۔

١٧٤٨۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (١/ ٣٣٥) علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ وَقَالَ ((مَهْلًا يَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُنَّ وَنَعِيقَ الشَّيْطٰنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطٰنِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا اور فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! نرمی کرو اور ان عورتوں سے فرمایا کہ اے عورتو! تم شیطانی آواز سے اپنے آپ کو بچاؤ (یعنی چلا چلا کر مت روؤ اور جو کچھ رونا ہو) وہ دل اور آنکھ سے روؤ۔ (یعنی آنکھوں سے آنسو بہاؤ اور دل رنجیدہ ہو) یہ خدا کی طرف سے ہے اور رحمت کا ذریعہ ہے اور جو کچھ ہاتھ سے ہو زبان سے ہو (یعنی ہاتھ سے منہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا' بال نوچنا۔ اور زبان سے یعنی چلانا اور نوحہ کرنا) یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (احمد)

(۱۷۴۹) وَعَنِ الْبُخَارِيِّ رحمہ اللہ تَعْلِيقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاَجَابَهٗ اٰخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

(۱۷۴۹) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بخاری میں اس حدیث کو بغیر سند کے بیان کیا ہے کہ جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر سال بھر تک خیمہ نصب کر رکھا پھر سال بھر کے بعد خیمہ کو اکھاڑنے کا حکم دیا' تو جب خیمہ اکھاڑ لیا گیا تو غیب سے یہ آواز سنی' خبردار ہو جاؤ' کیا جو کچھ گم کیا تھا وہ پا گئے' تو غیب سے دوسرے نے جواب دیا کہ نہیں! بلکہ مایوس ہو کر واپس جا رہے ہیں۔

توضیح: ...... یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں جنہیں حسن مثنیٰ کہا جاتا ہے' ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوی کو بڑا صدمہ ہوا اور رنج کو دور کرنے کے لیے سال بھر تک ان کے مزار پر مقیم رہیں اور رہنے سہنے کے لیے خیمہ نصب کیا' سال بھر تک ان پریشانیوں میں مبتلا رہیں۔ لیکن کھویا ہوا لعل یعنی حضرت حسن مثنیٰ نہ ملے۔ آخر مجبور ہو کر خیمہ اکھاڑ کر چلنے کا ارادہ کیا تو غیب کی طرف سے ان کو یہ تنبیہہ کی گئی' اور کہا گیا کہ جو چیز گم ہو گئی تھی مل گئی؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ ملی تو نہیں بلکہ مایوس ہو کر واپس ہو رہے ہیں۔ قبر پر خیمہ نصب کرنا اور قبہ بنانا اور وہاں عورتوں کا رہنا درست نہیں ہے۔ یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی کا فعل ہے جو قابل حجت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو قبرستان جانے سے منع فرمایا ہے اور مردوں کو بھی قبر پر اس طرح خیمہ نصب کر کے ٹھہرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔

(۱۷۵۰) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِيْ بَرْزَةَ رضی اللہ عنہما لَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوْ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً

(۱۷۵۰) حضرت عمران حصین اور ابو برزہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ان لوگوں نے اپنی چادروں کو پھینک دیا تھا' صرف کرتہ پہنے ہوئے چل رہے تھے تو یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو یا جاہلیت کے کاموں کی مشابہت کرتے ہو۔ تمہارے اس فعل کی وجہ سے میں نے ارادہ کیا کہ ایسی بددعا

۱۷۴۹۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً (قبل حدیث ۱۳۳۰) نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور۔

۱۷۵۰۔ اسنادہ ضعیف جداً سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی النھی عن التسلب مع الجنازۃ (۱۴۸۵) نفیع بن حارث، ابوداؤد اعمی کذاب، متروک راوی ہے۔

تَرْجِعُوْنَ فِیْ غَیْرِ صُوْرِکُمْ)) قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِیَتَهُمْ وَلَمْ یَعُوْدُوْالِذٰلِكَ رَوَاهُ بْنُ مَاجَةَ۔

کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں اور تم دوسری شکلوں میں اپنے گھر واپس جاؤ' راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کو سن کر ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اور پھر دوبارہ ایسا نہیں کیا۔ (ابن ماجہ)

توضیح: ...... اس زمانے میں عام طور پر یہ دستور تھا کہ کرتہ کے اوپر چادر اوڑھا کرتے تھے لیکن جب کسی کا انتقال ہو جاتا اور جنازے کے ساتھ چلتے تو ماتم بنانے کے لیے چادروں کو نہیں اوڑھتے تھے بلکہ اتار کر پھینک دیتے تھے تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ہے' اور جاہلیت کا عام طور پر یہی دستور تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے ماتمی لباس پہننے سے منع فرمایا اور بددعا کرنے کا ارادہ فرمایا' تو معلوم ہوا کہ موجودہ زمانہ میں ماتم ثابت کرنے کے لیے جو سیاہ لباس پہنتے ہیں وہ جائز نہیں بلکہ یہ جاہلیت کا رسم ورواج ہے۔ جس کا ثبوت نہیں ہے۔

نوحہ والے جنازے میں شرکت کرنا

(۱۷۵۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۷۵۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ چلنے سے منع فرمایا ہے جس کے ساتھ ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نوحہ کرتی ہوئی جا رہی ہو۔ (احمد ابن ماجہ)

توضیح: ...... جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جنازے کے ساتھ ساتھ نوحہ کرنے والی عورتیں روتی پیٹتی اور چلاتی ہوئی جاتی تھیں۔ اسلام میں یہ ناجائز ہے' اگر کوئی ایسا جنازہ جائے تو اس میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع مجلسوں اور خلاف شرع دعوتوں میں بھی نہیں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

چھوٹے بچے جنت کے سیاح ہیں

(۱۷۵۲) وَعَنِ ابْنِ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ مَاتَ ابْنٌ لِّیْ فَوَجَدتُّ عَلَیْهِ هَلْ سَمِعْتُ مِنْ خَلِیْلِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُهٗ شَیْئًا یُّطِیْبُ بِاَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهٗ ﷺ قَالَ صِغَارُهُمْ دَعَامِیْصُ الْجَنَّةِ یَلْقٰی اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَیَاْخُذُ بِنَاحِیَةِ ثَوْبِهٖ فَلَا یُفَارِقُهٗ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُهٗ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

(۱۷۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرے چھوٹے بچے کا انتقال ہو گیا ہے تو اس کی وجہ سے مجھے صدمہ' رنج اور غم ہے تو کیا آپ نے اپنے دوست نبی ﷺ سے کوئی حدیث ایسی سنی ہے جو ہمارے دلوں کو ہمارے مردوں کی جانب سے مطمئن کر دے اور ہمارے دل خوش ہو جائیں۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا' ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چھوٹے بچے جو بچپن میں مر جاتے ہیں وہ جنت کے سیاح ہیں جب ان میں سے کوئی اپنے باپ سے ملے گا تو اپنے باپ کے کپڑے کا کنارہ پکڑ لے گا اور اس سے علیحدہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ (احمد' مسلم)

توضیح: ...... دعامیص: دعموص کی جمع ہے اور دعموص اس کالے کیڑے کو کہتے ہیں جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ پانی ہی میں رہتا ہے' اور پانی میں غوطہ مارتا ہے' اور پھر نکل آتا ہے۔ ہندی میں اس کو جلاہا کہتے ہیں اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو ہر کام میں

۱۷۵۱۔ حسن، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب النهی عن النیاحة (۱۵۸۳)، مسند احمد (۲/ ۹۲) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔
۱۷۵۲۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة فضل من یموت له ولد (۲۶۳۵)[۶۷۰۱] مسند احمد (۲/ ۴۸۸، ۵۱۰)

گھس جائے، جو بادشاہوں اور رئیسوں کا تقرب حاصل کرے دعامیص الجنت جو بچے کمسنی میں مرگئے ہیں گویا وہ جنت کے کیڑے ہوں گے۔ بے دھڑک جنت میں آتے جاتے رہیں گے کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی اپنے ماں باپ کا دامن پکڑ کر جنت میں داخل کرا دیں گے۔

خواتین کے لیے درس

(١٧٥٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَتْ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِكَ یَوْمًا نَّاْتِیْكَ فِیْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِیْ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ ((مَا مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ)) فَقَالَتْ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَیْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَیْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(١٧٥٣) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ خاتون نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثوں کو مرد لے گئے اور وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی دن ہمارے لیے مقرر فرما دیں جن میں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ باتیں بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فلاں وقت اور فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ مقررہ وقت اور مقررہ جگہ میں عورتیں حاضر ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف لے جا کر وعظ فرمایا، اور جو کچھ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا کو بتایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے تین بچوں کو آگے بھیج دیا ہو (یعنی اس کے تین بچے بچپن میں مرگئے ہوں) وہ بچے اس عورت کے لیے جہنم سے پردہ اور روک بن جائیں گے (یعنی وہ عورت جہنم میں نہیں داخل ہو سکے گی۔) ان میں سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر دو ہی بچے مرے ہوں اور اس لفظ کو اس نے دو مرتبہ دہرایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو دو دو (یعنی دو کا بھی یہی ثواب ملے گا۔) (بخاری)

(١٧٥٤) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِّنْ مُّسْلِمَیْنِ یَتَوَفّٰی لَهُمَا ثَلٰثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِیَّاهُمَا)) فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَانِ فَقَالَ ((اَوِ اثْنَانِ)) قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ ((اَوْ وَاحِدٌ)) ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَی ابْنُ مَاجَةَ مِنْ قَوْلِهٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ۔

(١٧٥٤) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن دو مسلمانوں کے (یعنی مسلمان میاں بیوی کے) تین بچے بچپن میں مرگئے ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان دونوں مسلمان میاں بیوی کو جنت میں داخل کر دے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر صرف دو ہی بچے مرے ہوں تو کیا ثواب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بچوں کا بھی یہی ثواب ہے، پھر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ایک ہی بچہ مرا ہو تو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا بھی یہی ثواب ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

١٧٥٣۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم (١٠١)

١٧٥٤۔ اسناده ضعیف، مسند احمد (٥/ ٢٤١)، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فیمن اصیب یسقط (١٦٠٩) یحیی بن عبید اللہ التیمی ضعیف راوی ہے۔

خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جو کچھ بچہ گر جاتا ہے وہ اپنی ماں کو نانول (ناف) کے ساتھ جنت میں کھینچ کر داخل کرے گا جب کہ ماں نے اس پر صبر کیا ہو اور ثواب کی امیدوار رہی ہو۔ (احمد' ابن ماجہ)

توضیح: ...... سرر' وہ ٹکڑا' نانول کا جو دائی کاٹ دیتی ہے حدیث شریف میں فرمایا: ((انہ یجتر والدیہ بسررہ یدخلھما الجنۃ .)) ''کچا بچہ جو اسقاط ہو کر مر جائے) اپنی نانول سے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کو کھینچ کر بہشت میں لے جائے گا۔'' لیجر امہ بسررہ ''اپنی ماں کو اپنی نانول سے کھینچے گا۔''

سررہ بکسر سین بھی ایک لغت ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کچا بچہ جس سے اتنی الفت نہیں ہوتی ماں باپ کے حق میں اتنا مفید ہے تو پورا بچہ جس سے الفت ہو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین ہو اور اس کے مر جانے پر ماں باپ صبر کریں کتنا فائدہ دے گا' اپنے ماں باپ کی سفارش کر کے ان کو بہشت میں لے جائے گا۔

(۱۷۵۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَدَّمَ ثَلٰثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ كَانُوْا لَهٗ حِصْنًا حَصِيْنًا مِّنَ النَّارِ)) فَقَالَ اَبُوْذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ ((وَاثْنَيْنِ)) قَالَ أَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ اَبُوْ الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَّآءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۷۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے تین نابالغ بچوں کو اپنے آگے بھیج دیا ہو (یعنی وہ تینوں بچے نابالغی کی حالت میں مر گئے ہوں) تو یہ بچے اس کے لیے آگ جہنم سے مضبوط پناہ ہوں گے یعنی وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں نے دو بچوں کو آگے بھیجا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا' دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔ قاریوں کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک بچے کو آگے بھیجا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا' ایک بچے کا بھی یہی ثواب ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

معصوم فوت شدہ بچے اپنے والدین کے جنت میں داخلے کا ذریعہ ہوں گے

(۱۷۵۶) وَعَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهٗ ابْنٌ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اَتُحِبُّهٗ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا اُحِبُّهٗ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَا تَاْتِيَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهٗ يَنْتَظِرُكَ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِكُلِّنَا قَالَ ((بَلْ لِكُلِّكُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۷۵۶) حضرت قرہ مزنی بیان کرتے ہیں ایک صحابی رسول ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے' اور ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی ساتھ ہوتا (یعنی جب آتے تو اپنے بچے کو ساتھ لاتے) نبی ﷺ نے ایک دن ان سے فرمایا کہ کیا تم کو اس بچے سے محبت ہے کہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہو' اس نے عرض کیا جیسی محبت میں اس بچے کے ساتھ کرتا ہوں' ویسی ہی محبت اللہ آپ کے ساتھ کرے۔ پھر چند دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو نہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ بچہ اب نظر نہیں آ رہا ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس بچے کا انتقال ہو

۱۷۵۵۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من قدم ولداً (۱۰۶۱)، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من اصیب بولدہ (۱۶۰۶)، ابو محمد مولیٰ عمر مجہول راوی ہے۔

۱۷۵۶۔ اسنادہ صحیح، سنن النسائی (۱۸۷۱)، مسند احمد (۵/ ۲۵، ۳۴، ۳۵)

گیا تو آپ نے لڑکے کے باپ سے فرمایا کہ تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب تو جنت کے دروازہ پر جائے گا تو اپنے بچے کو وہاں منتظر پائے گا۔ (یعنی تیرا بچہ تجھ کو جنت میں داخل کرا دے گا۔) یہ سن کر ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ حکم صرف اسی کے لیے خاص ہے یا ہم سب کے لیے ہے' آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ تم سب کے لیے یہی حکم ہے۔ (احمد)

(١٧٥٧) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسُرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۷۵۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کچا بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ماں باپ کو جہنم میں داخل کر دیا ہو' تو کہا جائے گا اے جھگڑا کرنے والے بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے۔ وہ بچہ اپنے ماں باپ کو نانول سمیت کھینچ کر جنت میں داخل کرا دے گا۔ (ابن ماجہ)

مصیبت کی ابتدا میں صبر کا اجر

(١٦٥٨) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ابْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى لَمْ اَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۶۵۸) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان اگر تو شروع صدمہ کے وقت میں صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو میں تجھ کو اس کے بدلہ میں جنت میں داخل کروں گا۔ (ابن ماجہ)

(١٧٥٩) وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ وَّلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيْبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَاِنْ طَالَ عَهْدُهَا فَيُحْدِثُ لِذٰلِكَ اسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاَعْطَاهُ مِثْلَ اَجْرِهَا يَوْمَ اُصِيْبَ بِهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۷۵۹) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ جس مسلمان مرد یا عورت کو کوئی مصیبت پہنچی ہوئی ہو' پھر ایک عرصہ دراز کے بعد اس کو یاد کرے اور اس وقت انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی ثواب عطا فرما دیتا ہے جو مصیبت کے وقت عطا فرمایا تھا۔ (احمد' بیہقی)

(١٧٦٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ فَاِنَّهٗ مِنَ الْمَصَائِبِ))

(۱۷۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس وقت انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ جوتے کا تسمہ ٹوٹنا بھی ایک مصیبت ہے۔ (بیہقی)

توضیح: ...... تسمہ ٹوٹنے سے معمولی تکلیف اور مصیبت مراد ہے یعنی اگر معمولی تکلیف پہنچے تب بھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا چاہیے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا چراغ بجھ گیا تھا تو آپ ﷺ نے انا للہ پڑھا۔

۱۷۵۷۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی فمن اصیب یسقط (۱۶۰۸)، مندل بن علی ضعیف راوی ہے۔

۱۷۵۸۔ اسنادہ حسن، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ (۱۵۹۷)

۱۷۵۹۔ اسنادہ ضعیف جداً، مسند احمد (۱/ ۲۰۱)، شعب الایمان (۹۶۹۵)، ابومقدام ہشام بن زیاد متروک راوی ہے اور ہشام بن ابی ہشام مجہول ہے۔

۱۷۶۰۔ ضعیف، شعب الایمان (۹۶۹۳)، یحییٰ بن عبیداللہ المدنی ضعیف ومتروک راوی ہے اور اس کا باپ مجہول راوی ہے۔

(١٧٦١) وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ بَاعِثٌ مِنْ بَعْدِكَ اُمَّةً اِذَا اَصَابَهُمْ مَا يُحِبُّوْنَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاِنْ اَصَابَهُمْ مَا يَكْرَهُوْنَ احْتَسَبُوْا وَصَبَرُوْا وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ فَقَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ يَكُوْنُ هٰذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ قَالَ اُعْطِيْهِمْ مِّنْ حِلْمِيْ وَعِلْمِيْ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعُبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۷۶۱) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند ابودرداء سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تمہارے بعد میں ایک ایسی امت پیدا کروں گا کہ جب ان کو کوئی پسندیدہ چیز ملے گی تو اللہ کی تعریف کرے گی اور جب انہیں کوئی تکلیف پہنچے گی تو اس پر صبر کرے گی اور ثواب کی طالب ہو گی اور مصیبت پہنچنے کی وجہ سے حلم اور عقل سے بیگانہ نہیں ہو گی۔ یعنی باوجود مصیبت پڑنے کے بھی حلیم اور بردبار اور ہوشیار ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو اپنی بردباری اور علم دوں گا۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

١٧٦١۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (٩٩٥٣)، عبداللہ بن صالح راوی میں ضعف اور یزید بن میسرۃ مجہول الحال ہے۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت کا بیان

محدیث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کتاب الجنائز" میں تحریر فرمایا ہے کہ قبر کی زیارت کرنا مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے (بعض حدیثوں سے) جائز معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ناجائز۔

قبر کی زیارت اس غرض سے مشروع ہوئی ہے کہ مردوں کے واسطے استغفار اور دعا کی جائے' قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو' اپنی موت اور آخرت یاد آئے' دنیا سے دل سرد ہو' آخرت کے سامان کا خیال وفکر پیدا ہو پس اسی غرض کے حصول کے لیے قبروں کی زیارت کرنا چاہیے۔ زیارت قبر کے واسطے کوئی خاص دن یا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ جب وہ جس وقت چاہے دن کو یا رات کو زیارت قبر کے لیے قبرستان میں جائے' ہاں جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دونوں کے افضل ہے۔ محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کے قبر کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرماں بردار ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ دونوں کے قبر کی یا ایک کے قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ (حکیم ترمذی)

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور ان کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے۔ (ابن عدی) لیکن یہ تینوں حدیثیں ضعیف ہیں اور حاکم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ اگر رات کو زیارت کرنا چاہے تو آخر رات کو زیارت کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آخر رات کو زیارت کے واسطے جنۃ البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔

زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو اور زیارت قبر کی جو دعائیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی سی دعا پڑھے' اور اس کے علاوہ مردوں کے واسطے اور بھی دعائیں کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی قبروں پر آئے تو اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا اور کہا۔ السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم (ترمذی)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کرتے اور دعا کرنے کے وقت بھی اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کیے رہے' اور اسی پر عام مسلمانوں کا عمل ہے۔

اور زیارت قبر کے وقت کھڑے کھڑے دعا کرنا چاہیے۔ زیارت قبر کے وقت بیٹھ کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے اور ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کرنا ثابت ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے اور دیر تک کھڑے رہے' پھر تین بار دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا' زیارت قبر کے وقت نہایت اخلاص کے ساتھ مردوں کے واسطے دعا کرنا چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے زیارت

کرنے والے کی دعا مردوں کے حق میں قبول کر لی اور مردوں کی مغفرت ہوگئی' یا ان کے عذاب میں تخفیف کی گئی تو یہ کتنی بڑی بات ہے اگر عربی میں دعائیں یاد ہوں تو عربی میں دعا کرے' ورنہ اپنی زبان میں دعا کرے''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

تین ممنوعہ امور کی اجازت

(۱۷۶۲) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَابَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرِبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۶۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے شروع میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم کو اجازت دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو اور میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا' اب تم کو اجازت دیتا ہوں کہ جب تک چاہو رکھ سکتے ہو' اور میں نے تم کو سوائے مشک کے اور چیز میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا۔ اب تم کو اجازت دیتا ہوں کہ جس برتن میں چاہو نبیذ بنا سکتے ہو لیکن نشہ لانے والی چیز مت پیو۔ (مسلم)

توضیح:...... ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے سے اس لیے منع فرما دیا تھا کہ جاہلیت کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے وہاں جا کر کوئی ایسا کام نہ کریں جو کفر کا باعث بنے' لیکن جب رفتہ رفتہ ان کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو گیا اور جاہلیت کے رسم و رواج سے گھن کرنے لگے تو آپ ﷺ نے مردوں کو قبر کی زیارت کی رخصت مرحمت فرمائی۔ کیونکہ اس سے بہت فائدے ہیں جس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

(۲)......ایک مرتبہ قحط سالی کی وجہ سے بہت سے دیہات کے لوگ بقرہ عید کے زمانے میں مدینہ منورہ میں آ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان غریبوں کی امداد کے سلسلہ میں فرمایا کہ ان غریبوں کی امداد کرو اور قربانی کا گوشت دو اور تین دن سے زیادہ مت رکھو۔ کیونکہ بعض لوگ قربانی کا گوشت سکھا کر' ذخیرہ بنا کر مہینوں کھاتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف تین دن تک کھا سکتے ہو اور باقی بچا ہوا گوشت ان غریبوں میں تقسیم کر دو اور تین دن سے زیادہ مت رکھو۔ جب خوشحالی کا زمانہ آیا اور وہ تکلیف جاتی رہتی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب قربانی کا گوشت جب تک چاہو رکھ سکتے ہو۔

(۳)......نبیذ کا ذکر متعدد حدیثوں میں آیا ہے۔ وہ ایک قسم کا شربت ہے جو کھجور' انگور' شہد اور جو گیہوں سے بنایا جاتا ہے' بعض مرتبہ اس میں نشہ بھی آ جاتا ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں کثرت سے لوگ بناتے تھے اور پیتے تھے۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا' نشہ لانے والی نبیذ مت پیو اور آئندہ شراب کے برتنوں میں نبیذ مت بناؤ بلکہ چمڑے کے مشک میں بنایا کرو تا کہ نشہ پیدا نہ ہو۔ جب شراب کے پرانے برتن سب ٹوٹ پھوٹ گئے اور لوگوں کے نشہ کی چیز پینے کی عادت بھی چھوٹ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے میں نے سوائے مشک کے اور چیزوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب تم کو اجازت دیتا ہوں کہ ہر برتن میں بنا سکتے ہو' لیکن نشہ آور چیز مت پیو۔

نبی کریم ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا

(۱۷۶۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ

(۱۷۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۷۶۲۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب استئذان النبی ﷺ ربه عزوجل فی زیارة قبرله (۹۷۷)[۲۲۶۰]

قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ ((اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَلَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِيْ فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ ﷺ رونے لگے اور جو آپ ﷺ کے پاس تھے وہ بھی روئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ماں کی استغفار کی اجازت چاہی تو استغفار کی اجازت نہیں دی گئی پھر میں نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اس کی اجازت دے دی گئی۔ لہٰذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔ چار برس کی عمر سے پہلے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ کے یہاں رہے پھر جب آپ ﷺ کی عمر شریف چار برس کی ہوگئی تب سے اپنی حقیقی ماں کے پاس رہنے لگے۔ چھ سال کی عمر میں حضرت آمنہ نے اپنے خواجہ عبد المطلب سے چند دنوں کے لیے اپنے میکے قبیلہ بنی نجار مدینے میں جانے کی اجازت لی۔ خواجہ عبد المطلب نے اجازت دے دی، حضرت آمنہ آنحضرت ﷺ اور ام یمن کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئیں، حضرت آمنہ مدینہ میں ایک ماہ ٹھہر کر مکہ واپس ہوئی تھیں کہ راستے میں ''ابواء'' مقام میں کچھ طبیعت خراب ہوگئی اور وہیں انتقال ہوگیا اور وہیں دفن کی گئیں۔

ہجرت کے بعد جب نبی کریم ﷺ کا گزر اس مقام پر ہوا تو ماں کی قبر کو دیکھ کر رونا آ گیا اور اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے دوسرے لوگ متاثر ہو گئے اور وہ بھی رونے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے ماں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اجازت چاہی تو اس کی اجازت نہیں دی گئی'' کیونکہ غیر مسلم کے لیے استغفار کرنے کی قرآن مجید میں ممانعت آئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین غیر مسلم تھے۔

اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ آپ ﷺ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں؟

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھے کیونکہ آپ ﷺ کے والد محترم اس وقت انتقال کر گئے تھے جب کہ آپ ﷺ شکم مادر میں تھے۔ اور والدہ کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ آپ ﷺ کی عمر شریف چھ سال کی تھی تو ان لوگوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا اسی لیے استغفار کی اجازت آپ ﷺ کو نہیں دی گئی، پھر آپ ﷺ نے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی اس کی آپ ﷺ کو اجازت دی گئی کیونکہ قبر کی زیارت کے لیے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

قبرستان والوں کے لیے دعائے مغفرت

(١٧٦٤) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۶۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو یہ دعا پڑھا کریں: ''السلام علیکم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون نسال الله لنا ولكم العافية'' ''سلام ہو تم پر اے (اس اجڑی بستی کے) گھرانے والو مومنو! اور مسلمانو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت چاہتے ہیں۔'' مسلم

۱۷٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب استئذان النبى ﷺ ربه عزوجل (٩٧٦)[٢٢٥٨]

۱۷٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الجنائز باب ما يقال عند دخول القبور (٩٧٥) [٢٢٥٧]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ......دوسری فصل

(١٧٦٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

(١٧٦٥) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ منورہ کے قبرستان میں ہوا تو ان کے طرف منہ کر کے آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی: "السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر" "اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے، تم ہم سے پہلے آ گئے ہو، ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔" (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(١٧٦٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَیْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ غْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٧٦٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس رات کو میرے یہاں قیام فرماتے رات کے آخری حصے میں اٹھ کر مدینہ منورہ کے بقیع قبرستان میں تشریف لے جاتے اور وہاں کے مُردوں کے لیے یہ دعا کرتے: ((اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ غْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ.)) "اے قبروں کی رہنے والی ایمان والی قوم! تم پر سلام ہو، اور تمہارے پاس وہ چیز آ گئی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کل تک (قیامت تک) تم مہلت دیے گئے ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے۔" (مسلم)

(١٧٦٧) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَیْفَ اَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِیْ فِیْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ ((قُوْلِیْ السَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(١٧٦٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مردوں کی زیارت کے وقت کیا دعا پڑھوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ دعا پڑھو: "قُوْلِیْ السَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ" "مومن اور مسلمان قبر والو! تم پر سلامتی ہو اور ہمارے اگلے پچھلے لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔" (مسلم)

(١٧٦٨) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ یَرْفَعُ

(١٧٦٨) حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ تک

١٧٦٥۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر (١٠٥٣)، قابوس بن ابی ظبیان ضعیف راوی ہے۔

١٧٦٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقول عند دخول القبور والدعا لاهلها۔ (٩٧٤)[٢٢٥٥]

١٧٦٧۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور والدعا لاهلها (٩٧٤)[٢٢٥٦]

الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا۔

پہنچاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی، تو اس کی بخشش کی جاتی ہیں اور وہ نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔ بیہقی نے مرسل طریقے سے روایت کیا ہے۔

(١٧٦٩) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(١٧٦٩) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبر کی زیارت دنیا سے بے رغبتی اور بیزاری پیدا کرتی ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

عورتوں کے لیے قبرستان جانا

(١٧٧٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَالَ قَدْرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاۗءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَاۗءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزْعِهِنَّ تَمَّ كَلَامُهٗ۔

(١٧٧٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کہا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ لعنت نبی ﷺ کی قبروں کی زیارت کی رخصت سے پہلے کی ہے۔ جب آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دے دی تو اس رخصت میں مرد عورت دونوں داخل ہو گئے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ عورتوں کے لیے زیارت اس لیے مکروہ ہے کہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور جزع فزع رونا دھونا زیادہ ہوتا ہے۔ امام ترمذی کا کلام یہاں تک ختم ہوا۔

(١٧٧١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاۗءً مِّنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(١٧٧١) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اس حجرے میں جایا کرتی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں اور اپنے زائد کپڑے برقع چادر وغیرہ اتار کر رکھ دیتی اور دل میں یہ کہتی کہ اس جگہ میرے خاوند رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں اور میرے باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ان سے کیا پردہ کروں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حجرے میں دفن کیے گئے تو میں نہیں داخل ہوتی تھی مگر اس حال میں کہ اپنے جسم پر کپڑا باندھے ہوئے اور چادر و برقع اوڑھے ہوئے ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرم کی وجہ سے۔ (احمد)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مُردوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے جس طرح زندگی کی حالت میں پردہ کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

١٧٦٨۔ موضوع، شعب الایمان (١/ ٧٩٠١)، الضعیفه (٤٩)، محمد بن النعمان ابوالیمان مجہول ہے اور یحییٰ بن علاء کذاب ہے۔

١٧٦٩۔ ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز باب زیارة القبور (١٥٧١)، ابن جریج مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

١٧٧٠۔ حسن، مسند احمد (٣/ ٤٤٢، ٤٤٣)، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب کراهية زيارة القبور للنساء (١٠٥٦)، ابن ماجه کتاب الجنائز باب النهی زيارة النساء القبور (١٠٧٦)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

١٧٧١۔ صحیح، مسند احمد (٦/ ٢٠٢)

کِتَابُ الزَّکٰوۃِ

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کے معنی پاکی' صفائی' ستھرائی اور نمو (بڑھوتری) کے ہیں۔ اور اسلامی محاورہ میں مال کا وہ خاص حصہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق غریبوں' مسکینوں اور ضرورتمندوں کو دیا جائے' تو جو مال مقررہ نصاب میں سے سال گزر جانے کے بعد اللہ کے واسطے محتاجوں وغیرہ کو دیا جاتا ہے' اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حق کے ادا کرنے سے وہ مال پاک وصاف' اور قابل ترقی ہو جاتا ہے اور زکوٰۃ دینے والا بھی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اسی لیے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ نماز کی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر قائم ہے ان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان .)) (بخاری مسلم)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی دینا کہ وہی سچا معبود ہے اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے' اور اس کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) اچھی طرح ٹھیک ٹھیک نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔''

اور فرمایا ''تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو' اس سے تمہارا مال پاک ہو جائے گا۔'' (احمد' ترغیب)

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((ان الله لم يفرض الزكوٰة الا ليطيب ما بقى من اموالكم .)) (ابو داؤد)

''اللہ تعالیٰ نے اس لیے زکوٰۃ فرض کی ہے تاکہ اس کے ادا کرنے سے باقی تمہارا مال پاک وصاف ہو جائے۔''

قرآن مجید میں بیاسی جگہ زکوٰۃ نکالنے کا تاکیدی حکم آیا ہے اور اکثر جگہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم ساتھ ساتھ آیا ہے: ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ ''نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔''

جو شخص زکوٰۃ دے گا اپنے اسلام کو پورا کرے گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان من تمام اسلامكم ان تودوا زكوٰة اموالكم .)) (بزار)

''اپنے اسلام کے پورا کرنے میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سونے' چاندی کی زکوٰۃ نہ دے گا' قیامت کے روز (جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی) اس کے مال کی تختیاں بنائی جائیں گی اور دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی پیشانی' کروٹیں اور پیٹھ داغ دیئے جائیں گے۔ پچاس ہزار برس کے دن میں یہی عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ فیصلہ کے بعد یا جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔'' (ملخص حدیث بخاری)

''اگر اپنے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن وہ جانور بہت موٹے تازے ہو کر اپنے بڑے بڑے تیز سینگوں سے اسے ماریں گے اور اسے روندتے وکچلتے رہیں گے پچاس ہزار برس کے دن میں یہی عذاب ہوتا رہے گا۔'' (مسلم)

اور فرمایا: وہی مال گنجا سانپ بن کر مالک کا پیچھا کرے گا اور یہ مالک اس سے بھاگے گا یہاں تک کہ وہ سانپ اس کو پکڑ کر اس کا ہاتھ چبا جائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کی باچھیں چیرتا ہوا کہے گا: ((انا کنزك انا کنزك .)) میں تیرا مال وخزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا۔'' (بخاری، نسائی)

زکوٰۃ نہ دینے سے بارش نہیں ہوتی اور لوگ قحط سالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((ولم یمنعوا زکوٰۃ اموالھم الا منعو القطر من السماء ولو لا البھائم لم یمطروا .)) (بیھقی، ترغیب) ''زکوٰۃ کو روکنے سے قحط سالی ہوتی ہے اگر جانور نہ ہوتے تو کبھی بھی بارش نہ ہوتی۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوٰۃ ومن لم یزك فلا صلوۃ له .)) (طبرانی) ''ہم کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے، جو زکوٰۃ نہ دے تو اگر وہ نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی نہیں ہوگی۔''

((ومن اقام الصلوۃ ومن لم یزك فلا صلوۃ له .)) (طبرانی) ''ہم کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے، جو زکوٰۃ نہ دے تو اگر وہ نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی نہیں ہوگی۔''

((ومن اقام الصلوۃ ومن لم یوت الزکوۃ فلیس بمسلم ینفعه .)) (ترغیب) ''جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے تو وہ ایسا پورا مسلمان نہیں ہے کہ اور عمل اس کو نفع پہنچائیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے معراج والی رات میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح تھوہر و کانٹے اور دوزخ کے گرم پتھر چر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ((ما ھولاء یا جبریل قال ھولاء الذین لا یودون صدقات اموالھم .)) (بزار، ترغیب) ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ بے زکوٰتی لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے'' اور آپ نے فرمایا: ((مانع الزکوٰۃ یوم القیمة فی النار .)) (طبرانی، ترغیب) ''زکوٰۃ کا روکنے والا قیامت کے دن آگ میں ہوگا۔''

زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَاَقَامُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْ سَبِيْلَهُمْ﴾ (توبہ) ''اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نمازیں جاری کر دیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کو چھوڑ دو (ورنہ ان سے لڑو)''

زکوٰۃ کے فرض ہونے کے لیے یہ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، مالک نصاب ہونا اور نصاب کا اپنی اصلی حاجتوں سے زیادہ ہونا، قرض سے بچا ہوا ہونا، اور اس نصاب پر ایک سال گزر جانا۔ جب یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں گی تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے ایک درہم مثقال کا ۱۰/۷ حصہ ہوتا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے تو دو سو درہم کے ساڑھے باون تولے ہوئے اور ساڑھے باون تولے میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا، ایک تولہ چار ماشہ ہوا۔

ہندوستانی انگریزی روپے کے حساب سے ساڑھے باون روپے ہوئے اور ساڑھے باون روپے میں ایک روپیہ پانچ آنے کے قریب قریب زکوٰۃ ہے اور ایک سو روپے میں دو روپے دس آنے ہیں، اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور سونے کا ادنیٰ نصاب بیس دینار ہے، ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو بیس دینار کے ساڑھے سات تولے ہوئے، اور ساڑھے سات تولے میں چالیسواں حصہ سوا دو ماشہ زکوٰۃ دینا فرض ہے یا سوا دو ماشہ سونے کی قیمت دو جو اس وقت کے بھاؤ کے مطابق ہوا گر چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو

یا ساڑھے باون روپے سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اگر اپنی مرضی وخوشی سے دو تو اور بات ہے۔ اسی طرح سونے میں ساڑھے سات تولہ سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فاذا بلغ قیمة الذهب مائتی درهم ففی کل اربعین درهما درهم.)) (مستدرك حاكم) ''جب سونے کی قیمت دو سو درہم کو پہنچ جائے تو چالیس درہم میں ایک درہم۔''

اور غلہ کا نصاب پانچ وسق ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع دو سیر ساڑھے دس چھٹانک کا ہوتا ہے۔ انگریزی اسّی روپے بھر کے سیر کے حساب سے ایک وسق چار من چھ چھٹانک کا ہوتا ہے اور پانچ وسق کے چالیس سیر کے من کے حساب سے بیس من ایک سیر چھ چھٹانک کا ہوا۔

جانوروں کے نصاب میں سے بکری یا بھیڑ کا نصاب چالیس بکریاں یا بھیڑیں ہیں۔ کم از کم چالیس بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے اور گائے میں تیس گائیں کم از کم ہیں۔ تیس گائے میں سے ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا دینا فرض ہے۔ اور اونٹوں میں پانچ اونٹ کم از کم ہیں ان میں سے ایک بکری سال بھر میں دینا فرض ہے۔ (مزید تفصیل آئندہ آئے گی)

زکوٰۃ کے مصارف

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے ان کو مصارف زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جن کا بیان اس آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبه)

''صدقہ (زکوٰۃ) (۱) فقیروں اور (۲) مسکینوں کے لیے ہے اور (۳) عاملین (تحصیلداروں) کے لیے' اور (۴) ان لوگوں کے لیے جو اسلام کی طرف مائل ہوں' اور (۵) گردن یعنی غلام وقیدی آزاد کرانے میں' اور (۶) قرض داروں میں' اور (۷) اللہ کے راستے میں اور (۸) مسافروں کے لیے ہے' اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ محتاجوں کو دی جائے خواہ بھیک مانگنے والے ہوں یا نہ ہوں' ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾

''اس زکوٰۃ وصدقات کے وہ لوگ مستحق ہیں جو محتاج ہیں اور اللہ کے راستے میں اور دینی کاموں میں رکے ہوئے ہیں' زمین میں چل پھر کر روزی نہیں کما سکتے اور نہ چمٹ کر سوال کرتے ہیں اور اس بے نیازی کو دیکھ کر ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں (حالانکہ وہ مالدار نہیں ہیں)'' تو فقیر وہ ہوا جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو' وہ حاجت مند اور محتاج ہی ہے۔

(۲) **مسکین** وہ ہے جس کے پاس تھوڑا ہو مگر گزارے کے لائق نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو مانگتا ہوا آئے اور دو ایک لقمے یا دو ایک کھجوریں لے کر ٹل جائے۔ سچ مچ مسکین وہ ہے کہ جو نہ تو اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور نہ اپنی کمزور حالت بیان کر کے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہو۔ ایسا مسکین زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے۔ (بخاری)

(۳) **عاملین** وہ تحصیلدار لوگ جن کو مسلمان بادشاہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کرے وہ لوگوں کے پاس جا کر بادشاہ کے

حکم سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں ان کو زکوٰۃ کے مال سے تنخواہ دے سکتے ہیں اور یہ تنخواہ میں زکوٰۃ کا مال لے سکتے ہیں۔

(۴) **مولفه قلوب:** وہ لوگ ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہوں' ان کی چند اقسام ہیں: (ا) جو مسلمان تو ابھی تک نہیں ہوئے لیکن ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دیتے رہیں تاکہ وہ کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں۔

(ب) وہ لوگ جو مسلمان تو ہو گئے ہیں لیکن اسلام میں کمزور ہیں ان کو زکوٰۃ خیرات دیتے رہیں تاکہ اسلام پر جمے رہ کر پکے مسلمان ہو جائیں۔

(۵) زکوٰۃ کا مال غلام آزاد کرنے اور قیدیوں کو قید خانہ سے چھڑانے میں خرچ کر سکتے ہیں۔ یعنی زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید کر اللہ کے راستے میں آزاد کر دینا اور قیدیوں کو چھڑا دینا چاہیے' اس کی بڑی فضیلت ہے۔

(۶) **قرض دار:** یعنی جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو تو ایسے قرض دار کو زکوٰۃ دینی چاہیے۔ اسی طرح کوئی شخص دو قوموں یا دو شخصوں کے درمیان صلح اور امن قائم رکھنے کے لیے قرض لے کر کام کرے تو اسے جائز ہے کہ لوگوں کے زکوٰۃ مال سے اس قرض کو ادا کر دے۔

(۷) **في سبيل الله:** (اللہ کے راستے میں) جہاد اور جہاد کے کاموں میں۔

(۸) **مسافر:** جو سفر کی حالت میں تنگدست ہو گیا ہو اگرچہ گھر کا مالدار بھی ہو لیکن جلد منگوا نہیں سکتا تو بقدر ضرورت وہ لے سکتا ہے۔

یہ آٹھوں قسم کے لوگ زکوٰۃ کے مصارف اور زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مالداروں سے زکوٰۃ وصول کر کے غریب مسلمانوں کو دے دینی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((توخذ من اغنياء هم وترد على فقرائهم))(بخاری)

''مسلمان مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے اور انھیں مسلمانوں کے محتاجوں پر تقسیم کیا جائے۔''

مندرجہ ذیل لوگوں کو نہ زکوٰۃ دینی چاہیے اور نہ انھیں لینا چاہیے۔

اہل بیت نبوی' سید اور بنو ہاشم' یعنی اولادِ علی' عقیل رضی اللہ عنہ' وجعفر رضی اللہ عنہ' وعباس رضی اللہ عنہ اور آلِ رسول کو جو عامل بن کر (زکوٰۃ میں سے اجرت لینا) اور آنحضرت ﷺ کے آزاد کیے ہوئے لونڈی غلام کو ان سب کی پوری تفصیل مندرجہ ذیل حدیثوں میں آ رہی ہے:

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

زکوٰۃ میں درمیانے درجے کا مال لیا جائے

(۱۷۷۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ

(۱۷۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر ملک یمن کی طرف بھیجا اور یہ فرمایا کہ تم ایسی قوم میں جا رہے ہو جو اہل کتاب ہے یعنی عیسائی اور یہودی۔ تو سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی

۱۷۷۲۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب اخذ الصدقة من الاغنياء (۱۴۹۶)، مسلم كتاب الايمان باب الدعا الى الشهادتين وشرائع الاسلام (۱۹)[۱۲۱]

اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ طَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسالت کی طرف بلانا یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں' اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس کو وہ مان لیں تو ان کو یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ (وقت کی) نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر اس کو بھی وہ تسلیم کر لیں تو انہیں یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر تقسیم کر دی جائے گی۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو تم ان کا عمدہ سے عمدہ مال زکوٰۃ میں لینے سے بچنا' بلکہ درمیانے درجے کا مال زکوٰۃ میں وصول کرنا اور مظلوم کی بددعا سے اپنے آپ کو بچاتے رہنا' کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری' مسلم)

(۱۷۷۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ ((وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْ فَرَمَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ)) وَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ ((وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ

(۱۶۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سونے' چاندی کا مالک اور صاحب نصاب ہو اور وہ اس میں سے شرعی حق اور زکوٰۃ نہ ادا کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے سونے اور چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان کو آگ جہنم میں تپایا جائے گا' گرم کیا جائے گا پھر انہی تختیوں سے ان کے پہلوؤں اور پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا' اور جب تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یعنی اس طرح ہمیشہ کیا جائے گا اور یہ دن جس میں ان کو عذاب دیا جائے گا اتنا بڑا دن ہو گا جو دنیا کے دنوں کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گا' یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ پس وہ اپنا راستہ یا جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔ یعنی اتنی سزا بھگتنے کے بعد اگر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہے تو جنت میں داخل ہو گا' یا جہنم میں جانے کے لائق ہے تو جہنم میں جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی اونٹ والا ہے اور اس نے نہ اونٹ کا حق ادا کیا ہے اور نہ اس کی زکوٰۃ نکالی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اونٹ والا جو نصاب کا مالک تھا اگر اونٹوں کی زکوٰۃ اس نے نہیں نکالی ہے اور نہ اس کے حق کو ادا کیا ہے اور اس کے حق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ پانی کے گھاٹ پر ان اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے لے جائے تو ان کا دودھ

۱۷۷۳۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب اثم مانع الزکاۃ (۹۸۷) [۲۲۹۰]

مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَأُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ الف سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا فِي الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ ((قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ)) فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَّاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَ اَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَّلَا مَرَّبِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَالْحُمُرُ قَالَ ((مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نکال کر مسکینوں کو پلا دینا چاہیے' تو اگر اس نے نہ اونٹ کی زکوٰۃ نکالی ہے نہ اس کا حق ادا کیا ہے تو قیامت کے روز ان اونٹوں کے مالک کو منہ کے بل اوندھا ایک ہموار میدان میں لٹایا جائے گا' پھر اس کے بعد ان اونٹوں کو وہاں لایا جائے گا جو پورے پورے ہوں گے اور ان میں سے کسی اونٹ کو گم نہیں پائے گا اور یہ اونٹ اور ان کے بچے خوب فربہ اور موٹے ہوں گے' وہ اونٹ اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو خوب کچلیں گے اور روندیں گے اور اپنے منہ سے ان کو کاٹیں گے۔ جب ان اونٹوں کی ایک قطار کچل کر' اور روند کر اور کاٹ کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور وہ بھی روندے گی' کچلے گی' کاٹے گی' اسی طرح سے اس قسم کا عذاب اس کو اس دن ہوتا رہے گا جس کا اندازہ دنیا کے دنوں کے حساب سے پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پس وہ دیکھے گا اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اس ارشاد کے بعد پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! گائے' بیل اور بکری کا کیا حکم ہے؟ یعنی اگر کوئی گائے' بیل اور بکری کا مالک ہو اور صاحب نصاب ہو اور اس نے زکوٰۃ نہیں نکالی تو اس کو کیا سزا ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: گائے اور بکریوں کے مالک کو جس نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہے اور نہ زکوٰۃ دی ہے تو قیامت کے روز منہ کے بل اوندھا ایک ہموار میدان میں لٹایا جائے گا' پھر ان بکریوں اور گایوں کو لایا جائے گا جو سب کے سب موجود ہوں گے اور پوری تعداد ہوگی' ان میں سے مالک کسی کو گم نہیں پائے گا' اور نہ ان کے سینگ ٹوٹے ہوں گے اور نہ مڑے ہوئے ہوں گے' اور نہ بلا سینگ ہوں گی اور نہ مونڈی ہوں گی' وہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی' اور اپنے کھروں سے روندیں گی' اور کچلیں گی۔ جب ایک قطار یہ کام کر کے چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور وہ بھی اسی طرح سے سینگوں سے مارے گی' اور کھروں سے کچلے گی۔ اسی طرح سے ہمیشہ اس قسم کا عذاب ہوتا رہے گا۔ اس دن میں جس کا اندازہ دنیا کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ سنا دیا جائے گا' وہ اپنا راستہ جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔ رسول اللہ ﷺ کے اس بیان کو سن کر پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتا ہے' اور دوسرے آدمی کے لیے پردہ ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ آدمی کے لیے ثواب ہی ثواب کا سبب بنتا ہے۔ جو گھوڑے گناہ کے سبب بنتے ہیں وہ اس

کے گھوڑے ہوتے ہیں جن کے مالکوں نے ریا و نمود اور غرور اور گھمنڈ اور مسلمانوں سے دشمنی کے لیے باندھا ہے تو اس قسم کے گھوڑے گناہ ہی گناہ کے سبب ہیں۔ اور وہ گھوڑے جو انسان کے لیے پردہ ہیں وہ اس کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کام لینے کے لیے پالا ہے اور باندھا ہے' پھر ان کی پیٹھوں میں اور گردنوں میں جو خدا کا حق ہے اس کو نہیں بھولے ہیں۔ تو یہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے پردہ اور آڑ ہوں گے اور وہ گھوڑے جن سے ثواب ہی ثواب ہے وہ اس مرد مجاہد کے گھوڑے ہیں جو اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے مسلمانوں کی حمایت میں ان گھوڑوں کو پالا اور باندھا ہے تو اس جہاد کے گھوڑے میں کھلانے پلانے اور پرورش کرنے اور ان کے پیشاب پائخانے' غرض سب چیز میں نیکیاں ملتی ہیں (یعنی ان گھوڑوں کو کسی چراگاہ میں سبزہ چرانے کے لیے لے گیا') اور ان گھوڑوں نے گھاس اور سبزہ کو چر کر اپنا پیٹ بھرا تو جس قدر ان گھوڑوں نے کھایا ہے اس کے حساب میں سبزے کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں (یعنی ہر ہر لقمہ میں نیکی لکھی جاتی ہے') اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے اور اگر یہ گھوڑا رسی توڑ کر دو ایک فرلانگ دوڑ بھاگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے' اور جب ان کا مالک کسی نہر پر پانی پلانے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پی لیتے ہیں' اگر چہ مالک کو پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ پانی کی مقدار کے موافق اس کے حق میں نیکیاں لکھتا ہے۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ یعنی اگر کسی کے پاس گدھے ہی گدھے ہوں تو مالک کو کیا کرنا چاہیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں مستقل میرے اوپر کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے مگر یہ ایک جامع آیت ہے جو سب کو شامل ہے یعنی ﴿من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ﴾ ''اگر کسی نے ایک ذرہ کے برابر نیکی کی ہے تو اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرے کے برابر برائی کی ہے تو وہ اس کو بھی دیکھ لے گا۔'' (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کا مال گنجا سانپ بن جائے گا

(١٧٧٤) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الاية)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۷۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ مال نصاب کو پہنچ گیا اور اس نے اس مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے روز اس مال کو گنجا سانپ کی شکل میں بنایا جائے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور اس کے گلے میں ہار کے طور پر ڈال دیا جائے گا' پھر یہ سانپ اس مال کے مالک کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں' اور میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید میں قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون ..... الآیۃ﴾ یعنی بخیل لوگ یہ خیال نہ کریں' ...... آخری آیت تک۔ (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے)

توضیح: ...... شجاع' اقرع گنجے سانپ کو کہتے ہیں۔ زہریلا ہونے کی وجہ سے اس کے سر پر بال نہیں ہوتے اور اس کی لمبی عمر ہوتی ہے اور اس کے وجود اس کے آنکھوں کے اوپر دو کالے ٹیکے اور نقطے ہوں گے جو خوفناک ہونے کی نشانی ہیں تو ایسا زہریلا سانپ اس مالدار کو ڈسے گا جس نے زکوٰۃ نہیں ادا کی اور اس کے گلے کا ہار ہوگا۔ یہی مطلب قرآن مجید کی اس آیت سے سمجھا جاتا ہے:

﴿ولا یحسبن الذین .... تا تعملون خبیر﴾ (آل عمران : ۱۸۰)

١٧٧٤۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب اثم مانع الزکاۃ (١٤٠٣)

''جنہیں اللہ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے۔ عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خدا آگاہ ہے۔''

(١٧٧٥) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَّا یُؤَدِّیْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِیَ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْظَمَ مَا یَکُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَأُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَیْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۷۷۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہو (اور وہ نصاب کو پہنچ جائیں) اور وہ اس کے حق کو ادا نہ کرے، نہ زکوٰۃ دے تو یہ چیزیں قیامت کے روز لائی جائیں گی۔ بہت بڑی اور فربے کی شکل میں، اور یہ جانور اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور سینگوں سے ماریں گے۔ جب ایک ریوڑ گزر جائے گا تو دوسرا ریوڑ اسی طرح سے کچلتا مارتا آئے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ (بخاری)

زکوٰۃ عمدہ طریقے سے ادا کی جائے

(١٧٧٦) وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَتَاکُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْیَصْدُرْ عَنْکُمْ وَهُوَ عَنْکُمْ رَاضٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۷۶) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بادشاہ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی زکوٰۃ لینے کے لیے آئے تو وہ تم سے اس حال میں واپس جائے کہ تم سے خوش ہو یعنی تم پوری پوری زکوٰۃ ادا کر دو تاکہ تم سے خوش ہو کر جائے۔ (مسلم)

زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لیے دعائے نبوی

(١٧٧٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ)) فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِیْ اَوْفٰی)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَتَی الرَّجُلُ النَّبِیَّ ﷺ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ۔

(۱۷۷۷) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی قوم زکوٰۃ اور صدقہ لے کر آتی تو آپ ﷺ اس کے لیے یہ دعا کرتے کہ ''اے اللہ! تو فلاں خاندان والوں پر رحم فرما'، میرا باپ بھی صدقہ لے کر آیا تو میرے باپ کو آپ ﷺ نے یہ دعا دی کہ خدایا! ابو اوفیٰ کے خاندان پر رحمت نازل فرما (بخاری مسلم)۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ اس کے حق میں یہ دعا دیتے کہ خدایا اس پر رحمت بھیج۔

١٧٧٥۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب زکاة البقر (١٤٦٠)، مسلم کتاب الزکاة باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاة (٩٩٠)[٢٣٠٠]

١٧٧٦۔ صحیح مسلم کتاب الزکاة باب ارضاء الشعاوة (٩٨٩)[٢٢٩٨]

١٧٧٧۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة (١٤٩٧)، مسلم کتاب الزکاة باب الدعا لمن اتی بصدقة (١٠٧٨)[٢٤٩٢]

(١٧٧٨) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَالْعَبَّاسُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاعْتَدَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ اَمَا شَعُرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٧٧٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدقہ پر عامل بنا کر بھیجا کہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں لا کر جمع کریں۔ چنانچہ سب سے وصول کر کے لے آئے لیکن کچھ لوگوں سے زکوٰۃ نہیں وصول ہوئی' کہا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عباس رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ نہیں دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل رضی اللہ عنہ نے اس لیے زکوٰۃ نہیں دی کہ وہ پہلے غریب اور محتاج تھا اور اب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مالدار بنا دیا ہے۔ (یعنی وہ بہت ناشکرا اور ناقدرا ہے۔) اس کو اس کی شکر گزاری میں دینا چاہیے تھا لیکن اس کے باوجود نہیں دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی ممسک اور بخیل ہے۔ اور خالد رضی اللہ عنہ پر تو تم لوگ ظلم کر رہے ہو کہ اس سے زکوٰۃ مانگ رہے ہو حالانکہ اس نے اپنی زرہوں کو اور تمام سامان جنگ کو اللہ کے راستے میں اور جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یعنی خالد رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لیے اپنا سب سامان دے دیا اور مجاہدین کے حوالہ کر دیا اب ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ دوبارہ زکوٰۃ وصول کرنا ناانصافی ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے اور اس کے مثل اور بھی' یعنی اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو سال کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے جس طرح باپ کا احترام اور عظمت اور بزرگی ہے اسی طرح چچا کی بھی ہے۔ (بخاری مسلم)

سرکاری اہل کاروں کو دوران ڈیوٹی ملنے والے تحائف کی ملکیت

(١٧٧٩) وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِّنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِیَ اللّٰهُ فَيَاْتِیْ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِیْ فَهَلَّا جَلَسَ فِیْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى اِلَيْهِ اَمْ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ

(١٧٧٩) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے محصل بنا کر بھیجا۔ جس کو ابن لُتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے مدینہ میں آیا تو اس نے کہا کہ اتنا مال تمہارے لیے ہے اور اتنا مجھ کو ہدیہ اور تحفہ میں دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر وعظ فرمایا۔ اللہ کی تعریف و ثنا کرنے کے بعد فرمایا کہ میں تم لوگوں میں سے چند آدمیوں کو ان امور پر عامل بنا کر بھیجتا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مامور بنایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ کام کراؤں' تو کچھ لوگ جا کر اس کام کو کر کے واپس آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اتنا تمہارا مال ہے اور اتنا مجھے تحفہ کے طور پر

١٧٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب قول الله تعالیٰ وحی الرقاب والفارس (١٤٦٨)، مسلم کتاب الزکاة باب فی تقدیم الزکاة ومنها (٩٨٣)[٢٢٧٧]

١٧٧٩۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب من لم یقبل الهدیة هلة (٢٥٩٧)، مسلم کتاب الامارة باب تحریم هدایا العمال (١٨٣٢)[٤٧٣٨]

بِيَدِهٖ لَا يَأْخُذُ اَحَدٌ مِّنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرًا لَهٗ خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَفِيْ قَوْلِهٖ هَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اُمِّهٖ اَوْ اَبِيْهِ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى اِلَيْهِ اَمْ لَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كُلَّ اَمْرٍ يُتَذَرَّعُ بِهٖ اِلٰى مَحْظُوْرٍ فَهُوَ مَحْظُوْرٌ وَكُلُّ دَخِيْلٍ فِي الْعُقُوْدِ يُنْظَرُ هَلْ يَكُوْنُ حُكْمُهٗ عِنْدَ الْاِنْفِرَادِ كَحُكْمِهٖ عِنْدَ الْاِقْتِرَانِ اَمْ لَا هٰكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

دیا گیا ہے' تو ایسا شخص اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ دیکھتا اس کو ہدیہ (اور تحفہ) بھیجا جاتا ہے کہ نہیں۔ خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے جو شخص بغیر اجازت اور بغیر استحقاق کے کوئی چیز لے لے گا تو وہی چیز قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر وہ چیز اونٹ ہے تو اس کی آواز ہوگی' اور گائے ہے تو اس کی بھی آواز ہوگی' اگر بکری ہے تو اس کی بھی آواز ہوگی' (یعنی اس قسم کی سب چیزوں کو اپنی گردن پر لاد کر میدانِ حشر میں آئے گا') اور یہ سب چیزیں چلاتی' شور مچاتی' آواز کرتی ہوئی ہوں گی جس سے سب محشر والے جان جائیں گے کہ یہ خائن اور چور ہے جس سے اس کی بڑی ذلت اور رسوائی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کو اتنا اوپر اٹھایا کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی' پھر فرمایا' خدایا! میں نے تیرے حکموں کو پہنچا دیا' میں نے تیرے حکموں کو پہنچا دیا۔ (اب چاہے کوئی مانے یا نہ مانے ''بر رسولاں بلاغ باشد و بس'' (بخاری' مسلم) علامہ خطابی حدیث کے اس جملے (کہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ دیکھتا اس کے پاس ہدیہ اور تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ ہر وہ کام جو وسیلہ بنایا جائے کسی حرام اور ناجائز کام کی طرف تو وہ وسیلہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح سے ہر وہ معاملہ جس کا تعلق بیچنے اور خریدنے اور نکاح وغیرہ کے ساتھ ہے تو اسے دیکھا جائے گا کہ اس کا حکم جدا ہوتے وقت بھی ایسا ہی ہے جو ملنے کے وقت ہے' تو پہلی بات صحیح ہوگی' دوسری صحیح نہیں ہوگی۔ شرح سنہ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

توضیح: ...... علامہ خطابی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے دو اصول اور قاعدے نکالے ہیں' اور دونوں اپنی جگہ بالکل صحیح ہیں کیونکہ جو چیز حرام چیز کی طرف وسیلہ بنے تو وہ حرام ہی ہے' اس کا وسیلہ بھی حرام ہے' اور جو چیز مباح کام کی طرف وسیلہ بنے تو وسیلہ بھی مباح ہے' اور جو چیز گناہ کی طرف وسیلہ بنے تو اس کا وسیلہ بھی گناہ ہے۔

(۱۷۸۰) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۷۸۰) حضرت عدی بن عمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو ہم تم میں سے کسی کام پر عمال بنائیں' پھر وہ ہم سے سوئی کے برابر یا اس سے کم کوئی چیز چھپا لے اور ہم کو نہ دے تو یہ خیانت ہے' قیامت کے دن اس خیانت کی چیز کو لے کر آئے گا۔ (مسلم) اسی حدیث کی تائید میں یہ آیت کریمہ ہے: ﴿ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ ''جو شخص کسی چیز کی خیانت کرے تو خیانت والی چیز کو لے کر میدان محشر میں حاضر ہوگا۔''

۱۷۸۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ہدایا العمال (۱۸۳۳)[۴۷۴۳]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(۱۷۸۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهُ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَذَكَرَ كَلِمَةً لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ)) فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ ((لَهٗ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْأُ الْمَرْاَةَ الصَّالِحَةَ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۶۸۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿والذین یکنزون الذھب والفضة ..... الخ﴾ ''یعنی جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں' اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے سخت درد ناک عذاب ہے۔'' تو صحابہ پر یہ آیت بہت گراں گزری اور مشکل معلوم ہوئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری اس مشکل کو حل کر دوں گا اور دور کرنے کی کوشش کروں گا چنانچہ وہ چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آیت صحابہ کرام پر بہت مشکل اور دشوار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیے فرض کی ہے تا کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے۔ اور میراث کو اسی لیے فرض کیا ہے تا کہ باقی رہنے والے کو باقی مال مل جائے یا اس قسم کا کوئی اور لفظ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر خوشی میں اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ''میں تم کو ایسا بہترین خزانہ بتاتا ہوں' وہ یہ ہے کہ فرمانبردار اور نیک عورت' کہ جب اس کو دیکھے تو اس کے دل کو خوش کر دے' اور جب حکم دے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور جب وہ غائب ہو جائے (پردیس وغیرہ چلا جائے) تو اس کے مال' اولاد' عزت و آبرو کی نگرانی کرے۔'' (ابوداؤد)

پوری آیت سورۂ توبہ میں اس طرح ہے: ﴿والذین یکنزون الذھب والفضة .... ما کنتم تکنزون﴾ (سورۃ توبہ) ''اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں درد ناک عذابوں کی خبر پہنچا دے' جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور کمریں داغ دی جائیں گی۔ یہی ہے جسے تم اپنے لیے خزانہ بنا رہے تھے پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

آیت کریمہ کا مطلب بالکل واضح ہے جو زکوٰۃ نہیں دے گا وہ ان سزاؤں کا مستحق ہوگا اور جو زکوٰۃ دے دے گا' وہ ان سزاؤں کا مستحق نہیں ہو سکتا چونکہ اصطلاح شرع میں کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی گئی ہو اور زکوٰۃ دینے کے بعد وہ مال پاک صاف ہو جاتا ہے اس کا رکھنا جائز ہے۔ مرنے کے بعد جائز مستحقین کو ترکہ میں سے دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے سے بات صاف ہو گئی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین خزانہ مطیع اور فرمانبردار بیوی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷۸۲) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((سَيَاْتِيْكُمْ رُكَيْبٌ مُّبْغَضُوْنَ

(۱۷۸۲) حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آئندہ تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے چھوٹا سا

۱۷۸۱۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب فی حقوق المال (۱٦٦٤)، الضعیفه (۱۳۱۹)، غیلان اور جعفر کے درمیان ابوالیقظان عثمان بن عمیر راوی کا واسطہ ہے (بیہقی ۴/۸۳) اور ابوالیقظان ضعیف و مدلس راوی ہے۔

۱۷۸۲۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب رضا المصدق (۱۵۸۸)، صخر بن اسحاق "لین الحدیث" اور عبدالرحمٰن بن جابر مجہول راوی ہے۔

فَـاِنْ اجَآءُ وْکُمْ فَرَحِّبُوْابِهِمْ وَخَلُّوْابَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَـا يَبْتَـغُوْنَ فَاِنْ عَدَلُوْا فَلِاَنْفُسِهِمْ وَاِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهِمْ وَارْضُوْهُمْ فَاِنَّ تَمَامَ زَكٰوتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوْالَكُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

قافلہ آئے گا جو مبغوض ہوں گے کہ لوگ ان کو برا سمجھیں گے کیونکہ وہ زکوۃ لینے کے لیے آئیں گے اور تم سے مال طلب کریں گے۔ پس جب وہ لوگ تمہارے پاس آ جائیں تو ان کے آنے کی ان کو مبارک باد دو اور خوش آمدید کہو اور تم خالی کر دو ان کے درمیان اور اس چیز کے درمیان جو وہ طلب کریں۔ (یعنی مال ان کے سامنے پیش کر دو۔ اگر جانور وغیرہ ہوں تو ان کے سامنے حاضر کر دو وہ حساب کر کے جتنا چاہیں لے لیں، اگر وہ انصاف سے لیں گے تو اپنے نفس کے لیے لیں گے یعنی اس انصاف کا ثواب ان کو ملے گا) اور اگر ظلم و زیادتی کریں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا اور ان کو خوش رکھو اور راضی کرو کیونکہ تمہاری پوری زکوۃ ان کی رضا مندی ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ تمہارے لیے دعائیں کریں۔ (ابوداؤد)

عمال زکوۃ اگر زیادتی پر اتر آئیں

(١٧٨٣) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ نَـاسٌ يَـعْنِى مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَاْتُوْنَا فَيَظْلِمُوْنَا فَـقَـالَ ((اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ وَاِنْ ظَـلَـمُوْنَا قَالَ ((اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ وَاِنْ ظُلِمْتُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۷۸۳) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی لوگوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زکوۃ لینے کے تحصیلدار ہم لوگوں کے پاس آتے ہیں اور ہم لوگوں کو ستاتے اور ظلم کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زکوۃ کے تحصلداروں کو خوش رکھو اور جتنا مال وہ طلب کریں ان کو دے دو۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگرچہ وہ ہم پر ظلم و زیادتی کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوۃ کے تحصلداروں کو خوش رکھو اگرچہ تم اپنے خیال میں ان کو ظالم سمجھو۔ (ابوداؤد)

(یعنی وہ لوگ حساب سے پوری زکوۃ لیں گے لیکن تم اپنے خیال میں یہ سمجھو گے کہ ہم سے زیادہ زکوۃ وصول کی ہے جو ظلم و زیادتی ہے حالانکہ ان لوگوں نے زیادہ نہیں لیا ہے)

(١٧٨٤) وَعَـنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْنَا اِنَّ اَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُوْنَ عَلَيْنَا اَفَنَكْتُمُ مِنْ اَمْـوَالِـنَـا بِـقَـدْرِ مَـا يَعْتَدُوْنَ قَالَ ((لَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۷۸۴) حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زکوۃ لینے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں اور معینہ مقدار سے زیادہ وصول کر لیتے ہیں تو کیا ہم ایسی صورت میں زیادتی کی مقدار کو اپنے مال میں سے چھپا لیا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھپاؤ نہیں۔ (ابوداؤد)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپانے کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ آئندہ چل کر ممکن ہے بعض لوگ پورے مال کو چھپانے کی کوشش کریں یا یہ کہ یہ اپنے خیال میں زیادتی سمجھتے ہیں، اور حقیقت میں زیادتی نہیں ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو چھپانے کی اجازت نہیں دی)۔

۱۷۸۳۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الزكاة باب رضا المصدق (١٥٨٩)

۱۷۸۴۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الزكاب باب رضا المصدق (١٥٨٦)، ولیسم مستور راوی ہے۔

انصاف پرور عاملِ زکوٰۃ کا رتبہ

(۱۷۸۵) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۷۸۵) حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا' مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آ جائے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

توضیح: ...... یعنی جو مجاہد جہاد کرنے کے لیے گھر سے باہر چلا گیا ہے' اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہتا ہے تو گھر واپسی تک جتنا ثواب اس غازی اور مجاہد کو ملے گا اتنا ہی ثواب اس عامل کو ملے گا' جو عدل اور انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرتا ہے۔ گویا مجاہد اور عامل' ثواب میں دونوں برابر ہیں۔

(۱۷۸۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ؓ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ اِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۷۸۶) حضرت عمرو بن شعیب ؓ اپنے والد' اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جلب اور جنب جائز نہیں ہے' اور زکوٰۃ نہ وصول کی جائے مگر ان کے گھروں سے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... جلب دو کاموں میں ہوتا ہے' ایک تو زکوٰۃ میں' دوسرے گھوڑوں کی شرط میں۔ زکوٰۃ کا جلب یہ ہے کہ ایک تحصلدار ایک مقام پر اترے اور جانور والوں کو حکم دے کہ اپنے اپنے جانور لے کر اس کے پاس حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ اس میں جانور والوں کو تکلیف ہوگی' خود تحصلدار کو وہاں جانا چاہیے جہاں جانور رہتے ہوں' وہاں جا کر زکوٰۃ وصول کر لینا چاہیے۔ شرط کا جلب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پیچھے ایک آدمی رکھے' وہ اس کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تاکہ وہ آگے بڑھ جائے۔

اور جنب یہ ہے کہ جانور والا اپنے جانوروں کو لے کر اپنے مکان سے دور کسی جنگل میں چلا جائے تاکہ محصل اور تحصیلدار تکلیف اٹھا کر وہاں جائے۔ کیونکہ اس میں محصل کو تکلیف ہے اس لیے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

زکوٰۃ کی فرضیت

(۱۷۸۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةً اَنَّهُمْ وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

(۱۷۸۷) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مال فائدے میں حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں ہے جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ (یعنی ایک سال گزر جانے کے بعد پھر اس مال مستفاد میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔) (ترمذی) اور محدثین نے کہا ہے کہ یہ عبداللہ بن عمر ؓ پر موقوف ہے (یعنی ان کا قول ہے)

۱۷۸۵۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی السعایة علی الصدقة (۲۹۳۶)، الترمذی کتاب الزکاة باب ماجاء فی العامل الصدقة بالحق۔ (٦٤٥)

۱۷۸٦۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب من این تصدق الاموال (۱۵۹۱)، مسند احمد (۲/ ۲۱٦)

۱۷۸۷۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الزکاة باب ماجاء لازکاة علی المال المستقار (٦۳۱)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

توضیح: ......یعنی کسی مالدار پر صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہے اور درمیان سال ترکہ سے یا ہبہ کا زیادہ مال اسے مل گیا' اور اس کے ہاتھ لگ گیا تو اس مال مستفاد پر بھی پورے سال کا گزرنا فرض ہے۔ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حولان حول شرط ہے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس اسّی بکریاں موجود تھیں' پھر چار چھ مہینے گزرنے کے بعد اکتالیس بکریاں اس کو اور مل گئیں تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان اکتالیس بکریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی یہاں تک کہ پورا سال گزر جائے۔ اور مام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اکتالیس بکریاں پہلے اسّی بکریوں کے ساتھ ملا دی جائیں گی تو ایک سو اکیس بکریاں ہوئیں جن میں دو بکریاں زکوٰۃ میں دینی پڑیں گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۷۸۸) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ الْعَبَّاسَ رضی اللہ عنہ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ تَعْجِیْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۱۷۸۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سال گزرنے سے پہلے جلدی زکوٰۃ ادا کرنے کی بابت دریافت کیا (یعنی حولان حول سے پہلے اگر زکوٰۃ دے تو جائز ہے کہ نہیں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت عنایت فرمائی' (یعنی اگر کوئی مالدار صاحب نصاب سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔) (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

(۱۷۸۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ ((اَلَا مَنْ وُّلِّیَ یَتِیْمًا لَهٗ مَالٌ فَلْیَتَّجِرْ فِیْهِ وَلَا یَتْرُكْهُ حَتّٰی تَاْكُلَهُ الصَّدَقَةُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ لِاَنَّ الْمُثَنّٰی بْنِ الصَّبَّاحِ ضَعِیْفٌ۔

(۱۷۸۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد' اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور لوگوں کو وعظ سنایا جس میں ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمائی کہ جو شخص کسی یتیم بچے کا متولی' نگہبان اور سرپرست ہو اور اس یتیم کے پاس اتنا مال ہے جو نصاب کو پہنچا ہوا ہے تو اس سرپرست کو چاہیے کہ یتیم کے اس مال کو تجارت میں لگا دے اور بغیر تجارت کے اس پر نہ چھوڑے کیونکہ ہر سال زکوٰۃ ادا کرتے کرتے یہ زکوٰۃ اس کے مال کو کھا جائے گی۔ (ابوداؤد) اور امام ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی سند میں کلام ہے کیونکہ اس حدیث کا راوی مثنیٰ بن صباح ضعیف ہے۔

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یتیم بچے کے مال میں جب کہ وہ مال نصاب کو پہنچا ہوا ہو تو زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ یہ یتیموں اور غریبوں کا حق ہے۔ اور اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح بیان کیا ہے۔

۱۷۸۸۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب تعجیل الزکاۃ (۱۶۲۴)، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی تعجیل الزکاۃ (۶۷۸)، ابن ماجه کتاب الزکاۃ باب فی تعجیل الزکاۃ قبل محلها (۱۷۹۵)، دارمی کتاب الزکاۃ باب تعجیل الزکاۃ (۱۶۲۶)

۱۷۸۹۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ مال الیتیم (۶٤۱)، ارواء الغلیل (۷۸۸)، المثنیٰ ضعیف راوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

مانعین زکوٰۃ کے خلاف سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اعلانِ جنگ

(۱۷۹۰) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بنائے گئے تو عرب کے بہت سے مسلمان مرتد اور کافر ہو گئے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ اور جہاد کرنے کا ارادہ کیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو جس نے اسلام کو قبول کر لیا تو اس نے اپنی جان کو' اپنے مال کو مجھ سے بچا لیا' مگر اللہ کا حق اور اسلام کا حق اس پر باقی رہے گا' اور اس کا محاسبہ اللہ کے ذمے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز نفس کا حق ہے۔) اللہ کی قسم! اگر لوگ مجھے اس بکری کے بچے کو زکوٰۃ میں دینے سے روک لیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے تو ایسی زکوٰۃ کے نہ دینے والوں سے میں جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھا دیا اور میرا سینہ کھول دیا' اور سمجھ گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ کہہ رہے ہیں صحیح کہہ رہے ہیں۔'' (بخاری' مسلم)

توضیح: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے' اور یہ تین قسم کے تھے۔ بعض تو اسلام سے الگ ہو کر کفر میں شامل ہو گئے تو ایسے مرتدین بلا شبہ واجب القتل ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا: ((من بدل دینه فاقتلوه)) ''جو دین اسلام کو بدل دے اس کو مار ڈالو''

اور دوسرے وہ مرتدین ہیں جو واجب القتل ہیں۔

اور تیسرے وہ جو صرف زکوٰۃ دینے کے منکر ہو گئے۔ باقی اسلام کے سب احکام پر عامل تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کلمہ گو مسلمان ہیں' نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' حج کرتے ہیں' لہٰذا ان سے جنگ کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ اس حکم میں شامل ہیں کہ ((من قال لا اله الا الله عصم منی نفسه و ما له...... الـخ)) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بھی مرتدین میں شامل ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے' اگر ایسے لوگ ایک بکری کا بچہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے اگر نہیں دیں گے تب بھی واجب القتل ہوں گے۔ یہ بطور مبالغہ کے کہا

۱۷۹۰۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ (۱۳۹۹، ۱۴۰۰)، مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله، (۲۰) [۱۲۴]

ورنہ بکری کا بچہ زکوٰۃ میں نہیں لیا جاتا ہے۔

(۱۷۹۱) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُلْقِمَهٗ اَصَابِعَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۷۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز تمہارا غیر مزکہ (جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو) مال گنجا سانپ بن جائے گا جس سے اس کا مالک بھاگے گا اور اس کی انگلیوں کو اپنے منہ میں دبا لے گا اور لقمہ بنا کر چبائے گا۔ (احمد)

ہاتھ کو اس لیے چبائے گا کہ ہاتھ سے اس مال کو جمع کیا تھا۔

(۱۷۹۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ الْاٰيَةَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۷۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دے گا، قیامت کے روز اس مال کو سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا، پھر آپ ﷺ نے اس کی تائید میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاهم الله من فضله.... الخ﴾ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۷۹۳) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ)) رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَالْحُمَيْدِيُّ وَزَادَ قَالَ يَكُوْنُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ فَلَا تُخْرِجُهَا فَيُهْلِكُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ وَقَدِ احْتَجَّ بِهٖ مَنْ يَّرٰى تَعَلُّقَ الزَّكٰوةَ بِالْعَيْنِ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ بِاِسْنَادِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ ﷺ وَقَالَ اَحْمَدُ فِيْ خَالَطَتْ تَفْسِيْرُهٗ اَنَّ الرَّجُلَ يَاْخُذُ الزَّكٰوةَ وَهُوَ مُوْسِرٌ اَوْ غَنِيٌّ وَاِنَّمَا هِيَ لِلْفُقَرَاءِ۔

(۱۷۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس مال میں زکوٰۃ مل جل جاتی ہے تو وہ زکوٰۃ اس مال کو ہلاک کر دیتی ہے۔ (شافعی، بخاری، حمیدی) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس مال میں زکوٰۃ فرض ہو گئی تھی اور اس میں سے زکوٰۃ نہیں ادا کی گئی (بلکہ یہ زکوٰۃ اسی مال میں مخلوط رہی) تو یہ زکوٰۃ اس کے مال کو برباد کر دے گی کیونکہ زکوٰۃ نہ دینا حرام ہے اور یہ حرام مال حلال مال کے ساتھ ملا رہا تو اس کا لازمی نتیجہ ہلاکت کا ہے۔ اسی حدیث سے ان لوگوں نے حجت پکڑی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ کا تعلق عین کے ساتھ ہے۔ اسی طرح منتقی میں ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک روایت کیا ہے۔ اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ مالدار ہو کر جو شخص زکوٰۃ لیتا ہے حالانکہ زکوٰۃ لینا اس کے لیے حرام ہے اور وہ اس زکوٰۃ کو (یعنی حرام مال کو) اپنے مال کے ساتھ ملا لیتا ہے تو جس مال میں زکوٰۃ مخلوط ہو جاتی وہ مال ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ زکوٰۃ کے اصل مستحقین مسکین ہی لوگ ہیں۔

۱۷۹۱۔ اسناده صحیح، مسند احمد (۲/ ۵۳۰) صحیح بخاری (٤٦٥٩) باختلاف یسیر

۱۷۹۲۔ اسناده صحیح، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب سورة آل عمران (۳۰۱۲)، النسائی کتاب الزکاة باب التغلیظ فی حبس الزکاة (۲٤٤۳)، ابن ماجه کتاب الزکاة باب ماجاء فی منع الزکاة (۱۷۸٤)

۱۷۹۳۔ اسناده ضعیف، کتاب الام (۲/ ۵۹)، تاریخ الکبیر للبخاری (۱/ ۱۸)، الحمیدی (۲۳۹)، المنتقی (۲۰۱٦، ۲۰۱۷)، شعب الایمان (۳۵۲۲) محمد بن عثمان بن صفوان منکر الحدیث راوی ہے۔

بَابُ مَا یَجِبُ فِیْهِ الزَّكٰوةُ

جن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے ان کا بیان

(۱) سونا، چاندی میں زکوٰۃ فرض ہے جب کہ ان میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کی سب شرطیں پائی جائیں اور پورا نصاب اور حولان حول ہو جائے۔

(۲) چاندی، سونے اور ہر قسم کے مال تجارت میں اور غلہ اور جانوروں میں زکوٰۃ فرض ہے جب کہ زکوٰۃ کی سب شرطیں پائی جائیں۔

(۳) اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ میں زکوٰۃ فرض ہے جب کہ پورے نصاب ہوں اور سب شرطیں پائی جائیں، اور زمین کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ فرض ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے۔ اور رہنے سہنے کے مکانوں میں اور کام کاج (برتنے) کی چیزوں میں سواری اور خدمت کے جانوروں میں اور کاروبار کرنے والے غلاموں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان سب کی دلیل آگے آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

کھجور اور اونٹوں میں زکوٰۃ

(۱۷۹۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۷۹۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع دو سیر ساڑھے دس چھٹانک کا، اور ایک وسق چار من چھ چھٹانک کا ہوتا ہے تو پانچ وسق بیس من ایک سیر چھ چھٹانک کا ہوا، اگر صرف بارش سے غلہ کی پیداوار ہو تو عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ فرض ہے یعنی بیس من میں دو من عشر ہے، اور اگر کنوئیں کے پانی اور ہاتھوں وغیرہ سے پانی کھینچ کر زمین سیراب کی ہو اور اس سے غلہ کی پیداوار ہوئی ہو تو نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے یعنی بیس من میں صرف ایک من ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر)) (بخاری)

''جو کھیتی یا باغ کو آسمان یا چشمے کا پانی سیراب کرے یا وہ زمین خود بخود سیراب ہو تو اس میں سے دسواں حصہ لیا جائے گا

۱۷۹۴۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب لیس فیما دون خمس ذود صدقۃ (۱۴۵۹)، مسلم کتاب الزکاۃ (۹۷۹)[۲۲۶۳]

اور جس میں کنوئیں کا پانی کھینچ کر دیا جائے تو بیسواں حصہ ہے۔“

یعنی جس کھیتی کی پیداوار برساتی پانی یا چشمے ندی نالے تالاب وغیرہ کے پانی سے ہو یا زمین کی تراوٹ سے پیداوار ہوئی ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کی پیداوار کنوئیں کے پانی سے محنت یا رقم کے ذریعے ہو اس میں بیسواں حصہ ہے۔

جَو، گیہوں، دھان، مٹر، چنا، ارہر، مسور، کھجور، منقی، کشمش وغیرہ کا نصاب یہی بیس من ہے اس سے کم میں عشر نہیں ہے، جب غلہ اور پیداوار میں شرط پائی جائے گی تو عشر دینا فرض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاٰتُوا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ..... الآیہ﴾ ”کھیتی کا حق (زکوٰۃ) اس کے کاٹنے کے دن ادا کردو۔“ اور فرمایا: ﴿وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ ”اور ہماری زمین کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا کرو۔“

ان دونوں آیتوں سے عشر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ عشر کے لیے عشری زمین کا ہونا ضروری نہیں ہے، خراجی اور عشری دونوں قسم کی پیداوار میں عشر فرض ہے جیسا کہ ان آیتوں اور حدیثوں کے عموم سے ثابت ہوتا ہے۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے ہیں۔ ایک درہم مثقال کا ۱۰/۷ حصہ ہوتا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے، تو دو سو درہم کے ساڑھے باون تولے ہوئے اور ساڑھے باون تولے میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ایک تولہ چار ماشہ ہوا۔ اور ہر دور میں اتنے ان کی قیمت کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

(۱۷۹۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَیْسَ فِیْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۷۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے اوپر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر صدقہ فطر ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی جو خدمت کے غلام اور سواری کے لیے گھوڑے ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن مسلمان غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا، اور اگر یہ غلام اور گھوڑے تجارت کے لیے ہوں تو اگر ان کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ ہے۔

اونٹوں اور بکریوں میں زکوٰۃ کا نصاب

(۱۷۹۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتٰبَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَی الْبَحْرَیْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذِهٖ فَرِیْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی وَجْهِهَا فَلْیُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا یُعْطِ فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنَ الْاِبِلِ

(۱۷۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو علاقہ بحرین کا گورنر بنا کر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو یہ حکم نامہ لکھ کر ان کو دیا کہ ”میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ اس زکوٰۃ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کی ہے، اور خدا نے کا اپنے رسول ﷺ کو اس حکم دیا ہے۔ پس جس مسلمان سے اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق زکوٰۃ طلب کی جائے تو وہ زکوٰۃ اس کو دے دینی چاہیے اور جس سے اس مقدار معین سے زیادہ

۱۷۹۵۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب لیس علی المسلم فی عبده صدقة (۱۴۶۴، ۱۲۶۳)، مسلم کتاب الزکاة باب لازکاة علی المسلم فی عبده وفرسه (۹۸۲)[۲۲۷۳]

۱۷۹۶۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب زکاة الغنم (۱۴۵۴)

فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ أُنْثٰى وَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِيْنَ إِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِيْنَ إِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَّتِسْعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا ازَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِّنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيْهَا شَاةٌ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْ شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ عِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ

طلب کی جائے تو اس زیادتی کو نہ دے۔ چوبیس اونٹ اور اس سے کم میں بکری واجب ہوگی (یعنی جس کے پاس پانچ اونٹ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک بکری دینی پڑے گی) اور اگر دس اونٹ ہوں تو دو بکری، اور اگر پندرہ اونٹ ہوں تو زکوٰۃ میں تین بکری اور اگر بیس ہوں تو چار بکری، چوبیس تک، اگر پچیس اونٹ ہوں تو پچیس سے پینتیس تک ایک مادہ بنت مخاض (یعنی سال بھر کی اونٹنی دینی پڑے گی) اور چھتیس سے پینتالیس تک ایک مادہ بنت لبون ہوگی (یعنی دو سال کی اونٹنی دینی پڑے گی۔) اور چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ اونٹنی جو جفتی کے قابل ہو۔ (یعنی سہ سالہ اونٹنی دینی پڑے گی) اور اکسٹھ سے پچھتر تک ایک جذعہ (یعنی چار برس کی جو پانچویں میں لگی ہو، دینی پڑے گی) اور چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون (یعنی دو دو، دو سال کی اونٹنی دینی پڑیں گی،) اور اکیانوے سے ایک سو بیس تک دو حقہ (یعنی دو سہ سالہ اونٹنیاں دینی پڑیں گی جو جفتی کے قابل ہوگئیں ہوں۔) اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی اور ہر پچاس میں ایک سہ سالہ اونٹنی دینی پڑے گی۔ اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے، ہاں البتہ اگر مالک اپنی خوشی سے نفل کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ اور جبکہ پانچ اونٹ ہو جائیں تو اس میں ایک بکری دینی پڑے گی، اور جس کے پاس اتنی اونٹ ہوں کہ ان میں چار سالہ اونٹنی جو پانچویں سال میں لگی ہوئی ہو واجب ہوتی ہے، اور اس کے پاس وہ چار سالہ اونٹنی نہیں ہے اور تین سالہ اونٹنی ہے تو یہی تین سالہ اونٹنی قبول کی جائے گی، اور اس کے ساتھ اگر مل سکے تو دو بکریاں بھی لی جائیں گی، اور اگر بکریاں نہیں ہیں تو بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس کے پاس اتنے مقدار کے اونٹ ہوں کہ ان میں حقہ اونٹنی زکوٰۃ میں آتی ہے (یعنی تین سالہ اونٹنی) اور اس کے پاس حقہ اور تین سالہ اونٹنی نہیں ہے بلکہ جذعہ (یعنی چار برس کی اونٹنی) ہے تو یہی چار سالہ اونٹنی اس سے قبول کی جائے گی۔ اور اس زیادتی کے بدلے میں زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں دے دے، یا بیس درہم واپس کر دے۔ اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان کو زکوٰۃ میں ایک حقہ (یعنی سہہ سالہ اونٹنی) واجب ہوتی ہے مگر یہ اس کے پاس موجود نہیں ہے، البتہ بنت لبون (یعنی دو سالہ

دِرْهَمًا اَوْشَاتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ عِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهٗ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهٗ وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا ازَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَ زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَا جِعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْئٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اونٹنی) موجود ہے تو یہی دو سالہ اونٹنی قبول کی جائے گی اور اس کے ساتھ زکوٰۃ دینے والا دو بکریاں دے یا بیس درہم۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان کی زکوٰۃ میں بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر یہ موجود نہیں ہے اور اس کے پاس حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی موجود ہے تو یہی اونٹنی زکوٰۃ میں قبول کر لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم دے یا دو بکریاں واپس کرے۔ اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہیں کہ زکوٰۃ میں بنت لبون (یعنی دو سالہ اونٹنی) دینی پڑتی ہے اور یہ اس کے پاس موجود نہیں ہے اور اس کے پاس بنت مخاض (یعنی ایک سالہ اونٹنی) ہے تو یہی ایک سالہ اونٹنی اس سے قبول کی جائے گی اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم دے یا دو بکریاں دے۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان میں بنت مخاض (یعنی ایک سالہ اونٹنی) واجب ہوتی ہے اور یہ اس کے پاس موجود نہیں ہے، اور اس کے پاس بنت لبون (یعنی دو سالہ اونٹنی) موجود ہے تو یہی اس کی طرف سے قبول کی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم دے یا دو بکریاں۔ اور اگر اس کے پاس بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی دینے کے قابل نہیں ہے اور اس کے پاس ابن لبون یعنی دو سالہ اونٹ ہے تو یہی قبول کیا جائے گا اور اس کو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور بکریوں کی زکوٰۃ اس طرح دی جائے گی کہ اگر یہ بکریاں جنگل میں چرنے والی ہوں تو چالیس سے ایک سو بیس تک زکوٰۃ میں ایک بکری دینی پڑے گی، اور جب ایک بکری ایک سو بیس پر زیادہ ہو جائے یعنی ایک سو اکیس سے دو سو تک، تو دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا پڑیں گی۔ اور جب دو سو سے زیادہ ہو جائیں تو تین سو میں تین بکری زکوٰۃ میں دینا پڑیں گی۔ اور جب تین سے زائد ہو جائیں تو ہر سینکڑہ میں ایک ایک بکری دینی پڑے گی، اور جب کہ جنگل میں چرنے والی بکریاں نصاب (یعنی چالیس) سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں البتہ اگر مالک نفل کے طور پر دینا چاہے تو اور بات ہے۔ اور زکوٰۃ میں نہ بوڑھا جانور لیا جائے گا اور نہ عیب دار اور نہ لاغر، ہاں اگر کسی مصلحت سے اس کو لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ اور متفرق جانور کو اکٹھا نہیں کرنا چاہیے (یعنی مختلف مالکوں کے جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب دو حصہ داروں کے درمیان میں شرعی نصاب جانوروں کا ہو جائے اور ان میں زکوٰۃ فرض ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ لے لی جائے گی اور وہ آپس میں بانٹ لیں۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ ہے اگر دو سو درہم پورے نہیں ہیں بلکہ ایک سو نوے ہیں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے البتہ اگر مالک اپنی خوشی سے چاہے تو دے سکتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... جمع اور تفریق کا مطلب حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک میں اس طرح فرمایا ہے مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہوں تو ہر ایک پر ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہے۔ زکوٰۃ لینے والا جب آیا تو یہ تینوں اپنی بکریاں ایک جگہ کر دیں اس صورت میں ایک ہی بکری دینی پڑے گی۔ اسی طرح دو آدمیوں کی شرکت کے مال میں مثلاً دو سو بکریاں

ہوں تو ان پر تین بکریاں زکوٰۃ کی لازم ہوں گی، اگر وہ زکوٰۃ لینے والا جب آئے تو اس کو جدا جدا کر دیں تو دو ہی بکریاں دینی ہوں گی۔ اس سے منع فرمایا کیونکہ یہ حق تعالیٰ کے ساتھ فریب کرنا ہے۔ معاذ اللہ وہ تو سب جانتا ہے۔

سائمہ یعنی جو بکریاں جنگل میں چرتی ہوں اور وہ تجارت کی غرض سے ہوں اور پوری نصاب کی ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض ہے اور جو بکری دودھ پینے کے لیے رکھی گئی ہے اور گھر ہی پر رہتی ہے جس کا چارہ دانہ خرید کر کھلایا جاتا ہے تو یہ سائمہ نہیں ہے اور اس میں زکوٰۃ بھی نہیں ہے۔

زمین کی کھیتی سے عشر

(۱۷۹۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۷۹۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس زمین کو آسمان نے سیراب کیا، یا چشموں نے سیراب کیا یا وہ زمین خود نرم اور پانی سے بھیگی ہوئی رہتی ہے۔ ان زمینوں کی پیداوار میں عشر (یعنی دسواں حصہ) ہے، اور جو زمین کنوئیں وغیرہ سے سینچی جاتی ہو تو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... یعنی جس کھیتی کی پیداوار برساتی پانی یا چشمے ندی نالے تالاب وغیرہ کے پانی سے ہو یا زمین کی تراوٹ سے پیداوار ہوئی ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کی پیداوار کنوئیں کے پانی سے محنت یا رقم کے ذریعے ہو اس میں بیسواں حصہ ہے۔

اور عثری اس زمین کو کہتے ہیں جو عاشور سے سیراب کی جائے اور عاشور اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں برساتی کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ نم زمین کو کہتے ہیں یعنی ان سب صورتوں میں محنت مشقت نہیں اٹھانی پڑتی ہے اس لیے دسواں حصہ دیا جائے گا اور کنویں سے سیراب کرنے میں زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اس لیے بیسواں حصہ دیا جائے گا۔

حادثات کے تاوان کی معافی

(۱۷۹۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْعَجْمَآءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِيْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۷۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانور کا زخمی کرنا معاف ہے اور کنویں میں گر کر کوئی مر جائے یا کنواں کھودتے وقت کوئی مر جائے تو تاوان نہیں ہے اور کان کھودنے میں کوئی مر جائے تب بھی تاوان نہیں ہے بلکہ معاف ہے، اور مدفون خزانہ کسی کو مل جائے تو اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو دیا جائے گا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... یعنی اگر کوئی جانور بلا مالک کے تعدی کے کسی کو مار کر زخمی کر دے یا نقصان پہنچا دے تو مالک کے ذمہ کوئی تاوان نہیں ہے، بلکہ معاف ہے کیونکہ جانور غیر مکلّف ہے۔ اور اگر کسی نے مزدور کو رکھ کر کنواں کھدوانا شروع کیا اور وہ مزدور اس میں گر کر مر جائے تو کنواں کھودنے والے کے ذمے کوئی خون بہا اور تاوان نہیں ہے، اور اگر کوئی سونے چاندی یا لوہے وغیرہ کی کان کھدوائے اور کوئی مزدور مر جائے تو مالک کے ذمہ تاوان نہیں ہے۔ اور اگر گڑا ہوا خزانہ کسی کو مل جائے تو اس میں سے پانچواں حصہ

۱۷۹۷۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب العشر فیما یسقیٰ من ماء السماء (۱۴۸۳)

۱۷۹۸۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب فی الرکاز الخمس (۱۴۹۹)، مسلم کتاب الحدود باب جرح العجماء (۱۷۱۰)[۴۴۶۵]

بیت المال کو دیا جائے گا اور چار حصہ پانے والے کا ہوگا۔ رکاز اہل حجاز کی اصطلاح میں ان خزانوں کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے دفن شدہ ملیں اور اہل عراق اس لفظ کو کان کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

زکوٰۃ کے متفرق احکامات

(۱۷۹۹) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَا تُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ اَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ ((هَاتُوْ رُبْعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْئٌ حَتّٰى تَتِمَّ مِاَتَى دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ مِائَتَىْ دِرْهَمٍ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ وَفِي الْغَنَمِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِنْ زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَشَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِنْ زَادَتْ فَثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيْهَا شَيْئٌ وَفِي الْبَقَرِ فِيْ كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعٌ وَفِي الْاَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْئٌ۔

(۱۷۹۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے جو تجارت کے لیے نہ ہوں تم چاندی کی زکوٰۃ لاؤ جب کہ پورے دوسو درہم ہوں۔ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور اگر ایک سونوے درہم ہوں تو کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جب کہ دوسو درہم پورے ہوں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ کے واجب ہیں۔ (ترمذی' ابوداود)

اور ابوداود کی ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ادا کرو (یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم) اور دوسو درہم سے کم میں کچھ نہیں ہے جب دوسو درہم پورے ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ کے واجب ہوں گے اور دوسو سے جس قدر زیادہ ہوں ان پر اسی حساب سے زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور بکریوں میں ہر چالیس بکری میں ایک بکری میں زکوٰۃ واجب ہے اور ایک سوبیس بکری تک۔ اور جب ایک بکری ان میں زیادہ ہو جائے (یعنی ایک سو اکیس بکریاں ہو جائیں) تو دوسو بکریوں تک دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا واجب ہوں گی' اور جب ایک ان پر زیادہ ہو جائے تو تین سو بکریوں تک تین بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہوں گی۔ اور جب تین سو پر زیادہ ہو جائے تو ہر سینکڑہ میں ایک بکری واجب ہوگی۔ اور جب انتالیس ہی بکریاں ہوں تو تم پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اور گائے بیل میں (یعنی ہر تیس گائے بیل میں) ایک برس کا بچھڑا زکوٰۃ میں واجب ہوگا اور چالیس میں دو برس کی ایک گائے واجب ہوگی اور کام کرنے والے جانوروں پر کچھ نہیں ہے۔ یعنی جو بیل ہل چلانے والے ہوں یا لادنے کے کام میں آتے ہوں تو اگرچہ یہ نصاب کو پہنچ جائیں تب بھی ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

۱۷۹۹۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب زکاۃ السائمۃ ۱۵۷۴/ الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ الذھب والورق ٦٢١ ابن ماجه ۱۷۹۰۔

(۱۸۰۰) وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً۔ رَوَاهُ ابوداوٗد والتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۱۸۰۰) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو ملک یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ ہر تیس گائے میں سے ایک سالہ بچھڑا یا ایک سالہ بچھیا زکوٰۃ میں وصول کر لیا کرو، اور ہر چالیس گائے میں سے دو سالہ گائے زکوٰۃ میں لے لیا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی)

(۱۸۰۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْمُعْتَدِيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۸۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوٰۃ میں زیادتی کرنے والا زکوٰۃ کے منع کرنے والے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: ...... یعنی واجبی زکوٰۃ سے زیادہ وصول کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کرنے والا بڑا مجرم اور گناہ گار ہے۔ اسی طرح سے واجبی زکوٰۃ سے زیادہ وصول کرنے والا بھی گناہ گار ہے تو یہ دونوں گناہ کے اعتبار سے برابر ہو گئے۔

(۱۸۰۲) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَيْسَ فِيْ حَبٍّ وَّلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ)) رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

(۱۸۰۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانے اور غلے اور کھجور میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے یہاں تک کہ وہ پانچ وسق کی مقدار کو پہنچ جائیں اور پانچ وسق کی مقدار تقریباً بیس من سے کچھ زیادہ ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ (نسائی)

(۱۸۰۳) وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ الصَّدَقَةُ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرُ مُرْسَلٌ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(۱۸۰۳) حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وہ خط موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا تھا جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ گیہوں، جو، کشمش، انگور اور کھجور میں زکوٰۃ وصول کر لیا کرو۔ (شرح سنہ میں یہ روایت مرسل طریقے سے آئی ہے)

توضیح: ...... یعنی جب یہ غلہ جات نصاب کو پہنچ جائیں تو ان میں سے عشر لینا واجب ہوگا اور اسی حکم میں دھان، مٹر، چنا اور دیگر اس قسم کی جنسیں بھی شامل ہیں۔

۱۸۰۰۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب فی زکاۃ السائمۃ (۱۵۷۴)، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ البقر (۶۲۳)، النسائی کتاب الزکاۃ باب زکاۃ البقر (۲۴۵۲)، ابن ماجه، (۱۸۰۳)، دارمی کتاب الزکاۃ باب زکاۃ البقر (۱۶۲۴)

۱۸۰۱۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب زکاۃ السائمۃ (۱۵۸۵)، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی المتعدی فی الصدقة (۶۴۶)، ابن ماجه (۱۸۰۸)

۱۸۰۲۔ صحیح، سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الحبوب (۲۴۸۷)، مسلم (۹۷۹)

۱۸۰۳۔ حسن، شرح السنة (۶/ ۴۰ حاکم ۱/ ۴۰۱)، السنن الکبری للبیهقی (۴/ ۱۲۸، مسند احمد (۵/ ۲۲۸)، نیز دیکھئے: ارواء الغلیل (۸۰۱)

(١٨٠٤) وَعَنْ عَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((فِيْ زَكٰوةِ الْكُرُوْمِ اِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا تُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدّٰى زَكٰوتُهٗ زَبِيْبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكٰوةُ النَّخْلِ تَمْرًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ و اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۰۴) عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کی زکوٰۃ کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ان کا اندازہ کیا جائے گا جس طرح کھجوروں کا اندازہ کیا جاتا ہے' پھر انگوروں میں سے کشمش کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی جس طرح کھجوروں کی زکوٰۃ میں سے چھوہارے ادا کیے جاتے ہیں۔ (ترمذی' ابوداوٗد)

توضیح: ...... خرص کے معنی تخمینہ اور اندازہ کرنے کے ہیں یعنی ان انگوروں کا یہ اندازہ کیا جائے گا کہ خشک ہونے کے بعد ان کا کیا وزن ہوتا ہے تو خشک انگور کے موافق اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی جس طرح سے تازی کھجوروں کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ خشک ہو جانے کے بعد ان چھوہاروں کا کیا وزن ہوتا ہے تو ان خشک کھجوروں کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(١٨٠٥) سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ ((اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوْا الثُّلُثَ فَاِنْ لَّمْ تَدَعُوْا الثُّلُثَ فَدَعُوْا الرُّبُعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ و اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ۔

(۱۸۰۵) سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب تم اندازہ کرو تو جتنا تم نے زکوٰۃ کے مقدار کا اندازہ کیا ہے تو اس کے دو تہائی لو اور ایک تہائی مالک کے لیے چھوڑ دو اور اگر ایک تہائی نہیں چھوڑتے تو چوتھائی چھوڑ دو۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی)

توضیح: ...... یہ حکم زکوٰۃ وصول کرنے والوں کے لیے ہے کہ جب زکوٰۃ کی ایک مقدار معین کی جا چکی ہے تو اس میں تین حصے کر لیے جائیں' دو حصے یعنی دو تہائی زکوٰۃ لے کر بیت المال میں داخل کر دیں' اور اسی زکوٰۃ کی ایک تہائی مالک کے حوالے چھوڑ دیں تاکہ وہ دیگر سائلوں اور ہمسایوں اور حاجت مندوں کو دے سکے۔

(١٨٠٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَبْعَثُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ رَوَاحَةَ اِلٰى يَهُوْدَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِيْنَ يَطِيْبُ قَبْلَ اَنْ يُّؤْكَلَ مِنْهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کرتے تھے' وہ کھجوروں کی مقدار کا اندازہ اس وقت کرتے تھے جب کہ اس میں شیرینی ظاہر ہو جاتی تھی لیکن کھانے کے لائق نہیں ہوتی تھیں۔ (ابوداوٗد)

یعنی پکنے سے پہلے اس کا اندازہ لگا لیتے تھے۔

(١٨٠٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((فِي الْعَسَلِ فِيْ كُلِّ عَشَرَةِ اَزُقٍّ زِقٌّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَلَا يُصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ هٰذَا الْبَابِ كَثِيْرُ شَيْءٍ۔

(۱۸۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ ہر دس مشک میں ایک مشک عشر ہے (ترمذی)۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (یعنی جب شہید کے دس مشک ہو جائیں تو ان میں سے ایک مشک شہد عشر لیا جائے گا)

١٨٠٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب فی خرص العنب (١٦٠٣)، الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی الخرص (٦٤٤)، سعید بن المسیب نے سیدنا عتاب سے کچھ نہیں سنا لہٰذا ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

١٨٠٥۔ حسن، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب فی الخرص (١٦٠٥)، الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی الخرص (٦٤٣)، النسائی كتاب الزكاة باب كم يترك الخارص (٢٤٩٣)

١٨٠٦۔ حسن، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب حتى يخرص التمر (١٦٠٦)، موطا الامام مالك (٢/ ٧٠٣، ٧٠٤ ح ١٤٤٩، ١٤٥٠)

١٨٠٧۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی زكاة العسل (٦٢٩)، شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

زیور کی زکوٰۃ کی فرضیت

(۱۸۰۸) وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۸۰۸)(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے سامنے وعظ فرمایا اور اس وعظ میں عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عورتو! تم اپنے مال کی زکوٰۃ نکالا کرو اگرچہ وہ تمہارے زیور ہی میں سے ہو' کیونکہ جہنم میں قیامت کے دن زیادہ تر عورتیں جائیں گی۔ (ترمذی)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت' مالدار' صاحب نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے' اور اگر اس کے پاس چاندی سونے کے زیورات ہوں اور وہ نصاب شرعی کو پہنچ جائیں تو ان زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے' اس کی مزید دلیلیں آئندہ آ رہی ہیں۔

(۱۸۰۹) وَعَنْ عَمْرِوْ بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِیْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا ((تُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ)) قَالَتْ لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَ كُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ)) قَالَتْ لَا قَالَ ((فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَى الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَ هٰذَا وَالْمُثَنّٰى ابْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيْعَةَ يُضَعَّفَانِ فِی الْحَدِيْثِ وَلَا يَصِحُّ فِیْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم شَیْءٌ۔

(۱۸۰۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اس حال میں کہ ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے؟ ان دونوں عورتوں نے کہا' ہم اس بات کو ہرگز پسند نہیں کریں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے کہا ہے کہ مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا ہے اور مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف بتائے گئے ہیں اور زیورات کی زکوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث نہیں آئی ہے لیکن متعدد طریقے سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن کے درجہ تک اس قسم کی روایتیں پہنچ جاتی ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ زیورات میں بھی زکوٰۃ ہے اور بعض روایتوں میں چاندی و سونے کا لفظ آیا ہے خواہ وہ زیور کی شکل میں ہو یا درہم کی شکل میں ہوں' سونے چاندی میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ نصاب کو پہنچ جائیں۔ اسی میں احتیاط ہے۔

(۱۸۱۰) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَلْبَسُ اَوْضَاحًا مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكَنْزٌ هُوَ فَقَالَ ((مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدّٰى زَكٰوتُهٗ فَزُكِّیَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۸۱۰) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کی وضح (زیور) پہنا کرتی تھی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ کنز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس مال کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو کنز ہے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہے وہ کنز میں شمار نہیں ہے (اس روایت کو مالک اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

۱۸۰۸۔ صحیح، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ الحلی (٦٣٥)، واصلہ عند البخاری (١٤٦٦)، مسلم (١٠٠٠)
۱۸۰۹۔ اسنادہ حسن، سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی زکاۃ الحلی (٦٣٧)
۱۸۱۰۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب الکنز ما ھو وزکاۃ الحلی (١٥٦٤)، عطاء بن ابی رباح نے سیدہ ام سلمہ سے نہیں سنا۔

تنبیہ:...... مرفوعاً یہ روایت ثابت ہے دیکھئے الصحیحہ (۵۵۹)

توضیح:...... شرعی اصطلاح میں کنزاس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی گئی ہو جس کا بیان آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ میں آیا ہے۔ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وضح کے بارے میں دریافت فرمایا جو سونے کی ایک قسم کا زیور ہوتا ہے خواہ وہ کڑے ہوں یا پازیب کہ اس قسم کے زیور میں زکوٰۃ ہے کہ نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی' اور زکوٰۃ دینے کے بعد کنز میں شمار نہیں ہوگا۔

(۱۸۱۱) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۸۱۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم دیتے تھے اس مال کی زکوٰۃ دینے کی جو تجارت کے لیے ہم تیار کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... تجارت کے مال میں زکوٰۃ کے دینے کا آپ ﷺ حکم فرماتے تھے جبکہ وہ نصاب کی مقدار کا ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((في الابل صدقتها وفي البقر صدقتها وفي البز صدقته.)) (احمد' دارقطنی) ''اونٹوں میں زکوٰۃ ہے' گائے میں زکوٰۃ ہے' اور تجارت کے کپڑوں میں زکوٰۃ ہے۔''

علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((الاجماع قائم على وجوب الزكوٰة في مال التجارة)) (سبل السلام) ''مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے پر علماء رحمہم اللہ کا اجماع واتفاق ہے۔''

محمد بن قدامہ مغنی میں فرماتے ہیں: ((تجب الزكوٰة في قيمة عروض التجارة في قول اكثر اهل العلم)) ''تجارتی مال کی قیمت میں اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے۔''

(۱۸۱۲) وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقْطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا تُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَّا الزَّكٰوةُ اِلَى الْيَوْمِ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۸۱۲) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن بہت سے صحابہ کرام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو مقام قبل کی کانیں جاگیر میں عطا فرمادی تھیں جو فرع کی جانب ہے اور اس کان کی زکوٰۃ اب تک وصول کی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... قبیلہ قبل کی طرف منسوب ہے جو ایک جگہ کا نام ہے' اور فرع بھی ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ اور مقام قبل کی کانوں کو رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث کو جاگیر میں دے دیا تھا اور ان کانوں کی اب تک صرف زکوٰۃ لی جاتی ہے۔ یعنی چالیسواں حصہ خمس نہیں لیا جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۱۸۱۳) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِيْ

(۱۸۱۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۸۱۱۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد کتاب الزكاة باب العروض اذا كانت للتجارة (۱۵۶۲)، خبیب مجہول اور جعفر بن سعد ضعیف راوی ہے۔

۱۸۱۲۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب في اقطاع الارضين (۳۰۶۱)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

الْخَضْرَا وَاتِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَرَايَا صَدَقَةٌ وَلَا فِي اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ)) وَلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ الصَّقْرُ الْجَبْهَةَ الْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيْدُ۔ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ۔

سبزیوں میں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے' اور نہ عرایا میں صدقہ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ ہے اور نہ کام کرنے والے جانوروں میں صدقہ ہے اور نہ جبہہ میں زکوٰۃ وصدقہ ہے۔ صقر راوی نے بیان کیا کہ جبہہ سے مراد گھوڑا' خچر اور غلام ہے۔ (دارقطنی)

توضیح: ...... سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن یہ روایت کمزور ہے اور عریہ میں بھی صدقہ نہیں ہے۔ اور عریہ یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس سوکھی کھجور موجود ہو لیکن نہ اس کے پاس نقد پیسہ ہو کہ وہ تازی کھجور خرید سکے' نہ اس کا کوئی باغ ہو یا درخت کہ اس میں سے تازی کھجور اپنے بال بچوں کو کھلائے تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ کسی باغ والے کو سوکھی کھجور اندازے سے دے کر اس کے بدلے وہ کھجور جو درخت پر لگی ہوئی ہے خرید لے۔ اس کو آنحضرت ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے درست رکھا مگر یہ شرط لگائی کہ پانچ وسق سے کم کا معاملہ کرے کیونکہ اس سے زیادہ کی بال بچوں کے کھلانے کے لیے ضرورت نہیں ہوتی۔

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو سوا پلہ کے قریب ہے' ایک پلہ تین من کا ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک وسق دو پلوں کا یعنی دو سو چالیس سیر کا ہوتا ہے۔ کھجور پر دوسرے میووں کا بھی قیاس ہو سکتا ہے' جیسے انگور وغیرہ کا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا عَرِیَّہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ میں سے ایک یا دو درخت کا میوہ کسی محتاج کو دے پھر بار بار اس محتاج کے باغ میں آنے سے باغ کے مالک کو تکلیف ہو تو وہ اس درخت کا میوہ اندازہ کر کے اسی قدر خشک میوے کے بدلے اس سے خرید لے۔

بعض نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ مسکین جس کو ایک یا دو درخت کا میوہ ملا ہو' اس کے کٹنے تک کا انتظار نہ کر سکے تو اندازہ سے خشک میوے کے بدلے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے یہ درست ہے۔

((رخص فی بیع العریة بالرطب او بالتمر))

''(وہ کھجور جو ابھی درخت پر ہو) کی بیع تازی یا خشک کھجور کے بدلے اندازے سے آپ ﷺ نے درست رکھی ہے۔''

عوامل: ...... کام کرنے والے جانور کو کہتے ہیں خواہ ہل جوتنے والے ہوں یا لادنے والے ہوں اس قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جو گھوڑے' خچر اور غلام خدمت کے لیے ہیں ان میں صدقہ نہیں ہے۔

(۱۸۱٤) وَعَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اُتِيَ بِوَقَصِ الْبَقَرِ فَقَالَ لَمْ يَاْمُرْنِيْ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ۔ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ اَلْوَقْصُ مَالَمْ يَبْلُغِ الْفَرِيْضَةَ۔

(۱۸۱۴) حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جانوروں کی اتنی مقدار لائی گئی جن میں زکوٰۃ نہیں ہے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس میں زکوٰۃ لینے کا حکم نہیں دیا ہے۔ (دارقطنی' شافعی)

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وقص وہ جانور ہے جو فرضی نصاب کو نہ پہنچے' جیسے پانچ اونٹوں سے کم یا تیس گائے سے کم یا چالیس بکریوں سے کم۔

۱۸۱۳۔ اسنادہ ضعیف، سنن الدارقطنی (۲/ ۹٤، ۹۵ ح ۱۸۹۰) کتاب الزکاة باب لیس فی الخضروات صقر بن حبیب اور احمد بن حارث البصری دونوں ضعیف راوی ہیں۔

۱۸۱٤۔ اسنادہ ضعیف، سنن الدارقطنی (۲/ ۹۹ ح ۱۹۱۰ کتاب الزکاة باب لیس فی الخضروات صدقة طاوس اور سیدنا معاذ کے درمیان انقطاع ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر کا بیان

فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں چونکہ روزے کی حالت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات ہو ہی جاتی ہے اور کچھ گناہ کے کام بھی ہو جاتے ہیں تو جب رمضان شریف ختم ہو جائے تو اس روزہ کھلنے کی خوشی' اللہ تعالیٰ کے شکریہ اور اپنے گناہوں کے کفارہ میں صدقہ و خیرات کرنے کو صدقۃ الفطر کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کی طرح صدقۃ الفطر بھی فرض ہے۔ صدقۃ الفطر تمام مسلمانوں پر فرض ہے خواہ امیر ہو یا غریب' مرد ہو یا عورت' آزاد ہو یا غلام' چھوٹا ہو یا بڑا۔ صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کے لیے مالک نصاب ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہر ایک شخص پر ایک صاع ہے جو انگریزی سیر کے حساب سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی طرف سے پونے تین سیر گیہوں' چاول' چنا' کھجور' منقّٰی' پنیر اور دیگر قسم کا غلہ جو کھانے کے کام آتا ہے اس میں سے جو آسان ہو دے دے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاع گیہوں' یا ایک صاع جَو یا کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقّٰی صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اگر غریب آدمی آدھا صاع گیہوں دے گا تو ادا ہو جائے گا۔ اور یہ صدقہ فطر رمضان شریف کے آخری دن کے آفتاب غروب ہو جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور عید کی نماز سے پہلے تک رہتا ہے۔

علامہ ابن خدامہ فرماتے ہیں کہ:

((فاما وقت الوجوب فهو وقت غروب الشمس من اخر يوم من رمضان)) (مغنی)

''صدقہ فطر کا وجوب رمضان کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے بعد سے ہوتا ہے۔''

اس صدقہ کو افطار (روزہ کھولنے) کا صدقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ افطار آفتاب غروب ہونے کے بعد کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زکوٰۃ الفطر فرمایا ہے۔ اسی لیے افطار یعنی رمضان کے آخری دن آفتاب کے غروب کے بعد سے صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے اگر ایک دو روز پہلے ادا کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

((كانوا يعطون قبل الفطر بيوم او يومين)) (بخاری)

''عید الفطر سے ایک دو دن پہلے صدقۃ الفطر دے دیا کرتے تھے۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

صدقہ فطر کی فرضیت

(١٨١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ

(۱۸۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے صدقۃ الفطر کو فرض کیا ہے ہر مسلمان مرد، عورت، چھوٹے بڑے غلام آزاد پر کہ ایک صاع کھجور یا جو نکالیں اور یہ حکم دیا ہے کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

صدقہ فطر کی مقدار

(۱۸۱٦) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِالْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْصَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۱٦) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زکوٰۃ الفطر نکالتے تھے۔ کھانے (یعنی گیہوں میں سے) ایک صاع اور جو میں سے ایک صاع اور کھجور میں سے ایک صاع، اور پنیر میں سے ایک صاع، اور کشمش میں سے ایک صاع۔ (بخاری، مسلم)

یعنی مذکورہ چیزوں میں سے ایک ایک صاع نکالتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ......دوسری فصل

(۱۸۱۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ فِىْ اٰخِرِ رَمَضَانَ اَخْرِجُوْا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْنِصْفَ صَاعٍ مِّنْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْمَمْلُوْكٍ ذَكَرٍ اَوْاُنْثٰى صَغِيْرٍ اَوْكَبِيْرٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۸۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان شریف کے آخر میں لوگوں سے کہا کہ تم اپنے روزے کی زکوٰۃ ادا کرو جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرض کیا ہے کہ کھجور میں سے ایک صاع ادا کرو یا جو میں سے ایک صاع یا آدھا صاع گیہوں ہر آزاد اور غلام، مرد عورت، چھوٹے بڑے کی طرف سے۔ (ابو داؤد، نسائی)

(۱۸۱۸) وَعَنْهُ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کو اس لیے فرض کیا ہے تاکہ روزے داروں کے روزوں کو بیہودہ باتوں اور لغو کاموں سے پاک کر دیں اور غریب و مسکینوں کے لیے کھانا ہو جائے۔ (ابو داؤد)

۱۸۱۵۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب فرض صدقه الفطر (۱۵۰۳)، مسلم کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الفطر علی المسلمین (۹۸٤)، [۲۲۸۷]

۱۸۱٦۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب صدقة الفطر صاعا من طعام (۱۵۰٦)، مسلم کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الفطر علی المسلمین (۹۵۸)[۲۲۸۳]

۱۸۱۷۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب من روی نصف صاع من قمح (۱٦۲۲)، النسائی کتاب الزکاۃ باب مکیلة زکاۃ الفطر (۲۵۱۰، ۲۵۱۲)، حسن بصری نے سیدنا ابن عباس سے نہیں سنا، لیکن اس مفہوم کی مرفوع حدیث ثابت ہے۔

۱۸۱۸۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الفطر (۱٦۰۹)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(۱۸۱۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ مُنَادِيًا فِیْ فِجَاجِ مَكَّةَ اَلَا اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْكَبِيْرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْسِوَاهُ اَوْصَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۸۱۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے گلی کوچوں میں ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ ان لوگوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد عورت' آزاد' چھوٹے بڑے سب پر فرض ہے' گیہوں میں سے آدھا صاع یا اس کے علاوہ دیگر غلہ جات میں سے ایک صاع۔ (ترمذی)

صدقہ فطر سب پر فرض ہے

(۱۸۲۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ اَوْثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صُعَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ اَثْنَيْنِ صَغِيْرٍ اَوْكَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْعَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْاُنْثٰى اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۸۲۰) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو واجب کیا ہے ہر دو آدمی کی طرف سے ایک صاع گیہوں ادا کیا جائے گا خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے' آزاد ہوں یا غلام' مرد ہوں یا عورت' تمہارے غنی کو اللہ تعالیٰ پاک کرے گا اور تمہارے فقیر کو جتنا وہ دے گا اس سے زیادہ عطا فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

توضیح: ......ان تینوں روایتوں سے پتہ چل رہا ہے کہ آدھا صاع گیہوں ایک آدمی کی طرف سے دے دینا کافی ہو جائے گا۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہر چیز میں سے ایک ایک صاع دینا چاہیے۔ محدثین کرام نے فرمایا ہے کہ آدھا صاع والی مرفوع روایتیں سب کمزور ہیں اور ایک صاع والی روایت قوی ہے لہٰذا ایک صاع والی روایت راجح ہو گی' اور اگر کوئی غریب آدمی آدھا صاع نکال دے تو بعض علماء کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

❁❁❁❁

۱۸۱۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی صدقۃ الفطر، (٦٧٤)، ابن جریج مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۱۸۲۰۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب من روی نصف صاع بن قمح، (١٦١٩)

بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

صدقہ کن کن لوگوں کو لینا جائز نہیں ہے

(۱) اہل بیت نبوی سید اور بنو ہاشم یعنی اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ و عقیل رضی اللہ عنہ و جعفر رضی اللہ عنہ و عباس رضی اللہ عنہ ان کو مال زکوٰۃ میں سے دینا اور انہیں جان بوجھ کر لینا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انا لا ناکل الصدقة)) (بخاری) ''ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

((انا لا یحل لنا الصدقة)) (مسلم) ''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عامل بن کر اجرت لینا بھی مال زکوٰۃ سے جائز نہیں ہے جیسا کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((ان الصدقة لا یحل لنا.)) (ترمذی) ''صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ((ان هذه الصدقة انما هی اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لال محمد))(مسلم) ''یہ صدقہ زکوٰۃ لوگوں کا میل کچیل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے حلال نہیں ہے۔''

((وان مولی القوم من انفسهم)) (ابوداؤد) ''قوم کا آزاد کیا ہوا غلام انہی سے شمار ہوتا ہے۔''

(۲) غنی مالدار صاحب نصاب کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة لغاز فی سبیل الله او لعامل علیها او لغارم او لرجل اشتراها بماله او لرجل کان له جار مسکین فتصدق علی المسکین فاهدی المسکین للغنی.)) (ابوداؤد' مالك)

''کسی غنی کو صدقہ زکوٰۃ لینا حلال نہیں ہے لیکن پانچ قسم کے غنیوں کو لینا جائز ہے: (۱) جہاد اور غزوہ کرنے والے کے لیے۔ (۲) زکوٰۃ کے تحصلدار کے لیے (۳) تاوان بھرنے والے کے لیے (۴) یا اس کے لیے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کی چیز کو خریدے (۵) یا وہ شخص جس کا پڑوسی مسکین ہو اور کسی نے اس کو زکوٰۃ و صدقہ دیا ہو اور وہ مسکین کچھ اس کو بھی ہدیہ میں دے تو اس کو ہدیہ میں زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(۱۸۲۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ ((لَوْ لَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ

(۱۸۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ پر ایک کھجور پڑی ہوئی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۸۲۱۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما یتنزه من الشبهات (۲۰۵۵)، مسلم کتاب الزکاة باب تحریم الزکاة علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اله (۱۰۷۱)[۲۴۷۸]

مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے فرمایا کہ اگر میں اس بات سے نہ ڈرتا کہ یہ کھجور صدقے کی ہوگی تو میں کھا لیتا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی یہ پڑی ہوئی کھجور ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ہو اور زکوٰۃ کا مال کھانا میرے لیے جائز نہیں ہے اگر اس بات کا یقین ہوتا کہ یہ کھجور زکوٰۃ میں سے نہیں ہے تو میں کھا لیتا۔

زکوٰۃ اہل بیت کے لیے جائز نہیں

(۱۸۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دور کرو' اس کو دور کرو' پھینک دو۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح زکوٰۃ اور صدقہ کا مال استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں تھا اسی طرح سے آپ کی اولاد کے لیے حلال نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن چیزوں سے بڑوں کو بچنا ضروری ہے ان چیزوں سے بچوں کو بھی بچانا ضروری ہے جس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تھی اس وقت آپ بچے تھے آپ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ زکوٰۃ کا مال اہل بیت پر حرام ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے نفرت دلانے کے لیے لفظ کخ کخ فرمایا۔ یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے کہ جب بچے کو کسی چیز سے روکا جاتا ہے یا پلیدی اور ناپاک چیز سے نفرت دلائی جاتی ہے جیسے اُردو میں لفظ چھی چھی بول کر بچے کو ناپاکی سے روکا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ سے کھجور نکال کر پھینک دی۔

صدقہ وزکوٰۃ تو مال کا میل کچیل ہے

(۱۸۲۳) وَعَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۲۳) حضرت عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صدقہ اور زکوٰۃ لوگوں کا میل کچیل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... (اور دوسری بات یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے' (اور تیسری بات یہ ہے کہ ان کو صدقہ کا گوشت دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' اور اس وقت ہانڈی چولہے پر تھی جس میں گوشت پک رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا: روٹی لائی گئی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نہیں دیکھ رہا ہوں کہ چولہے پر ہانڈی چڑھی ہوئی ہے جس میں گوشت ہے۔ یعنی یہ گوشت جو پک رہا ہے اس میں سے مجھ کو دو۔ لوگوں نے کہا ہاں

۱۸۲۲۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب ما یذکر فی الصدقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۴۹۱)، مسلم کتاب الزکاۃ باب تحریم الزکاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الہ (۱۰۶۹)[۲۴۷۳]

۱۸۲۳۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ ترك استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ (۱۰۷۲)[۲۴۸۱]

ضرور گوشت پک رہا ہے لیکن یہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ کو دیا گیا ہے اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... بریرہ ایک لونڈی کا نام ہے اور اس کے خاوند کا نام مغیث تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی غلام تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کیا اس وقت ان کے خاوند غلام تھے تو آپ ﷺ نے بریرہ کو خیارِ عتق دیا۔ یعنی اس وقت اگر خاوند کو اختیار کرنا چاہیں اور ان کی زوجیت میں رہنا چاہیں تو رہ سکتی ہیں اور اگر ان سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو علیحدہ ہو سکتی ہیں' اور اپنے نفس کو اختیار کرنا طلاق کے حکم میں ہے اس لیے علماء کرام کا یہ ارشاد ہے کہ جب لونڈی آزاد ہو جائے اور اس وقت اس کا خاوند غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہے کہ نکاح توڑ ڈالے یا باقی رکھے' اور جب خاوند آزاد ہو تو اختیار نہیں ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔

بعض روایتوں میں یہ ہے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا تو محدثین کے نزدیک یہ روایت شاذ ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ لونڈی کا ولاء یعنی میراث اس شخص کو ملے گا جو اس کو آزاد کرے۔ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کیے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مر جائے تو آزاد کرنے والا ہی اس کا وارث ہوگا۔

ہدیہ اور صدقہ وزکوٰۃ کی تحقیق کرنی چاہیے

(١٨٢٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِیَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ یَاْكُلْ وَاِنْ قِیْلَ هَدِیَّةٌ ضَرَبَ بِیَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۸۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کہیں سے آپ کے پاس کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ دریافت فرما لیتے کہ یہ ہدیہ اور تحفہ ہے یا صدقہ اور زکوٰۃ ہے' اگر کہا جاتا یہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم اس کو کھا لو اور آپ اس میں سے تناول نہیں فرماتے' اور اگر کہا جاتا یہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ ہاتھ بڑھا کر ان کے ساتھ تناول فرما لیتے۔ (بخاری مسلم) (یہ آپ ﷺ کا دریافت کرنا بطور تقویٰ اور پرہیزگاری کے تھا)

(١٨٢٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ فِیْ بَرِیْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَی السُّنَنِ اَنَّهَا عَتَقَتْ فَخُیِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ خُبْزٌ وَاُدُمٌ مِنْ اُدُمِ الْبَیْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِیْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِیْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَیْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِیَّةٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۸۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کرنا چاہا تو بریرہ کے مالکوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ ولاء ہم لیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ان کی یہ شرط غلط ہے۔ ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ اور تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کسی غریب محتاج کو صدقہ دیا جائے' اور وہ اپنے طرف سے مالدار یا سید کو تحفہ کے طور پر دے تو وہ صدقہ مالدار اور سید کو کھانا درست ہے کیونکہ یہ اس کے حق میں تحفہ ہے ملکیت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے۔

١٨٢٤۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب قبول الهدیة (٢٥٧٦)، مسلم کتاب الزکاة باب قبول النبی ﷺ الهدیة ورده الصدقة (١٠٧٧)[٢٤٩١]

١٨٢٥۔ صحیح بخاری کتاب الطلاق باب لا یکون بیع الامة طلاقاً (٥٢٧٩)، مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق (١٥٠٤)[٣٧٨٦]

آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے

(۱۸۲۶) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۸۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے یعنی ہدیہ کے بدلے میں آپ ﷺ بھی ہدیہ دے دیتے۔ (بخاری)

(۱۸۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۱۸۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک بکری کی پنڈلی کھانے کے لیے مجھے بلایا جائے تو میں قبول کروں گا (یعنی معمولی چیز کھانے کی دعوت دی جائے تو منظور کرلوں گا) اور اگر دست تحفہ میں میرے پاس بھیجا جائے تو اسے میں قبول کرلوں گا۔ (بخاری)

یعنی معمولی سے معمولی چیز اگر تحفہ میں میرے پاس بھیجی جائے تو اسے قبول کرلوں گا۔

مسکین کون ہے

(۱۸۲۸) وَعَنْه رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں پر پھرتا ہے اور ایک لقمہ دو لقمہ اور ایک کھجور اور دو کھجور مانگتا پھرتا ہے (کہ ایک ہی لقمہ یا دو ہی لقمہ یا ایک ہی کھجور یا دو کھجور اس کو مل جائے۔) لیکن اصل مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جس سے لوگوں سے بے نیاز ہو جائے اور اس کا محتاج ہونا بھی کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر مانگتا ہی ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی جو در بدر بھیک مانگے ایک ایک لقمہ مانگتے پھرتے ہیں، یہ مسکین نہیں ہیں، اصل مسکین تو وہی ہے جو حاجت مند اور ضرورت مند ہو، اور نہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ لوگوں سے بے پرواہ ہو، اور اس کا مسکین ہونا کسی کو معلوم بھی نہیں کہ صدقہ خیرات دیا جائے، اور نہ کسی کے گھر پر کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے تو ایسے مسکین کو دینا ثواب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

زکوٰۃ اور صدقات کن کے لیے جائز نہیں

(۱۸۲۹) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

(۱۸۲۹) حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۸۲۶۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب المکافاة فی الهبة (۲۵۸۵)

۱۸۲۷۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب القلیل من الهبة (۲۵۶۸)

۱۸۲۸۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب قول اللہ تعالیٰ لا یسالون الناس الحافا (۱۴۷۹)، مسلم کتاب الزکاة باب المسکین الذی لایجد غنی (۱۰۳۹)[۲۳۹۳]

۱۸۲۹۔ اسناده صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب الصدقة لی بنی هاشم (۱۶۵۰)، الترمذی کتاب الزکاة باب (۶۵۷)، النسائی کتاب الزکاة باب مولی القوم منهم (۲۵۱۳)

بَعَثَ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ عَلَی الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِاَبِیْ رَافِعٍ نِاصْحَبْنِیْ كَیْمَا تُصِیْبَ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰی اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَسْئَلَهٗ فَانْطَلَقَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ ((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِیَ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

بنو مخزوم کے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو تا کہ تم بھی اس میں سے حاصل کر لو۔ تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پوچھ لوں۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے اور قوم کا آزاد کیا ہوا قوم میں سے شمار ہوتا ہے۔ (ابوداوٗد' نسائی' ترمذی)

توضیح:...... حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد شدہ غلام تھے ان کو زکوٰۃ لینے سے منع فرمایا چونکہ یہ بنی ہاشم کے حکم میں آ گئے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ سیدوں کے آزاد شدہ غلام کو بھی جو کمانے کی اہلیت رکھتا ہو۔

(ترمذی' ابوداوٗد' دارمی' احمد' نسائی' ابن ماجہ)

(۱۸۳۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ

(۱۸۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ مالدار کے لیے صدقہ لینا حلال ہے، اور نہ اس شخص کے لیے حلال ہے جو تندرست اور طاقت ور ہو جو کمانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ (ترمذی، ابوداوٗد، دارمی)

(مالدار صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے' اور نہ تندرست طاقتور آدمی کے لیے زکوٰۃ لینا مناسب ہے۔ اگر یہ غریب محتاج ہو اور صاحب نصاب نہ ہو تو لے سکتا ہے لیکن مناسب نہیں ہے)

(۱۸۳۱) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

(۱۸۳۱) نیز احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(۱۸۳۲) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رَجُلَانِ اَنَّهُمَا اَتَیَا النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ یَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَاَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِیْنَا النَّظَرَ وَخَفَضَهٗ فَرَاٰنَا جَلْدَیْنِ فَقَالَ ((اِنْ شِئْتُمَا اَعْطَیْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِیْهَا لِغَنِیٍّ وَلَا لِقَوِیٍّ مُّكْتَسِبٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

(۱۸۳۲) حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے دو آدمیوں نے یہ خبر دی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر اس وقت حاضر ہوئے کہ آپ ﷺ زکوٰۃ کا مال تقسیم کر رہے تھے' تو انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر نیچی کر لی یعنی ان کو سر سے پاؤں تک دیکھا' تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ دونوں تندرست اور طاقتور ہیں۔

۱۸۳۰۔ اسنادہ حسن، دارمی کتاب الزکاۃ باب من تحل له الصدقة (۱۶۹۹)، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب من یعطی من الصدقة (۱۶۳٤)، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء من لا تحل له الصدقة (٦٥٢)

۱۸۳۱۔ صحیح، مسند احمد (۲/ ۳۸۹) مختصراً، النسائی کتاب الزکاۃ باب اذا لم یکن له دراهم وکان له عدلها (۲۵۹۸)، ابن ماجه کتاب الزکاۃ باب من سال عن ظهر غنی (۱۸۳۹)

۱۸۳۲۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب یعطی الصدقه (۱٦۳۳) النسائی کتاب الزکاۃ باب مسأله الغنی المکتب (۲۵۹۹)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو دے سکتا ہوں لیکن اس زکوٰۃ میں نہ مالدار کا حصہ ہے اور نہ اس کا حصہ ہے جو تندرست' طاقتور اور کمانے پر قادر ہو۔ (ابوداؤد' نسائی)

اغنیاء جن کے لیے زکوٰۃ جائز ہے

(١٨٣٣) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رحمه الله مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا اَوْ لِغَارِمٍ اَوْ لِرَجُلٍ اِشْتَرَاهَا بِمَالِهِ اَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهٗ جَارٌ مِّسْكِيْنٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَاَهْدَى الْمِسْكِيْنُ لِلْغَنِيِّ)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوُدَ

(۱۸۳۳) حضرت عطار بن یسار رحمہ اللہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی غنی کو صدقہ زکوٰۃ لینا حلال نہیں ہے لیکن پانچ قسم کے غنیوں کو لینا جائز ہے (۱) جہاد اور غزوہ کرنے والے کے لیے (۲) زکوٰۃ کے تحصیلدار کے لیے۔ (۳) تاوان بھرنے والے کے لیے۔ (۴) یا اس کے لیے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کی چیز کو خرید لے۔ (۵) یا وہ شخص جس کا پڑوسی مسکین ہو اور کسی نے اس کو زکوٰۃ وصدقہ دیا ہو۔ اور وہ مسکین کچھ اس کو بھی ہدیہ میں دے تو اس کو ہدیہ میں زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے۔ (ابوداؤد' موطا امام مالک)

(١٨٣٤) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَوِابْنِ السَّبِيْلِ۔

(۱۸۳۴) اور ابوداؤد کی روایت میں جو ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے یا مسافر کے لیے۔

(١٨٣٥) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهٗ فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَعْطِنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهٖ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيْهَا هُوَ فَجَزَّاَهَا ثَمَانِيَةَ اَجْزَاءٍ فَاِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْاَجْزَاءِ اَعْطَيْتُكَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۸۳۵) زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی' اس کے بعد حارث نے ایک لمبی حدیث بیان کی اور کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ کا مال مانگا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ اور زکوٰۃ کے بارے میں نہ نبی کے فیصلہ سے راضی ہوا نہ غیر نبی کے۔ بلکہ اس کے بارے میں اس نے خود ہی فیصلہ کیا ہے اور اس کے آٹھ مصارف کو بیان فرمایا ہے یعنی آٹھ قسم کے لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں) اگر تو ان آٹھوں قسموں میں سے کسی قسم میں داخل ہے تو تجھے زکوٰۃ دے دیتا ہوں اور اگر ان میں سے نہیں ہے تو تیرے لیے زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

١٨٣٣۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب یجوزله اخذ الصدقة وهو غنی (١٦٣٥)، موطا امام مالک کتاب الزکاۃ باب اخذ الصدقة ومن یجوزله (١/ ٢٦٨ ح ٦٠٨)، عن ابی سعید الخدری کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ موصولا بھی ثابت ہے دیکھئے: ارواء الغلیل (٨٧٠)

١٨٣٤۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب من یجوزله اخذ الصدقة وهو غنی (١٦٣٧)، عطیہ العوفی ضعیف راوی ہے۔

١٨٣٥۔ اسنادہ ضعیف. سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب من یعطی من الصدقة وهو الغنی (١٦٣٠)، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۱۸۳۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَاَعْجَبَهٗ فَسَاَلَ الَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَرَدَعَلٰى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَاِذَا نَعَمٌ مِّنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهٗ فِيْ سِقَائِيْ فَهُوَ هٰذَا فَاَدْخَلَ عُمَرُ يَدَهٗ فَاسْتَقَاءَهٗ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۸۳۶) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا جو ان کو بہت لذیذ معلوم ہوا تو دودھ پلانے والے سے پوچھا' یہ دودھ کہاں سے لائے ہو تو اس نے بتایا کہ وہ ایک پانی کی جگہ گیا جہاں صدقہ کے اونٹ پانی پی رہے تھے تو اونٹ والوں نے اونٹنیوں کا دودھ دوھویا اور وہاں کے غریبوں پر تقسیم کر دیا تو میں نے بھی تھوڑا سا دودھ اپنے مشک میں لے لیا تو یہ دودھ صدقہ اور زکوٰۃ کی اونٹنیوں کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو منہ میں داخل کیا اور قے کر دیا۔ (بیہقی' مالک)

توضیح: ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنا پر ایسا کیا ہے ورنہ غریب آدمی اگر ملی ہوئی زکوٰۃ کسی غنی کو تحفہ کے طور پر دے دے تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے کیونکہ ملکیت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزرا ہے۔

❁❁❁❁

۱۸۳۶۔ اسناده ضعيف، موطا امام مالك كتاب الزكاة باب ماجاء فى اخذ الصدقات (۱/ ۲۶۹ ح ۶۱۰)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ زید بن اسلم کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ وَمَنْ تَحِلُّ لَه

کس کے لیے سوال کرنا جائز ہے اور کس کے لیے جائز نہیں ہے؟

بلاضرورت سوال کرنے کی بڑی مذمت آئی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: ''جو لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ آگ جہنم کا انگارہ جمع کرتا ہے۔'' (مسلم) اور فرمایا کہ جس کے پاس صبح شام کا کھانا موجود ہو تو اس کے لیے سوال کرنا درست نہیں ہے۔'' مندرجہ ذیل حدیثیں سوال کی مذمت میں ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

بلاضرورت سوال کی ممانعت

(۱۸۳۷) عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَّالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ ((اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرُ لَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثَةٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَّالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ نِاجْتَاحَتْ مَالَهٗ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبُ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلٰثَةٌ مِّنْ ذَوِى الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوٰهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۳۷) حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کی ضمانت لے لی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر قرض کی ادائیگی کے لیے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہاں کچھ دن ٹھہر جاؤ جب ہمارے پاس صدقہ اور زکوٰۃ کا مال آ جائے گا تو اس میں سے دینے کا ہم حکم دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے قبیصہ! صرف تین شخصوں کے لیے سوال کرنا جائز ہے ایک تو وہ شخص جو کسی کے قرضے کا ضامن ہو گیا ہو تو وہ صرف اتنا مانگ سکتا ہے کہ اس سے قرضدار کے قرضہ کو ادا کر سکے تو اس کے لیے صرف اس قدر سوال کرنا درست ہے پھر اسکے بعد سوال سے رک جائے۔ اور دوسرا وہ شخص ہے جس پر کوئی مصیبت پڑی جس سے اس کا مال ضائع ہو گیا جیسے قحط سالی وغیرہ تو اس کو بقدر ضرورت سوال کرنے کی اجازت ہے اور جب وہ ضرورت پوری ہو جائے تو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ تیسرا وہ شخص کہ جس پر ایسی مصیبت پڑی جس سے وہ محتاج ہو گیا اور کھانے پینے کا کوئی سہارا نہیں رہا اور اس کے خاندان کے تین عقلمند آدمیوں نے گواہی دی کہ سچ مچ یہ شخص محتاج ہو گیا ہے اور دیوالیہ ہو گیا ہے تو اس گواہی کے بعد بقدر ضرورت سوال کر سکتا ہے جس سے اس کی زندگی قائم رہ سکے اور جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو سوال کرنے سے باز رہے۔ صرف ان تین شخصوں کے لیے سوال کرنے کی اجازت ہے اور ان

۱۸۳۷۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب من تحل له المسالة (۱۰۴۲)[۲۴۰۴]

شخصوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے۔ جو بلاضرورت سوال کرے گا وہ حرام کھائے گا۔ (مسلم)

توضیح: ......حمالہ' ضمانت کے بوجھ کو کہتے ہیں یعنی کسی شخص نے کسی شخص کے قرضہ کی ادائیگی کا یا مقتول کی دیت کا ضامن ہوا اور اس ادائیگی میں اس کا مال خرچ ہو گیا تو جس قدر اس نے دوسرے کے قرضہ کی ادائیگی میں خرچ کیا ہے اسی قدر سوال کر سکتا ہے۔ دراصل یہ اپنی خاص ذات کے لیے نہیں کر رہا ہے بلکہ قرضدار کے قرضہ کی ادائیگی کے لیے کر رہا ہے۔

(۱۸۳۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس لیے سوال کرتا ہے کہ وہ اپنے مال کو زیادہ بڑھالے تو وہ گویا آگ کا انگارہ مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے کم مانگے یا زیادہ۔ (مسلم)

(۱۸۳۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِىَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ فِىْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۳۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہے گا تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کی بوٹی نہیں ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

(یعنی وہ ذلیل وخوار ہوگا' یا یہ کہ حقیقتاً اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا جس سے بہت برا معلوم ہوگا)

(۱۸۴۰) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُلْحِفُوْا فِى الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْاَلُنِىْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّىْ شَيْئًا وَاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتُهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۴۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال کرنے میں زیادہ مبالغہ مت کرو' خدا کی قسم! تم میں سے جو شخص کوئی چیز مجھ سے مانگے اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ چیز میں اس کو دے دوں اور میں اس کو برا جانتا ہوں تو اس میں برکت نہیں ہو گی۔ (مسلم)

(۱۸۴۱) وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِىْ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

(۱۸۴۱) حضرت زبیر بن عوام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر لکڑیوں کا گٹھ باندھ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور اس کو بیچے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ذلیل کرنے سے بچائے (یعنی اس کی عزت و آبرو کو باقی رکھے) تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ وہ دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

۱۸۳۸۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب کراھة المسالة للناس (۱۰۴۱)[۲۳۹۹]

۱۸۳۹۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب من سال الناس تکثراً (۱۴۷۴)، مسلم کتاب الزکاۃ باب کراھة المسالة للناس (۱۰۴۰)[۲۳۹۸]

۱۸۴۰۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب النھی عن المسالة (۱۰۳۸)[۲۳۹۰]

۱۸۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسالة (۱۴۷۱)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے

(١٨٤٢) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ ((يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)) قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَءُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۴۲) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا آپ ﷺ نے مجھے عنایت فرما دیا' پھر میں نے آپ ﷺ سے مانگا آپ ﷺ نے مجھے دے دیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مال ہرا بھرا سبز و شاداب اور شیریں و میٹھا ہے جس نے اس مال کو نفس کی سخاوت (یعنی بغیر سوال اور بغیر حرص وطمع) کے لیا ہے تو اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے نفس کی لالچ سے لیا ہے تو اس میں برکت نہیں دی جائے گی' اور وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے کھایا اور آسودگی نہیں ہوئی (یعنی بے برکتی کی وجہ سے) اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔) حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آئندہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی کے مال کو لے کر اس کے مال کو کم نہیں کروں گا (یعنی کسی سے سوال نہیں کروں گا) یہاں تک کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

(١٨٤٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۴۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ بیان فرمایا اور آپ ﷺ نے صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کیا تو فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے' اونچا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچا ہاتھ بھیک مانگنے والا ہے۔ (بخاری مسلم)

(١٨٤٤) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ ((مَايَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا

(۱۸۴۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا' آپ ﷺ نے عنایت فرمایا پھر ان لوگوں نے سوال کیا پھر آپ ﷺ نے دے دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مال میرے پاس موجود رہے گا اس کو بچا کر میں نہیں رکھوں گا (بلکہ اس کو تم میں تقسیم کر دوں گا) اور جو شخص سوال سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچا

١٨٤٢۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب الاستعفاف عن المسالة (١٤٧٢)، مسلم كتاب الزكاة باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى (١٠٣٥)[٢٣٨٧]

١٨٤٣۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب لاصدقة الاعن ظهرغنى (١٤٢٩)، مسلم كتاب الزكاة باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى (١٠٣٣)[٢٣٨٠]

١٨٤٤۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب الاستعفاف عن المسالة (١٤٦٩)، مسلم كتاب الزكاة باب فضل التعفف والصبر (١٠٥٣)[٢٤٢٤]

أُعْطِیَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَیْرٌ وَ أَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

دیتا ہے اور جو بے پروائی ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے اور جو صبر طلب کرتا ہے خدا اس کو صبر دے دیتا ہے اور صبر سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

(١٨٤٥) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُعْطِیْنِیْ الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَیْهِ مِنِّیْ فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۸۴۵) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (کہ جب میں زکوٰۃ وصول کر کے آپ ﷺ کے پاس لے آیا) تو اس میں سے آپ ﷺ نے مجھ کو دینا چاہا تو میں نے عرض کیا جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے اس کو دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور اس میں سے اپنی طرف سے صدقہ کر دو تو جو مال بغیر خواہش اور بغیر طمع کے اور بغیر سوال کے تم کو مل جائے اس کو لے لو اور جو ایسا نہیں ہے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ۔ (بخاری)

توضیح: ......اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمال زہد اور بے رغبتی و بے طمعی ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کا منشا یہ ہے جو حلال مال بغیر سوال کے اور بغیر حرص و طمع کے مل جائے تو اسے لے لینا چاہیے یہ خدائی عطیہ ہے۔

چیز کے بے سوال رسد دادۂ خداست

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

بلا وجہ مانگنے کی مذمت

(١٨٤٦) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمَسَائِلُ كَدُوْحٌ یَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَآءَ أَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهٗ إِلَّا أَنْ یَّسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِیْ أَمْرٍ لَا یَجِدُ مِنْهُ بُدًّا)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

(۱۸۴۶) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنا (یعنی بھیک مانگنا) زخم ہے کہ بھیک مانگنے والا رسوا کر کے اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے اب جو چاہے اپنے چہرے پر اس زخم کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ (یعنی سائل سوال کرنے سے اپنے چہرے کو ذلیل کرتا ہے تو چاہے سوال کر کے اپنے آپ کو ذلیل کرتا رہے، یا سوال چھوڑ کر اپنی عزت کو باقی رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال کرنا درست نہیں ہے) مگر یہ کہ سوال کرے آدمی سلطنت والے بادشاہ یا کسی خاص ضرورت سے جس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

توضیح: ......اگر مسلمان حاکم ہو اور بیت المال میں لوگوں کا حق ہو تو بیت المال سے بادشاہ سے اپنا حق مانگا جا سکتا ہے اور اگر کوئی مجبوری پیش آ جائے کہ بغیر مانگے چارہ نہیں جیسے ضمانت وغیرہ کے لیے تو سوال کرنا جائز ہے۔

١٨٤٥۔ صحیح بخاری کتاب الزكاة باب من اعطاء الله شيئا من غير مسألة (١٤٧٣)، مسلم كتاب الزكاة باب اباحة الاخذ لمن اعطى من غير مسألة (١٠٤٥)[٢٤٠٥]

١٨٤٦۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب ما تجوز فيه المسألة (١٦٣٩)، الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی النهی عن المسالة (٦٨١)، النسائی كتاب الزكاة باب مسالة الرجل ذا السلطان (٢٦٠٠)

(۱۸۴۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهٗ مَا يُغْنِيْهِ جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَسْئَلَتُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ خُمُوْشٌ اَوْ خُدُوْشٌ اَوْ كُدُوْحٌ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا يُغْنِيْهِ قَالَ ((خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۱۸۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس وہ چیز ہے جو اس کو سوال سے بے نیاز کیے ہوئے ہے تو وہ سائل قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے میں زخم ہو گا' کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے پرواہ کرنے والی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا'' (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح: ...... خموش جمع خمش کی ہے جس کے معنی زخم کے ہیں اور خدوش جمع خدش کی ہے اور خدش کے معنی چھیلنے اور پھاڑنے کے ہیں اور نوچنے کے ہیں اور کدوح جمع کدح کی ہے کدح کے معنی چھلکا چھیلنے کے ہیں۔ یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں یعنی زخمی کرنا' نوچنا اور چھیلنا تو سوال کرنے سے چہرے پر سوال کا زخم ہو جاتا ہے جس سے چہرہ بے رونق اور ذلیل ہوتا ہے۔

(۱۸۴۸) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَاَلَ وَعِنْدَهٗ مَا يُغْنِيْهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ قَالَ النُّفَيْلِيُّ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَمَا الْغِنَى الَّذِيْ لَا تَنْبَغِيْ مَعَهُ الْمَسْئَلَةُ قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيْهِ وَيُعَشِّيْهِ وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ شِبْعُ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۴۸) حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے بھیک مانگتا ہے حالانکہ اس کے پاس اس قدر مال ہے جو اسے بھیک مانگنے سے بے نیاز کیے ہوئے ہے۔ وہ بہت ساری آگ مانگتا ہے۔ نفیلی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہے۔ دوسری جگہ اس لفظ کو بھی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اس غنیٰ کی کیا حد ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا جائز نہیں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح وشام کا کھانا یا ایک دن ایک رات کو پیٹ بھر کے کھانا۔ (ابوداود)

توضیح: ...... یعنی جس کے پاس ایک دن ایک رات کے کھانے کی مقدار کوئی چیز موجود ہو تو اس کے لیے سوال کرنا مناسب نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں غنی کی حد چالیس درہم ہے' اور اس حدیث میں غنی کی حد ایک دن ایک رات کا کھانا ہے تو یہ مختلف اشخاص کے لحاظ سے ہے۔ بعض لوگوں کو ایک ہی دن' ایک ہی رات کا کھانا کافی ہوتا ہے اور جس کے ہاں کھانے والے زیادہ ہوں گے ان کے ہاں چالیس درہم ایک صبح وشام کفایت کرے گا۔

(۱۸۴۹) وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّجُلٍ

(۱۸۴۹) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بنو اسد کے ایک آدمی سے روایت

۱۸۴۷ ۔ اسناده صحيح ، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب من يعطى الصدقة (۱٦۲٦)، الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی من تحل له الزكاة (٦٥٠)، النسائی كتاب الزكاة باب حد الغنى (۲٥۹۳)، ابن ماجه كتاب الزكاة من سال عن ظهر غنى (۱۸۲٠)، الدارمی كتاب الزكاة باب من تحل له الصدقة (۱٦٤٠)

۱۸۴۸ ۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب من يعطى من الصدقة (۱٦۲۹)

۱۸۴۹ ۔ اسناده صحيح ، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب من يعطى من الصدقة ، (۱٦۲۷)، النسائی كتاب الزكاة باب اذالم يكن له دراهم وكان له عدلها (۲٥۹۷)، موطا امام مالك كتاب الصدقة باب ماجاء فی التعفف عن المسالة (۹۹۹/۲ ح ۱۹٤۹)

مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ سَاَلَ مِنْکُمْ وَلَہٗ اُوْقِیَّۃٌ اَوْعِدْلُھَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا)) رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے سوال کرے حالانکہ اس کے پاس چالیس درہم یا اس کے برابر کوئی چیز ہے تو اس نے الحاف کے ساتھ سوال کیا۔ (ابوداوٗد' نسائی' مالک)

توضیح:...... الحاف کے معنی بے ضرورت اور بغیر اضطرار کے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا چمٹ کر سوال کرنا' اور قرآن مجید میں الحاف کے ساتھ سوال کرنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ ''یعنی وہ چمٹ کر اور بے ضرورت سوال نہیں کرتے۔''

(۱۸۵۰) وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ الْمُسْئَلَۃَ لَا تَحِلُّ لِغَنِیٍّ وَّلَا لِذِیْ مِرَّۃٍ سَوِیٍّ اِلَّا لِذِیْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُّفْظِعٍ وَمَنْ سَاَلَ النَّاسَ لِیُثْرِیَ بِہٖ مَالَہٗ کَانَ خَمُوْشًا فِیْ وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَرَضْفًا یَّاْکُلُہٗ مِنْ جَھَنَّمَ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُقِلَّ وَمَنْ شَآءَ فَلْیُکْثِرْ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۸۵۰) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنی اور طاقتور اور تندرست آدمی کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے لیے سوال کرنا جائز ہے جس کو محتاجی اور افلاس نے زمین پر گرا دیا ہو' یا زیادہ قرضدار کہ قرضہ کے بوجھ سے لدا ہوا ہو' اور جو شخص لوگوں سے اس لیے سوال کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے مال کو زیادہ بڑھا لے تو یہ سوال قیامت کے روز اس کے چہرے پر ایک زخم' اور بدنما دھبہ ہوگا اور دوزخ میں گرم پتھر بن کر اسے کھائے گا اب جس کا جی چاہے سوال کم کرے یا زیادہ کرے۔ (ترمذی)

(۱۸۵۱) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ یَسْاَلُہٗ فَقَالَ ((اَمَا فِیْ بَیْتِکَ شَیْءٌ)) فَقَالَ بَلٰی حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَہٗ وَنَبْسُطُ بَعْضَہٗ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِیْہِ مِنَ الْمَآءِ قَالَ ((ائْتِنِیْ بِھِمَا)) فَاَتَاہُ بِھِمَا فَاَخَذَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ وَقَالَ ((مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَیْنِ)) قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُھُمَا بِدِرْھَمٍ قَالَ ((مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْھَمٍ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا)) قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُھُمَا بِدِرْھَمَیْنِ فَاَعْطَاھُمَا اِیَّاہُ فَاَخَذَ الدِّرْھَمَیْنِ فَاَعْطَاھُمَا الْاَنْصَارِیَّ وَقَالَ ((اشْتَرِ بِاَحَدِھِمَا طَعَامًا فَانْبِذْہُ اِلٰی اَھْلِکَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُّوْمًا فَاْتِنِیْ بِہٖ)) فَاَتَاہُ بِہٖ فَشَدَّ

(۱۸۵۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا' آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں' ایک کمبل ہے جس کے بعض حصے کو میں اوڑھ لیتا ہوں اور بعض حصے کو بچھا لیتا ہوں' اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان دونوں چیزوں کو میرے پاس لے آؤ۔ تو وہ دونوں کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ میں ایک درہم میں ان دونوں کو خریدتا ہوں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ان لفظوں کو آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ فرمایا' ایک صاحب نے کہا میں ان دونوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں چیزوں کو اسے دے دیا اور اس سے دو درہم لے لیے۔

۱۸۵۰۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء من لا تحل لہ الصدقۃ (۶۵۳)، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

۱۸۵۱۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب ما تجوز فیہ المسالۃ (۱۶۴۱)، ابن ماجہ کتاب التجارات باب بیع المزایدۃ (۲۱۹۸)، ابوبکر الحنفی مجہول راوی ہے دیکھئے: ارواء الغلیل (۸۶۷)

فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُوْدًا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَآءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرٰى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ الْمَسْئَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تُصْلِحُ اِلَّا لِثَلٰثَةٍ لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْلِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ لِذِيْ دَمٍ مُوْجِعٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

ان دونوں درہموں میں سے ایک درہم انصاری کو دے کر فرمایا کہ ایک درہم کا گھر والوں کے لیے کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر میں ڈال دے اور دوسرے درہم کے متعلق فرمایا کہ ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آ۔ چنانچہ وہ کلہاڑی خرید کر لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کلہاڑی میں لکڑی کا دستہ لگایا' پھر فرمایا کہ تم اس کو لے جا کر لکڑیاں کاٹ کاٹ کر جمع کرو' اور بازار میں بیچو اور پندرہ روز تک میرے پاس نہ آنا۔ چنانچہ وہ آدمی چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لاتا رہا اور بیچتا رہا۔ پھر وہ شخص ایک روز آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اس نے اس رقم میں سے کچھ کپڑے خریدے اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں خریدیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ یہ تیرے لیے بہتر ہے اس سے کہ تو بھیک مانگتا پھرے۔ جس سے (بھیک مانگنے کی وجہ سے) تیرے چہرے پر سوال کا داغ اور دھبہ ہوگا۔ سوال کرنا صرف تین شخصوں کے لیے جائز ہے۔ ایک تو وہ محتاج کہ اس کی محتاجی نے اس کو زمین پر گرا دیا ہو' یا وہ قرض دار کہ اس کے قرضہ نے اس کو بے چین اور بے قرار کر رکھا ہو' اور رسوا و ذلیل کر رکھا ہو' یا وہ جو کسی کے دیت کے دینے کا ذمہ دار ہو گیا ہو اور اس کے ادا کرنے کی قوت نہیں رکھتا ہے جس سے وہ سخت بے چین اور پریشان ہے (تو ان تین شخصوں کے لیے سوال کرنا درست ہے)۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... مدقع دقعاء سے مشتق ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں یعنی جس کو افلاس نے مٹی سے لگا دیا ہو یا محتاجی کی وجہ سے مٹی پر گر پڑا ہو۔ مفظع فظع سے ہے جس کے معنی عاجز ہونے کے ہیں اور عزم کے معنی قرضداری کے ہیں یعنی سوال کرنا اس وقت درست ہوگا جب کہ سخت قرض داری میں پھنس جائے اور اس قرضہ نے اس کو تنگ کر رکھا ہو۔ موجوع وجع سے ہے جس کے معنی درد رنج والم کے ہیں۔ سوال درست نہیں ہے مگر اس شخص کے لیے جو دوسرے کی جان بچانے کے لیے دیت کا ضامن ہوا ہو۔

احتیاج میں اللہ کی طرف رجوع کیا جائے

(۱۸۵۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ اَوْشَكَ اللّٰهُ لَهٗ بِالْغِنٰى اِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْغِنًى اٰجِلٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(۱۸۵۲) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو کوئی محتاجی پہنچی ہو اور وہ اس محتاجی کو لوگوں کے سامنے بیان کر کے حاجت روائی چاہتا ہو تو اس کی محتاجی نہیں دور کی جائے گی اور نہ اس کی ضرورت پوری ہو گی اور جس نے اپنی محتاجی اور تکلیف کو اللہ کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ جلدی اس کی محتاجی کو دور کر کے غنی سے بدل دے گا یا کسی کے جلدی مرنے کی وجہ سے یا دیر میں دولت مند ہونے سے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

۱۸۵۲۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب فی الاستعفاف (۱٦٤٥)، الترمذی کتاب الذھد باب ماجاء فی الھم فی الدنیا وحبھا (۲۳۲٦)، الصحیحه (۲۷۸۷)

توضیح:...... جلدی مرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار مالدار مر جائے گا تو اس کا مال ورثہ کے طور پر اس کو مل جائے گا جس سے وہ مالدار ہو جائے گا۔ یا خود ہی یہ جلدی مر جائے گا جس سے دنیاوی مال سے بے نیاز ہو جائے گا۔ غنی اجل لفظ الف کے ساتھ جس کے معنی دیر کے ہیں یعنی صبر کرنے کی وجہ سے کچھ دیر میں اللہ اس کو مالدار کر دے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ ''یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے خلاصی اور چھٹکارے کی کوئی صورت نکال دے گا اور ایسی جگہ سے اس کو روزی عطا کرے گا جہاں سے اسے وہم گمان نہیں ہوگا۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(١٨٥٣) عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ اَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَاِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَسَلِ الصّٰلِحِيْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ۔

(۱۸۵۳) ابن الفراسی روایت کرتے ہیں کہ فراسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں سے بھیک مانگ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اور اگر مانگنا ضروری ہی ہے تو نیک لوگوں سے مانگو۔ (ابوداؤد ونسائی)

عمال زکوٰۃ کے لیے وظیفہ

(١٨٥٤) وَعَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَلِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ خُذْمَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَهٗ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۵۴) ابن الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہو گیا اور جس قدر زکوٰۃ وصول کر کے لایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری مزدوری کے لیے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کام میں نے اللہ کے واسطے کیا ہے اور میری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے (یعنی اس کا وہ مجھے ثواب دے گا۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مزدوری تمہیں دی جا رہی ہے لے لو میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح کیا تھا جو تم نے کیا ہے تو آپ ﷺ مجھے مزدوری دینے لگے تو میں نے بھی تمہاری طرح کہا کہ یہ کام میں نے اللہ کے واسطے کیا ہے، اللہ مجھے ثواب دے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز بغیر مانگے تمہیں دے دی جائے اس کو لے لو اور اسے کھا لو اور جو کچھ بچ جائے اسے صدقہ خیرات کر دو۔'' (ابوداؤد)

(١٨٥٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلًا يَسْاَلُ النَّاسَ فَقَالَ اَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذَا الْمَكَانِ تَسْاَلُ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ فَخَفَقَهٗ بِالدِّرَّةِ۔

(۱۸۵۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں ایک شخص کو لوگوں کے سامنے بھیک مانگتے ہوئے سنا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو اس دن اور اس جگہ اللہ کے سوا دوسروں

١٨٥٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب فی الاستعفاف (١٦٤٦)، النسائی كتاب الزكاة باب سوال الصالحين (٢٥٨٨)، ابن الفراسی مجہول اور مسلم بن مخشی مجہول الحال راوی ہیں۔

١٨٥٤۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب فی الاستعفاف (١٦٤٧)، صحيح بخاری (٧١٦٣)، مسلم (١٠٤٥)

١٨٥٥۔ لا اصل له

رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

سے سوال کرتا ہے' یہ کہہ کر انہوں نے اس کو درہ مارا۔ (اس حدیث کو رزین نے روایت کیا)

توضیح:...... یوم عرفہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو کہتے ہیں جو بہت بڑا دن ہے' اور عرفات اس میدان کو کہتے ہیں جہاں سارے حاجی نویں تاریخ کو جمع ہوتے ہیں۔ اس دن اور اس جگہ سب چھوٹے بڑے بادشاہ اور گدا سب اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سب کا سوال پورا کرتا ہے۔ اس مقدس میدان میں غیر اللہ سے سوال کرنا نہایت برا کام ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادب کے طور پر اس کو درہ رسید کیا۔ اسی طرح سے مسجدوں میں بھی غیر اللہ سے نہیں سوال کرنا چاہیے۔

(۱۸۵۶) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ تَعْلَمُنَّ اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَّاَنَّ الْاِيَاسَ غِنًى وَّاَنَّ الْمَرْءَ اِذَا يَئِسَ عَنْ شَيْءٍ نِاسْتَغْنٰى عَنْهُ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

(۱۸۵۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! تم اس بات کو جان لو کہ لالچ محتاجی ہے اور لوگوں سے بے پروائی اختیار کرنا اور ان سے ناامید ہو جانا تونگری اور مالداری ہے۔ کیونکہ جب کوئی کسی چیز سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے اس کی بے پروائی ہو جاتی ہے اور اسی کا نام غنٰی ہے۔ (اس روایت کو رزین نے روایت کیا ہے)

لوگوں سے سوال نہ کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت

(۱۸۵۷) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ يَّكْفُلُ لِيْ اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَاَتَكَفَّلَ لَهٗ بِالْجَنَّةِ)) فَقَالَ ثَوْبَانُ اَنَا فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۸۵۷) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ سے اس بات کا قول وقرار کرے اور ذمہ دار ہو جائے کہ وہ کسی سے سوال نہیں کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں گا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کا وعدہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مرتے دم تک کسی سے سوال نہیں کیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

(۱۸۵۸) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَيَّ اَنْ لَّا تَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ اِلَيْهِ فَتَاْخُذَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۸۵۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے شرط کر رہے تھے کہ کوئی کسی سے کچھ نہ مانگے تو مجھ سے بھی یہی شرط کیا کہ تم بھی کسی سے کچھ نہ مانگنا' میں نے اس کا اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا کوڑا زمین پر گر جائے تو تم کسی سے نہ سوال کرنا کہ وہ تمہارا کوڑا اٹھا دے بلکہ تم خود سواری سے اتر کر خود ہی کوڑے کو لے لو۔ (احمد)

❀❀❀❀

۱۸۵٦۔ لا اصل له

۱۸۵۷۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب كراهية المسالة (۱٦٤۳)، النسائی كتاب الزكاة باب فضل من لا يسال الناس شيئا (۲۵۹۱)

۱۸۵۸۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (۵/ ۱۸۱)، دراج عن ابی الھیثم ضعیف ہے۔

بَابُ الْاِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْاِمْسَاكِ

خرچ کرنے کی فضیلت اور بخل کرنے کی مذمت کا بیان

سخاوت اور خرچ کرنے کی عقلاً نقلاً بڑی فضیلت ہے، اللہ کے نیک بندے بڑے فیاض اور سخی ہوتے ہیں جو لوگ خوشی خوشی خلوص نیت سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں انھیں قیامت کے روز بڑا اجر ملے گا اور نہایت چین اور سکون سے رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ (سورۃ بقرۃ: ۲۶۲)

''جو اپنی دولت خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے خرچ کیے کے پیچھے نہ تو احسان دھرتے ہیں اور نہ الاہنا دیتے ہیں تو ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

بلند درجے حاصل کرنے کے لیے جان و مال کا خرچ کرنا ضروری ہے جو لوگ موقع پر مال خرچ کرتے ہیں اور بخل و کنجوسی سے بچتے ہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ☆ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (سورۃ تغابن)

''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو فتنہ ہیں، اور اللہ کے پاس بڑی مزدوری ہے تو اللہ سے ڈرو جتنا ہو سکے (اس کی باتوں کو) سنو اور مانو اور (راہ خدا میں) خرچ کرو اور اپنے لیے بھلائی کرو اور جو خود غرضی سے بچایا جائے وہی کامیاب ہے۔ اگر اللہ کو قرض دو تو وہ اس کو تمہارے لیے دوگنا کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا، اور اللہ (نیکی کی) قدر پہچانتا ہے اور برائی کا بدلہ لینے میں بردبار ہے۔''

جو لوگ اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے مال میں بڑی ترقی ہوتی ہے ایک پیسے کے بدلے میں سو پیسہ اور ایک روپے کے بدلے سو روپے اور اس سے زیادہ بھی ثواب ملتا ہے۔

قرآن مجید کی ان آیتوں کو پڑھیے اور عمل کیجیے۔

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝﴾ (البقرۃ: ۲۶۱)

''ان کی مثال جو اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگتی ہیں۔ ہر

بال میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ کشائش والا سب جانتا ہے۔“
جیسے ایک دانے سے سینکڑوں دانے بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی نیکی کا ایک بیج ثواب کے سینکڑوں دانے پیدا کر دیتا ہے۔ خدا گنجائش اور کشادہ والا ہے اس کے ہاں ایک کا سو بن جانا کوئی مشکل نہیں ہے، اور وہ جانتا بھی ہے کہ کس نے کتنی اچھی نیت سے دیا ہے۔ اس رکوع کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو جو خدا کی خوشنودی کے لیے اچھی نیت سے مال دیتے ہیں ایک اور مثال دی ہے۔

﴿وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (البقرة: ٢٦٥)

”اور ان کی مثال جو اپنے مال کو خدا کی خوشنودی چاہنے کے لیے اور دل کی مضبوطی سے دیتے ہیں ایک باغ کی سی ہے جو کسی ٹیلہ پر ہو، اس پر بارش بڑی ہو تو اس نے اپنا پھل دوگنا دیا اور اگر بارش نہیں پڑی تو اوس ہی پڑی، اور اللہ تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔“

اس مثال میں ٹیلہ کی اونچی صالح زمین سے اچھی نیت۔ بارش سے زیادہ اور اوس سے تھوڑا بہت خرچ کرنا اور پھل سے ثواب مراد ہے۔ تو جیسے باغ کی اچھی زمین میں پانی سے اور وہ نہ ہو تو ذرا اوس و نمی سے بھی لہلہا اٹھتا ہے۔ ایسے ہی اچھی نیت سے خدا کی راہ میں جو دی جائے وہ ایک کے بدلے میں سو ہو جاتا ہے، اور اللہ ہمارے ہر کام سے باخبر ہے اس لیے ہماری نیتوں سے بھی آگاہ ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

کھلے دل سے خرچ کرنا سنتِ نبوی

(١٨٥٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَوْ كَانَ لِىْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِىْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَىَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِىْ مِنْهُ شَىْءٌ اِلَّا شَىْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

(١٨٥٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے اس بات کی خوشی ہوتی کہ تین دن بھی میرے پاس نہ گزرے اور اس سونے میں سے میرے پاس کچھ ہو۔ (یعنی تین دن کے اندر اندر سب سونے کو خرچ کر دیتا) مگر اس قدر کہ جتنا میں قرضدار ہوں تاکہ اس کا قرضہ ادا کر سکوں۔ (بخاری)

سخی اور بخیل کے لیے فرشتوں کی دعا کرنا

(١٨٦٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٨٦٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ دو فرشتے اترتے ہیں اور دونوں میں سے ایک سخی کے لیے یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا تو خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ بخیل کے لیے یہ بددعا کرتا ہے کہ خدایا تو بخیل کے مال میں نقصان پہنچا دے اور اس کو برباد کر دے۔ (بخاری)

١٨٥٩۔ صحيح بخارى كتاب الاستقراض باب اداء الديون (٢٣٨٩)
١٨٦٠۔ صحيح بخارى كتاب الزكاة باب قول الله تعالىٰ فاما من اعطى واتقى (١٤٤٢)، مسلم كتاب الزكاة باب فى المنفق والممسك (١٠١٠)[٢٣٣٦]

خرچ کرنے والے کے لیے فراخی وفراوانی

(١٨٦١) وَعَنْ اَسْمَآءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۶۱) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم خرچ کرتی رہو نہ گنو نہ شمار کرو۔ اگر تم شمار کرو گی تو تمہارے لیے بھی شمار کیا جائے گا اور روکے نہ رکھو ورنہ تم سے بھی روک لیا جائے گا۔ جتنا بھی تم سے ہو سکے خرچ کرتی رہو۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... لفظ لاتحصی احصا سے مشتق ہے جس کے معنی گننے اور شمار کرنے کے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تو روپیہ پیسہ شمار کر کے اور گن گن کر کے اور جوڑ جوڑ کر کے مت رکھ اگر ایسا تو کرے گی تو اللہ تعالیٰ بھی ایسا ہی کرے گا یعنی گن گن کر دے گا۔ تو جب تم بے حساب دو گی تو بے حساب پاؤ گی اور گن کر دو گی تو گن کر تھوڑا سا تم کو بھی دیا جائے گا۔

اور لفظ لاتوعی...... الخ کا مطلب یہ ہے کہ تو جمع مت کر اور بخیلی مت کرو ورنہ تجھ پر تنگی کر دی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ بھی تم کو کم دے گا۔

(١٨٦٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تم خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کروں گا (یعنی تم میرے راستے میں دو میں تم کو دوں گا۔) (بخاری مسلم)

(١٨٦٣) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَّابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۶۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اے انسان! تیرا خرچ کرنا تیرے حق میں بہتر ہے اور نہ خرچ کرنا تیرے حق میں برا ہے اور تیری ملامت نہیں کی جائے گی' برابر برابر پر' اور جس کا نان نفقہ تمہارے اوپر ضروری ہے اس کو پہلے دو۔ (مسلم)

توضیح:...... یعنی جب کوئی چیز تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو تو اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اس کا دنیا و آخرت میں ثواب ملے گا' اور اس کو بند رکھنا' خرچ نہ کرنا برا ہے دنیا و آخرت میں ثواب نہیں ملے گا اور اگر تمہارے پاس ضرورت سے زیادہ نہیں ہے بلکہ تمہارے خرچہ کے مطابق ہے تو اس صورت میں اگر تم نہیں خرچ کرو گے تو تم قابل ملامت نہیں ہو گے' اور جن بال بچوں کا خرچ تمہارے ذمہ ہے پہلے ان کو دو' پھر ان سے جو بچے وہ دوسروں کو دو۔

بخیل اور سخی کے لیے مثال

(١٨٦٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۸۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

١٨٦١۔ صحيح بخارى كتاب الهبة باب هبة المراة لغير زوجها (٢٥٩١)، مسلم كتاب الزكاة باب الحث فى الانفاق (١٠٢٩)[٢٣٧٥]

١٨٦٢۔ صحيح بخارى كتاب النفقات باب فضل النفقة على الاهل (٥٣٥٢)، مسلم كتاب الزكاة باب الحث على النفقة (٩٩٣)[٢٣٠٨]

١٨٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب ان اليد العليا خير من اليد السفلى (١٠٣٦)[٢٣٨٨]

١٨٦٤۔ صحيح بخارى كتاب الزكاة باب مثل المتصدق والبخيل (١٤٤٣)، مسلم كتاب الزكاة باب مثل المنفق والبخيل (١٠٢١)[٢٣٥٩]

اللّٰہِ ﷺ ((مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْھِمَا اِلٰی ثُدِیِّھِمَا وَتَرَاقِیْھِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْہُ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ کُلَّمَا ھَمَّ بِصَدَقَۃٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کُلُّ حَلْقَۃٍ بِمَکَانِھَا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

فرمایا کہ بخیل اور صدقہ دینے والے سخی کی مثال ان دو انسانوں کی طرح ہے جن کے جسموں پر لوہے کے دو کُرتے (یعنی زرہیں) ہوں جن کے دونوں چھاتیوں سے گلے کی ہنسلی تک پہنچے ہوئے ہوں، اور ان کی تنگی کی وجہ سے ان دونوں کے ہاتھ سینے اور گردن تک چمٹا دیے گئے ہوں۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ کرتا ہے تو وہ زرہیں کشادہ ہو جاتی ہیں، اور بخیل آدمی جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہیں چمٹ جاتی ہیں اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ جاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی سخی آدمی جب خرچ کرتا ہے تو اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے اور بخیل آدمی کا دل تنگ ہو جاتا ہے اس حدیث میں بخیل اور سخی کے دل کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ سخی جتنا ہی زیادہ خرچ کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا دل کشادہ ہوتا جاتا ہے، اور بخیل کے بخل کی وجہ سے اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے۔

بخل کی مذمت

(١٨٦٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَآءَ ھُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَھُمْ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(١٨٦٥) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: تم ظلم سے بچتے رہو کیونکہ یہ ظلم قیامت کے روز تمہارے لیے تاریکیاں ہو جائیں گی اور بخل سے بچو کیونکہ پہلے زمانے کے لوگوں کو اسی بخل نے ہلاک کیا ہے، اسی بخل نے لوگوں کو خونریزی پر آمادہ کیا جن کی وجہ سے وہ آپس میں لڑے کٹے اور تباہ ہوئے اور حرام کو حلال جانا۔ (بخاری مسلم)

صدقہ کرنے کی ترغیب

(١٨٦٦) وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((تَصَدَّقُوْا فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ یَّمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِہٖ فَلَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُھَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِھَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُھَا فَاَمَّا الْیَوْمَ فَلَا حَاجَۃَ لِیْ بِھَا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(١٨٦٦) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم صدقہ کیا کرو کیونکہ تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر جائے گا اور نہ پائے گا ایسے شخص کو جو صدقہ قبول کر لے وہ آدمی کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں قبول کر لیتا۔ آج مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی صدقہ کرنے کو غنیمت سمجھو آئندہ سب مالدار ہو جائیں گے کوئی لینے والا نہیں ملے گا جس سے تم بہت سے ثواب سے محروم ہو جاؤ گے۔

١٨٦٥۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم (٢٥٧٨)[٦٥٧٦]

١٨٦٦۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ قبل الرد (١٤١١)، مسلم کتاب الزکاۃ باب الترغیب فی الصدقۃ قبل ان لا یوجد من یقبلھا (١٠١١)[٢٣٣٧]

(۱۸۶۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رجل یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ ((اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرُ وَتَاْمُلُ الْغِنٰی وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَان كَذَا وَلِفُلَان كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَان)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۸۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس صدقہ میں زیادہ ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تندرستی کی حالت میں صدقہ کرو جب کہ مال کے جمع کرنے کی تم کو خواہش ہو اور طبیعت خرچ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی' اور محتاجی اور افلاس کا تم کو ڈر لگا ہوا ہو' اور دولت مندی کی تم امید رکھتے ہو اور صدقہ و خیرات کرنے میں ٹال مٹول اور سستی مت کرو۔ یہاں تک کہ جب تمہاری جان نکلتے نکلتے حلق تک پہنچ جائے تو دم نکلنے کے وقت تم کہو فلاں شخص کے لیے اتنا ہے' فلاں شخص کے لیے اتنا ہے تو وہ فلاں شخص کے لیے ہو ہی گیا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... یعنی تندرستی کی حالت میں خرچ کرنے کا زیادہ ثواب ہے۔ مرنے کے وقت میں صدقہ خیرات کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد مال وارثوں کا ہو جائے گا' اس کی ملکیت سے نکل جائے گا۔

خسارے والے لوگ

(۱۸۶۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ ((هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ قَالَ ((هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۸۶۸) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ آپ بیت اللہ شریف کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اس کعبہ کے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ خسارہ اٹھانے والے کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زیادہ مال جمع کرنے والے جو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے ایسا ایسا ایسا یعنی سامنے اور پیچھے اور دائیں بائیں خرچ کیا (یعنی ہر ایک مستحقین کو دیا) تو یہ لوگ نقصان اٹھانے والے نہیں ہیں ایسے کم لوگ ہیں۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

سخی کے درجات اور بخیل کا انجام

(۱۸۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۸۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۸۶۷۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب فضل صدقۃ الصحیح (۱۴۱۹)، مسلم کتاب الزکاۃ باب بیان ان افضل الصدقۃ الصحیح (۱۰۳۲)[۲۳۸۲]

۱۸۶۸۔ صحیح بخاری کتاب الایمان النذور باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۶۶۳۸)، مسلم کتاب الزکاۃ باب تخلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکاۃ (۹۹۰)[۲۳۰۰]

۱۸۶۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب البر باب ماجاء فی السخاء (۱۹۶۱)، الضعیفہ (۱۵۳) سعید بن محمد الوراق ضعیف راوی ہے۔

اللّٰہِ ﷺ ((السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاھِلُ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

فرمایا: سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، دوزخ کے قریب ہے۔ اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بخیل عبادت گزار سے۔ (ترمذی)

(۱۸۷۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِہٖ بِدِرْھَمٍ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِمِائَۃٍ عِنْدَ مَوْتِہٖ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۸۷۰) حضرت ابو سعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی زندگی میں ایک درہم کا صدقہ و خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے صدقہ و خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۸۷۱) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَثَلُ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِہٖ اَوْ یُعْتِقُ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ اِذَا شَبِعَ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ۔

(۱۸۷۱) حضرت ابو الدرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے کے وقت میں صدقہ کرنے والے یا غلام آزاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ کسی کو ہدیہ دے جب کہ وہ آسودہ ہو اور پیٹ بھرا ہوا ہو۔ (احمد، نسائی، ترمذی، دارمی) (یعنی مرنے کے وقت صدقہ و خیرات کرنے سے زیادہ ثواب نہیں ملے گا جیسے پیٹ بھرے آدمی کو کھانا دینے سے کم ثواب ملتا ہے)۔

(۱۸۷۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۸۷۲) حضرت ابو سعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن میں یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد خلقی۔ (ترمذی)

(یعنی مومن آدمی نہ بخیل ہوتا ہے، نہ بد خلق ہوتا ہے۔ یہ دونوں بری عادتیں کامل مومن میں نہیں پائی جاتیں)

(۱۸۷۳) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِالصِّدِّیْقِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۸۷۳) حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکار اور بخیل اور جتانے والے احسان کے، جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (ترمذی)

۱۸۷۰۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی کراھیۃ الاضرار فی الوصیۃ (۲۸۶۶)، الضعیفہ (۱۳۲۱)، شرجیل بن سعد ضعیف راوی ہے۔

۱۸۷۱۔ ضعیف، مسند احمد (۶/ ۴۴۸)، سنن الترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء فی الرجل یتصدق ایعتق عند الموت (۲۱۲۳)، النسائی کتاب الوصایا باب الکراھیۃ فی تاخیر الوصیۃ (۳۶۴۴)، ابو حبیبہ الطائی مجہول الحال ہے۔، الدارمی کتاب الوصایا باب من احب الوصیۃ ومن کرہ (۲۳۲۶)

۱۸۷۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب البر باب ماجاء فی البخیل (۱۹۶۲)، الضعیفہ (۱۱۱۹)، صدقہ بن موسیٰ ضعیف راوی ہے۔

۱۸۷۳۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب البر باب ماجاء فی البخیل (۱۹۶۳)، صدقہ اور فرقد دونوں ضعیف راوی ہیں۔

(یعنی ان کا دخول اولین جنت میں نہیں ہوگا)

(۱۸۷۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَّجُبْنٌ خَالِعٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ- وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِیْ كِتَابِ الْجِهَادِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۱۸۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی میں یہ دو عادتیں بہت بری ہیں' ایک بہت ہی زیادہ بخل اور دوسرے بہت ہی زیادہ بزدلی اور نامردی۔ (ابوداؤد) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں یہ بیان ہے کہ بخل اور ایمان دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے انشاء اللہ کتاب الجہاد میں بیان کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

صدقہ وخیرات کی ایک عظیم مثال

(۱۸۷۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا وَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَ طُوْلُ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ زَيْنَبُ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا)) قَالَتْ وَكَانَتْ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَيَتَصَدَّقُ۔

(۱۸۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعض بیویوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملے گی (یعنی پہلے کس کا انتقال ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں' پھر ایک چھڑی لے کر اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا نکلا۔ جب سب بیویوں میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا سب سے پہلے انتقال ہوا تب اس کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ وخیرات کرنا ہے اور وہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملیں اور وہ صدقہ وخیرات کو پسند کرتی تھیں۔ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے لمبے ہاتھ والی مجھ سے ملے گی تو وہ عورتیں آپس میں ہاتھ کی لمبائی ناپنے لگیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے تو سب سے زیادہ لمبا ہاتھ زینب رضی اللہ عنہا کا نکلا۔ کیونکہ لمبے ہاتھ سے صدقہ خیرات کرنا مراد ہے۔ تو یہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ خیرات کرتی تھیں۔

توضیح:...... حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وحضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے رمضان ۱۰ نبوی میں نکاح کیا۔ یہ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ آخری عمر میں اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردی تھی۔ بڑی سخی اور فیاض تھیں' حضور ﷺ کی مطیع وفرمانبردار تھیں۔ ان کا قد نسبتاً عورتوں سے لمبا تھا اور ہاتھ بھی لمبا تھا۔ جن عورتوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم عورتوں میں سے آپ ﷺ کے بعد کون مرے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا

۱۸۷۴۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی الراة والجبن (۲۵۱۱)

۱۸۷۵۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب فضل صدقة الشحيح والصحيح (۱۴۲۰)، مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل زينب ام المومنين رضی اللہ عنہا (۲۴۵۲)[۶۳۱۶]

ہاتھ سب سے بڑا ہے۔ ان عورتوں نے ظاہر مطلب سمجھ کر ہاتھ ناپا تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا تھا لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد سخاوت و فیاضی تھی۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ فقراء اور مساکین کو نہایت فیاضی اور سخاوت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اپنے ہاتھ سے کام کرتیں۔ جو کھانے پینے سے بچ جاتا وہ مسکینوں کو دے دیتی تھیں اس لیے یہ ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔

صدقہ و خیرات کا ایک عجیب قصہ

(١٨٧٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰی زَانِيَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ غَنِیٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰی غَنِیٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ وَّزَانِيَةٍ وَّغَنِیٍّ فَاُتِیَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰی سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ۔

(١٨٧٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی اسرائیل کا) ایک شخص کہنے لگا کہ (میں آج رات کو) ضرور بالضرور صدقہ خیرات کروں گا' چنانچہ وہ رات کو اپنی خیرات کو لے کر نکلا' اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح لوگ آپس میں کہنے لگے کہ آج رات کو ایک چور کو صدقہ دیا گیا (یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ) خدا تیرا شکر ہے جیسے تجھے منظور تھا ویسا ہی ہوا' پھر میں آج رات کو اور صدقہ خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ رات کو اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک زانی عورت کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ تعجب سے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ رات کو ایک زانیہ عورت کو صدقہ دیا گیا ہے جب یہ اس کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اللہ تیرے لیے تعریف ہے میں نے زانی عورت کو صدقہ دے دیا۔ پھر اس نے کہا کہ آج رات کو بھی ضرور صدقہ لے کر نکلوں گا۔ چنانچہ وہ رات کو صدقہ لے کر نکلا اور ایک مالدار آدمی کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ آج رات کو ایک مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ جب یہ اسے معلوم ہوا تو اس نے کہا خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھ سے چور اور زانیہ اور مالدار کو صدقہ پہنچایا (تو ہی اس بھید سے واقف ہوگا) جب رات کو وہ سو گیا تو آنے والے نے کہا کہ تیرے یہ تینوں صدقے خدا کے ہاں قبول ہو گئے ہیں۔ چور کو جو تو نے صدقہ دیا ہے تو ممکن ہے کہ آئندہ وہ چوری سے باز آ جائے' اور زانیہ عورت بھی بدکاری سے پرہیز کرنے لگے' اور مالدار شاید اس سے عبرت حاصل کرے کہ خدا نے جو اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیک نیتی سے چھپا کر رات کی تاریکی میں ایسے لوگوں کو صدقہ و خیرات کرے تو اللہ کے نزدیک وہ قبول ہو جائے گا خواہ یہ صدقہ نفلی ہو یا فرضی ہو۔

انفاق فی سبیل اللہ کے فوائد

(١٨٧٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَا

(١٨٧٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

١٨٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب اذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم (١٤٢١)، مسلم کتاب الزکاۃ باب ثبوت اجر المتصدق وان وقعت الصدقۃ فی ید (١٠٢٢)[٢٣٦٢]

رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِی سَحَابَةٍ نَاسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَاءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ الْاِسْمُ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَاللّٰهِ لِمَ تَسْاَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهٗ یَقُوْلُ اِسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا: ایک شخص جنگل میں چلا جا رہا تھا اچانک اس کے کان میں یہ آواز آتی ہے کہ کوئی بادلوں سے کہہ رہا ہے فلاں کے باغ کو سیراب کرو (اس آدمی کا اس نے نام لیا) چنانچہ اس بادل نے وہاں سے ہٹ کر ایک پتھریلی زمین پر جا کر خوب موسلا دھار بارش کی' وہ پانی بہہ کر ایک نہر میں جا پہنچا۔ وہ نہر اس شخص کے باغ میں آتی تھی۔ یہ شخص اس پانی کے ساتھ ساتھ چلا کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے اور کس بزرگ کی کرامت ہے' وہ نہر کے کنارے کنارے چل کر اسی باغ میں پہنچ گیا۔ یہ پانی اس باغ میں نالیوں کے ذریعے پہنچ گیا تھا اس باغ میں ایک بزرگ اپنے پھاوڑے سے پانی کو ادھر اُدھر کر رہے تھے۔ اس راہ گیر مسافر نے انؑ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے بندے! آپ کا کیا نام ہے اس بزرگ نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے بادل میں سے سنا تھا' اس بزرگ نے اس راہ گیر مسافر سے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! میرا نام کیوں دریافت کر رہے ہو؟ اس مسافر نے کہا: میں نے اس بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو اس نے آپ ہی کا نام بتایا تھا' (وہ بادل برسا اور یہ پانی اس نہر میں بہہ کر آیا۔ اس عجیب وغریب واقعہ کی تلاش کے لیے میں پانی کے ساتھ ساتھ آیا کہ چل کر معلوم کروں کہ وہ کیسے بزرگ ہیں') تو حضرت آپ کیا کام کرتے ہیں؟ اس بزرگ نے فرمایا کہ جب آپ نے دریافت کر لیا تو میں کہتا ہوں کہ میں اس کی پیداوار کے تین حصے کر ڈالتا ہوں۔ ایک حصہ اپنے بچوں کے لیے' ایک حصہ اس باغ کے خرچ کے لیے اور ایک حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا ہوں۔ (مسلم)

اندھے، کوڑھے اور گنجے کا قصہ

(١٨٧٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیَ الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ

(١٨٧٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی ایسے تھے کہ جن میں ایک کوڑھا' ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ اللہ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا' ایک فرشتہ ان کی طرف بھیجا پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور اچھی کھال کیونکہ اس حال میں لوگ مجھ سے نفرت و کراہت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اس کے بدن کا رنگ اچھا ہو گیا اور کھال بھی درست ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا دنیا کے مالوں میں سے کون سا مال تجھ کو پسند ہے؟ وہ کہنے لگا اونٹ یا گائے' اسحاق راوی کو شک ہے۔ اس کو دس مہینے کی

١٨٧٧۔ صحیح مسلم کتاب الزهد باب الصدقة فی المساکین (٢٩٨٤)[٧٤٧٣]

١٨٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب حدیث ابرص واعمی واقرع (٣٤٦٤)، مسلم کتاب الزهد ٦ (٢٩٦١)[٧٤٢٥]

اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِيْ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَاُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهٗ قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا تَبَلَّغُ بِهٖ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهٗ كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذُرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ نِانْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ

گھابھ اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے کہا' اللہ تیرے لیے اس میں برکت دے' پھر وہ گنجے کے پاس آیا اس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا اچھے بال ہونا' یہ گنجا پن جاتا رہے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ اچھا ہو گیا اور بہت اچھے بال نکل آئے' پھر فرشتے نے کہا دنیا کا کون سا مال تجھ کو زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا' گائے۔ فرشتے نے ایک گابھن گائے دی اور کہا اللہ تیرے لیے اس میں برکت دے۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا اللہ میری بینائی مجھ کو پھیر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا' اللہ نے اس کی آنکھوں کو روشن کر دیا۔ اب یہ پوچھا تجھ کو دنیا کا کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا بکریاں' فرشتے نے اس کو جننے والی (یا بچہ والی) بکری دی۔ پھر اونٹنیاں' اور گائیں' بکریاں بھی جنیں۔ کوڑھی کے پاس اونٹوں کا اور گنجے کے پاس گایوں کا اور اندھے کے پاس بکریوں کا ایک جنگل ہو گیا۔ بہت دنوں کے بعد فرشتہ اسی شکل وصورت میں کوڑھی کے پاس آیا جس شکل میں پہلے کوڑھی تھا۔ اور کہنے لگا میں ایک محتاج آدمی ہوں' مسافر ہوں' میرا سامان سب جاتا رہا' اب میں بغیر خدا کی مدد اور تیری عنایت کے اپنے ٹھکانے پر نہیں پہنچ سکتا۔ میں تجھ سے اس خدا کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تیرے بدن کا رنگ اچھا کر دیا اور تیری کھال درست کر دی۔ مجھے ایک اونٹ دے جس پر سفر میں سوار ہو کر اپنے ٹھکانے (وطن) پہنچ جاؤں۔ وہ کہنے لگا بھائی میں تو بہت قرضدار ہوں' بہت آدمیوں کو دینا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ میں تجھے پہچانتا ہوں تو کوڑھی تھا سب لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے۔ اللہ نے (اپنی عنایت سے) تجھے یہ سب کچھ دیا۔ کوڑھی نے کہا۔ واہ! میں تو بزرگوں کے وقت سے مالدار چلا آتا ہوں۔ فرشتے نے کہا' خیر اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تجھ کو پھر ویسا ہی (کوڑھی محتاج) کر دے۔ وہ فرشتہ اسی کی شکل وصورت میں پھر گنجے کے پاس گیا اسے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا۔ فرشتے نے کہا خیر اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تجھ کو پھر ویسا ہی (گنجا اور محتاج) کر دے جیسے پہلے تھا۔ اب اندھے کے پاس اسی کی شکل وصورت میں گیا' اس سے کہنے لگا میں ایک محتاج آدمی

رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتَ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مسافر ہوں۔ میرے پاس سفر کا سامان بالکل نہیں رہا' اب بغیر اللہ کی مدد اور تیری توجہ کے میں اپنے وطن نہیں پہنچ سکتا۔ مجھ کو اس خدا کے نام پر جس نے تیری آنکھیں دوبارہ روشن کیں ایک بکری دے جس سے سفر میں اپنے ٹھکانے پہنچ جاؤں۔ اندھا یہ سن کر کہنے لگا بیشک میں اندھا تھا اللہ نے مجھ کو بینائی دی اور مالدار کر دیا' اس کے نام پر تو مانگتا ہے جو تیرا جی چاہے وہ لے لے۔ میں آج تجھ کو تنگ نہیں کروں گا اللہ کے نام پر جو بھی تو لے لے۔ فرشتہ کہنے لگا: اللہ نے تم تینوں کو آزمایا تھا تجھ سے تو خوش ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں کوڑھی اور گنجے سے ناراض ہوا۔ (بخاری' مسلم)

(۱۸۷۹) وَعَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقِفُ عَلٰى بَابِيْ حَتّٰى اَسْتَحْيِيَ فَلَا اَجِدُ فِيْ بَيْتِيْ مَا اَدْفَعُ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِدْفَعِيْ فِيْ يَدِهٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُحْرَّقًا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(۱۸۷۹) حضرت ام بُجید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کیونکہ اس کو دینے کے لیے اپنے گھر میں کچھ نہیں پاتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ نہ کچھ اس کے ہاتھ میں دے دے اگرچہ جلی ہوئی کھر ہی ہو۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی)

(۱۸۸۰) وَعَنْ مَوْلًى لِعُثْمَانَ قَالَ اُهْدِيَ لِاُمِّ سَلَمَةَ بَضْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيْهِ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ ﷺ يَاْكُلُهٗ فَوَضَعَتْهُ فِيْ كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَآءَ سَآئِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ فَقَالُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَذَهَبَ السَّآئِلَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ اَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ اَطْعَمُهٗ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِلْخَادِمِ اذْهَبِيْ فَاْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ اِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَاِنَّ ذٰلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُعْطُوْهُ السَّآئِلَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ۔

(۱۸۸۰) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو گوشت کا ایک ٹکڑا تحفہ اور ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو گوشت پسند تھا' تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے کہا کہ اس گوشت کو گھر میں رکھ دو ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ تناول فرمائیں۔ خادمہ نے اس گوشت کو گھر کے طاق میں رکھ دیا۔ پھر اتنے میں ایک سائل دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ تم صدقہ خیرات کرو اللہ برکت دے گا۔ گھر والوں نے کہا کہ اللہ تمہیں برکت دے۔ یہ سن کر سائل چلا گیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو لاؤ میں کھاؤں گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں ہے اور خادمہ سے کہا کہ وہ گوشت جا کر لے آؤ جو طاق میں رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کرو' وہ خادمہ گئی اور طاق میں گوشت نہیں پایا بلکہ اس کی جگہ ایک سفید پتھر کا ٹکڑا پایا۔ نبی ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ وہ گوشت پتھر اس لیے بن گیا کہ تم نے سائل کو نہیں دیا۔ (بیہقی نے دلائل النبوت میں اس کو روایت کیا ہے)

۱۸۷۹۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب حق السائل (۱۶۶۷)، الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی حق السائل (۶۶۵)

۱۸۸۰۔ اسنادہ ضعیف دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/ ۳۰۰) مولی عثمان مجہول اور علی بن عاصم ضعیف راوی ہے۔

سب سے بدتر انسان

(۱۸۸۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا)) قِيْلَ نَعَمْ قَالَ ((الَّذِیْ يُسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِیْ بِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۸۸۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں ایسے شخص کو نہ بتاؤں جو مرتبہ میں اللہ کے نزدیک سب سے برا ہے۔ عرض کیا گیا ہاں بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ انسان ہے جس سے اللہ کے واسطے مانگا گیا ہے اور اس کو نہیں دیا جاتا۔ (احمد)

توضیح: ......اس عبارت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ سائل نے سوال کیا کہ اللہ کے واسطے کچھ ہمیں دو' اور اس کے باوجود اس کو نہیں دیا گیا تو وہ مسئول سب سے زیادہ برا ہے کہ اللہ کے نام کا لحاظ نہیں کیا۔ یا وہ سائل سب سے زیادہ برا ہے ہر جگہ اللہ کا نام لے کر مانگتا ہے اور اس کو نہیں دیا جاتا تو یہ خدا کی تحقیر کرتا پھرتا ہے ایسا شخص سب سے زیادہ بدتر ہے۔

مال ذخیرہ کرنے پر ناپسندیدگی

(۱۸۸۲) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ اسْتَاْذَنَ عَلٰی عُثْمَانَ فَاَذِنَ لَهٗ وَبِيَدِهٖ عَصَاهُ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا كَعْبُ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّیَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَا تَرٰی فِيْهِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَصِلُ فِيْهِ حَقَّ اللّٰهِ فَلَا بَاْسَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ اَبُوْ ذَرٍّ عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ لَوْ اَنَّ لِیْ هٰذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا اُنْفِقُهٗ وَيُتَقَبَّلُ مِنِّیْ اَذَرُ خُلْفِیْ مِنْهُ سِتَّ اَوَاقِیَّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ يَا عُثْمَانُ اَسَمِعْتَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۸۸۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو آنے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا (جو اس وقت وہاں موجود تھے) کہ اے کعب رضی اللہ عنہ! تم یہ بتاؤ کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ مال چھوڑ گئے ہیں اس مال کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس مال میں سے اللہ کا حق ادا کرتے رہے اور زکوٰۃ نکالتے رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سن کر ابوذر رضی اللہ عنہ نے لاٹھی اٹھائی اور کعب رضی اللہ عنہ کو مارا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس یہ اُحد پہاڑ سونے کا ہو جائے اور میں اس میں سے خرچ کروں اور امید رکھی جائے کہ اس میں سے کچھ چھوڑ جاؤں۔ چھ اوقیہ (یعنی دو سو چالیس درہم۔) اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا نہیں؟ اور اس کو تین مرتبہ دہرایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ (احمد)

توضیح: ...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' صحابی ہیں اور جاہلیت کے زمانے میں بھی موحد تھے' اور ابتدائے اسلام میں اولین لوگوں میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا بڑا دلچسپ واقعہ ہے جو بخاری شریف میں اور دیگر تاریخ کی کتابوں میں ہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں قیام کیا اور غزوات اور لڑائیوں میں شریک ہوتے رہے۔

۱۸۸۱۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی (۱۶۵۲)، النسائی (۳۵۷۰)، مسند احمد (۱/ ۳۱۹)

۱۸۸۲۔ اسنادہ صحیح، مسند احمد (۱/ ۶۳)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فطرتاً فقیر منش، زہد پیشہ، تارک الدنیا اور عزلت پسند تھے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسیح الاسلام کا لقب دیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے دنیا سے ہی قطع تعلق کر لیا۔ لیکن قیام دیار محبوب ہی میں رہا۔ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دل ٹوٹ چکا تھا اس لیے عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں کسی چیز میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات نے اور بھی شکستہ خاطر کر دیا۔ گلشن مدینہ ویران نظر آنے لگا اس لیے مدینہ چھوڑ کر شام کی غربت اختیار کر لی۔ (استیعاب ج ۱، ص ۸۳)

یہ سرمایہ داری کے سخت مخالف تھے۔ باوجود زکوٰۃ ادا کرنے کے بھی مال رکھنے کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لیے عام صحابہ سے مخالفت رہتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے کعب رضی اللہ عنہ سے مال رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال رکھنا جائز ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کعب رضی اللہ عنہ کو زدوکوب کیا اور وہ حدیث سنائی جو اوپر منقول ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ربذہ مقام میں رہنے کے لیے مشورہ دیا اور وہ مرتے دم تک ربذہ ہی میں مقیم رہے۔ ان کی زندگی شروع سے آخر تک سرتاپا زہد و تقویٰ تھی، جس پہلو پر نظر ڈالی جائے زہد و تقویٰ کا عجیب و غریب نمونہ نظر آئے گا۔

اس فقیرانہ زندگی کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ "میری امت میں سے ابو ذر رضی اللہ عنہ میں عیسیٰ بن مریم جیسا زہد ہے۔"

(اسد الغابہ، ج ۵۔ استیعاب)

یہی زہد کی زندگی آخر دم تک قائم رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عہد نبوت کے بعد سے لوگوں میں بہت تبدیلی آ گئی۔ لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شروع سے آخر تک ایک ہی رنگ میں قائم رہے۔ (اصابہ ج ۴، ص ۶۲)

(١٨٨٣) وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا عَنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّحْبَسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ ((كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ))

(۱۸۸۳) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے میں نے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے بعض بیویوں کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عجلت کو دیکھ کر لوگ گھبرا گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عجلت سے تعجب کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ سونا تھا مجھے وہ یاد آ گیا جس کا روکے رہنا مجھے پسند نہیں تھا تو اس کو تقسیم کر دینے کا حکم کر کے آ رہا ہوں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کا ایک ڈلا گھر میں چھوڑ کر آ گیا تھا جو صدقہ اور زکوٰۃ کا تھا اور اس کو رات بھر رکھنا میں نے اچھا نہیں سمجھا اس لیے جلدی جا کر تقسیم کرنے کا حکم دے آیا ہوں کہ رات کے آنے سے پہلے پہلے غریبوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔

(١٨٨٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدِيْ فِيْ مَرَضِهٖ سِتَّةُ دَنَانِيْرَ

(۱۸۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سات دینار میرے پاس تھے۔

١٨٨٣۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب من صلى بالناس فذكر حاجة (٨٥١، ١٤٣٠)

١٨٨٤۔ اسناده حسن، مسند احمد (٦/ ١٠٤)

اَوْ سَبْعَةٌ فَامَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِیْ وَجْعُ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَاَلَنِی عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ اَوِ السَّبْعَةُ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِیْ وَجْعُكَ فَدَعَابِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِیْ كَفِّهٖ فَقَالَ مَا ظَنُّ نَبِیِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مجھے تفریق اور تقسیم کرنے کا حکم دیا یعنی ان کو لوگوں میں بانٹ دو۔ لیکن آپ ﷺ کی بیماری نے مجھے اس میں مشغول رکھا اور مجھے فرصت نہ ملی کہ بانٹ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ چھ سات اشرفیوں کا کیا ہوا' میں نے کہا کہ خدا کی قسم آپ ﷺ کی بیماری نے مجھے ایسا مشغول رکھا کہ نہ بانٹ سکی' آپ ﷺ نے ان اشرفیوں کو منگوایا اور اپنے دست مبارک میں رکھ کر فرمایا کہ نبی ﷺ کا کیا خیال ہے اگر وہ اللہ سے ملے اور یہ اشرفیاں اس کے پاس موجود ہوں (تو کیا حال ہوگا۔) (احمد)

(۱۸۸۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی بِلَالٍ وَعِنْدَهٗ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا یَا بِلَالُ؟ قَالَ شَیْءٌ ن ادَّخَرْتُهٗ لِغَدٍ فَقَالَ اَمَّا تَخْشٰی اَنْ تَرٰی لَهٗ غَدًا بُخَارًا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنْفِقْ بَلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔

(۱۸۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر تھا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ بلال! یہ کیا چیز ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت یہ ایسی چیز ہے جو آئندہ کے لیے میں نے جمع کر رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کل قیامت کے روز جہنم میں اس کا بخار بنے۔ تم اس کو خرچ کر ڈالو اور عرش والے سے محتاجی اور فقر و فاقہ سے مت ڈرو (اللہ تمہیں کھلائے پلائے گا۔) (بیہقی)

(۱۸۸٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ النَّارِ)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

(۱۸۸٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوگا وہ اس شاخ کو پکڑ لے گا اور وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کرا دے گی اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے جو بخیل ہوگا وہ اس کی ڈالی کو پکڑ لے گا اور وہ ڈالی اس کو نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کرا دے گی۔ (بیہقی)

(۱۸۸۷) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّاهَا)) رَوَاهُ رَزِیْنٌ۔

(۱۸۸۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ خیرات کرنے میں جلدی کرو کیونکہ بلا اور مصیبت صدقے سے آگے نہیں بڑھتی یعنی صدقہ و خیرات کرنے سے آفت و بلا دور ہو جاتی ہے۔ (رزین)

❀❀❀❀

۱۸۸۵۔ صحیح، شعب الایمان (۱۳۴۵)، طبرانی (۱/ ۳۴۰، ۳۴۱)

۱۸۸٦۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (۱۰۸۷۷)، عبدالعزیز بن عمران متروک اور ابراہیم بن اسماعیل ضعیف راوی ہے۔

۱۸۸۷۔ لا اصل لہ

بَابُ فِضْلِ الصَّدَقَةِ
صدقہ کی فضیلت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(۱۸۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ اور خیرات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ (اور حلال ہی کمائی کو قبول فرماتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس حلال کمائی کے صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے کر قبول فرماتا ہے پھر اس کو خیرات کرنے والے کے لیے پالتا ہے اور بڑھاتا ہے جس طرح تم میں کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے صدقہ کا ثواب پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں' اور یہ ہاتھ بلاکیف کے ہیں۔ محدثین کرام اس کی تاویل نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں یہ صفات متشابہات میں سے اس پر بلاکیف ایمان لانا واجب ہے اور بحث کرید کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۸۸۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا (بلکہ اس سے برکت ہوتی ہے اور مال بڑھ جاتا ہے) اور کسی کے قصور کو معاف کر دینے سے اللہ عزت کو بڑھا دیتا ہے۔ اور کوئی خاکساری تواضع نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے یعنی عاجزی اور تواضع سے خدا اس کو اونچا کر دیتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت

(۱۸۹۰) وَعَنْه رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۸۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۸۸۸۔ صحیح بخاری کتاب الزکاة باب الصدقة من کسب طیب (۱۴۱۰)، مسلم کتاب الزکاة باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها (۱۰۱۴)[۲۳۴۲]

۱۸۸۹۔ صحیح مسلم کتاب البر والصله باب استحباب العفو والتواضع (۲۵۸۸)[۶۵۹۲]

۱۸۹۰۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان الصائمین (۱۸۹۸)، مسلم کتاب الزکاة باب من جمع الصدقة واعمال البر (۱۰۲۷)[۲۳۷۱]

((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَآءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)) فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مَنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ ((نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فرمایا: جوشخص اللہ کے راستے میں کسی چیز کے جوڑے کوخرچ کرے (یعنی دو روپے دے یا دو کپڑے دے یا دو گھوڑے دے تو قیامت کے دن جنت کے دروازے سے اس کو بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں' اگر وہ نمازی ہے (یعنی زیادہ نماز پڑھنے والا ہے) تو اس کونماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو بہت جہاد کرنے والا ہے تو اس مجاہد کو جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو بہت صدقہ کرنے والا ہے تو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو زیادہ روزہ رکھنے والا ہے تو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سب دروازوں سے بلائے جانے کی کیا ضرورت ہے جب کہ ایک ہی دروازے سے جنت میں داخل ہونا کافی ہے اور کیا کوئی ایسا ہے بھی کہ ان سب دروازوں سے اس کو بلایا جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں' اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔ (بخاری مسلم)

(۱۸۹۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَآئِمًا)) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ ((فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً)) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ ((فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ اِمْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اسے آج کون شخص روزہ دار ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج میں روزہ سے ہوں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے آج کون جنازہ کے ساتھ ساتھ گیا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گیا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج میں نے کھانا کھلایا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آج تم میں سے کس نے کسی بیمار کی بیمار پرسی کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بیمار پرسی کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جمع ہوتیں یہ سب چیزیں کسی میں مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

یعنی ان سب نیکیوں کو اگر کسی نے کیا تو وہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہوگا۔

(۱۸۹۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو ہدیہ یا تحفہ بھیجنے میں حقیر نہ سمجھے اگر چہ وہ بکری کی کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی اپنے پڑوس کو ہدیہ تحفہ دیتی رہو اگر چہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو اور لینے والے کو بھی چاہیے کہ اگر معمولی

۱۸۹۱۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب من جمع الدصقة واعمال امیر (۱۰۲۸)[۲۳۷٤]

۱۸۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب لاتحقرن جارۃ لجار تعا (٦٠١٧)، مسلم کتاب الزکاۃ باب الحث علی الدصقة ولو با لقلیل (۱۰۳۰)[۲۳۷۹]

سے معمولی چیز ہدیہ میں دی جائے تو خوشی سے قبول کر لینی چاہیے اس سے آپس میں محبت ہو گی اور عداوت دشمنی نہیں رہے گی۔

(١٨٩٣) وَعَنْ جَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۹۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر قسم کی بھلائی صدقہ ہے۔ (بخاری مسلم) یعنی جو کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرے تو بتانے والے کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

(١٨٩٤) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۹۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی نیکی کو حقیر نہ جانو اگرچہ اپنے بھائی کے ساتھ کشادہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرے سے ملو۔ (مسلم)

یعنی اخلاق سے ملنا بھی نیکی کے کاموں میں سے ہے۔

(١٨٩٥) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ ((فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ ((فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ)) قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ ((فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ)) قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ ((فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۹۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمہ میں صدقہ اور خیرات کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر کوئی صدقہ اور خیرات کرنے کی کوئی چیز نہ پائے تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کرے اور اپنے نفس کو فائدہ پہنچائے اور اسی میں سے خیرات بھی کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا رنجیدہ اور حاجت مند اور دادخواہ کی مدد کرے (خواہ اپنے ہاتھ پاؤں سے ہو یا مال سے ہو) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نیک بات بتائے اور بھلائی کا حکم دے۔ صحابہ کرام نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو برے کاموں سے بچائے رکھے یہی اس کے حق میں صدقہ ہے۔ (بخاری مسلم)

صدقے کی متفرق اقسام

(١٨٩٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ

(۱۸۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں ان میں سے ہر ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ اور خیرات کرنا ضروری ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف

١٨٩٣۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب كل معروف صدقة (٦٠٢١)، مسلم كتاب الزكاة باب بيان ان اسم الصدقة مقع على كل نوع من المعروف (١٠٠٥)[٢٣٨]

١٨٩٤۔ صحيح مسلم كتاب الزكاب باب استحباب طلاقة الوجه (٢٦٢٦)

١٨٩٥۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب كل معروف صدقة (٦٠٢٢)، مسلم كتاب الزكاة باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف (١٠٠٨)[٢٣٣٣]

١٨٩٦۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب من اخذ بالركاب ونحوه (٢٩٨٩)، مسلم كتاب الزكاة باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع (١٠٠٩)[٢٣٣٥]

صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کرنا صدقہ ہے' اور آدمی کو سواری پر سوار کرا دینے کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے' اور اس کے سامان اور بوجھ کو سوار پر لادے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے' اور اچھی بات کا بتا دینا بھی صدقہ ہے' اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے' اور تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کر دینا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری مسلم)

(۱۸۹۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلٰثِمِائَةِ مُفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُّنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلٰثِ مِائَةٍ فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے (یعنی اس کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) اور ہر جوڑ کی طرف سے ایک ایک صدقہ کرنا ضروری ہے۔ تو جس نے "اللہ اکبر" کہا اس نے ایک صدقہ ادا کیا' اور جس نے "الحمد للہ" کہا اس نے ایک صدقہ ادا کیا اور جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا اس نے ایک صدقہ ادا کیا' اور جس نے "سبحان اللہ" کہا اس نے ایک صدقہ ادا کیا اور جس نے "استغفر اللہ" کہا اس نے صدقہ ادا کیا' جس نے راستے سے پتھر ہٹا دیا یا کانٹا ہٹا دیا یا ہڈی دور کر دی اس نے صدقہ ادا کیا' یا جس نے نیک بات بتائی اس نے صدقہ ادا کیا یا جس نے برے کام سے روکا اس نے صدقہ ادا کیا۔ اسی قسم کی جب تین سو ساٹھ نیکیاں ہو جائیں گی تو اس نے اپنے ہر ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کر دیا اور وہ اس حال میں چلے گا' پھرے گا کہ اس نے اپنے آپ کو جہنم سے دور کر لیا ہے۔ (مسلم)

(۱۸۹۸) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِيْ بِضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَيَاتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ ((اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۸۹۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تسبیح صدقہ ہے یعنی سبحان اللہ کہنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے' الحمد للہ کہنا صدقہ ہے' لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے' نیک بات کا بتانا صدقہ ہے اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے اور بیوی یا لونڈی سے مجامعت کرنا بھی صدقہ ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے' یعنی جماع کرتا ہے تو اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ حرام کام میں اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے تو اس پر گناہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جب حلال طریقہ سے اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا۔ (مسلم)

(۱۸۹۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۸۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۸۹۷۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب بیان ان اسم الدصقة (۱۰۰۷)[۲۳۳۰]

۱۸۹۸۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب بیان ان اسم الصدقة یقع (۱۰۰۶)[۲۳۲۹]

۱۸۹۹۔ صحیح بخاری کتاب الاشربة باب شرب اللبن (۵۶۰۸)، مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل المنیحة (۱۰۲۰)[۲۳۵۸]

اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فرمایا: بہترین صدقہ کی وہ اونٹنی ہے جو زیادہ سے زیادہ دودھ دینے والی ہو اور کسی غریب کو دودھ پینے کے لیے دے دی جائے' پھر بہترین صدقہ وہ دودھ دینے والی بکری ہے جو کسی مسکین کو دودھ پینے کے لیے دے دی جائے جو صبح کو برتن بھر دودھ دے اور شام کو برتن بھر دودھ دے۔ (بخاری)

توضیح: ...... عرب میں یہ دستور تھا کہ اونٹ اور بکری والے محتاجوں کو ان کی حاجت روائی کے لیے عاریتاً دودھ پینے کے لیے دے دیا کرتے تھے۔ جب اس کا دودھ بند ہو جاتا تو اس کو واپس لے لیتے اس کو اپنی اصطلاح میں منیحہ بولتے تھے اور منیحہ زمین کا بھی ہوتا ہے' باغ کا بھی ہوتا ہے' مکان کا بھی ہوتا ہے' روپے پیسے کا بھی ہوتا ہے' کہا جاتا ہے: ((من منح منحة ورق او منح لبنا كان له كعدل رقبة .)) ''جو شخص چاندی کا منیحہ دے یا دودھ کا منیحہ تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔''

چاندی کا منیحہ یہ ہے کہ کسی کو قرض حسنہ دے۔ اور دودھ کا منیحہ یہ ہے کہ کسی کو اونٹنی یا بکری دودھ پینے کے لیے دے' اسی طرح اگر اس کے بال یا اون سے فائدہ اٹھانے کے لیے دے' پھر ایک مدت کے بعد مالک اس کو واپس لے لے۔

المنحة مردودة منحه کا' مالک کو لوٹا دینا ضروری ہے (کیونکہ مالک نے فائدہ اٹھانے کو اس کو اجازت دے دی تھی نہ کہ مالک بن جانے کی۔ اسی طرح منحہ زمین کا یعنی کوئی شخص اپنی زمین کسی کو کھیتی کرنے کے لیے دے۔

درخت، کھیتی میں بھی صدقہ ہے

(١٩٠٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ وَبَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۹۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں کوئی انسان اور حیوان اور چرند پرند کھا جائے تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (بخاری مسلم)

(١٩٠١) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ ((وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ))

(۱۹۰۱) اور روایت میں ہے کہ جو چرایا جائے یعنی اگر کوئی چرا لے جائے تب بھی اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

پیاسے کتے کو پانی پلانے والی کی بخشش

(١٩٠٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((غُفِرَ لِاِمْرَاَةٍ مُّوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَاْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَيَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَلَهَا بِذٰلِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا

(۱۹۰۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدکار عورت کو اس لیے بخش دیا گیا کہ اس نے ایک کتے کو پانی پلا دیا تھا یعنی وہ ایک راستہ پر جا رہی تھی اور اس کنوئیں کے پاس ایک کتا پڑا ہوا اپنی زبان لٹکائے ہوئے تھا۔ پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے اپنا موزا نکالا اور اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں میں سے

١٩٠٠۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب رحمة الناس والبهائم (٦٠١٢)، مسلم كتاب المساقاة باب فضل الفرس والزرع (١٥٥٣)[٣٩٧٣]

١٩٠١۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة فضل الفرس الزرع (١٥٥٢)[٣٩٦٨]

١٩٠٢۔ صحيح بخاری كتاب ابدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شرب احدكم (٣٣٢١)، مسلم كتاب السلام باب فضل ساقی البهائم (٢٢٤٥)[٥٨٦٠]

قَالَ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پانی کھینچا اور اس نے کتے کو پلا دیا۔ اس نیکی کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو گئی۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے سے ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر جانور کے ساتھ نیکی کرنا ثواب کا باعث ہے۔ (بخاری مسلم) (بشرطیکہ وہ جانور موذی نہ ہو)

(١٩٠٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُذِّبَتْ امْرَاَةٌ فِیْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَاْكُلُ مِنْ خُشَاسِ الْاَرْضِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۹۰۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا کہ اس نے اس بلی کو باندھ کر روک رکھا یہاں تک کہ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئی' نہ اس کو کھانا کھلایا' نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانوروں میں سے کچھ کھا پی لیتی۔'' (بخاری مسلم)

(١٩٠٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰی ظَهْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّیَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا یُؤْذِیْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۹۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کا گزر ایک ٹہنی کے نیچے سے ہوا جو راستے کے درمیان میں واقع تھی تو اس نے کہا کہ میں اس ٹہنی کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دوں تا کہ یہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (چنانچہ اس نے اس ٹہنی کو دور کر دیا) اس کو اس کے اس فعل کی وجہ سے جنت میں داخل کیا گیا۔ (بخاری مسلم)

(١٩٠٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ كَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جنت میں اکڑتا ہوا اور موج مارتا ہوا چل رہا تھا اس نے راستے میں سے ایک درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ (مسلم)

(١٩٠٦) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ ((اَعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْكُرُ حَدِیْثَ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اِتَّقُوْا النَّارَ فِیْ بَابِ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۱۹۰۶) حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں' آپ ﷺ نے فرمایا: تم تکلیف دہ چیز کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دو (مسلم)۔ اور ہم عدی بن حاتم کی حدیث ''اتقوا النار فی باب علامات النبوت'' کے باب میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

١٩٠٣۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم (٣٣١٨) مسلم کتاب السلام باب تحریم قتل الهرة (٢٢٤٢) [٥٨٥٢]

١٩٠٤۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل التهجر الی الظهر (٦٥٢)، مسلم کتاب البر والصلة باب فضل ازالة الازی عن الطریق (١٩١٤) [٦٦٧٠]

١٩٠٥۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل ازالة الاذی (١٩١٤) [٦٦٧١]

١٩٠٦۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب فضل ازالة الاذی (٢٦١٨) [٦٦٧٣]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

ایک مسلمان کے اوصاف

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی

(۱۹۰۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِیْنَةَ جِئْتُ فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلُ مَا قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوْا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَصِلُوْا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۱۹۰۷) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک میں نے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ جھوٹ بولنے والے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ لوگو! سلام کو پھیلاؤ، (یعنی آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم، السلام علیکم کہا کرو) اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، اور رشتے ناطے کو جوڑو اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

توضیح:...... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام جاہلیت میں حصین تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کے لیے باغ میں پھل توڑنے گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مالک بن نجار کے محلّہ میں فروکش ہوئے اس کی خبر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملی تو پھل لے کر دوڑے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور زیارت سے شرف اندوز ہو کر واپس گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ہمارے اعزہ (انصار) میں سب سے قریب تر کس کا مکان ہے؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں سب سے قریب رہتا ہوں۔ یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان کو اپنا مسکن بنایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقر متعین ہو گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جو انبیاء کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب دیا تو فوراً پکار اٹھے: ((اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم.)) اس کے بعد کہا کہ یہود ایک افترا پرداز قوم ہے اور میں عالم ابن عالم اور رئیس ابن رئیس ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلا کر میری نسبت دریافت کیجیے۔ لیکن میرے مسلمان ہو جانے کی خبر نہ دیجیے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو طلب فرما کر اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ عبداللہ بن سلام کون شخص ہیں؟ بولے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا وہ مسلمان ہو سکتے ہیں جواب ملا کبھی نہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام مکان کے ایک گوشے میں چھپے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے آواز دی تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور یہودیوں سے کہا ذرا خدا سے ڈرو تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رسول ہیں اور ان کا مذہب بالکل سچا ہے اور بایں ہمہ ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ یہود کو خلاف توقع جو خفت نصیب ہوئی اس نے اس کو مشتعل کر دیا انھوں نے غصہ میں کہا کہ تم جھوٹے ہو، اور ہماری جماعت کے بدترین شخص ہو اور تمہارا باپ بھی بدتر تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دیکھا مجھ کو اسی کا خوف تھا۔ (بخاری ص ۵۵۶، و ۵۶۱)

۱۹۰۷۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب صفة القيامة (۲۴۸۵)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ماجاء فی قيام الليل (۱۳۳۴)، الدارمی كتاب الصلاة باب فضل صلاة الليل (۱٤٦٠)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بڑے صاحب فضل و کمال تھے۔ توریت، انجیل اور قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سینہ بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں بہت سی آیتیں اتری ہیں۔ توریت پر ان کو بڑا عبور تھا ان کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

((كان عبدالله بن سلام عالم اهل الكتاب وفاضلهم في زمانه با المدينة .))

''عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں اہل کتاب کے سب سے بڑے عالم تھے۔'' مسلمان ہونے کے بعد قرآن و حدیث پر بڑی توجہ کی اور حدیث میں مرجع کل بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زمین پر چلنے والے شخص کو جنتی نہیں فرمایا البتہ عبداللہ بن سلام کو فرمایا تھا۔ (بخاری شریف)

صحیح ترمذی میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو شاگردوں سے فرمایا کہ میں دنیا سے اٹھ رہا ہوں لیکن میرے ساتھ علم نہیں اٹھتا جو شخص اس کی جستجو کرے گا پالے گا۔ اس کے بعد چار شخصوں کے نام گنائے جن میں ایک عبداللہ بن سلام تھے۔ فرمایا:

((كان يهوديا فاسلم فاني سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول انه عاشر عشرة في الجنة .)) (ترمذی)

''پہلے وہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے اور میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ دسویں جنتی ہیں۔''

بایں ہمہ فضیلت بڑے منکسر المزاج تھے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک دن نماز کے لیے آئے اور لوگوں نے کہا کہ جنتی شخص ہیں تو فرمایا کہ جس بات کو آدمی جانتا نہ ہو اس کو زبان سے نکالنا نہیں چاہیے۔ اس کے بعد اپنے اس خواب کا ذکر کیا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر دی تھی کہ اسلام پر تمام عمر قائم رہو گے۔ (بخاری)

اس واقعہ کے ساتھ ایک اور واقعہ بھی ملایا جائے تو انکسار کا نہایت مکمل اور دیدہ زیب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لا رہے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کو اس سے خدا نے مستغنی کیا ہے' فرمایا ہاں' یہ ٹھیک ہے لیکن میں اس سے کبر و غرور کا قلعہ قمع کرنا چاہتا ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۲۳)

حق و صداقت کا جوش بے اندازہ تھا' فرماتے تھے کہ:

''تم کو ایک بار قریش سے لڑائی پیش آئے گی اس وقت اگر مجھ میں قوت نہ ہو تو تخت پر بٹھا کر مجھ کو فریقین کی صفوں کے درمیان رکھ دینا۔'' (استیعاب ص ۲۹۶ ج ۱)

کھانا کھلانے کا اجر و ثواب

(۱۹۰۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَاَفْشُوْا السَّلَامَ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۹۰۸) حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رحمان (یعنی اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرو اور غریب بھوکوں کو کھانا کھلایا کرو' اور آپس میں سلام کو پھیلاؤ' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۱۹۰۹) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۹۰۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

۱۹۰۸۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الاطعمة با ماجاء فی فضل اطعام الطعام (۱۸۵۵)، ابن ماجه کتاب الادب باب افشاء السلام (۳۶۹۴)

۱۹۰۹۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الزکاة باب ماجاء فی فضل الصدقة (۶۶۴)، عبداللہ بن عیسیٰ ضعیف راوی ہے۔

اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السَّوْءِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو دور کر دیتا ہے۔'' (احمد ترمذی)

حسن اخلاق کا بیان

(۱۹۱۰) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(۱۹۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ہر نیکی اور بھلائی صدقہ ہے اور نیکی میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ رو ہو کر ملو اور نیکی میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دو۔ (احمد ترمذی)

(۱۹۱۱) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيَّ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَ اِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۹۱۱) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اپنے بھائی کے چہرے کے سامنے تمہارا ہنس دینا صدقہ ہے (یعنی مسلمان بھائی سے مسکرا کر خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے) اور کسی نیک کام کا تمہارا حکم دینا صدقہ ہے، اور تمہارا لوگوں کو بری بات سے روکنا بھی صدقہ ہے اور کسی گم شدہ راستہ والوں کو (یعنی بھولے بھٹکوں کو) تمہارا راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے اور کسی نابینا آدمی کی امداد کرنا بھی صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو جیسے ہڈی پتھر اور کانٹے کو دور کرنا بھی تمہارے لیے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی تمہارے لیے صدقہ ہے۔ (ترمذی)

(۱۹۱۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ ((الْمَاءُ)) فَحَفَرَ بِيْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۹۱۲) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے تو کون سا صدقہ بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی کا صدقہ سب سے بہتر ہے تو انہوں نے ایک کنواں کھودوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کی طرف سے صدقہ اور وقف ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کی غرض سے کنواں وغیرہ کھدوا کر وقف کرنا سب سے بہتر صدقہ ہے۔

(۱۹۱۳) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۱۹۱۳) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۹۱۰۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی طلاقة الوجه (۱۹۷۰)، مسند احمد (۳/ ۳۴۴)

۱۹۱۱۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب البر باب ماجاء فی صنائع المعروف (۱۹۵۶)

۱۹۱۲۔ اسناده ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الزکاة باب فضل سقی الماء (۱۶۸۱)، سنن النسائی کتاب الوصایا باب الاختلاف علی سفیان (۳۶۹۴)، رجل مجہول اور ابو اسحاق اسبعی مدلس راوی ہیں۔

۱۹۱۳۔ اسناده ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الزکاة باب فی فضل بیهقی الماء (۱۶۸۳)، الترمذی کتاب صفة القیامة باب (۲۴۴۹)، ابو خالد الدارمی مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے جبکہ دوسری سند میں عطیہ العوفی وغیرہ ضعیف راوی ہے۔

اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَاءٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

بیان فرمایا: جو مسلمان کسی برہنے مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز کپڑوں میں سے کپڑا پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلا دے تو اس کے بدلے میں اس کو اللہ تعالیٰ جنت کے پھلوں میں سے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو مہر لگی ہوئی جنت کی پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(١٩١٤) وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الْاٰيَةَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۱۹۱۴) حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب﴾ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

توضیح:...... پوری آیت سورۂ بقرہ اکیسویں رکوع میں یہ ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾

''ساری بھلائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً بھلا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو اس کی محبت میں مال خرچ کرے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے۔ غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور پرہیز گار ہیں۔''

(١٩١٥) وَعَنْ بُهَيْسَةَ ؓ عَنْ اَبِيْهَا قَالَتْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ ((الْمَآءُ)) قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ ((الْمِلْحُ)) قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءَ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ ((اَنْ

(۱۹۱۵) بہیسہ ؓ اپنے باپ سے نقل کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا اور نہ دینا حلال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی ہے۔ (یعنی اگر کوئی پینے کے لیے پانی مانگے تو دے دینا چاہیے، منع نہیں کرنا چاہیے۔) پھر انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ ﷺ پھر وہ کونسی چیز ہے جس کا

١٩١٤۔ اسناده ضعيف، دارمی اكتاب الزكاة باب ما يجب فی مال سوی الزكاة (١٢٣٧)، سنن الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء ان فی المال هقا سوی الزكاة (٦٥٩، ٦٦٠) ابو حمزه ميمون الاعور ضعيف راوی هے۔ ابن ماجه كتاب الزكاة باب ماادی زكاة قيس بكنز (١٧٨٩)

١٩١٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی منع الماء (٣٤٧٦)، یسار بن منظور اور اسکا والد دونوں مستور راوی ہیں۔

تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

نہ دینا حلال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نمک ہے۔ (یعنی اگر کوئی نمک مانگے تو نمک دے دینا چاہیے) پھر انہوں نے کہا' اور کونسی چیز ہے جس کا انکار منع کرنا جائز نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نیک کام کو کیے جاؤ اور اس سے مت روکو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

مختلف نیکیاں

(۱۹۱۶) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيْتَةً فَلَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ وَمَا اَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(۱۹۱۶) حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بنجر زمین کو آباد کیا اور اس میں کھیتی کی' یا درخت لگایا تو اس میں اس کو ثواب ملے گا اور جو جانور یا آدمی اس باغ یا کھیتی میں سے کھا جائیں تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

(۱۹۱۷) وَعَنِ الْبَرَآءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَةٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۹۱۷) حضرت براء ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے دودھ پینے کے لیے کسی غریب کو عاریۃً جانور دیدیا، یا قرضہ کے طور پر روپیہ پیسہ دیدیا، یا کسی بھولے بھٹکے کو گلی کوچے کا راستہ بتا دیا تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

(۱۹۱۸) وَعَنْ اَبِيْ جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ ؓ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَيْتُ رَجُلًا يَّصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهٖ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (الَّذِيْ اِنْ اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَاِنْ اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْفَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَيْكَ قُلْتُ اعْهَدْ اِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا قَالَ فَمَا

(۱۹۱۸) حضرت ابو جری جابر بن سلیم ؓ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ منورہ میں آیا تو ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کی رائے پر چلتے ہیں یعنی اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے سب اس پر عمل درآمد کرتے ہیں' کوئی اس کے حکم کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ خدا ان پر درود سلام بھیجے۔ میں نے قریب آ کر آپ ﷺ کو علیک السلام یا رسول اللہ دو مرتبہ کہا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا علیک السلام مت کہو کیونکہ علیک السلام مردوں کے لیے دعا ہے بلکہ تم السلام علیک کہو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس اللہ کا رسول ہوں اگر تم کو کوئی تکلیف پہنچے اور اس کو دور کرنے کے لیے اس کو تو پکارے تو وہ تیری تکلیف کو دور کر دے گا' اور اگر تم پر قحط سالی آ جائے

۱۹۱۶۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى ۱۳۷۹' الدرمى كتاب باب من احيا ارضاميتة فهى له (۲/ ۲۶۷ ح ۲۶۱۰)، الصحيحه (۵۶۸)

۱۹۱۷۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب البر باب ماجاء فى المنحة۔ (۱۹۵۷)۔

۱۹۱۸۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب اللباس: باب ماجاء فى اسبال الازار (۴۰۸۴)، الترمذى كتاب الاستئذان باب ماجاء فى كراهية ان يقول عليك السلام (۲۷۲۱)

سَبَّبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ حَدِيْثَ السَّلَامِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَيَكُوْنُ لَكَ اَجْرُ ذٰلِكَ وَ وَبَالُهٗ عَلَيْهِ.

اور تم قحط سالی دور کرنے کے لیے اس سے دعا کرو تو وہ قحط سالی دور کر دے گا اور تیرے لیے زمین سے سبزہ پیدا کرے گا اور اگر تم کسی ایسی جگہ میں ہو جہاں پانی اور نہ گھاس دانہ ہو یا چٹیل میدان ہو تو آبادی سے دور ہو اور تمہاری سواری اس چٹیل میدان میں گم ہو جائے اور اس کے واپسی کے لیے اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری سواری کو واپس کر دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی کو گالی مت دو۔ چنانچہ میں نے اس نصیحت کے بعد نہ ازاد کو گالی دی' نہ غلام کو' نہ اونٹ کو' نہ بکری کو۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری یہ نصیحت فرمائی کہ کسی نیکی کو تم نہ معمولی سمجھو اور نہ حقیر جانو اور جب تم اپنے بھائی سے بات چیت کرو۔ تو تم ہنس مکھ چہرے سے بات کرو یہ بھی نیکی میں سے ہے۔ اور تیسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ اپنی لنگی کو آدھی پنڈلی تک اونچی رکھو اور اگر تم اتنا نہ کرسکو تو ٹخنے تک رکھ سکتے ہو اور ٹخنے کے نیچے اپنی لنگی مت رکھو کیونکہ ٹخنے سے نیچے لنگی کا رکھنا تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے اور اگر تم کو کوئی گالی دے اور کسی عیب کا عار لگائے اور شرم دلائے جو تمہارے بارے میں جانتا ہو تو تم اس کے عیب پر جو تم کو معلوم ہو مت عار دلاؤ کیونکہ اس عار کا وبال اسی کے اوپر ہوگا۔ (ابو داؤد' ترمذی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم کو ثواب ملے گا اور اس کو گناہ ہوگا۔

توضیح:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ علیک السلام اس لیے کیا کہ غالباً آپ ﷺ نے پہلے سلام کو نہیں سنا تھا۔ یا آپ ﷺ نے آہستہ جواب دیا ہو جس کو انہوں نے نہیں سنا اس لیے دوبارہ سلام کیا اور آپ ﷺ نے ان کو سلام کرنے کا طریقہ بتایا کہ زندوں کو السلام علیک کہا کرو کیونکہ مردوں کے لیے علیک السلام ہے تو اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مردوں کو السلام علیکم کہنا جائز نہیں ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان میں تشریف لے جاتے تو السلام علیکم دار قوم مومنین ...... الخ فرماتے' تو محدثین کرام نے یہ تطبیق دی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اور اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں علیک السلام کہنا مردوں کے لیے تھا تو آپ ﷺ نے اس واقعہ کی اطلاع دی ہے جو پہلے زمانے میں ہوا کرتا تھا۔ اس کی پوری تفصیل زاد المعاد میں دیکھیے۔

(۱۹۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا بَقِيَ مِنْهَا)) قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كِتْفُهَا قَالَ ((بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرُ كِتْفِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

(۱۹۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے ایک بکری ذبح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا۔ کیا اس بکری کے گوشت میں سے کچھ باقی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سب گوشت تقسیم کر دیا گیا ہے صرف ایک شانہ باقی رہ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب باقی ہے (یعنی جو گوشت اللہ کے راستے میں تقسیم کیا گیا ہے اس کا ثواب باقی ہے) سوائے اس شانے کے جو کھانے کے لیے گھر میں رکھ لیا گیا ہے۔ (ترمذی)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وما عندكم ينفذ وما عند الله باق﴾ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے فانی ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے۔''

۱۹۱۹۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب صفة القيامة (۲٤٧٠)

(١٩٢٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

(۱۹۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمائے ہوئے میں نے سنا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے تو جب تک اس کپڑے کا کوئی حصہ اور ٹکڑا اس کے جسم پر باقی رہے گا تب تک کپڑا پہنانے والا خدا کی حفاظت میں رہے گا۔ (احمد' ترمذی)

(١٩٢١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ قَالَ ((ثَلٰثَةٌ يُّحِبُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ يَّتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا اُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهٖ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ اَحَدُ رُوَاتِهٖ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ كَثِيْرُ الْغَلَطِ۔

(۱۹۲۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین ایسے شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ ایک وہ شخص جو رات کو اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے (اور تہجد کی نماز یا غیر نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے) اور دوسرا وہ شخص ہے جو صدقہ دائیں ہاتھ سے اس طرح دیتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جو اسلامی لشکر میں شامل ہوا اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی لیکن وہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہا' بھاگا نہیں۔ (ترمذی)

(١٩٢٢) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ثَلٰثَةٌ يُّحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلٰثَةٌ يُّبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَيَتْلُوْا اٰيَاتِيْ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ الزَّانِيْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمْ۔

(۱۹۲۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے' اور تین ایسے شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے۔ وہ تین شخص کہ جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور اللہ کے واسطے کوئی چیز مانگی اور کسی قرابت اور دوستی کی بنا پر نہیں مانگی تھی بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر سوال کیا تھا تو ان لوگوں نے دینے سے انکار کر دیا انہیں میں سے ایک شخص باہر آیا اور آگے بڑھ کر چپکے سے اس کو دے دیا کہ اس کے دینے کو صرف خدا جانتا ہے اور وہ جس کو اس نے دیا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو کسی قوم کے ساتھ رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ نیند ان سب چیزوں سے پیاری ہوئی جو اس کے برابر ہو سکتی ہیں۔ سب لوگ سو گئے' اور وہ شخص کھڑا ہو کر مجھ سے چاپلوسی اور نرمی کی باتیں کرتا ہے اور میری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے یعنی وہ شخص سوتا نہیں بلکہ کھڑا ہو کر نہایت عاجزی اور گڑگڑا کر خدائے تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہا' اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا' تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ اور تیسرا وہ شخص کہ وہ لشکر میں گیا اور دشمنوں سے مقابلہ کیا

١٩٢٠۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب صفة القيامة (٢٤٨٤)، خالد بن طهمان ابو العلاء مختلط راوی ہے۔

١٩٢١۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب صفة الجنه باب وهو يا يلى باب ماجاء فى كلام الحور العين (٢٥٦٧)، اعمش مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

١٩٢٢۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب صفة الجنة (٢٥٦٨)، النسائى كتاب الزكاة باب ثواب من يعطى (١٦١٦)

اور شکست ہوگئی لیکن یہ شخص دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر برابر کھڑا رہا اور دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا یا اس کی وجہ سے فتح ہوگئی۔ اور تین وہ شخص جن سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے ان میں سے ایک بوڑھا مرد ہے جو بدکاری کرتا ہے اور دوسرا وہ محتاج جو تکبر کرتا ہے اور تیسرا وہ جو مالدار ہو کر ظلم کرتا ہے۔ (ترمذی)

توضیح:...... شیخ سے مراد یا تو بوڑھا شخص ہے کہ بڑھاپے میں بھی بدکاری سے باز نہیں آتا' یا شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے کہ بیوی کے ہوتے ہوئے بھی دوسری سے زنا اور بدکاری کرتا ہے۔ اور فقیر ہوتے ہوئے بھی تکبر اور گھمنڈ کرتا ہے جو سب سے زیادہ برا ہے اور مالدار ہوتے ہوئے بھی لوگوں کا مال چھین کر رکھ لیتا ہے اور ان پر ظلم کرتا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ بہت زیادہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں۔

(١٩٢٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِيْدُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَآءُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَآءِ قَالَ نَعَمْ الرِّيْحُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمْ ابْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۹۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی (کیونکہ یہ زمین پانی پر بچھی ہوئی ہے) تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو پیدا کیا اور اس پہاڑ کو زمین پر ٹھہرا دیا (یعنی میخ کی طرح گاڑ دیا) تو زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑوں کی سختی سے تعجب کیا اور یہ کہا کہ اے ہمارے پروردگار! تیری مخلوق میں سے پہاڑ اور پتھر سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں' لوہا ہے جو پہاڑ اور پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے' تو فرشتوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! کیا تیری مخلوق میں سے اس سے بھی زیادہ کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں' آگ ہے جو لوہے کو بھی پگھلا دیتی ہے؟ پھر فرشتوں نے کہا کہ آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں' پانی ہے جو آگ کو بھی بجھا دیتا ہے۔ پھر فرشتوں نے کہا پانی سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں' ہوا ہے جو پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے۔ پھر فرشتوں نے کہا کہ خدایا ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہاں وہ انسان ہے جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(١٩٢٤) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهٗ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوْهُ اِلٰى مَا عِنْدَهٗ قُلْتُ وَكَيْفَ

(۱۹۲۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اللہ کے راستے میں اپنے ہر مال میں سے دو دو چیزیں خرچ کرے تو قیامت کے دن جنت کے سارے چوکیدار اور دربان اس کا استقبال کریں گے اور ان میں سے ہر ایک دربان اس کو اس چیز کی طرف

١٩٢٣۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب (٣٣٦٩)، سلیمان بن ابی سلیمان غیر معروف راوی ہے۔
١٩٢٤۔ سنن النسائی کتاب الجهاد باب فضل النقة فی سبیل الله (٣١٨٧)

ذٰلِكَ قَالَ اِنْ كَانَتْ اِبِلًا فَبَعِيْرَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ بَقَرَةً فَبَقَرَتَيْنِ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

بلائے گا جو اس کے پاس ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا دو دو چیز خرچ کرنے کی کیا صورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے پاس اونٹ ہے تو دو اونٹ دیا اور اگر گائے یا بیل ہے تو دو گائے بیل دیا۔ (نسائی)

(١٩٢٥) وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَقُوْلُ اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَدَقَتُهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۹۲۵) حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہو گا۔ (احمد)

توضیح: ...... قیامت کے روز بہت سخت دھوپ ہو گی جس سے بہت زیادہ گرمی لگے گی۔ سایہ کے لیے کوئی سامان نہیں ہو گا۔ دنیا میں اگر اس نے نیکی کی ہے تو یہ نیکی قیامت کے دن سائبان بن جائے گی یعنی یہ صدقہ قیامت کے دن سائبان کا کام دے گا۔ اس حدیث سے صدقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(١٩٢٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهٖ فِي النَّفَقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهٖ)) قَالَ سُفْيَانُ اِنَّا قَدْجَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

(۱۹۲۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محرم کی دسویں تاریخ کو اپنے بال بچوں پر کشادگی کے ساتھ دل کھول کر خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر کشادگی کرے گا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا (رزین)

توضیح: ...... علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے اس حدیث کو موضوع بتایا ہے۔ لیکن بعض علماء نے متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن بتایا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(١٩٢٧) وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ وَضَعَّفَهٗ۔

(۱۹۲۷) اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ و جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے۔

(١٩٢٨) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الصَّدَقَةَ مَا هِيَ قَالَ ((اَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۹۲۸) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ صدقہ کا کتنا ثواب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوگنا اور دوگنے کا بھی دوگنا اور اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ (احمد) یعنی ایک نیکی اور ایک صدقہ کا ثواب دس صدقہ کے برابر اور اس سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ ایک کھجور کا ثواب پہاڑ سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

١٩٢٥۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٦/ ٤٨، ٤٩)

١٩٢٦۔ ضعيف، شعب الايمان (٣٧٩٢)، اس روايت كى سارى سند تاريك هے۔

١٩٢٧۔ ضعيف، شعب الايمان (٣٧٩٥)، حجاج بن نصیر ضعیف اور محمد بن ذکوان منکر الحدیث ہے (۳۷۹۳)، رجل مجہول ہے۔ (۳۷۹۱) محمد بن یونس کذاب اور عبداللہ بن ابراہیم الغفاری متروک راوی ہے غرض یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف و موضوع ہے۔

١٩٢٨۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٥/ ١٧٨، ٢٦٥)، ابو عمر الدمشقی ضعیف و متروک ہے اور معاف بن رفاعہ ضعیف اور علی بن یزید متروک راوی ہے۔

بَابُ اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

بہترین صدقہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

عمدہ ترین صدقہ اور اس کے حق دار

(۱۹۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَحَكِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہما قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَكِیْمٍ وَحْدَهٗ۔

(۱۹۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: سب سے بہتر وہ صدقہ ہے جو بے پروائی کے بعد دیا جائے اور سب سے پہلے تم ان کو دو جن کی تم پرورش کرتے ہو اور ان کا نان نفقہ تم پر ہو ان سے جو بچ جائے تو دوسرے محتاجوں کو بھی دو۔ (بخاری)

توضیح: ...... بے پروائی سے مطلب یہ ہے کہ صدقہ دے دینے کے بعد یہ شخص مستغنی رہے بالکل محتاج نہ بن جائے کہ خود بھوکا مرنے لگے اور بال بچے بھی بھوکے مرنے لگیں۔ بلکہ اپنے اور بال بچوں کے خرچ سے جو فالتو بچ جائے وہ صدقہ کر دے۔ ''اول خویش بعدہٗ درویش'' پر عمل کرنا چاہیے۔

(۱۹۳۰) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۹۳۰) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْكِیْنٍ وَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا نِالَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وہ دینا رہے جو اللہ کے راستے میں تم خرچ کرتے ہو اور ایک وہ دینار ہے جو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہو اور ایک وہ دینار ہے جو مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک وہ دینار ہے جو بال بچوں پر خرچ کرتے ہو۔ تو ان سب میں ثواب کے لحاظ سے وہ دینار سب سے بڑا ہے جو تم نے اپنے بال بچوں پر خرچ کیا۔ (مسلم)

۱۹۲۹۔ صحیح بخاری کتبا الزکاۃ باب لاصدقة الاعن ظهر غنی (۱۴۲۷، ۱۴۲۶)، مسلم کتاب الزکاۃ باب بیان ان البداء العلیا خیر (۱۰۳۴)[۲۳۸۶]

۱۹۳۰۔ صحیح بخاری کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الهل (۵۵، ۵۳۵۱)، مسل کتاب الزکاۃ باب فض النفقة والصدقة علی الاقربین (۱۰۰۲)[۲۳۲۲]

۱۹۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل النفقة علی العیال والمملوك (۹۹۵)[۲۳۱۱]

یعنی بال بچوں پر خرچ کرنا سب خرچوں سے زیادہ ثوب ہے۔

(١٩٣٢) وَعَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۳۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ اسی طرح سے وہ دینار جو اپنے جانوروں پر خرچ کرتا ہے اللہ کے راستے میں یعنی جہاد کے گھوڑے پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو اپنے ساتھیوں پر اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے' یعنی مجاہدین ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

یعنی ان تینوں پر خرچ کرنا سب سے بہتر ہے۔

اپنے بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے

(١٩٣٣) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَىْ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ ((اَنْفِقِيْ عَلَيْهِمْ فَلَكِ اَجْرُمَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۳۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں پہلے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر خرچ کروں جو یتیم ہیں اور وہ میرے بیٹے بھی ہیں تو مجھے ثواب ملے گا یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان پر خرچ کرو۔ ان یتیم بچوں پر تم کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (بخاری مسلم)

اپنے شوہر کو زکوٰۃ دینا

(١٩٣٤) وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ ؓ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَّفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بَلْ اِيْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا

(۱۹۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتو! تم صدقہ اور خیرات کرو اگرچہ تمہارے زیوروں میں سے ہی ہو۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں یہ سن کر میں اپنے خاوند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' اور میں نے کہا آپ غریب آدمی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا ہے تو آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے جا کر یہ مسئلہ پوچھ آئیے کہ اگر میں آپ کو اور آپ کی اولاد کو صدقہ وخیرات کروں تو مجھے ثواب ملے گا یا نہیں' اور یہ میری طرف سے کافی ہو جائے گا' یا نہیں۔ اگر یہ صدقہ میری طرف سے کافی ہو جائے گا تو میں دے دوں گی۔ ورنہ آپ کے علاوہ دوسروں کو دے دوں گی۔ یہ سن کر میرے خاوند عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم ہی جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ آؤ۔

١٩٣٢۔ صحيح مسل كتاب الزكاة باب فضل النفقة على العيال والمملوك (٩٩٤)[٢٣١٠]

١٩٣٣۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة على الزوج والاقارب (١٤٦٧)، مسلم كتاب الزكاة باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين (١٠٠١)[٢٣٢٠]

١٩٣٤۔صحيح بخاری كتاب الزكاة على الزوج والاقارب (١٤٦٦)، مسلم كتاب الزكاة باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين (١٠٠٠)[٢٣١٨]

بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهٗ اِيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ هُمَا)) قَالَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّ الزَّيَانِبِ)) قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ۔

تو میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے آنحضرت ﷺ کے گھر گئی تو آپ ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کو دیکھا کہ وہ بھی اسی ضرورت کے لیے گئی ہوئی تھی جس ضرورت سے میں گئی تھی۔ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں غیر معمولی ہیبت تھی کہ ہر شخص آپ ﷺ کے پاس جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔ اسی لیے ہم لوگوں کو اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی' مجبوراً دروازہ ہی پر ٹھہر گئے۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اندر سے باہر نکلے تو ہم نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر یہ خبر دو کہ دروازے پر دو عورتیں کھڑی ہیں جو آپ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کر رہی ہیں کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو اور یتیم بچوں کو جو ہماری پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دیں تو یہ کافی ہوگا۔ اور آپ ﷺ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون لوگ ہیں۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ہمارا پیغام پہنچایا تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک انصار کی عورت ہے اور ایک زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زینب رضی اللہ عنہا نامی بہت سی عورتیں ہیں' کونسی زینب رضی اللہ عنہا ہیں؟ تو کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جا کر تم ان دونوں سے کہہ دو کہ تمہیں صدقے کا دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک تو قرابت کا ثواب' اور دوسرا صدقے کا ثواب۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی اگر اپنے غریب خاوند کو صدقہ دے تو جائز ہے۔

(۱۹۳۵) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۳۵) میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس لونڈی کو تم اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تم کو زیادہ ثواب ملتا۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ ((اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۱۹۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں اگر میں ہدیہ اور تحفہ بھیجوں تو سب سے پہلے کس کے ہاں بھیجوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو اس کے یہاں بھیجو۔ (بخاری)

۱۹۳۵۔ صحیح بخاری کتاب الحبة باب هبة المراة لغير زوجها (۲۵۹۲)، مسلم كتاب الزكاة باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين (۹۹۹)[۲۳۱۷]

۱۹۳۶۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب عن يبدا بالهدية (۲۵۹۵)

سالن میں پڑوسی کا خیال رکھنا

(۱۹۳۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَاءَ ھَا وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۳۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم شوربہ دار کوئی چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو (یعنی اس کو بھی دے دو۔) (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

افضل صدقہ

(۱۹۳۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ ((جُھْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَ أْبِمَنْ تَعُوْلُ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۹۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بہتر کون سا صدقہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ صدقہ جو کم مال والا اپنی طاقت اور گنجائش کے مطابق نکالے اور سب سے پہلے اس کو دو جس کا نان نفقہ تمہارے ذمہ واجب ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ......جَھْدٌ اور جُھْدٌ بہت سی حدیثوں میں آیا ہے۔ دونوں کے معنی طاقت اور کوشش کے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (جیم) کے ضمہ کے ساتھ طاقت کے معنی ہیں اور (جیم) کے فتحہ کے ساتھ مشقت کے معنی ہیں۔ مُقِلْ کے معنی قلیل المال یعنی غریب اور کم مال والا۔ اپنی حیثیت کے مطابق نکالے تو اس کا صدقہ سب سے بہتر ہے۔ پہلے حدیث میں آچکا ہے۔ خیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنی یعنی بہتر صدقہ وہ صدقہ ہے جس کے بعد آدمی غنی اور مالدار ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے اور بال بچوں کے خرچہ سے جو فاضل بچ جائے اس کو صدقہ کر دے نہ یہ کہ سب مال کو صدقہ کر دے اور خود محتاج بن کر بیٹھا رہے۔ تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جس کا خدا کے اوپر توکل کامل ہو وہ اپنی غریبی کی حالت میں صدقہ کرے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا مال لا کر دے دیا تھا' اور جس کو خدا کے اوپر اتنا توکل نہیں ہے تو وہ پہلے اپنی ضرورت کو پوری کرے پھر بعد میں دوسرے کو دے۔

قرابت دار پر خرچ کرنا دہرے اجر کا باعث

(۱۹۳۹) وَعَنْ سُلَیْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَھِیَ عَلٰی ذِی الرَّحْمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ وَصِلَۃٌ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۱۹۳۹) حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ کا ثواب ہے اور قرابت دار' رشتہ دار کو صدقہ دینا دو صدقہ کا ثواب ہے۔ ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی' دارمی)

۱۹۳۷۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النھی من قول ھلک الناس (۲۶۲۵)[۶۶۸۸]

۱۹۳۸۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ فی الرخصۃ فی ذلک (۱۶۷۷)

۱۹۳۹۔ اسنادہ صحیح، مسند احمد (۴/ ۲۱۴)، سنن الترمذی کتاب الزکاب باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ (۶۵۸)، النسائی کتاب الزکاب باب الصدقۃ علی الاقارب (۲۵۸۳)، ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب فضل الصدقۃ (۱۸۴۴)، دارمی کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی القرابۃ (۱۶۸۰)

(۱۹۴۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى اَهْلِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(۱۹۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے (میں کیا کروں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو اپنی ذات پر خرچ کر۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ (اس کو کیا کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کر۔ پھر اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کر۔ اس نے کہا میرے پاس اور دینار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم پر خرچ کر۔ پھر اس نے کہا میرے پاس اور دینار ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو زیادہ جاننے والا ہے (جہاں جہاں مستحق دیکھے اس ترتیب سے خرچ کر)۔ (ابوداؤد' نسائی)

(۱۹۴۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهٗ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْاَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۱۹۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بہتر آدمی نہ بتاؤں یعنی میں تم کو سب سے بہتر آدمی بتاتا ہوں' وہ ہے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے اپنے گھوڑے کی لگام کو تھامے ہوئے ہے یعنی جہاد کا انتظار کر رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس کے بعد اس شخص کو نہ بتاؤں جو اس پہلے درجے کے قریب ہے اور وہ' وہ ہے جو اپنی چند بکریوں کے ساتھ لوگوں سے الگ تھلگ ہے۔ ان بکریوں میں جو اللہ کا حق ہے ادا کرتا رہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو سب سے برے آدمی کو نہ بتاؤں۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو خدا کے نام پر اس سے بھیک مانگی جاتی ہے اور وہ اس کو نہیں دیتا۔ (ترمذی' نسائی' دارمی)

سائل کو خالی نہ لوٹایا جائے

(۱۹۴۲) وَعَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((رُدُّوا السَّآئِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ مَعْنَاهُ۔

(۱۹۴۲) حضرت اُم بجید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سائل کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

یعنی سائل کو خالی ہاتھ مت واپس کرو بلکہ معمولی چیز اگر مل جائے تو وہی دے دو جیسے جلی ہوئی کھری جو بہت ہی معمولی ہے یہی اٹھا کر دے دو۔

۱۹۴۰۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب فی صلة الرحم (۱۶۹۱)، النسائی كتاب الزكاة باب تفسير (۲۵۳۶)

۱۹۴۱۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ماجاء ای الناس خير (۱۶۵۲)، النسائی كتاب الزكاة باب من سيال بالله عزوجل ولا يعطی به (۲۵۷۰)، دارمی كتاب الجهاد باب افضل الناس رجل ممسك براس فرسه (۲۲۹۵)

۱۹۴۲۔ صحيح موطا الامام مالك (۲/ ۹۲۳)، سنن ابی داؤد كتاب الزكاة باب حق السائل (۱۶۶۷)، الترمذی كتاب الزكاة باب ماجاء فی حق السائل (۶۶۵)، النسائی كتاب الزكاة باب رد السائل (۲۵۶۶)

اپنے محسن کیلئے کثرت سے دعائیں کرنا

(۱۹۴۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ۔

(۱۹۴۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: جو شخص اللہ کے ساتھ تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر سوال کرے اس کو بھی دے دو اور جو تمہاری دعوت کرے اس کو قبول کرلو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو اور اس کا بدلہ اتار دو' اور اگر اتارنے کے لیے کوئی چیز نہیں پاتے تو تم اتنی دعائیں کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ اتار دیا ہے۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی)

(۱۹۴۴) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُسْئَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۹۴۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ذات کے توسط سے صرف جنت کا سوال کیا جائے۔ (ابوداؤد)

لوجہ اللہ یعنی اللہ کی ذات کی توسط سے جنت طلب کرو اور دنیاوی کوئی چیز اللہ کی ذات سے مت طلب کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(۱۹۴۵) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرَحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے انصار میں کھجوروں کے باغ کے اعتبار سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا ایک بیرحاء نامی باغ تھا جو سب مالوں سے زیادہ مرغوب اور محبوب تھا' اور یہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ ﴿لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ نازل ہوئی یعنی تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تم اس چیز کو خرچ کرو جو تم کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو' تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ میرا بیرحاء باغ مجھے سب مالوں سے زیادہ پسندیدہ ہے میں اس کو اللہ کے نام پر صدقہ کرتا ہوں اور

۱۹۴۳۔ اسنادہ صحیح، مسند احمد (۲/ ۶۸)، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب علیہ من سال باللہ (۱۶۷۲)، النسائی کتاب الزکاۃ باب من سال باللہ عزوجل (۲۵۶۸)

۱۹۴۴۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب کراھیۃ المسالۃ بوجہ اللہ (۱۶۷۱)، سلیمان قرم ضعیف راوی ہے۔

۱۹۴۵۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الزکاۃ الاقارب (۱۴۶۱)، مسلم کتاب الزکاۃ باب فصل التفقۃ والدصقۃ علی الاقربین (۹۹۸)[۲۳۱۵]

حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَخٍ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ)) فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس کی نیکی کی امید رکھتا ہوں اور اس کے ذخیرہ کی اللہ کے نزدیک توقع رکھتا ہوں۔ پس اے اللہ کے رسول (ﷺ)! جہاں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دکھائے وہاں آپ ﷺ اس کو خرچ کیجیے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاباش شاباش۔ یہ نفع دینے والا مال ہے جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا۔ میں یہ مناسب دیکھتا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا...... یارسول اللہ ﷺ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے قرابت داروں اور چچا کے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ (بخاری مسلم)

(١٩٤٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۹۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دو۔ (خواہ انسان ہو یا حیوان)۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

١٩٤٦۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٣٣٦٥) زرمی بن عبداللہ ضعیف راوی ہے۔

بَابُ مَا تُنفِقُهُ الْمَرْأَةُ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا

کیا بیوی اپنے خاوند کے مال میں سے خرچ کر سکتی ہے؟

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(۱۹۴۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے خرچ کرے اور صدقہ خیرات کرے، خراب اور فضول خرچی کرنے کی نیت سے نہ کرے تو اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس کے خاوند کو اس کے کمائی کا ثواب ملے گا، اور اس کے خادم کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور ان کے ثوابوں میں سے کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرے گا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ (بخاری مسلم)

(یہ اس صورت میں ہے جب کہ خاوند نے بیوی کو صدقہ کرنے کا صراحتاً یا کنایتاً حکم دے رکھا ہو)

خاوند کے مال سے خرچ کرنے پر عورت کا اجر وثواب

(۱۹۴۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کے مال میں سے بغیر اس کے حکم کے خرچ کرے تو اس عورت کو آدھا ثواب ملے گا۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۴۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِیْ يُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ اِلَى الَّذِیْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۴۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: وہ امانت دار مسلمان خازن جو اپنے مالک کے حکم کے مطابق پورا پورا خوشی کے ساتھ دے دیتا ہے جو اس کو حکم دیا گیا ہے تو یہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک صدقہ کرنے والا ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۹۴۷۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب اجر الخادم اذا تصدق (۱۴۳۷)، مسلم کتاب الزکاۃ باب اجر الخازن الامین والمراۃ اذا تصدقت (۱۰۲۴)[۲۳۶۴]

۱۹۴۸۔ صحیح بخاری کتاب النفقات باب نفقۃ المرأۃ اذا غاب عنها زوجها (۵۳۶۰)، مسلم کتاب الزکاۃ باب ماانفق العبد من مال حولاہ (۱۰۲۶)[۲۳۷۰]

۱۹۴۹۔ صحیح بخاری کتاب الزکاب باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه (۱۴۲۸)، مسلم کتاب الزکاۃ باب اجر الامین (۱۰۲۳)[۲۳۶۳]

توضیح:......اس حدیث میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ مالک کا حکم دینا دوسرا یہ کہ پورا پورا دینا' اور تیسرا یہ کہ خوشی سے دینا' اور چوتھا یہ کہ جس کے لیے دینے کا حکم دیا گیا ہے اسی کو دینا تو اس خازن کو بھی مالک کی طرح صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔

(۱۹۵۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میری ماں اچانک مرگئی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس کو بات کرنے کا موقع ملتا تو کچھ صدقہ خیرات کرنے کی وصیت کرتی۔ اگر میں ماں کی طرف سے صدقہ خیرات کروں تو اس کو ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(۱۹۵۱) عَنْ اَبِيْ اَمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ((ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۱۹۵۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے حجۃ الوداع کے خطبے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کچھ خرچ نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کھانا بھی نہ دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلا اجازت کے کھانا بھی نہ دے اور یہ کھانا ہمارے مال میں سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

یعنی بغیر خاوند کی اجازت کے اور بغیر اس کی مرضی کے اس کے مال میں سے اس کی بیوی کچھ خرچ نہ کرے' اور اگر اس کی طرف سے صراحتاً یا اشارتاً اجازت ہو تو خرچ کر سکتی ہے۔

(۱۹۵۲) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيْلَةٌ كَاَنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كَلٌّ عَلٰى اٰبَائِنَا وَاَبْنَائِنَا وَاَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ قَالَ ((الرَّطْبُ تَاْكُلْنَهٗ وَتُهْدِيْنَهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۹۵۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی اور اسلامی احکام پر چلنے کا معاہدہ لیا تو ان عورتوں میں سے ایک بزرگ عورت جو غالباً مضر قبیلے کی عورتوں میں سے تھی کھڑی ہوگئی اور کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور اپنے خاوندوں پر بوجھ ہیں تو کیا ان کے مال میں سے ہمارے لیے لینا جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تازہ مال تم کھا سکتی ہو اور تحفہ ہدیہ بھیج سکتی ہو۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... تازہ مال سے مراد وہ چیز ہے جو دیرپا نہ ہو بلکہ جلدی خراب اور بگڑ جائے جیسے دال' سالن اور تازے پھل جو جلدی خراب ہو جاتے ہیں ان کو کھا سکتی ہو اور دے بھی سکتی ہو۔

۱۹۵۰۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت الفجاءة البغته . (۱۳۸۸)، مسلم کتاب الزکاب باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیه (۱۰۰٤)[۲۳۲٦]

۱۹۵۱۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الزکاة باب فی نفقة المراة من بیت زوجها (٦۷۰)

۱۹۵۲۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب المراة تتصدق من ؟ بیت زوجها (۱٦۸٦)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

ملازم اگر مالک کے مال سے صدقہ کر دے

(۱۹۵۳) عَنْ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ مَوْلٰى اٰبِى اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِىْ مَوْلَاىَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآءَنِىْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهٗ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَاىَ فَضَرَبَنِىْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهٗ قَالَ يُعْطِىْ طَعَامِىْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهٗ فَقَالَ ((اَلْاَجْرُ بَيْنَكُمَا)) وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَصَدَّقُ مِنْ مَّالِ مَوَالِىَّ بِشَىْءٍ قَالَ ((نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۵۳) حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو ابی اللحم کے آزاد شدہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سکھاؤں کہ اتنے میں ایک مسکین سائل آ گیا میں نے اس گوشت میں سے اس کو کھانے کے لیے دے دیا۔ میرے آقا کو یہ معلوم ہو گیا تو اس نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آقا کو بلایا اور فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ہمارے کھانے کو بغیر ہماری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کو اس کا ثواب ملے گا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غلام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے دریافت کیا کہ میں اپنے آقا کے مال میں سے صدقہ خیرات کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں' اور تم دونوں کو آدھا آدھا ثواب ملے گا۔ (مسلم)

توضیح: ......ابی اللحم کے معنی گوشت سے انکار کرنے والا یعنی گوشت نہ کھانے والا' جاہلیت کے زمانے میں جن جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا ان کے گوشت کو نہیں کھاتے تھے اس لیے ان کا لقب ابی اللحم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ صحابی ہیں اور ان کے تقویٰ کا یہ حال ہے کہ اسلام سے پہلے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ عمیر رضی اللہ عنہ ان کے غلام ہیں' اور انہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر میں اس سائل کو گوشت دے دوں تو میرا آقا ناراض نہیں ہو گا اس لیے دے دیا۔ اور اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کو ثواب ملے گا یعنی تم دونوں کو الگ الگ ثواب ملے گا۔

❀❀❀❀

۱۹۵۳۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب ما انفق العبد من مال مولاہ (۱۰۲۵) [۴۳۶۸]

بَابُ مَنْ لَّا يَعُوْدُ فِيْ الصَّدَقَةِ

صدقہ دے کر واپس نہیں لینا چاہیے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(١٩٥٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ ط وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۵۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اپنا گھوڑا جہاد میں سواری کرنے کے لیے دے دیا تھا اس نے اس کو ضائع کر دیا یعنی بے توجہی کی وجہ سے اس کو کھلا پلا نہ سکا۔ یہاں تک کہ وہ بہت لاغر اور دبلا ہو گیا۔ میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ لاغر ہونے کی وجہ سے وہ میرے ہاتھ سستا بیچ دے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو مت خریدو اور اپنے کیے ہوئے صدقہ کو مت واپس لو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے دے۔ اپنے صدقے کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے صدقہ کو مت لوٹاؤ کیونکہ صدقہ کا واپس کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو قے کر کے خود اس کو چاٹ جائے۔ (بخاری مسلم)

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقے کو واپس لے لینا درست نہیں ہے)۔

(١٩٥٥) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ ((وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ)) قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ ((صُوْمِيْ

(۱۹۵۵) بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک عورت نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی ماں کو صدقے میں ایک لونڈی دے دی تھی اور میری ماں مر گئی ہے (اور میرے علاوہ کوئی وارث نہیں ہے تو میں اس لونڈی کو واپس لے سکتی ہوں یا نہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ثواب تم کو مل گیا اور میراث نے اس لونڈی کو تم پر واپس کر دیا ہے یعنی ترکے میں وہ لونڈی تم کو مل گئی

١٩٥٤۔ صحيح بخاری كتاب الزكاة باب هل يشترى صدقته (١٤٩٠)، صحيح مسلم كتاب الهبات باب تحريم الرجوع فى الصدقة والهبة (١٦٢٠، ١٦٢٢)[٤١٦٥، ٤١٧٤]

١٩٥٥۔ صحيح مسلم كتاب الصيام باب قضاء الصيام عن الميت (١١٤٩)[٢٦٩٧]

عَنْهَا)) قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ فَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے تم لے سکتی ہو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں پر ایک مہینے کے روزے ہیں کیا میں ماں کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ماں کی طرف سے روزے رکھ لو۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں نے حج بھی نہیں کیا ہے تو میں ماں کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی ماں کی طرف سے حج کر لو۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا بھی درست ہے اور حج بھی ادا کرنا درست ہے۔

❁❁❁❁

كِتَابُ الصَّوْمِ

روزوں کا بیان

صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے، جماع کرنے اور دیگر خواہشات نفسانی کو چھوڑ دینے کو روزہ کہتے ہیں۔ اسی روزے کو عربی زبان میں صوم یا صیام کہتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں۔ روزے کی تین قسمیں ہیں: (۱) فرض (۲) سنت (۳) حرام۔

جن روزوں کا رکھنا ضروری ہے ان کو بغیر عذر کے چھوڑنا حرام ہے اور وہی روزے فرض ہیں جیسے رمضان شریف اور نذر کے روزے۔ ان فرض روزوں کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ فرض معین: جیسے رمضان سریف کے روزے جن کا رمضان ہی میں رکھنا فرض ہے اور نذر معین جو نذر مانتے وقت کسی خاص دن اور مہینے کی تعیین کر لے کہ اگر یہ کام ہو جائے تو فلاں مہینے کے فلاں دن روزہ رکھوں گا۔ اگر وہ کام پورا ہو جائے تو اس مہینے کے اسی دن روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وليوفوا نذورهم﴾ ”یعنی اپنی نذروں ومنتوں کو پورا کرو۔“

۲۔ فرض غیر معین: جیسے کسی عذر یا بغیر عذر کے رمضان شریف کے روزے چھوٹ جائیں تو ان روزوں کی قضا فرض ہے۔ سال بھر کے گیارہ مہینوں میں جس مہینے میں چاہے ادا کرے اسی طرح نذر وغیرہ میں اور صوم کفارہ وغیرہ ہیں۔

اور جن روزوں کا رکھنا فرض نہیں ہے بلکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور ان کے رکھنے کی ترغیب دی ہے جیسے ایام البیض یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے، شوال کے چھ روزے اور عاشورہ محرم اور عرفہ (ذی الحجہ کی نوویں تاریخ) کے روزے وغیرہ یہ سب سنت کے روزے کہلاتے ہیں، اگر تم ان کو رکھو گے ثواب پاؤ گے اور اگر نہیں رکھو گے تو گنہگار نہیں ہو گے۔

جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے اور ایام تشریق کے تین روزے یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں، اور بارھویں اور تیرھویں میں غیر حاجی کے لیے بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔ اسی میں وہ روزے بھی داخل ہیں کہ جن دنوں میں نبی ﷺ نے روزہ رکھنا منع فرمایا ہے جیسے صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا۔ اور عورت کو بغیر خاوند کی اجازت کے نفلی روزہ وغیرہ۔

رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان بالغ عاقل مرد عورت پر فرض ہیں۔ نابالغ بچوں اور مجنون و پاگل پر فرض نہیں۔ لیکن عادت ڈالنے کے لیے نابالغ بچوں سے روزہ رکھوانا چاہیے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب سات برس کے بچے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں تنبیہ کے طور پر مارو۔ اسی طرح روزہ بھی ہے جب ان نابالغ بچوں کو روزہ رکھنے کی ہمت و طاقت ہو تو جتنے روزے بغیر تکلیف کے رکھ سکتے ہوں رکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں ایک متوالے نشہ باز کو درے لگا کر فرمایا۔ ”کم بخت تو رمضان میں شراب پیتا ہے اور ہمارے بچے روزے سے ہیں۔“ (بخاری)

حضرت ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشور محرم کی صبح کو انصار کی بستیوں میں کہلا بھیجا کہ جس نے آج

روزہ نہیں رکھا ہے وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے' اور جس نے روزہ رکھا ہے وہ روزے سے ہی رہے۔

جن لوگوں پر رمضان کے روزے فرض ہیں' اور بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ مسافر سفر میں زیادہ مشقت اور تکلیف کی وجہ سے روزہ نہ رکھے البتہ اگر تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (التوبہ)

''تم میں سے جو اس مہینے میں حاضر (مقیم) ہو تو اس کو روزہ رکھنا چاہیے اور جو بیمار یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لینی چاہیے۔''

حاملہ (حمل والی عورت) اور مرضعہ (دودھ پلانے والے عورت) کو بھی روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جب کہ روزہ رکھنے کی حالت میں بچہ کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

اسی طرح شیخ فانی یعنی بوڑھے مرد عورت کے لیے رخصت ہے اور ان روزوں کے ہر ایک دن کے بدلے میں ایک مسکین آدمی کو کھانا کھلا دیا کریں۔ (بخاری)

حیض و نفاس کی حالت میں عورت روزہ نہ رکھے' جب پاک صاف ہو جائے تب اس کی قضا کریں۔ امام ترمذی نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

اگر کوئی رمضان شریف کے روزے کی فرضیت کا انکار کر دے تو کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روزہ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے اور قرآن مجید سے بھی اس کی فرضیت ثابت ہے' اور بلا عذر جماع وغیرہ کر کے قصداً توڑ دے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ روزے کی حالت میں چغلی کرنا' جھوٹ بولنا' غیبت کرنا وغیرہ حرام ہے اس سے روزے میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔

قصداً کھا پی لینے سے اور قصداً جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بھول چوک کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے روزے دار کے لیے آخر شب میں سحری کھانا سنت ہے اور رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا بھی سنت ہے۔ رمضان شریف کی اور روزوں کی بڑی فضیلت ہے جس کا بیان احادیث میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

رمضان المبارک کی فضیلت

(١٩٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ ((فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ ((فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٩٥٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان شریف کا مہینہ داخل ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت

١٩٥٦۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب هل یقال رمضان (١٨٩٩)، مسلم کتاب الصیام باب فضل شهر رمضان۔ (١٠٧٩)[٢٤٩٦]

کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے رمضان شریف کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس میں خدا کی رحمت اترتی ہے اور شیطانوں کو گمراہ کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ یعنی جو سچے مومن روزہ دار ہوتے ہیں شیطان ان کو گمراہ نہیں کرسکتا۔

باب الریان

(۱۹۵۷) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنْهَا بَابٌ يُّسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۵۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جنت میں اس دروازے سے داخل ہونے والے صرف روزہ دار ہی ہوں گے۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۵۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف کر دیے گئے' اور جس نے ایمان اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان میں قیام کیا یعنی رمضان کی راتوں میں نفلی نمازیں پڑھیں تو اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیے گئے' اور جس نے ایمانداری اور اخلاص اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف کر دیے گئے۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۵۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضْعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ صَابَّهٗ اَحَدٌ وَقَاتَلَهٗ

(۱۹۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر ایک نیک کام کا ثواب دوگنا سے دس گنا تک اور سات سو تک لکھا جاتا ہے۔ یعنی ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کا' اور سات سو نیکی تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ' کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار میرے لیے اپنے کھانے پینے اور شہوتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو روزہ دار کے لیے دو خوشی کے دو اوقات ہیں۔ ایک افطار کے وقت خوشی ہوتی ہے اور ایک خدا سے ملاقات کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبو دار ہوتی ہے' اور روزہ ڈھال ہے

۱۹۵۷۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابواب الجنة (۳۲۵۷)، مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام (۱۱۵۲)[۲۷۱۰]

۱۹۵۸۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب اصوم رمضان احتساباً من الایمان (۳۷)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان (۷۶۰)[۱۷۸۱]

۱۹۵۹۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذا شتم (۱۹۰۴)، مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام (۱۱۵۱)[۲۷۰۷]

فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَاؤٌ صَائِمٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

یعنی اس کے ذریعہ سے شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور جہنم کی آگ سے بچ جاتا ہے)۔ جب تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو روزہ کی حالت میں نہ فحش کلامی کرے اور نہ بیہودہ گوئی کرے اور اگر اس کو کوئی برا کہے اور گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے (تو یہ نہ گالی دے نہ جھگڑا کرے) بلکہ یہ کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

رمضان کی بابرکت راتیں

(۱۹۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِیْ مُنَادِیْ يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۱۹۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان شریف کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دیے جاتے ہیں اور قید و بند کر دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا' اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں بند رکھا جاتا' اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے! نیکی کی طرف متوجہ ہو جا' اور اے برائی کی طرف متوجہ ہونے والے! برائی سے باز آ جا۔ اور اللہ تعالیٰ اس رات میں جہنم سے بہت سے لوگوں کو آزاد کرتا ہے اور یہ اعلان ہر رات کو ہوتا رہتا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(۱۹۶۱) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۹۶۱) اور احمد نے اس حدیث کو ایک آدمی سے بیان کیا ہے جبکہ امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(۱۹۶۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ۔

(۱۹۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف کا مبارک مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے اس کے روزے کو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے' اس مہینے میں آسمان کے سب دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے سب دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں اللہ کی طرف سے ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہوتی ہے جو اس کے بھلائی سے محروم رہا تو وہ بہت سی بھلائیوں سے محروم رہے گا۔ (احمد' نسائی)

۱۹۶۰۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی فضل شهر رمضان (٦٨٢)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی فضل شهر رمضان (١٦٤٢)

۱۹۶۱۔ حسن مسند احمد (٤/ ٣١١/ ٣١٢)

۱۹۶۲۔ حسن مسند احمد (٢/ ٢٣٠)، النسائی کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی معمر فیه (٢١٠٨)

(۱۹۶۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَيْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۹۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن مجید دونوں قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس روزے دار کو دن میں کھانے پینے اور خواہش سے روکے رکھا تو میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما لے۔ اور قرآن مجید کہے گا کہ اے میرے رب میں اس روزہ دار کو رات کے وقت سونے سے روک رکھتا تھا (یعنی رات کو تیرا کلام پڑھتا تھا) میری سفارش قبول فرما لے اور اس کو بخش دے۔ چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی اور وہ روزہ دار بخش دیا جائے گا۔ (بیہقی)

(۱۹۶٤) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۹۶۴) حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ آ گیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس حاضر ہو گیا ہے اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس سے محروم رکھا جائے تو سب بھلائیوں سے محروم رکھا جائے گا اور یہ بدنصیب ہی محروم رکھا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

(۱۹٦٥) وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

(۱۹۶۵) حضرت سلمان فارسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن میں ہم لوگوں کے سامنے یہ خطبہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر بڑے مرتبہ والے مہینے نے سایہ کر دیا ہے وہ بہت برکت والا مہینے ہے' اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض کیا ہے اور رات کے قیام (تراویح) کو نفل کیا ہے۔ جو اس مہینے میں کسی نیک عادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تلاش کرے تو اس کو اس نفل کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ دوسرے مہینوں میں فرض کے ادا کرنے کا ثواب ہوتا ہے' اور جس نے اس مہینے میں فرض کو ادا کیا تو اس کو ایک فرض کے ادا کرنے سے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ دوسرے مہینے میں ستر فرض کے ادا کرنے سے ملتا ہے۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے' اور یہ غم خواری اور ہمدردی کا مہینہ ہے' اور یہ ایسا مہینے ہے جس میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے۔ اور جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دیا

۱۹٦٣۔ اسناده حسن شعب الایمان (۱۹۹٤، مسند احمد (۲/ ۱۷٤)، حاکم (۱/ ٥٥٤)

۱۹٦٤۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه (۱٦٤٤)

۱۹٦٥۔ اسناده ضعیف جداً، شعب الایمان (۳٦۰۸)، ابن خزیمة (۳/ ۱۹۱ ح ۱۸۸۷) الضعیفه (۸۷۱)، علی بن زید بن جدعان ضعیف اور سلام بن سلیمان بن سوار منکر الحدیث ہے۔

لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ وَّمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ))

تو اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہو جاتی ہے اور اس کو اس روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کمی نہیں ہو گی۔ ہم نے (صحابہ) نے کہا اے اللہ کے اللہ ﷺ! ہم سب لوگ اتنی چیزیں نہیں پاتے کہ جس سے ہم روزہ دار کے روزہ کو افطار کرا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی پلا کر روزہ کھلوا دے گا تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا جو کبھی بھی پیاسا نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ جنت میں چلا جائے۔ اور اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جو اس مہینے میں اپنے غلام' خادم اور نوکر سے کم کام لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور جہنم سے آزاد کر دے گا۔ (بیہقی)

(١٩٦٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَّاَعْطٰى كُلَّ سَآئِلٍ۔

(۱۹۶۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان شریف کا مہینہ آ جاتا تو ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو دیتے۔ (بیہقی)

(١٩٦٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَاْسِ الْحَوْلِ اِلٰى حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّبِهِمْ اَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۱۹۶۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت سجائی' سنواری جاتی ہے رمضان کی آمد کے لیے ایک رمضان سے دوسرے (آئندہ) رمضان المبارک تک۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے جنت کے پتوں سے حوروں پر ہوا چلتی ہے وہ حوریں کہتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو اپنے بندوں میں سے ہمارے خاوند بنا دے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہماری وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی)

(١٩٦٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ ((يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِيْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ ((لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۱۹۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان شریف کی آخری رات میں میری امت کے سب روزے داروں کو بخش دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا وہ رات شب قدر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں' لیکن کام کرنے والے یعنی روزے دار کو اس کے کام کی پوری مزدوری دی جاتی ہے جب کہ وہ اپنے کام کو پورا کر دیتا ہے۔ (احمد)

١٩٦٦۔ اسناده ضعيف جداً، شعب الايمان (٣٦٢٩)، ابوبکر الهذلی متروک راوی ہے۔

١٩٦٧۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٣٦٣٣)، ولید بن ولید ضعیف راوی ہے۔

١٩٦٨۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٢/ ٢٩٢)، هشام بن ابی هشام متروک راوی ہے۔

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

رمضان شریف کا چاند دیکھنے کا بیان

رمضان شریف کا چاند طلوع ہو جانے سے رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے رجب کے مہینے سے خیال رکھنا چاہیے کہ رجب کی انتیسویں تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنا چاہیے تاکہ انتیسویں تاریخ کو ابر یا گردوغبار کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو تیس دن شعبان کے پورے کرنے پر رمضان کا روزہ رکھنا شروع کیا جائے اور اگر شعبان کی انتیسویں تاریخ کو رمضان المبارک کا چاند نظر آ جائے تو صبح کو روزہ رکھنا چاہیے اور اگر انتیسویں تاریخ کو مطلع ابر آلود تھا اس لیے چاند نظر نہیں آیا تو اس کی صبح کو دن چڑھے تک احتیاطاً کھانے پینے سے باز رہنا چاہیے، اگر کسی معتبر ذریعہ سے چاند کی خبر آئے تو روزہ رکھنا چاہیے ورنہ نہیں۔ اگر چاند کے ہونے یا نہ ہونے میں شک وشبہ ہو تو یقیناً روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور مہینے کی گنتی پورا کرنا

(۱۹۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مت روزہ رکھو یہاں تک کہ رمضان کا چاند دیکھ لو۔ اور نہ روزہ افطار کرو (یعنی نہ روزہ ختم کرو) یہاں تک کہ شوال کا چاند دیکھ لو اگر گردو غبار وغیرہ کی وجہ سے تم پر وہ پوشیدہ ہو جائے اور نظر نہ آئے تو اس کا اندازہ کرو۔ اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ مہینہ انتیس کا ہوتا ہے تو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اگر کسی وجہ سے چاند ڈھک جائے (یعنی نہ نظر آئے) تو تیس دن پورے کرلو۔ (بخاری مسلم)

(۱۹۷۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۷۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کا چاند دیکھ کر رمضان کا روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھ کر افطار کرلو۔ (یعنی روزہ ختم کرلو۔) اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو شعبان تیس دن گنتی کے پورے کرلو۔ (بخاری مسلم)

۱۹۶۹۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی ﷺ اذا رأیتم الهلال (۱۹۰۶، ۱۹۰۷)۔ مسلم کتاب الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویة الهلال (۱۰۸۰[۲۴۹۸])

۱۹۷۰۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی ﷺ اذا رأیتم الهلال فصوموا (۱۹۰۹)، مسلم کتاب الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویة الهلال فصوموا (۱۰۸۱[۲۵۱۵۔۲۵۱۷)

مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے

(۱۹۷۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تَمَامَ الثَّلٰثِيْنَ يَعْنِي مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۷۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم اَن پڑھ لوگ ہیں ہم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں۔ مہینہ ایسا ایسا (یعنی اتنے دنوں کا) ہوتا ہے اور تیسری دفعہ آپ ﷺ نے انگوٹھا کو بند کرلیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ایسا ایسا یعنی اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ (یعنی کبھی انتیس دنوں کا) اور کبھی تیس دنوں کا مہینہ ہوتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... اُمّی بے پڑھے لکھے آدمی کو بولتے ہیں اس سے مراد عرب کے لوگ ہیں یعنی عربی باشندے ہیں۔ پڑھے لکھے نہیں ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے انتیس' تیس دن سمجھانے کے لیے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو تین دفعہ اٹھایا اور تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور انتیس دن کا مہینہ سمجھانے کے لیے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو تین دفعہ اٹھایا اور تیسری دفعہ انگوٹھا کو بند کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

(۱۹۷۲) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((شَهْرَا عِيْدٍ لَا يُنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَ ذُوْ الْحِجَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۷۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے رمضان اور ذوالحجہ۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... یعنی رمضان اور ذوالحجہ کے دونوں مہینے ثواب کے لحاظ سے کم نہیں ہوتے' اگر مہینہ انتیس کا ہوگا تو پورے مہینے کا ثواب ملے گا اور تیس دن کا ہوگا تو پورے مہینے کا ثواب ملے گا ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ اسی طرح ذوالحجہ کا مہینے ہے گو عبادت کے دس ہی دن ہیں لیکن عبادت کے پورے مہینے کا ثواب ملتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں مہینے انتیس انتیس دن کے ایک سال میں نہیں ہوسکتے اگر ایک انتیس کا ہوگا تو دوسرا تیس کا ہوگا۔

(۱۹۷۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۹۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان سے دو ایک روز پہلے روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص کہ جس کو ہمیشہ روزہ رکھنے کی عادت ہو تو رمضان سے پہلے روزہ رکھ سکتا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... رمضان شریف کی آمد اور استقبال کے لحاظ سے رمضان سے پہلے دو ایک روز روزہ نہیں رکھنا چاہیے تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو' البتہ اگر کسی کو ہر مہینے کی آخری تاریخوں میں روزہ رکھنے کی عادت ہو تو رمضان سے پہلے رکھ سکتا ہے۔

۱۹۷۱۔صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی ﷺ لا نکتب ولا نحسب (۱۹۱۳)، مسلم کتاب الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویة الهلال (۱۰۸۰[۲۵۱۱)

۱۹۷۲۔صحیح بخاری کتاب الصوم باب اشهرا عید لاینقصان (۱۹۱۲)، مسلم کتاب الصیام باب بیان معنی قوله شهرا عید لاینقصان (۱۰۸۹[۲۵۳۱)

۱۹۷۳۔صحیح بخاری کتاب الصوم باب لا تقدموا رمضان یصوم یوم ولا یومین (۱۹۱٤)، مسلم کتاب الصیام باب لا تقدموا رمضان یصوم یوم ولا یومین (۱۰۸۲[۲۵۱۸)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(۱۹۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا انْتَصَفَ شُعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۱۹۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کا آدھا مہینہ گزر جائے تو نفلی روزہ مت رکھو البتہ قضاء رمضان یا واجب کے روزے رکھ سکتا ہے۔(ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ دارمی)

(۱۹۷۵) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَحْصُوْا هِلَالَ شُعْبَانَ لِرَمَضَانَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۱۹۷۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے لیے شعبان کا چاند شمار کرو۔(ترمذی)

توضیح:......یعنی شعبان کے مہینے کے دنوں کی گنتی گنتے رہو تا کہ رمضان کے لیے آسانی ہو جائے کہ اگر گرد آلود ہونے کی وجہ سے انتیس کو چاند نظر نہیں آیا تو تیس دن پورے کر کے رمضان کا روزہ رکھا جا سکتا ہے وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب کہ پورے شعبان کی گنتی یاد ہو۔

نبی کریم ﷺ مسلسل نفلی روزے نہیں رکھتے تھے

(۱۹۷۶) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَصُوْمُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شُعْبَانَ وَ رَمَضَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ولانسائی وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۹۷۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر شعبان اور رمضان کا۔(ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ) یعنی رمضان شریف کا پورا مہینہ روزہ رکھتے اور شعبان بھی اکثر روزے سے گزارتے جیسا کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

شک کے روزے کی ممانعت

(۱۹۷۷) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَكُّ فِیْهِ فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

(۱۹۷۷) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے شک والے دن میں روزہ رکھا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔(ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ دارمی)

۱۹۷۴۔ اسناده صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی کراهیة وصل شعبان برمضان (۲۲۳۷)، ترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کراهیة الصوم فی النصف (۷۳۸)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی النهی ان یتقدم رمضان یصوم (۱۶۵۱)، درامی کتاب الصیام باب النهی عن الصوم بعد انتصاف شعبان (۲/ ۲۹ح ۱۷۴۰)

۱۹۷۵۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی احصاء هلال شعبان برمضان (۶۷۸)

۱۹۷۶۔ صحیح سنن ابی داوئود کتاب الصوم باب فیمن یصل شعبان برمضان (۲۳۳۶)، الترمذی کتاب الصوب باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان (۷۳۶)، النسائی کتاب الصیام باب ذکر حدث ابی سلمة (۲۱۷۷)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان (۱۶۴۸)

۱۹۷۷۔صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب کراهیة یوم الشك (۲۳۳٤)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کراهیة صوم یوم الشك(۶۸۶)، النسائی کتاب الصیام باب صیام یوم الشك (۲۱۹۰)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی صیام یوم الشك (۱۶٤۵)، درامی کتاب الصوم النهی عن صیام یوم الشك (۲/ ۵ح ۱۶۸۲)

توضیح: ......یعنی شعبان کی انتیسویں تاریخ ابر آلود وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا یا صحیح شہادت نہیں مل سکی تو شعبان کی تیسویں تاریخ میں شک ہو گیا کہ چاند ہوا کہ نہیں ہوا تو بلا تحقیق اس مشکوک دن میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اگر کسی نے رکھ لیا تو نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی۔

اس حدیث کے راوی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں یہ مشہور صحابی ہیں اور سابقین اولین میں سے ہیں۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو راقم بن ابی ارقم کے دروازے پر دیکھ کر پوچھا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ بولے پہلے تم اپنا ارادہ بیان کرو۔ میں نے کہا محمد (ﷺ) سے مل کر ان کی کچھ باتیں سننا چاہتا ہوں' بولے' میرا بھی مقصد یہی ہے۔ غرض دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے اور ساقی اسلام کے ایک ہی جام نے دونوں کو نشۂ توحید سے مخمور کر دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا کچھ آگے پیچھے ان کے والدین بھی مشرف با اسلام ہوئے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جس وقت ایمان لائے تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ صرف پانچ غلام اور دو عورتوں کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ دیکھا۔ یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا تھا ورنہ صحیح روایت کی بنا پر اس وقت تک تیس اصحاب سے زیادہ اس دائرہ میں داخل ہو چکے تھے جنہوں نے مشرکین کے خوف سے اعلان نہیں کیا تھا۔ (فتح الباری' جلد ۷)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ گو ایک بے یار و مددگار غریب الوطن تھے دنیاوی وجاہت و طاقت بھی حاصل نہ تھی اور سب سے زیادہ یہ کہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اس وقت تک بنی مخزوم کی غلامی سے آزاد نہیں ہوئی تھیں تاہم جوش ایمان نے ایک دن سے زیادہ مخفی ہو کر رہنے نہ دیا۔ مشرکین نے ان کو اور ان کے خاندان کو لاچار و مجبور دیکھ کر سب سے زیادہ مشق ستم بنا لیا' طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ ٹھیک دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت میں لٹایا' دہکتے ہوئے انگاروں سے جلایا اور گھنٹوں پانی میں' غوطے دیے لیکن جلوۂ توحید نے کچھ ایسا وارفتہ کر دیا تھا کہ ان تمام سختیوں کے باوجود ان کو اسلام سے برگشتہ نہ رکھ سکے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۷)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل نے نہایت وحشیانہ طریقے پر اپنے نیزہ سے شہید کیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام کی یہ پہلی عبرت ناک شہادت تھی جو استقلال و استقامت کے ساتھ راہ خدا میں واقع ہوئی' ان کے والد حضرت ایسر رضی اللہ عنہ اور بھائی عبداللہ بھی اسی گرداب اذیت میں جاں بحق ہوئے۔ (اصابہ)

ایک دفعہ مشرکین نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا آنحضرت ﷺ اس طرف سے گزرے تو ان کے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا۔ اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح عمار رضی اللہ عنہ پر ٹھنڈی ہو جا۔ اسی طرح جب ان کے گھر کی طرف سے گزرتے اور خاندان یاسر رضی اللہ عنہ کو مبتلائے مصیبت دیکھتے تو فرماتے اے آل! یاسر رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو جنت تمہاری منتظر ہے۔
(مستدرک حاکم' ج ۳ ص ۸۸)

ایک دفعہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے گردش زمانہ کی شکایت کی' ارشاد ہوا صبر کرو صبر کرو پھر دعا فرمائی: ''اے خدا! آل یاسر رضی اللہ عنہ کو بخش دے۔'' (طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث ص ۱۷۸)

ایک روز مشرکین نے انہیں پانی میں اس قدر غوطے دیے کہ بالکل بدحواس ہو گئے یہاں تک کہ اسی حالت میں ان جفا کاروں نے جو کچھ چاہا ان کی زبان سے اقرار کرا لیا اس کے بعد گو اس مصیبت سے گلوخلاصی ہو گئی تاہم غیرت ملی نے عرق عرق کر دیا اور دربار نبوت میں حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا عمار کیا خبر ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! نہایت ہی بری خبر ہے' آج مجھے اس وقت تک مخلصی نہ ملی جب تک کہ میں نے آپ ﷺ کی شان میں برے الفاظ اور ان کے

معبودوں کے حق میں کلمات خیر استعمال نہ کیے۔ ارشاد ہوا تم اپنا دل کیسا پاتے ہو؟ عرض کیا میرا دل ایمان سے مطمئن ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے نہایت شفقت کے ساتھ ان کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے پونچھے' فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر یہ پھر ہو تو پھر ایسا ہی کر و اس کے بعد ہی قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (طبقات ابن سعد قسم اول ج ۳ ص ۱۷۸)

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (النحل)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کا انکار کرے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے اس سے کوئی مواخذہ نہیں۔''

ایک مرتبہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا قریش مسلمانوں کو اس قدر اذیت پہنچاتے تھے کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیں۔ بولے خدا کی قسم! ہاں وہ ان کو مارتے تھے' بھوکا اور پیاسا رکھتے تھے یہاں تک کہ ضعف اور کمزوری کی وجہ سے اوہ اٹھنے بیٹھنے سے مجبور ہو جاتے اسی حالت میں وہ جو کچھ چاہتے تھے ضمیر کے خلاف ان سے اقرار کرا لیتے تھے۔

غرض حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی انہی اسیرانِ مصائب میں سے تھے جنہوں نے راہِ خدا میں صبر و استقامت کے ساتھ گونا گوں مصائب اور مظالم برداشت کیے لیکن آئینہ دل سے توحید کا عکس زائل نہ ہوا۔ ضعیفی کے عالم میں جن لوگوں نے ان کی پیٹھ ننگی دیکھی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تک کثرت کے ساتھ سیاہ لکیریں تپتی ہوئی ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں کے داغ ان کی پیٹھ میں موجود تھے۔ (اسد الغابہ)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خدائے واحد کی عبادت و بندگی میں خاص لطف حاصل ہوتا تھا' رات رات بھر نماز وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾ (سورئہ زمر: ع ۱) ''کیا وہ شخص جو رات کو بندگی کرتا ہے سجدہ کر کے اور کھڑا ہو کر آخرت سے خوف کھاتا ہے اور اپنے خدا کی رحمت کا امیدوار ہے'' (کہیں نافرمان کے برابر ہو سکتا ہے) حضرت عمار رضی اللہ عنہ ہی کی نسبت نازل ہوئی ہے (مستدرک حاکم) خشوع خضوع اور توجہ الی اللہ کو نماز کی اصل روح سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو جلدی جلدی دوگانہ ادا کر کے بیٹھ گئے' لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر عجلت کیوں کی؟ بولے' اس وقت مجھے شیطان سے مسابقت کرنا پڑی۔ (مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ ج ۴ ص ۲۶۳)

معذوری کی حالت میں بھی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ سفر کے موقع پر غسل کی حاجت پیش آئی اور باوجود سعی کوشش پانی دستیاب نہ ہوا۔ چونکہ جانتے تھے کہ مٹی پانی کا نعم البدل ہے اس لیے تمام جسم پر خاک مل کر نماز پڑھی۔ جب سفر سے واپس آئے اور آنحضرت ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد ہوا' ایسی حالت میں بھی صرف تیمّم کافی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ) جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر عموماً سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے تھے۔ خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ہوتا تھا اس میں ایجاز و اختصار خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے اس اختصار پر اعتراض کیا تو بولے' کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ نماز کو طول دینا اور خطبہ مختصر کرنا انسان کے سمجھ کی علامت ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

مدینہ کی ہجرت کے چھ سات مہینوں کے بعد مسجد نبوی کی بنا ڈالی گئی سرورِ کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کو جوش دلانے کے لیے خود کام میں حصہ لیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اینٹ گارا اٹھا کر دیتے تھے اور زبان پر رجز جاری تھا۔

((نحن المسلمون نبنی المساجد.)) ''ہم مسلمان ہیں مسجد بناتے ہیں۔''

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عامر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ

آنحضرت ﷺ کی طرف سے گزرے تو آپ ﷺ نے نہایت شفقت کے ساتھ ان کے سر سے غبار صاف کر کے فرمایا افسوس عمار رضی اللہ عنہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (مستدرک حاکم) ''تم اسے خدا کی طرف دعوت دو گے وہ تمہیں جہنم کی طرف بلائے گا۔'' (بخاری)

ایک دفعہ کسی نے ان کے سر پر قدر بوجھ لاد دیا کہ لوگ چلا اٹھے آج عمار مر جائیں گے' آج عمار مر جائیں گے وہ اس سے پہلے بھی تکلیف مالایطاق کی شکایت کر چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو کچھ اینٹیں اتار کر پھینک دیں اور فرمایا افسوس ابن سمیہ رضی اللہ عنہ تمہیں گروہ باغی قتل کرے گا۔ (طبقات ابن سعد) چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپاہی ابن لغاویا اور دوسرے شامی سپاہیوں نے شہید کر ڈالا۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مونس و جانثار کی شہادت کی خبر سنی تو آہ سرد کھینچ کر فرمایا خدا نے عمار رضی اللہ عنہ پر رحم کیا جس دن اسلام لائے' خدا نے رحم کیا جس دن شہید ہوئے اور خدا ان پر رحم کرے گا جس دن زندہ اٹھائے جائیں گے میں ان کو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھتا تھا جب کہ صرف چار یا پانچ صحابہ کو اعلان ایمان کی توفیق عطا ہوئی تھی۔ قدیم صحابہ میں سے کوئی بھی ان کی مغفرت میں شک نہیں کر سکتا۔ عمار رضی اللہ عنہ اور حق لازم وملزوم تھے اس لیے ان کا قاتل یقیناً جہنمی ہوگا' اس کے بعد تجہیز وتکفین کا حکم دیا' خود جنازہ کی نماز پڑھائی اور خون آلود پیراہن کے ساتھ اکیانوے برس کی عمر میں اس حامی حق کو زیر زمین نہاں کر دیا۔ (طبقات ابن سعد قسم اول ج ۳ ص ۱۸۷) (ملخص از سیرۃ الصحابہ' ج اول' ص ۳۲۲ تا ۳۳۶)

(۱۹۷۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِيْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۱۹۷۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے؟ اس نے کہا' ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا' ہاں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے بلال! تم لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ترمذی' دارمی)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نامعلوم انسان جس کے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے اور وہ چاند کے ہونے کی گواہی دے تو اس کے مسلمان ہونے کی تحقیق کر لینی چاہیے۔ اگر وہ شہادتین کا قائل ہے اور وہ چاند کی گواہی دے تو اس کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک سچا مسلمان رمضان کے چاند ہونے کی گواہی دے تو ایک آدمی کی گواہی مان لی جائے گی لیکن عید کا چاند ہونے کے لیے دو مسلمان گواہوں کی ضرورت ہے۔

(۱۹۷۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ تَرَا اَى النَّاسُ

(۱۹۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ چاند دیکھنے کے لیے

۱۹۷۸۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی دائود کتاب الصوم باب فی شهادة الواحد علی رویة هلال رمضان (۲۳۴۰)، الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی الصوم بالشهادة (۶۹۱)، النسائی کتاب الصیام باب قبول شهادة الرجل ولواحد هلال شهر رمضان (۲۱۱۴، ۲۱۱۵)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی الشهادة علی رؤیة الهلال (۱۶۵۲)، سماك ثقه راوی هے لیکن سلسلة سماك عن عکرمة، سلسلة ضعیفة هے دیکھئے سیر اعلام انبلاء (۵/ ۲۴۸) وغیره۔، دارمی کتاب الصلام باب الشهادة علی رؤیة هلال رمضان (۲/ ۹ ح ۱۶۹۲)

۱۹۷۹۔ سنن ابی دائود کتاب الصوم باب الواحد علی رؤیة هلال رمضان (۲۳۴۲)، دارمی کتاب الصیام باب الشهادة علی رویة هلال رمضان (۲/ ۴ ح ۱۶۹۸)

الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ فَصَامَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

لوگ جمع ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

شعبان کے دنوں کی گنتی کا اہتمام

(۱۹۸۰) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۹۸۰) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے دنوں کو اس قدر احتیاط کے ساتھ یاد رکھتے تھے کہ غیر شعبان کے مہینے کے دنوں کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اگر ابر آلود کی وجہ سے چاند نظر نہ آتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (ابوداؤد)

(۱۹۸۱) وَعَنْ اَبِی الْبَخْتَرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ تَرَا اَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَاَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ اَیَّ لَيْلَةٍ رَاَيْتُمُوْهُ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَيْلَةٌ رَاَيْتُمُوْهُ وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَمَدَّهٗ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۸۱) ابو البختری ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ عمرہ کرنے کے لیے اپنے شہر کوفہ سے روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام بطن نخلہ میں پہنچے جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے تو ہم لوگ چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تو چاند دیکھا' لیکن وہ بڑا چاند تھا' تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تیسری تاریخ کا چاند ہے' اور بعض لوگوں نے کہا یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے تو ہم لوگ حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آئے اور ان سے ملاقات کر کے یہ فتویٰ دریافت کیا کہ ہم نے چاند دیکھا وہ بڑا چاند تھا جس پر بعض لوگوں نے کہا یہ تیسری تاریخ کا چاند ہے اور بعض لوگوں نے کہا دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے دریافت کیا کہ کس رات کو تم نے چاند دیکھا ہے تو ہم نے کہا فلاں رات کو۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو لمبا کر دیا ہے چاند دیکھنے کے لیے۔ پس وہ چاند اسی تاریخ کا ہے جس تاریخ کو تم نے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ہم نے رمضان کا چاند اس حال میں دیکھا کہ ہم ذات عرق میں تھے تو ہم نے ایک آدمی کو حضرت ابن عباس ؓ کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس چاند کو دیکھنے کے لیے لمبا کر دیتا ہے اگر ابر آلود کی وجہ سے چاند نہ نظر آئے تو گنتی پوری کرو یعنی تیس دن پورے کرو۔ (مسلم)

۱۹۸۰۔ اسنادہ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب اذا اغمی الشھر (۲۳۲۵)

۱۹۸۱۔ صحیح مسلم کتاب الصوم باب بیان انہ لا اعتبار بکبر الھلال (۱۰۸۸[۲۵۲۹، ۲۵۳۰])

بَابُ
متفرق مسائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(١٩٨٢) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرْكَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۹۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کرلیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... ''سحری'' سحر سے ہے۔ اور سحر شب کا آخری وقت جو صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے' اور سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو روزہ دار رات کے آخر وقت میں صبح صادق سے پہلے کھاتا پیتا ہے تاکہ دن میں طاقت رہے اور بھوک پیاس کی زیادہ تکلیف سے بچا رہے۔ اور سحری کھانے کا اچھا وقت آخر رات ہے۔ سحری کھانے سے دن بھر قوت رہتی ہے اور اس میں برکت بھی ہے اس لیے اس کھانے کو غذائے مبارک کہا گیا ہے۔ سحر کھانا سنت مؤکدہ ہے' حدیثوں میں سحری کی بڑی تاکید وفضیلت آئی ہے۔

مسلمانوں اور اہل کتاب کے روزوں کا فرق

(١٩٨٣) وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۱۹۸۳) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم مسلمان اور یہود ونصاریٰ کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔ (یہود عیسائی سحری نہیں کھاتے ہم (مسلمان) سحری کھاتے ہیں)۔ (مسلم)

افطاری میں جلدی

(١٩٨٤) وَعَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۱۹۸۴) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... غروب آفتاب کے بعد روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں تو اس کا اصل وقت غروب آفتاب کے بعد ہی ہے لیکن جلدی افطار کرنا سنت ہے اور بے ضرورت دیر کرکے افطار کرنا خلاف سنت ہے۔

١٩٨٢۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور من غیر ایجاب (١٩٢٣)، مسلم کتاب الصیام باب فضل السحور (١٠٩٥[٢٥٤٩])

١٩٨٣۔ صحیح مسلم کتاب الصوم باب فضل السحور (١٠٩٦[٢٥٥٠])

١٩٨٤۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار (١٩٥٧) مسلم کتاب الصیام باب فضل السحور (١٠٩٨[٢٥٥٤])

(١٩٨٥) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٩٨٥) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات اِدھر سے اُدھر آ جائے اور دن ادھر سے اُدھر چلا جائے (یعنی آفتاب غروب ہو جائے) تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آ گیا ہے۔ (مسلم بخاری)

صوم وصال کی ممانعت

(١٩٨٦) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِى الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَيُّكُمْ مِثْلِىْ اِنِّىْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَيَسْقِيْنِىْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(١٩٨٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ وصال رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے میرے جیسا کون ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... صوم وصال اس روزے کو کہتے ہیں کہ مسلسل کئی دن رات تک روزہ رکھتا چلا جائے درمیان میں افطار نہ کرے اس روزے میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے لیے صوم وصال رکھنا مخصوص ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ...... دوسری فصل

(١٩٨٧) عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَآئِىُّ وَالدَّارِمِىُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَفَهٗ عَلٰى حَفْصَةَ مَعْمَرٌ وَالزُّبَيْدِىُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَيُوْنُسُ الْاَيْلِىُّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِىِّ۔

(١٩٨٧) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر سے پہلے رات ہی سے روزے کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہو گا۔ (ترمذی' ابو داؤد' نسائی' دارمی) ابو داؤد نے کہا یہ روایت حفصہ پر موقوف ہے۔ معمر' زبیدی' ابن عیینہ' یونس سب زہری سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح: ...... فرض روزے کے لیے رات ہی سے روزہ کی نیت کر لینا ضروری ہے اگر رات سے نیت نہیں کی صبح صادق ہو جانے کے بعد نیت کی تو اس کا روزہ نہیں ہو گا' البتہ نفلی روزہ دن نکلنے کے بعد دوپہر سے پہلے پہلے بغیر کھائے پیئے نیت کر لے گا تو درست ہے۔

١٩٨٥۔ صحيح بخارى كتاب الصوم باب متى يحل فطر الصائم (١٩٥٤)، مسلم كتاب الصيام باب بيان وقت القضاء الصوم وخروج النهار (١١٠٠[٢٥٥٨])

١٩٨٦۔ صحيح بخارى كتاب الصوم باب التسكيل لمن اكثر الوصال (١٩٦٥)، مسلم كتاب الصيام باب النهى عن الوصال فى الصوم (١١٠٣[٥٠٦٦])

١٩٨٧۔ اسناده صحيح، سنن ابى دائود كتاب الصوم باب النية من الصيام (٢٤٥٤)، الترمذى كتاب الصوم باب ماجاء لاصيام لمن لم يعزم، الليل (٧٣٠)، النسائى كتاب الصيام باب ذكر اختلاف المتافظن (٢٣٣٤)، دارمى كتاب الصيام باب من الم يجع الصيام (٢/ ١٣ ح ١٦٩٨)

(۱۹۸۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ اَحَدُكُمْ وَالْاِنَاءُ فِیْ يَدِهٖ فَلَا يَضَعُهٗ حَتّٰی يَقْضِیَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۹۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس برتن کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔(ابوداؤد)

توضیح: ......یعنی اگر صبح صادق سے کچھ پہلے اذان ہو کوئی پینے والا پانی کا برتن ہاتھ میں لیے ہوئے تھا کہ اتنے میں اذان سنی تو وہ پانی پی سکتا ہے جبکہ یقینی طور سے یہ معلوم ہو کہ صبح صادق سے پہلے اذان ہو رہی ہے اور جب یقیناً یہ معلوم ہو کہ صبح ہونے کے بعد اذان ہوئی ہے تو نہ پیے۔ واللہ اعلم

(۱۹۸۹) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۹۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بندے میرے نزدیک سب سے پیارے ہیں جو افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی) کیونکہ وہ سب سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

کھجور، ورنہ پانی سے افطاری مسنون ہے

(۱۹۹۰) وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ غَيْرَ التِّرْمِذِیُّ۔

(۱۹۹۰) حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو وہ کھجور کھا کر روزہ افطار کرے کیونکہ اس میں وہ برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پانی پاک کرنے والا ہے۔

(احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی)

(۱۹۹۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّیَ عَلٰی رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَّآءٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۱۹۹۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں نہیں ہوتیں تھیں تو خشک چھوہاروں سے اگر خشک چھوہارے بھی نہیں ہوتے تو چند چلو پانی سے افطار کر لیتے۔ (ترمذی) (مستحب یہ ہے کہ طاق کھجوروں سے افطار کرنا چاہیے)

۱۹۸۸۔ اسناده صحيح ، سنن ابی دائود كتاب الصوم باب فی الرجل يسمع النداء والإناء علی يده (۲۳۵۰)

۱۹۸۹۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الصوم باب ماجاء فی تعليل الإفطار (۷۰۰، ۱۰۷) ولید بن مسلم اور الزہری دونوں مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۱۹۹۰۔ اسناده صحيح ، مسند احمد (۴/ ۱۷۔۱۸۔۲۱۴)، سنن ابی داؤد كتاب الصوم باب ما يفطر عليه (۲۳۵۵)، الترمذی كتاب الزكاة ماجاء فی الصدقة علی ذی القرابة (۶۵۸)، ابن ماجه كتاب الصيام باب ماجاء ما يستحب الفطر (۱۶۹۹)، دارمی كتاب الصيام باب ما يستحب الافطار عليه (۲/ ۱۳ ح ۱۷۰۸)

۱۹۹۱۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب الصوم باب ما يفطر عليه (۲۳۵۶)، الترمذی كتاب الصوم باب ماجاء ما يستحب عليه الافطار (۶۹۶)

(۱۹۹۲) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاَيْمَانِ وَرَوَاهُ مُحْيِ السُّنَّةِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ۔

(۱۹۹۲) زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی روزے دار کا روزہ افطار کرا دے یا کسی غازی کا سامان مہیا کرا دے تو اس کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔ یعنی جتنا ثواب روزہ دار اور غازی کو ملے گا اتنا ہی ثواب روزہ کھلوانے والے اور سامان تیار کرنے والے کو ملے گا۔ (بیہقی)

افطاری کی صحیح مسنون دعا

(۱۹۹۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاٰءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۱۹۹۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ کھولتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((ذَهَبَ الظَّمَاٰءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) "یعنی پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں ان شاء اللہ روزے کا ثواب ثابت ہو گیا۔" (ابوداؤد)

(۱۹۹۴) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ مُرْسَلًا۔

(۱۹۹۴) حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت)) "خدایا میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیری دی ہوئی روزی پر افطار کیا۔" (ابوداؤد، مرسلاً)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۱۹۹۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى يُؤَخِّرُوْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۱۹۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ دین غالب رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر کر کے روزہ افطار کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۱۹۹۶) وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ مَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْنَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ

(۱۹۹۶) ابو عطیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم نے عرض کیا کہ اے مائی صاحبہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ایسے ہیں جن میں سے ایک افطار کرنے میں اور نماز پڑھنے میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے افطار کرنے میں اور نماز

۱۹۹۲۔ حسن، سنن الترمذی (۸۰۷)، ابن ماجه (۱۷٤٦)، شعب الایمان (۳۹۵۳) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ شرح السنة (۱۸۱۹)

۱۹۹۳۔ اسناده حسن سنن ابی دائود کتاب الصوم باب القول عند الافطار (۲۳۵۷)

۱۹۹٤۔ ضعیف، سنن دائود کتاب الصوم باب القول عند الافطار (۲۳۵۸)، اس روایت کی سند مرسل ہے۔

۱۹۹۵۔ اسناده صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب ما یستحب من تعجیل الفطر (۲۳۵۳)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی تعجیل الافطار (۱٦۹۸)

۱۹۹٦۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل السحود وتاکید استحبابه (۱۰۹۹][2556)

اَلْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْاَفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قُلْنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاٰخَرُ اَبُوْمُوْسٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پڑھنے میں دیر کرتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ کون جلدی افطار کرتا ہے اور کون جلدی نماز پڑھتا ہے؟ تو ہم نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور دوسرے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں (جو کسی عذر کی وجہ سے دیر میں افطار کرتے ہیں اور دیر میں نماز پڑھتے ہیں) (مسلم)

(۱۹۹۷) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى السَّحُوْرِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ ((هَلُمَّ اِلَى الْغَدَآءِ الْمُبَارَكِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ۔

(۱۹۹۷) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے سحری کھانے کے لیے بلایا اور فرمایا برکت والے کھانے کی طرف آؤ۔ (ابو داؤد' نسائی) (یعنی سحری کو برکت والا کھانا فرمایا)

(۱۹۹۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۱۹۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے لیے بہترین سحری کا کھانا کھجور ہے۔ (ابو داؤد) (کیونکہ اس میں پکانے وغیرہ کی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی اور دیر ہضم بھی ہے۔)

❀❀❀❀

۱۹۹۷۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب من سعی السحور الفداء (۲۳۴۴)، النسائی کتاب الصیام باب دعوة السحور (۲۱۶۵)

۱۹۹۸۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب من سعی السحور الغداء (۲۳۴۵)

بَابُ تَنْزِيْهِ الصَّوْمِ
روزہ کو پاک کرنا

روزے کو خلاف شرع باتوں سے پاک رکھنا ضروری ہے' بعض ایسی چیزیں ہیں جس سے روزہ خراب ہو جاتا ہے اور بعض ایسی چیزیں ہیں جس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا' غیبت' چغلی کرنا' جھوٹی گواہی دینا' گالی دینا اور لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے' اس سے روزہ کا ثواب کم ہو جائے گا اور روزہ کی حالت میں قصداً کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ روزہ کی حالت میں نہانے' دھونے اور تیل لگانے کی رخصت ہے' اسی طرح سے اگر کوئی سرمہ لگائے تو لگا سکتا ہے' اسی طرح روزہ کی حالت میں پان کھانے' بیڑی' سگریٹ' حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر خود بخود قے آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

روزہ ترک منکرات کا نام ہے

(۱۹۹۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۱۹۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جھوٹی بات اور برے کام کو نہ چھوڑے تو کھانے پینے کے چھوڑ دینے کو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... یعنی روزہ صرف کھانے پینے کے چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے اور تمام بری باتوں کے چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے پس جس نے بری باتوں کو نہیں چھوڑا اس کا کامل روزہ نہیں ہوا اور نہ روزے کا پورا پورا ثواب ملا۔

(۲۰۰۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاَرْبِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے اور اپنے نفس کے سب سے زیادہ مالک تھے۔ (بخاری مسلم)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت تمہارے اپنے نفس و خواہش کے مالک تھے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی اپنے نفس پر قابو نہ پا سکے تو اس کو بوسہ نہیں لینا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بوڑھا آدمی جو مغلوب الشھوات ہو تو وہ روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہے اور جوان کو نہیں لینا چاہیے۔

۱۹۹۹۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور (۱۹۰۳)

۲۰۰۰۔ صحیح بخاری کتاب الصوم بیان ان القبلة فی الصوم لیس (۱۱۰۶[۲۵۷۶])، محرمة علی من لم تحرك شهرته۔

(۲۰۰۱) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِىْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو رمضان شریف میں کبھی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ جنابت کی حالت میں صبح آپ ﷺ کو پالیتی بغیر احتلام کے، بلکہ مجامعت کی وجہ سے اور صبح ہونے کے بعد غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی رات ہی کو مجامعت سے فارغ ہو گئے تھے لیکن کسی وجہ سے اس وقت غسل نہ کر سکے تھے بلکہ صبح صادق ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے غسل کیا اور روزہ رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کبھی ایسا اتفاق ہو جائے تو روزے میں خرابی نہیں آئے گی۔

(۲۰۰۲) وَعَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَـالَ النَّبِيُّ ﷺ اَحْتَجَـمَ وَهُـوَ مُـحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی اور روزے کی حالت میں بھی سینگی لگوائی۔ (بخاری مسلم)

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگوانے کی وجہ سے روزے میں کوئی خرابی نہیں آتی)

روزے کی حالت میں بھول چوک کر کھا لینا

(۲۰۰۳) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ ((مَـنْ نَسِـىَ وَهُـوَ صَـائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے روزے کی حالت میں بھول چوک کر کھا پی لیا تو اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔ (بخاری)

معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

روزے کی حالت میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا کفارہ

(۲۰۰٤) وَعَنْه رضی اللہ عنہ قَـالَ بَيْـنَـمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَـآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰـهِ هَـلَكْتُ قَالَ ((مَالَكَ)) قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَاَتِىْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَل

(۲۰۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں تو برباد ہو گیا' آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ تو اس نے بیان کیا کہ روزے کی حالت میں' میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔

۲۰۰۱۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب اغتسال الصائم (۱۹۳۰) مسلم کتاب الصیام باب صحة صوم من طلوع علیة الفجر (۱۱۰۹[۲۵۹۰])

۲۰۰۲۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الحجامة للصائم (۱۹۳۸)، مسلم کتاب الحج باب جواز الحجامة للمحرم (۱۲۰۲[۲۸۸۵])

۲۰۰۳۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب ناسیا (۱۹۳۳)، مسلم کتاب الصیام باب اکل الناسی وشربه یفطر وجماعه (۱۱۰۰[۲۷۱۷])

۲۰۰٤۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شیء (۱۹۳۶)، مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نهار رمضان (۱۱۱۱[۲۵۹۵])

تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا)) قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ ((هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)) قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ ((اَيْنَ السَّآئِلُ)) قَالَ اَنَا قَالَ ((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ)) فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ ((اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کفارہ ادا کرو۔ یعنی کیا تم غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہو تو ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے کہا میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لگا تار مسلسل دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا' نہیں' آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا' نہیں' آپ ﷺ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے کہ اتنے میں نبی ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک بڑا تھیلا آیا جس میں کھجوریں بھری ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا' میں یہاں موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کھجوروں کو لو اور مسکینوں پر صدقہ کر دو۔ اس نے کہا مجھ سے زیادہ کوئی اور محتاج ہے جس کو میں صدقہ دو۔ خدا کی قسم مدینہ کے دونوں اطراف کے درمیان کوئی گھرانہ مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس کی اس بات کی وجہ سے نبی ﷺ ہنس پڑھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے' تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے بال بچوں کو یہ کھجوریں کھلا دو۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... رمضان کے روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص قصداً اپنی بیوی سے جماع کر لے تو روضہ ٹوٹ جاتا ہے اس گناہ کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرے' اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو لگا تار دو مہینے روزے رکھے' اگر اس کی بھی ہمت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ صدقہ خیرات کا مال اس کو دیں تا کہ یہ اپنا کفارہ ادا کر سکے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(۲۰۰۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَيَمُصُّ لِسَانَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۲۰۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے اور زبان چوس لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... محدثین کرام نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے روزے کی حالت میں بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بیوی کے زبان چوسنا بغیر تھوک نگلے کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۰۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَسَاَلَهٗ فَنَهَاهُ فَاِذَا الَّذِيْ رَخَّصَ لَهٗ

(۲۰۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس کی رخصت دی۔ پھر دوسرے شخص نے

۲۰۰۵۔ اسناده ضعيف، سنن ابی دائود كتاب الصوب باب الصائم يبلع الريق (۲۳۸۶) محمد بن دینار مختلط راوی ہے۔

۲۰۰۶۔ حسن، سنن ابی دائود كتاب الصوم باب القبلة للصائم وكراهية للنساب (۲۳۸۷)، الصحيحة (۱۶۰۶)

شَيْخٌ وَاِذَا الَّذِيْ نَهَاهُ شَابٌّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

یہی مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ جس کو آپ ﷺ نے رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو آپ ﷺ نے منع کیا تھا وہ جوان تھا۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... مباشرت کے معنی عورت کے بدن سے بدن لگانا اور مساس کرنا اور چمٹنا ہے تو روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ مساس کرنا اور بدن سے بدن لگا کر اور چمٹ کر بشرطیکہ جماع کی نوبت نہ آئے تو جائز ہے۔ بڈھے کو آپ نے اسی واسطے رخصت دی کہ جماع کا خطرہ نہیں ہے اور جوان کو اس لیے منع فرمایا کہ وہاں جماع کا اندیشہ قوی ہے تو احتیاطاً آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔

جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۲۰۰۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِيْسَى ابْنِ يُوْنُسَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِيَ الْبُخَارِيَّ لَا اُرَاهُ مَحْفُوْظًا۔

(۲۰۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے کی حالت میں جس کو خود بخود قے آ جائے (تو روزہ ہو جائے گا) اس پر قضا نہیں ہے اور جو شخص قصداً قے کرے (تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا) اسے روزہ قضا کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

(۲۰۰۸) وَعَنْ مَعْدَانَ ابْنَ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَاَفْطَرَ قَالَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَاَفْطَرَ قَالَ صَدَقَ وَاَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۲۰۰۸) معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ دیا۔ معدان نے کہا کہ ثوبان سے میں دمشق کی مسجد میں ملا تو میں نے ان سے یہ بیان کیا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کیا اور روزہ افطار کر لیا۔ تو ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی ڈالا تھا۔ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

توضیح: ...... قے کیا یعنی قصداً قے کیا جیسا کہ بعض روایتوں میں استقاء کا لفظ آیا ہے تو قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ پہلی روایت میں آیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں فتوضا کا لفظ آیا ہے یعنی قے کیا اور وضو کیا جس سے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ قے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ فتوضاً کا لفظ محفوظ نہیں ہے اور نیز اس حدیث میں اضطراب واقع ہے اور بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھایا ہے کہ آپ ﷺ نفلی روزے سے قے آنے کی وجہ سے کمزور ہو گئے اس لیے

۲۰۰۷۔ حسن ، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الصائم یستقی عامدا (۲۳۸۰)، الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فیمن استقاء عمدا (۷۲۰)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی الصائم یقيء (۱٦۷٦)، شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھیے: السنن الکبری بیهقی (٤/ ۲۱۹) وسند صحیح دارمی کتاب الصوم باب الرخصة منه (۲/ ۲٤ ح ۱۷۲۹)

۲۰۰۸۔ اسناده صحیح ، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الصائم یستقیء عامداً (۲۳۸۱)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء من القيء والرعاف (۸۷)، دارمی کتاب الصوم باب القیء للصائم (۲/ ۲٤ ح ۱۷۲۸)

آپ ﷺ نے روزہ توڑ دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روزے کی حالت میں مسواک کرنا

(۲۰۰۹) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَالَا اُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

(۲۰۰۹) عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ میں گن نہیں سکتا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔

(۲۰۱۰) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِشْتَكَيْتُ عَيْنِيَّ اَفَاَكْتَحِلُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ ((نَعَمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَ اَبُوْعَاتِكَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ۔

(۲۰۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۱۱) وَعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِّنَ الْعَطْشِ اَوْ مِنَ الْحَرِّ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

(۲۰۱۱) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو عرج مقام میں روزہ کی حالت میں سر پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے (مالک ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا اور غسل کرنا درست ہے۔

(۲۰۱۲) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى رَجُلًا بِالْبَقِيْعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِيْ لِثَمَانِيَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ ((اَفْطَرَا الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَتَاَوَّلَهٗ بَعْضُ مَنْ رَخَّصَ فِي الْحَجَامَةِ اَيْ تَعَرَّضَا لِلْاِفْطَارِ

(۲۰۱۲) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مقام بقیع میں ایک شخص کے پاس تشریف لائے اور وہ سینگی لگوا رہا تھا اس وقت رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور رمضان شریف کی اٹھارہویں تاریخ تھی۔ اس سینگی لگانے کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سینگی لگانے والے کا اور جس کو سینگی لگائی گئی ہے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' دارمی) امام محی السنہ نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ سینگی لگانے کی وجہ سے مجحوم کو کمزوری آ جاتی

۲۰۰۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب السواك للصائم (۲۳۶۴)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی السواك للصائم (۷۲۵)، عاصم بن عبید اللہ ضعیف راوی ہے۔

۲۰۱۰۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الکحل للصائم (۷۲۶)، ابوعاتکہ ضعیف راوی ہے۔

۲۰۱۱۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب للصائم یحسب علی الماء من العطش (۲۳۶۵)، موطا الامام مالك کتاب الصیام باب ماجاء فی الصیام فی السفر (۱/ ۲۹۴ ح ۶۶۰)

۲۰۱۲۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی الصائم یحتجم (۲۳۶۹)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی الحجامة للصائم (۱۶۸۱)، دارمی کتاب الصوم باب الحجامة تفطر الصائم (۲/ ۲۵ ح ۱۷۳۰)

اَلْمَحْجُوْم لِلضُّعْفِ وَالْحَاجِمِ لِاَنَّهٗ لَا يَامَنُ مِنْ اَنْ يَّصِلَ شَیْءٌ اِلٰی جَوْفِهٖ بِمَصِّ الْمَلَازِمِ۔

ہے جس سے اس کو روزہ توڑنا پڑتا ہے اور سینگی لگانے والے کا روزہ اس لیے ٹوٹتا ہے کہ ممکن ہے اس کے حلق میں سینگی کے چوسنے کی وجہ سے خون کا کچھ حصہ داخل ہو جائے۔ اگر یہ دونوں احتمالات نہ ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے (جیسا کہ بخاری مسلم میں ہے جو پہلی فصل میں آ چکا ہے رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے کہ سینگی سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (واللہ اعلم)

جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے والے کے لیے وعید نبوی

(٢٠١٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ بَابٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِی الْبُخَارِیَّ يَقُوْلُ اَبُو الْمُطَوِّسِ الرَّاوِیُ لَا اَعْرِفُ لَهٗ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

(۲۰۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو رمضان شریف کا روزہ بغیر کسی رخصت اور بیماری کے توڑ ڈالے اگر اس کے بدلے میں وہ ساری عمر روزہ رکھے تب بھی اس رمضان کا بدلہ پورا نہیں ہو سکتا۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' بخاری)

توضیح: ......یعنی رمضان کا ثواب اس کو نہیں ملے گا لیکن اگر اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے گا تو رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔

روزے کے باوجود اجر وثواب سے محرومی

(٢٠١٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ)) رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

(۲۰۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ سوائے پیاسے رہنے کے کچھ روزے کا ثواب ان کو نہیں ملتا اور بہت سے شب بیداری کرنے والے اور تہجد پڑھنے والے ایسے ہیں کے سوائے رات جاگنے کے ان کو ان کی عبادت کا ثواب نہیں ملتا۔ (دارمی)

توضیح: ......روزہ کی حالت میں منہیات شرعیہ سے بچنا ضروری ہے اگر ان سے وہ نہیں بچے' اس حالت میں ممنوعات کو کرتا رہے تو سوائے بھوک اور اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا' اس کو روزے کا ثواب نہیں ملے ا۔ اسی طرح سے ریا نمود کے طور پر

٢٠١٣۔ اسنادہ ضعیف مسند احمد (٢/ ٢٨٦، ٤٤٢، ٤٥٨، ٤٧١)، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب التغلیظ فی من افطر عمدا (٢٣٩٦)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الافطار متعمدا (١٧٢٣)، ابن ماجه کتاب الصيام باب ماجاء فی کفارة من الفطر یوما (١٦٧٣)۔ ابو اعطوس لین الحدیث اور اس کا باپ مجہول ہے۔ درامی کتاب الصیام باب من افطر یوما من رمضان متعمدا (٢/ ١٨ ح ١٧١٤)

٢٠١٤۔ اسنادہ حسن سنن الدارمی کتاب الرقاق باب المحافظة علی الصوم (٢/ ٣٠١ ح ٢٧٢٣)، حاکم (١/ ٤٣١)

نماز پڑھنے والے اور شب بیدار کرنے والے کو سوائے رات جاگنے اور تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہر عبادت میں اخلاص ضروری ہے ورنہ محنت برباد گناہ لازم۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۲۰۱۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا یُفَطِّرْنَ الصَّآئِمَ الْحِجَامَةُ وَالْقَیْءُ وَالْاِحْتِلَامُ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَیْدِ نِالرَّاوِیْ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

(۲۰۱۵) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تین چیزیں روزہ دار کے روزے کو نہیں توڑتی ہیں۔ سینگی لگوانا اور قے' اور احتلام۔ (ترمذی) اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے' عبدالرحمٰن راوی ضعیف ہے۔

(۲۰۱۶) وَعَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنْتُمْ تَكْرَھُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّآئِمِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجَلِ الضُّعْفِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

(۲۰۱۶) ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روزہ دار کو سینگی لگانا مکروہ جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں محض کمزوری کی وجہ سے ہم لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (بخاری)

(۲۰۱۷) وَعَنِ الْبُخَارِیِّ رحمہ اللہ تَعْلِیْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما یَحْتَجِمُ وَھُوَ صَآئِمٌ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَكَانَ یَحْتَجِمُ بِاللَّیْلِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

(۲۰۱۷) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ کی حالت میں سینگی لگوایا کرتے تھے پھر انہوں نے روزے کی حالت میں سینگی لگوانی چھوڑ دی اور رات میں سینگی لگوا لیا کرتے تھے۔ (بخاری)

(۲۰۱۸) وَعَنْ عَطَآءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنْ مَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَا فِیْ فِیْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا یَضِیْرُہٗ اَنْ یَّزْدَرِدَ رِیْقَهٗ وَمَا بَقِیَ فِیْ فِیْهِ وَلَا یَمْضَغُ الْعِلْكَ فَاِنِ ازْدَرَدَ رِیْقَ الْعِلْكِ لَا اَقُوْلُ اِنَّهٗ یُفْطِرُ وَلٰكِنْ یُّنْھٰی عَنْهُ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجُمَةِ بَابٍ۔

(۲۰۱۸) عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزہ کی حالت میں اگر کوئی منہ میں پانی لے کر کلی کر دے اور سب پانی کو منہ سے نکال دے تو تھوک اور جو کچھ منہ میں باقی رہ گیا ہے اس کے نگل جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور روزہ کی حالت میں روزہ دار کو مصطگی نہیں چبانی چاہیے اگر کوئی روزہ کی حالت میں مصطگی کا تھوک نگل لے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا لیکن اس سے منع کیا جائے گا۔ (بخاری)

❀❀❀❀

۲۰۱۵۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الصائم یذرعه القئ (۷۱۹)، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سخت ضعیف راوی ہے۔

۲۰۱۶۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الحجامة والقئ للصائم (۱۹۴۰)

۲۰۱۷۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الحجامة والقئ للصائم قبل حدیث (۱۹۳۸)۔

۲۰۱۸۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضا فلیستنشق بمنخره بعد حدیث (۱۹۳۴)

بَابُ صَوْمِ الْمُسَافِرِ
مسافر کے روزے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لیے آسانی کر رکھی ہے کہ سفر کی حالت میں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھے اور اگر تکلیف مشقت ہو تو سفر میں روزہ نہ رکھے، جب سفر سے واپس آ جائے تو وہ روزوں کی قضا کرے۔ قرآن و حدیث میں اس کا مفصل بیان آیا ہے۔

سورۂ بقرہ میں مسافر اور بیمار آدمی کے روزے کے بارے میں یہ آیت ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ ﴾

(البقرہ: ۱۸۳، ۱۸۴)

”ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے اگلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم بچ جاؤ۔ گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں اس گنتی کو پورا کرے، طاقت نہ رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں اور جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں افضل کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو۔“

حدیث شریف میں مسافر کے لیے روزہ رکھنے کی بھی رخصت ہے، اگر تکلیف نہ ہو تو رکھ بھی سکتا ہے۔ اس کا بیان آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

سفر میں روزے کی رخصت

(۲۰۱۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو نِالْاَسْلَمِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ ((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ میں زیادہ روزہ رکھتا ہوں تو کیا سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو رکھ لو اور اگر چاہو افطار کر لو۔ (یعنی نہ رکھو۔) (بخاری مسلم)

یعنی اگر تکلیف نہ ہو تو دونوں طرح جائز ہے اگر رکھ لیا تو جائز ہے نہ رکھا تو رخصت ہے۔

(۲۰۲۰) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ

(۲۰۲۰) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رمضان شریف کی

۲۰۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۳)، مسلم کتاب الصیام باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر (۱۱۲۱[۲۶۲۵)

۲۰۲۰۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز الصوم والفطر فی شھر رمضان للمسافر (۱۱۱۶[۲۶۱۵])

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمِ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سولھویں تاریخ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے نکلے تو ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تو روزہ رکھنے والوں نے بے روزے والوں پر عیب جوئی نہیں کی اور نہ بے روزے والوں نے روزہ داروں کو کچھ برا سمجھا۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تکلیف نہ ہوتو دونوں طرح جائز ہے۔

(۲۰۲۱) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَاى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ ((مَا هٰذَا)) قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں کچھ ازدہام دیکھا اور ایک آدمی کو دیکھا کہ جس پر دھوپ سے بچنے کے لیے سایہ کیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص نے روزہ رکھا ہے (جس پر سایہ کیا گیا ہے اور لوگ چاروں طرف سے بھیڑ لگائے ہوئے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی سے نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

یعنی جب تکلیف زیادہ ہے تو ایسی صورت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور ایسی صورت میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ہے۔

(۲۰۲۲) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہم میں سے بعض لوگ روزے دار تھے اور بعض بے روزے تھے ہم گرمی کے دن میں منزل پر اترے تو روزے دار کمزوری کی وجہ سے گر پڑے (اور کسی کام کے نہیں رہے) اور بے روزے دار کھڑے ہو گئے انہوں نے خیموں کو نصب کیا اور سواریوں کو پانی پلایا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج بے روزے دار ثواب لے گئے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی جنہوں نے روزہ نہیں رکھا اور سفر میں اپنے ساتھیوں کی خدمت کی اور سواریوں کو پانی پلایا' یا خیمہ نصب کیا تو ان کو زیادہ ثواب ملا۔ معلوم ہوا سفر میں ساتھیوں کی خدمت کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

سفر میں روزہ مسافر کی پسند ہے

(۲۰۲۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ

(۲۰۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف چلے تو آپ ﷺ نے سفر میں مقام عسفان تک

۲۰۲۱۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی ﷺ لمن ظلل علیه، (۱۹۴۶)، مسلم کتاب الصیام باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر (۱۱۱۵[۲۶۱۲])

۲۰۲۲۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل الخدمة فی الغزو (۲۸۹۰)، مسلم کتاب الصیام باب اجر المفطر اذا تولی العمل (۱۱۱۹[۲۶۲۲])

۲۰۲۳۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب من افطر فی السفر لیراه الناس (۱۹۴۸)، مسلم کتاب الصیام باب جوازالصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر (۱۱۱۳[۲۶۰۴])

حَتّٰی بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰی یَدَیْهِ لِیَرَاهُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰی قَدِمَ مَکَّةَ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ فَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

روزہ رکھا، پھر پانی منگوا کر ہاتھ میں لیا اور لوگوں کو دکھانے کے لیے ہاتھ کو اونچا کیا اور روزہ توڑ ڈالا یہاں تک کہ آپ ﷺ مکہ آ گئے۔ یہ رمضان میں کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے لہٰذا جو چاہے روزہ رکھے، جو چاہے افطار کرے۔ (بخاری مسلم)

(٢٠٢٤) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

(۲۰۲۴) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مقام عسفان میں عصر کے بعد پانی پی کر روزہ توڑ دیا تھا۔

توضیح: ...... فتح مکہ کے سال رمضان شریف میں مدینہ سے مکہ کو آپ ﷺ روانہ ہوئے تو سفر کی حالت میں آپ نے کچھ دنوں تک روزہ رکھا کیونکہ جہاد میں جانا تھا اور گرمی کا زمانہ تھا تو پانی منگوا کر ہاتھ بلند کر کے لوگوں کو دکھایا پھر روزہ آپ ﷺ نے افطار کر لیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ کے افطار کرنے کے باوجود بعض لوگوں نے روزہ رکھا تو آپ ﷺ نے ان کو نافرمان بتایا جیسا کے آگے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

(٢٠٢٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نِالْکَعْبِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۰۲۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر آدمی سے آدھی نماز معاف فرما دی ہے اور مسافر سے اور دودھ پلانے والی عورت سے اور حاملہ سے بھی روزے کی تخفیف کر دی ہے۔ (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

توضیح: ...... مسافر آدمی سے آدھی نماز معاف فرما دی ہے کہ بجائے چار کے صرف دو رکعت پڑھے اور مسافر سے اور دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے جب مسافر سفر سے واپس آئے گا تو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے گا اور دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کو جب ان دنوں کا عذر جاتا رہے گا تو روزے کی قضا ان کے ذمہ ضروری ہے۔

(٢٠٢٦) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ کَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِیْ اِلٰی شِبْعٍ فَلْیَصُمْ رَمَضَانَ حَیْثُ اَدْرَکَهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۲۰۲۶) حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس اچھی سواری ہو جو اس کو آرام سے اس جگہ تک پہنچا دے جہاں شکم سیری ہو تو اس کو رمضان کا روزہ رکھ لینا چاہیے جہاں

٢٠٢٤۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر (١١١٤[٢٦١١])

٢٠٢٥۔اسناده حسن، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب اختیار الفطر (٢٤٠٨)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الرخصة الافطار للحبلی والمرضع (٧١٥)، النسائی کتاب الصیام باب ذکر اختلاف معاویة بن سلام فی حدیث وضع الصیام (٢٢٧٦)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی الافطار والمرضع (١٦٦٧)

٢٠٢٦۔ اسناده ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب من اختیار الصیام (٢٤١١، ٢٤١٠)، عبدالصمد بن حبیب ضعیف اور حبیب بن عبداللہ بن مجہول ہے۔

رمضان اس کو مل جائے۔ (ابو داود)

یعنی اگر روزہ رکھنے میں تکلیف نہ ہو تو رمضان کا روزہ رکھ لینا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(۲۰۲۷) عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّةَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ کُرَاعَ الْغَمِیْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِیْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ ((اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۲۷) حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان شریف میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ کراع الغمیم تک پہنچ گئے اور لوگوں نے بھی رمضان کا روزہ رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک پیالے میں پانی منگویا اور اس کو اونچا اٹھا لیا اور یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو دیکھ لیا' پھر آپ ﷺ نے وہ پانی پی لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھ لیا (یعنی توڑا نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ گناہ گار ہیں یہ لوگ گناہ گار ہیں۔ (مسلم)

توضیح: ...... کراع الغمیم ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے اور عسفان مقام کے قریب ہے۔ پہلی روایت میں آیا ہے کہ عسفان مقام میں آپ ﷺ نے پہنچ کر روزہ کھولا تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ کراع الغمیم اور عسفان ملے جلے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں روزہ رکھنے کی تکلیف ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

(۲۰۲۸) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَائِمُ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ کَالْمُفْطِرِ فِی الْحَضَرِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۰۲۸) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر میں رمضان کا روزہ رکھنا ایسا ہے جیسا کہ حضر میں رمضان کا نہ روزہ رکھنا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی اگر سفر کی حالت میں تکلیف زیادہ ہے تو سفر میں روزہ رکھنا گناہ کی بات ہے جیسے بغیر ضرورت کوئی گھر میں رہتے ہوئے روزہ نہ رکھے۔ اور یہ حدیث ضعیف بھی ہے۔

(۲۰۲۹) وَعَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو نِالْاَسْلَمِیِّ ؓ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنِّیْ اَجِدُ بِقُوَّةٍ عَلَی الصِّیَامِ فِی السَّفَرِ فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ قَالَ ((هِیَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۲۹) حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو اگر میں سفر میں روزہ رکھوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی طرف سے رخصت ہے جو اس رخصت پر عمل کرے وہ اچھا کرے گا اور جو روزہ رکھنے کو پسند کرتا ہے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (مسلم)

۲۰۲۷۔ صحیح مسلم کتاب باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان بلمسافر (۱۱۱۴[۲۶۱۰])

۲۰۲۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی الافطار فی السفر (۱۶۶۶)، امام علی بن مدینی فرماتے ہیں، ابوسلمہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا، اسی طرح امام احمد اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے بھی منقول ہے پس انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۲۰۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر (۱۱۲۱[۲۶۲۹])

بَابُ الْقَضَآءِ

قضا روزوں کا بیان

جو لوگ بیماری کی وجہ سے یا سفر یا بڑھاپے کی وجہ سے یا دودھ پلانے یا حمل کی وجہ سے رمضان کے روزے رمضان میں نہ رکھ سکیں تو ان عذروں کے ختم ہونے کے بعد غیر رمضان میں اتنے دنوں کے روزے رکھ لینے چاہئیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ: ٦)

''بیمار اور مسافر دوسرے دنوں میں روزے رکھیں جن بوڑھوں کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یعنی مسلوب الطاقت ہیں وہ فدیہ دیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

''جن کو روزہ کی طاقت نہیں ہے وہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔''

حمل والی اور دودھ پلانے عورتوں کو اگر زیادہ تکلیف ہو تو روزے نہ رکھیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں تب ان روزوں کی قضا کریں۔ وہ بیمار کے حکم میں شامل ہیں۔ رمضان کے بعد سال بھر میں جب موقع مل جائے تب رکھ لے لیکن جہاں تک ہو سکے روزے رکھنے میں جلدی کرنی چاہیے بلاوجہ دیر کرنا ٹھیک نہیں۔ دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے پہلے ادا کر لینا چاہیے۔ ان قضا شدہ روزوں کو لگاتار رکھنا بھی جائز ہے۔ اور ناغہ کر کے رکھنا بھی جائز ہے اگر روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں ہے تو اس صورت میں فدیہ دے دینا چاہیے، ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے جیسا کہ پہلے آیت گزر چکا ہے۔ اگر کسی کے ذمہ رمضان کے یا نذر کے روزے باقی تھے کہ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو اس کے طرف سے اس کے ورثا روزہ رکھیں یا کھانا کھلائیں جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہو گا، اگر کسی نے نفلی روزے کو توڑ دیا ہے تو اس کو قضا کر لینا بہتر ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٢٠٣٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ تَعْنِي الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(٢٠٣٠) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حیض کی وجہ سے میرے ذمہ قضائے رمضان کے روزے باقی رہتے۔ شعبان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں روزہ رکھنے کا موقع نہیں پاتی تو ان روزوں کو شعبان کے مہینے میں رکھ لیتی۔ یحییٰ بن سعدی رضی اللہ عنہ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیادہ مشغول اور مصروف رہتی تھیں۔ (بخاری مسلم)

٢٠٣٠۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب متحا یقضی قضاء رمضان (١٩٥٠)، مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان (١١٤٦[٢٦٨٧])

توضیح: ...... یعنی حیض کی وجہ سے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ جاتے تو ان روزوں کو شعبان کے مہینے میں قضا کرتیں، اور مہینوں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے مستعد رہتیں کہ جب کبھی آپ ﷺ کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو اس کام کو بجا لاتیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھتے تھے اس لیے دن میں اس خدمت کے لیے ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر رمضان شریف کے روزوں کو رکھ لیتیں۔

شرعی معاملات میں خاوند کی اجازت کی اہمیت

(۲۰۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغیر خاوند کی اجازت سے خاوند کی موجودگی میں عورت کو نفلی روزہ رکھنا حلال نہیں ہے اور نہ عورت کے واسطے اجازت ہے کہ بغیر خاوند کے حکم کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔ (مسلم)

توضیح: ...... خاوند کا بڑا حق ہے اگر دن کو جماع کی ضرورت پیش آ جائے اور بیوی نفلی روزے سے ہو تو اس کی حق تلفی ہو گی اس لیے عورت کو چاہیے کہ نفلی روزہ رکھنے کے لیے اپنے خاوند سے اجازت لے لے، اور اسی طرح سے کسی غیر کو بغیر خاوند کی اجازت کے گھر میں نہ آنے دے۔

احکام و مسائل میں دلیل کتاب وسنت ہے

(۲۰۳۲) وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدْوِیَّةِ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِیْ الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا کَانَ یُصِیْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۳۲) حضرت معاذۃ عدویہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزہ کو قضا کرتی ہے اور نماز کو نہیں قضا کرتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہم عورتوں کو حیض آتا تھا تو ہم کو روزہ کے قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا اس لیے روزہ کی قضا ہے، نماز کی قضا نہیں۔ (مسلم)

توضیح: ...... اور یہ بھی وجہ ہے کہ روزہ کے قضا کرنے میں آسانی ہے کیونکہ سال بھر میں ایک ہی مہینہ میں قضا کرنے کی نوبت آتی اور نماز ہر ہر مہینے میں قضا کرنی پڑتی تو اس میں زیادہ تکلیف پڑتی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فوت شدگان کی طرف سے روزے رکھنا

(۲۰۳۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ فَاتَ وَعَلَیْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۲۰۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (بخاری مسلم)

۲۰۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب ماانفق العبد من مال مولاء (۱۰۲۶[۲۳۷۰])

۲۰۳۲۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ (۳۳۵[۷۶۳])

۲۰۳۳۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیه صوم (۱۹۵۲)، مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت (۱۱۴۷[۲۶۹۲])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(۲۰۳۴) عَـنْ نَّافِعٍ رحمہ اللہ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَـالَ ((مَـنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ صِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْیُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ یَوْمٍ مِّسْكِیْنٌ)) رَوَاهُ التِّـرْمِـذِیُّ وَقَـالَ الـصَّحِیْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلٰی ابْنِ عُمَرَ۔

(۲۰۳۴) نافع رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص مرجائے اوراس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے قضا ہوں تو اس کی طرف سے ہر ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث عبداللہ بن عمر پر موقوف ہے یعنی یہ ان کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

توضیح: ...... پہلے حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کے قضا شدہ روزوں کی میت کے وارث روزہ رکھ سکتے ہیں اوراس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھلانا چاہیے تو اس کے بارے میں علماء کرام کا بہت اختلاف ہے۔ راجح قول یہی ہے کہ اگر روزہ رکھنے کی ہمت ہو تو روزہ رکھ لے ورنہ اس کے طرف سے فدیہ دے دے۔ (واللہ اعلم)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(۲۰۳۵) عَنْ مَّالِكٍ رضی اللہ عنہ بَـلَغَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَـانَ یَسْأَلُ هَلْ یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ یُصَلِّیْ اَحَـدٌ عَـنْ اَحَدٍ فَیَقُوْلُ لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ۔ عَنْ اَحَدٍ رَوَاهُ فِی الْمُوَطَّا۔

(۲۰۳۵) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سے یہ حدیث ان تک پہنچی ہے کہ ان سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے نہ نماز پڑھے۔ (مؤطا امام مالک)

یہ حضرت عبداللہ بن عمر کا فتویٰ ہے لہٰذا حدیث مرفوع مقدم ہوگی۔ (واللہ اعلم)

❀❀❀❀

۲۰۳۴۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء من الکفارۃ (۷۱۸)، محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف راوی ہے۔
۲۰۳۵۔ ضعیف، موطا امام مالک کتاب الصیام باب النذر فی الصیام والصیام عن المیت (۱/ ۳۰۳ ح ۶۸۱)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ
نفلی روزوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

نبی کریم ﷺ کا نفلی روزوں کا اہتمام

(۲۰۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شُعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شُعْبَانَ كُلَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ شُعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض دفعہ جب نفلی روزوں کا رکھنا شروع کرتے تو لگاتار رکھتے چلے جاتے یہاں تک کہ ہم لوگ یہ کہتے کہ اب آپ ﷺ روزے نہیں چھوڑیں گے اور جب آپ ﷺ نفلی روزوں کو بعض دفعہ چھوڑ دیتے تو ہم یہ کہتے کہ اب آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے اور سوائے رمضان کے کسی مہینے میں پورے مہینے کا روزہ رکھتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا اور سوائے شعبان کے اور مہینوں میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ شعبان کے چند دنوں کو چھوڑ کر گویا پورے مہینے کا روزہ رکھ لیتے۔ یعنی شعبان کا اکثر مہینہ روزے سے گزارتے۔ (بخاری مسلم)

(۲۰۳۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهٗ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كُلَّهٗ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَ كُلَّهٗ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۳۷) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا کہ سوائے رمضان کے کسی مہینے میں پورا مہینہ روزہ رکھتے ہوئے میں نہیں جانتی اور کوئی ایسا مہینہ بھی نہیں گزرتا کہ جس میں آپ نے بالکل روزہ نہ رکھا ہو یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (مسلم)

(۲۰۳۸) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ

(۲۰۳۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۲۰۳۶۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان (۱۹۶۹)، مسلم کتاب الصیام باب صیام النبی فی غیر رمضان(۱۱۵۶[۲۷۲۱، ۲۷۲۲)

۲۰۳۷۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب النبی ﷺ فی غیر رمضان (۱۱۵۶[۲۷۱۸])

۲۰۳۸۔ صحیح مسلم کتاب الصوم باب الصوم من آخر الشهر (۱۹۸۳)، مسلم کتاب الصیام باب صوم سرر شعبان(۱۱۶۱[۲۷۵۱])

النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ اَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ یَسْمَعُ فَقَالَ یَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ ((فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ یَوْمَیْنِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

نے ان سے دریافت کیا یا کسی اور آدمی نے دریافت کیا اور عمران سن رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں شخص! تم نے شعبان کے آخر میں روزہ نہیں رکھا' اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ جب رمضان کے روزے سے فارغ ہو جاؤ تو عید کے بعد ان دنوں کے روزے رکھ لینا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... یہ شخص ہر مہینے کے آخر میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا تو جب آپ ﷺ نے شعبان کے آخر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو اس شخص نے شعبان کے آخر میں روزہ نہیں رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ جب تجھے ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنے کی عادت تھی تو شعبان کے آخر میں روزہ رکھا کہ نہیں؟ تو اس نے جواب دیا' نہیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد رکھ لینا کیونکہ جو کسی نیکی کو ہمیشہ کرتا رہا تو اس کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے' چھوڑنا نہیں چاہیے۔

(۲۰۳۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰہِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہتر روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محرم کے مہینے کا روزہ ہے اور فرض نماز کے علاوہ سب سے بہتر نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

(۲۰۴۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰی غَیْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ یَعْنِیْ شَهْرَ رَمَضَانَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۲۰۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ خاص کسی دن کے روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے ہوں کہ اس کی بزرگی اور دنوں کے اعتبار سے زیادہ ہو مگر محرم کی دسویں تاریخ اور رمضان شریف کے مہینے کو۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی رسول اللہ ﷺ سوائے عاشورہ محرم اور رمضان شریف کے روزوں کے کسی روزے کو اس کے غیر پر فضیلت نہیں دیتے تھے یعنی سب سے بہتر روزہ رمضان کا اور عاشورہ محرم کا ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے ورنہ عرفہ کا روزہ محرم کے روزے سے افضل ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔

عاشورۂ محرم کا روزہ

(۲۰۴۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّهٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَا

(۲۰۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ محرم کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! اس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہوں تو نویں تاریخ

۲۰۳۹۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم (۱۱۶۳[۲۷۵۵])

۲۰۴۰۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء (۲۰۰۶)، مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء (۱۱۳۲[۲۶۶۳])

۲۰۴۱۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب ایّ یوم یصام فی عاشوراء (۱۱۳٤[۲۶۶۶، ۲۶۶۷])

صُوْمَنَّ التَّاسِعِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کو بھی روزہ رکھوں گا (یعنی دسویں تاریخ کا' تاکہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو جائے)

یوم عرفہ کا روزہ

(۲۰۴۲) وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۴۲) ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں کچھ لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا بعض لوگوں نے کہا کہ عرفہ کے دن آپ ﷺ کا روزہ ہے' بعض لوگوں نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں۔ (اس بات کی تحقیق کے لیے) میں نے دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے پاس بھیجا آپ عرفات کے میدان میں اس وقت اونٹ پر سوار تھے آپ نے دودھ پی لیا (جس سے معلوم ہوا کہ آپ روزے سے نہیں تھے)۔ (بخاری)

توضیح: ...... یہ ام فضل رسول اللہ ﷺ کی چچی ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی بیوی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کو عرفات کے دن عرفہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور غیر حاجی کو رکھنے کی اجازت ہے۔

(۲۰۴۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرہ ذی الحجہ میں کبھی روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (مسلم)

توضیح: ...... عشرہ ذی الحجہ کی بڑی فضیلت ہے اور اس کے روزوں کی بھی بڑی فضیلت ہے لیکن زیادہ تر آپ عشرہ ذی الحجہ میں روزہ نہیں رکھتے تھے کبھی رکھا' کبھی نہیں رکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم کی نفی کر رہی ہیں کہ ہم نے نہیں دیکھا اور نہ آپ ﷺ سے روزہ رکھنا ثابت ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

(۲۰۴۴) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ غَضَبَهٗ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰى سَكَنَ غَضَبُهٗ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ قَالَ ((لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ قَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ

(۲۰۴۴) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس طرح روزہ رکھتے ہیں؟ اس کی یہ بات سن کر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے غصے کو دیکھ کر یہ فرمایا: ((رضينا بالله ربا و بالاالسلام دينا و محمد نبيا نعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله)) ''میں اللہ کے رب ہونے سے راضی ہوں اور اسلام کے دین حق ہونے سے راضی ہو گیا اور محمد ﷺ کے برحق ہونے پر راضی ہوں۔ خدا کی پناہ چاہتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول ﷺ کے غصے سے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی کلمہ کو بار بار

۲۰۴۲۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عرفة (۱۹۸۸)، مسلم کتاب الصیام باب استحباب الفطر للحاج یوم عرفة (۱۱۲۳[۲۶۳۲])

۲۰۴۳۔ صحیح مسلم کتاب الاعتكاف باب صوم عشر ذی الحجة (۱۱۷۶[۲۷۸۹])

۲۰۴۴۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر (۱۱۶۲[۲۷۴۶])

يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((وَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ ((وَدِدْتُّ اَنِّيْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلٰثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهٗ وَصِيَامَ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کہتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص کا کیا حال ہے جو ہمیشہ روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا' نہ افطار کیا۔ یعنی اس کو روزہ رکھنے کا ثواب نہیں ملے گا اور نہ افطار کیا یعنی کچھ کھانا بھی نہیں کھایا بھوکا پیاسا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ شخص کیسا ہے کہ دو دن رکھے' ایک دن افطار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی طاقت کون رکھتا ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کہ وہ کیسا ہے کہ ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کہ اس شخص کا کیا حال ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے' آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی خواہشت رکھتا ہوں کہ مجھے اس روزے کے رکھنے کی طاقت دی جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا اور رمضان کا روزہ رکھ لینا ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے' اور ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک اگلے سال کے اور ایک پچھلے سال کے۔ اور محرم کی دسویں' تاریخ کا روزہ رکھنے سے ایک پچھلے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

توضیح: ...... سال بھر لگاتار روزے رکھنا اور ممنوع دنوں میں بھی روزے رکھنا ناجائز ہے۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنے سے پورے مہینے کا ثواب مل جاتا ہے اس لیے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے اور پورے رمضان کے روزے رکھنے سے دس مہینے کے روزے کے برابر ہے تو جس نے ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور رمضان کے روزے رکھے تو ثواب کے اعتبار سے اس نے سال بھر روزے رکھے۔ اور ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا یہ افضل ہے' اور ایک روزہ رکھنا اور دو دن افطار کرنا یہ اس سے افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ کاش کہ مجھ کو اس کی طاقت ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حقوق العباد میں زیادہ مصروف نہ رہنے کی وجہ سے زیادہ روزہ رکھنے کا موقع آپ ﷺ کو نہیں ملتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اور اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عشرہ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

بروز پیر روزہ رکھنا

(٢٠٤٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ ((فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۴۵) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوشنبہ (سوموار) کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' میں اسی دن پیدا کیا گیا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ (مسلم)

(معلوم ہوا کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھا جا سکتا ہے)

٢٠٤٥۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر (١١٦٢[٢٧٥٠])

(٢٠٤٦) وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدْوِيَّةِ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۲۰۴۶) حضرت معاذۃ العدویہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' ہاں' پھر میں نے دریافت کیا کہ کن کن دنوں میں روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے جن دنوں میں روزہ رکھنا چاہتے رکھ لیتے۔ معین دن نہیں تھا۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی نفلی روزہ رکھنے کے لیے دنوں کی تخصیص نہیں تھی۔ کبھی شروع مہینے میں' کبھی درمیان اور کبھی آخر مہینے میں رکھ لیا کرتے تھے۔ تیرھویں' چودھویں' پندرھویں تاریخ کی تخصیص نہیں تھی لیکن ان دنوں میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ (جیسا کہ آگے معلوم ہوگا)

شوال کے چھ روزے

(٢٠٤٧) وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۲۰۴۷) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان شریف کا روزہ رکھا پھر رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ (مسلم)

توضیح: ...... بہتر یہی ہے کہ عید کی نماز کے بعد دوسری تاریخ سے ان روزوں کو رکھنا شروع کر دے اور لگا تار رکھتا چلا جائے۔ اگر کسی وجہ سے درمیان میں ناغہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(٢٠٤٨) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۲۰۴۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید اور بقر عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری مسلم)

(کیونکہ یہ دن خدا کی طرف سے مہمانی کے دن ہیں اور ان دونوں دنوں میں اور ذی الحجہ کی تیرھویں تاریخ تک روزہ رکھنا حرام ہے)۔

(٢٠٤٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۲۰۴۹) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے یعنی یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ میں۔ (بخاری مسلم)

٢٠٤٦۔ صحيح مسلم كتاب الصيام باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر (١١٦٠[٢٧٤٤])

٢٠٤٧۔ صحيح مسلم كتاب الصيام باب استحباب صوم ستة ايام من شوال (١١٦٤[٢٧٥٨])

٢٠٤٨۔ صحيح بخاری كتاب الصوم باب صوم يوم الفطر (١٩٩١)، مسلم كتاب الصيام باب النهی عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحی (٨٢٧[٢٦٧٤])

٢٠٤٩۔ صحيح بخاريكتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة باب مسجد بيت المقدس (١١٩٧)، مسلم كتاب الصيام باب النهی عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحی (٨٢٧[٢٦٧٣])

(۲۰۵۰) وَعَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۵۰) نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تشریق کے دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ (مسلم)

توضیح:...... ایام تشریق ذی الحجہ کی گیارھویں' بارھویں' تیرھویں تاریخ کو کہتے ہیں کیونکہ ان دنوں میں عرب کے لوگ قربانیوں کے گوشت کو دھوپ میں سکھایا کرتے تھے اس لیے ان دنوں کا نام ایام تشریق پڑ گیا۔ لہٰذا ان دنوں میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿اذکروا اللہ فی ایام معدودات﴾ ''چند گنتی کے دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔''

اس سے یوم النحر اور ایام تشریق مراد ہے۔

(۲۰۵۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْ يَصُوْمَ بَعْدَهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۵۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خاص کر جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اس کے پہلے ایک دن رکھے یا بعد میں ایک دن رکھے یعنی جمعرات اور جمعہ یا جمعہ اور ہفتہ صرف تنہا جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے۔ (بخاری مسلم)

جمعہ کی رات عبادت کے لیے مخصوص کرنے کی ممانعت

(۲۰۵۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَّصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کی رات کو عبادت الٰہی کے لیے خاص نہ کرو اور نہ جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لیے خاص کرو مگر یہ کہ روزہ رکھتے ہوئے جمعہ کا دن پڑ جائے۔ (مسلم)

یعنی پہلے سے روزہ رکھتا چلا آیا ہے تو جمعہ کے دن بھی ساتھ ساتھ رکھ لے جیسے جمعرات' جمعہ یا جمعہ اور ہفتہ۔

ایک نفلی روزے کی فضیلت

(۲۰۵۳) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۵۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر برس دور رکھے گا۔ (بخاری مسلم) (یعنی وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔)

۲۰۵۰۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب تحریم صوم ایام التشریق (۱۱۴۱[۲۶۷۷])

۲۰۵۱۔ صحیح مسلم کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعة (۱۹۸۵)، مسلم کتاب الصیام باب کراهية صيام يوم الجمعة مفرداً (۱۱۴۴[۲۶۸۳])

۲۰۵۲۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب کراهية صيام يوم الجمعة منفرداً (۱۱۴۴[۲۶۸۴])

۲۰۵۳۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل الصوم فی سبیل الله (۲۸۴۰)، مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام فی سبیل الله (۱۱۵۳[۲۷۱۳])

عبادت میں غلو اور مبالغے کی ممانعت

(٢٠٥٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((یَا عَبْدَاللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ)) فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاَنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا لَّا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّاقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ)) قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَّاِفْطَارُ يَوْمٍ وَّاقْرَأْ فِیْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۵۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں دی گئی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو نماز پڑھتے ہو (یعنی مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم ایسا کرتے ہوں۔) میں نے عرض: کیا ہاں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا مت کرو۔ تم کبھی روزہ رکھو اور کبھی افطار بھی کر دو' اور رات کے کچھ حصہ میں نماز پڑھو اور سو بھی جایا کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو اس نے گویا روزہ ہی نہیں رکھا۔ (یعنی روزے کا ثواب نہیں ملے گا۔) ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینے کافی ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہیں۔ تم ہر مہینے تین روزے رکھا کرو اور ہر مہینے میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ لیا کرو یعنی ایک دن روزہ رکھو' ایک دن افطار کرو اور ایک ہفتہ میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ مت کرو۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(٢٠٥٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ۔

(۲۰۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ (سوموار) اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی' نسائی)

(٢٠٥٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۲۰۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن بندوں کے اعمال خدا کے دربار میں پیش کیے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کیے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (ترمذی)

٢٠٥٤۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم (١٩٧٥)، مسلم کتاب الصیام باب النهی عن صوم الدهر (١١٥٩[٢٧٢٩، ٢٧٣٠])

٢٠٥٥۔ اسناده صحیح، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (٧٤٥)، النسائی کتاب الصیام باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم (٢٣٦٣)، ابن ماجه (١٧٣٩)

٢٠٥٦۔ حسن سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (٧٤٧)

(۲۰۵۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ وَاَرْبَعَ عَشْرَۃَ وَخَمْسَ عَشْرَۃَ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

(۲۰۵۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! جب تم مہینے میں تین روزے رکھو تو تم تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔ (ترمذی، نسائی)

(۲۰۵۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَصُوْمُ مِنْ غُرَّۃِ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَقَلَّمَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ اِلٰی ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ۔

(۲۰۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے شروع دن میں تین روزے رکھتے اور بہت کم ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ جمعہ کہ دن روزہ نہ رکھتے ہوں (یعنی جمعرات اور جمعہ کو ملا کر روزہ رکھتے تھے۔) (نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

(۲۰۵۹) وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَصُوْمُ مِنَ الشَّھْرِ السَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَالْاِثْنَیْنِ وَمِنَ الشَّھْرِ الْاٰخِرِ الثَّلٰثَآءَ وَالْاَرْبِعَآءَ وَالْخَمِیْسَ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

(۲۰۵۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں ہفتہ اور اتوار اور پیر کے دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے مہینے میں منگل بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی)

(۲۰۶۰) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ اَوَّلُھَا الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسُ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

(۲۰۶۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہر مہینے میں ہم تین روزے رکھیں، پہلا ان میں سے دوشنبہ یا جمعرات کے دن کا ہو۔ (ابوداؤد، نسائی) (یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو جن میں سے پہلا روزہ دوشنبہ کے دن کا ہو یا جمعرات کا۔)

ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت

(۲۰۶۱) وَعَنْ مُسْلِمِ نِالْقُرَشِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صِیَامِ الدَّھْرِ قَالَ اِنَّ لِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ وَکُلَّ اَرْبِعَآءَ وَخَمِیْسٍ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ

(۲۰۶۱) حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ہمیشہ روزہ رکھنے کے متعلق یا اور کسی نے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہمیشہ روزہ مت رکھو) کیونکہ تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے تم رمضان کا روزہ رکھو اور رمضان کے بعد شوال میں

۲۰۵۷۔ اسنادہ حسن، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم ثلاثۃ ایام من کل شھر (۷۶۱)، النسائی کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی موسیٰ بن طلحۃ فی لخیر صیام (۲۴۲۵)، ابن خزیمۃ (۲۱۲۸)

۲۰۵۸۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی صوم الثلاث من کل شھر (۲۴۵۰)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الجمعۃ (۷۴۲)، النسائی کتاب الصیام باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳۷۰)

۲۰۵۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (۷۴۶)، خیثمۃ بن عبدالرحمٰن نے سیدہ عائشہ سے نہیں سنا نیز سفیان ثوری مدلس راوی ہے۔

۲۰۶۰۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب من قال الاثنین والخمیس (۲۴۵۲)، النسائی کتاب الصیام باب کیف یصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر (۲۴۲۱)

۲۰۶۱۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی صوم شوال (۲۴۳۲)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء صوم الاربعاء والخمیس (۷۴۸)، عبیداللہ بن القرشی مجہول راوی ہے۔

الدَّهْرَ كُلَّهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

چھ روزے رکھ لیا کرو اور ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو تو ایسا کرنے سے تم کو ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔(ابوداؤد)

(٢٠٦٢) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۲۰۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں عرفہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد) یعنی جو میدان عرفات میں نویں ذی الحجہ کو حاضر ہو اس کو وہاں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

(٢٠٦٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اُخْتِهِ الْاَصَّمَّآءِ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَآءَ عِنَبَةٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۲۰۶۳) حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ اپنی بہن صماء رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صرف ہفتہ ہی کے دن روزہ مت رکھو مگر اس حال میں کہ جو تم پر فرض کیا گیا ہو جیسے نذر کا یا قضا کا یا کفارہ کا روزہ ہے اگر تم کھانے کے لیے کچھ نہیں پاؤ مگر انگور کا چھلکا یا کسی درخت کی لکڑی تو اسی کو چبا کر روزہ کھول ڈالو۔(احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ) یہ ممانعت اس لیے ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

(٢٠٦٤) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۲۰۶۴) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق بنا دیتا ہے جس کی مسافت زمین اور آسمان کے درمیان جیسی ہوتی ہے یعنی اللہ کے راستہ میں روزہ رکھنے سے جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا۔(ترمذی)

(٢٠٦٥) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَآءِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُّرْسَلٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ فِيْ بَابِ الْاُضْحِيَّةِ۔

(۲۰۶۵) عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سردی کے زمانے میں روزہ ٹھنڈی غنیمت ہے۔(احمد ترمذی) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث: ((مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ)) باب الاضحیہ میں ذکر کی گئی ہے۔

٢٠٦٢۔ اسناده حسن، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب فی صوم یوم عرفة بعرفة (٢٤٤٠)، ابن ماجه (١٧٣٢)، مہدی الہجری حسن الحدیث راوی ہے۔

٢٠٦٣۔ صحیح سند احمد (٦/ ٣٦٨)، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب النهی ان یخص یوم السبت بصوم (٢٤٢١)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم السبت (٧٤٤)، ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی صیام یوم السبت (١٧٢٦)، الدارمی کتاب الصوم باب صوم یوم السبت (٢/ ٣٢ ح ١٧٤٩)

٢٠٦٤۔ حسن سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب جاء فی فضل الصوم سبیل الله (١٦٢٤)، شواہد کے ساتھ حسن ہے

٢٠٦٥۔ حسن، مسند احمد (٤/ ١٦٢)، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الصوم فی الشتاء (٧٩٧)، شواہد کے لیے دیکھیے: السنن الکبری للبیهقی (٤/ ٢٩٧) وسنده صحیح

توضیح: ...... ٹھنڈی غنیمت سے مراد یہ ہے کہ بغیر محنت مشقت کے غنیمت کا مال حاصل ہو جائے اسی طرح سے سردی کے زمانے میں روزہ رکھنے سے ثواب ملتا ہے یعنی بھوک پیاس کی تکلیف نہیں ہوتی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھنا

(۲۰۶۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۶۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورۂ محرم کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیسا روزہ رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے یہ جواب دیا کہ یہ بہت بڑا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق آب کر دیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اور ہم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی تابعداری میں روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ حق دار ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری مسلم)

(۲۰۶۷) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُوْمُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ اَكْثَرَ مَا يَصُوْمُ مِنَ الْاَيَّامِ وَيَقُوْلُ ((اِنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُخَالِفَهُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

(۲۰۶۷) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہفتہ اور اتوار کے دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں دن مشرکین کے عید کے دن ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کر کے روزے رکھو۔ (احمد) کیونکہ ان دونوں دنوں میں وہ لوگ کھاتے ہیں۔

(۲۰۶۸) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَاْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهٗ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۶۸) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے اور ہم کو رغبت دلاتے تھے اور عاشورہ کے دن قریب آ جانے پر ہماری نگرانی اور خبر گیری کرتے تھے۔ جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ محرم کا روزہ رکھنے کا تاکیدی حکم نہیں دیا اور نہ اس سے منع فرمایا اور نہ اتنی نگرانی کی جتنی نگرانی پہلے کرتے تھے۔ (مسلم)

۲۰۶۶۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء (۲۰۰٤)، مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء (۱۱۳۰[۲٦۵٦])

۲۰۶۷۔ اسناده حسن، مسند احمد (٦/ ۳۲٤ حاکم ۱/ ٤۳٦)، ابن حبان (۹٤۱)، ابن خزیمة (۳۱۸)، عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی کی توثیق امام ابن خزیمہ اور ذہبی نے کر رکھی ہے۔

۲۰۶۸۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء (۱۱۲۸[۲٦۵۲])

توضیح: ...... رمضان شریف کے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ محرم کا روزہ فرض تھا اس لیے آپ ﷺ اس کی بڑی تاکید کرتے تھے۔ رمضان شریف کے فرض ہونے کے بعد عاشورہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی اس لیے آپ ﷺ اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے مگر رکھنا اچھا ہے۔

(۲۰۶۹) وَعَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ صِيَامُ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

(۲۰۶۹) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ان چار باتوں کو نہیں چھوڑا۔ عاشورہ کا روزہ' اور ذی الحجہ کے نو روزے' اور ہر مہینے کے تین روزے' فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت سنتوں کو۔ یعنی فجر کی سنتوں کو۔ (نسائی)

(۲۰۷۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

(۲۰۷۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزوں کو نہ سفر میں چھوڑا نہ حضر میں چھوڑا۔ (نسائی) یعنی ہر مہینے کی تیرہ' چودہ' پندرہ تاریخ کو روزے رکھا کرتے تھے۔

(۲۰۷۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۰۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح: ...... زکوۃ کے معنی صفائی اور ستھرائی کے ہیں تو ہر چیز کی صفائی ستھرائی کی ضرورت پڑتی ہے اور جسم کی باطنی صفائی روزے سے ہوتی ہے۔

پیر اور جمعرات کا روزہ

(۲۰۷۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ تَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقَالَ ((اِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيْهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا ذَا هَاجِرَيْنِ يَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۰۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو شنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے مگر ان لوگوں کے گناہوں کو معاف نہیں فرماتا جو آپس میں بات چیت نہیں کرتے ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک یہ صلح نہ کرلیں تب تک ان کی مغفرت چھوڑے رکھو۔ جب صلح کر کے بات چیت کرنے لگیں گے جب ان کی مغفرت کی جائے گی۔ (احمد' ابن ماجہ)

۲۰۶۹۔ حسن، سنن النسائی کتاب الصیام باب کیف یصوم ثلاثة ایام من کل شهر (۲۴۱۸)

۲۰۷۰۔ اسناده حسن، سنن النسائی کتاب الصوم باب صوم النبی ﷺ (۲۳۴۷)

۲۰۷۱۔ اسناده ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الصوم باب فی الصوم زکاة الجسد (۱۷۴۵)

۲۰۷۲۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه کتاب الصوم باب صیام یوم الاثنین والخمیس (۱۷۴۰)، مسند احمد (۲/ ۳۲۹)

(۲۰۷۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ صَامَ يَوْمَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۲۰۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا کہ کوا بچپن سے بڑھاپے تک اڑتا چلا جائے۔ (احمد' بیہقی)

(۲۰۷٤) وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ سَلَمَةُ بْنُ قَيْسٍ۔

(۲۰۷۴) اور بیہقی نے شعب الایمان میں سلمہ بن قیس سے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... کہا جاتا ہے کہ کوے کی عمر ہزار برس کی ہوتی ہے تو بچپن سے بڑھاپے تک کوئی کوا اڑتا چلا جائے تو ایک ہزار برس کی مسافت ہوگی' تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے ایک روزہ رکھا تو وہ جہنم سے ایک ہزار برس کی مسافت تک دور رکھا جائے گا۔ یعنی وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

❀❀❀❀

۲۰۷۳۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان ۳۵۹۰، زبان بن فائد ضعیف راوی ہے۔

بَابٌ

روزوں کے بارے میں مختلف مسئلوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(۲۰۷۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّيْ اِذَا صَائِمٌ)) ثُمَّ اَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ ((اَرِيْنِهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَكَلَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز میرے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آج تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں روزے سے ہوں۔ یعنی جب کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے تو اب روزے کی نیت کر لیتا ہوں' پھر ایک اور دن ہمارے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ہم نے عرض کیا' ہاں' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک میٹھی چیز کا تحفہ میرے پاس بھیجا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دکھاؤ' آج صبح کو میں نے روزہ رکھنے کی نیت کر لی تھی لیکن جب کھانے کی کوئی چیز موجود ہے تو روزہ توڑ دیتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز کھا لی۔ (مسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اگر کوئی شخص دن کو بغیر کھائے پیے نفلی روزے کی نیت کر لے تو یہ درست ہے' اور اگر کوئی نفلی روزہ رکھے ہوئے تھا اور کوئی چیز کھا پی کر توڑ دے تو جائز ہے بعد میں اس کی قضا کر لے تو اچھا ہے' نہ قضا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور' گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے' گویا ایک قسم کا حلوہ یا مالیدہ ہوتا ہے۔

(۲۰۷۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ فَقَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهِ فَاِنِّيْ صَائِمٌ)) ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سَلَيْمٍ وَاَهْلِ بَيْتِهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۲۰۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لیے کھجور اور گھی لائیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھی کو اس کے مشک میں ڈال لو اور کھجور کو اس کے برتن میں رکھ لو میں ان کو نہیں کھاؤں گا کیونکہ میں روزے سے ہوں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے اور نفلی نماز ادا فرمائی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا فرمائی۔ (بخاری)

۲۰۷۵۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز صوم النافلۃ بنۃ النہار قبل النزول (۱۱۵۴[۲۷۱۵])

۲۰۷۶۔ صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قوما فلم یفطر عند ھم (۱۹۸۲)

(۲۰۷۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ كَانَ صَآئِمًا فَلْیُصَلِّ وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْیُطْعِمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۷۷) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے اور وہ روزے سے ہو تو اس کو یہ کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے اور دعوت دی جائے تو اسے دعوت قبول کر لینی چاہیے اگر وہ روزہ سے ہے تو اسے نماز پڑھنی چاہیے اور اگر روزے سے نہیں ہے تو کھانا کھا لینا چاہیے۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی اگر وہ روزے سے ہے تو روزہ نہ توڑے بلکہ نفلی نماز پڑھ لے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام سلیم کے گھر نفلی نماز پڑھی تھی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

نفلی روزے کی قضا نہیں ہوتی

(۲۰۷۸) عَنْ اُمِّ هَانِیٍّ قَالَتْ لَمَّا كَانَ یَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَلٰی یَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاُمُّ هَانِیٍ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَجَآءَتِ الْوَلِیْدَةُ بِاِنَآءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِیٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَآئِمَةً فَقَالَ لَهَا ((اَكُنْتِ تَقْضِیْنَ شَیْئًا)) قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا ((یَضُرُّكِ اِنْ كَانَ تَطَوُّعًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِیِّ نَحْوَهٗ وَفِیْهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَا اِنِّیْ كُنْتُ صَآئِمَةً فَقَالَ ((اَلصَّآئِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِیْرُ نَفْسِهٖ اِنْ شَآءَ صَامَ وَاِنْ شَآءَ اَفْطَرَ))

(۲۰۷۸) حضرت ام ہانی ؓ بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز جبکہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تھا تو حضرت فاطمہ ؓ آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئیں اور ام ہانی ؓ آپ ﷺ کے دائیں طرف تھیں' اتنے میں ایک لونڈی ایک برتن لائی جس میں پینے کی کوئی چیز تھی' اس نے آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پی لیا پھر بچا ہوا پانی ام ہانی ؓ کو دے دیا۔ ام ہانی ؓ نے بھی اس میں سے پی لیا پھر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں روزے سے تھی اور یہ پانی پی کر میں نے روزہ توڑ دیا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی روزہ کی قضا کر رہی تھی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم پر کچھ نقصان نہیں ہے اگر نفلی روزہ تھا۔ (ابو داؤد' ترمذی' دارمی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ام ہانی ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں روزے سے تھی' آپ ﷺ نے فرمایا نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس کا امیر اور مالک ہے اگر وہ چاہے روزہ رکھ لے اور چاہے توڑ دے۔

۲۰۷۷۔ صحیح مسلم کتاب الصیام باب الصائم یدعی لطعام فلیقل انی صائم (۱۱۵۰[۲۷۰۲])

۲۰۷۸۔ حسن مسند احمد (۶/ ۳۴۱، ۳۴۳)، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب فی الرخصة فی ذلك ۲۴۵۶، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی افطار الصائم المتطوع (۷۳۱، ۷۳۲) دارمی کتاب الصوم باب فیمن اصبح قائما تطوعا ثم افطر (۲/ ۲۸ ح ۱۷۳۶)

(۲۰۷۹) وَعَنِ الزُّهْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ نِاشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ نِاشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ ((اقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا اَصَحُّ

(۲۰۷۹) زہری رضی اللہ عنہ عروہ رضی اللہ عنہ سے، عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں روزے سے تھیں۔ ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا جس کی ہم کو خواہش تھی۔ ہم نے اس میں سے کھا لیا اور روزہ توڑ ڈالا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم دونوں روزے سے تھیں ہمارے سامنے کھانا لایا گیا ہم نے اس کھانے کی خواہش کی اور کھا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی جگہ میں ایک دن اور روزہ رکھ لو۔ (ترمذی، ابوداوٗد) اور حفاظ محدثین کی ایک جماعت نے زہری سے روایت کیا ہے اور زہری عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت کرتے ہیں اور عروہ کا ذکر نہیں کرتے اور یہی مرسل ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(۲۰۸۰) وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ زُمَيْلٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا۔

(۲۰۸۰) اور ابوداوٗد نے زمیل سے روایت کیا ہے اور زمیل عروہ اور عروہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح: ...... پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلی روزہ رکھنے والوں کی اختیار ہے چاہے رکھیں چاہے نہ رکھیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ اگر توڑ دے گا تو اس کی قضا کرنی پڑے گی۔ محدثین کرام نے یہ مطلب سمجھایا ہے کہ یہ بطور استحباب کے ہے یعنی اگر رکھے تو اچھا ہے اور نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ اور یہ روایت مرسل بھی ہے۔

(۲۰۸۱) وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَتْ لَهٗ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَهَا ((كُلِيْ)) فَقَالَتْ اِنِّيْ صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى يَفْرَغُوْا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

(۲۰۸۱) ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا منگوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم بھی کھاؤ۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جاتا ہے تو رحمت کے فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۲۰۷۹۔ اسناده ضعیف، سنن ابی دائود کتاب الصوم باب من رای علیه القضاء (۲۴۵۷)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی ایجاب القضاء علیه (۷۳۵)، زمیل راوی مجہول ہے اور جعفر صدوق ہے لیکن امام زہری سے روایت میں وہم کا شکار ہے۔

۲۰۸۰۔ دیکھئے حدیث (۲۰۷۹) سابق۔

۲۰۸۱۔ اسناده ضعیف، مسند احمد (۶/ ۲۶۵، ۴۳۹)، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی فضل الصائم اذا اکل عنده (۷۸۵)، ابن ماجه کتاب الصیام باب فی الصائم اذا اکل عنده (۱۷۴۸)، الضعیفه (۱۳۳۲)، لیلیٰ مجہولہ راویہ ہے۔، دارمی کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل عنده (۲/ ۲۸ ح ۱۷۳۸)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......دوسری فصل

(۲۰۸۲) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْغَدَآءَ يَا بِلَالُ)) قَالَ اِنِّىْ صَآئِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَاْكُلُ رِزْقَنَا وَفَضْلُ رِزْقِ بِلَالٍ فِى الْجَنَّةِ اَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ اَنَّ الصَّآئِمَ يُسَبِّحُ عِظَامُهٗ وَيَسْتَغْفِرُلَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اُكِلَ عِنْدَهٗ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(۲۰۸۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ ناشتہ کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بلال! صبح کا کھانا اور ناشتہ حاضر ہے کھا لو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اپنی روزی دنیا میں کھا رہے ہیں اور بلال کی بہترین روزی جنت میں ہے۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ روزے دار کی ہڈیاں تسبیح بیان کرتی ہیں اور رحمت کے فرشتے روزہ دار کے حق میں دعا استغفار کرتے ہیں جب تک اس کے سامنے کھانا کھایا جائے۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

۲۰۸۲۔ اسنادہ موضوع (شعب الایمان (۳۵۸۶)، ابن ماجہ (۱۷۴۹)، محمد بن عبدالرحمن منکر الحدیث ہے۔

بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

قدر کے لغوی معنی عزت والی رات کے ہیں۔ اور محاورے میں رمضان شریف کے آخری عشرے میں پانچ طاق راتوں میں سے ایک رات کو کہتے ہیں جس میں عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کی بزرگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○﴾ (سورۂ قدر)

''بیشک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو کس نے بتایا کہ شب قدر کیا چیز ہے۔ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح اترتے ہیں یہ رات سلامتی والی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔''

اس سورت کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر کیا جنہوں نے اسی سال تک خدائے تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع علیہم السلام۔ صحابہ کرام کو سخت تعجب ہوا، آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد (ﷺ)! اس جماعت نے اس عبادت پر تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ افضل ہے اس سے جس پر آپ نے اور آپ ﷺ کی امت نے تعجب کیا۔ پس آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے حد خوش ہوئے۔ (ابن ابی حاتم، ابن کثیر)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس کا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ اس رات کا نیک عمل اس کا روزہ اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کے روزے نماز سے افضل ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ (ابن کثیر) اور شب قدر کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں جن میں سے بعض حدیثیں نیچے بیان کی جا رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(۲۰۸۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۲۰۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ یعنی اکیسویں شب، تیئسویں شب، پچیسویں شب، ستائیسویں شب اور انتیسویں شب میں۔ (بخاری مسلم)

۲۰۸۳۔ صحیح بخاری کتاب لیلۃ القدر باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر (۲۰۱۷)

(۲۰۸۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۸۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام کو رمضان شریف کی آخری سات راتوں میں خواب میں شب قدر دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب رمضان شریف کے آخر سات راتوں میں موافق ہے یعنی سب نے متفقہ طور پر رمضان شریف کے آخری سات راتوں میں شب قدر کو دیکھا ہے تو جو شب قدر تلاش کرنا چاہتا ہے وہ رمضان شریف کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... ان سات راتوں سے مراد یا تو اکیسویں شب سے ستائیسویں شب تک ہے یا تیئسویں تاریخ سے انتیسویں تاریخ تک ہے۔ ان تاریخوں میں کوئی نہ کوئی رات شب قدر کی ہے۔

(۲۰۸۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِلْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۲۰۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ میں تلاش کرو یعنی جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں یا پانچ راتیں رہ جائیں (یعنی اکیسویں، تیئسویں اور پچیس ویں شب کو۔) (بخاری مسلم)

نبی کریم ﷺ کی لیلۃ القدر سے عدم واقفیت

(۲۰۸۶) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ ((اِنِّي اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَّطِيْنٍ مِنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ)) قَالَ

(۲۰۸۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا (ایک ترکی خیمہ میں) پھر ایک دن آپ ﷺ نے خیمہ سے باہر سر نکال کر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور شب قدر کو تلاش کیا (مگر پہلے عشرہ میں شب قدر مجھے نہیں ملی) پھر میں نے درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا (اس خیال سے کہ شاید درمیانی عشرہ میں شب قدر مل جائے (مگر) اس عشرہ میں بھی مجھے نہیں ملی پھر میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے (تو میں آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کروں گا) تو جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتا ہے وہ آخری عشرہ میں بھی اعتکاف کرے، اور مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو

۲۰۸۴۔ صحیح بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر (۲۰۱۵)، مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر (۱۱۶۰[۲۷۶۱])

۲۰۸۵۔ صحیح بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر (۲۰۲۱)

۲۰۸۶۔ صحیح بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب التعاس لیلۃ فی السبع الاواخر (۲۰۱۶)، مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر (۱۱۶۷[۲۷۶۹])

فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِی الْمَعْنٰى وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقِيْلَ لِیْ اِقَهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْبَاقِیْ لِلْبُخَارِیِّ

دیکھا کہ شب قدر کی رات کی صبح میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ لہٰذا شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق راتوں میں اس کی جستجو کرو۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ شب قدر کو بارش ہوئی اور مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، بارش کی وجہ سے مسجد میں پانی ٹپکا مسجد میں پانی بھی رہا اور کیچڑ بھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پیشانی مبارک پر پانی اور کیچڑ کا نشان تھا اکیسویں رات کی صبح کو۔ (بخاری مسلم)

(۲۰۸۷) وَفِیْ رِوَايَةِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اُنَيْسٍ قَالَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۸۷) اور عبداللہ بن انیس کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تیئسویں رات ہے (مسلم)

(۲۰۸۸) وَعَنْ ذِرِّبْنِ حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اَنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰيَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۸۸) ذربن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ تمہارے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما شب قدر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص تمام سال کی راتوں میں عبادت کرے اس کو سال بھر میں کوئی نہ کوئی ایک رات شب قدر کی مل جائے گی (کیا ان کا فرمان صحیح ہے؟) تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر رحم کرے (جیسا انہوں نے فرمایا ہے ویسا نہیں ہے بلکہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہے) غالباً انہوں نے اس خیال سے کہا ہوگا کہ لوگ اسی رات پر بھروسہ نہ کرلیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ شب قدر رمضان میں ہے اور رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اور ستائیسویں شب ہے، پھر انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ وہ ستائیسویں شب شب قدر ہے، میں نے کہا آپ نے کیسے پہچان لیا اے ابومنذر؟ تو انہوں نے اس نشانی اور علامت سے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ہم کو دی ہے یعنی اس رات کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی ہے یعنی کم روشنی ہوتی ہے۔ (مسلم)

(۲۰۸۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِیْ غَيْرِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۲۰۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں عبادت کرنے میں اس قدر جدوجہد کرتے تھے کہ اتنی جدوجہد اس کے غیر میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جاگنا

(۲۰۹۰) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا

(۲۰۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان شریف کا

۲۰۸۷۔ صحيح مسلم كتاب الصيام باب فضل ليلة القدر (۱۱٦۸[۲۷۷۵])

۲۰۸۸۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب الترغيب فى قيام رمضان (۷٦۲[۱۷۸۵])

۲۰۸۹۔ صحيح مسلم كتاب الاعتكاف شهر رمضان باب الاجتهاد فى العشر الاواخر (۱۱۷۵[۲۷۸۸])

۲۰۹۰۔ صحيح بخاری كتاب فضل ليلة القدر باب العمل فى العشر الاواخر رمضان (۲۰۲٤)، مسلم كتاب الاعتكاف باب الاجتهاد فى العشر الاواخر من شهر رمضان (۱۱۷٤[۲۷۸۷])

دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آخری عشرہ آ جاتا تو آپ ﷺ اپنی لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور رات کو جاگتے رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... لنگی مضبوط باندھنے سے مطلب یہ ہے کہ کمر بستہ ہو کر زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش فرماتے یا آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے کی وجہ سے ازواج مطہرات سے علیحدہ رہتے اور رات کو زندہ رکھتے یعنی اکثر رات شب بیداری کرتے' نماز پڑھتے' قرآن شریف کی تلاوت فرماتے' ذکر الٰہی کرتے اور اسی کام کے لیے گھر والوں کو اور بیویوں کو اور لونڈیوں اور خادموں کو بھی جگاتے تھے تاکہ سب مل کر ذکر الٰہی کریں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

شب قدر کی دعا

(۲۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ ((قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةِ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ۔

(۲۰۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بتایئے اگر شب قدر مجھے مل جائے تو میں اس میں کیا دعا کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو یہ دعا کرو: ((قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.)) ''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے' معافی کو پسند کرتا ہے' تو مجھے معاف فرمایا۔''

(۲۰۹۲) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِلْتَمِسُوْهَا يَعْنِیْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِیْ تِسْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِیْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِیْ خَمْسٍ يَبْقَيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۲۰۹۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم شب قدر کو تلاش کرو باقی رہے یعنی پچیسویں شب کو یا تیئسویں رات جو باقی رہے یعنی تیئسویں شب کو یا آخری رات کو۔ (ترمذی)

(۲۰۹۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ ((هِیَ فِیْ كُلِّ رَمَضَانَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

(۲۰۹۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں شب قدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رات ہر رمضان میں آتی ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی ہر سال کے ہر رمضان میں ہوتی ہے اور آخر عشرہ کے طاق راتوں میں جیسا کہ اس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

(۲۰۹۴) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ

(۲۰۹۴) عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

۲۰۹۱۔ اسنادہ صحیح، مسند احمد (۶/ ۱۷۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۰۸، ۲۵۸)، سنن الترمذی کتاب الدعوات (۳۵۱۳)، ابن ماجه کتاب الدعا باب الدعا بالعفو والعافية (۳۸۵۰)

۲۰۹۲۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی لیلة القدر (۷۹۴)

۲۰۹۳۔ ضعیف، سنن ابی دائود کتاب شهر رمضان باب من قال هی فی کل رمضان (۱۳۸۷)، ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

۲۰۹۴۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی دائود کتاب شهر رمضان باب فی لیلة القدر (۱۳۸۰)، ابن اسحاق مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ بَادِيَةً اَكُوْنُ فِيْهَا وَاَنَا اُصَلِّيْ فِيْهَا بِحَمْدِ للّٰهِ فَمُرْنِيْ بِلَيْلَةٍ اَنْزِلُهَا اِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((اَنْزِلْ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ)) قِيْلَ لِابْنِهٖ كَيْفَ كَانَ اَبُوْكَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَاِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَحِقَ بِبَادِيَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا مکان جنگل اور گاؤں میں ہے جہاں میں رہتا ہوں اور خدا کے فضل و کرم سے وہیں نماز بھی پڑھتا ہوں تو آپ شب قدر کے متعلق مجھے فرما دیجیے کہ وہ کون سی رات ہے تا کہ میں شب قدر میں مسجد نبوی میں عبادت کرنے کے لیے حاضر ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تئیسویں شب کو آ جایا کرو۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ابا جان کیا کرتے تھے تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں داخل ہو جاتے تھے پھر کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لیتے' صبح کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلتے تو اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر موجود پاتے' اس پر سوار ہو کر اپنے گھر چلے آتے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... شب قدر کے بارے میں مختلف حدیثیں مختلف راتوں کے بارے میں آئی ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات ہر سال منتقل ہورتی رہتی ہے کسی سال اکیسویں شب اور کسی سال تیئسویں شب اور کسی سال پچیسویں شب اور ستائیسویں شب اور انتیسویں شب میں بھی ہوتی ہے تو جس سال جس رات میں ہونے والی ہوتی آپ اسی رات کی خبر کر دیتے لہٰذا اس صورت میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۲۰۹۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ ((خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهُ فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۲۰۹۵) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب قدر کی خبر لوگوں کو دینے کے لیے گھر سے باہر نکلے راستے میں دو مسلمانوں کو جھگڑا کرتے ہوئے پایا (ان میں آپ سمجھوتہ کرانے لگے اتنے میں وہ رات آپ ﷺ سے بھلا دی گئی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں شب قدر تمہیں بتانے کے لیے گھر سے باہر آ رہا تھا کہ راستے میں فلاں فلاں آدمی جھگڑ رہے تھے وہ رات مجھ سے بھلا دی گئی اور ممکن ہے اس میں تمہارے واسطے بھلائی ہو پس تم اس رات کو انتیسویں' ستائیسویں' پچیسویں شب کو تلاش کر لیا کرو۔ (بخاری)

(۲۰۹۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ علیہ السلام فِيْ كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ

(۲۰۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بہت سارے فرشتوں کی جماعت میں دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور یہ فرشتے اس بندے کے حق

۲۰۹۵۔ صحیح بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر لتلاحی من الناس (۲۰۲۳)

۲۰۹۶۔ شعب الایمان (۳۷۱۷)، اصرم بن خوشب کذاب راوی ہے۔

قَـآئِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْـدِهِـمْ يَـعْنِىْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَـقَـالَ يَـا مَلَآئِـكَتِىْ مَا جَزَآءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَـالُوْا رَبَّنَا جَزَاءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلَآئِكَتِىْ عَبِيْـدِىْ وَاِمَـآئِـىْ قَـضَـوْا فَرِيْضَتِىْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَـرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَكَـرَمِـىْ وَعُـلُوِّىْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِىْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَـيَـقُـوْلُ ارْجِـعُـوْا فَـقَـدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّـاٰتِـكُـمْ حَسَـنَـاتٍ قَـالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَهُمْ)) رَوَاهُ الْبَهِيْقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاَيْمَانِ۔

میں دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر خدا کی عبادت اور ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کے عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فخر کرتا ہے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا بدلہ ہونا چاہیے جو اپنا پورا کام کر چکا ہو؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو اس مزدور کو پوری مزدوری عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اور میرے بندو اور بندیو! تم لوگوں نے میرے فریضہ کو ادا کیا (یعنی پورے رمضان کے روزے رکھے) اور پھر عید کی نماز پڑھنے کے لیے باہر نکلے اور زور زور سے دعا اور تکبیر کرتے ہوئے آئے۔ تو میں اپنی عزت اور بزرگی کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور اپنی سخاوت اور بلندی اور ارتفاع مکان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ضرور بالضرور ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے کہ تم لوگ عید کی نماز پڑھ کر واپس جاؤ میں نے تمہارے سب گناہوں کو معاف فرما دیا' اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ (بیہقی شعب الایمان)

❀❀❀❀

بَابُ الْاِعْتِکَافِ

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اور شرعی محاورہ میں دنیا کے سارے کاروبار کو چھوڑ کر عبادت کی نیت اور رضائے مولیٰ کی غرض سے مسجد میں ٹھہر کر عبادت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ بحالت اعتکاف کثرت سے نفلی نماز پڑھنی قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی، تسبیح و تہلیل، تحمید و تکبیر کرنا، درود شریف پڑھنے میں مشغول رہنا چاہیے۔ قرآن و حدیث کا درس دینا اور وعظ و نصیحت کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی عبادت کے کام ہیں۔ اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من مشى فى حاجة اخيه وبلغ فيها كان خيرا له من اعتكاف عشر سنين ومن اعتكف يوما ابتغاء وجه الله تعالى جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق البعد مما بين الخافقين)) (طبرانی)

''جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے اور اس میں کامیاب ہو جائے تو دس سال کے اعتکاف سے اس کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں ایک دن کا اعتکاف کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی دوری کر دیتا ہے جو زمین اور آسمان سے بھی زیادہ دور ہیں۔'' اور فرمایا ((من اعتكف عشرا فى رمضان كان حجتين و عمرتين)) ''جس نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کر لیا اسے دو حج اور دو عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔'' (بیہقی)

معتکف کا عاقل مسلمان ہونا اور حیض و نفاس و جنابت سے پاک صاف ہونا اور اعتکاف کی نیت کرنا اور مسجد کا ہونا ضروری ہے۔

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں: فرض اور سنت۔ فرض یہ ہے کہ جو نذر و منت مان کر اپنے ذمہ لازم کرے یعنی یوں کہے کہ میں خدا کے واسطے اعتکاف کروں گا تو اس کا ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وليوفوا نذورهم﴾ ''اپنی نذروں کو پوری کرو۔''

اور رمضان شریف کے آخری عشرہ میں دس روز کا اعتکاف سنت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مرتے دم تک اعتکاف کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے آپ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہے ایک مرتبہ ایک سال رمضان میں نہیں کیا تھا تو شوال کے مہینے میں اس کو ادا فرمایا۔

سنت مؤکدہ کا اعتکاف دس روز کا ہے جیسا کہ اوپر والی حدیث سے معلوم ہوا۔

معتکف کو مسجد سے باہر نہیں جانا چاہیے لیکن مندرجہ ذیل باتوں کی وجہ سے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ پیشاب، پاخانہ، فرض غسل اور جمعہ کی نماز کے لیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں معتکف ہوتے تو میں آپ کے سر مبارک میں کنگھی کر دیتی تھی اور آپ ﷺ گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے مگر انسانی حاجت کے لیے۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

اعتکاف آخری عشرے میں مسنون ہے

(۲۰۹۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں (ہمیشہ) اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک کو قبض کر لیا' پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کیا۔ (بخاری مسلم)

رمضان المبارک میں آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے

(۲۰۹۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرِئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِیُّ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۰۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھلائی کے ساتھ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ ﷺ رمضان شریف میں کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور نبی ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور جب جبرائیل علیہ السلام سے ملتے تو آپ ﷺ کی سخاوت بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔ (بخاری)

وفات والے سال آپ ﷺ نے ۲۰ روز اعتکاف کیا

(۲۰۹۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ الْقُرْاٰنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۲۰۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن مجید ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھا جاتا تھا (یعنی جبرائیل علیہ السلام پڑھتے اور آپ ﷺ سنتے اور رسول اللہ ﷺ پڑھتے اور جبرائیل علیہ السلام سنتے' جیسے ایک حافظ دوسرے حافظ کو سناتا ہے۔) جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس سال آپ ﷺ کے سامنے دو مرتبہ قرآن شریف پڑھا گیا اور ہر سال آپ ﷺ دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔ (بخاری)

(۲۱۰۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ

(۲۱۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد

۲۰۹۷۔ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر (۲۰۲۶)، مسلم کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان (۱۱۷۲[۲۷۸٤])

۲۰۹۸۔ صحیح بخاری کتاب بدء الوحی (٦، ۱۹۰۲)، مسلم کتاب الفضائل باب کان النبی ﷺ اجود الناس بالخبر من الریح المرسلة (۲۳۰۸[۲۰۰۹])

۲۰۹۹۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ (٤۹۹۸)

۲۱۰۰۔ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب لا یدخل البیت الا لحاجة (۲۰۲۹)، مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجها وترجیله (۲۹۷[٦۸٤])

اللّٰهِ ﷺ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَيَّ رَاسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں اعتکاف کرتے تو آپ ﷺ اپنے سر کو میرے قریب کر دیتے جبکہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے میں آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی اور آپ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوتے مگر انسانی ضرورت پورا کرنے کے لیے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... معتکف حالت میں مسجد میں ہی رہے اگر کسی ضرورت کے تحت مسجد میں بیٹھے ہوئے گھر کے گوشہ میں اپنے سر کو جھکا دے تا کہ دوسرا سر دھو دے یا سر میں کنگھی کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے اور پیشاب، پاخانہ اور غسل احتلام وغیرہ کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا درست ہے۔

(۲۱۰۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ ((فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۲۱۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی (تو اب میں مسلمان ہو گیا ہوں تو اس نذر کو پوری کروں یا نہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی نذر پوری کرلو۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رات کا اعتکاف درست ہے اور اعتکاف کے لیے روزہ ضروری نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

(۲۱۰۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۲۱۰۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف نہیں کیا تو آئندہ سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (ترمذی)

(۲۱۰۳) اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

(۲۱۰۳) نیز ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

نماز فجر کے بعد آپ ﷺ اعتکاف والی جگہ میں داخل ہوتے

(۲۱۰۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ

(۲۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب

۲۱۰۱۔ صحیح بخاری کتاب اعتکاف باب الاعتکاف لیلا (۲۰۳۲)، مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر ما یفعل فیہ اذا اسلم (۱۶۵۶[۴۲۹۲])

۲۱۰۲۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الاعتکاف (۲۴۶۳)، الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی الاعتکاف اذا خرج منہ (۸۰۳)، ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی الاعتکاف (۱۷۷۰)

۲۱۰۳۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الاعتکاف (۲۴۶۳)، ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی الاعتکاف (۱۷۷۰)، ابن خزیمۃ (۲۲۲۵)

۲۱۰۴۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الاعتکاف (۲۴۶۴)، ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی فیمن یبتدئ الاعتکاف وقضاء الاعتکاف (۱۷۷۱)، الترمذی (۷۹۱)، بخاری (۲۰۳۳)

اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكِفِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اعتکاف کرنے کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز پڑھ کر معتکف میں داخل ہونا چاہیے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد ہی معتکف میں داخل ہو جانا چاہیے دونوں طرح جائز ہے لیکن سنت کی پیروی میں زیادہ ثواب ہے۔

(٢١٠٥) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ فَلَا يُعَرِّضُ يَسْأَلُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۱۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بیمار کی بیمار پرسی کرتے آپ ﷺ چلتے چلتے بیمار پرسی کرتے اس مریض کے پاس ٹھہرتے نہیں تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... یعنی کسی خاص ضرورت کے تحت مسجد سے باہر تشریف لے جاتے اور اتفاقاً راستہ میں کوئی بیمار مل جاتا تو چلتے چلتے بیمار پرسی کر لیتے اس کے لیے وہاں ٹھہرتے نہیں تھے اور نہ بیمار پرسی کے ارادے ہی کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے۔

اعتکاف کی کچھ پابندیاں

(٢١٠٦) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَّلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَّلَا يَمَسَّ الْمَرْأَةَ وَلَا يُبَاشِرُهَا وَلَا يَخْرُجُ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَابُدَّ مِنْهُ وَلَا إِعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

(۲۱۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ اعتکاف کی حالت میں قصداً کسی بیمار کی بیمار پرسی نہ کرے اور نہ جنازے کی نماز میں جائے اور نہ عورت کو چھوئے اور نہ عورت سے مباشرت کرے۔ (یعنی بوسہ وغیرہ نہ لے) اور نہ مسجد سے باہر نکلے مگر ضروری کام سے اور نہیں اعتکاف ہوتا مگر روزے کے ساتھ اور نہیں اعتکاف ہوتا مگر جامع مسجد میں۔ (ابوداؤد)

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے حدیث مرفوع نہیں ہے لہٰذا حجت نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٢١٠٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهٗ فِرَاشُهٗ لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَآءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۱۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو آپ ﷺ کے لیے بچھونا بچھا دیا جاتا، یا ستون توبہ کے پیچھے چارپائی یا تخت بچھا دیا جاتا تھا۔ (ابن ماجہ)

توضیح: ...... مسجد نبوی ﷺ کے ستونوں میں سے ایک ستون کا نام ستون توبہ ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی، انہوں نے اس غلطی کی معافی کے لیے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا تھا۔ کئی دن تک بندھے رہے جب ان کی توبہ قبول ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھول دیا۔ چونکہ اس ستون کے پاس ان کی توبہ قبول ہوئی تھی

٢١٠٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابی دائود كتاب الصوم باب المعتكف يعود المريض (٢٤٧٢)، لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔ ابن ماجه كتاب الصيام باب فى المعتكف يعود المريض (١٧٧٦)

٢١٠٦۔ ضعيف، سنن ابی دائود كتاب الصوم باب المعتكف يعود المريض (٢٤٧٣)، امام زہری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

٢١٠٧۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه كتاب الصيام باب فى المعتكف يلزم مكانا فى المسجد (١٧٧٤)

اس لیے اس ستون کا نام ستون توبہ پڑ گیا۔ اس ستون توبہ کے پاس آپ کے لیے تخت بچھا دیا جاتا اور بچھونا ڈال دیا جاتا اور چاروں طرف سے گھیر دیا جاتا۔ آپ ﷺ وہاں اعتکاف کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا بوقت ضرورت مسجد میں چار پائی یا تخت بچھانا درست ہے۔

(۲۱۰۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فِی الْمُعْتَكِفِ وَهُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

(۲۱۰۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ اعتکاف کی حالت میں گناہوں سے رک جاتا ہے اور اس بے بچا رہتا ہے اور تمام نیکیوں کے کرنے والے کے مثل اس کو بھی تمام نیکیوں کا ثواب جاری کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح:...... اعتکاف چونکہ مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد عبادت کی جگہ ہے اس لیے اعتکاف کرنے والا مسجد میں تمام گناہوں سے محفوظ رہتا ہے لیکن اعتکاف کی وجہ سے بعض بعض نیکیوں میں حصہ لینے سے مجبور بھی ہوتا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ اور بیمار کی بیمار پرسی اور جنازہ میں شریک ہونا اور مسلمان بھائیوں اور علماء کرام وغیرہ کی زیارت کرنا اس لیے غیر معتکف جو مسجد کے باہر نیکیاں کرتا ہے ان سب نیکیوں کا ثواب اعتکاف کی وجہ سے اعتکاف کرنے والے کو بھی ملتا ہے۔ (واللہ اعلم)

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام
علی سید المرسلین وعلی جمیع الانبیاء والصالحین

❀❀❀❀

۲۱۰۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی ثواب الاعتکاف (۱۷۸۱)، عبیدہ بن بلال مجہول الحال اور فرقد بن یعقوب السبخی ضعیف راوی ہے۔

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے فضائل کا بیان

قرآن مجید کی تعریف انسانی طاقت سے باہر ہے چند حدیثوں کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((من قرا حرفا من كتاب الله فله به حسنة......الخ)) (دارمی)

''جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کو نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے۔''

الـم - ایک حرف نہیں ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے'' لام'' ایک حرف ہے ''میم'' ایک حرف ہے تو ان تینوں حرفوں کے بدلے تیس نیکیاں ملیں گی اور پورے قرآن مجید میں تین لاکھ اکیاون ہزار تین سو اٹھارہ (۳،۵۱۳۱۸) حروف ہیں تو پورے قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب پینتیس لاکھ تیرہ ہزار ایک سو اسی (۳۵'۱۳۱۸۰) ملا۔ اور فرمایا جس نے قرآن مجید پڑھ کر اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی آفتاب کی چمک سے زیادہ ہو گی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔جس نے پڑھ کر عمل کیا اس کا کیا حال ہو گا۔یعنی پڑھنے والے کو بہت کچھ ملے گا۔(احمد' ابوداؤد)

اور فرمایا کہ:

قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا تیرا آخری درجہ وہی ہو گا جو آخری آیت پڑھے گا اور قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیتیں ہیں تو ان کو اسی قدر درجے ملیں گے اور ہر درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے برابر فاصلہ ہے۔(ترمذی)

اور فرمایا: ''جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھرانے کے دس دوزخی آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے' جس میں نہیں پڑھا جاتا اس میں نہیں ہوتی۔''(بزار)

اور فرمایا:

((افضل عبادة امتى قراة القرآن)) (بيهقى)

''میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔''

فرمایا:

((اذا احب احدكم ان يحدث ربه فليقرأ القرآن)) (كنز العمال)

''جو اپنے رب سے بات چیت کرنا چاہتا ہے تو وہ قرآن مجید پڑھے۔''

یعنی قرآن مجید پڑھنا خدا سے ہم کلام ہونا ہے۔فرمایا:

((اقروا القرآن فان الله لا يعذب قلبا و عى القران)) (كنزالعمال)

''قرآن پڑھا کرو جس دل نے قرآن کو یاد کرلیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہیں دے گا۔''

اورفرمایا:

((ان ھذہ القلوب تصدا کما یصدأ الحدید اذا اصابه الماء قیل یا رسول الله و ما جلاء ھا قال کثرة ذکر الموت و تلاوۃ القرآن)) (بیھقی)

''دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے۔لوگوں نے کہا یارسول اللہ پھران کو کس طرح صاف کیا جائے۔آپ ﷺ نے فرمایا موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن مجید کی بہت تلاوت کرنے سے۔''

اورفرمایا:

((افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن)) (کنزالعمال)

''میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص تم میں سب سے اچھا ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقرؤ القران فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لاصحابه)) (مسلم)

''قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے لیے شفیع بن کرآئے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قرأۃ القران فی الصلوۃ افضل من قرأۃ القرآن فی غیر الصلوۃ و قرأۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة)) (بیھقی)

''نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا بہتر ہے بہ نسبت غیر نماز کے پڑھنے سے اور غیر نماز میں قرآن کا پڑھنا افضل ہے تسبیح اور تکبیر سے تسبیح وتکبیر افضل ہے صدقہ کرنے سے اور صدقہ کرنا افضل ہے روزہ رکھنے سے اور روزہ ڈھال کے مانند ہے۔''

قرآن مجید کم از کم تین دن میں ختم کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((لم یفقه من قرأ القران فی اقل من ثلث))

''جو تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرے گا وہ کچھ نہیں سمجھے گا۔''

آداب تلاوت قرآن مجید

(۱) باوضو نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ پڑھنا چاہیے (۲) اخلاص یعنی بغیر ریا نمود کے (۳) شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا (۴) اگر دیکھ کر پڑھنا ہے تو قرآن مجید کو کسی اونچی جگہ جیسے رحل وغیرہ پر رکھ کر پڑھنا چاہیے (۵) اگر سمجھتا ہے تو سمجھ سمجھ کر پڑھے (۶) قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہر ہر آیت پر وقف کرنا مسنون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ﴿ورتل القران ترتیلا﴾ (المزمل) ''قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کرو۔'' آنحضرت ﷺ اسی خدائی حکم پر عامل تھے۔ہر آیت کریمہ پر وقف کر کے پڑھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے کی کیفیت دریافت کی کہ آپ ﷺ کس طرح پڑھتے تھے: ((فاذا ھی تنعت قراۃ مفسرۃ حرفا حرفا .)) (شمائل، ترمذی) تو انھوں نے صاف صاف

ایسے ایک حرف الگ الگ پڑھنے کی کیفیت بیان کی۔ یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پڑھ کر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ایک آیت پر ٹھہر کر صاف صاف پڑھتے تھے چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دوسری روایت میں فرماتی ہیں۔

((یقطع قراته یقول الحمد الله رب العالمینط ثم یقف ثم یقول الرحمن الرحیمط ثم یقف و کان یقرأ مالك یوم الدین .)) (شمائل ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو الگ الگ کر کے اس طرح پڑھتے تھے کہ ''الحمد لله رب العالمین'' پڑھ کر ٹھہر جاتے۔ پھر ''الرحمن الرحیم'' پر وقف فرماتے یعنی ٹھہر جاتے' پھر ''مالك یوم الدین'' پر وقف فرماتے یعنی ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔''

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر آیت پر وقف کر کے پڑھنا مسنون ہے جو آیتوں پر نہیں ٹھہرتے وہ سنت کے خلاف پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ان دونوں کی خدمت و اشاعت کا موقع عنایت فرمائے۔ (آمین!)

قرآن مجید کی باطنی تعظیم کے ساتھ ساتھ ظاہری تعظیم بھی کرنی چاہیے اس سے بہت ثواب ملتا ہے زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے ورقوں کو اٹھانے والا اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے نام کے لکھے ہوئے کاغذوں کو زمین سے اٹھانے والا علیین میں بلند مرتبہ پائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما من کتاب یلقی بمضیة من الارض الا بعث الله عزوجل الیه ملائکته یحفون باجنحتهم و یقدسونه حتی یبعث الله ولیا من اولیائه فیرفعه من الارض و من رفع کتابا من الارض فیه اسم من اسماء الله تعالی رفع الله اسمه و خفف عن والدیه العذاب و ان کانا کافرین)) (صغیر طبرانی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر جب کوئی کتاب گر پڑتی ہے تو اس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ فرشتے اپنے پروں سے اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے' وہ اس کو زمین سے اٹھا لیتا ہے اور جو زمین سے کسی ایسی کتاب (کاغذ) کو اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو علیین میں بلند کرے گا' اور اسکے ماں باپ کے عذاب میں کمی کر دے گا اگرچہ اس کے ماں باپ کافر ہوں۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قرآن پڑھنے اور پڑھانے والا بہترین ہے

۲۱۰۹۔ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم ((خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِی

۲۱۰۹۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے کہ خود قرآن سیکھے اور لوگوں کو سکھائے۔ (بخاری)

۲۱۱۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ

۲۱۱۰۔ عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صفہ یعنی چبوترے پر بیٹھے

۲۱۰۹۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (۵۰۲۷)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوا كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوِ الْعَقِيقَ فَيَأْتِي بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ آثِمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟)) فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَةٍ أَوْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ بطحان یا عقیق میدان میں جا کر وہاں سے بغیر کسی گناہ اور بغیر رشتہ داری کے تعلق کو ختم کیے ہوئے یعنی بالکل جائز طریقے سے بڑی کوہان والی دو اونٹنیاں لے آئے ہم نے عرض کیا۔ ہم میں سے ہر شخص یہی پسند کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں ہر شخص کیوں نہیں روزانہ صبح صبح مسجد کی طرف جائے اور قرآن مجید سکھائے یا دو آیتیں پڑھے یہ بہتر ہے اس کے لیے دو اونٹنیوں سے اور تین آیتوں کا پڑھنا تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اسی طرح چار آیتوں کا پڑھنا چار اونٹنیوں سے بہتر ہے اسی طرح سے جتنی بھی آیتیں پڑھتا جائے گا اسی کے شمار سے اونٹنیوں کی شمار سے بہتر ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: ...... عرب میں اونٹ اور اونٹنیوں کی بڑی قدر تھی اور خصوصاً بڑے کوہان والی اونٹنی سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی تو آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ بطحان اور عقیق جو ایک جگہ کا نام ہے اور وہاں بازار لگتا تھا وہاں سے فربہ اور بڑی کوہان والی اونٹنی مفت بغیر گناہ کے لے آئے تو ہر شخص کی خواہش ہوگی اسی طرح مسجد میں جا کر قرآن مجید کا پڑھنا اور پڑھانا ان اونٹنیوں کے شمار سے بہتر ہے کیونکہ یہ اونٹنیاں فانی ہیں اور اللہ کا کلام باقی رہنے والا ہے۔

تین آیات کا پڑھنا تین موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہے

٢١١١۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟)) قُلْنَا نَعَمْ قَالَ: ((فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے جب کہ وہ اپنے گھر واپس آئے تو اپنے گھر میں تین موٹی حاملہ اونٹنیوں کو پائے ہم نے کہا ہر شخص یہی چاہتا ہے آپ نے فرمایا جو شخص تم میں سے نماز میں تین آیتوں کو پڑھ لے تو یہ ان تین موٹی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

صاحب قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا

٢١١٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَالْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ،

۲۱۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قرآن مجید کا ماہر بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص قرآن مجید کو رک رک کر اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہے۔ اور اس کو پڑھنے میں تکلیف

٢١١٠۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل قراءة القرآن فى الصلاة وتعلمه (٨٠٣[١٨٧٣])

٢١١١۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل قراءة القرآن فى الصلاة وتعلمه (٨٠٢[١٨٧٢])

٢١١٢۔ صحيح بخارى كتاب التفسير باب تفسير سورة عبس (٤٩٣٧)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل الماهر بالقرآن والذى يتمتع فيه (٧٩٨[١٨٦٢])

وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اٹھانی پڑتی ہے تو اس کے لیے دو ثواب ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......ماہر سے وہ مراد ہے جس کو قرآن مجید خوب یاد ہو اور نہایت صاف پڑھتا ہو اس کے پڑھنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو اور جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے تو وہ مشقت اٹھانے کی وجہ سے زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔

رشک دو آدمیوں پر جائز ہے

٢١١٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاحَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ؛ وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً، فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رشک کرنا صرف دو آدمیوں پر جائز ہے ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید دیا ہو اور وہ رات دن قرآن مجید پڑھتا ہو اور شب و روز اس پر عمل کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دے رکھا ہے اور وہ رات دن نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے کیونکہ حصول نعمت کی آرزو کرنے کو رشک بولتے ہیں اور زوال نعمت کی آرزو کرنے کو حسد کہتے ہیں حسد ہر صورت میں حرام ہے اور حسد بمعنی غبطہ و رشک جائز ہے یعنی جیسے کوئی شخص قاری قرآن ہو تو کوئی آرزو کرے کہ میں بھی قاری قرآن ہو جاؤں یا کوئی مالدار سخی ہے جو نیک کاموں میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو کوئی اس کو دیکھ کر یہ آرزو کرے کہ میں بھی ویسا بن جاؤں تو اس قسم کی آرزو مباح ہے۔

قرآن پڑھنے اور عمل کرنے والوں کے درجات کا بیان

٢١١٤۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الْأُتْرُجَةِ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ، وَ طَعْمُهَا طَيِّبٌ؛ وَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَايَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ، لَا رِيحَ لَهَا وَ طَعْمُهَا حُلْوٌ، وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ))۔ ((مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ:)) الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ يَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ، وَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَايَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ يَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ۔

۲۱۱۴۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس اترجہ (یعنی میٹھے لیموں جیسی ہے) جس کی خوشبو اچھی ہے اور مزہ بھی شیریں (میٹھا) ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا ہے اس کھجور کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی اور ذائقہ اس کا شیریں (میٹھا) ہے اور منافق کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا ہے حنظل کے درخت کی طرح ہے جس میں بالکل خوشبو نہیں ہوتی (ذائقہ اس کا بہت کڑوہ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس پھول کی طرح ہے جس میں خوشبو ہوتی ہے اور مزہ اس کا تلخ ہے۔ (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اترجہ جیسی ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن شریف نہیں پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے کھجور کی طرح ہے۔

٢١١٣۔ صحيح بخارى كتاب فضائل القرآن باب اغتباط صاحب القرآن (٥٠٢٥)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه (٨١٥[١٨٩٤])

٢١١٤۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب ذكر الطعام (٥٤٣٧)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضيلة حافظ القرآن (٧٩٧[١٨٦٠])

اس چیز کا بیان کہ دنیا و آخرت کی کامیابی قرآن پر عمل سے ہے

٢١١٥۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۱۵۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعہ سے ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور دوسرے قوم کو پست کرتا ہے۔(مسلم)

توضیح: ......جس نے قرآن مجید پڑھا اس پر عمل کیا تو دنیا اور آخرت میں اللہ اس کے درجہ کو بلند کرتا ہے اور جس نے نہ پڑھا نہ عمل کیا تو دونوں جہان میں اس کا درجہ پست ہوگا۔

قرآن پڑھنے سے رحمت کے فرشتوں کا نزول

٢١١٦۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، وَ فَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتْ، فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ، وَ كَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيْبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ، وَ لَمَّا أَخَّرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ، فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَ كَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا، فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، وَ رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ، فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ، فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ: ((وَ تَدْرِيْ مَا ذَاكَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ. وَ فِيْ مُسْلِمٍ: عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ، بَدَلَ: فَخَرَجْتُ عَلَى صِيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ۔

۲۱۱۶۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو وہ سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانکہ وہ گھوڑا اچھلنے کودنے بدکنے لگا تو خاموش ہو گئے یعنی پڑھنے سے رک گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا پھر گھوڑا اچھلنے لگا۔ پھر یہ پڑھنے سے خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا اور ٹھہر گیا پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر کودنے لگا وہ نماز سے فارغ ہوئے ان کا لڑکا یحییٰ نامی گھوڑے کے قریب ہی سو رہا تھا تو ان کو ڈر محسوس ہوا کہ اگر یہ بچہ گھوڑے کے پاس ہی اس طرح سویا رہے تو ممکن ہے گھوڑی کے اس طرح اچھلنے کودنے سے اسکو تکلیف پہنچ جائے اس خیال سے اس بچے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو سائبان کی طرح ابر چھایا ہوا دکھائی دیا جس میں چراغوں کی طرح روشنی تھی۔ جب وہ صبح کو اٹھے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ نبی کریم ﷺ کو سنایا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ اے حضیر تم پڑھتے رہتے اے ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرا بچہ یحییٰ وہیں قریب ہی تھا مجھے خوف محسوس ہوا کہ گھوڑا میرے بچہ کو کچل دے گا اس لیے نماز سے علیحدہ ہو کر بچہ کو اٹھانے کے لیے آیا تو آسمان کی طرف دیکھا کہ سائبان کی طرح کوئی چیز گھری ہوئی ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں تو میں باہر آیا پھر وہ نظر نہیں آئی آپ نے فرمایا

٢١١٥۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه (٨١٧[١٨٩٧])

٢١١٦۔ صحيح بخاری فضائل القرآن باب نزول الكسينة والملائكب عند قراء ة (٥٠١٨)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب نزول السكينة لقراء ة القرآن (٧٩٦[١٨٥٩])

تم یہ جانتے ہو کہ وہ کیا چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ وہ رحمت کے فرشتے تھے۔ جو تمہارے قرآن مجید کے پڑھنے کی آواز کو سننے کے لیے قریب آرہے تھے اگر تم برابر پڑھتے رہتے تو صبح کو لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے اور ان کی نظروں سے غائب نہ ہوتے۔ (بخاری) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ یعنی (اَخْرَجَتْ کے بدلے عَرَجَتْ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص خشوع وخضوع اور خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھے تو اس کے سننے کے لیے آسمان سے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کی فضیلت اور قرآن مجید کی فضیلت ثابت ہوتی ہے' اور یہ نورانی فرشتے تھے جن کے چہرے چراغ کی طرح روشن تھے۔

سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان

۲۱۱۷۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ، وَ إِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُوا وَ تَدْنُوا، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۱۱۷۔ حضرت براء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب سورہ کہف پڑھ رہے تھے اور ان کے قریب ہی گھوڑا دو رسیوں میں بندھا ہوا تھا اس گھوڑے کو ایک ابر نے ڈھانک لیا اور گھوڑے کے قریب آ گیا تو وہ گھوڑا اچھلنے لگا جب صبح ہوئی تو وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور رات کے اس واقعہ کو بیان کیا تو اپ نے فرمایا یہ سکینت تھی جو قران مجید کے پڑھنے کی وجہ سے اتر رہی تھی۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: ......اس رجل سے مراد بعض لوگوں نے کہا ہے وہ اسید بن حضیر صحابی ہیں جن کا بیان پہلے حدیث میں آیا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ ثابت بن قیس ہیں اور سکینت سے مراد دلجمعی اور اطمینان قلب ہے یا رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔

سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

۲۱۱۸۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلَّى ﷺ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ ﷺ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللهُ: ﴿اسْتَجِيْبُوا لِلهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟)) فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ((﴿اَلْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

۲۱۱۸۔ حضرت ابوسعید بن معلی بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے فی الفور خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوسکا۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے اس وقت آپ کی خدمت میں نہ حاضر ہوسکا آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم﴾ یعنی جب خدا اور رسول تمہیں بلائیں تو تم جواب دو اور ان کی اطاعت کرو۔ پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی سب سے بڑی صورت نہ بتا دوں یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر چلنے لگے جب مسجد کے باہر نکلنے کے قریب آگئے تو میں نے

۲۱۱۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فضل الکھف (۵۰۱۱)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب نزول السکیة لقراء ة القرآن (۷۹۵[۱۸۵۶])

۲۱۱۸۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ماجاء فی فاتحه الکتاب (۴۴۷۴)

هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک بہت بڑی سورت تمہیں بتا دوں گا آپ نے فرمایا وہ ﴿الحمد لله رب العلمين﴾ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور یہی قرآن مجید ہے جس کو مجھے دیا گیا ہے۔ (بخاری)

توضیح:...... آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب خدا اور رسول بلائیں تو جواب دینا چاہیے کہ لبیک ہم حاضر ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو آواز دی تھی تو حاضر ہونے کا جواب دے دینا تھا یعنی یوں کہتے لبیک یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس لفظ کے کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ جیسے نماز میں السلام علیک ایھا النبی کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اس حدیث سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت ثابت ہوتی جو قرآن مجید میں معنوی لحاظ سے سب سے بڑی سورت ہے اس کا پورا بیان آگے آرہا ہے۔

سورۂ بقرہ کی فضیلت کا بیان

٢١١٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو مقبرہ مت بناؤ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... گھر کو مقبرہ نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مقبرہ میں نماز نہیں پڑھی جاتی وہاں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کی جاتی اسی طرح سے تم اپنے گھروں کو بنالو کہ نہ تم اپنے گھر میں قرآن پڑھو نہ نفل نمازیں پڑھو بلکہ گھر میں قرآن شریف بھی پڑھو نفلی نماز پڑھو تاکہ شیطان اس گھر سے بھاگ کھڑا ہو۔ اس حدیث سے سورہ بقرہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

قرآن، صاحب قرآن کے لیے روزِ قیامت سفارش کا باعث ہے

٢١٢٠۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ غَيَايَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اقْرَؤُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۲۰۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ قرآن مجید پڑھا کرو یہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کرے گا اور دو روشن اور چمکنے والی سورتوں کو پڑھا کرو یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن ابر کے دو ٹکڑے یا دو سائبان یا پرندوں کی دو صفیں صف بستہ ہوں گی جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ اور ان کے طرف سے مجادلہ کریں گی اور بخشوانے کی کوشش کریں گی۔ لہٰذا تم سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ سورۂ بقرہ کا پڑھنا برکت کا سبب ہے اور چھوڑ دینا نہ پڑھنا حسرت اور ندامت ہے اور اس کے پڑھنے والے کی باطل پرست لوگ طاقت نہیں رکھتے۔ یعنی باطل پرست قاری قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (مسلم)

٢١١٩۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب صلاة النافلة في بيته (٧٨٠[١٨٢٤])

٢١٢٠۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب غفل قراء ة القرآن وسورة البقرة (٨٠٤[١٨٧٤])

سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت کا بیان

۲۱۲۱۔ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ، تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ، كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَّافٍ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۲۱۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ قیامت کے روز قرآن مجید اور اس کے پڑھنے والے کو اور اس پر عمل کرنے والے کو اس حال میں لایا جائے گا کہ سورہ بقرہ اور سورۂ آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی گویا کہ یہ دونوں سورتیں ابر کے دو ٹکڑے یا ابر کے دو سیاہ سائبان ہیں۔ جن کے درمیان میں چمک ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں جو اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کریں گی۔ (مسلم)

(یعنی قرآن مجید اور ان دونوں سورتوں کا ثواب سایہ رحمت بنا ہوا ہوگا جس سے محشر کی تپش سے محفوظ ہوں گے)

آیۃ الکرسی کی فضیلت کا بیان

۲۱۲۲۔ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: ((اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)) قَالَ: فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ!))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۲۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوالمنذ ر کیا تم جانتے ہو کہ قران مجید کی کونسی آیت تمہارے پاس بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو المنذ ر کیا تم جانتے ہو کہ قرآن شریف کی آیتوں میں سب سے بڑی آیت تمہارے نزدیک کونسی ہے۔ میں نے عرض کیا آیت الکرسی "الله لا اله" الخ یہ سن کر آپ نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ پر مارا' اور فرمایا کہ اے ابو المنذ ر تمہارا علم تم کو خوشگوار اور مبارک ہو۔ (مسلم)

توضیح: ...... پہلے سوال میں نفی میں جواب دیا ممکن ہے اس وقت ان کو نہیں خیال آیا ہوگا دوبارہ سوال کے بعد ان کی سمجھ میں آ گیا اور اثبات میں جواب دیا کہ آیت الکرسی ہے جو معنوی اعتبار سے قرآن مجید کی تمام آیتوں سے بڑی ہوئی ہے۔

۲۱۲۳۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عنه، قَالَ: وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِيْ آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، وَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنِّيْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِيَ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ

(۲۱۲۳)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقۃ الفطر کی نگرانی کے لیے مجھے مقرر فرمایا (چنانچہ) جس جگہ صدقۃ الفطر جمع تھا اس جگہ میں محافظ کی حیثیت سے موجود تھا) ایک آنے والا آیا اور بغیر میری اجازت کے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دامن یا کپڑے میں غلہ بھرنا شروع کیا میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ میں گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

۲۱۲۱۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل قراءة القرآن وسورة القبرة (۸۰۵[۱۸۷۶])
۲۱۲۲۔ صحيح مسلم كتاب صلاب المسافرين باب فضل سورة الكهف وآية الكرسى (۸۱۰[۱۸۸۵])
۲۱۲۳۔ صحيح بخارى كتاب الوكالة باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا (۲۳۱۱)

فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَاأَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاً فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ: أَمَّا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُوْدُ)) فَعَرِفْتُ أَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ سَيَعُوْدُ)) فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: ((لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: دَعْنِيْ فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لاَ أَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رُسُوْلُ اللّٰهِ: لاَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟)) قلتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ! شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَ عَيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخليتُ سَبِيْلَهُ، فَقَال: ((أَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبْكَ، وَسَيُعُوْدُ)) فَرَصَدْتُهُ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَ تر فَصنَّكَ اِلٰى لِرَسُوْلُ اللّٰه ﷺ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلاثَ مَرَّاتِ اِنَّكَ تَزْعُمُ لاَ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ: دَعْنِيْ أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: ﴿اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟)) قُلْتُ: زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ صَدَقَكَ، وَهُوَ كَذُوبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاثِ لَيَالٍ؟)) قُلْتُ: لاَ قَالَ: ((ذَاكَ شَيْطَانٌ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

میں لے چلوں گا اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے اوپر بال بچوں کا نان ونفقہ ہے اور میں سخت حاجت منداور قرضدار ہوں خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی رات کا یہ واقعہ معلوم ہو گیا تھا) تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گذشتہ رات میں تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی محتاجی کی شکایت کی اور عیال داری کا ذکر کیا تو مجھے رحم آ گیا میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور آئندہ پھر تمہارے پاس آئے گا تو رسول اللہ ﷺ کی اس بات کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا اس لیے میں اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ وہ اس پیشین گوئی کے مطابق رات کو آیا اور غلے کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر بھرنے لگا میں نے پکڑ لیا اور اس سے کہا آج ضرور بالضرور تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے میں حاجت مند ہوں بال بچوں کا خرچہ میرے ذمہ ہے اب میں آئندہ نہیں آؤں گا مجھے رحم آ گیا میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر دوسری صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابواللہ ﷺ کی اس بات کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا اس لیے میں اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ وہ اس پیشین گوئی کے مطابق رات کو آیا اور غلے کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر بھرنے لگا میں نے پکڑ لیا اور اس سے کہا آج ضرور بالضرور تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے میں حاجت مند ہوں بال بچوں کا خرچہ میرے ذمہ ہے اب میں آئندہ نہیں آؤں گا مجھے رحم آ گیا میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر دوسری صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی حاجت مندی اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا میں نے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے تم سے غلط کہا ہے وہ پھر آئے گا چنانچہ پھر میں اس کے انتظار میں گھات میں بیٹھ گیا تو وہ رات کو آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اب تجھ کو ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا اور نہیں چھوڑوں گا یہ تیسری مرتبہ کا آخری مرتبہ ہے تو

بار بار کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آتا ہے۔ اس نے کہا آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو چند ایسی باتیں بتاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائے گا اور وہ یہ ہے کہ جب آپ سونے کے لیے بستر پر جائیں تو پوری آیۃ الکرسی ﴿ الله لا اله الا هو الحی القیوم ﴾ آخر تک پڑھ لیا کریں تو ہمیشہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نگہبان فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان آپ کے قریب نہیں آئے گا یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں نفع بخش تمہیں باتیں بتا دوں گا۔ چنانچہ میں نے اسے چھوٹ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جو بات اس نے بتائی وہ سچی ہے لیکن وہ خود جھوٹا ہے اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ تین رات سے کس سے بات چیت کر رہے تھے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا جو صدقے کا مال چرانے کے لیے آیا تھا۔ (بخاری)

سورۂ فاتحہ اور خواتیم بقرہ کی فضیلت

٢١٢٤ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ، لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ اوپر سے ایک دروازے کے کھلنے کی آواز سنی تو انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں کولا گیا اس سے ایک فرشتہ اترا ہے' اور یہ فرشتہ آج ہی اترا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں زمین پر اترا تھا۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ خوش ہو جائیے دو روشنی کے ساتھ جو آپ کو دی گئی ہے اور اپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھی ایک سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ بقرہ کا آخری حصہ اس میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو دیا جائے گا یا جو دعا مانگیں گے وہ قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

توضیح:...... ان دو روشنی سے مراد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخری حصہ ہے کہ قیامت کے روز یہ دونوں صورتیں نور بنے گئیں ان کے روشنی میں قاری قرآن چلے گا جیسے فرمایا ﴿نورهم یسعی بین ایدیهم﴾ اور سورہ بقرہ کے آخری حصہ سے مراد ﴿الله ما فی السموات﴾ سے آخری تک ہے' سورہ فاتحہ کی بڑی فضیلت ہے اس کا نام ام القرآن اور سبع مثانی اور سورہ شفا' سورۃ الکنز اور سورۃ الصلوٰۃ ہے کہ جو اس سورت کو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے نماز یعنی سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھو آدھ کر دیا ہے جو بندہ مجھ سے جو مانگتا ہے میں اس کو وہی دے دیتا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿حمدنی عبدی﴾ میرے بندے نے میری تعریف کی' جب بندہ کہتا ہے ﴿الرحمٰن الرحیم﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اثنی علی عبدی﴾ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے ﴿مالك یوم الدین﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مجدنی عبدی﴾ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی' جب بندہ کہتا ہے ﴿ایاك نعبد و ایاك نستعین﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اور بندے کے درمیان ہے اور جو بندہ مجھ سے مانگے گا میں دوں گا پھر بندہ آخر سورت تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور جو مانگے گا

٢١٢٤ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل الفاتح وخواتيم سورة البقرة (٨٠٦[١٨٧٧])

اس کے لیے بھی ہے۔ (نسائی) تو یہ پوری سورت تحمید تمجید اور دعا ہے اس لیے اس کو نور کہا گیا ہے اور سورہ بقرہ کی بھی اور خصوصا آخری حصہ کی بڑی فضیلت ہے جس میں دعا اور قبولیت دعا کی طرف اشارہ ہے اور وہ امن الرسول سے آخر تک ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے ان دونوں آیتوں کی فضیلت سنئے صحیح بخاری میں ہے جو شخص ان دونوں آیتوں کو رات کو پڑھ لے اسے یہ دونوں کافی ہیں مسند احمد "میں" ہے میں سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں عرش تلے کے خزانہ سے دیا گیا ہوں مجھ سے پہلے کوئی نبی یہ نہیں دیا گیا صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہی تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک پہنچتی ہے اور یہاں سے لے لی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے اترتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے پھر یہاں سے لے لی جاتی ہے اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔ وہاں حضور کو تین چیزیں دی گئیں پانچوں وقت کی نمازیں سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔ مسند میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ کی ان دونوں آخری آیتوں کو پڑتے رہا کرو میں انہیں عرش کے نیچے کے خزانوں سے دیا گیا ہوں۔ ابن مردویہ میں ہے کہ ہمیں لوگوں پر تین فضیلتیں دی گئی ہیں سورہ بقرہ کی یہ آخری آیتیں عرش تلے کے خزانوں سے دیا گیا ہوں جو نہ میرے پہلے کسی کو دی گئیں نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی ابن مردویہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اسلام کے جاننے والوں میں سے کوئی شخص آیۃ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے بغیر سو جائے یہ وہ خزانہ ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عرش کے تلے کے خزانے سے دیا گیا ہے۔ اور حدیث ترمذی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی جس میں دو آیتیں اتار کر سورہ بقرہ ختم کی، جس گھر میں یہ تین راتوں تک پڑھی جائیں اس گھر کے قریب بھی شیطان نہیں جا سکتا۔۔ امام ترمذی اسے غریب بتلاتے ہیں لیکن حاکم اپنی مستدرک میں اسے صحیح کہتے ہیں۔

ابن مردویہ میں ہے کہ جب حضور ﷺ سورہ بقرہ کا خاتمہ اور آیۃ الکرسی پڑھتے تو ہنس دیتے اور فرماتے یہ دونوں رحمٰن کے عرش تلے کے خزانے ہیں..... بعض احادیث میں آیا ہے کہ جب بندہ ﴿غفرانك ربنا﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿نعم﴾ میں تیرے گناہوں کو معاف کر دوں گا' اور جب بندہ کہتا ہے ﴿ربنا لا تواخذنا﴾ "اے اللہ تو ہمارے گناہوں کا مواخذہ نہ کرنا" تو اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ میں ایسا ہی کر چکا اور جب وہ ﴿لا تحمل علینا﴾ کہتا ہے یعنی "خدا مجھ پر اتنا بوجھ نہ لاد جس کی مجھے طاقت نہیں ہے" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں ایسا ہی کر چکا یعنی حد سے زیادہ تکلیف نہیں دوں گا۔ اور جب بندہ ﴿واعف عنا﴾ کہتا ہے یعنی "اے خدا مجھے سے درگذر فرما" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے درگذر فرمایا۔ اور جب بندہ ﴿واغفر لنا وارحمنا﴾ کہتا ہے۔ یعنی "ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما"۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے بخشا اور رحم فرمایا اور جب وہ ﴿فانصرنا علی القوم الکافرین﴾ کہتا ہے۔ یعنی "ہمیں کافروں پر مدد فرما" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تمہاری مدد کی۔

۲۱۲۵۔وَعَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْآیَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِیْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۲۵۔حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی دو آیتیں ہیں جو ان کو رات میں پڑھ لے تو وہ دونوں شیطان کے شر و فساد سے کفایت کرتی ہیں یا قیام اللیل سے کفایت کرتی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۲۱۲۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۱۲ (۴۰۰۸)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل الفاتحہ وخواتیم سورۃ البقرۃ (۸۰۷[۱۸۷۸])

سورۂ کہف کی دس آیات حفظ کرنے سے فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کی ضمانت

۲۱۲۶۔ وَعَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۲۶۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کر لے تو دجال کے فتنے سے بچا لیا جائے گا۔ (مسلم)

سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے

۲۱۲۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) قَالُوا: وَ كَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ ؟ قَالَ: ((﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))۔

۲۱۲۷۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے لوگوں نے کہا ایک رات میں تہائی قران کیسے پڑھ سکتا ہے آپ نے فرمایا ﴿سورہ قل ھو اللہ احد﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم' بخاری) اس لیے کہ قرآن مجید میں زیادہ تر تین احکام بیان کیے گئے ہیں توحید' احکام اور امر ونواہی اور قصے اور واقعات' سورہ قل ھو اللہ میں توحید کا بیان ہے اس لیے یہ تہائی قرآن مجید ہے یا تہائی قرآن کے ثواب کے برابر ہے۔

۲۱۲۸۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ورواه البخاری عن ابی سعید۔

۲۱۲۸۔ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

سورۂ اخلاص کی حقیقت کا بیان

۲۱۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ رَجُلاً عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ)) فَسَأَلُوْهُ، فَقَالَ: لأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، وَ أَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا جب وہ نماز میں قرآن مجید کی سورت پڑھتا تو اس سورت کے آخر میں ﴿قل ھو اللہ﴾ پڑھ لیا کرتا۔ جب لوگ واپس آئے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے لوگوں نے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں اس لیے پڑھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا بیان ہے اس لیے اس کا پڑھنا میں پسند کرتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو خبر دے دو کہ اس کو اس سورت کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

۲۱۲۶۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی (۸۰۹[۱۸۸۳])

۲۱۲۷۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ کل ھو اللہ احد (۸۱۱[۱۸۸۶])

۲۱۲۸۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ (۷۳۷۴)

۲۱۲۹۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ (۷۳۷۵)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ احد (۸۱۳[۱۸۹۰])

٢١٣٠ - وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ قَالَ: ((إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهُ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ

۲۱۳۰۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ﴿قل هو الله احد﴾ کو محبوب جانتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھ کو جنت میں داخل کرائے گی۔ (ترمذی، بخاری)

سورۂ فلق اور الناس کی فضیلت کا بیان

٢١٣١ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۳۱۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو چند آیتیں اتاری گئی ہیں کہ اس قسم کی آیتیں نہیں دیکھی گئی ہیں وہ سورہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ ہے۔(مسلم) یعنی پناہ چاہنے کے اعتبار سے ان دونوں سورتوں سے بہتر اور کوئی سورت نہیں ہے۔

معوذتین اور سورۂ اخلاص کی فضیلت اور ان سے دم کرنے کا بیان

٢١٣٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا، فَقَرَأَ فِيْهِمَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي ((بَابِ الْمِعْرَاجِ)) إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

۲۱۳۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہر رات کے وقت سونے کے لیے اپنے بچھونے پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر ﴿قل هو الله احد﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر لیتے پھر ان دونوں ہاتھوں کو جہاں تک ہاتھ جاتا اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ سب سے پہلے سر اور چہرے پر پھیرتے پھر جسم کے اگلے حصے پر پھیرتے اور تین دفعہ اس طرح کرتے یعنی ان تینوں سورتوں کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور سر اور چہرے اور اگلے حصے اور باقی جسم پر جہاں تک ہاتھ جاتا پھیر لیتے اسی طرح سے تین دفعہ کرتے۔ (بخاری، مسلم) اور معراج والی حدیث آئندہ چل کر بیان کریں گے؟ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

٢١٣٣ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ عَنِ

۲۱۳۳۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢١٣٠ - صحيح بخارى كتاب الاذان باب المع بين السورتين فى الركعة (٢٧٧٤)، الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى سورة الاخلاص (٢٩٠١)

٢١٣١ - صحيح مسلم كتاب المسافرين باب فضل قراءة المعوذتين (٨١٤[١٨٩١])

٢١٣٢ - صحيح بخارى كتاب فضائل القرآن باب فصل المعوذات (٥٠١٧)

٢١٣٣ - اسناده ضعيف، شرح السنة للبغوى (١٣/ ٢٢ ح ٣٤٣٣)، کثیر بن عبداللہ الیشکری مجہول الحال ہے اور عقیلی نے اسے ضعفا میں ذکر کیا ہے۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْقُرْآنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ، لَهُ ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ، وَالأَمَانَةُ، وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ: أَلَا مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللهُ، وَ مَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللهُ))۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

نے فرمایا کہ قیامت کے دن یہ تین چیزیں عرش الٰہی کے نیچے ہوں گی۔ ایک قرآن مجید، جو اللہ کے بندوں کے طرف سے جھگڑے گا، قرآن مجید کا ایک حصہ ظاہر ہے، اور ایک حصہ باطن ہے، اور دوسرے امانت اور تیسرے قرابت، قرابت دار لوگوں کو آواز دے گی اور پکارے گی کہ جس نے مجھ کو ملایا اس کو اللہ ملائے گا۔ اور جس نے مجھ کو کاٹا خدا اس کو کاٹے گا۔ (شرح السنہ)

ان تین چیزوں کے عرش الٰہی کے نیچے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت ہی قریب ہوں گی اور اللہ ان کے حق کو ضائع نہیں کرے گا اللہ ان کی رعایت کرے گا ایک تو قرآن مجید ہی ہے جو خدا کا کلام ہے اس کے مقرب ہونے میں تو کوئی شبہ ہے ہی نہیں، یہ قرآن مجید کے پڑھنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرے گا اور اللہ اس کی سفارش منظور فرمائے گا۔ قرآن مجید کے ظاہری معنی بھی ہیں کہ اکثر لوگ آسانی سے سمجھ لیتے ہیں اور بعض بعض لفظوں کے اشارے اور کنائے بھی ہیں جس کو خاص لوگ سمجھتے ہیں اور بعض آیتیں محکم ہیں جس کے معنی بالکل ظاہر ہیں اور بعض مشابہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ﴾

(سورہ آل عمران ع ۱)

''اللہ تعالیٰ نے ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس کی بعض آیتیں محکم ہیں جس کے معنی ظاہر ہیں اور بعض آیتیں متشابہ ہیں جس کے معنی ظاہر نہیں ہیں۔''

یا ظاہر باطن ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے الفاظ ظاہر ہیں اور معنی اس کے پوشیدہ ہیں جو غور و فکر اور تتبع کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

امانت امن سے ہے جس کے معنی بے خوف اور نڈر کے ہیں کہ چونکہ حقوق انسانی اور حقوق الٰہی کے ادا کرنے کی وجہ سے بے خوف ہو کر امن و حفاظت میں آ جاتا ہے اس لیے ایسی صفت اختیار کرنے والے کو امانت دار اور ادائیگی کی صفت کو امانت داری کہتے ہیں یعنی دین و دنیا کے کاروبار و معاملہ میں ایمانداری و دیانتداری سے کام لینا اور جس کا جتنا اور جس قسم کا ہو پوری حفاظت و دیانت داری سے رتی رتی اور ماشہ ماشہ ادا کر دینے کو امانت کہتے ہیں اس امانت داری کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ انا عرضنا الامانة على السموت والارض والجبال﴾ ''یعنی امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا ایمان لمن لا امان له و لا صلوة لمن لا طهور له)) (طبرانی ترغیب) ''بغیر امانتداری کے ایمان داری نہیں اور بغیر طہارت کے نماز نہیں'' ایمانداری و امانت داری دونوں ایک ہی چیز ہیں جو امانت دار ہے وہی ایمان دار ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ((لا ایمان لمن لا امانة له و لا دين لمن لا عهد له)) [بزار طبرانی] ''جو امانت دار نہیں جسے عہد کا پاس نہیں اس کا دین کچھ نہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ((ادا الامانة الى من ائتمنك و لا تخن من خانك)) [ابوداؤد، ترمذی] ''جس نے تمہیں امانت کے رکھنے کو دی اسے اس کی امانت دے دو اور جو تیری خیانت کرے تم اس کی خیانت نہ کرو۔'' اللہ تعالیٰ نے امانت کے ادا کرنے کا حکم دیا۔ ﴿ان الله يامر كم ان تودوا الامانات الى اهلها﴾ ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانت والوں کو ان کی امانتیں ادا کر دو۔'' اور جس نے امانت نہیں ادا کی قیامت کے دن اس کی سخت باز پرس ہو گی۔ اس سلسلے کی بہت سی حدیثیں ہیں جن کو ہم نے اسلامی تعلیم کے پانچویں حصے میں بیان کر دیا ہے۔

قرابت والوں کا حق ادا کرنے کو صلہ رحمی یعنی رشتہ جوڑنا کہتے ہیں اور ان کے حق کے نہ ادا کرنے کو قطع رحم یعنی رشتہ توڑنا کہتے ہیں۔ یہ صلہ رحمی بہت ضروری ہے کتاب وسنت میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خلق الله الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال مه قالت هذا مقام العائذبك من القطيع قال الاترضين ان اصل من وصلك و اقطع من قطعك قالت بلى يا رب قال فذاك)) (بخاری و مسلم)

"جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا اللہ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے اللہ نے فرمایا کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھ کو ملائے اس کو میں اپنے سے ملاؤں جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں اس نے کہا یہ مجھے منظور ہے اللہ نے فرمایا اب ایسا ہی ہوگا۔"

یہ رحم قیامت کے دن اعلانیہ طور پر پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا خدا اس کو ملائے گا اور جس نے نہیں ملایا خدا بھی اس کو نہیں ملائے گا۔

قرآن پڑھنے والے کا روزِ قیامت جنت میں داخلہ

٢١٣٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ، وَ رَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۲۱۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن قرآن مجید کے ساتھ وابستگی رکھنے والے سے کہا جائے گا کہ تو پڑھتا جا اور جنت کے درجوں میں چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کیونکہ جنت میں تیرا آخری درجہ وہی ہوگا جہاں تیری آخری آیت ختم ہوگی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)
ان درجوں کا بیان پہلے آچکا ہے۔

٢١٣٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

۲۱۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں قرآن مجید میں سے کچھ کی نہ ہو وہ ویران اور اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، دارمی) یعنی جس کو قرآن مجید کی آیتوں میں سے کوئی آیت یاد نہ ہو اور نہ اس پر ایمان رکھتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو تو اس ویران گھر کی طرح ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں؟

٢١٣٦۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: مَنْ

۲۱۳۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید کے پڑھنے نے جس کو باز رکھا

٢١٣٤۔ اسناده حسن سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب استحباب الترتيل فی القراءة (١٤٦٤)، الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ١٧ (٢٩١٤)، مسند احمد (٢/ ١٩٢)

٢١٣٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ١٨ (٢٩١٣)، قابوس، لین الحدیث، راوی ہے۔ دارمی كتاب فضائل القرآن باب فضل من يقرالقرآن (٣٣٠٦)

٢١٣٦۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ٢٥ (٢٩٢٦)، محمد بن حسن بن ابی یزید ضعیف راوی ہے، دارمی كتاب الفضائل كلام الله (٢/ ٥٤٣ ح ٣٤٥١)

شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَ مَسْأَلَتِيْ أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ وَ فَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)) وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

میری یاد سے اور مجھ سے سوال کرنے سے۔ یعنی قرآن مجید کے پڑھنے میں مشغول رہا جس کی وجہ سے نہ اور ذکر کر سکا اور نہ مجھ سے دعا کر سکا میں اس کو اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں اور دعا کرنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام الٰہی کی فضیلت ایسی ہے تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔ (ترمذی، دارمی، بیہقی)

ایک حرف کے بدلے دس نیکیوں کا بیان

۲۱۳۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُوْلُ: (الٓمٓ) حَرْفٌ أَلِفٌ حَرْفٌ، وَ لَامٌ حَرْفٌ، وَ مِيْمٌ حَرْفٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

۲۱۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا تو اس کو نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک ہی حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے (الم کہنے سے تیس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، دارمی)

فضائل قرآن کے عنوان کے تحت قرآن مجید کے حرفوں کا بیان آ چکا ہے اب آپ قرآن مجید کے الفاظ وکلمات وغیرہ کی تفصیل ذیل کے نقشہ میں دیکھیے جن کا شمار حفاظ وعلماء نے اس لیے ضروری تصور کیا کہ اس سے قرآن کی حفاظت اور صحت میں گرانقدر مدد ملتی ہے۔

اجزاء قرآن

پاروں کی تعداد	۳۰	سورتیں	۱۱۴	رکوع	۵۴۰	آیات قصص	۱۰۰۰
آیات امثلہ	۱۰۰۰	آیات وعدہ	۱۰۰۰	آیات امر	۱۰۰۰	آیات نہی	۱۰۰۰
آیات حلت وحرمت یعنی احکام	۵۰۰	آیات دعاء	۱۰۰	آیات متفرق	۶۶	کلمات	۸۶۴۳۰

حروف

الف	۴۸۹۹۲	ب	۱۲۲۲۸	ت	۲۴۰۴	ث	۳۱۰۵	ج	۴۲۳۲
ح	۴۱۲۰	خ	۲۱۰۵	د	۵۹۷۲	ذ	۴۷۳۹	ر	۱۲۲۴۰
ز	۳۵۸۰	س	۵۹۷۶	ش	۲۱۱۵	ص	۲۰۰۸۳	ض	۶۸۲
ط	۱۳۰۷	ظ	۷۸۲	ع	۹۲۷۴	غ	۹۲۱۱	ف	۴۴۱۸
ق	۶۶۱۲	ك	۱۰۶۲۸	ل	۳۳۵۲۰	م	۲۶۵۱۵	ن	۴۴۱۹۰
و	۲۵۵۸۹	ہ	۱۶۰۷۰	لا	۴۷۲۰	ی	۲۵۹۰۹	کل حروف	۳٬۵۱٬۳۱۸

۲۱۳۷۔ صحیح سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فیمن قرا حرفا من القرآن ماله من الاجر (۲۹۱۰)، دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل من قراء القرآن (۲/ ۵۲۱ ح ۳۳۰۸)

اعراب

زبر	۳۹۵۵۲	زیر	۵۳۲۴۳	پیش	۸۸۰۴
نقاط	۱۰۵۶۸۴	تشدید	۱۲۵۳	مدات	۱۷۷۱

قرآن مجید کا پہلا حرف ب قرآن کا درمیانی حرف بقول صاحب قوفی لفظ و لیتلطف کی ''ت''

اور بقول تفسیر اتقان ف قرآن مجید کا آخیر حرف س

اعشار کوفی	۴۳۳	اعشار بصری	۶۲۳	اخماس کوفی	۴۴۷
اخماس بصری	۱۲۴۶	آیات کوفی	۶۲۳۶	آیات بصری	۶۲۱۶
آیات شامی	۶۲۵۰	آیات مکی	۶۲۱۲	آیات عراق	۶۲۱۴
آیات نامہ	۶۶۶۶				

نوٹ: ...... پورے قرآن مجید میں الف سے ی تک تین لاکھ اکیاون ہزار تین سو اٹھارہ حروف ہیں۔ جب ان سب کو دس سے ضرب دیا گیا تو حاصل ضرب پینتیس لاکھ تیرہ ہزار ایک سو اسی ہوئے تو اس حساب سے ایک مرتبہ قرآن مجید کے ختم کرنے کا ثواب پینتیس لاکھ تیرہ ہزار ایک سو اسی ملا۔ سبحان اللہ اتنا بڑا اجر عظیم اور کسی چیز کے پڑھنے سے نہیں ملے گا۔

مذکورہ بالا حرفوں کی گنتی کے اعداد رحمۃ للعالمین کی تیسری جلد سے لیے گئے ہیں مگر حرف '' لا '' ''انوار السواطع القرآن'' سے لیا گیا ہے ان سب کی مزید تفصیل و توضیح تفسیر ابن کثیر اور الاکسیر فی اصول التفسیر اور اتقان وغیرہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

٢١٣٨۔ وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيْثِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: أَوْ قَدْ فَعَلُوهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ)) قُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَ: ((كِتَابُ اللهِ، فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ، وَ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللهُ، وَ مَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللهِ الْمَتِيْنُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ، وَ لَا تَلْتَبِسُ

٢١٣٨۔ حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا گذر مسجد میں ہوا تو میں نے دیکھا کہ لوگ بیکار باتوں میں مشغول ہیں یعنی غلط سلط کہانیوں میں لگے ہوئے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کو چھوڑے ہوئے ہیں تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دیا تو آپ نے فرمایا کیا وہ لوگ ایسا کر رہے ہیں۔ یعنی قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کو چھوڑ کر بیکار باتوں میں لگے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ آئندہ فتنہ ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فتنے سے خلاصی اور نجات کس طرح ہوگی۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ اور قرآن مجید پر عمل کرنے سے جس سے پہلے لوگوں کی خبریں ہیں اور تمہارے بعد کے آنے والوں کی بلکہ قیامت تک کی خبریں ہیں ہمارے تمہارے درمیان اس میں حلال حرام جائز ناجائز کاموں کا حکم ہے اور حق و ناحق کا فیصلہ ہے یہ کوئی ٹھٹھا مذاق نہیں کھیل نہیں ہے اور نہ بیہودہ کلام ہے

٢١٣٨۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى فضل القرآن (٢٩٠٦)، حارث اعور ضعیف راوی ہے۔ دارمى تكتاب فضائل القرآن باب فضل من قراء القرآن (٣٣٣١)

بِهِ الْأَلْسِنَةُ، وَ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَ لَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ، وَ لَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ؛ هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ﴾ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَ مَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ، وَ مَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ، وَ مَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ، وَ فِي الْحَارِثِ مَقَالٌ.

جس سرکش اور متکبر شخص نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک و برباد کرے گا اور جس نے قرآن مجید کے علاوہ اور جگہ ہدایت تلاش کی تو خدا اس کو گمراہ کر دے گا۔ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے اور یہی ذکر حکیم ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس کی پیروی سے خواہش کج نہیں ہوتی ہیں یعنی قرآن مجید کی پیروی کرنے سے کجی نہیں لاحق ہوتی اور نہ اس کی اتباع سے خواہشات میں کجی واقع ہوتی ہے اور قرآن مجید کی زبان دوسری زبان سے نہیں ملتی جلتی ہے یعنی اس کی فصاحت و بلاغت کو کوئی کلام نہیں پہنچ سکتا ہے علما کبھی اس سے آسودہ نہیں ہو سکتے اور نہ بار بار پڑھنے اور تلاوت کرنے سے پرانا ہوتا ہے اور نہ بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہو سکتے ہیں یہی تو وہ کلام ہے جب جنوں نے اس کو سنا تو ان سے نہیں رہا گیا یہاں تک کہ وہ بول پڑے ((انا سمعنا قرانا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به)) یعنی ''ہم نے عجیب قرآن سنا جو بھلائی اور ایمان کی طرف رہنمائی کرتا ہے ہم اسی پر ایمان لے آئے جس نے قرآن کے موافق کہا''۔ اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر و ثواب دیا جائے گا اور جس نے اس کے موافق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے قرآن مجید کی طرف بلایا اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔ (ترمذی، دارمی)

امام ترمذی نے فرمایا اس کی سند مجہول ہے اور اس حدیث کا راوی حارث اعور جھوٹا ہے اس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے؟

٢١٣٩ - وَعَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَ عَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ؛ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا؟)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُودَاوُدَ.

۲۱۳۹۔ معاذ بن رضی اللہ عنہ جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن مجید پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا تو اس کے بدلے میں قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی اگر وہ سورج تمہارے گھروں میں ہو پس اس کے ساتھ کیا گمان ہوگا جس نے اس پر عمل کیا۔ (احمد۔ ترمذی)

توضیح:......یعنی قرآن مجید کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے قاریٔ قرآن کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک دمک اور روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی اگر وہ سورج بفرض محال تمہارے گھروں میں ہو تو اس کی روشنی گھر سے باہر نہ ہو تو ظاہر بات ہے اس حالت میں سورج کی روشنی بہت ہوگی۔ اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔

قرآن کی فضیلت کا مزید بیان

٢١٤٠ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِي

۲۱۴۰۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اگر قرآن مجید کو کچے چمڑے میں بند کر

٢١٣٩ - اسناده ضعيف مسند احمد (٣/ ٤٤٠)، سنن ابی داؤد كتاب الوتر باب فی ثواب قراءة القرآن (١٤٥٣)، زبان بن فائد ضعیف راوی ہے۔

٢١٤٠ - حسن، سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب فضل من قرا القرآن (٢/ ٤٣٠ ح ٣٣١٣)

إِهَابٍ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

کے آگ میں ڈالا جائے تو نہیں جلے گا۔ (دارمی) (یہ قرآن اور بدن مراد ہے یعنی اگر قرآن مجید پڑھنے والے کو آگ میں ڈال دیا جائے تو قرآن کی برکت سے نہیں جلے گا وہ بھی معجزہ ہے)

٢١٤١۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ، فَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَ حَرَّمَ حَرَامَهُ؛ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، وَ شَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَ حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّاوِيِّ لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ، وَيُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

۲۱۴۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن مجید پڑھ لیا اور اس کو زبانی کرلیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کرے گا جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں۔ (احمد' ترمذی، ابن ماجہ دارمی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور حفص بن سلیمان راوی قوی نہیں ہے' وہ حدیث میں ضعیف مانا گیا ہے۔

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

٢١٤٢۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ؟)) فَقَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَ لَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَ لَا فِي الزَّبُوْرِ وَ لَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا، وَ إِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ أُعْطِيْتُهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ رَوَى الدَّارِمِيُّ مِنْ قَوْلِهِ: ((مَا أُنْزِلَتْ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۲۱۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے دریافت فرمایا کہ نماز میں قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہو یعنی نماز میں کونسی سورت پڑھتے ہو تو انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے سورہ فاتحہ جیسی سورت نہ توریت میں اتری اور نہ انجیل نہ زبور میں نازل ہوئی اور نہ قرآن مجید ہی میں ایسی سورت اتری ہے سورہ فاتحہ میں سات آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی سورت قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ (ترمذی' دارمی)

قرآن پر عمل کرنے کا بیان

٢١٤٣۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۲۱۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢١٤١۔ اسناده ضعيف جداً ، مسند احمد (١/ ١٤٨، ١٤٩)، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى فضل قارى القرآن (٢٩٠٥)، ابن ماجه المقدمه باب فضل من تعلم القرآن وعلمه (٢١٦)، حفص بن سلیمان متروک الحدیث راوی ہے اور کثیر بن زاذان مجہول ہے۔

٢١٤٢۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى فضل فاتحة الكتاب (٢٨٧٥)، ابن خزيمه (٥٠٠، ٥٠١ وابن حبان ١٧١٤)، دارمى كتاب فضائل القرآن باب فضل فاتح الكتاب (٢/ ٥٣٨ ح ٣٣٧٣)

٢١٤٣۔ حسن، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى فصل سورة البقرة وآية الكرسى (٢٨٧٦)، ابن ماجه المقدمه باب فضل من تعلم القرآن وعلمه (٢١٧)، ابن خزيمه (١٥٠٩ وابن حبان ١٧٨٩ والحاكم ١/ ٤٤٣)

((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَؤُوهُ، فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَ قَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوحُ رِيحُهُ كُلَّ مَكَانٍ، وَ مَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوْكِيَ عَلَى مِسْكٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

فرمایا کہ تم قرآن مجید سیکھو اور اس کو پڑھو کیونکہ جس نے قرآن مجید پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا تو اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے جس کے اندر مشک بھرا ہوا ہو جس کی خوشبو سب جگہ پہنچتی ہے اور جس نے قرآن مجید سیکھ لیا اور وہ اس کے دل ہی دل میں رہا نہ اس کو بار بار پڑھا اور نہ اس پر عمل کیا بلکہ سوتا رہا اور غافل رہا تو اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کا منہ باندھ دیا گیا ہو (جس کی وجہ سے اس کی خوشبو کہیں نہیں پہنچتی۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۲۱۴۴۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ ﴿حم﴾ الْمُؤْمِنَ إِلَى ﴿إِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾، وَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ حِينَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتَّى يُمْسِيَ، وَ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا حِينَ يُمْسِي حُفِظَ بِهِمَا حَتَّى يُصْبِحَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۲۱۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت سورہ حم کو الیہ المصیر تک پڑھا اور آیۃ الکرسی کو پڑھا تو شام تک ان دونوں سورتوں کی برکت سے اس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے شام کو پڑھا تو صبح تک اس کی نگرانی کی جائے گی۔ (ترمذی، دارمی)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی حقیقت

۲۱۴۵۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَ لَا تُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۲۱۴۵۔ نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں سے سورہ بقرہ کی خاتمہ کی دو آیتیں نازل فرمائی ہیں جس گھر میں تین رات یہ آیتیں پڑھی جائیں گی شیطان اس گھر کے قریب نہیں آئے گا۔ (ترمذی، دارمی)

سورۂ کہف کی فضیلت

۲۱۴۶۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۲۱۴۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سورہ کہف کی شروع کی تین آیتیں پڑھتا رہے تو وہ دجال کے فتنہ سے بچا لیا جائے گا۔ (ترمذی)

۲۱۴۴۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب فضل سورة البقرة وآية الكرسى (۲۸۷۹)، عبدالرحمٰن الملیکی ضعیف راوی ہے، دارمى كتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسى (۲/ ۵۴۱ ح ۳۳۸۶)

۲۱۴۵۔ اسناده حسن، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى اخر سورة البقرة (۲۸۸۲)، حاكم ابن (۱/ ۵۶۲)، وابن حبان ۱۷۲۶، دارمى كتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسى (۸۸۳۳)

۲۱۴۶۔ ضعيف، سنن الترمذى كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فى فضل سورة الكهف (۲۸۸۶)، شاذ ہے۔

٢١٤٧۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا، وَقَلْبُ الْقُرْآنِ ﴿يٰس﴾ وَمَنْ قَرَأَ ﴿يٰس﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِقِرَائَةِ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

٢١٤٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورۂ یٰسین ہے اور جس نے سورہ یٰسین کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ (ترمذی، دارمی) (یعنی جس نے ایک بار سورہ یٰسین پڑھی تو گویا کہ اس نے دس مرتبہ قرآن مجید ختم کیا)

٢١٤٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ قَرَأَ ﴿طٰه﴾ وَ ﴿يٰس﴾ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ، فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ: طُوبَىٰ لِأُمَّةٍ يُنْزَلُ هٰذَا عَلَيْهَا، وَطُوبَىٰ لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا، وَطُوبَىٰ لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا))۔ رَوَاهُ دارمی

٢١٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین آسمان کے پیدا کرنے سے ایک ہزار پہلے اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین کو پڑھا جب فرشتوں نے قرآن مجید کو سنا تو کہا وہ قوم مبارک ہے جس پر یہ اتارا جائے گا اور وہ بھی مبارکبادی کے قابل ہے جو اس کو اٹھائیں گے اور یاد کریں گے اور وہ زبان بھی قابل مبارک ہے جو اس کو پڑھے گی۔ (دارمی)

٢١٤٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ ﴿حٰم﴾ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةٍ، أَصْبَحَ، يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَ عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ الرَّاوِيُّ يُضَعَّفُ، وَ قَالَ مُحَمَّدٌ ۔ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ ۔: هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

٢١٤٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رات کو سورہ دخان پڑھی تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی)

٢١٥٠۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ (حٰم) الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَهِشَامٌ أَبُو الْمِقْدَامِ الرَّاوِيُّ يُضَعَّفُ

٢١٥٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جمعہ کی رات میں سورہ حم دخان پڑھے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

٢١٤٧۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب من جاء فی فضل يس (٢٨٨٧)، ابو محمد ہارون مجہول راوی ہے۔

٢١٤٨۔ اسناده ضعيف، سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب فضل سورة طه و يٰس (٢/ ٤٥٦ ح ٣٤٠٧)، ابراہیم بن مہاجر بن سمار ضعیف راوی ہے۔

٢١٤٩۔ اسناده ضعيف جداً سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل حم الدخان (٢٨٨٨)، عمر بن ابی خثعم منکر الحدیث ہے۔

٢١٥٠۔ اسناده ضعيف جداً، سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل حم الدخان (٢٨٨٩)، ابو المقدام ہشام بن زیاد متروک راوی ہے۔

٢١٥١- وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ، يَقُوْلُ:((إِنَّ فِيهِنَّ آيَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاؤد.

۲۱۵۱۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات کو پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

٢١٥٢- رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ خَالِدِبْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلاً وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

۲۱۵۲۔ نیز دارمی نے اس حدیث کو خالد بن معدان سے مرسل بیان کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

توضیح: ...... مسبحات سے وہ سورتیں مراد ہیں جن کے شروع میں سبح یا یسبح یا سبح یا سبحان کا لفظ اور وہ سات سورتیں ہیں:

(۱) سبحان الذی اسری بعبدہ **(۲) سورہ حدید**

(۳) سورہ حشر **(۴) سورہ صف** **(۵) سورہ جمعہ**

(۶) سورہ تغابن **(۷) سبح اسم ربك الاعلی.**

اور ان میں ایک آیت جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے وہ کون سی آیت ہے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کسی نے کہا وہ آیت ﴿لو انزلنا هذا القران .....الخ﴾ اور کسی نے کہا: ﴿هو الاول والاخر..... الخ﴾ ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ شب قدر کی طرح یہ بھی پوشیدہ ہے۔ (واللہ اعلم)

سورۃ الملک کی فضیلت کا بیان

٢١٥٣- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْآنِ، ثَلَاثُوْنَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾- رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجه

۲۱۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں تیس آیت والی ایک سورت ہے جس نے ایک آدمی کے لیے سفارش کی تو قبول کی گئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی اور وہ سورت تبارك الذی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

٢١٥٤-وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ خِبَائَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا

۲۱۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کسی صحابی نے بے خبری میں ایک قبر پر خیمہ نصب کیا اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس جگہ کوئی قبر ہے

٢١٥١- اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الادب ما يقول عند النوم (٥٠٥٧)، الترمذی كتاب فصائل القرآن باب ٢١ (٢٩٢١)، بقیہ بن ولید مدلس راوی ہے سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٢١٥٢- ضعيف سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب فضل حم الدخان (٢/ ٤٥٨ ح ٣٤٢٧)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٢١٥٣- اسناده حسن، سنن ابی داوٗد كتاب شهر رمضان باب فی عدد الامی (١٤٠٠)، الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل سورة الملك (٢٨٩١)، ابن ماجه كتاب الادب باب ثواب القرآن (٣٧٨٦)، ابن حبان (١٧٦٦ و حاكم ٢/ ٤٩٧، ٤٩٨)، مسند احمد (٢/ ٢٩٩، ٣٢١)

٢١٥٤- اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل سورة الملك (٢٨٩٠)، یحییٰ بن عمرو بن مالک ضعیف راوی ہے۔

يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ، فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، فَأَتَى النَّبِىَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((هِىَ الْمَانِعَةُ، هِىَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حالانکہ وہاں ایک آدمی کی قبر تھی جس میں مردہ سورہ تبارك الذى بيده الملك پڑھ رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سورت گناہوں سے روکنے والی ہے۔ عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔ (ترمذی)

۲۱۵۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ لَايَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ: ﴿الم تنزيل﴾ وَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِىُّ، وَالدَّارِمِىُّ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَكَذَا فِى ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) وَفِى ((الْمَصَابِيحِ)) غَرِيبٌ

۲۱۵۵۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت سورہ الم تنزیل السجدہ اور سورہ تبارك الذى پڑھ کر سوتے تھے جب تک ان سورتوں کو نہیں پڑھ لیتے تب تک نہیں سوتے۔ (احمد، ترمذی، دارمی، شرح السنہ)

۲۱۵۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((﴿إِذَا زُلْزِلَتْ﴾ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ، وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ۔

۲۱۵۶۔ حضرت ابن عباس ؓ اور انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ ﴿اذا زلزلت الارض﴾ نصف قرآن کے برابر ہے یعنی اس کے پڑھنے سے آدھے قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے اور سورہ ﴿قل هو الله احد﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی اس کے پڑھنے سے تہائی قرآن مجید پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور سورہ ﴿قل يايها الكافرون﴾ چوتھائی قرآن مجید کے برابر ہے یعنی اس سورت کے پڑھنے سے چوتھائی قرآن مجید کے پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

۲۱۵۷۔ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ؓ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، فَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِىَ، وَإِنْ مَاتَ فِىْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

۲۱۵۷۔ حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ ((اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم.)) اس کے بعد سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اسی دن مر گیا تو شہید ہو کر مرے گا اور جو شام کے وقت اس کو پڑھے گا تو

۲۱۵۵۔ اسناد ضعیف مسند احمد (۲/ ۲۴۰)، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل سورة الملك (۲۸۹۲)، لیث بن ابی سلیم ضعیف اور ابو زبیر مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورة تنزيل السجدة وتبارك (۲/ ۵۴۷ ح ۳۴۱۱)، شرح السنة (۴/ ۴۷۲ ح ۱۲۰۷ ومصابيح السنة (۴/ ۱۲۲ ح ۱۵۵۴)

۲۱۵۶۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی اذا زلزلت (۲۸۹۴)، یمان بن مغیرہ ضعیف راوی ہے۔

۲۱۵۷۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۲۲ (۲۹۲۲)، خالد بن طہمان ضعیف راوی ہے۔ دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل حم الدخان (۲/ ۵۵۰ ح ۳۴۲۵)

مَاتَ شَهِيدًا، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

اس کا بھی یہی درجہ ہے۔ (ترمذی)

توضیح: ......سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں یہ ہیں:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے وہ نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ' پاک ذات (عیب سے) سالم' امن دینے والا' نگہبان' زبردست' خود مختار' عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے بری و پاک ہے اللہ وہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے' موجد صورت بنانے والا ہے' اس کے اچھے اچھے نام ہیں ہر چیز جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی پاکی بیان کرتی ہے وہی زبردست حکمت والا ہے۔'' (ترمذی)

٢١٥٨۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةً ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً؛ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَتِهِ ((خَمْسِينَ مَرَّةً))، وَلَمْ يَذْكُرْ: ((إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ))

٢١٥٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزانہ دن بھر میں دو دفعہ ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرضہ ہو۔ (ترمذی' دارمی) یعنی قرض معاف نہیں ہوگا کیونکہ یہ حق العباد ہے

٢١٥٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَنَامَ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ مَرَّةٍ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَهُ الرَّبُّ: يَا عَبْدِيْ، ادْخُلْ عَلَى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

٢١٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کیا ہے تو اپنے داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو اپنی داہنی طرف سے جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

٢١٥٨۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورة الاخلاص (٢٨٩٨)، حاتم بن میمون ضعیف راوی ہے۔ دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل قل ھو اللہ احد (٢/ ٥٥٣ ح ٣٤٣٨)

٢١٥٩۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورة الاخلاص (٢٨٩٨)، حاتم بن میمون ضعیف ہے، کما تقدم

۲۱۶۰۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلاً یَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) قُلْتُ: وَ مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: ((الْجَنَّةُ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَالنِّسَائِیُّ

۲۱۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی، میں نے عرض کیا کیا چیز واجب ہوگئی تو آپ نے فرمایا: جنت۔ (مالک، ترمذی، نسائی) (یعنی ﴿قل ھو اللہ احد﴾ کے پڑھنے والے کے لیے جنت واجب ہوگئی)

سورۃ الکافرون کی فضیلت کا بیان

۲۱۶۱۔ وَعَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ ﷛ عَنْ أَبِیْهِ: أَنَّهُ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِیْ شَیْئًا أَقُوْلُهُ إِذَا أَوَیْتُ إِلَی فِرَاشِیْ فَقَالَ: ((اقْرَأْ ﴿قُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالدَّارِمِیُّ

۲۱۶۱۔ فروہ بن نوفل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے کہ بستر پر جاتے ہوئے رات کو پڑھ لیا کروں آپ نے فرمایا تم ﴿قل یایھا الکافرون﴾ پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ سورت شرک سے بیزاری ظاہر کرتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

۲۱۶۲۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ قَالَ: بَیْنَا أَنَا أَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَیْنَ الْجُحْفَةِ وَ الأَبْوَاءِ، إِذْ غَشِیَتْنَا رِیْحٌ وَ ظُلْمَةٌ شَدِیْدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ یَتَعَوَّذُ بِـ﴿أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ ﴿أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ وَ یَقُوْلُ: ((یَا عُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

۲۱۶۲۔ عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام جحفہ اور ابواء کے درمیان چل رہے تھے کہ اتنے میں سخت آندھی چلی جس نے ہم کو گھیر لیا اور بہت سخت اندھیرا چھا گیا رسول اللہ ﷺ سورۂ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ پڑھ کر پناہ مانگنے لگے اور فرمایا اے عقبہ! تم ان دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ مانگا کرو کسی پناہ پکڑنے والے نے ان دونوں سورتوں کے مثل اور کسی کے ساتھ پناہ نہیں پکڑی ہے یعنی یہ دونوں سورتیں پناہ پکڑنے کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ (ابوداؤد)

سورۂ اخلاص اور معوذتین صبح وشام تین مرتبہ پڑھنا مسنون ہے

۲۱۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَیْبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا فِیْ لَیْلَةِ مَطَرٍ وَ ظُلْمَةٍ شَدِیْدَةٍ نَطْلُبُ

۲۱۶۳۔ عبداللہ بن خبیب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے بارش کی رات اور سخت اندھیرے میں نکلے تلاش

۲۱۶۰۔ حسن، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورة الاخلاص (۲۸۹۷)، النسائی کتاب الافتتاح باب الفضل فی قراء ة قل ھواللہ احد (۹۹۵)، حاکم (۱/ ۵۶۶)، موطا امام مالك کتاب القرآن باب قراء ة قل ھول اللہ احد (۱/ ۲۰۸ ح ۸)

۲۱۶۱۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الادب باب مایقول عندالنوم (۵۰۵۵)، الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فیمن یقرأ القرآن عند المنام (۳۴۰۳)، دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل قل یا ایھا الکافرون (۲/ ۵۵۱ ح ۳۴۲۷)

۲۱۶۲۔ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی المعوذتین (۱۴۶۳)

۲۱۶۳۔ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الادب با ما یقول اذا اصبح (۵۰۸۲)، الترمذی کتاب الدعوات باب ۱۱۷ (۳۵۷۵)، النسائی کتاب الاستعاذة باب ۱ (۵۴۳۲)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَدْرَكْنَاهُ، فَقَالَ: ((قُلْ)) قُلْتُ: مَاأَقُوْلُ؟ قَالَ: ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، حِيْنَ تُصْبِحُ وَ حِيْنَ تُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

کرتے کرتے آپ کو پا لیا آپ نے فرمایا کہو۔ میں نے عرض کیا کیا کہوں آپ نے فرمایا﴿قل هو الله احد﴾ اورمعوذتین یعنی ﴿قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق﴾ روزانہ صبح وشام تین مرتبہ پڑھتے رہو تو ہر برائی سے کفایت کرے گی اور ہر بلا اور آفت رکے گی۔ (ترمذی' ابوداؤ د' نسائی)

سورۂ ھود اور سورۂ یوسف کی فضیلت کا بیان

۲۱۶۴۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرَأُ سُوْرَةَ ﴿هُوْدٍ﴾ أَوْسُوْرَةَ ﴿يُوسُفَ﴾؟ قَالَ: ((لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالنِّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

۲۱۶۴۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پناہ حاصل کرنے کے لیے سورہ ہود اور سورہ یوسف کو پڑھا کروں آپ نے فرمایا اس سلسلے میں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ سے کوئی بہتر سورت نہیں ہے۔ (احمد' نسائی' دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

۲۱۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْرِبُوا الْقُرْآنَ، وَ اتَّبِعُوا غَرَائِبَهُ، وَغَرَائِبُهُ فَرَائِضُهُ وَ حُدُوْدُهُ))۔

۲۱۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے معانی کو بیان کرو اور قرآن مجید کے غرائب کی پیروی کرو اور اس کے غرائب اس کے فرائض اور حدود ہیں۔ (بیہقی)

توضیح:......فرائض سے وہ احکام الٰہی مراد ہیں جن کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اوامر اور حدود سے وہ مراد ہیں جن کے ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی نواہی یعنی قرآن مجید کے مطالب کو کھول کھول کر بیان کرو اور جو نادر لغت اس میں ہیں ان کو دریافت کرو ان کے معنی سمجھو اور ان میں غور وفکر کرو اور ان کے احکام کو ظاہر کرو اپنے دل میں چھپا کر مت رکھو۔

ایک شبہ کا ازالہ اس حدیث میں لفظ اعربوا القران...... الخ اعراب کے معنی بہت سے ہیں جن میں سے ایک حروف پر زبر زیر پیش کا لگانا بھی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پر اعراب لگانا بدعت حسنہ ہے نبی کے زمانے میں اس طرح کا اعراب قرآن مجید پر نہیں ہوا تھا بعد میں لگایا گیا ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اعربوا القرآن عام ہے یہ حکم جس طرح تبیین معنی کو اظہار حروف اور الفاظ عند التلاوت اور اظہار احکام کو شامل ہے اسی طرح سے عند الکتابتہ حروف و الفاظ پر اعراب یعنی زبر زیر پیش جزم وتشدید لگانے کو بھی شامل ہے لہٰذا قرآن مجید کے حرفوں اور آیتوں پر اصطلاحی اعراب لگانا بدعت نہیں ہے اللہ اعلم بالصواب۔

۲۱۶۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قِرَائَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَائَةِ

۲۱۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا بہتر ہے غیر نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے سے

۲۱۶۴۔ اسناده صحيح، سنن النسائي الافتتاح باب الفصل فى قراءة المعوذتين (۹۵۴)، ابن حبان (۱۷۷۶)، حاكم (۲/ ۵۴۰)، دارمى كتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذتين (۲/ ۵۵۳ ح ۳۴۳۹)

۲۱۶۵۔ اسناده ضعيف جداً، شعب الايمان (۲۲۹۳)، معارک بن عباد ضعیف۔ اور عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری متروک ہے۔

۲۱۶۶۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (۲۲۴۳)، فضل بن سلیمان ضعیف اور رجل من بنی مخزوم، مجہول راوی ہے۔

الْقُرْآنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلاةِ، وَ قِرَائَةُ الْقُرْآنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلاةِ أَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَ التَّكْبِيْرِ، وَ التَّسْبِيْحُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَالصَّدَقَةُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ))

اور قرآن مجید کا پڑھنا بغیر نماز کے بہتر ہے تسبیح اور تکبیر سے اور تسبیح بہتر ہے صدقہ خیرات سے اور صدقہ بہتر ہے روزے سے اور روزہ جہنم کے لیے ڈھال ہے۔ (بیہقی)

٢١٦٧۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قِرَائَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفُ دَرَجَةٍ، وَقِرَائَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلَى ذٰلِكَ إِلَى أَلْفَيْ دَرَجَةٍ))

۲۱۶۷۔ حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کا زبانی پڑھنا بغیر قرآن مجید کے دیکھنے ہزاروں درجے کا ثواب ملتا ہے اور قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا دو گنے دو ہزار درجے کے برابر ہے۔ (بیہقی)

توضیح: ...... قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے میں اس لیے ثواب زیادہ ہے کہ اس میں تدبر اور تفکر کا زیادہ موقع ملتا ہے اور اس کا ہاتھ میں لینا اور دیکھنا بھی عبادت ہے؟

٢١٦٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا جَلاؤُهَا؟ قَالَ: ((كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ، وَتِلاوَةِ الْقُرْآنِ))۔ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الأَحَادِيْثَ الأَرْبَعَةَ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَانِ))

۲۱۶۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا پانی پڑنے کی وجہ سے زنگ آلود ہو جاتا ہے آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کون سی چیز کرنے والی اور روشن کرنے والی ہے آپ نے فرمایا موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ (بیہقی) [یعنی زیادہ موت کو یاد کرنے اور قرآن مجید کے پڑھنے سے دل کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور اس میں صفائی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے]۔

٢١٦٩۔ وَعَنْ، أَيْفَعِ بْنِ عَبْدِ الْكَلاعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! أَيُّ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ: ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ)) قَالَ: فَأَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: آيَةُ الْكُرْسِيِّ ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ قَالَ: فَأَيُّ آيَةٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! تُحِبُّ أَنْ تُصِيْبَكَ وَ أُمَّتَكَ؟ قَالَ: ((خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ

۲۱۶۹۔ حضرت ایفع بن عبدالکلاعی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے آپ نے فرمایا ﴿قل هو الله احد﴾ اس نے کہا قرآن مجید میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی ﴿الله لا اله الا هو الحی القیوم﴾ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے لیے اور اپنی امت کے لیے کس سورت کو پسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا سورہ بقرہ کی خاتمہ والی آیتیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے اور اس کے عرش

٢١٦٧۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٢٢١٨)، عثمان بن عبداللہ بن اوس مجہول اور رجاء بن حارث ضعیف ہے۔

٢١٦٨۔ اسناده ضعيف جداً، شعب الايمان (٢٠١٤)، عبدالرحیم بن ہارون کذاب ہے اور دوسری سند میں عبداللہ بن عبدالعزیز بن رواد ضعیف جداً ہے۔

٢١٦٩۔ اسناده ضعيف، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسى (٢/ ٤٤٧ ح ٣٣٨٣)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهِ، أَعْطَاهَا هٰذِهِ الْأُمَّةَ، لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

کے نیچے سے اتاری گئیں ہیں ان آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں اس کے اندر موجود ہیں۔ (دارمی)

۲۱۷۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيمَانِ))

۲۱۷۰۔ عبدالملک بن عمیر مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ فاتحہ میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ (دارمی، بیہقی)

۲۱۷۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ، قَالَ: مَنْ قَرَأَ آخِرَ (آلِ عِمْرَانَ) فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔

۲۱۷۱۔ حضرت عثمان ؓ بن عفان بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات میں سورہ آل عمران کا آخری حصہ یعنی ﴿ان فی خلق السموت والارض﴾ سے آخر تک پڑھے تو تہجد کے برابر اس کو ثواب لکھا جاتا ہے۔ (دارمی)

سورۂ آل عمران جمعہ کے دن پڑھنے کی فضیلت

۲۱۷۲۔ وَعَنْ مَكْحُولٍ، قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ (آلِ عِمْرَانَ) يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ. رَوَاهُمَا الدَّارِمِيُّ۔

۲۱۷۲۔ مکحول بیان کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ آل عمران کو پڑھے تو رحمت کے فرشتے اس کے لیے رات تک دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (دارمی)

۲۱۷۳۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أُعْطِيتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَعَلَّمُوهُنَّ وَعَلِّمُوهُنَّ نِسَائَكُمْ، فَإِنَّهَا صَلَاةٌ وَقُرْبَاتٌ وَدُعَاءٌ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا

۲۱۷۳۔ جبیر بن نفیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو عرش کے نیچے کے خزانے سے اتری ہیں اور وہ مجھے دی گئیں ہیں تم ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ آیتیں رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہیں اور دعا ہیں۔ (دارمی)

۲۱۷۴۔ وَعَنْ كَعْبٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اقْرَؤُوا سُورَةَ (هُودٍ) يَوْمَ الْجُمُعَةِ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا

۲۱۷۴۔ حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن سورہ ہود کو پڑھا کرو۔ (دارمی)

۲۱۷۰۔ اسناده ضعیف، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل ماتحة الکتاب (۲/ ٤٤٥ ح ۳۳۷۳) ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ شعب الایمان (۲۲۷۰)

۲۱۷۱۔ اسناده ضعیف، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل آل عمران (۲/ ٤٥۲ ح ۳۳۹۹)، ابن لھیعہ مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

۲۱۷۲۔ صحیح سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فی آل عمران (۲/ ٤٥۲ ح ۳٤۰۰) مکحول تک سند صحیح ہے۔

۲۱۷۳۔ اسناده ضعیف، سنن الدارمی کتاب فضائل باب فی فضل اول سورة وآیة الکرسی (۲/ ٤٥٥ ح ۳۳۹۳)، سند مرسل ہے۔

۲۱۷٤۔ اسناده ضعیف، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل الانعام والسورة (۲/ ٤٥٤ ح ۳٤۰۷)، سند مرسل ہے۔

سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان

٢١٧٥۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

٢١٧٥۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے تو اس کے لیے دو جمعہ کے درمیان روشنی ہو گی یعنی اس کے دل میں ایمان و ہدایت کی روشنی پھیلے گی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان۔ (بیہقی)

٢١٧٦۔ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اقْرَؤُوا الْمُنْجِيَةَ وَهِيَ (آلم تَنْزِيْل)، فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رَجُلاً كَانَ يَقْرَؤُهَا، مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا، وَكَانَ كَثِيْرَ الْخَطَايَا، فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ، قَالَتْ: رَبِّ! اغْفِرْ لَهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ قِرَائَتِيْ، فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ تَعَالَى فِيْهِ وَقَالَ: اُكْتُبُوا لَهُ بِكُلِّ خَطِيْئَةٍ حَسَنَةً، وَ ارْفَعُوا لَهُ دَرَجَةً)) وَقَالَ أَيْضًا: ((إِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ، تَقُوْلُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَامْحُنِيْ عَنْهُ، وَ إِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهُ، فَتَمْنَعُهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) وَقَالَ فِيْ (تَبَارَكَ) مِثْلَهُ وَكَانَ خَالِدٌ لَا يَبِيْتُ حَتَّى يَقْرَأَ هُمَا وَ قَالَ طَاوُوسٌ: فُضِّلَتَا عَلَى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسِتِّيْنَ حَسَنَةً۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

٢١٧٦۔ خالد بن معدان نے کہا کہ تم ﴿الم تنزيل﴾ پڑھا کرو کیونکہ یہ سورت عذاب قبر اور تکلیف محشر سے نجات دینے والی ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورت کو پڑھا کرتا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا تو اس سورت نے اپنے دونوں بازوؤں کو اس پر پھیلا دیا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے میرے رب اس شخص کو بخش دے کیونکہ یہ مجھ کو بہت پڑھا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی سفارش کو قبول فرما لیا اور فرمایا اس بندے کے ہر ہر گناہ کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھو اس کے درجے کو بلند کرو اور معدان نے یہ بھی فرمایا کہ یہ سورت قبر میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ خدایا اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما لے اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے مٹا دے اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ سورت پرندے کی طرح ہو جائے گی جو اپنے پروں کو اپنے پڑھنے والے پر پر رکھ دے گی اور اس کی سفارش کرے گی اور عذاب قبر سے بچائے گی اور سورہ تبارك الذی کے بارے میں بھی اسی طرح فرمایا اور خالد جب تک ان دونوں سورتوں نہیں پڑھ لیتے تھے تب تک نہیں سوتے تھے۔ طاؤس راوی نے کہا کہ ان دونوں سورتوں کو قرآن مجید کی باقی تمام سورتوں پر ساٹھ نیکیوں کے برابر فضیلت دی گئی ہے۔ (دارمی)

٢١٧٧۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((مَنْ قَرَأَ (يس) فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلاً

٢١٧٧۔ عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شروع دن میں سورہ یٰسین پڑھے تو اس کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں دارمی نے اس حدیث کو مرسل طریقہ سے روایت کیا ہے۔

٢١٧٥۔ حسن، السنن الكبرى للبيهقي (٣/ ٢٤٩ حاكم ٢/ ٣٦٨)

٢١٧٦۔ ضعيف، سنن الدارمي كتاب فضائل القرآن باب فى فضل سورة تنزيل السجدة وتبارك (٢/ ٤٥٤ ح ٣٤١١)، عبدہ غیر معروف راوی ہے۔

٢١٧٧۔ اسناده ضعيف، سنن الدارمي كتاب فضائل القرآن باب فى فضل يس (٢/ ٤٥٧ ح ٣٤٢١)، سند مرسل ہے۔

۲۱۷۸۔ وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارِ الْمُزْنِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ (يس) ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، فَاقْرَؤُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الإِيْمَان))

۲۱۷۸۔ معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے سورہ یٰسین کو پڑھے تو اس کے اگلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور تم مرنے والے کے قریب سورہ یٰسین پڑھا کرو۔ (بیہقی)

سورۃ البقرہ کی فضیلت کا مزید بیان

۲۱۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا، وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ (الْبَقَرَةِ) وَإِنْ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَ إِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ الْمُفَصَّلُ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۱۷۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے اور قرآن مجید کی بلندی سورہ بقرہ ہے اور ہر چیز کے لیے مغز اور خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ مفصل ہے۔ (دارمی)

توضیح: ...... مفصل چھوٹی چھوٹی سورتوں کو کہتے ہیں جو سورہ حجرات سے آخر تک ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک طول مفصل وسط مفصل ان کی مزید تفصیل آگے آئے گی حدیث نمبر ۲۱۶۷ کا ترجمہ دیکھئے۔

۲۱۸۰۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ، وَ عَرُوْسُ الْقُرْآنِ (الرَّحْمٰن)

۲۱۸۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ ہر چیز کے لیے زینت ہے اور قرآن مجید کی زینت سورہ رحمٰن ہے۔ (بیہقی)

۲۱۸۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ (الْوَاقِعَةِ) فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا)) وَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَأْمُرُ بَنَاتَهُ يَقْرَأْنَ بِهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَان))

۲۱۸۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھے تو اس کو کبھی بھی محتاجی نہیں پہنچے گی عبداللہ بن مسعود اپنی لڑکیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھا کریں۔ (بیہقی)

۲۱۸۲۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى)۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۱۸۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ سبح اسم ربك الاعلی کو محبوب سمجھتے تھے۔ (احمد)

توضیح: ...... یوں تو تمام قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ آپ محبوب سمجھتے تھے لیکن بعض بعض سورتوں کو بعض بعض حیثیت سے زیادہ مرغوب سمجھتے تھے اس سورت میں حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کا تذکرہ حشر و نشر کا بھی بیان ہے۔

۲۱۷۸۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (۲۴۵۸ "رجل" مجہول ہے۔

۲۱۷۹۔ اسنادہ حسن، سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فی فصل سورۃ البقرۃ (۲/ ۴۴۷ ح ۳۳۸۰)

۲۱۸۰۔ اسنادہ موضوع، شعب الایمان (۲۴۹۴)، احمد بن حسن منکر الحدیث اور ابوعبدالرحمٰن السلمی کذاب راوی ہے۔

۲۱۸۱۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (۲۴۹۸)، اس روایت کی ساری سند تاریک ہے۔ شجاع غیر معروف راوی ہے۔

۲۱۸۲۔ اسنادہ ضعیف جداً، مسند احمد (۱/ ۹۶) ثویر بن ابی فاختہ ضعیف رافضی ہے۔

سورۃ الزلزال کی فضیلت کا بیان

۲۱۸۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: أَقْرِئْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: (اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ (آلر) فَقَالَ: كَبُرَتْ سِنِّيْ، وَ اشْتَدَّ قَلْبِيْ، وَ غَلُظَ لِسَانِيْ قَالَ: ((فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ (حم) فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، قَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرِئْنِيْ سُوْرَةً جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (إِذَا زُلْزِلَتْ) حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ أَبَدًا، ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ مَرَّتَيْنِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْ دَاوُدَ

۲۱۸۳۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے کچھ پڑھا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان تین سورتوں کو پڑھا کرو جن کی شروع میں ﴿الر﴾ ہے اس نے کہا میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میرا دل بھی سخت ہوگیا ہے اور زبان بھی سخت ہوگئی ہے۔ حافظہ میں کمزوری آ گئی ہے بھول جاتا ہوں زبان موٹی ہوگئی ہے جس سے مشکل مشکل آیتیں نہیں پڑھ سکوں گا تو آپ نے فرمایا تم ان تین سورتوں کو پڑھا کرو جن کے شروع میں ﴿حم﴾ ہے تو اس نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا اس کے بعد اس نے کہا یا رسول اللہ کوئی ایسی سورت مجھے یاد کرا دیجئے جو سب خوبیوں کی جامع ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ﴿سورہ اذا زلزلت الارض﴾ پڑھایا۔ اس شخص نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس پر زیادہ نہیں کروں گا پھر وہ پشت پھیر کر چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص کامیاب ہوگیا اس لفظ کو دو مرتبہ آپ نے فرمایا۔ (احمد، ابوداؤد)

توضیح: ......سورہ ﴿اذا زلزلت﴾ اس لیے جامع سورتوں میں ہے کہ اس میں سب برائی بھلائی کا بیان آ گیا ہے کہ جس نے ایک ذرہ کے برابر بھلائی کیا اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ کے برابر برائی کی ہے اس کو بھی دیکھ لے گا۔

۲۱۸۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ؟)) قَالُوْا: وَ مَنْ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالَ: ((أَمَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾؟))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

۲۱۸۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ روزانہ ہزار آیتیں پڑھا کرے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ روزانہ ہزار آیتوں کے پڑھنے کی کس کو طاقت ہے آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ﴿الھکم التکاثر﴾ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (بیہقی) یعنی اس سورت کے پڑھنے سے ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۲۱۸۵۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ مُرْسَلًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ عَشَرَ مَرَّاتٍ بَنَى لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ، وَ مَنْ قَرَأَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِيْ

۲۱۸۵۔ سعید بن میب رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو دس دفعہ ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھے تو اس پڑھنے والے کے لیے اس سورت کی برکت سے جنت میں محل تیار کیا جاتا ہے اور جو بیس آیتیں پڑھے تو جنت میں دو محل اس کے لیے بنائے جاتے ہیں

۲۱۸۳۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب شهر رمضان باب تحزیب القرآن (۱۳۹۹)، مسند احمد (۲/ ۱۶۹)

۲۱۸۴۔ اسناده ضعیف، شعب الایمان (۲۵۱۸) عقبہ بن محمد بن عقبہ معروف راوی ہے۔

۲۱۸۵۔ اسناده ضعیف سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فی فضل قل هو الله احد (۲/ ۴۵۹، ۴۶۰ ح ۳۴۳۲)، ارسال کی وجہ سے ضیف ہے۔

الْـجَـنَّةِ، وَ مَـنْ قَـرَأَهَا ثَلاثِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلاثَةُ قُـصُـوْرٍ فِـي الْـجَـنَّةِ)) فَـقَـالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷛: وَ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُـصُـوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللهُ أَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

اور جو تیس دفعہ پڑھے تو تین محل جنت میں تیار کیے جائیں گے حضرت عمر ﷛ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) اس طرح تو ہم بہت محل تیار کر لیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ (دارمی)

۲۱۸۶۔ وَعَنِ الْحَسَنِ، مُرْسَلاً: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((مَـنْ قَـرَأَ فِـيْ لَيْـلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ لَمْ يُحَاجَّهُ الْـقُـرْآنُ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، وَ مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِائَتَيْ آيَةٍ كُتِـبَ لَـهُ قُـنُـوتُ لَيْلَةٍ، وَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ خَـمْسَـمِائَةٍ إِلَى الأَلْفِ أَصْبَحَ وَ لَهُ قِنْطَارٌ مِنَ الأَجْـرِ)) قَالُوا: وَ مَا الْقِنْطَارُ؟ قَالَ: ((اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۱۸۶۔ حسن مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات میں سو آیتوں کو پڑھے تو قرآن مجید اس سے اس رات میں جھگڑا نہیں کرے گا۔ (بلکہ اس کے طرف سے حمایت کرے گا) اور جو رات میں دو سو آیتیں پڑھے تو اس کے لیے تمام رات قیام کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو رات میں پانچ سو آیتوں سے ہزار آیتیں پڑھ لے تو وہ صبح کو اس حال میں اٹھتا ہے کہ بہت ثواب کی ڈھیریاں اس کے پاس ہوں گی صحابہ کرام نے کہا۔ قنطار اور ڈھیری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک قنطارہ بارہ ہزار کے برابر ہے یعنی ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کی وجہ سے بارہ ہزار آیتوں کا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

❀❀❀❀

۲۱۸۶۔ اسناده ضعيف، سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب من قراء من مئة آية ابی الانف (۲/ ۴۶۶ ح ۲۴۶۲)، سند مرسل ہے۔

بَابُ اٰدَابِ التِّلَاوَةِ وَدُرُوْسِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید پڑھنے کے آداب وفضیلت

یعنی قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے اور بار بار تلاوت کرتے رہنا چاہیے بے توجہی اختیار کرنے سے بھول جانے کا خطرہ ہے یہ اللہ کا کلام ہے جسے ادب سے پڑھنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہیں اور اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے جلدی جلدی پڑھنا مناسب نہیں ہے اور تین دن سے پہلے ختم کرنا سنت کے خلاف ہے اور خوش الحانی اور تجوید سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے ان سب کا پورا بیان نیچے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قرآن کی محافظت کا بیان

۲۱۸۷۔ عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الإِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۱۸۷۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی حفاظت وخبر گیری کرتے رہو یعنی ہمیشہ تلاوت کرتے رہو تا کہ بھولو نہیں، خدا کی قسم! یہ قرآن مجید بہت جلد سینے سے نکل جاتا ہے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسی سے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... یعنی اگر اونٹ کا مالک اپنے اونٹ کو رسی سے باندھے رکھے اور اس کی نگرانی وحفاظت کرتا رہے تو وہ اس کے قبضہ میں رہے گا اور اگر اس نے اونٹ کی نگرانی نہیں کی تو وہ اونٹ رسی سے نکل کر بھاگ کھڑا ہو گا اور مالک کے قبضہ میں نہیں آئے گا اسی طرح سے اگر قاری قرآن ہمیشہ قرآن مجید کو نہیں پڑھتا رہے گا تو وہ قرآن اس کے دل سے نکل جائے گا اور بھول جائے گا اس لیے قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے۔

۲۱۸۸۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَمَا لِأَحَدِ أَنْ یَقُوْلَ: نَسِیْتُ آیَةَ کَیْتَ وَکَیْتَ؛ بَلْ نُسِّیَ، وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَزَادَ مُسْلِمٌ: ((بِعُقُلِهَا))

۲۱۸۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بات بری ہے کہ یوں کہے کہ میں قرآن مجید کے فلاں فلاں آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کو یاد کرتے رہو کیونکہ وہ آدمیوں کے سینوں سے بہت جلد نکل جاتا ہے جس طرح جانور اپنی رسی سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۱۸۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاهده (۵۰۳۳)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الامر بتعهد القرآن (۷۹۱[۱۸۴۴])

۲۱۸۸۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاهده (۵۰۳۲)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الامر یتهد القرآن (۷۹۰[۱۸۴۱])

توضیح: ...... قرآن مجید کے بارے یہ ادب سکھایا جا رہا ہے کہ یوں کہنا چاہیے کہ میں قرآن مجید بھول گیا کیونکہ اس سے اس کی لاپرواہی اور بے توجہی سمجھی جاتی ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ یوں کہنا چاہیے کہ میں بھلا دیا گیا جس سے افسوس سمجھا جاتا ہے اور یہ افسوس ظاہر کرنا حصول نعمت کا ذریعہ ہے۔

٢١٨٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا ، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢١٨٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کی مثال اس اونٹ کے مالک کی طرح ہے جس نے اپنے اونٹ کو رسی سے باندھ رکھا ہے اگر وہ اونٹ کی نگرانی اور دیکھ بھال رکھے تو وہ اس اونٹ کو روکے رکھے گا اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اونٹ جاتا رہے گا۔ (بخاری، مسلم) اس طرح سے اگر قرآن مجید کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو بھول جائے گا۔

٢١٩٠۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢١٩٠۔ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھتے رہو جب تک تمہاری طبیعت پڑھنے میں لگی رہے اور جب پڑھنے سے طبیعت اکتا جائے اور گھبرا جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور پڑھنا موقوف کر دو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... ہر عبادت بلکہ ہر کام کے لیے اطمینان اور خواہش اور دل بستگی ضروری ہے تاکہ وہ کام نہایت خشوع خضوع اور اخلاص سے ہو اور جب کام کرنے سے طبیعت اچٹ جائے اور دل نہ لگے تو اس کام میں بہتری نہیں ہے اسی طرح سے قرآن مجید کے پڑھنے میں بھی ہے کہ نہایت شوق اور اخلاص اور اطمینان اور رغبت سے پڑھنا چاہیے اور جب پڑھتے پڑھتے طبیعت گھبرا جائے تو موقوف کر دینا چاہیے یہی حال ہر عبادت کے لیے ہے۔

قرآنی الفاظ کی ادائیگی کا بیان

٢١٩١۔ وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ، ثُمَّ قَرَأَ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ ، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢١٩١۔ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالک سے دریافت کیا گیا رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کس طرح پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ آپ مد کر کے اور کھینچ کر پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے لام کے الف پر مد کرتے یعنی الف کو کھینچ کر پڑھتے اور لفظ رحمٰن کے الف کو کھینچ کر پڑھتے اور لفظ رحیم کے ی کو کھینچ کر پڑھتے۔ (بخاری)

٢١٨٩۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاهده (٥٠٣١)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الامر بتعهد القرآن (٧٩ [١٨٣٩])

٢١٩٠۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب اقرؤوا القرآن (٥٠٦٠)، مسلم کتاب العلم باب النهی عن اتباع عن اتباع مشابه القرآن (٢٦٦٧ [٦٧٧٧، ٦٨٨٧])

٢١٩١۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب مدالقراءة (٥٠٤٦)

توضیح:...... مد کے معنی کھینچنے کے ہیں قاریوں کی اصطلاح میں کہ تین الف کی مقدار کھینچنے کو مد طول اور دو الف کے مقدار کھینچنے کو مد توسط اور ایک الف کے مقدار کھینچنے کو مد قصر کہتے ہیں۔ مد کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور فرعی۔ مد اصلی اس کو کہتے ہیں کہ حروف کے بعد نہ سکون ہو نہ ہمزہ ہو۔ مد فرعی اس کو کہتے ہیں کہ حروف مدہ کے بعد سکون یا ہمزہ ہو۔ اور یہ چار قسمیں ہیں۔ متصل اور منفصل۔ لازم اور عارض۔ یعنی حروف مدہ کے بعد اگر ہمزہ آئے اور ایک کلمہ میں تو اس کو مد متصل کہتے ہیں۔ اور اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس کو مد منفصل کہتے ہیں۔ مثل جاء۔ جی۔ سوداء۔ فی انفسکم۔ قالوا امنا۔ ما انزل۔ حرف مد کے بعد جب سکون وقفی ہو مثل رحیم۔ تعلمون۔ تکذبان کے تو اس کو مد عارض کہتے ہیں اور اس میں طول و توسط قصر تینوں جائز ہیں اور جب حروف رہ کے بعد ایسا سکون ہو کہ کسی حالت میں حرف رہ سے جدا نہ ہو سکے اس کو لازم کہتے ہیں اور یہ چار قسم ہے اس واسطے کہ اگر حرف مدہ مقطعات میں ہو تو حرفی کہتے ہیں ورنہ کلمی کہیں گے پھر ایک کلمی حرفی دو قسم ہے مثقل اور مخفف اگر حرف مدہ کے بعد مشدد حرف ہے تو مثقل کہیں گے اور اگر محض سکون ہے تو مخفف ہو گی مد لازم حرفی مثقل اور مد لازم حرفی مخفف کی مثال الم۔ الر۔ کھیعص۔ حم۔ عسق۔ حم۔ طسم۔ ن ۔ ص۔ ق اور مد لازم کلمی مثقل کی مثال (دابۃ) اور مد لازم کلمی مخفف کی مثال (الئن) اور جب (وائو) یا(یا) ساکن کے پہلے فتحہ ہو اور اس کے بعد ساکن حرف ہو تو اس کو مد لین کہتے ہیں اور اس میں قصر۔ توسط۔ طول۔ تینوں جائز ہیں اور عین مریم اور شین شوریٰ میں قصر نہایت ضعیف ہے اور طول افضل و اولیٰ ہے۔

فائدہ:......سورہ آل عمران کا (الم اللّٰہ) وصل کی حالت میں میم ساکن اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے مفتوح پڑھی جائے گی اور اللہ کا ہمزہ نہ پڑھا جائے گا اور میم میں لازم ہے اس وجہ سے وصل میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں۔

فائدہ:......حرف مدہ جب موقوف ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک الف سے زائد نہ ہو جائے دوسرے یہ کہ بعد حرف مدہ کے ہاویا ہمزہ نہ زائد ہو جائے مثل (قالو فی مالا) جیسا کہ اکثر نہ خیال کرنے سے ہو جاتا ہے اس کی زیادہ توضیح فوائد مکیہ اور دیگر تجوید کی کتابوں میں ہے۔

قرآن کو ترنم سے پڑھنے کا بیان

٢١٩٢۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی خاص توجہ سے نہیں سنتا جتنی کہ اپنے نبی کی آواز کو جب کہ وہ قرآن مجید کو خوش الحان سے پڑھتا ہو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... یعنی جب نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام کو زور سے اور اچھی آواز سے پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خاص توجہ سے سنتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔

٢١٩٣۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاأَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَاأَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ

۲۱۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خاص توجہ سے کسی چیز کو نہیں سنتا جیسا کہ خاص توجہ سے سنتا

٢١٩٢۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من لم یتغنی بالقرآن (٥٠٢٣، ٥٠٢٤)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن (٧٩٢[١٨٤٥])

٢١٩٣۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی ﷺ الماهر بالقرآن (٧٥٤٤)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن (٧٩٢[١٨٤٧])

يَجْهَرُ بِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہے نبی ﷺ کی خوش آوازی کو جب کہ وہ قرآن مجید کو جہر کر کے پڑھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۱۹۴۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۱۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں ہے جو قرآن مجید کو جہر اور خوش آوازی سے نہ پڑھے۔ (بخاری)

توضیح: ...... تغنی بالقرآن کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اونچی آواز اور خوش الحانی سے پڑھے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے دنیا کے ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے یعنی جس کو قرآن مجید حاصل ہو گیا جو بہت بڑی دولت ہے تو اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ غیروں کے پاس جا کر اپنی حاجت روائی چاہے بلکہ قرآن مجید کی دولت سے جب کہ وہ مالا مال ہو گیا ہے تو اسے دوسروں سے بے نیاز ہونا چاہیے لیکن اگر کوئی باوجود قرآنی دولت کے حاصل کیے بے نیازی حاصل کرتا تو وہ نبی کے طریقہ پر نہیں ہے تغنی سے مراد موسیقی کے طور پر گانے کے نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا دوسروں سے قرآن سننے کا بیان

۲۱۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ)) فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)) فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۹۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے کہ مجھ سے فرمایا کہ تم قرآن مجید میرے سامنے پڑھ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے سامنے کیا قرآن مجید پڑھوں جبکہ آپ ہی کے اوپر اتارا جا رہا ہے آپ نے فرمایا میں دوسروں سے قرآن مجید کے سننے کو پسند کرتا ہوں تو میں نے سورہ النساء کی تلاوت شروع کی تو پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچا ﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد وجئنا بك على هولاء شهيدا﴾ یعنی اس وقت کیا حال ہو گا جب کہ ہر امت میں سے ایک گواہ کو اپنے سامنے بلائیں گے اور آپ کو بھی آپ کی امت پر گواہ کر کے لائیں گے یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب تم کو کافی ہے پڑھنا موقوف کر دو تو مڑ کر نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... یعنی آپ کو آپ اپنی امت کا خیال آیا جن میں سے کچھ اچھے ہوں گے اور کچھ برے اعمال والے ہوں گے آپ کو گواہ کی حیثیت سے خدا کے سامنے پیش ہونا ہو گا تو اس منظر کو یاد کر کے آپ رونے لگے کیونکہ آپ کو اپنی امت کا بہت خیال تھا اللہ تعالیٰ آپ پر بے انتہا درود و سلام بھیجے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں سے بھی قرآن مجید سننا مناسب ہے تاکہ غور و فکر کا موقع ملے۔

۲۱۹۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۱۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۱۹۴۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالی واسروا قولکم او جهر وابه (۷۵۲۷)

۲۱۹۵۔ صحیح بخاری کتاب تفسیر سورة النساء باب فکیف اذا اجئنا من کل امة یشهده (۴۵۸۲)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب فضل استماع القرآن (۸۰۰[۱۸۶۷، ۱۸۶۹])

۲۱۹۶۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورة لم یکن (۴۹۶۰، ۴۹۶۱)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب استحباب قراءة القرآن علی اهل الفضل (۷۹۹[۱۸۶۴])

اللّٰهِ ﷺ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ: اللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَ سَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَبَكٰى))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید پڑھوں ابی بن کعب نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے آپ نے فرمایا ہاں تو ابی بن کعب نے کہا کیا میں اللہ رب العلمین کے سامنے ذکر کیا گیا ہوں آپ نے فرمایا ہاں یہ سن کر ابی بن کعب کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ سورت پڑھوں تو کعب نے کہا کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر ابی رونے لگے۔ (بخاری' مسلم)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سید القراء اور سید الانصار مشہور صحابی ہیں اور بڑے عالم فاضل ہیں انصار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر عقبہ میں بیعت کی تھی ہمیشہ اسلام اور قرآن مجید کی خدمت میں مصروف رہتے تھے ان کی زندگی کا ایک ایک منٹ اسلام اور علم کے لیے وقف تھا عین اس وقت جب مدینہ میں مہاجرین و انصار سے تجارت اور زراعت کا بازار گرم رہتا تھا حضرت ابی مسجد نبوی ﷺ میں نبوت کے علمی جواہر سے اپنے علوم وفنون کی دوکان سجاتے تھے انصار میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا اور قرآن سمجھنے وقرات میں مہاجرین و انصار دونوں میں ان کی فوقیت مسلم تھی یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ ان سے قرآن مجید پڑھوا کر سنتے تھے حضرت ابی کو قرآن مجید کے ساتھ غیر معمولی شغف تھا اور آنحضرت ﷺ کی زندگی میں پورے قرآن مجید کے حافظ تھے رسول اللہ ﷺ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے حضرت ابی آنحضرت ﷺ سے جس قدر قرات پڑھتے تھے گھر پر اس کو قلم بند کرتے جاتے تھے یہی قرآن ہے جو تاریخ فن قرات میں مصحف ابی کے نام سے مشہور ہے یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک موجود تھا اس مصحف کی شہرت دور دور تک تھی حضرت ابی کے وفات کے بعد ان کے بیٹے کے پاس جن کا نام محمد تھا اور مدینہ ہی میں رہتے تھے عراق سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ ہم لوگ مصحف کی زیارت کو آئے ہیں انہوں نے کہا وہ تو حضرت عثمان نے لے لیا تھا صحابہ کرام میں جو بزرگ علم حدیث کے ماہر خیال کیے جاتے تھے ان میں ایک حضرت ابی بن کعب بھی تھے محدث ذہبی تذکرالحفاظ میں لکھتے ہیں: ((وکان احدمن سمع الکثیر.)) یعنی حضرت ابی ان بزرگوں میں ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے احادیث کا بہت بڑا حصہ سنا تھا یہی وجہ ہے کہ بہت سے علمائے صحابہ جو اپنے مجالس درس میں مسند روایت پر متمکن ہوئے تھے حضرت ابی کے حلقۂ تعلیم میں شاگردی کا زانوئے ادب تہہ کرتے تھے؟ ۲۸ھ میں عمر طبعی کو پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جمعہ کے دن وفات پائی حضرت عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ میں دفن کیے گئے۔

حرمت قرآن کا بیان

۲۱۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ

۲۱۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ دشمن کی زمین کی طرف قرآن لے کر سفر

۲۱۹۷۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب کراهیة السفر بالماصف الی ارض الصدف (۲۹۹۰)، مسلم کتاب الامارة باب النهی ان مسافر بالمصحف الی الارض الکهار (۱۸۶۹[۴۸۳۹])

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ، فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ))

کیا جائے۔ (بخاری، مسلم) اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم قرآن مجید کو لے کر سفر مت کرو کیونکہ مجھے اطمینان نہیں ہے کہ دشمن اس کو لے لیں یعنی قرآن مجید کو لے کر دار الحرب میں مت جاؤ اس لیے کہ دشمن سے چھین لیں گے اور اس کی بے عزتی کریں گے؟

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

۲۱۹۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَلَسْتُ فِي عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ وَ قَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا، إِذَا جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَكَتَ الْقَارِئُ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ)) قُلْنَا: كُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللهِ فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ)) قَالَ: فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِيْنَا، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَتَحَلَّقُوْا وَ بَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهُ، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَ ذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۱۹۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غرباء مہاجرین کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ان کی حالت یہ تھی کہ کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے بعض برہنہ اور ننگے ہوتے اس برہنگی اور ننگے پن کے دور کرنے کے لیے بعض لوگ بعض کی پردہ پوشی کرتے اور ایک قرآن مجید پڑھنے والا ہمارے سامنے قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ہم لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے جب آپ کھڑے ہو گئے تو قرآن مجید پڑھنے والا خاموش ہو گیا آپ نے سلام کیا اور فرمایا تم لوگ کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ اللہ کی کتاب کو سن رہے تھے آپ نے فرمایا اللہ کی تعریف ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے نفس کو ان کے ساتھ باندھ دوں یعنی میں ان کے ساتھ اٹھوں بیٹھوں اور رہوں سہوں یہ فرما کر آپ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ اپنی ذات شریف کو ہمارے ساتھ برابر کریں یعنی کسی خاص شخص کے پاس نہیں بیٹھے بلکہ درمیان میں بیٹھے تاکہ سب لوگ یکساں آپ کی ذات اقدس سے مستفیض ہو سکیں پھر آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ اس طرح بیٹھو چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق حلقہ باندھ کر آپ کے سامنے اس طرح بیٹھے کہ سب کے چہرے آپ کی طرف رہے پھر آپ نے فرمایا کہ اے مفلس مہاجرین کی جماعت! تم اس بات سے خوش ہو جاؤ کہ قیامت کے روز تم کو پوری پوری روشنی ملے گی اور مالداروں سے آدھے دن پہلے تم جنت میں داخل ہو گے اور یہ آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہو گا۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... یہ اصحاب صفہ ہیں جو رات دن عبادت الٰہی کرتے اور کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرتے رہتے تھے اور بہت ہی غریب اور محتاج تھے سوائے ستر عورت کے اور زائد کپڑے نہیں ہوتے تھے کسی کا سر کھلا کسی کی پیٹھ کھلی کسی کا پیر کھلا ہوا ہوتا تھا اس کو دور کرنے کے لیے آپس میں مل کر بیٹھتے تھے تاکہ ایک دوسرے کے آڑ اور پردہ بن جائیں یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی بڑی تعریف فرمائی ہے اور اپنے نبی کو یہ حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھو بیٹھو اور اپنی مجلس سے انہیں علیحدہ مت کرو

۲۱۹۸۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب العلم باب فی القصص (۳۶۶۶)، العلاء بن بشیر مجہول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدا والعشي يريدون وجهه ولا تعد عينك عنهم تريد زين الحيو الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكر ناو اتبع هوه و كان امره فرطا﴾ (سورہ کہف پ ۱۵) رہا کیجئے آپ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے رہتے ہیں اور اسی کی خوشنودی چاہتے ہیں خبردار تمہاری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں دیکھو اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گذر چکا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی تسبیح حمد بڑائی اور بزرگی بیان کرنے والوں کے پاس بیٹھ رہا کرو جو صبح و شام یاد خدا میں لگے رہتے ہیں خواہ وہ فقیر ہوں خواہ امیر خواہ رذیل ہوں خواہ شریف خواہ ضعیف ہوں خواہ قوی قریش نے حضور ﷺ سے درخواست کی تھی کہ آپ چھوٹے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کریں جیسے بلال عمار صہیب خباب ابن مسعود وغیرہ اور ہماری مجلسوں میں بیٹھا کریں بس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی دعوت رد کرنے کا حکم فرمایا جیسے اور آیت میں ہے ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم﴾ الخ یعنی صبح و شام یاد خدا کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ ہٹاؤ صحیح مسلم میں ہے کہ ہم چھ شخص غریب غرباء حضور کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے سعد بن ابی وقاص ابن مسعود قبیلہ ہذیل کا ایک شخص بلال اور دو آدمی اور اتنے میں معزز مشرکین آئے اور کہنے لگے انہیں اپنی مجلس میں اس جرات کے ساتھ نہ بیٹھنے دو۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ حضور ﷺ کے جی میں کیا آیا جو اسی وقت آیت ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم﴾ الخ اتری فقراء مہاجرین مومنین موحدین اغنیاء مسلمانوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے اور یہ اغنیاء پانچ سو برس پیچھے پہنچیں گے قیامت کا ایک دن کا اندازہ ایک ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون﴾ یعنی ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر ہے جس کو تم شمار کرتے ہو اور بعض آیتوں میں جو پچاس ہزار برس کا ذکر ہے وہ کافروں کے لیے ہے جیسا کہ ایک آیت میں فرمایا: ﴿في يوم كان مقداره خمسين الف سنة﴾ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے اور اس حدیث میں پانچ سو برس پہلے جانے ذکر ہے تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد کثرت ہے تحدید اور تعیین مراد نہیں ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ کم سے کم چالیس سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو برس یا بعض فقراء چالیس سال پہلے جائیں گے اور بعض فقراء پانچ سو برس پہلے جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قرآن کو خوبصورت لہجے میں پڑھنے کا بیان

۲۱۹۹۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

۲۱۹۹۔ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے مزین کرو یعنی ترتیل تجوید اور خوش الحانی سے پڑھو تا کہ قرآن مجید سننے میں اچھا معلوم ہو۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

۲۲۰۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

۲۲۰۰۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۱۹۹۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القراءۃ (۱۴۶۸)، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب فی حسن الصوت بالقرآن (۱۳۴۲)، مسند احمد (۴/ ۲۸۵، ۲۹۶، ۳۰۴)، دارمی کتاب فضائل القرآن باب التغنی بالقرآن (۲/ ۵۶۵ ح ۲۵۰۰)

۲۲۰۰۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب الشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ (۱۴۷۴)، یزید بن ابی زیاد ضعیف اور عیسی بن فائد مجہول راوی ہے۔ دارمی کتاب فضائل القرآن باب من یعلم ثم نسیہ (۲/ ۵۲۹ ح ۳۳۴۰)

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:((مَا مِنْ امْرِءٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَ الدَّارِمِيُّ

فرمایا کہ جو قرآن پڑھ کر بھلا دے قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ (ابوداؤد' دارمی)

توضیح:...... اَجْذَمَ کے معنی کوڑھی کے ہیں جس کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے یا سڑ گئے ہوں تو جس نے قرآن مجید پڑھ کر بھلا دیا وہ قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اٹھایا جائے گا یا بے حجت اور بے دلیل یا بھلائی سے خالی ہو کر خدا سے ملے گا اور بھلانے سے مراد یہ ہے کہ نہ دیکھ کر پڑھ سکتا ہے اور نہ زبانی پڑھ سکتا ہے یا قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن بے دلیل ہو گا نہ اس کے ساتھ روشنی ہوگی نہ حجت ہوگی معلوم ہوا قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے۔

قرآن کو تین دن سے پہلے ختم نہ کیا جائے

۲۲۰۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ

۲۲۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین دن سے کم میں قرآن مجید کو پڑھا اور ختم کیا اس نے قرآن مجید کو سمجھا نہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی) (کم از کم تین دن میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے تاکہ سمجھ سمجھ کر پڑھیں اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اس حدیث کے خلاف ہے)

بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی فضیلت

۲۲۰۲۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ :هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۲۰۲۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والا اس شخص کی طرح ہے جو صدقہ خیرات کو ظاہر کر کے دے اور قرآن مجید کو آہستہ آہستہ پڑھنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو چھپا کر صدقہ دے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

توضیح:...... ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے اگر کوئی شخص قرآن مجید کو زور زور سے اس لیے پڑھتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی قرآن مجید پڑھنے کا شوق ہو اور وہ پڑھنے لگیں تو اس کی مثال اس صدقہ و خیرات دینے والے کی طرح ہے جو لوگوں کے سامنے اس لیے دیتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی صدقہ خیرات کرنے کا شوق ہو وہ بھی صدقہ کریں ریا و نمود مقصود نہیں ہے اور جو آہستہ آہستہ قرآن مجید اس لیے پڑھتا ہے تاکہ ریا نمود سے بچ جائے تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ریا نمود سے بچنے کے لیے پوشیدہ طور پر خیرات کرے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ٥ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ

۲۲۰۱۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب شہر رمضان باب تخریب القرآن (۱۳۹۴)، الترمذی کتاب القراعت باب ۱۳ (۲۹۴۹)، درامی کتاب الصلاۃ باب کم یختم القرآن (۱/ ۴۱۸ ح ۱۴۹۳)

۲۲۰۲۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب التطوع باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل (۱۳۳۳)، الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۲ (۲۹۱۹)، النسائی کتاب الزکاب باب العسر بالصدقۃ (۲۵۶۲)

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (سورہ بقرہ پ ۲)

"تم جتنا کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نذر مانو اللہ اسے بخوبی جانتا ہے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر تم صدقہ خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر اسے تم پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے خدا تمہارے گناہوں کا بھی کفارہ کر دے گا اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہر ایک خرچ اور نذر کو اور ہر بھلے عمل کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ اپنے نیک بندوں کو جو اس کا حکم بجا لاتے ہیں اس سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اس کے وعدوں کو سچا جانتے ہیں اس کے فرمان پر ایمان رکھتے ہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے گا اور ان کے خلاف جو لوگ اس کی حکم برداری سے جی چراتے ہیں گناہ کے کام کرتے ہیں اس کی خبروں کو جھٹلاتے ہیں اس کے دوسروں کی عبادت کرتے ہیں یہ ظالم ہیں قیامت کے دن قسم قسم کے سخت بدترین اور المناک عذاب انہیں ہوں گے اور کوئی نہ ہوگا جو انہیں چھڑائے یا ان کی مدد میں اٹھے۔

پھر فرمایا کہ ظاہر کر کے صدقہ دینا بھی اچھا ہے اور چھپا کر فقراء مساکین کو دینا بہت ہی اچھا ہے اس لیے کہ یہ ریاکاری سے کوسوں دور ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ ظاہر کرنے میں کوئی دینی مصلحت یا دینی فائدہ ہو مثلاً اس لیے کہ اور لوگ بھی دیں۔

٢٢٠٣۔ وَعَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

۲۲۰۳۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن مجید کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھا وہ قرآن مجید پر ایمان نہیں لایا (ترمذی) اور امام ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال جاننا فرض ہے اس کے خلاف کرنا کفر ہے۔

قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا بیان

٢٢٠٤۔ وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَائَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَائَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۲۲۰۴۔ لیث بن سعد رضی اللہ عنہ ابن ابی ملیکہ وہ یعلی بن مملک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قرأت کو خوب واضح اور صاف صاف قرأت کر کے بیان فرمایا جس سے ہر ہر حرف جدا جدا معلوم ہوتے تھے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی) (ترمذی' ابوداؤد' نسائی) یعنی تجوید اور ترسیل سے پڑھ کر بتایا کہ سننے والا ہر ہر حرف کو گن سکتا تھا۔

٢٢٠٥۔ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۰۵۔ ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢٢٠٣۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ١٠ (٢٩١٨)، یزید بن سنان ضعیف اور ابوالمبارک مجہول راوی ہے۔

٢٢٠٤۔ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر استحباب الترتیل فی القراءۃ (١٤٦٦)، الترمذی کتاب فضائل القرآن ماجاء کیف کان قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (٢٩٢٣)، النسائی کتاب الافتتاح باب تزیین القرآن بالصوت (١٠٢٣)، یعلی بن مملک حسن الحدیث راوی ہے۔

٢٢٠٥۔ حسن سنن ابی داوٗد (٤٠٠١)، الترمذی کتاب القراءت باب فی فاتحۃ الکتاب (٢٩٢٧)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

يُقَطِّعُ قِرَائَتَهُ، يَقُوْلُ: ﴿اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ثُمَّ يَقِفُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، لأَنَّ اللَّيْثَ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ

ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے کہ ہر آیت دوسری آیت سے علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے (جیسے) ﴿الحمد للہ رب العلمین﴾ پڑھ کر ٹھہر جاتے اور وقف کرتے پھر ﴿الرحمن الرحیم﴾ پڑھ کر ٹھہر جاتے۔ اسی طرح سے ہر ہر آیت پر ٹھہرتے جاتے تھے۔ (ترمذی) اور امام ترمذی نے بیان کیا کہ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

قرآن کو راگ بنا کر پڑھنا درست نہیں

٢٢٠٦۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَفِيْنَا الأَعْرَابِيُّ وَالأَعْجَمِيُّ قَالَ: ((اقْرَؤُوا فَكُلٌّ حَسَنٌ؛ وَسَيَجِيْءُ، أَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَ لَا يَتَأَجَّلُوْنَهُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الإِيْمَانِ))

۲۲۰۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ اس وقت قرآن شریف پڑھ رہے تھے ہم میں کچھ لوگ دیہاتی تھے اور کچھ لوگ گنوار اور کچھ غیر عربی یعنی عجمی لوگ تھے آپ نے فرمایا قرآن مجید پڑھو تم میں ہر شخص اچھا پڑھتا ہے آئندہ چل کر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کو سیدھا کر کے پڑھیں گے جس طرح نیزہ سیدھا کیا جاتا ہے قرآن مجید کے پڑھنے کے بدلے کو دنیا ہی میں جلدی لینا چاہیں گے اور آخرت کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ (ابوداؤد، بیہقی)

توضیح: ...... یعنی قرآن مجید کو صحیح اور صاف صاف پڑھنا چاہیے راگ نہیں بنانا چاہیے آئندہ لوگ قرآن مجید کو بہت تکلفات سے پڑھیں گے اور اس کے الفاظ کو بناؤ سنگھار کر کے ادا کریں گے لیکن یہ سب دکھانے سنانے کے لیے کریں گے اور اپنی شہرت حاصل کرنے کے لیے کریں گے اور اس پڑھنے کا ثواب یعنی بدلہ دنیا میں لینا پسند کریں گے اس کے ثواب کو آخرت کے لیے نہیں باقی رکھیں گے ان میں اخلاص اور ایثار نہیں ہوگا صرف دنیا طلبی کے لیے قرآن مجید پڑھیں گے حالانکہ قرآن مجید خدا کے خوشنودی کے لیے پڑھا جاتا ہے۔

٢٢٠٧۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا، وَإِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَسَيَجِيْءُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ

۲۲۰۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عرب کے لہجوں کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھو اور ان کے آوازوں کے ساتھ اور عشقیہ لہجوں اور نغموں سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح نہ پڑھو کہ وہ ترنم اور موسیقی کی طرح پڑھتے تھے تم گا گا کر موسیقی کی طرح مت پڑھو آئندہ کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن مجید کو بنا بنا کے پڑھیں گے۔ جیسے راگ گانا اور نوحہ کو بناتے ہیں یہ

٢٢٠٦۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب مايجزئ الامی والاعجمی (٨٣٠)، شعب الايمان (٢٦٤٢)

٢٢٠٧۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٢٦٤٦)، الكامل لابن عدی (٢/ ٥٠١)، حصین بن مالک الفزاری ''لیس بمعتمد اور ''رجل'' مجهول ہے اور اس کی دوسری سند میں بقیہ بن ولید مدلس راوی ہے۔

الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَ رَزِيْنٌ فِيْ ((كِتَابِهِ))

قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی دل میں اس کا اثر نہیں ہو گا ان کے دل فتنے میں پڑے ہوئے ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی فتنے میں پڑے ہوں گے جن کو ان کا گانا اچھا معلوم ہوگا۔ (بیہقی، رزین)

توضیح:...... قرآن مجید کو نہایت سادہ اور بغیر تکلف کے پڑھنا چاہیے ترنم اور گا گا کر پڑھنا اہل عرب کا طریقہ نہیں ہے بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا طریقہ ہے اور عشق بازوں کا، آئندہ آخر زمانے میں راگ اور گانے کے ساتھ پڑھیں گے جس کا اثر ان کے دل پر کچھ نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے پڑھیں گے ایسے لوگ فتنے میں مبتلا ہوں گے خواہ پڑھنے والے ہوں یا سننے والے ہوں ترجیع کے معنی خوش آوازی سے پڑھنے کے ہیں لیکن یہاں گانے کے ساتھ پڑھنے کے ہیں جس کی ممانعت ہے۔

قرآن کو خوبصورت انداز میں پڑھنے کی ترغیب

٢٢٠٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۲۰۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ تم لوگ اپنی آوازوں سے قرآن مجید کو خوشنما اور حسین بناؤ کیونکہ اچھی آواز قرآن مجید کے حسن کو زیادہ کر دیتی ہے۔ (دارمی)

٢٢٠٩ - وَعَنْ طَاوُوسٍ، مُرْسَلاً، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ :أَيُّ النَّاسِ أَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْآنِ؟ وَأَحْسَنُ قِرَاءَةً؟ قَالَ: ((مَنْ إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ أُرِيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ)) قَالَ طَاوُوسٌ: وَكَانَ طَلْقٌ كَذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۲۰۹۔ حضرت طاؤس بطریق مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا آدمی قرآن مجید پڑھنے میں اچھی آواز رکھتا ہے اور عمدہ طریقے سے قرآن مجید پڑھتا ہے تو آپ نے فرمایا وہ شخص سب سے اچھا قرآن مجید پڑھتا ہے کہ جب تو اس کے پڑھنے کو سنے تو تم کو یہ خیال پیدا کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ (یعنی تمہارے دل پر اس کے پڑھنے کی تاثیر پیدا ہو اور پڑھنے والے پر خشیت الٰہی طاری ہو اور اس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو۔ طاؤس راوی نے کہا کہ طلق محدث ایسے ہی تھے۔ (دارمی)

٢٢١٠ - وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَاأَهْلَ الْقُرْآنِ لاَ تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ، وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلاَوَتِهِ، مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ، وَلاَ تَعَجَّلُوا ثَوَابَهُ، فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

۲۲۱۰۔ عبیدہ ملیکی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے قرآن والو! قرآن مجید کا تکیہ مت بناؤ اور رات دن کے کسی حصہ میں اس کو پڑھتے رہو جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے اور قرآن مجید کو پھیلاؤ اور اس کی اشاعت کرو اور لوگوں کو اچھی آواز سے سناؤ اور اس میں غور و فکر کرو اور سمجھ کر پڑھو تا کہ تجھ کو کامیابی حاصل ہو اور اس کے ثواب لینے میں جلدی نہ کرو یعنی اس کا بدلہ دنیا ہی میں لینے کا خیال نہ کرو کیونکہ آخرت میں اس کے لیے بڑا ثواب ہے۔ (بیہقی)

٢٢٠٨ - اسناده صحيح، سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب التغنی بالقرآن (٢/ ٤٧٤ ح ٣٥٠٤)

٢٢٠٩ - اسناده ضعيف، سنن الدارمی كتاب فضائل القرآن باب التغنی بالقرآن (٢/ ٤٧١ ح ٣٤٩٢) عبدالکریم ابی المخارق ضعیف راوی ہے اور خبر مرسل ہے۔

٢٢١٠ - اسناده ضعيف (شعب الايمان (٢٠٠٧)، ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَاتِ وَجَمْعِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے جمع وتالیف اور اختلاف قرأۃ کے بیان میں

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر آسمان سے اترا ہے جو قاریوں اور حافظوں کے سینوں میں محفوظ ہے مصحفوں میں مکتوب ہے اور بذریعہ نقل متواتر ہم تک محفوظ ہے اور مسلمان اس کو ہمیشہ نماز اور غیر نماز میں تلاوت کرتے رہتے ہیں اور یہ تیئس سال کے عرصہ میں شروع سے آخر تک نازل ہوا اس کے خدائی کلام ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود ہی لی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ (بنی اسرائیل) ''ہم نے اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں'' اور فرمایا ﴿ان علینا جمعه و قرانه﴾ (القیامه) ''یعنی ہمارے ذمہ اس قرآن مجید کو جمع کرنا اور پڑھانا ہے۔'' جمع کی دو قسمیں ہیں۔ جمع صدری یعنی سینوں میں محفوظ کر دینا۔ اور جمع کتابی یعنی کتابوں میں تحریری شکل میں لکھ دینا ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا بہت سے لوگوں کے دلوں میں قرآن مجید یاد کرا دیا اور وہ حافظ القرآن ہو گئے اور بیشمار لوگوں نے قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھا اور چھاپا و چھپوایا اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بل هو ایت بینت فی صدور الذین اوتو العلم﴾ (سورۃ عنکبوت) ''یعنی یہ کتاب روشن آیتوں کا مجموعہ ہے جو علم والوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿و کتب مسطور فی رق منشور﴾ (سورہ طور) پر اس قرآن مجید کی قسم جو کشادہ ورقوں میں لکھا ہوا ہے۔ رق پتلے چمڑے کو کہتے ہیں پہلے زمانے میں کاغذ کے نہ ہونے کی وجہ سے پتلے صاف ستھرے چمڑے پر لکھا کرتے تھے اور فرمایا: ﴿انه لقران کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطهرون﴾ (سورۃ واقعه) ''یعنی یہ قرآن مجید عزت اور بزرگی والا ہے جو کتاب میں محفوظ لکھا ہوا ہے اس کو صرف پاک صاف ہی لوگ چھوتے ہیں'' اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جیسے صحف مکرمہ اور صحف مطہرہ وغیرہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کا جتنا حصہ آپ پر نازل ہوتا جاتا تھا آپ زبانی یاد کر لیتے اور کاتبین کو بلا کر لکھوا دیتے اس طرح سے تیئس سال کے عرصہ میں آپ کے زمانہ میں پورا قرآن مجید لکھا جا چکا تھا اور بہت سے صحابہ کرام پورے قرآن مجید کے حافظ ہو چکے تھے حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بھی قرآن مجید کی بڑی خدمت اور اشاعت ہوئی اور حضرت عمرو عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی قرآن مجید کی بڑی خدمت ہوئی جس کا تفصیلی بیان حدیثوں میں آ چکا ہے نمونے کے طور پر چند واقعات جمع القرآن والا احادیث سے اقتباس کر کے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ((جمع القران علی عهدی النبی ﷺ اربع کلهم من الانصار ابی و معاذ و زید بن ثابت و ابوزید. قلت من ابو زید قال احد عمومتی (پ۱۵ مناقب زید) قال انس و نحن و رثناه))۔ (پ۲۰ باب القراۃ))) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں چار انصاریوں نے قرآن مجید جمع کیا

تھا حضرت ابی ومعاذ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ابوزید کون ہیں؟ جواب دیا کہ میرے چچا تھے پھر حضرت انس نے کہا کہ ابوزید کا جمع کیا ہوا قرآن مجھے ورثہ میں ملا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقولہ مذکورہ درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے جیسا کہ بخاری کی دوسری حدیث میں مذکور ہے: ((قال قتاد سالت انسا من جمع القران علی عهد النبی ﷺ قال اربع))۔ الخ (پ۳ باب القراء)

حضرت قتادہ تابعی نے انس رضی اللہ عنہ صحابی سے دریافت کیا کہ یہ قرآن جو ہمارے زمانے میں اس ترتیب سے جمع شدہ موجود ہے۔ اس کو عہد رسالت میں کن لوگوں نے جمع کیا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے قتادہ کو اسی زیر سوال کی بابت جواب دیا کہ انصار میں سے چار شخصوں نے ابی ومعاذ وزید وابوزید رضی اللہ عنہم۔

حضرت زید کا اپنے لکھے ہوئے قرآن کو آنحضرت ﷺ پر عرصہ اخیرہ میں پیش کرنے کا ذکر کتاب المعارف لابن قتیبہ میں ہے: ((کان زید آخر عرض النبی ﷺ القران علی مصحفه و هو اقرب المصاحف من مصحفنا و کتب زید العمر))۔ (مطبوعہ مصر ص۸۸) یعنی زید نے عرصہ اخیر میں اپنا لکھا ہوا قرآن آنحضرت ﷺ پر پیش کیا اور سنایا وہ قرآن ہمارے موجودہ قرآن جیسا تھا اور انہیں زید بن ثابت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے سے عہد صدیق میں خلیفہ کے لیے قرآن لکھا تھا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ایک نسخہ لکھا تھا۔ (فتح الباری پ۲۰ ص۴۲۳) مسند احمد اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے: ((قال جمعت القران فقرات به کل لیل فبلغ النبی ﷺ فقال اقراه فی شهر))۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۳) اسنادہ صحیح (فتح الباری پ۲۰ ص۴۴۲) حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عہد نبوی ﷺ میں سارا قرآن جمع کیا تھا اور ہر رات کو سب پر پردہ ڈالتا تھا یہ خبر جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا: ((قال انب یاجدقو قال اقرا فی عشرین قال انی اجد قو قال اقرا فی حمس عشر قال انی اجد قوة قال اقرا فی عشر قال انی اجد قو قال اقرا فی سبع ولا تزیدن علی ذلك))۔ (ابوداؤد ص ۱۹۶ مسند احمد)

حضرت عبداللہ نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا تو بیس دن میں ختم کرو عبداللہ نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے فرمایا اچھا پندرہ دنوں میں فرمایا مجھے اس سے زیادہ استطاعت ہے ارشاد ہوا خیر دس دن میں سہی عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ سکت رکھتا ہوں حکم ہوا بس سات شب میں ختم کرو اس سے زیادہ کم زمانہ میں ختم نہ کرنا۔

اس روایت سے بھی قرآن مجید کی ایک خاص ترتیب ثابت ہوئی ماہانہ ختم کے لحاظ سے قرآن پاک کی تقسیم تیس پاروں میں ہوئی ہے اور ہفتہ وار ختم سے سات منزلیں وہ بھی خاص زبان وحی ترجمان سے اور حقیقت میں یہ سب اللہ پاک کی طرف سے ہے جس نے کہ خود ہی فرمایا ہے۔ ورتلنا ہ ترتیلا۔

حضرت ابوزید سعد بن عبید بن نعمان انصاری کے حال میں اسد الغابہ میں ہے هو اول من جمع القران من الانصار یعنی انصار میں یہ اول جامع قرآن ہیں حضرت ابی نے قرآن مجید کو سادے طور سے لکھا تھا اور جب عہد عثمانی میں لوگوں نے قرآن مجید کو مطلی ومحلی (چاندی سونے سے مزین) کیا جیسا کہ منتخب کنزل العمال میں جمعوا القران علی عهد عثمان و انهم فضصوا المصاحف (ج ۱ ص ۴۰۰ برحاشیہ احمد) تو حضرت ابی سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: ((قال ابی بن کعب اذا حلیتم مصاحفکم فعلیکم الدنار.)) (کتاب مذکور ج ۱ ص ۴۱) یعنی تم لوگوں نے اپنے قرآن کو مطلی ومحلی کیا ہے اب تمہاری ہلاکت کا وقت آ گیا ہے نیز حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ((جیئی ابن مسعود بمصحف قدزین

بالمذهب فقال انه احسن مازين به المصحف تلاوته .)) (كتاب مذكور ص ٣١ ج)

جب ابن مسعود کے سامنے ایسا قرآن مجید پیش کیا گیا جو سونے سے مزین تھا تو فرمایا کہ قرآن مجید کی عمدہ زینت اس کی تلاوت کرنی ہے یہ عبداللہ ابن مسعود بھی قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے والوں میں سے ہیں صحیح بخاری باب تالیف القرآن میں تالیف ابن مسعود کا ذکر موجود ہے ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس بھی لکھا ہوا قرآن موجود تھا صحیح مسلم میں ہے عن ابی الاحوص کنافی دار ابی موسی مع نفر من اصحاب ابن مسعود وھم ینظرون فی مصحف الخ (مسلم ج ا ص۲۹۳) ابوالاحوص کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوموسی اشعر کے گھر میں ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس تھے اور وہ لوگ لکھے ہوئے قرآن میں دیکھ رہے تھے۔

غرض عہد نبوی میں قرآن مجید کو کتابی شکل لکھنے والوں میں پانچ شخصوں کا بیان ہو چکا حضرت ابی' حضرت معاذ' حضرت زید' حضرت ابوزید' حضرت ابن مسعود چھٹے عبداللہ بن عمرو بن عاص ساتویں حضرت عثمان آٹھویں حضرت علی اور نویں حضرت سالم رضی اللہ عنہم ہیں ان لوگوں نے بھی عہد نبوی میں مثل دیگر صحابہ کے قرآن مجید کو لکھا اور جمع کیا تھا جیسا کہ ازالۃ الخفاء میں ہے:

((اخرج ابو عمرو عن محمد بن كعب القرظى قال كان ممن جمع القران على عهد النبى ﷺ و هو فى عثمان بن عفان و على بن ابى طالب و عبدالله بن مسعود من المهاجرين و سالم مولى ابى حذيف))

(ازالة الخفاء ج ٢ ص ٢٧٢)

یعنی عہد نبوی میں مہاجرین صحابہ میں سے قرآن جمع کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' اور حضرت سالم ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کا قرآن جمع کرنا ابھی اوپر صحیح بخاری کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے حضرت عثمان کا عہد نبوی ﷺ میں قرآن کا جمع کرنا طبقات ابن سعد میں بھی مذکور ہے نیز مفتاح السعادۃ میں ہے: ((عثمان بن عفان احد من جمع القران على عهد النبى ﷺ .)) (ج ١ ص ٣٥) یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی ﷺ میں قرآن جمع کیا تھا اسی طرح صواعق محرقہ ص۶۹) اور تاریخ الخلفاء مصری ص۶۳ میں بھی مرقوم ہے۔ بلکہ حضرت عثمان نے اپنے پڑھنے کے لیے قرآن کو خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا چنانچہ باغیوں نے آپ کی شہادت کے وقت جب آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری ہے تو آپ نے اپنا وہ ہاتھ اٹھا کر یعنی یہ وہ ہاتھ جس نے پہلے قرآن کو لکھا تھا حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت عثمان اپنے سامنے جس قرآن کو رکھ کر تلاوت فرمارہے تھے وہ الذى كتبه بيده وہ تھا جو انہیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ (فضائل قرآن ابن کثیر ص ۵) اس قرآن کی زیارت ابن کثیر نے (جو آٹھویں صدی ہجری میں گزرے ہیں) اپنی زندگی میں شہر دمشق کی جامع مسجد میں کی تھی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قرآن جمع کرنا علاوہ ازالة الخفاء کے فتح الباری میں بھی منقول ہے: ((حتى اجمع القران فجمعه .)) (ص ٤٢١ پ ٢٠) بلکہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قال على ما كتبنا عن النبى ﷺ القران .)) (بخاری) یعنی قرآن کو ہم نے آنحضرت ﷺ سے سن کر لکھا ہے صواعق محترقہ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت منقول ہے: ((احد من جمع القران و عرض على النبى ﷺ .)) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کر کے آنحضرت ﷺ پر پیش کیا اسی طرح سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے دیکھو ص۶۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ چھوٹی تقطیع میں قرآن کو لکھنا ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ منتخب کنزل العمال میں ہے: ((انه كان يكره ان يكتب المصحف فى شئى صغير .)) (ص ٤٠٠ ج ١) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ برا جانتے تھے اس امر کو کہ قرآن کسی چھوٹی چیز پر لکھا جائے اور یہ غالبا اس لیے کہ قرآن مجید ایک چھوٹی سی کتاب معلوم نہ ہو اس قسم کی کراہٹ حضرت عمر سے بھی کنز العمال میں منقول ہے۔

قرآن مجید کو بعہد نبوی کتابی شکل میں جمع کرنے والوں میں سے نو صحابیوں کا ذکر ہو چکا دسویں ابو ایوب انصاری گیارہویں حضرت عبادہ بن صامت اور بارھویں ابودرداء ہیں۔

((روی ابن ابی درداء من طریق محمد بن کعب القرظی قال جمع القران علی عهد النبی ﷺ خمس (و فی طریق الشعبی ست و اسناده صحیح) من الانصار ابو ایوب الانصاری و ابو الدرداء و عبادة بن صامت و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و اسناده حسن .)) (فتح الباری ص ٤٤٣ پ ٢) (تاریخ صفیر للبخاری ص ٢٢ و ٣٣) طبقات ابن سعد وغیرہ۔

یعنی عہد نبوی میں قرآن مجید جمع کرنے والے انصاریوں میں سے ابو ایوب' عبادہ' ابودرداء اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم ہیں۔

تیرھویں صحابی حضرت ناجیہ طغاوی ہیں۔طبرانی میں ہے: ((کان ناجية یکتب المصاحف .)) (اصابه اسبنوبه) یعنی حضرت ناجیہ قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔

چودھویں صحابی مشہور شاعر عرب حضرت لبید بن ربیعہ عامری ہیں رضی اللہ عنہ جن کا قصیدہ مشہور کتاب سبعہ معلقہ یا عشرہ معلقہ میں موجود ہے ان کا حال سنئے: ((ان لما اسلم کان یکتب القرآن و ترك الشعر .)) (جمهرة العرب ص ٣١)

عہد نبوی میں لبید نے جب سے اسلام قبول کیا شعر گوئی چھوڑ دی تھی اور ہمیشہ قرآن ہی لکھا کرتے تھے پندرھویں صحابی حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔تہذیب التہذیب میں ہے: ((و هو احد من جمع القرآن و کتب بیده و مصحفه بمصرا الی الان بخط .)) (ص ٢٤٣ ج ٧) یعنی حضرت عقبہ نے عہد نبوی میں قرآن مجید کو جمع کیا اور اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور ان کا لکھا ہوا قرآن مجید مصر میں اب تک۔ (حافظ ابن حجر کے زمانہ تک) موجود ہے حافظ ذہبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بلکہ فاضل ابن یونس نے اس قرآن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں ہے: ((قال ابن یوسف مصحف بخطه و هوآلان موجوداً .)) (ص ٣٦.) یعنی ابن یونس نے کہا کہ عقبہ کا لکھا ہوا قرآن مجید اب تک موجود ہے۔

سولہویں حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں: ((عن عبدالله بن نافع قال امرتنی ام سلمه ان اکتب بها مصحفا ......الخ .)) (کنزالعمال جلد ١ ص ٢٣٧) یعنی عبداللہ بن نافع کہتے ہیں کہ مجھے ام سلمہ نے حکم دیا کہ ان کے لیے ایک قرآن مجید لکھوں۔

سترہویں حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہی کنزالعمال میں ہے: ((عن نافع ان حفص دفعت مصحفا امی مولی ها یکتب...... الخ .)) (ص ٢٣٦ ٢٣٦ ج ١) نافع کہتے ہیں کہ حضرت حفصہ نے اپنے غلام کو قرآن (جو ان کے پاس عہد صدیقی کا تھا) نقل کرنے کو دیا۔

اٹھارہویں حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں صحیح مسلم شریف میں ہے: ((عن ابی یونس مولی عائشة انه قال امرتنی عائشه ان اکتب لها مصحف ......الخ)) (ص ٢٢٧ ج ١) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو یونس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ ان کے لیے ایک قرآن مجید لکھوں اسی قرآن کو سامنے رکھ کر ان کا دوسرا غلام ذکوان نماز کی امامت کرتا تھا اور نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا جب کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: ((کانت عائشه یومها عبدها ذکوان من المصحف)) (بخاری جلد ص ٩٦) یعنی حضرت عائشہ کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر حضرت عائشہ کا امام بن کر نماز پڑھاتا: ((و عن هشام ابن عروة قال قرات فی مصحف عائشة...... الخ)) (کنزالعمال جلد ١ ص ٢٣٧)

ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ عروہ کی خالہ حضرت عائشہ کے قرآن مجید میں تلاوت کی ہے اس قرآن کو دیکھنے کے لیے ایک شخص ملک عراق سے سفر کر کے مدینہ آیا تھا تا کہ اس کی نقل کرے جب کہ صحیح بخاری میں ہے: ((قال عراقی لعائشة یا ام المومنین ارینی مصحفك...... الخ.)) (ص ٧٤٧ جلد ٢) عراقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے اماجان مجھے اپنا قرآن مجید دیجئے میں اس کی نقل کروں گا عراق پر ہی کیا موقوف ہے ملک شام سے بھی لوگ بغرض نقل قرآن مدینہ آیا کرتے تھے: ((انطلق رکب من اهل الشام امی المدین یکتبون مصحفا لهم.)) (منتخب کنزالعمال ص ٤٠١ جلد ١) یعنی ملک شام سے ایک پورا قافلہ مدینہ آیا تھا تا کہ اپنے لیے قرآن لکھیں غرض اٹھارہ ہو گئے انیسواں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید لکھوایا۔ فتح الباری میں ہے: ((قال زید بن ثابت امرنی ابوبکر فکتبت...... الخ.)) (ص ٤٢٣ پ ٢٠) صحیح بخاری میں ہے: ((فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه الله ثم عند عمر حیوته ثم حفص بنت عمر...... الخ)) (مشکوٰۃ ص ١٨٥) یعنی زید کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر نے قرآن مجید لکھنے کا حکم دیا پس میں نے لکھا یہ نسخہ ابوبکر کے پاس مرتے دم تک رہا پھر حضرت عمر کے پاس آخری حیات تک رہا پھر ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اسی نسخہ کی نقل حضرت حفصہ نے اپنے غلام سے کرائی تھی اسی نسخہ کو حضرت حفصہ سے حضرت عثمان نے منگوا کر اس کی متعدد نقلیں کرائی تھیں۔

بیسویں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضرت زید سے اپنے لیے ایک علیحدہ نسخہ لکھوایا تھا جیسا کہ فتح الباری میں ہے: ((فلما هلك و کان عمر کتبت ذالك.)) (حوالہ مذکورہ) یعنی جب ابوبکر صدیق فوت ہو گئے اور حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو پھر میں نے ان کے لیے قرآن لکھا معارف ابن قتیبہ میں ہے: ((کتب زید لعمر.)) (ص ٨٨) یعنی زید نے خاص حضرت عمر کے لیے بھی لکھا تھا اسی کو کنزل العمال میں یوں لکھا ہے: ((لما جمع عمر بن الخطاب المصحف.)) (ص ٢٨١ جلد ١) اسی نسخہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلاوت بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((ان عمر اذا دخل بیته نشر المصحف فقرافیه.)) (فضائل القرآن ابن کثیر ص/٤١) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے مکان میں داخل ہوتے قرآن مجید کھول کر پڑھنے لگتے نیز آپ لکھے ہوئے قرآن مجید کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے چنانچہ منتخب کنزالعمال میں ہے: ((ان عمر وجدمع رجل مصحفا قد کتبه (الی) کان اذا رای مصحفا سره.)) (ص ٣٩٨ جلد ١) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس لکھا ہوا قرآن مجید دیکھا اور آپ جب ایسا قرآن دیکھتے تو خوش ہوتے خلیفہ وقت کی خوشی اور قرآن دیکھ کر پڑھنے کی ترغیب والی حدیثوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن پاک کے نسخے بکثرت لکھے جانے لگے اور عام طور سے بازاروں میں فروخت ہونے لگے تھے چنانچہ بعض عاشقان قرآن کو یہ بات بری معلوم ہونے لگی تھی جیسا کہ طبقات ابن سعد میں ہے: ((قال حنظلت مررت مع طاوس علی قوم یبیعون المصاحف فاسترجع طائوس...... الخ.)) (ص ٣١٣ جلد ٤) حنظلہ کہتے ہیں کہ میں طاوس کے ہمراہ بازار گیا تو دیکھا کہ لوگ قرآنوں کی بیع وشراء کر رہے ہیں۔ اس پر طاوس نے انا اللہ پڑھی آخر طاوس کے استاد ابن عباس سے دریافت کیا گیا: ((سئل ابن عباس عن بیع المصاحف قال لاباس منتخب.)) (کنزالعلمال جلد ١ ص ٤٣) یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ بیع قرآن کی بابت آپ کا فتویٰ کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کتابت قرآن کی اجرت کی بابت پوچھا گیا: ((انه سئل عن اجر کتابت المصحف فقال لاباس.)) (مشکوٰۃ ص ٢٣٤) فرمایا کہ کچھ حرج نہیں ہے پھر تو قرآن مجید کے نسخوں کی اتنی کثرت مختلف ممالک میں

ہوگئی کہ ان کا صحیح شمار غیر ممکن ہو گیا علامہ ابن حزم کتاب الفصل میں لکھتے ہیں: ((مات عمرو مائة الف مصحف من مصر الی العراق والشام والیمن فصا بین ذالك .)) (ملل و نحل ص ۸۰ جلد ۲) یعنی مصر سے لے کر عراق وشام و یمن تک اور ان ممالک کے درمیان میں حضرت عمر کی وفات کے وقت قرآن کے ایک لاکھ نسخے موجود تھے۔ اللہ اکبر الغرض عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے والوں کی صحیح تعداد تو اللہ ہی کو معلوم ہے علامہ عینی نے شرح بخاری میں کیا خوب لکھا ہے: ((ان الذین جمعوا القرآن علی عهد النبی ﷺ لا یحصیهم عدد ولا یضبطهم احد .)) (عمد القاری جلد ۹ ص ۳۱۵) یعنی عہد نبوی میں جن لوگوں نے قرآن جمع کیا تھا ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا بیس نام تو اوپر ہم نے لکھے تھے علامہ عینی نے ابوموسی الشعری، مجمع بن جاریہ، قبس بن ابی صعصعہ، قیس بن سکن، ام ورقہ بنت نوفل البتہ عبداللہ بن حارث کے نام بھی بحوالہ کتب لکھے ہیں خطیب بغدادی نے ثابت بن بشیر بن ابی زید کا نام بھی لکھا ہے باقی لوگوں کے نام اور شمار خدا ہی بہتر جانتا ہے مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید لکھا جا چکا تھا اور لوگ دیکھ کر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔

❀❀❀❀

بَابٌ

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھا کرو۔ ذیل میں چند حدیثیں اس سلسلہ کی لکھی جارہی ہیں ذرا ان حدیثوں پر نگاہ ڈالو جن میں صحابہ کرام کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی ہدایتیں فرمائی گئی ہیں اور ان پر ثواب کے وعدے کیے گئے ہیں جو کتب حدیث میں بکثرت روایت کی گئی ہیں: ((عن ابی سعید قال قال النبی ﷺ اعطوا عینکم حظها من العباد النظر فی المصحف والتفکر.)) (رواہ البیھقی فی شعب الایمان جامع صغیر للسیوطی ج ۱) آنحضرت ﷺ نے فرمایا آنکھوں کی عبادت کا حصہ آنکھوں کو دو اور وہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور اس پر غور وفکر کرنا ہے: ((عن ابی مسعود قال قال النبی ﷺ من سرہ ان یحب الله و رسوله فلیقرء فی المصحف.))
(جامع صغیر ج ۲ و منتخب کنزالعمال جلد ۱ ص ۲۷۵)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنی چاہتا ہے وہ قرآن کو دیکھ کر پڑھا کرے: ((عن ادس الثقفی قال قال النبی ﷺ قر الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجه و قراته فی المصحف تضعف علی ذالك الی الفی درجه.)) (رواہ البیھقی فی شعب الایمان مشکو جامع صغیر منتخب کنزالعمال) حضرت اوس نے جو وفد ثقیف میں آئے تھے جنہوں نے صحابہ کرام سے قرآن کی سات منزلیں دریافت کی تھیں آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ بغیر قرآن کے (یعنی زبانی) اس کی تلاوت کا ثواب ایک ہزار نیکی ہے اور قرآن کھول کر دیکھ کر پڑھنے کا ثواب دو ہزار ہوتا ہے: ((عن عمرو بن اوس قال قال النبی ﷺ قرانك نظرا تضاعف علی قراتك ظاهرا کفضل المکتوبه علی الناخلة.)) (جامع صغیر جلد ۱ فضائل القرآن ابن کیثر) اوس کے بیٹے عمرو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس طرح فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت ہے اسی طرح قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت ہے زبانی پڑھنے پر: ((عن عبادہ بن الصامت قال قال النبی ﷺ افضل عباد امتی قر القرآن نظر.)) (جامع صغیر جلد ۱ منتخب العمال جلد ۱) آپ نے فرمایا کہ میری امت کی افضل عبادت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا ہے: ((عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ من ادام النظر فی المصحف متع ببصره مادام فی الدنیا.)) (منتخب کنزالعمال مسند احمد جلد ۱)

آپ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کو ہمیشہ دیکھ کر پڑھا کرے گا جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا اس کی بینائی باقی رہے گی یعنی خراب نہ ہوگی: ((عن عبدالله بن زبیر قال قال رسول الله ﷺ من قرا القران ناظرا حتی یحتمته عزس الله له به شجر فی الجنة ......الخ.)) (منتخب کنزالعمال جلد ۱ ص ۳۶۳) آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان قرآن کو شروع سے ختم تک برابر دیکھ کر پڑھے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ بہشت میں درخت لگائے گا۔ سبحان اللہ اسی لیے عبداللہ بن عمر لوگوں سے فرمایا کرتے تھے: ((اذا رجع احدکم فلیات المصحف فلیفتحه و لیقراء فیه.)) (فضائل القرآن ابن کثیر

ص ۱۳۱) یعنی جب تم گھر میں داخل ہو تو سب سے پہلے قرآن کھول کر پڑھ لیا کرو پھر دوسرے کاموں میں مشغول ہو ابن عمر کا خود اپنا بھی اسی پر عمل تھا جیسا کہ خیثمہ کہتے ہیں: ((دخلت علی ابن عمر و هو یقرا المصحف .)) (فضائل القرآن) یعنی میں ابن عمر کے مکان پر گیا تو وہ قرآن کھولے ہوئے تلاوت کر رہے تھے ان کے والد حضرت عمر فاروق کا بھی یہی حال تھا۔

((عن ابی هریر قال قال النبی ﷺ الغربا فی الدنیا اربع مصحف فی بیت لا یقرء فیه .)) (منتخب کنزالعمال جلد ۱) آپ نے فرمایا کہ دنیا میں وہ قرآن کس مپرسی کی حالت میں ہے جو کسی گھر میں ہو اور اس میں پڑھا نہ جائے۔

((و عنه قال قال النبی ﷺ ان مما یلحق المومن من عمله و حسناته بعد موته علما نشره و مصحفا ورثه......الخ .)) (ابن ماجه، مشکوه جامع صغیر) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں سے جن کا ثواب اسے ملتا ہے علم ہے کہ اس کو پھیلایا اور نسخہ قرآن ہے کہ اپنے وارث کے لیے چھوڑ گیا۔

مقام غور ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کو اپنی زندگی میں قرآن مجید کو گھر میں رکھنے اس کو دیکھ کر پڑھنے اور وارثوں کے لیے اس کو پیچھے چھوڑ جانے کی موکدہ ترغیبیں دلا رہے ہیں پس اگر ہر صحابی کے پاس نہیں تو کم از کم ان کے ہر گھر میں تو ایک ایک نسخہ پورے قرآن مجید کا لکھا ہوا موجود ہوگا ہاں ہاں یقیناً موجود تھا جیسا کہ خود صحابہ کہتے ہیں: ((بین اظهرنا المصاحف و قد تعلمنا ما فیها و علمنا ها نساء ناذارینا وخدمنا .)) (مسند احمد جلد ۴) یعنی صحابہ کرام کے درمیان لکھے ہوئے قرآن موجود تھے جس سے ہم نے سیکھا اپنے بچوں اور خادموں کو سکھایا چنانچہ ان کے بچے بھی قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے جیسا کہ مسند میں ہے: ((ان رجلاجاء بابن له فقال یا رسول الله ان ابنی یقرء المصحف بالنهار......الخ .)) (فضائل قرآن ابن کثیر) یعنی ایک صحابی اپنے بچے کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور کہا کہ میرا یہ بچہ دن میں قرآن مجید ناظرہ پڑھا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ذاکر خدا ہے صحابہ کرام نے اس کثرت سے قرآن مجید کو لکھا اور لکھوایا اور ناظرہ خوانی شروع کی کہ آنحضرت ﷺ کو خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اسی لکھے ہوئے قرآن پر بھروسہ کر بیٹھیں اور اسے حفظ کرنا ترک کر دیں تو آپ نے ان کے گھروں میں بکثرت لکھے ہوئے قرآنوں کو دیکھ کر یہ بھی فرمایا (جو آگے آتا ہے): ((عن امام قال قال النبی لا تغرنکم هذه المصاحف المعلقه ان الله لا یعذب قلبا و عی القرآن .)) (منتخب کنزالعمال ص ۲۵۱ جلد) آپ نے فرمایا کہ تم کو یہ لکھے ہوئے قرآن کے نسخے جو تمہارے گھروں میں لٹکے ہوئے ہیں حفظ کرنے سے غفلت میں نہ ڈال دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہیں کرے گا جس کے دل میں قرآن حفظ ہو۔ اللہ اکبر، معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ نے قرآن کے بے شمار نسخے لکھ ڈالے تھے۔

آداب تلاوت قرآن

جب قرآن مجید کتابی شکل میں بکثرت ہو گیا تو ضروری تھا کہ شارع کی طرف سے اس کے آداب بھی بتائے جاتے چنانچہ ارشاد ہوا کہ ((عن حکیم بن حزام ان النبی ﷺ قال لا تمس القرآن الا طاهرا .)) (دارقطنی ص ۴۵) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک کو طہارت کی حالت میں چھونا۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم کتابی شکل کے لیے ہے کیونکہ جو چیز ہاتھوں سے چھوئی جا سکے اسے خارج میں موجود ہونا چاہیے لطف یہ کہ یہ حکم نہ محض مدینہ طیبہ کے صحابہ ہی کو دیا گیا بلکہ دیگر ملکوں میں جہاں جہاں مسلمان صحابہ موجود تھے یہی حکم تحریری صورت میں بھیجا گیا چنانچہ یمن والوں کو عمرو بن حزم صحابی کی معرفت جو بہت سے احکام حدیثی آنحضرت ﷺ نے لکھوا کر روانہ فرمائے تھے اس میں ایک حکم یہ بھی تھا: ((ان لا یمس القرآن الا طاهرا .)) (مشکوۃ ص ۴۲ و بلوغ

المرام مطبوع مصر ص ۳۸) یعنی قرآن کو بغیر پاک شخص کے اور کوئی نہ چھوئے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں یمن والوں کے پاس بھی لکھا ہوا قرآن بکثرت موجود تھا پھر پایہ تخت نبوت و دارالحکومت اسلام یعنی مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کے مکتوبی نسخے کتنی کثیر تعداد میں ہوں گے۔

خدا بس خوب می داند شمار نسخہ قرآن

دوسرا آداب قرآن پاک کی بابت نہ بتایا گیا: ((عن ابن عمر ان النبی ﷺ نهى ان يسافر بالقرآن الى ارض العدو (صحیح بخاری کتاب الجهاد) و فی روایت لا حمد نهى ان يسافر بالمصحف......الخ .)) (فتح الباری انصاری پارہ ۲ ص ۹) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کے ملک میں قرآن مجید کو ساتھ لے کر کوئی مسلمان نہ جائے صحیح مسلم میں اتنا زیادہ ہے: ((مخافته ان يناله العدو .)) (ص ۱۳۱ جلد ۲) یعنی اس خوف سے کہ (بصورت شکست) دشمن اسے چھین لیں گے اور اس کی توہین کریں گے دشمنوں کے ہاتھ میں جانے والا قرآن لکھا ہوا ہی ہو سکتا ہے ورنہ قرآن کے ساتھ سفر کی ممانعت کے کیا معنی؟ جو قرآن سینوں میں محفوظ ہے اس کو اعداء چھین نہیں سکتے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث مذکور کے بعد لکھا ہے: ((و قد سافر النبی ﷺ و اصحابه و هم يعلمون .)) (القرآن (پ ۱۳) کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام نے اس حال میں سفر کیا ہے کہ وہ قرآن جانتے تھے یعنی ان کے سینوں میں حفظ تھا۔ ان دلائل سے روز آفتاب کی طرح واضح ہو گیا بلکہ قرآن مجید کے متعدد نسخے صحابہ کرام کے پاس عہد نبوی میں کتابی صورت میں جمع شدہ موجود تھے وہ لوگ ان نسخوں میں تلاوت کرتے اور ختم کرتے تھے جیسا کہ مجمع البیان میں ہے: ((ان القرآن كان على عهد النبی ﷺ مجموعا مولفا على ما هو عليه الان و ان جماعة من الصحابة ختمعا القرآن عليه عد ختمات يدل على انه كان مجموعا مرتبا...... الخ .)) (تفسیر مجمع البیان للطبرسی طبع ایران جلد اول ص ۵) یعنی قرآن مجید آج جس ترتیب سے موجود ہے اسی ترتیب سے عہد نبوی میں جمع ہو چکا تھا اور اسی ترتیب سے صحابہ نے آپ پر بہت سے ختم قرآن کے سنائے تھے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے: ((انما الف القرآن على ما كانوا يسمعونه من النبی ﷺ .)) (کتاب فضائل قرآن ابن کثیر مطبوع مصر ص ۷۵) یعنی قرآن کی ترتیب وہی ہے جو صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے سنی ہے علامہ نووی تبیان میں لکھتے ہیں: ((ان القران كان مولفا فی زمن النبی ﷺ على ما هو فی المصاحف اليوم .)) (کتاب البیان فی آداب القرآن) یعنی قرآن آج جس ترتیب سے مصحفوں میں موجود ہے یہ عہد نبوی کا ہی ترتیب دیا ہوا ہے اور نور اور حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ((ان القران كان مجموعا مولفا على عهد النبی ﷺ .)) (رسالہ تواتر قرآن) یعنی یہ قرآن عہد نبوی کا ہی جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا ہے پس یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ......

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

ترتیب نبوی سے جب کہ صحابہ کرام کے پاس قرآن مجید کی جلدیں بکثرت موجود تھیں تو کیا آنحضرت ﷺ کے پاس قرآن پاک کی کوئی مکمل جلد موجود نہ ہوگی ضرور موجود تھی چنانچہ امام بخاری رح نے اس امر کا ایک خاص باب ہی منعقد کیا ہے ملاحظہ ہو: ((باب لم يترك النبی ﷺ ما بين الدفتين .)) پھر بالاسناد روایت لائے ہیں: ((قال ابن عباس و محمد بن المختوم ما ترك النبی ﷺ الا ما بين الدفتين .)) (بخاری) یعنی آنحضرت ﷺ نے پورا قرآن مجید دو چوبی دفتیوں

میں (یعنی مجلد ومرتب) چھوڑا تھا؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: ((کانوا یکتبون المصحف فی الرق و یجعلون له دفتین من خشب.)) (ص ۸ پ ۲٤٥) یعنی قرآن مجید چرمی اوراق میں مکتوب تھا دو چوبی دفتیاں اس کے دونوں طرف تھیں چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: ((قالت امر یعقوب لقد قرات ما بین لوحی المصحف...... الخ)) (ص ۲۵ جلد ۲) یعنی میں نے قرآن مجید پڑھا تھا جو دو تختیوں کے درمیان میں تھا صحیح بخاری کی روایت مذکورہ اس امر میں نص صریح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کو مکمل ومرتب ومجلد چھوڑا تھا اسی کو بقوت انتقال فرمایا تھا: ((ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب الله و سنتی.)) (رواہ الحاکم عن ابی ہریر جامع صغیر للسیوطی ص ٦ مطبوعہ مصر) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں ان کے رہتے تم گمراہ نہ ہوگے قرآن مجید اور میری حدیث؟

ایک شبہ کا ازالہ

روایات مرقومہ بالا میں الفاظ جمع القرآن یا جمعو القرآن کے جو آئے ہیں ان پر شبہ کو رد کیا گیا ہے کہ اس سے مراد جمع صدر یعنی حفظ ہے نہ جمع کتابی اس کا واقعہ یوں ہے کہ قرآن کے حافظ تو تقریباً سب صحابہ تھے دیکھو ستر صحابہ جو بیئر معونہ میں شہید ہوئے تھے وہ سب حافظ قرآن تھے اسی طرح جنگ یمامہ میں جو ستر صحابہ شہید ہوئے تھے وہ بھی سب حافظ قرآن تھے ان کے علاوہ جو صحابی عہد نبوی ﷺ میں زندہ موجود تھے ان میں سے تیس صحابہ کے نام شرح بخاری (فتح الباری عمدۃ القاری) میں موجود ہیں اور جب کہ صحابہ کرام نے زبان وحی ترجمان سے یہ بشارت سنی ہوئی تھی کہ ((ان الله لا یعذب قلبا و عی القرآن.)) (منتخب کنزل العمال جلد ۱ ص ۳٦۲) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس دل میں قرآن محفوظ ہوگا اس کو عذاب نہیں ہوگا اور آپ نے فرمایا تھا: ((لو جعل القران فی اھاب ثم القی فی النار ما احترق.)) (دارمی مشکوۃ) یعنی جس مسلمان (کے بدن) کی کھال میں یعنی سینہ دل میں قرآن ہوگا اس کو جہنم کی آگ نہیں جلائے گی تو بھلا یہ شبہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی صحابی حافظ قرآن نہ ہوگا حالانکہ عرب کا حافظ مشہور عالم ہے لہٰذا روایات مرقومہ بالا میں جمع سے مراد کتابی ہے بلکہ بعض روایات میں تو کتابت کی تصریح موجود ہے حاکم کی روایت میں زید کا مقولہ نودف القرآن فی الرقاع موجود ہے یعنی ہم قرآن کو ورقوں میں لکھ کر جمع کرتے تھے انہیں ورقوں سے زید نے ابوبکر کے زمانہ میں نقل کیا تھا جب کہ صحیح بخاری میں ہے (جمعه فی الرقاع پ ۱۹) بس جمع فی الرقعہ کی قید مبطل ہے جمع فی الصدر محض کی اس لیے حافظ عسقلانی نے لکھا ہے: ((المراد بالجمع الکتاب فلا ینفی ان یکون غیرھم جمعه حفظا علی ظھر قلب و اما ھو لاء فجمعوہ کتابة و حفظوہ علی ظھر قلب.))

(انتھی، فتح الباری ص ٤٤۳ پ ۲)

یعنی روایات بالا میں جمع سے مراد لکھنا ہے اس سے دیگر اصحاب کے زبانی یاد کرنے کی نفی نہیں ہوئی لیکن یہ لوگ زبانی بھی یاد رکھتے تھے اور لکھ کر بھی جمع کرتے تھے۔

(۱) جمع عثمان کی حقیقت

اوپر یہ لکھا جا چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ایک لاکھ نسخے قرآن مجید کے اطراف و جوانب مدینہ میں شائع و ذائع ہو چکے تھے تو پھر حضرت عثمان کو جامع قرآن کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ اگر اس وجہ سے کہ انہوں نے عہد نبوی میں اپنے لیے قرآن مجید کا نسخہ لکھا اور جمع کیا تھا جیسا کہ مفتاح السداد اور ازالۃ الخفاء کے حوالہ سے اوپر نقل ہو چکا ہے تو اس امر میں ان کی مریت کیا ہے بہت سے صحابہ نے اسی طور سے لکھا اور جمع کیا تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ طرز تحریر یعنی رسم خط سب کے جدا تھے اس وجہ سے قرائتیں مختلف ہو

جاتی تھیں اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں ایک رسم خط اور ایک قراۃ پر سب کو جمع کر دیا جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے کتاب فضائل قرآن میں لکھا ہے: ((هو جمع الناس على قراة واحدة لئلا يختلفوا في القران .)) (مطبوع مصر ص ۳۲ ص ۷) یعنی حضرت عثمان نے لوگوں کو ایک قراۃ پر جمع کر دیا تھا تا کہ لوگ قرآن پڑھنے میں اختلاف نہ کریں اس لیے وہ جامع الناس الی ھذا القران تو بے شک ہیں جامع قرآن نہیں ہیں جیسا کہ حارث محاسبی نے کہا ہے: ((المشهور عندالناس ان جامع القران عثمان ليس كذلك اتفا .)) (للسيوطی ص ۸) یعنی لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے والے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے: ((عن انس قال امر عثمان زيد بن ثابت ان ينسخوها في المصاحف .)) (پ ۱۴ باب نزول قران) ...... الخ فارسل عثمان الى حفص ان ارسلى الينا بالمصحف ننسخها فى المصاحف فنسخوها فى المصاحف حتى اذا نسخوا المصحف المصحف فى المصاحف ارسل الى كل افق بمصحف مما نسخو (پ۱ باب جمع القران) اى ينقلوالذى فيها الى مصاحف اخرى (فتح البارى ص ۴۲۰) یعنی حضرت عثمان نے زید بن ثابت اور چند کاتبوں کو بلوا کر حضرت حفصہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت ابوبکر والا قرآن بھیج دو تا کہ اس کی متعدد نقلیں کرائی جائیں چنانچہ حضرت زید اور دیگر کاتبوں نے کئی نسخے لکھے جب نقلیں ہو چکیں تو حضرت عثمان نے ان کو اطراف و جوانب میں بھجوایا۔

اس روایت سے آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت عثمان نے قرآن صدیقی کی نقل کا حکم دیا تھا نہ جمع کا؟ یعنی صحیفہ عثمان نقل تھا صحیفہ ابی بکر کی اور صحیفہ ابی بکر نقل تھا؟

آنحضرت ﷺ کے قرآن مابین الدفتین کی جس کو آنحضرت ﷺ چھوڑ گئے تھے؟ اور قرآن نبوی کی ترتیب من جانب باللہ تھی جو کہ آپ کو برزبان یاد تھا اور جس کی آپ سات منزلیں فرمایا کرتے تھے جیسا کہ پیشتر مفصل لکھا جا چکا ہے لہٰذا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ جو قرآن اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہ وہی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا اور اسی ترتیب پر ہے جس ترتیب پر آپ نے خود تلاوت فرمائی اور صحابہ کو یاد کرایا اور لکھوایا ماخوذ از رساء جمع القرآن والا حادیث مصنفہ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمہ اللہ۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۲۱۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ (الْفُرْقَانِ) عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ (الْفُرْقَانِ) عَلَى

۲۲۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے اس طریقہ کے خلاف سنا جس طریقہ سے میں پڑتا تھا حالانکہ اس سورت کو خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی میں قریب تھا کہ جلدی ان پر حملہ کر دیتا یعنی خلاف پڑھنے کی وجہ سے اس معاملہ میں ان سے لڑ پڑتا پھر ان کو میں نے اتنی مہلت دی کہ اتنے عرصہ میں اس سورت کو ختم کر لیں۔ چنانچہ وہ اس سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنی چادر ان کی گردن میں ڈال دی اور لپیٹ کر انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی

۲۲۱۱۔ صحيح بخاری كتاب الخصومات باب كلام الخصوم بعضهم فى بعض (۲۴۱۹)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب بيان ان القرآن على سبعة اهرف (۸۱۸[۱۸۹۹])

غَیْرِ مَا أَقْرَأْتَنِیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ)) فَقَرَأَ الْقِرَائَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُهُ یَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِیْ: ((اقْرَأْ)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَؤُوا مَاتَیَسَّرَ مِنْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ

خدمت میں پیش کیا میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! یہ اس سورہ فرقان کو اس کے خلاف پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی یعنی جس طرح آپ نے پڑھایا تھا اس کے خلاف یہ پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم ان کو چھوڑ دو میں نے انہیں چھوڑ دیا پھر آپ نے ہشام سے فرمایا کہ تم اس سورہ فرقان کو پڑھ کر سناؤ ہشام نے اسی طرح سے پڑھ کر سنایا جس طرح میں نے پہلے ان سے پڑھتے ہوئے سنا تھا رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ اس طرح سے بھی یہ سورت اتاری گئی ہے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھ کر سناؤ میں نے اسی سورت کو جس طرح آپ نے مجھ کو پڑھایا تھا اسی طرح سے پڑھ کر سنایا آپ نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اس طرح بھی اتاری گئی ہی پھر آپ نے فرمایا تحقیق یہ قرآن سات حرفوں یعنی طریقوں پر اتارا گیا ہے جو طریقہ تمہیں آسان معلوم ہوا اسی طریقہ پر پڑھو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... سات حرفوں سے مراد سات لغت ہے یعنی یہ قرآن عرب کی سات لغتوں پر اترا ہے جس لغت کو پڑھو وہ کافی ہے اور شافی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر لفظ میں سات لغتیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ساتوں قبیلوں کے محاورات کے موافق اترا ہے کہیں قریش کا محاورہ ہے کہیں ہریل کا کہیں ہوازن کا کہیں یمن کا اور بعض لفظوں میں سات طرح کی قرائتیں بھی ہیں بلکہ دس طرح کی بھی جیسے مالک یوم الدین اور عبدالطاغوت میں بعض نے کہا سات حرفوں سے ساتوں مشہور قرائتیں مراد ہیں مگر یہ قول صحیح نہیں ہے ابن مسعود نے کہا سات حرفوں سے یہ مراد ہے کہ ایک لفظ کی جگہ اس کا مترادف دوسرا لفظ رکھے جیسے کوئی اقبل کہے یا ھلم یا تعال سب کے ایک معنی ہیں۔

کلامِ الٰہی میں اختلاف کی ممانعت کا بیان

۲۲۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً قَرَأَ، وَسَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَأُ خِلَافَهَا، فَجِئْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكِرَاهِیَةَ، فَقَالَ: ((كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ، فَلَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۲۲۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو میں نے قرآن مجید پڑھتے ہوئے اس طریقہ کے خلاف سنا جس طریقہ پر رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے میں نے سنا تھا تو اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ سن کر آپ ناراض ہو گئے اور آپ کے چہرہ مبارک سے ناخوشی کے آثار نمایاں ہو گئے آپ نے فرمایا تم دونوں صحیح اور ٹھیک پڑھتے ہو آپس میں اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے جن لوگوں نے کلام الٰہی میں اختلاف کیا وہ ہلاک ہو گئے۔ (بخاری)

توضیح:......اس اختلاف سے انکار کرنا مراد ہے چونکہ قرآن مجید سات طریقوں پر نازل ہوا ہے اور سب منزل من اللہ ہیں تو ایک قرات سے انکار کرنا گویا کہ کلام الٰہی سے انکار کرنا ہے اور یہ انکار ہلاکت کا باعث بنے گا۔

۲۲۱۳۔ وَعَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ فِی

۲۲۱۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں تھا کہ

۲۲۱۲۔ صحیح بخاری کتاب الخصومات ما یذکر فی الاشخاش (۲٤۱۰)

۲۲۱۳۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافر باب بیان ان القرآن علی سبعة احرف (۸۲۰[۱۹۰٤])

الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي، فَقَرَأَ قِرَائَةً انْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَائَةِ صَاحِبِهِ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلاَةَ، دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَائَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، وَ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَائَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَحَسَّنَ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيْبِ وَ لاَ إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ، ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ، فَفِضْتُ عَرَقًا، وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ فَرَقًا، فَقَالَ لِيْ: ((يَاأُبَيَّ! أَرْسِلْ إِلَيَّ: أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ: أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِيْ، فَرُدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ:اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِيْ، فَرُدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ: اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدتُّكُمَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيْهَا، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لأُمَّتِيْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لأُمَّتِيْ، وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا اس نے قرآن مجید ایسے طریقے سے پڑھا کہ اس طریقہ سے پڑھنا نہیں جانتا تھا جس سے مجھے تعجب ہوا پھر اتنے میں ایک اور شخص آیا اور وہ بھی اس طریقہ کے خلاف پڑھا جو اس کے ساتھی نے پڑھا تھا جب ہم سب نماز سے فارغ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے عرض کیا اس شخص نے قرآن مجید اس طرح پڑھا جس طرح میں نہیں پڑھتا تھا پھر دوسرا شخص آیا اس نے بھی اپنے ساتھی کے قرات کے خلاف پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ تم لوگ پڑھ کر سناؤ تو انہوں نے پڑھ کر آپ کو سنایا۔ آپ نے ان دونوں کے پڑھنے کی تحسین و تعریف فرمائی جس سے میرے دل مین تردد اور شک پیدا ہوا جو جاہلیت کے زمانہ میں ایسا شک نہیں پیدا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میری اس کیفیت کو تاڑ لیا اور دیکھ کر مجھ پر شک وشبہ اور وسوسہ نے گھیر لیا ہے تو آپ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور میری یہ کیفیت ہوگئی کہ گویا میں خوف کی وجہ سے خدا کو دیکھنے لگا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابی میرے پاس فرشتہ بھیجا گیا اور مجھے حکم دیا گیا کہ تم دو طریقے سے پڑھ سکتے ہو تو میں نے سہ بارہ عرض کیا کہ خدایا میری امت پر قرآن کو آسان کر دے تو مجھے حکم دیا گیا کہ تین طرح سے یہاں تک کی سات طرح سے پڑھنے کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جتنی بار میں نے تم کو پڑھنے کا حکم دیا اتنی بات تم مجھ سے دعا کی درخواست کر سکتے ہو تو میں نے عرض کیا کہ خدایا میری امت کو بخش دے خدایا میری امت کو بخش دے (دوبار) اور تیسری بار دعا قیامت کے لیے باقی رکھ چھوڑی ہے جب کہ ساری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مجھ سے خواہش ظاہر فرمائیں گے۔ (مسلم)

٢٢١٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَقْرَأَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَى حَرْفٍ، فَرَاجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَ يَزِيْدُنِيْ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)) قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ: بَلَغَنِيْ أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الأَحْرُفِ إِنَّمَا هِيَ فِي

۲۲۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک طریقہ سے قرآن مجید پڑھایا تو میں نے ان سے مراجعت کی اور بار بار یہ درخواست کی کہ اور زیادہ طریقہ سے مجھے پڑھنے کی اجازت دو اور ہمیشہ میں زیادہ قرات کرنے کی خواہش ظاہر کرتا رہا چنانچہ وہ زیادہ کرتے رہے یہاں تک کہ

٢٢١٤۔ صحيح بخاری كتاب فضائل القرآن باب انزل القرآن على سبعة احرف (٤٩٩١)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب بيان ان القرآن على سبعة احرف (٨١٩[١٩٠٢])

الْأَمْرِ تَكُوْنُ وَاحِدًا لَاتَخْتَلِفُ فِيْ حَلَالٍ وَ لَا حَرَامٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سات طریقہ پر پہنچے یعنی سات طریقہ پر پڑھنے کی اجازت ملی۔ ابن شہاب راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ سات طریقہ امر دینی کے بارے میں ایک ہی ہے حرام حلال کا فرق نہیں ہے۔یعنی اگر ایک طریقہ سے حلال سمجھا جاتا تھا تو حلال ہی ہے اور حرام سمجھا جاتا تھا تو حرام ہی ہے اختلاف قرات کی وجہ سے یہ بات نہیں ہے کہ ایک قرات سے ایک مسئلہ حلال معلوم ہو اور دوسری قرات سے وہی مسئلہ حرام معلوم ہو۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

قرآن مجید سات طریقوں پر اُتارا گیا ہے

٢٢١٥۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جِبْرِيْلَ، فَقَالَ: ((يَا جِبْرِيْلُ! إِنِّيْ بُعِثْتُ إِلَى أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ، مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ، وَالْغُلَامُ، وَالْجَارِيَةُ، وَ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ، وَ أَبِيْ دَاوُدَ: قَالَ: ((لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ أَتَيَانِيْ، فَقَعَدَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَ مِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِيْ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: إِقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ، قَالَ: مِيْكَائِيْلُ اسْتَزِدْهُ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ))۔

٢٢١٥۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کی آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام میں ان پڑھ امت کے طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جن میں بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد اور لڑکے ولڑکیاں ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً قرآن مجید سات طریقوں پر اتارا گیا ہے۔ (ترمذی) اور احمد و ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ وہ ہر طریقہ شافیاور کافی ہے یعنی ہر ظاہری اور باطنی بیماری کے لیے شفا ہے اور صدق نبوت اور صدق وحدانیت کی حجت کے لیے کافی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام دونوں میرے پاس تشریف لائے حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے داہنی طرف بیٹھ گئے اور حضرت میکائیل میرے بائیں جانب بیٹھ گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم قران مجید کو ایک طرح پڑھو تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم اور زیادہ مطالبہ کرو چنانچہ میں زیادتی کراتا رہا یہاں تک کہ سات طریقہ پر پہنچ گئے ادر ہر طریقہ شافی اور کافی ہے۔

قرآن مجید پڑھ کر لوگوں سے سوال کی ممانعت کا بیان

٢٢١٦۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَاصٍ يَقْرَأُ، ثُمَّ يَسْأَلُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ

٢٢١٦۔ عمران بن حصین کا بیان ہے کہ وہ ایک قصہ گو واعظ کے پاس سے گذرے جو قرآن مجید پڑھ پڑھ کر لوگوں سے بھیگ مانگتا تھا تو

٢٢١٥۔ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب انزل القرآن علی سبعة احرف (١٤٧٧)، الترمذی کتاب القراءت باب ماجاء انزل القرآن علی سبعة احرف (٢٩٤٤)، النسائی کتاب الافتتاح باب جامع ماجاء فی القرآن (٩٤٢)، سند احمد (٥/ ١٢٤)

٢٢١٦۔ حسن، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ١٠ (٢٩١٧)، احمد (٤/ ٤٣٢، ٤٣٣) الصحیحه (٢٥٧، ٢٦٠)

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ بِهِ ، فَإِنَّهُ سَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ

عمران بن حصین نے یہ دیکھ کر ﴿انا الله وانا الیه راجعون﴾ کہا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے ذریعہ سوال کرے کیونکہ آئندہ ایسے لوگ آنے والے ہیں جو قرآن مجید کو پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔ (احمد، ترمذی)

توضیح: ...... قرآن مجید پڑھنا عبادت الٰہی ہے اس کے ذریعہ سے لوگوں سے دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنی چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے ذریعہ سے دنیا و آخرت کی نعمت طلب کرے اور دنیا و آخرت کے عذابوں سے پناہ چاہے دنیا طلبی کے واسطے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۲۲۱۷۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

۲۲۱۷۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن مجید پڑھ کر لوگوں سے کھانا کھائے یعنی قرآن مجید کو دنیا طلبی کا وسیلہ اور شکم پروری کا ذریعہ بنائے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کی چہرے پر گوشت نہیں ہوگا صرف ہڈی ہڈی ہوگی۔ (بیہقی شعب الایمان) یعنی وہ بہت ہی ذلیل وخوار ہوگا۔

بسم اللہ کے نزول کا بیان

۲۲۱۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰى يَنْزِلَ عَلَيْهِ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۲۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سورت سے دوسری سورت کا الگ ہونا نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اتر آتی۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... یعنی جو سورتوں کے درمیان میں فرق کرنے کے لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اترتی جس سے پتہ چل جاتا کہ پہلی سورت ختم ہو چکی ہے اب دوسری سورت شروع ہو رہی ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کی جز ہے اور سورہ فاتحہ کی بھی جز ہے اور قرآن مجید کی آیتوں میں سے ایک آیت بھی ہے۔

منہ سے شراب کی بدبو ہو اور قرآن پڑھنے کی ممانعت کا بیان

۲۲۱۹۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا بِحِمْصَ، فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا

۲۲۱۹۔ حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حمص یعنی ملک شام میں تھے تو ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھ کر سنائی ایک شخص نے کہا کہ یہ سورت اس طرح نہیں نازل ہوئی ہے جس طرح

۲۲۱۷۔ اسناده ضعيف جداً ، شعب الايمان (۲۶۲۵)، المجروحين لابن حبان (۱/ ۱۴۸) احمد بن شیخ صاحب ہے۔

۲۲۱۸۔ اسناده صحيح ، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب من جهر بها (۷۸۸)

۲۲۱۹۔ صحيح بخارى كتاب فضائل القرآن باب القراءة فى اصحاب النبيين (۵۰۰۱)، مسلم كتاب صلاب المسافرين باب استحباب قراءة القرآن على اهل الفضل (۸۰۱[۱۸۷۰])

عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ:((أَحْسَنْتَ)) فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ وُجِدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ: أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ ؟! فَضَرَبَهُ الْحَدَّ؟۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آپ نے پڑھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس سورت کو میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آپ کے سامنے پڑھی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا تم نے اچھا پڑھا ہے جس وقت عبداللہ بن مسعود اس سے بات چیت کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے اس سے شراب کی بدبو پائی یعنی اس اعتراض کرنے والے کے منہ سے شراب پینے کی بدبو محسوس کی تو فرمایا کہ تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کو شراب پینے کی حد لگائی۔ (بخاری' مسلم)

قرآن کو جمع کرنے کا بیان

۲۲۲۰۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ ، وَإِنِّي أَخْشَى إِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ؟ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذَلِكَ ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ: زَيْدٌ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُكَ ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَأَجْمَعْهُ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ

۲۲۲۰۔ حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا جب میں حاضر ہوا تو حضرت عمر بن خطاب کو وہاں بیٹھا ہوا پایا۔ حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا کہ عمر بن خطاب میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے قاری قرآن شہید ہو گئے ہیں اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مختلف مقامات میں اسی طرح سے قاری قرآن اور حفاظ شہید ہوتے رہیں گے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ ہم سے جاتا رہے گا میں اس بات کو مناسب سمجھ رہا ہوں کہ آپ قاریوں کے ذریعہ سے قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم فرمائیں میں نے عمر سے کہا ہم اس کام کو کیسے کر سکتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہے تو عمر نے کہا کہ خدا کی قسم یہی کام بہتر ہے حضرت عمر مجھے بار بار یہ سمجھاتے رہے اور اس کی اہمیت کو بتلاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرے سینے کو کھول دیا اور میں نے سمجھ لیا کہ عمر کی رائے اس بارے میں بالکل صحیح ہے تو زید بن ثابت نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے زید تم جوان اور سمجھدار و عقلمند آدمی ہو تم پر دروغ گوئی اور کذب بیانی کی تہمت نہیں لگاتے ہیں تم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کاتب وحی تھے اور قرآن مجید لکھا کرتے تھے لہٰذا تم قرآن مجید کو تلاش کرو اور اس کو ایک جا جامع کر دو۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر حضرت ابوبکر مجھے کسی پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو یہ آسان تھا بہ نسبت اس تکلیف کے جو انہوں نے قرآن مجید کے جمع کرنے کی تکلیف مجھے دی ہے میں نے کہا کہ آپ لوگ کیونکر اس کام کو کر سکتے ہو جس کو رسول اللہ ﷺ نے

۲۲۲۰۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن (٤٩٨٦)

الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَائَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتَّى خَاتِمَةِ (بَرَائَة) فَكَانَتْ الْمُصْحَفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم! یہی کام بہتر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے بار بار سمجھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرے سینے کو کھول دیا جس کام کے لیے حضرت ابوبکر و عمر کے سینے کو کھول دیا تھا ان دونوں بزرگوں کے حکم کے مطابق میں نے قرآن مجید کو تلاش کرنا شروع کیا اور اس کو کھجور کے شاخوں اور پتوں اور سفید پتھروں پر لکھے ہوئے قرآن مجید کو اور لوگوں کے سینے سے یعنی حافظوں سے پوچھ پوچھ کر ایک جگہ لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت حضرت خزیمہ انصاری کے پاس پائی اور اس کے علاوہ کسی کے پاس یہ آیت مجھے نہیں ملی تھی اور وہ آیت یہ تھی ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ سورۂ برات کے آخر تک یہ لکھا ہوا قران مجید حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ان کی زندگی بھر رہا پھر ان کے انتقال کے بعد وہ قرآن مجید حضرت عمر کے پاس ان کی زندگی تک رہا پھر ان کے انتقال کے بعد وہ قرآن مجید حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ (بخاری)

یمامہ ایک شہر کا نام ہے مسیلمہ کذاب نے وہاں نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں اس کا زیادہ زور بڑھتا جا رہا تھا کہ حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ وہاں روانہ کیا وہاں بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی مسیلمہ کذاب مارا گیا اور مسلمان بھی بہت سے شہید ہوئے کہا جاتا ہے اس لڑائی میں سات سو یا بارہ سو قاری و حفاظ شہید ہوئے اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ متفرق طور پر قرآن مجید کے اجزاء جو لوگوں کے پاس ہیں اکٹھا جمع کر کے مرتب کر لیا جائے یہ جمع اور تالیف کوئی نئی نہیں تھی بلکہ متعدد نسخے متفرق اجزاء جمع کر کے ایک کتابی شکل میں مدون کیا جائے جیسا کہ اس کا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید لکھا جا چکا تھا اور قرآن مجید کی آیتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

((قد اعلم الله تعالیٰ فی القران بانه مجموع فی الصحف فی قوله یتلوا صحفا مطهر الایة و کان القران مکتوبا فی الصحف لکن کانت متفرق فجمعها ابوبکر فی مکان واحد ثم کانت بعده محفوظ الی ان امر عثمان بالنسخ منها عد مصاحف وارسل بها الیٰ الامصار .)) (فتح الباری)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے قول ((یتلوا صحفا مطهر الایة .)) میں بیان فرمایا ہے کہ قرآن صحیفوں میں جمع ہے۔ قرآن شریف صحیفوں میں لکھا ہوا ضرور تھا لیکن متفرق تھا حضرت ابوبکر نے ایک جگہ جمع کر دیا' پھر ان کے بعد محفوظ رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے متعدد نسخے نقل کرا کے دوسرے شہروں میں روانہ کر دیے۔ اس تشریح سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے حکم سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے صرف قرآن شریف کے متفرق اجزاء کو جمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں مدون کر دیا تھا۔

صحیفہ صدیقی کب تک محفوظ رہا؟

حضرت زید بن ثابت کا مدون کیا ہوا نسخہ حضرت ابوبکر صدیق کے خزانہ میں محفوظ رہا اس کے بعد حضرت عمر کے قبضہ میں آیا حضرت عمر نے ام المومنین حضرت حفصہ کے حوالہ فرما دیا اور وصیت کر دی کہ کسی شخص کو نہ دیں البتہ جس کو نقل کرنا یا اپنا نسخہ صحیح کرنا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں حضرت حفصہ سے عاری لے کر چند نسخے نقل کرائے اور دوسرے

مقامات میں روانہ کر دیے لیکن اصل نسخہ بدستور حضرت حفصہ کے پاس محفوظ رہا اور جب مروان مدینہ کا حاکم ہو کر آیا تو اس نے اس نسخہ کو حضرت حفصہ سے لینا چاہا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور تا حیات اپنے پاس محفوظ رکھا ان کے انتقال کے بعد مروان نے حضرت عبداللہ بن عمر سے لے کر اس کو ضائع کر دیا۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۱۰)

۲۲۲۱۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ، وَ كَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَ آذَرْبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ: أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالْمُصْحَفِ، نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَعَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنِ الْعَاصِ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا، حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الْمُصْحَفَ فِي الْمَصَاحِفِ، رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ، وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ (الأَحْزَابِ) حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ، قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ بِهَا، فَالْتَمَسْنَاهَا، فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

۲۲۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جس وقت کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شام عراق کے مجاہدوں کے لیے جو ارمینیہ اور آذر بائیجان کی لڑائیوں کے لیے آمادہ ہو رہے تھے جہاد کا سامان مہیا کرنے میں مصروف تھے تو لوگوں کے اس اختلاف میں جو قرآن مجید کی قرات کے بارے میں کر رہے تھے حذیفہ بن یمان کو مضطر اور خوف زدہ کر دیا تھا۔ حذیفہ بن یمان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ اس امت کی اصلاح کیجئے اس سے پہلے کہ وہ قرآن مجید میں اسی طرح اختلاف کریں جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں اختلاف کیا تھا (یعنی مختلف قراتوں کی وجہ سے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں تو آپ ایک قرات پر سب کو جمع کر دیجئے تاکہ اختلاف قرات کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف نہ پیدا ہو) یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک شخص کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ آپ کے پاس حضرت ابوبکر کے زمانے کا لکھا ہوا جو قرآن مجید موجود ہے وہ (عاریۃً) ہمارے پاس بھجوا دیجئے ہم اس کی نقل کر کے پھر آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ نے اس قرآن مجید کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ آپ لوگ اس قرآن مجید کی نقل کر دیں اور حضرت عثمان نے زید بن ثابت کے علاوہ باقی تین قریشیوں کو یہ حکم دیا کہ اگر قرآن مجید میں کسی جگہ کسی لغت میں تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان کوئی اختلاف ہو یعنی زید بن ثابت کوئی لغت پڑھتے ہوں اور تم لوگ کوئی دوسری لغت اس جگہ پڑھتے ہو تو تم قریش کی زبان اور لغت پر لکھو کیونکہ زیادہ تر قرآن مجید قریش کے محاورہ اور لغت پر نازل ہوا ہے چنانچہ ان چاروں حافظوں اور قاریوں نے ایسا ہی کیا جب قرآن مجید کی متعدد نقلیں کر چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

۲۲۲۱۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن (۴۹۸۷، ۴۹۸۸)

الأَنْـصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَـاهَـدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾ ، فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس قرآن مجید کو واپس کر دیا جو ان سے عاریۃً لیا تھا اور منقول شدہ قرآن مجید کے متعدد نسخوں کو اسلامی شہروں میں بھیج دیا اور سب کو یہی حکم دیا کہ اسی قران مجید کے مطابق پڑھو پڑھاؤ اور اس کے علاوہ جو مختلف قراتوں کا لکھا ہوا قران مجید ہو اس کو جلا دو تا کہ اختلاف قرات کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف نہ رہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس وقت ہم قرآن مجید کو نقل کر رہے تھے تو سورۂ احزاب کی ایک آیت مجھے نہیں مل رہی تھی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا تھا تو ہم نے اس آیت کو تلاش کرنا شروع کیا تو وہ آیت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس ملی اور وہ آیت یہ تھی ﴿من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللہ علیہ﴾ تو ہم نے اس آیت کو قران مجید میں اسی سورت میں لکھ دیا۔ (بخاری) خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان نے قران مجید کو صرف ایک ہی قرات اور ایک لغت پر نقل کرایا اور اختلاف سے بچنے بچانے کے لیے باقی قراتوں اور لغتوں کو حذف فرما دیا۔ تمام دنیا میں حضرت عثمان کا نقل کرایا قران مجید موجود ہے جس میں ایک ہی لغت ہے اور مخالف و موافق سب کے پاس ہے۔ ان شاء اللہ قیامت تک یہی رہے گا۔

٢٢٢٢ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: مَاحَمَلَكُمْ عَلَى أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى (الأَنْفَالِ) ، وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ ، وَإِلَى (بَرَائَة) ، وَهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ ، فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَ لَمْ تَكْتُبُوا سَطَرَ (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) ، وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ؟ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ ، وَ هُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ ، وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ: ((ضَعُوا هٰؤُلَاءِ الآيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَ كَذَا)) فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الآيَةَ فَيَقُوْلُ ضَعُوا هٰذِهِ الآيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ (الأَنْفَالُ) مِنْ أَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ ، وَ كَانَتْ (بَرَائَةٌ) مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ نُزُولاً ، وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً

٢٢٢٢ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے سورۂ انفال کو جو مثانی میں سے ہے اور سورہ برات کو جو مئین میں سے ہے ان دونوں سورتوں کو ایک جگہ کیوں لکھا اور ایک دوسرے کے پاس کیوں رکھا ایسا کرنے پر کس نے آپ کو آمادہ کیا اور فرق کرنے کے لیے ان دونوں سورتوں کے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی اور آپ نے اس سورہ انفال کو سات لمبی سورتوں میں رکھا تو ایسا کرنے پر کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب مین فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب چند آیتوں والی سورتیں نازل ہوتیں تو آپ کاتبین وحی کو بلا کر فرماتے کہ ان آیتوں کو فلاں سورت میں فلاں جگہ لکھو جس میں فلاں فلاں چیز کا بیان ہے۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو کاتب کو بلا کر فرماتے اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں فلاں جگہ لکھو۔ سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ میں پہلے نازل ہوئی ہے اور سورۂ برات قرآن مجید کے اس حصے میں سے ہے جو آخر میں نازل ہوئی ہے اور یہ دونوں سورتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اور سورۂ انفال کا کچھ واقعہ سورۂ برات کے واقعے سے ملتا جلتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا

٢٢٢٢ـ حسن ، سنن ابی داؤد کتاب الصلاب باب من جربھا (٧٨٩) ، الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة التوبة (٣٠٨٦) ، احمد (١/ ٥٧)

بِقِصَّتِهَا ، فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا ، وَلَمْ أَكْتُبْ سَطْرَ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَ أَبُو دَاوُدَ

اور آپ نے اپنی زندگی میں صاف طور سے ہم سے یہ نہیں بیان فرمایا تھا کہ سورۂ برات سورہ انفال میں سے ہے یا نہیں ہے تو اس وجہ سے ہم نے ان دونوں سورتوں کو پاس پاس رکھا اور دونوں سورتوں کے درمیان میں فرق کرنے کے لیے ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ بھی نہیں لکھا اور ہم نے اس کو سات لمبی سورتوں میں شامل کیا۔ (احمد' ترمذی' ابوداوٗد)

توضیح: ...... قرآن مجید کی سورتوں کی اس طرح تقسیم کی گئی ہے کہ سورہ بقرہ سے سورہ توبہ تک طوال کہا جاتا ہے یعنی لمبی لمبی سورتیں اور سورہ یونس سے سورۂ فرقان تک مئین کہا جاتا ہے یعنی سوسو آیتوں والی سورت یا سو آیتوں سے زیادہ والی سورت اور سورۂ شعراء سے سورۂ فتح تک مثانی کہا جاتا ہے یعنی ان سورتوں میں سے ہیں جو سوسو آیتوں سے کم ہیں اور ان کے بیانات بھی آپس میں ملتے جلتے ہیں اس لیے اس کا نام مثانی ہوا یعنی بار بار والی سورتیں اور سورہ حجرات سے آخر قرآن مجید تک مفصلات کہتے ہیں کیونکہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا فاصلہ قریب قریب ہے یعنی قریب قریب فاصلہ رکھنے والی سورتیں' اور ان مفصلات کی تین قسمیں ہیں۔ طول مفصل' وسط مفصل قصار مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ انشقاق تک طول مفصل ہے اور والسماء ذات البروج سے لم یکن الذی تک وسط مفصل ہے اور لم یکن الذی سے آخر قرآن مجید والناس تک قصار مفصل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تھا کہ سورۂ انفال مثانی سورتوں میں ہے یعنی سو آیتوں سے کم ہے یعنی پچھتر آیتیں ہیں اور سورۂ برات مئین میں سے ہے یعنی سو آیتوں سے زیادہ ہے یعنی ایک سوانتیس آیتیں ہیں تو ترتیب کے لحاظ سے سورہ برات سورہ انفال سے پہلے ہونی چاہیے اور سورۂ انفال مثانی میں سے ہے اس کو اس کے بعد رکھنا چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں فاصلے کے لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ فرمایا: یہ دونوں سورتیں بیانات کے لحاظ سے ملتی جلتی ہیں اور اس لیے یہ دونوں پاس پاس لکھی گئیں اور رسول اللہ ﷺ سے دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا ثابت نہیں ہے اس لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب

❁❁❁❁

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعاؤں کا بیان

دعا کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں مراد یہ ہے کہ تکلیف اور مصیبت کے وقت میں امداد کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پکار کو سن کر مصیبت کو دور فرما دیتا ہے اور مصیبت دور کرنے کے لیے خدا کے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں پکارنا چاہیے کیونکہ خدا کے سوا دوسرا نہ مصیبت دور کرسکتا ہے اور نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور غیر اللہ کو پکارنے والے سب سے زیادہ بے سمجھ اور گمراہ ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ و ھم عن دعائھم غافلون﴾ (احقاف) ''ان سے زیادہ گمراہ کوئی نہ ہوگا جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی بات کو نہیں سن سکتے وہ تو ان کی پکار سے بھی بے خبر ہیں'' (وہ تم ہی جیسے مجبور عاجز بندے ہیں) فرمایا: ﴿ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم﴾ (اعراف) ''بے شک اللہ کے سوا جن کو تم اپنی مدد کے لیے پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے عاجز بندے ہیں بلکہ وہ تم سے بھی زیادہ عاجز ہیں کیونکہ زندہ انسان اپنی بعض مصیبتوں کو دور کرسکتا ہے اور وہ بے جان تو اپنی مصیبت کو دور کر ہی نہیں سکتے دوسروں کی کیا مصیبت دور کریں گے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصر کم ولا انفسھم ینصرون﴾ (اعراف) ''وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو نہ وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں اور نہ وہ اپنی ہی مدد کرسکتے ہیں''

آیات مذکورہ سے یہ ظاہر ہوا کہ خدا کے مقابلہ میں سب ہیچ اور بے بس ہیں کوئی کسی کی مدد اور تکلیف کو دور نہیں کرسکتا صرف اور صرف اللہ ہی ہے جو سب کی مدد کرتا ہے لہٰذا ہر حالت میں اللہ ہی کو پکاریں اور اسی سے دعا کریں اور اس پکار میں دوسرے کو شریک نہ کریں ﴿فلا تدعوا مع اللہ احدا اللہ لا ینفعك ولا یضرك فان فعلت فانك اذا لمن الظلمین﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا ان چیزوں کو مت پکارو جو (پکارنے سے) فائدہ اور (چھوڑنے سے کچھ تکلیف نہ پہنچا سکیں پھر تم ایسا کرو گے تو اس وقت یقیناً تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے لہٰذا ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے تاکہ وہ اس کی ضرورت کو پوری کردے وہ خود فرماتا ہے: ﴿ادعونی استجب لکم﴾ (اعراف) ''تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا'' اور فرمایا: ﴿اجیب دعوۃ الداع اذا دعان﴾ ''جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کر لیتا ہوں'' اور فرمایا: ﴿ادعوا ربکم تضرعا و خفی﴾ (اعراف) ''لوگو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((الدعا ھو العباد)) دعا ہی عبادت ہے: ((الدعا مح العباد .)) دعا عبادت کا مغز گودا ہے اور فرمایا: ((الدعا سلاح المومن .)) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں ہے اور دعا تقدیر کو بھی پھیر دیتی ہے دعا ہر مصیبت کو روکنے والی ہے (ترمذی)

اور فرمایا تمہارا رب بڑا ہی حیا و کرم والا ہے جب کوئی بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور مانگتا ہے اس کو خالی ہاتھ واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (ابوداؤد)

اور فرماتے ہیں جس کے لیے دعا کے دروازے کھول دیے گئے یعنی اس کو دعا کرنے کی توفیق دی گئی تو اس کے لیے جنت و قبولیت و رحمت کے دروازے کھول دیے گئے (ابن ابی شیبہ حصن حصین) اور فرماتے ہیں جس کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت اس کی دعا قبول کی جائے تو اس کو چاہیے کہ آرام اور کشادگی اور فراخی کی دعا کرتا رہے (حاکم) اور رسول اللہ صص نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ان تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دیتا ہے (۱) یا تو اس چیز کو عطا فرما دیتا ہے جس کو وہ مانگتا ہے (۲) یا اس سے بہتر کوئی چیز دیتا ہے (۳) یا اس کے ذریعہ سے کوئی بڑی آنے والی مصیبت کو دور کر دیتا ہے اسلامی وظائف میں ہم نے دعا کے فضائل اور آداب و شرائط اور قبولیت کے مقامات و اوقات کو نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا اس کتاب کا مطالعہ کیجئے تو بہت فائدہ ہوگا قرآن مجید کی ساری دعائیں اور حدیث شریف کی اکثر دعائیں اس میں درج ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

انبیاء کی دُعا مستجاب ہے

٢٢٢٣۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَلِلْبُخَارِيِّ أَقْصَرُ مِنْهُ

۲۲۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے مخصوص دعا ہے جو قبول کی جاتی ہے تو ہر نبی نے اپنی دعا کے لیے جلدی کیا اور دنیا ہی میں اس نے اس دعا کا مانگا جو قبول کی گئی (اور مجھے بھی ایک دعا کی اجازت دی گئی تو میں نے اس دعا کو چھپا رکھا ہے قیامت کے دن کے لیے یعنی قیامت کے روز میں دعا کروں گا وہ یہ کہ اے اللہ تو میری امت کو بخش دے تو میری یہ (سفارش دعا انشاء اللہ قبول ہوگی میری امت کے ان موحدین کیلیے جنھوں نے اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہیں کیا ہے (بخاری، مسلم) اللھم ارزقنا شفاع نبینا صلی الله علیه وسلم۔ (آمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا بیان

٢٢٢٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ: شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے ایک درخواست کرتا ہوں اور قول وقرار کرتا ہوں اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ اس کے ہرگز خلاف نہیں کریں گے اور اس کو ضرور قبول فرمائیں گے وہ درخواست یہ ہے کہ میں بھی بشر اور انسان ہوں (جس سے غلطی اور خطا ممکن ہے) تو اگر میں نے کسی مومن کو کوئی تکلیف دی ہو اور اس کو برا بھلا کہا ہو یا لعن طعن کیا ہو۔ مارا پیٹا ہو تو ان سب چیزوں کو اس کے حق میں رحمت کا ذریعہ

٢٢٢٣۔ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب يقل نبی دعوة مستجابة (٦٣٠٤)، مسلم كتاب الايمان باب اختيار النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوة الشفاعة لامته (١٩٩[٤٩١])

٢٢٢٤۔ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب قول النبيں من اذيته فاجعله له زكاة (٦٣٦١)، مسلم كتاب البر والصلة باب من لعنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسبه (٢٦٠١[٦٦١٩])

بنا دے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے اور اس کے ذریعے سے قیامت کے روز اپنی نزدیکی کا سبب بنا دے۔ (بخاری، مسلم)
(یعنی میری اس ظاہری بددعا کو اس کے حق میں دعا بنا دے)

دُعا میں دلجمعی اور پختگی کا بیان

٢٢٢٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ، ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ، ارْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ، وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، وَ لَا مُكْرِهَ لَهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٢٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو بخش دے اگر تو چاہے تو رحم کر اگر تو چاہے تو روزی دے بلکہ دعا مانگنے میں پختگی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے کوئی مجبور اور زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... یعنی دعا مانگنے میں یقینی کلمات کا استعمال کرنا چاہیے اگر مگر شک کا کلمہ نہیں بولنا چاہیے کیونکہ اگر مگر اور شک کی صورت میں دعا قبول نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس طرح سے دعا مانگنے کو ناپسند کرتا ہے۔

٢٢٢٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ؛ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمُ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٢٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یوں ہی نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو بخش دے بلکہ یقینی کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ اور ذوق شوق کے ساتھ دعا کرے کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ عنایت فرمانے کا ارادہ کرتا ہے اس کو دیتا ہے اللہ کے نزدیک کوئی مشکل اور دشوار نہیں ہے۔ (اس لیے مگر کے ساتھ دعا نہیں کرنا چاہیے)۔ (مسلم)

قطع تعلق کرنے والے کی دُعا قبول نہیں

٢٢٢٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلُ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: ((يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَ يَدَعُ الدُّعَاءَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٢٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب کہ کسی گناہ کے لیے یا رشتہ ناطہ کے حق حقوق کے قطع کرنے کے لیے دعا نہ کرے اور نہ جلدی کرے لوگوں نے عرض کیا جلدی کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ یوں کہے کہ میں نے دعا کی لیکن نہیں دیکھتا میں کہ وہ دعا میری قبول ہو رہی ہے اس لیے وہ دعا مانگنے سے تھک جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... دعا کی قبولیت کے بہت سے اسباب اور شرائط ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرطیہ کلمہ نہ استعمال کیا جائے یعنی یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو ایسا کر اگر تو چاہے تو ایسا کر اور نہ جلدی کرے کہ دو چار یا کچھ دنوں تک دعا کی اور قبولیت کے آثار نہ ظاہر ہوئے تو تھک کر چھوڑ دے بلکہ ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے اپنے اختیار میں دعا کرنا ہے اللہ کے ذمہ قبول کرنا ہے اسلامی وظائف میں ہم نے دعا کے آداب و شرائط کو مفصل بیان کیا۔

٢٢٢٥۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب فی المشیئة والارادة (٧٤٧٧)
٢٢٢٦۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب العزم بالدعا (٢٦٧٩[٦٨١٢])
٢٢٢٧۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب بیان انه یستحباب للداعی مالم یعمل (٢٧٣٥[٢٩٣٦])

مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں کی جانے والی دُعا کا بیان

(۲۲۲۸) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((دَعْوَةُ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ: الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِيْنَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۲۲۸۔ حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ مسلمان بھائی کی دعا اس کی پیٹھ پیچھے اور اس کے دم موجودگی میں قبول کی جاتی ہے دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے جب وہ مسلمان بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر شدہ فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور دعا کرنے والے سے کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی یعنی تیرے لیے بھی بھلائی ہو۔ (مسلم)

توضیح:...... یعنی غائب آدمی غائب کے لیے جب دعا کرے گا تو نہایت اخلاص سے کرے گا ریا نمود کا دخل نہیں ہوگا اس لیے وہ دعا قبول ہوگی۔

اپنے ماتحت افراد پر بددعا کی ممانعت کا بیان

۲۲۲۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيْثُ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ)) فِيْ كِتَابِ الزَّكَاةِ

۲۲۲۹۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں پر بددعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد پر بددعا کرو اور نہ اپنے غلام لونڈیوں اور جانوروں پر بددعا کرو کیونکہ ممکن ہے وہ ساعت قبولیت کی ہو کہ جو دعا مانگی جاتی ہے قبول کر لی جاتی ہے تو تمہاری بددعا بھی قبول ہو جائے گی۔ (مسلم) جس سے تمہارا نقصان ہوگا اور ستم کو ندامت ہوگی اس لیے بددعا مت کرو) اور حضرت ابن عباس کی یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں ذکر ہو چکی ہے۔ اتق دعوۃ المظلوم ''مظلوم کی بددعا سے بچو''۔

توضیح: ...... قرآن مجید میں بھی اپنے جان مال پر بددعا کرنے سے منع کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر و کان الانسان عجولا﴾ (سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵) ''انسان برائی کی دعائیں مانگنے لگتا ہے بالکل اس کی اپنی بھلائی کی دعا کی طرح انسان ہے ہی بڑا جلد باز'' یعنی انسان کبھی کبھی دلگیر اور ناامید ہو کر اپنی سخت غلطی سے خود اپنے لیے برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کبھی اپنے مال اولاد کے لیے بددعا کرنے لگتا ہے کبھی موت کی کبھی ہلاکت کی کبھی بربادی اور لعنت کی لیکن اس کا خدا اس پر خود اس سے بھی زیادہ مہربان ہے ادھر وہ دعا کرے ادھر وہ قبول فرمائے تو ابھی ہلاک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالھم بالخیر لقضی الیھم اجلھم﴾ (یونس پ ۱۱) ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ کبھی کا ہو چکا ہوتا'' لہٰذا انسان کو یہ ہرگز زیبا نہیں ہے کہ اپنے لیے بددعا کرے کیونکہ کوئی گھڑی قبولیت دعا کی ہوتی ہے اگر اس وقت میں زبان سے بددعا نکل گئی تو ممکن ہے قبول ہو جائے اور بددعا اس پر پڑ جائے اس لیے آپ نے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔

۲۲۲۸۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب فضل الدعا للمسلمین یظهر القیب (۲۷۳۳[۶۹۲۹])

۲۲۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الزهد باب حدیث جابرا الطویل وقصة ابی الیسر (۳۰۰۹[۷۵۱۵])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

اس چیز کا بیان کہ دُعا ہی عبادت ہے

۲۲۳۰۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ((وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۲۳۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ دعا ہی عبادت ہے'' پھر آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم﴾ ''تمہارے رب نے کہا کہ تم اس سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔'' (احمد' ترمذی' ابوداود' نسائی' ابن ماجه)

۲۲۳۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۲۲۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور اس کا خلاصہ ہے۔ (ترمذی)

۲۲۳۲۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَیْسَ شَیْءٌ أَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

۲۲۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بزرگ تر کوئی چیز نہیں ہے (یعنی عبادت اور اذکار میں دعا سے باعظمت اور بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۲۲۳۳۔ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَ لَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۲۲۳۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لوٹا سکتی تقدیر کو کوئی چیز مگر دعا اور نہیں بڑھا سکتی عمر کو کوئی چیز مگر نیکی۔ (ترمذی)

توضیح: ...... تقدیر کی دو قسمیں ہیں تقدیر مبرم اور تقدیر معلق تو بحکم خدا دعا تقدیر معلق کو لوٹا سکتی ہے اسی طرح سے نیکی کرنے سے عمر بھی بڑھ جاتی ہے اور بعض لوگوں نے یہ بھی مطلب بیان کیا ہے کہ نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی تو اس کی عمر بھی ضائع نہیں ہوتی تو گویا نیکی سے عمر بڑھ گئی واللہ اعلم بالصواب۔

۲۲۳۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۲۳۴۔ حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۲۲۳۰۔ صحیح، سند احمد (٤/ ٢٣٠٤)، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعاء (١٤٧٩)، الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة البقرة (٢٩٦٩)، ابن ماجه کتاب الدعا باب فضل الدعاء (٣٨٢٨) النسائی فی الکبر یا کتاب التفسیر باب سورة غافر (٦/ ٤٥٠ ح ١١٤٦٤)

۲۲۳۱۔ اسناد ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل فضل الدعاء (٣٣٧١)، ابن لھیعہ مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

۲۲۳۲۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعا (٣٣٧٠)، ابن ماجه کتاب الدعاء باب فضل الدعا (٣٨٢٩)، قتادہ مدلس راوی ہیں اور عن سے روایت ہے جبکہ عمران القطان متکلم فیہ راوی ہے۔

۲۲۳۳۔ حسن سنن الترمذی کتاب القدر باب ماجاء لا یرو القدر الا الدعا (٢١٣٩)، الصحیحه (١٥٤)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۲۲۳۴۔ اسناد ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (٣٥٤٨)، عبدالرحمٰن الملیکی ضعیف راوی ہے۔

اللہ ﷺ: ((إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يُنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کہ دعا اس مصیبت کے لیے بھی نافع ہے جو اتر چکی ہے اور اس مصیبت کے لیے بھی جو ابھی تک نہیں اتری ہے پس اے خدا کے بندو دعا کو اپنے ذمہ لازم پکڑ لو اور ہمیشہ دعا کرتے رہو۔ (ترمذی، احمد)

٢٢٣٥۔ وَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٢٢٣٥۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب کیا ہے۔

دُعا سے پھر مصیبت کے ٹل جانے کا بیان

٢٢٣٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ مَاسَأَلَ، أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٢٣٦۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا کر دیتا ہے یا اس کے اوپر جب کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو بقدر اس دعا کے روک دیتا ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ یا رشتہ ناطہ کے قطع کرنے کی دعا نہیں مانگتا۔ (ترمذی)

٢٢٣٧۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ، وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٢٢٣٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کو مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ سوال کرنے اور مانگنے کو بہت پسند کرتا ہے اور سب سے بہتر عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے یعنی اس بات کی امید رکھنا کہ مصیبت اور رنج وغم کو دور کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اس کے علاوہ اور کوئی دور نہیں کر سکتا اور بلا اور مصیبت پر صبر کرنا جس سے مصیبت دور ہو جائے گی اور کشادگی اور راحت حاصل ہوگی۔ (ترمذی)

دُعا نہ مانگنا اللہ کی ناراضگی کا سبب

٢٢٣٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٢٣٨۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتا ہے جو اللہ سے نہ مانگے۔ (ترمذی)

توضیح: ......یعنی اللہ تعالیٰ مانگنے سے بہت خوش ہوتا ہے دنیا کے لوگ بار بار مانگنے سے ناخوش ہوتے ہیں لیکن اگر تعالیٰ سے بار بار مانگا جائے تو اس سے بہت خوش ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

٢٢٣٥۔ اسناده ضعيف مسند احمد (٥/ ٢٣٤)، ابوبکر البزار کہتے ہیں کہ شعر بن جوشب نے سیدنا معاذ سے نہیں سنا، لہٰذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٢٢٣٦۔ صحيح سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ماجاء ان دعوة المسلم مستحابة (٣٥٧٣، ٣٣٨١) شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٢٢٣٧۔ اسناده ضعيف سنن الترمذى كتاب الدعوات باب فى انتظار العزج (٣٥٧١)، حماد بن واقد ضعیف اور دوسری سند میں حکیم بن جبیر ضعیف اور رجل مجہول ہے۔

٢٢٣٨۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب منه (٣٣٧٣)، ابن ماجه (٣٨٢٧)

لَا تَسْئَلَنَّ بَنِیْ اٰدَمَ حَاجَتَہٗ
اَللّٰہُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُوَالَہٗ
وَاسْئَلِ الَّذِیْ اَبْوَابُہٗ لَا تُحْجَبُ
وَابْنُ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ

''یعنی کسی انسان سے اپنی حاجت مت مانگو اس سے مانگو جس کے کرم وسخاوت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں بند نہیں ہوتے انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تو یہی فرق ہے کہ اگر اللہ سے مانگنا چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ ناخوش ہو جائے گا' اور انسان سے جب مانگو گے تو ناخوش ہو جائے گا۔''

۲۲۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَ مَا سُئِلَ اللهَ شَيْئًا۔ يَعْنِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ۔ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ الْعَافِيَةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لیے دعا کے دروازے کھول دیے گئے ہوں تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور عافیت اور تندرستی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے جو اللہ سے مانگی جائے۔ (ترمذی)

توضیح: ...... یعنی جس کو دعا کرنے کی توفیق دے دی گئی ہے اور ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہے تو گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ عافیت کے مانگنے کو بہت پسند کرتا ہے کیونکہ عافیت ہی کے اوپر سب چیزوں کا دارومدار ہے۔

ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے کا بیان

۲۲۴۰۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيْبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۲۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات خوش لگے کہ مصیبت کے وقت میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے تو اس کو چاہیے کہ آرام اور خوشحالی کے وقت میں بھی کثرت سے دعائیں کرتا رہے۔ (ترمذی)

یعنی کشادگی اور خوشحالی کے زمانے میں کثرت سے دعا کرنے سے مصیبت کے وقت میں دعا قبول ہوتی ہے یعنی ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے خواہ مصیبت کا وقت ہو یا خوشحالی کا زمانہ ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ مصیبت کے وقت میں دعا کرے اور خوشحالی کے وقت میں چھوڑ دے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (سورہ یونس پ ۱۱)

''اور جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آ جاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی اس کے ہٹانے کے لیے

۲۲۳۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعا النبی ﷺ (۳۵۴۸)، تقدم (۲۲۳۴)، عبدالرحمٰن الملیکی ضعیف راوی ہے۔

۲۲۴۰۔ حسن سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ان دعوۃ المسلم مستجابہ (۳۳۸۲)، الصحیحہ (۵۹۳)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

بھی کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔“

یعنی جب کسی انسان کو کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خدا کو یاد کرتا ہے اور جب مصیبت اس سے ٹل جاتی ہے تو وہ یاد الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا﴾

”اور جب انسان پر ہم اپنی نعمت کا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ بدلتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہوتا ہے۔“

یعنی خوشحالی میں نہ خدا کو یاد کرتا ہے نہ دعا کرتا ہے بلکہ بھول جاتا ہے اور گھمنڈ کرتا ہے قرآن مجید میں اور جگہ اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ (سورہ هود ع ۲)

”انسان کو راحتیں دے کر جہاں ہم نے واپس لیں کہ یہ محض مایوس اور ناشکرا بن گیا اور جہاں مصیبتوں سے ہم نے عافیتیں دیں کہ پھول گیا گھمنڈ میں آ گیا اور ہانک لگانے لگا کہ بس اب برائیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔“

کس کی دُعا قبول نہیں کی جاتی؟

۲۲۴۱۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ادْعُوا اللّٰهَ وَ أَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تم دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھو اور دل لگا کر دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ غافل و بے پرواہ دل کی دعا کو نہیں قبول فرماتا۔ (ترمذی)

دُعا مانگنے کے طریقے کا بیان

۲۲۴۲۔ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا))

۲۲۴۲۔ حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو اور دعا کرو تو تم اپنی باطنی ہتھیلیوں سے مانگو اور ہتھیلیوں کے پشت سے مت مانگو۔

۲۲۴۳۔ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((رَسُوْلَ اللّٰهِ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَ لَا تَسْأَلُوْهُ

۲۲۴۳۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی باطن ہتھیلیوں سے مانگو اور ہتھیلیوں کی پشت سے مت مانگو اور جب

۲۲۴۱۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ٦٥ (٣٤٧٩)، الصحيحه (٥٩٤)

۲۲۴۲۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الوتر باب الدعاء (١٤٨٦) الصحيحه (٥٩٥)

۲۲۴۳۔ اسناده ضعيف (سنن ابی داؤد كتاب الوتر باب الدعا (١٤٨٥)، عبدالملک بن محمد بن ایمن اور عبداللہ بن یعقوب دونوں مجہول راوی ہیں۔

بِظُهُورِهَا، فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

دعا کر کے فارغ ہو جاؤ تو ان ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... یعنی دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی جائے اور ان دونوں ہاتھوں کے باطنی ہتھیلیوں کو چہرے کے سامنے رکھا جائے اور ہتھیلی کی پشت کو چہرے کے سامنے نہ رکھا جائے اور فراغت کے بعد ان ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا جائے مگر استسقاء کی دعا کے وقت میں الٹا ہاتھ کر کے دعا مانگنا چاہیے یعنی ہتھیلیوں کی پشت چہرے کے سامنے ہو اور اندرونی حصہ دوسرے طرف ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

اس چیز کا بیان کہ اللہ اپنے بندے کے اُٹھائے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا

٢٢٤٤۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۲۴۴۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تمہارا پروردگار بہت شرم والا اور بزرگ ہے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس سے دعا مانگتا ہے تو ان دونوں ہاتھوں کو خالی واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' بیہقی)

٢٢٤٥۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۴۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے تو اس کو نیچے نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ ان دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیتے۔ (ترمذی)

رسول کی دُعا جامع ہوا کرتی تھی

٢٢٤٦۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَلِكَ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۲۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور غیر جامع دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... جامع ان دعاؤں کو کہتے ہیں جن کے الفاظ مختصر ہوں اور معنی بہت ہوں کہ دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں مختصر لفظوں میں آجائیں جیسے ربنا اتنا فی الدنیا . . . . الخ وغیرہ۔

٢٢٤٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً

۲۲۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ وہ دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے جو غائب آدمی غائب

٢٢٤٤۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب الدعا (١٤٨٨)، الترمذی كتاب الدعوات باب ١٠١ (٣٥٥٦)، ابن ماجه (٣٨٦٥)، الدعوات الكبير للبيهقی (١/ ١٣٧)

٢٢٤٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ماجاء فی رفع اليدی عند الدعاء (٣٣٨٦)، حماد بن عیسیٰ ضعیف راوی ہے۔

٢٢٤٦۔ اسناده صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب الدعا (١٤٨٢)، ابن حبان سوارد (٢٤١٢ حاكم ١/ ٥٣٩)

٢٢٤٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب الدعا يظهر الغيب (١٥٣٥)، الترمذی كتاب البراد الصلاة باب ماجاء فی دعوة الاخ لاخيه يظر الغيب (١٩٨٠)، عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف راوی ہے۔

دَعْـوَةُ الْـغَائِبِ لِغَائِبٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ

آدمی کے حق میں دعا کرے (ترمذی ابو داؤد) کیونکہ اس صورت میں زیادہ اخلاص سے دعا ہوتی ہے۔

٢٢٤٨۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي، وَقَالَ: ((أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَ لاَ تَنْسَنَا)) فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ انْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ ((وَ لاَتَنْسَنَا))

۲۲۴۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا کہ اے میرے بھائی مجھے دعاؤں میں شریک رکھنا اور نہ بھولنا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی بات فرمائی کہ اگر ساری دنیا کی دولت مجھے مل جائے تو مجھے اتنی خوشی نہیں ہوگی جتنی آپ کے اس بات سے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: ...... بظاہر اس بات سے یہ مراد ہے کہ آپ نے ان کو اپنا بھائی فرمایا اور اپنے حق میں دعا مانگنے کا حکم صادر فرمایا کہ اپنے دعاؤں میں مجھے شامل رکھنا اور بھولنا نہیں کیونکہ حج عمرہ میں دعا قبول ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ معصوم تھے اور آپ کے سب گناہ معاف ہو چکے تھے لیکن خود بھی دعا کرتے اور دوسروں سے بھی اپنے حق میں دعا کرانے کا حکم صادر فرماتے اس سے معلوم ہوتا ہے جب کوئی حج وعمرہ یا کسی نیک کام کے لیے جائے تو اس سے دعا کی درخواست کرنا مستحب ہے۔

تین بندوں کی دُعا قبول ہوتی ہے

٢٢٤٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلاَثَةٌ لاَ تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَالإِمَامُ الْعَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَ تُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِيْ لأَنْصُرُكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تین آدمی کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے بلکہ قبول ہوتی ہے روزے دار جب کہ افطار کے وقت میں دعا کرے اور امام منصف اور مظلوم کی دعا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اے مظلوم میں تیری ضرور امداد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہو۔ (ترمذی)

٢٢٥٠۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلاَثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لاَ شَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

۲۲۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی ضرور دعائیں قبول ہوتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے ایک تو باپ کی دعا جو اولاد کے بارے میں اور دوسرے مسافر کی دعا اور تیسرے مظلوم کی دعا۔ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ)

٢٢٤٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الوتر باب الدعا (١٤٩٨، الترمذى كتاب الدعوات باب ١٠٩ (٣٥٦٢)، عاصم بن عبید اللہ بن ضعیف راوی ہے۔

٢٢٤٩۔ حسن، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب فى والعفو والعافيه (٣٥٩٨)، ابن ماجه (١٧٥٢)، صححه ابن خزيمة (١٩٠١) وابن حباب موارد (٢٤٠٧، ٢٤٠٨)

٢٢٥٠۔ حسن، سنن ابى داؤد كتاب الوتر باب (١٥٣٦)، الترمذى كتاب البر والصلة باب ماجاء فى دعوة الوالدين (١٩٠٥)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب (٣٨٦٢)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

دُعا کی ترغیب کا مزید بیان

٢٢٥١۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا، حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ))

۲۲۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی تمام ضروریات کو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو یہاں تک کہ جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی اللہ سے مانگو۔

٢٢٥٢۔ زَادَ فِي رِوَايَةٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ مُرْسَلًا ((حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ، حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَهُ إِذَا انْقَطَعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۵۲۔ اور اگر نمک گھٹ جائے تو نمک بھی اللہ ہی سے مانگو۔ (غرض ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ ہی سے مانگو) (ترمذی)

توضیح:...... تمام نبیوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی ساری ضروریات طلب کیں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین میں بھوکے پیاسے پہنچے تو کھانے کی درخواست کی اور فرمایا: ﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (سورہ قصص) ''اے میرے پروردگار جس قسم کی کوئی نعمت تو مجھے عطاء کرے میں اس کے لیے حاجت مند ہوں۔'' علامہ قاضی سلیمان صاحب مصنف رحمۃ اللعالمین نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

مانگ اور مانگ سدا مانگ حق سے مانگ
مت مانگ کچھ نہ مانگ بشر سے ذرا نہ مانگ

سب اپنے اپنے حال میں ہیں احتیاج مند
دل میں کسی کو جان کے حاجت روانہ مانگ

خالق سے مانگ تسمہ بھی ہو خواہ کفش کا
سلک گہر ہو اور شہ دریا عطا نہ مانگ

ہے دینے والا سب کو غنی الحمید ہی
خلقت سے دے کر واسطہ کبریا نہ مانگ

لا و نعم کا زخم ہے دشنہ سے تیز تر
مرہم برائے زخم مرض کی دوا نہ مانگ

لے جائے اڑا کے تجھے خود نسیم صبح
اے کاہ ناتواں کشش کہربا نہ مانگ

محنت میں گنج ہائے خدا داد ہیں نہاں
اکسیر کی تلاش نہ کر کیمیا نہ مانگ

٢٢٥١۔ اسنادہ حسن، سنن الترمذی (٣٦٠٤/٨)
٢٢٥٢۔ حسن، سنن الترمذی (٣٦٠٤/ ٩) دیکھئے حدیث سابق

اپنی ہی دست و بازو کی ہمت سے لے مدد
تخت شہی کے شوق میں ظل ہماں نہ مانگ
سلمان ایک بات تجھے راز کی کہوں
تو حق سے حق کو مانگ کبھی ماسوا نہ مانگ

۲۲۵۳۔ وَعَنهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

۲۲۵۳۔ حضرت انس سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اتنا اونچا اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے کہ آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھائی دیتی تھی۔ (بیہقی)

۲۲۵۴۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: كَانَ يَجْعَلُ أُصْبُعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَ يَدْعُو۔

۲۲۵۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ (بیہقی)

توضیح: ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا میں ہاتھ اتنا اٹھاتے تھے کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی تو یہ کبھی کبھار کرتے تھے جیسے استسقاء وغیرہ کی نماز میں اور حضرت سہل بن سعد کی روایت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ دعا میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے کو مونڈھوں کے برابر رکھتے تھے یہ آپ کا فعل اکثر تھا بہر حال دونوں طرح جائز ہے۔

۲۲۵۵۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا دَعَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِي ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۲۵۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت دعا مانگتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اپنے چہرہ پر پھیرتے تھے اپنے دونوں ہاتھ (بیہقی نے ان تینوں احادیث کو دعوات کبیر میں نقل کیا ہے)

دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے کے طریقے کا بیان

۲۲۵۶۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَهُمَا، وَ الاِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيْرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَ الاِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: وَ الاِبْتِهَالُ هٰكَذَا، وَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ جَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

۲۲۵۶۔ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سوال کرنے اور دعا مانگنے کا یہ طریقہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھاؤ یا اس کے قریب اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرو اور دعا میں عاجزی وخاکساری کا یہ طریقہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا لو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عاجزی کا طریقہ یہ ہے یہ کہہ کر حضرت ابن عباس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور ہاتھوں کی پشت کو اپنے چہرے کے طرف کیا۔ (ابوداؤد)

۲۲۵۳۔ اسنادہ صحیح، الدعوات الکبیر بیہقی (۱/ ۱۳۸)، صحیح مسلم (۸۹۵)، مسند احمد (۳/ ۲۵۹)

۲۲۵۴۔ اسنادہ ضعیف، الدعوات الکبیر للبیہقی (۱/ ۱۴۰)، عبدالرحمن بن معاویہ بن حویرث مختلف فیہ راوی ہے۔

۲۲۵۵۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعا (۱۴۹۲)، الدعوات الکبیر (۱/ ۱۳۹)، حفص بن ہاشم مجہول راوی ہے۔

۲۲۵۶۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعا (۱۴۸۹، ۱۴۹۰)

توضیح: ......یعنی سوال اور دعا مانگنے کا یہ ادب ہے جو حدیث میں بتایا اور استغفار کا یعنی اللہ تعالیٰ سے گناہوں کے معافی چاہنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کیا جائے اور نفس امارہ کی ملامت کی جائے اور شیطان سے پناہ مانگی جائے اور ایک خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے ایک انگلی کا اشارہ کرنے کو اس لیے فرمایا کہ خدا کی طرف اشارہ کرنا یعنی خدا ایک ہے اور دو انگلی سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا اور ابتہال کے معنی گڑگڑا کر دعا مانگنے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کے ہیں اس کا ادب اور طریقہ یہ فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ اٹھایا جائے اور ہتھیلی کی پشت کو منہ کے برابر رکھا جائے جیسا کہ استسقاء کی دعا کے وقت کیا جاتا ہے۔

٢٢٥٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ يَقُوْلُ: إِنَّ رَفْعَكُمْ أَيْدِيكُمْ بِدْعَةٌ، مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى هٰذَا - يَعْنِي إِلَى الصَّدْرِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۲۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمہارا اپنے دونوں ہاتھوں کو دعاؤں میں زیادہ اٹھانا بدعت ہے رسول اللہ ﷺ نے سینے سے زیادہ اونچا ہاتھ نہیں اٹھایا۔ (احمد)

توضیح: ...... رسول اللہ ﷺ سے مختلف حالات میں اور مختلف اوقات میں دعاؤں میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں کبھی آپ سینے تک ہاتھ اٹھاتے اور کبھی مونڈھوں تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ حضرت ابن عمر کے فرمانے کا منشاء یہ ہے کہ دعا میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ ہاتھ اونچا اٹھانا آنحضرت ﷺ سے ہمیشہ ثابت نہیں ہے ہاں استسقاء کی نماز میں اونچا ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب دُعا کرتے تو پہلے اپنے لیے کرتے

٢٢٥٨۔ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

۲۲۵۸۔ حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کا ذکر فرماتے اور اس کے لیے دعا کا ارادہ کرتے تو سب سے پہلے اپنے لیے دعا شروع کرتے پھر دوسرے کے لیے دعا شروع کرتے۔ (ترمذی)

زیادہ فائدے والی دُعا کونسی ہے؟

٢٢٥٩۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا إِثْمٌ وَ لَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَ إِمَّا أَنْ يُدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَ إِمَّا أَنْ يُصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا))۔ قَالُوا: إِذَنْ نُكْثِرُ قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْثَرُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۲۵۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان ایسی دعا مانگے جس میں نہ گناہ ہو نہ رشتہ ناتا کا کاٹنا ہو تو اللہ تعالیٰ ان تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دیتا ہے یا تو اس کی دعا جلدی قبول کر لیتا ہے یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا لیتا ہے یا اس سے کوئی ایسی مصیبت دور کر دیتا ہے جو اس کی مثل ہو یعنی جتنی کی اس نے اپنی دعا میں نفع کی خواہش کی تھی۔ صحابہ کرام نے کہا پھر تو ہم زیادہ دعا مانگا کریں گے تا کہ ہم کو زیادہ فائدہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بہت ہے۔ (احمد)

٢٢٥٧۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (٢/ ٦١)، مبر بن حرب ''لین الحدیث'' راوی ہے۔

٢٢٥٨۔ صحیح، سنن ابی داوٗد (٣٩٨٤)، الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء ان الدعای یبدا بنفسه (٣٣٨٥)

٢٢٥٩۔ اسنادہ حسن (مسند احمد (٣/ ١٨)، وحاکم (١/ ٤٦٣)، ادب المفرد للبخاری ٧١

۲۲۶۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ حَتَّى يَنْتَصِرَ، وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتَّى يَصْدُرَ، وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتَّى يَقْعُدَ، وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَدَعْوَةُ الأَخِ لأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ))، ثُمَّ قَالَ: ((وَأَسْرَعُ هَذِهِ الدَّعَوَاتِ إِجَابَةً دَعْوَةُ الأَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۲۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ آدمیوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں ایک مظلوم کی دعا یہاں تک کہ ظالم سے بدلہ لے لے۔ دوسرے حاجی کی دعا یہاں تک حج سے واپس آ جائے۔ تیسرے مجاہد کی دعا یہاں تک کہ جہاد کرنے سے بیٹھ جائے۔ چوتھے بیمار کی دعا یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور پانچویں غائب بھائی غائب بھائی کے لیے دعا کرے اور آپ نے فرمایا ان دعاؤں میں سے سب سے پہلے بہت جلدی دعا اس کی قبول ہوتی ہے جو غائب بھائی غائب بھائی کے لیے دعا کرے۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

۲۲۶۰۔ اسنادہ ضعیف جداً شعب الایمان (۱۱۲۵)، عبدالرحیم بن زید العمی کذاب ہے۔

بَابُ ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقْرِيْبُ إِلَيْهِ

ذکرالٰہی اور تقرب خداوندی کے حاصل کرنے کا بیان

ذکر الٰہی (یادالٰہی) یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے کیا ثواب ملتا ہے؟ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے نماز روزہ حج زکوۃ تکبیر تحمید تہلیل تلاوت قرآن مجید وغیرہ سب ذکر الٰہی کی شاخیں ہیں اور سب عبادتوں کا مقصد یہی ذکر الٰہی ہی ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے آقا اور مالک کی یاد میں لگا رہے کیونکہ وہ اسی لیے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون﴾ ''ہم نے جن وانسان کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔'' اگر بندہ اس (عبادت وذکر الٰہی) کو ادا کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو فراموش نہیں کرے گا کیونکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿فاذكروني اذكركم﴾ ''میرے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا'' اور فرمایا: ﴿فاذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون﴾ ''تم اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ'' جو لوگ یادِالٰہی میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ان کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں فرمایا: ﴿الذين يذكرون الله قياما و قعودا و على جنوبهم﴾ (آل عمران) ''عقل مند وہ لوگ ہیں جو اللہ کو کھڑے بیٹھے لیٹے یاد کرتے رہتے ہیں کبھی بھی اس کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔'' فرمایا: ﴿اذكر ربك في نفسك تضرعا و خيف و دون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تكن من الغفلين﴾ (اعراف) ''(اے نبی!) تم اپنے رب کو یاد کرو صبح اور شام تضرع وزاری اور پوشیدہ طور سے اور غفلت کرنے والوں میں سے مت ہو۔'' اور فرمایا ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر﴾ (عنکبوت) ''نماز حرکات ناشائستہ سے روکتی ہے اور یادالٰہی تو سب سے بڑی چیز ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن کس بندے کا درجہ سب سے بڑا ہوگا ﴿فقال ذاكرون الله كثير والذاكرات.... الخ﴾ (ترمذی) آپ نے فرمایا ان مردوں اور عورتوں کا جو یادالٰہی زیادہ کرنے والے ہوں گے بڑا درجہ ہوگا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کیا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے سے بھی تو آپ نے فرمایا ہاں مجاہد شہید سے بھی ذکر الٰہی کرنے والوں کا زیادہ درجہ ہے۔

جو دل ذکر الٰہی سے خالی ہوگا اس پر شیطان مسلط ہوگا اس لیے کہا جاتا ہے کہ ((ان الشيطان جاثم على قلب ابن ادم اذا ذكر الله خنس واذا غفل وسوس اليه .)) (خازن) ''شیطان انسان کے دل پر قابض رہتا ہے جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو (شیطان) پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو اس میں وسوسہ ڈالتا ہے'' اس لیے فرمایا غافلین کے درمیان ذکر الٰہی کرنے والے بھگوڑوں کے پیچھے جہاد کرنے والے ہیں۔ (موطا امام مالک)

اور فرمایا: ((اكثروا ذكر الله حتى يقول المنافقون انكم مراؤن .)) (بیہقی) ''تم ذکر الٰہی اس قدر زیادہ کرو کہ منافقین اس کثرت کو دیکھ کر ریاکار کہنے لگیں۔'' اور کہنے والے تم کو پاگل اور مجنون بتائیں (ابن حبان) اور فرمایا جو لوگ مجلس سے بلا ذکر الٰہی کیے چلے آتے ہیں وہ قیامت کے روز ندامت اٹھائیں گے (حاکم' ابوداود' ترمذی) اور فرمایا جو صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکر الٰہی کرتا ہے اس کو بنی اسرائیل کے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو عصر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک

یاد الٰہی میں مصروف رہے گا اس کو بھی چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والا اپنے کو محفوظ قلعہ میں داخل کر لیتا ہے شیطان اس کو گمراہ نہیں کر سکتا (ترمذی، ابن حبان، احمد)

ذکر الٰہی کی فضیلت کے بعد اس کے درجوں کو بھی معلوم کر لینا مناسب ہے تاکہ ہر شخص بہتر سے بہتر درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

ذکر الٰہی کے چار درجے ہیں (۱) صرف زبان سے ذکر ہو اور دل سے غافل ہو اس کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے مگر بیہودہ گوئی سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے (۲) ذکر قلبی ہو مگر دل میں قرار نہ پکڑے بہت مشکلوں سے وہ ذکر پر آمادہ ہوتا ہے (۳) ذکر دل میں جم گیا اور کاموں کی طرف اس کا دل نہیں لگتا (۴) ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی محبت و خیال دل میں بس گیا اور ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء بلکہ اس کے ذکر کی وجہ سے تمام چیزیں ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہیں یہ ذکر کا آخر درجہ ہے یہاں پہنچ کر مشاہدہ و مکاشفہ ہوتا ہے دل صاف ہو کر سورج کی طرح چمکنے لگتا ہے قد افلح من زکھا ''جس نے نفس کو صاف کر لیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔''

ذکر الٰہی کے بہت سے فائدے ہیں جن کو شیخ الاسلام علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ابوابل الصیب میں اور علامہ غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں اور راقم الحروف نے اسلامی وظائف میں بیان کیا ہے اب حدیثوں کا ترجمہ پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

اللہ کے ذکر کی فضیلت اور اس کا بیان

۲۲۶۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَأَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنهما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۲۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ ذکر الٰہی کے لیے جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی ان کو چھا جاتی ہے اور سکون اور اطمینان ان پر نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس والے فرشتوں سے کرتا ہے۔ (مسلم)

کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والوں کا بیان

۲۲۶۲۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم :يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: جُمْدَانُ، فَقَالَ:((سِيْرُوْا، هٰذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ)) قَالُوْا: وَ مَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۲۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے راستے سے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ پر آپ کا گذر ہوا جسے جمدان کہا جاتا تھا آپ نے فرمایا تم لوگ چلو یہ جمدان پہاڑ ہے مفردون بہت آگے سبقت لے گئے ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مفردون کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ مرد ہیں جو خدا کو بہت یاد کرتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو خدا کو بہت یاد کرتی ہیں۔ (مسلم)

۲۲۶۱۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن (۲۷۰۰[۲۸۵۵])

۲۲۶۲۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ (۲۶۷۶[۶۸۰۸])

توضیح:...... جمدان ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک منزل پر ہے رسول اللہ ﷺ اس راستے پر تشریف لے جا رہے تھے تو اس پہاڑ کو دیکھ کر آپ نے یہ فرمایا کہ مدینہ کا پہاڑ جمدان آ گیا ہے تمہارا گھر قریب ہے جلدی جلدی چلو تا کہ تم اپنے گھر جلدی سے پہنچ جاؤ لیکن تم سے پہلے مفردون آگے بڑھ گئے ہیں اور اپنے منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں صحابہ کرام نے دریافت کیا مفردون کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا زیادہ ذکر الٰہی کرنے والے مرد عورتیں ہیں جو ہر وقت خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

فـردٌ: اللہ تعالیٰ کا نام ہے چونکہ وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی جوڑا اور ہم مثل اور نظیر نہیں ہے اور اسی لیے مفردون ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو یاد الٰہی میں ہر وقت مست اور جھومتے رہتے ہیں اور محبت الٰہی میں مستغرق اور منہمک رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کسی چیز کی حاجت اور غرض نہیں رہتی۔

اللہ کو یاد کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ سی ہے

٢٢٦٣ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ، وَالَّذِيْ لاَ يَذْكُرُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَ الْمَيِّتِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو نہیں یاد کرتا ان کی مثال زندے اور مردے کی سی ہے یعنی یاد الٰہی کرنے والوں کا دل زندہ ہے اور نہ یاد کرنے والوں کا دل مردہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

اللہ سے دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھنی چاہیے

٢٢٦٤ - وَعَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـقُـوْلُ الـلّٰـهُ تَـعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَ أَنَـا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ؛ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِـيْ نَـفْسِهِ ذَكَـرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ؛ وَ إِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلأٍ، ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلأٍ، خَيْرٍ مِنْهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان کرے گا میں ان کے ساتھ ویسے ہی معاملہ کروں گا۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں اگر اس نے مجھے اپنے دل میں یاد کیا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد رکھتا ہوں اور اگر اس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد رکھتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... أَنَـا عِـنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بندہ میرے ساتھ مغفرت اور بخشش کی امید رکھتا ہے تو اس کے خیال کے مطابق معاملہ کروں گا اور اسے بخش دوں گا اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہیے اور یہ حسن ظن حسن عمل کی وجہ سے ہے خدا کی رحمتوں کی امید ہو اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہنا چاہیے نہ اس کی رحمتوں سے مایوس ہو نہ عذابوں سے نڈر رہو ایمان کے خوف رجاء دونوں ضروری ہے۔

ذکر اللہ کی فضیلت اور رحمت الٰہی کا بیان

٢٢٦٥ - وَعَـنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ

۲۲۶۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٢٢٦٣ - صـحـيـح بـخـاری كتاب الدعوات باب فضل ذكر الله عزوجل (٦٤٠٧)، مسلم كتاب، صلاة المسافرين باب استحباب صلاة النافله فى اللية (٧٧٩[١٨٢٣])

٢٢٦٤ - صـحـيـح بـخـاری كتاب التوحيد باب قول الله تعالىٰ ويحذركم الله نفسه (٧٤٠٥)، مسلم كتاب الذكر باب الحث على ذكر الله تعالىٰ (٢٦٧٥[٦٨٠٥])

٢٢٦٥ - صحيح مسلم كتاب الذكر باب فضل الذكر (٢٦٨٧[٦٨٣٣])

اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا، وَ أَزِيْدُ، وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ؛ وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَ مَنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً وَ مَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطِيْئَةً لاَ يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقَيْتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکی اور اس سے زیادہ بدلہ دیتا ہوں اور جو ایک گناہ کرتا ہے تو ایک ہی گناہ کی سزا دیتا ہوں یا اس کو معاف کر دوں گا اور جو شخص میری طرف ایک بالشت کے برابر آگے بڑھتا ہے اور نیکی کر کے میری نزدیکی ڈھونڈتا ہے تو میں رحمت کے ساتھ ایک گز آگے بڑھتا ہوں اور جو نیکی کر کے ایک گز میرے قریب آتا ہے تو میں دو گز اس کے آگے بڑھتا ہوں اور جو آہستہ آہستہ چل کے میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں اور جو شخص زمین بھر کر گناہ لے کر مجھ سے ملے اور اس نے میرے ساتھ کسی چیز میں شریک نہ کیا ہو تو زمین بھر کر بخشش لے کر اس سے ملوں گا۔ (مسلم)

توضیح: ......یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکی کا ثواب بلکہ اس سے زیادہ نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے اور تھوڑی سی نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ڈھونڈھے تو اللہ تعالیٰ بہت ہی اس کے قریب اور نزدیک ہو جاتا ہے موحد متبع سنت دنیا بھر کے گناہ کر کے خدا سے ملے تو اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی مغفرت اس سے لے کر ملے گا اس حدیث سے توحید کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ توحید سے بہت خوش ہے اور شرک سے بہت بیزار اور ناخوش ہے مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا مومن موحد گنہگار کی ان شاءاللہ مغفرت فرما دے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید و سنت پر قائم رکھے۔ آمین

اصل ذکر فرائض کی پابندی کا زم ہے

٢٢٦٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ؛ وَ مَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَ مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَ يَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَ رِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَ إِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ، وَ مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ أَنَا أَكْرَهُ مَسَائَتَهُ، وَلاَبُدَّ لَهُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٢٦٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولیوں اور دوستوں سے دشمنی رکھتا ہے اور انہیں ستاتا اور تکلیف دیتا ہے تو میں اس کو الٹی میٹم اور خبردار کرتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا اور میرا بندہ نہیں میری طرف کسی چیز کے ساتھ نزدیکی حاصل کرتا ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب پسندیدہ ہو اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے یعنی فرض عبادت کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرنا میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور میرا بندہ نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ہمیشہ میری نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب اور دوست بنا لیتا ہوں۔ جب میں نے اس کو اپنا دوست بنا لیا تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے

٢٢٦٦۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع (٦٥٠٢)

وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر کوئی چیز وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں دے دیتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو میں اس سے پناہ دیتا ہوں اور کسی چیز کی بابت جس کو میں کرنے والا ہوتا ہوں نہیں تردد کرتا جتنا تردد میں اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے کے بارے میں کرتا ہوں کہ مومن بندہ مرنے کو پسند نہیں کرتا ہے اور میں اس کے دنیاوی تکلیف کو پسند نہیں کرتا اور مرنا ضروری ہے جس سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ (بخاری)

توضیح: ...... ولی کے معنی دوست کے بھی ہیں یعنی جو مسلمان موحد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سچی تابع داری کرے اور بہت زیادہ عبادت کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے بچتا رہے اور اللہ و رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ رکھے وہ اللہ کا پیارا ہے اور اسی کو ولی بھی کہتے ہیں ایسے ولیوں کی بڑی تعریف آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾ ''اللہ کے ولیوں پر نہ خوف ہے اور نہ وہ قیامت میں رنج و غم اٹھائیں گے۔'' اللہ تعالیٰ کے سچے ولیوں سے محبت کرنا ایمان کا جزو ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ اللہ سے محبت رکھے گا اور جو ان سے دشمنی رکھے گا وہ اللہ سے دشمنی رکھے گا اسی لیے اس حدیث میں فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی تو میں اس کو خبردار کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے لڑائی کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی لڑائی نہیں کر سکتا اور نہ اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اس لیے اس کے نافرمانیوں سے بچنا چاہیے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿فاذنوا بحرب من اللہ و رسوله﴾ کہ اگر وہ ان نافرمانیوں سے نہیں بچیں گے تو اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور جس نے اللہ سے جنگ کی وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے قربت کا بہترین ذریعہ فرضی عبادت ہے جیسے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ ان فرضی عبادتوں کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور ایسے کو اپنا خاص مقرب بنا لیتا ہے اور جب وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو آسان کر دیتا ہے اور خدا کی خوشنودی کے مطابق اس کا ہر کام ادا ہوتا ہے نہ گناہ کرتا ہے نہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے کان سے وہی باتوں کو سنے گا جس سے خدا خوش ہو اور آنکھ سے وہی دیکھے گا جو خدا کی مرضی کے مطابق ہو اور ہاتھ سے اسی چیز کو پکڑے گا جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو اور پیر سے اسی کام کی طرف جائے گا جہاں اللہ کی مرضی ہو یعنی جب بندہ یاد الٰہی میں اس قدر مستغرق اور منہمک ہو جاتا ہے تو حواس ظاہری باطنی سب خدائی احکام کے تابع ہو جاتے ہیں اسی لیے اس حدیث میں فرمایا کہ میں اس کا فلاں فلاں چیز بن جاتا ہوں تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے حرکات و سکنات خیالات و اعتقادات سب خدا کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا خاص مددگار اور حمایتی بن جاتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ مختار کل ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں اس کو ہرگز تردد نہیں ہوتا ہے یہاں تردد کے حقیقی معنی نہیں ہیں بلکہ مجازی معنی توقف اور تاخیر کے ہیں یعنی مومن بندہ سے میں ملنا چاہتا ہوں اور یہ ملاقات بغیر موت کے ممکن نہیں اور مومن بندہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس کی دنیاوی تکلیف کو پسند نہیں کرتا اس لیے میں تاخیر اور توقف کرتا ہوں اور اس کے حالات زار پر رحم کرتا ہوں۔

ذکر الٰہی کی مجلس فرشتوں کے نزول کا باعث ہے

۲۲۶۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۲۲۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ

۲۲۶۷۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل زکر اللہ عزوجل (۶۵۰۸)، مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر (۶۸۳۹[۲۶۸۹])

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ)) قَالَ: ((فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا)) قَالَ: ((فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: مَا يَقُولُ عِبَادِيْ؟)) قَالَ: ((يَقُوْلُوْنَ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: هَلْ رَأَوْنِيْ؟)) قَالَ: ((فَيَقُولُونَ: لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ؟)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: فَمَا يَسْأَلُوْنَ؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ)) قَالَ: ((يَقُوْلُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟)) قَالَ: ((يَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ)) قَالَ: ((يَقُوْلُ: فَهَلْ رَأَوْهَا؟)) قَالَ: ((يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللهِ يَارَبِّ مَا رَأَوْهَا)) قَالَ: ((يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟)) قَالَ: ((يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً)) قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: فَأُشْهِدُكُمْ إِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ)) قَالَ: ((يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّارَةً فَضْلًا تَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو رات دن راستوں اور گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں تو جہاں کہیں ذکر الٰہی کی مجلس کو پاتے ہیں کہ وہاں لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں تو وہ فرشتے دوسرے فرشتوں کو آواز دے کر بلاتے ہیں کہ تم اپنے مقصد اور حاجت کی طرف آ جاؤ تمہارا مطلب یہاں حاصل ہو گیا کہ اللہ کو یاد کرنے والے لوگ یہاں موجود ہیں تم بھی ذکر الٰہی سننے کے لیے آ جاؤ تو وہ فرشتے وہاں جمع ہو کر آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ان ذکر الٰہی کرنے والوں کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور ان کو گھیرے رہتے ہیں (جب یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں) تو ان کا پروردگار ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے کہ میرے بندے دنیا میں کیا کر رہے تھے تو یہ فرشتے عرض کرتے ہیں خدایا وہ تیری تعریف تسبیح تکبیر تحمید اور تمجید کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان بندوں نے مجھے دیکھا ہے تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری ذات کی قسم اب تک انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ اگر وہ بندے مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے بھی کہیں زیادہ تیری عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بڑائی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی بیان کرتے' پھر اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے تو فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اے خدایا تو ہمیں جنت دے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ خدایا تیری قسم اب تک انہوں نے جنت نہیں دیکھی ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا کہیں گے تو فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تب تو اس کو حاصل کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ حرص کرتے اور اس کے طلب کرنے کی زیادہ کوشش کرتے اور رات دن اسی کی رغبت اور شوق میں مصروف رہتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتوں نے جواب دیا کہ وہ جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جہنم دیکھی ہے تو یہ فرشتے جواب میں

بِـأَجْنِـحَتِهِـمْ، حَتَّـى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَـاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ، وَهُوَ أَعْلَمُ: مِـنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِـي الأَرْضِ يُسَبِّـحُـوْنَكَ، وَيُـكَبِّرُوْنَكَ، وَ يُهَـلِّـلُـوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَيُحْمَدُوْنَكَ، وَ يَسْـأَلُـوْنَكَ قَـالَ: وَ مَـاذَا يَسْـأَلُوْنَنِيْ؟ قَـالَ: يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ: وَ هَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوا: لاَ، أَيْ رَبِّ! قَـالَ: وَ كَيْفَ لَـوْ رَأَوْا جَـنَّـتِـيْ؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ: وَ مِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِيْ؟ قَـالُـوا: مِنْ نَارِكَ قَالَ وَ هَلْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوا: لاَ قَـالَ: فَـكَيْفَ لَـوْ رَأَوْا نَـارِيْ؟! قَـالُـوا: يَسْتَـغْـفِـرُوْنَكَ)) قَـالَ: ((فَيَـقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُـمْ، فَـأَعْـطَيْتُهُـمْ مَـا سَـأَلُوا، وَ أَجَرْتُهُمْ مِـمَّـا اسْتَجَارُوا)) قال: ((يَقُوْلُوْنَ: رَبِّ! فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، وَإِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ)) قَـالَ: ((فَيَقُـوْلُ: وَلَـهُ غَـفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لاَيَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ))

کہتے ہیں کہ خدا کی قسم نہیں دیکھی ہے اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی تو یہ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ جہنم کو دیکھ لیتے تو بہت زیادہ اس سے بھاگتے اور بہت زیادہ اس سے ڈرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ سن کر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب ذکر کرنے والوں کو بخش دیا ایک فرشتہ ان میں سے عرض کرتا ہے اے پروردگار ان یاد کرنے والے بندوں میں سے ایک بندہ کسی کام کے لیے جا رہا تھا کہ وہاں اگر شامل ہو گیا لیکن ان لوگوں میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بھی ان کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ہے اور قوم کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب اور محروم نہیں رہتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے۔ (بخاری) اور مسلم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ زائد فرشتے چلنے پھرنے والے مقرر ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں جب کوئی مجلس پا جاتے ہیں جہاں ذکر الٰہی ہوتی ہے تو وہاں آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے بعض بعض کو گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ زمین سے آسمان تک بھر جاتے ہیں جب یہ لوگ ذکر الٰہی سن کر علیحدہ ہوتے ہیں اور آسمان پر چڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ ان کے حال کو جاننے والا ہے کہ تم کہاں سے آتے ہو تو یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو دنیا میں تیری تسبیح کرتے اور تیری بڑائی بیان کرتے اور تیری بزرگی بیان کرتے اور تہلیل بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔ الحمدللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ لا حول ولا قو اللہ کہتے ہیں اور تجھ سے مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں تو یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ان لوگوں نے میری جنت دیکھی ہے تو یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار انہوں نے اب تک تیری جنت نہیں دیکھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ لوگ میری جنت دیکھ لیں تو کیا ہو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ بھی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگر وہ لوگ میری جنت دیکھ لیں تو کیا وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ بھی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ چاہتے ہیں؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کیا انہوں نے میری دوزخ دیکھی ہے تو یہ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ میری دوزخ دیکھ لیں تو کیا حال ہو تو فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ تیرے بندے تیری مغفرت چاہتے ہیں اور معافی طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو معاف کر دیا اور بخش دیا اور جو مانگا وہ دے دیا اور جس سے پناہ چاہا اس سے پناہ دے دیا وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار ان لوگوں میں ایک فلاں گنہگار بندہ ہے جو کہیں جا رہا تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے

اس کو بھی بخش دیا یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ساتھ کا بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث سے ذکر الٰہی کرنے والوں کی اور مجالس ذکر کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور......

''بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم''

کا مصداق ہے کہ نیکوں کی برکت سے اور ان کی صحبت سے گنہگار بھی بخش دیے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام سب اٹھنے بیٹھنے والے تھے یقیناً وہ سب بخشے گئے اسی طرح صحابہ کرام کی صحبت اٹھانے والے بھی اور دیگر صلحاء اور اولیاء کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی بخشے جائیں گے جو ان سے محبت رکھے گا انہیں لوگوں میں سے شمار ہوگا

احب الصالحین ولست منهم

لعل الله يرزقني صلاحا

۲۲۶۸۔ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرُّبَيِّعِ الْأُسَيْدِيِّ قَالَ: لَقِيَنِيْ أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَاتَقُوْلُ؟ قُلْتُ: نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَ الْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((وَ مَاذَاكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَ الْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَ سَاعَةً)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۲۶۸۔ حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر مجھ سے ملے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ حنظلہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حنظلہ منافق ہو گیا' انہوں نے کہا سبحان اللہ تم کیا کہہ رہے ہو' میں نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہم کو وعظ و نصیحت سناتے ہیں اور جنت دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہم جنگ دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے آتے ہیں اور بیوی سے ملتے جلتے ہیں اور زمین اور باغوں کے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت سی باتیں ہم بھول جاتے ہیں اور وہ کیفیت نہیں رہتی جو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں رہنے سے ہوتی ہے تو گویا ہم میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے اس لیے میں نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا یہ سن کر۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہو جاتی ہے تو ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور جنت و دوزخ کا وعظ سنتے ہیں تو گویا جنت دوزخ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب آپ کے پاس سے رخصت ہو کر چلے آتے ہیں اور بیوی بچوں سے ملتے ہیں اور دنیاوی کاروبار میں پھنس جاتے ہیں تو آپ کی نصیحت کی بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں (اور جو کیفیت آپ کے پاس رہتی ہے وہ نہیں رہتی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اسی حالت

۲۲۶۸۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب فضل دوام الذکر (۲۷۵۰[٦٩٦٦])

میں رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر الٰہی میں ہمیشہ لگے رہو تو یقیناً تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کریں گے لیکن حنظلہ یہ کیفیت کبھی کبھی پیدا ہوتی ہے اور اس کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (مسلم)

توضیح: ......یعنی ذکر الٰہی سے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے مشاہدہ مکاشفہ ہو جاتا ہے لیکن یہ کیفیت ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ کبھی کبھی ہوتی ہے حتی کہ نبیوں کو بھی شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کسے پرسید ازاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خرمند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا درچاہ کنعانش نہ دے دی
بگفت احوال مابرق جہاں نست
دمے پیدا و دیگر دم نہا نست
گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

یعنی کسی نے حضرت یعقوب سے پوچھا کہ حضرت آپ نے مصر سے حضرت یوسف کے پیراہن کی خوشبو کو تو پالیا اور جب وہ کنعان ہی کے اندھیرے کنوئیں میں پڑے ہوئے تھے اس وقت آپ نے اس کو کیوں نہیں دیکھ لیا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارے حالات اللہ کے قبضے میں ہیں جو بجلی کے مانند ہیں وہ باذن خدا پیدا ہوتی ہے اور پھر فوراً ہی غائب ہو جاتی ہے اللہ کا حکم ہوتا ہے تو کبھی ہم عرش عظیم تک کی خبریں پالیتے ہیں کبھی ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے پیچھے کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

اللہ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل عمل

۲۲۶۹۔ وَعَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ؟ وَأَرْفَعِهَا فِی دَرَجَاتِكُمْ؟ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ؟ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى قَالَ: ((ذِكْرُ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَه، إِلاَّ أَنَّ

۲۲۶۹۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے ان عملوں کو نہ بتاؤں جو تمہارے سب عملوں سے بہتر ہیں اور تمہارے مالک (خدا) کے نزدیک سب سے پاکیزہ تر ہیں اور تمہارے عملوں کے درجوں میں سب عملوں سے بلند درجے والے ہیں اور سونا چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہیں اور اس سے بھی بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے ملو اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں یعنی جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بہتر ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ (مالک' احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

۲۲۶۹۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منه (۳۳۷۷)، ابن ماجه کتاب الادب باب فصل الذکر (۳۷۹۰)، موطا امام مالك (۱/ ۲۱۱)، کتاب القرآن باب ماجاء فی ذکر الله ح مسند احمد (۶/ ۴۷۷)

مَالِكًا وَقَفَهُ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ

یعنی ذکر الٰہی سب عملوں سے حتیٰ کہ جہاد سے بھی افضل ہے۔

بہترین عمل زبان کا ذکر الٰہی سے تر رہنا ہے

٢٢٧٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: ((طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ

٢٢٧٠۔ حضرت عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ سب سے اچھا کون ہے آپ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہوگئی اور اس کا اچھا عمل رہا تو اس کے لیے خوشخبری اور بہترائی ہے پھر اس نے کہا یا رسول اللہ سب عملوں میں سے کون سا عمل بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ تو دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو یعنی ہمیشہ مرتے دم تک ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور کبھی زبان اس (ذکر) سے خشک نہ ہونے پائے تو یہ ذکر الٰہی سب سے بہتر عمل ہے۔ (احمد، ترمذی)

٢٢٧١۔ وَعَنْ أَنَسٍ ؓ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا)) قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((حِلَقُ الذِّكْرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٢٧١۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو کچھ میوہ خوری کر لیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں اور میوہ خوری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ذکر الٰہی کے حلقے۔ (ترمذی)

توضیح: ......یعنی جب تم بہشت کی کیاریوں پر اور جنت کے پھلواریوں پر گذرو تو خوب چر لیا کرو یعنی خوب میوہ خوری کرو اور جنت کی کیاری سے مراد ذکر الٰہی کے حلقے ہیں کہ جہاں بہت سے لوگ حلقہ بندی کر کے یاد الٰہی میں لگے ہوئے ہوں تو جب تم ایسی پاک محفل میں جاؤ تو ان کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں شریک ہو جاؤ اور یہ ذکر الٰہی سبب بنے گا جنت کے باغوں میں جانے کا اور وہاں عیش و آرام اٹھانے کا۔

اللہ کا ذکر نہ کرنا روزِ قیامت باعث حسرت ہوگا

٢٢٧٢۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٢٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر افسوس اور نقصان ہوگا اور جو کسی جگہ لیٹا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نقصان اور ٹوٹا ہوگا۔ (ابو داوٗد)

توضیح: ...... یعنی جو مجلس میں بیٹھے اور اللہ کو یاد نہ کرے اور کسی جگہ لیٹے اور خدا کو نہ یاد کرے تو قیامت کے روز نقصان اٹھائے گا اس لیے مستحب ہے کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے وقت ذکر الٰہی کر لینا چاہیے مجلس کی دعا اور سونے کے وقت کی دعا آگے آ رہی ہے۔

٢٢٧٠۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الزهر باب ماجاء فى طول العمر للمومن (٣٣٧٥، ٢٣٢٩)، مسند احمد (١٨٨/٤)

٢٢٧١۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ٨٢ (٣٥١٠)، محمد بن ثابت ضعیف راوی ہے۔

٢٢٧٢۔ صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب كراهية ان يقوم الرجال من مجلسه (٤٨٥٦)

ذکر الٰہی سے غافل کی مثال مردہ گدھے کی سی ہے

٢٢٧٣۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ، وَ كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ

۲۲۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ میں بیٹھیں اور وہاں اللہ کو نہ یاد کریں اور بغیر ذکر الٰہی کے اٹھ کھڑے ہوں تو ان کی مثال مردے گدھے کی لاش کی طرح ہے اوران پر افسوس رہے گا۔ (ابوداوٗد)

توضیح: ...... یعنی جس مجلس میں ذکر الٰہی نہ کیا گیا وہ مجلس مردار گدھے کی طرح ہے اور جو لوگ وہاں سے اٹھ کر چلے گویا مردہ گدھا کھا کر اٹھے اور قیامت کے روز یہ مجلس وبال جان بن جائے گی۔

٢٢٧٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ، وَ لَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جو کسی جگہ بیٹھے اور اس جگہ نہ خدا کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی پر درود پڑھا تو وہ مجلس ان پر باعث افسوس اور نقصان بنے گی۔ اگر خدا چاہے تو ان کو سزا دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کر دے۔ (ترمذی)

٢٢٧٥۔ وَعَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ، إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ، أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ، أَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَه وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۲۲۷۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ انسان کا ہر کلام اس پر وبال ہے اور اس کے حق میں نقصان دہ ہے فائدہ دہ نہیں ہے لیکن اس کا بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور ذکر الٰہی کرنا باعث وبال نہیں ہوگا بلکہ اس کے حق میں مفید اور کارآمد ہو گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

زیادہ کلام نہ کیا جائے سوائے ذکر الٰہی کے

٢٢٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَ إِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۲۷۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا سوائے ذکر الٰہی کے زیادہ بات مت کرو کیونکہ بغیر ذکر الٰہی کے زیادہ بات کرنا دل کے سخت ہو جانے کا سبب بنتا ہے اور سخت دل آدمی خدا کی رحمت سے بہت دور ہوگا۔ (ترمذی)

٢٢٧٧۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ

۲۲۷۷۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ

٢٢٧٣۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الادب باب كراهية ان يقونم الرجل من مجلسه (٤٨٥٥)، مسند احمد (٢/ ٥١٥)

٢٢٧٤۔ اسناهد صحيح سنن الترمذی كتاب الدعوات باب فی القوم يجلسون ولا يذكرون الله (٣٣٨٠)

٢٢٧٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الزهد باب منه (٢٤١٢)، ابن ماجه كتاب الفتن باب كف اللسان (٣٩٧٤)، ام صالح بنت صالح غیر معروفہ ہے۔

٢٢٧٦۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الزهر باب منه (٢٤١١)، ابراہیم بن عبداللہ کی توثیق ابن حبان نے کی ہے اور ان کی متابعت مغلطائی و ابن حجر نے کی ہے۔

٢٢٧٧۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب التفسير القرآن باب ومن سورة التوبة (٣٠٩٤)، ابن ماجه كتاب النكاح باب افضل النساء (١٨٥٦)، سند منقطع ہے۔ مسند احمد (٥/ ٢٧٨)

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذُهُ؟ فَقَالَ ((أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَ زَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجه

﴿والذين يكنزون الذهب والفض﴾ نازل ہوئی اس وقت ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بعض صحابہ کرام نے کہا کہ سونے چاندی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اگر ہم جان لیتے کہ کون سا مال بہتر ہے تو اسی کا ذخیرہ بناتے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر مال ذکر الٰہی کرنے والی زبان اور شکر ادا کرنے والا دل اور مومنہ بیوی جو خاوند کو ایمان پر مدد کرے (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) یعنی یہ تینوں چیزیں بہترین ذخیرہ ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٢٢٧٨۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟ قَالُوا: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا غَيْرُهُ قَالَ: أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَ مَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((مَا أَجْلَسَكُمْ هَاهُنَا؟)) قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَ مَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ: ((آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟)) قَالُوا: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ قَالَ: ((أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلٰكِنَّهُ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٢٧٨۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لے گئے جہاں لوگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بیٹھا رکھا ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم یہاں ذکر الٰہی کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی اس جگہ بیٹھ کر خدا کو یاد کرتے ہیں تو حضرت معاویہ نے کہا کہ خدا کی قسم تم کو نہیں بیٹھایا ہے کسی چیز نے مگر اس ذکر الٰہی نے یعنی صرف ذکر الٰہی کے لیے تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم صرف ذکر الٰہی کے لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ اور کسی چیز نے ہم کو یہاں نہیں بٹھایا ہے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تہمت کے طور پر ہم نے تم کو قسم نہیں دی ہے یعنی تم کو جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں کھلائی ہے اور مجھ سے زیادہ کم حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کرنے والا کوئی نہیں ہے (یعنی میں احتیاطاً بہت کم حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتا ہوں اس خیال سے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے) ایک دن آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کے حلقہ میں تشریف لے گئے اور ان سے دریافت فرمایا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بیٹھا رکھا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم یہاں ذکر الٰہی کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم خدا کی تعریف کرتے ہیں اس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا خدا کی قسم تم کو نہیں بٹھایا کسی چیز نے مگر اسی ذکر الٰہی نے یعنی صرف ذکر الٰہی کے لیے تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ہم کو نہیں بٹھایا مگر اس ذکر الٰہی نے یعنی ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ صرف ذکر الٰہی کے لیے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو تہمت کے طور پر

٢٢٧٨۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن (٢٧٠١[٦٨٥٧])

قسم نہیں دی ہے لیکن میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو! جن کو تم لوگوں نے کہا تھا یہ دنیا میں فتنہ فساد کریں گے اور تیرا ذکر نہیں کریں گے تو تم دیکھ لو کہ وہ دنیا میں مجھے بن دیکھے یاد کر رہے ہیں۔

٢٢٧٩۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَائِعَ الإِسْلاَمِ قَدْكَثُرَتْ عَلَىَّ، فَأَخْبِرْنِىْ بِشَىْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ: ((لاَيَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَ ابْنُ مَاجَه وَ قَالَ التِّرْمِذِىُّ: هَذَاحَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۲۷۹۔ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلام کے بہت سے احکام مجھ پر غالب ہو گئے ہیں کہ جن کے کرنے سے میں عاجز ہوں آپ کوئی ایسا حکم آسان بتا دیجئے کہ میں اس کو کر سکوں اور وہ میرے لیے کافی ہو جائے آپ نے فرمایا تم ہمیشہ اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو یعنی ہمیشہ ذکر الٰہی کرتے رہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٢٢٨٠۔ وَعَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ: أَىُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ وَ أَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مِنَ الْغَازِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِى الْكُفَّارِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَ يَخْتَضِبَ دَمًا، فَإِنَّ الذَّاكِرَ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ التِّرْمِذِىُّ وَ قَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۲۸۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کس بندے کا درجہ زیادہ بہتر ہوگا آپ نے فرمایا خدا کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور خدا کو زیادہ یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ ذکر الٰہی کرنے والے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی بہتر ہیں آپ نے فرمایا اگر جہاد کرنے والا اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر چلائے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور خود بھی خون آلود ہو جائے اور خونوں میں رنگ جائے یعنی شہید ہو جائے تو ذکر الٰہی کرنے والے ایسے شہید مجاہد سے بھی بہتر ہیں۔ (احمد، ترمذی)

ذکر الٰہی سے شیطان کا دُور بھاگنا

٢٢٨١۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ، وَإِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ تَعْلِيْقًا۔

۲۲۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر چمٹا اور جما بیٹھا رہتا ہے جب وہ ذکر الٰہی کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اس سے غافل ہو جاتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔ امام بخاری نے اس کو بغیر سند کے روایت کیا ہے۔

٢٢٧٩۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ماجاء فى فضل الذكر (٣٣٧٥)، ابن ماجه كتاب الادب باب فصل الذكر (٣٧٩٣)

٢٢٨٠۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب منه (٣٣٧٦)، مسند احمد (٣/ ٧٥)، دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

٢٢٨١۔ صحيح (موقوف) المختار للمقدسى (١٠/ ٣٦٧ ح ٣٩٣)، امام بخاری نے تعلیقاً قبل حدیث ٤٩٧٧ ذکر کیا ہے۔ یاد رہے موقوفاً صحیح ہے اور مرفوعاً ضعیف ہے۔

٢٢٨٢۔ وَعَنْ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((ذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ، وَ ذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ أَخْضَرَ فِي شَجَرٍ يَابِسٍ))

۲۲۸۲۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ غافل لوگوں میں ذکر الٰہی کرنے والا ایسا ہے جیسے مجاہد اللہ کے راستہ میں لڑنے والا بھاگنے والوں کے پیچھے یعنی ایک جماعت جہاد سے بھاگ گئی اب کوئی دوسرا شخص آ کر کافروں سے لڑے تو اس مجاہد کی بڑی فضیلت ہے اسی طرح سے غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والوں کی بڑی فضیلت ہے اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والا اس تر شاخ کی طرح ہے جو خشک درخت میں لگی ہو۔

٢٢٨٣۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ((مَثَلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِي وَسْطِ الشَّجَرِ، وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ، وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُرِيْهِ اللهُ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَيٌّ، وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُغْفَرُ لَهُ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيْحٍ وَ أَعْجَمٍ)) وَالْفَصِيْحُ: بَنُوْآدَمَ، وَالْأَعْجَمُ: الْبَهَائِمُ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۲۲۸۳۔ اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والا اس ہرے اور سر سبز درخت کی طرح ہے جو سوکھے درختوں کے درمیان میں ہے اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والا اس چراغ کی طرح ہے جو تاریک مکان میں رکھا ہوا ہو اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی زندگی میں ہی جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیتا ہے اور غافل انسانوں میں ذکر الٰہی کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے اور اس کے گناہوں کو بقدر شمار ہر انسان اور حیوان کے معاف کر دیا جاتا ہے یعنی دنیا میں جتنے انسان اور جاندار ہیں اگر اتنے اس کے گناہ ہوں تب بھی معاف کر دیے جاتے ہیں یعنی اس کے بے شمار گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ (فصیح سے مراد انسان اور اعجم سے مراد جانور ہے)

ذکر الٰہی عذاب سے بچانے والا کام ہے

٢٢٨٤۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلاً أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۲۸۴۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جو کام کرتا ہے اس میں سے ذکر الٰہی سب سے بہتر اور عذاب الٰہی سے بچانے والا اور کوئی کام نہیں ہے۔ (ترمذی، مالک، ابن ماجہ) یعنی ذکر الٰہی سب کاموں سے بہت اچھا کام ہے اور یہی عذاب الٰہی سے بچانے والا ہے۔

ذکر الٰہی اللہ کی معیت کا سبب

٢٢٨٥۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي

۲۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں

٢٢٨٢۔ ضعیف، الترغیب الترھیب (٢/ ٥٢ ح ٢٥٢٦)، یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہے۔ دیکھئے اضوا المصابیح بشیخنا حافظ زبیر علی زئی حفظ اللہ۔

٢٢٨٣۔ دیکھئے حدیث سابق (٢٢٨٢)

٢٢٨٤۔ اسنادہ صحیح موقوفاً، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منه (٣٣٧٧)، ابن ماجه کتاب الادب باب فصل ذکر الله (٣٧٩٠) موطا امام مالك کتاب القرآن باب ماجاء فی ذکر الله تعالیٰ (٢٤)

٢٢٨٥۔ صحیح، امام بخاری نے تعلیقاً قبل حدیث (٧٥٢٤) ذکر کیا، مسند احمد (٢/ ٥٤٠)، سنن ابن ماجه (٣٧٩٢)، ابن حبان موارد (٢٣١٦) و حاکم (١/ ٤٩٦)

إِذَا ذَكَرَنِيْ، وَ تَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جب کہ بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے دونوں ہونٹ حرکت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری)

۲۲۸۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ، وَصَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللهِ، وَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ)) قَالُوا: وَ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: ((وَ لَا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۲۸۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کیصفائی اور ستھرائی ہے اور دل کی صفائی ذکر الٰہی ہے اور عذاب الٰہی سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اگر چہ جہاد کرنے والے کی تلوار جہاد کرتے کرتے ٹوٹ جائے تب بھی ذکر الٰہی سے بہتر نہیں ہوگا۔ (بیہقی)

توضیح: ......یعنی ذکر الٰہی سے دل صاف ہوتا ہے اور یہی ذکر الٰہی عذاب الٰہی سے نجات دیتا ہے اور یہی ذکر الٰہی جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

بہارو آب و گل ہے ذکر مولیٰ — قرار جان و دل ہے نام اللہ
زمین و آسمان اور عرش و کرسی — ہوئی سر مست پی کر جام اللہ
اگر سننے کی طاقت ہو تو ہر شے — سنا دے خود تجھے پیغام اللہ
بہائے خون گر تو عاشقوں کا — تو ہر قطرے سے نکلے نام اللہ

.... (دیگر) ....

بنا اعمال کو رحمت کے قابل — کیا کر ہر گھڑی ذکر الٰہی
خدا تیرا ہے گر تو ہے خدا کا — بھروسہ کچھ نہیں غافل تھا قضا تھا

❀❀❀❀

۲۲۸۶۔ اسناده ضعيف جداً الدعوات الكبير للبيهقي ((۱/ ۱۵))، شعب الايمان (۵۲۲)، ابومہدی الحنفی سعید بن سنان متروک راوی ہے۔

بَابُ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے ناموں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام لفظ جلال یعنی اللہ ہے اور باقی سب نام صفاتی ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾ (سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵)
''یعنی اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو بھی پکارو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں ان کے ذریعہ سے تم اللہ تعالیٰ کو پکارو۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

اللہ کے ناموں کو یاد کرنے کی فضیلت کا بیان

۲۲۸۷۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی سو میں ایک کم جو شخص ان کو یاد کر کے گنتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے یعنی بے جوڑ ہے اس کا کوئی جوڑا نہیں وہ طاق کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

۲۲۸۸۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوْسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيْمُ، الْقَابِضُ،

(۲۲۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو شمار کرتا ہے جنت میں داخل ہوگا۔ وہی اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے بادشاہ، پاک، سلامتی عطا کرنے والا، امن دینے والا، پناہ دینے والا، غالب، بڑا زبردست، بڑائی والا، پیدا کرنے والا، بنانے والا، بخشنے والا، دباؤ والا، بہت دینے والا، روزی دینے والا، کھولنے والا، جاننے والا، تنگ کرنے والا، کشادہ کرنے والا، پست کرنے والا، بلند کرنے والا، عزت دینے والا، ذلیل کرنے والا، سننے والا، دیکھنے والا

۲۲۸۷۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب ان اللہ منه اسم الا واحدة (۶۴۱۰)، مسلم کتاب الذکر باب فی اسماء اللہ تعالیٰ (۲۶۷۷[۶۸۱۰])

۲۲۸۸۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۸۳ (۳۵۰۷)، ولید مسلم مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيْعُ، الْبَصِيْرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيْفُ، الْخَبِيْرُ، الْحَلِيْمُ، الْعَظِيْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيْرُ، الْحَفِيْظُ، الْمُقِيْتُ، الْحَسِيْبُ، الْجَلِيْلُ، الْكَرِيْمُ، الرَّقِيْبُ، الْمُجِيْبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيْمُ، الْوَدُوْدُ، الْمَجِيْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيْدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيْلُ، الْقَوِيُّ، الْمَتِيْنُ، الْوَلِيُّ، الْحَمِيْدُ، الْمُحْصِيُّ، الْمُبْدِءُ، الْمُعِيْدُ، الْمُحْيِ، الْمُمِيْتُ، الْحَيُّ، الْقَيُّوْمُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الأَحَدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الأَوَّلُ، الآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِيُ، الْمُتَعَالِي، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّؤُوْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُوالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِيُّ، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِي، الْبَدِيْعُ، الْبَاقِيُ، الْوَارِثُ، الرَّشِيْدُ، الصَّبُوْرُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ)) وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

فیصلہ کرنے والا' انصاف کرنے والا' باریک بین' خبردار' تحمل والا' عظمت والا' بخشنے والا' قدردان' بلندی والا' بڑائی والا' حفاظت کرنے والا' روزی پہنچانے والا' کفایت کرنے والا' بزرگی والا' عزت والا' نگہبان' قبول کرنے والا' کشائش والا' حکمت والا' محبت کرنے والا' بڑی شان والا' اٹھانے والا' حاضر' سچا' مالک' کام بنانے والا' زورآور' قوت والا' حمایت کرنے والا' خوبیوں والا' گننے والا' نیا پیدا کرنے والا' لوٹانے والا' جلانے والا' مارنے والا' زندہ' سب کا تھامنے والا' پانے والا' عزت والا' اکیلا' بے نیاز' قدرت والا' مقدور والا' آگے کرنے والا' پیچھے کرنے والا' سب سے پہلے' سب سے پیچھے' ظاہر' چھپا' مالک' پاک' صفتوں والا' احسان کرنے والا' رجوع کرنے والا' بدلہ لینے والا' معاف کرنے والا' نرمی کرنے والا' ملک کا مالک' صاحب عزت اور بخشش والا' انصاف کرنے والا' اکٹھا کرنے والا' بے پرواہ کرنے والا' روکنے والا' نقصان پہنچانے والا' نفع دینے والا' روشن کرنے والا' ہدایت کرنے والا' ایجاد کرنے والا' باقی رہنے والا' سب کا وارث' نیک راہ بتانے والا' صبر کرنے والا۔ (ترمذی' بیہقی)

توضیح : (۱) اَللّٰهُ تَعَالٰى:...... یہ علم نام ہے صفت نہیں ہے اس ذات واجب الوجود کا جس میں تمام صفات کمالیہ پائی جاتی ہیں وہی معبود حقیقی ہے جس کا رہنا ضروری ہے جس کی معرفت حقیقت میں عقل انسانی حیران ہے اور اس کے یہ بھی معنی ہیں جو اپنی مخلوقات کے ساتھ ایسی شفقت اور محبت رکھتا ہے جو ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہوتی ہے اس آخیر معنی کی بنا پر اس کے معنی پیار کرنے والے یا پیار کے ہیں۔

(۲) اَلرَّحْمٰنُ : ...... ہمیشہ نہایت رحم والا عام بخشش کرنے والا دوست دشمن پر اس کی رحمت عام ہے یہ صفت صرف دنیا کے لیے مخصوص ہے۔

ادیم زمین سفرهٔ عام اوست
چه دشمن بریں خوان یغما چه دوست

(۳) اَلرَّحِيْمُ: ...... ہمیشہ مخصوص لوگوں پر بہت مہربان چنانچہ آخرت میں صرف مسلمانوں پر مہربانی کرے گا۔

(۴) اَلْمَلِكُ :......بادشاہ فرمانروا اور مالک۔

(۵) اَلْقُدُّوْسُ :......بہت پاک۔

(۶) اَلسَّلَامُ :......امن وسلامتی وآشتی ہر عیب سے بہت ہی پاک صاف اور ہر نقصان سے بالکل سالم ومحفوظ۔

(۷) اَلْمُؤْمِنُ :......امن وامان بخشنے والا' ہر خوف سے بچانے اور ہر مصیبت سے نجات دینے والا۔

(۸) اَلْمُهَيْمِنُ :...... سب پر شاہد گواہ اور دلیل ونگہبان۔

(۹) اَلْعَزِيْزُ :......غالب قوی جس پر کوئی دسترس نہ پائے۔

(۱۰) اَلْجَبَّارُ :...... جبروت والا' جس کے سامنے کوئی دم نہ مار سکے جس سے کوئی سرتابی نہ کرسکے۔ نیز ٹوٹی چیز کو جوڑنے اور کمی کو پورا کرنے والا۔

مسبعات عشر سے یہ دس چیزیں مراد ہیں جن کو بسم اللہ کے ساتھ سات سات مرتبہ پڑھا کرتے ہیں۔

(۱) اَلْحَمْدُ (۲) سورہ فلق (۳) سورہ ناس (٤) سورہ اخلاص (٥) سورہ کافرون (٦) آیة الکرسی (۷) کلمہ تمجید (۸) درود شریف (۹) (یہ دعاء) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ وَيَارَافِعَ الدَّرْجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (۱۰) (یہ دعا) اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلاً وَّاٰجِلاً فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَآ اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلاَ تَفْعَلْ بِنَايَا مَوْلاَنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

(۱۱) اَلْمُتَكَبِّرُ :......اپنی بڑائی دکھانے والا' کبریائی والا اور سخت سزا دینے والا۔

(۱۲) اَلْخَالِقُ :...... پیدا کرنے والا۔

(۱۳) اَلْبَارِئُ :......ایسی چیز بنانے والا جس کا مادہ وغیرہ کچھ بھی نہ ہو۔

(۱۴) اَلْمُصَوِّرُ :......صورت بنانے والا۔

(۱۵) اَلْغَفَّارُ :......درگزر کرنے والا' بلکہ گناہوں پر پردہ ڈالنے والا۔

(۱۶) اَلْقَهَّارُ :......جس کے حکم سے کوئی چیز باہر نہیں جاسکتی سب کو دبا کر قابو میں رکھنے والا۔

(۱۷) اَلْوَهَّابُ :......بہت دینے' عطا کرنے' بخشنے والا۔

(۱۸) اَلرَّزَّاقُ :......بے حساب روزی دینے والا اور نشو ونما کا سامان بہم پہنچانے والا۔

(۱۹) اَلْفَتَّاحُ :......ہر مشکل کھولنے والا۔

(۲۰) اَلْعَلِيْمُ :......جاننے والا۔

(۲۱) اَلْقَابِضُ :......رزق کو گھٹانے اور کم کرنے والا۔

(۲۲) اَلْبَاسِطُ :......کشادہ کرنے والا۔

(۲۳) اَلْخَافِضُ :......نیچا کرنے والا۔

(۲۴) اَلرَّافِعُ :......اونچا کرنے والا۔

(۲۵)اَلْمُعِزُّ:......عزت دینے والا۔

(۲۶)اَلْمُذِلُّ:......ذلت دینے والا۔

(۲۷)اَلسَّمِیْعُ:......سننے والا

(۲۸)اَلْبَصِیْرُ:......دیکھنے والا

(۲۹)اَلْحَکَمُ:......فیصلہ کرنے والا۔

(۳۰)اَلْعَدْلُ:......بڑا عادل و منصف۔

(۳۱)اَللَّطِیْفُ:......ہمیشہ بہت لطف و مہربانی و نرمی کرنے والا اور باریک ہے۔

(۳۲)اَلْخَبِیْرُ:......خبر رکھنے والا خبردار۔

(۳۳)اَلْحَلِیْمُ:......بردبار' بندوں کی برائیوں سے چشم پوشی کرنے والا۔

(۳۴)اَلْعَظِیْمُ:......عظمت و بڑائی والا۔

(۳۵)اَلْغَفُوْرُ:......گناہوں کو بخشنے والا۔

(۳۶)اَلشَّکُوْرُ:......اپنے بندوں کے نیک عمل کو قبول کرنے والا اور پسند کرنے والا اور بڑا قدر شناس۔

(۳۷)اَلْعَلِیُّ:......بلند

(۳۸)اَلْکَبِیْرُ:......بہت بڑا۔

(۳۹)الحفیظ:......حفاظت کرنے والا' نگہبان اور بچانے والا۔

(۵۳)اَلْوَکِیْلُ:......بندوں کی ضرورتوں کا ذمہ لینے والا' سامان کرنے والا۔

(۵۴)اَلْقَوِیُّ:......زبردست جس کے سامنے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔

(۵۵)اَلْمَتِیْنُ:......ایسا مضبوط جس میں کوئی کمزوری نہیں

(۵۶)اَلْوَلِیُّ:......دوست' حمایتی' طرف دار۔

(۵۷)اَلْحَمِیْدُ:......تعریف کرنے والا۔

(۵۸)اَلْمُحْصِیُ:......گننے اور اعداد کا جاننے والا اور قابو میں رکھنے والا۔

(۵۹)اَلْمُبْدِئُ:......جو چیز پہلے سے موجود اس کو وجود میں لانے والا' پہلی بار پیدا کرنے والا۔

(۶۰)اَلْمُعِیْدُ:......جو چیز ہو کر فنا کر دی گئی ہو اس کو دوبارہ وجود میں لانے والا۔

(۶۱) اَلْمُحْیِیْ:......جلانے والا۔

(۶۲)اَلْمُمِیْتُ:......مارنے والا۔

(۶۳)اَلْحَیُّ:......ہمیشہ زندہ' غیر فانی۔

(۶۴)اَلْقَیُّوْمُ:......جو اپنے سہارے تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

(۶۵)اَلْوَاجِدُ:......پانے والا بڑا غنی۔

(۶۶)اَلْمَاجِدُ:......عزت والا۔

(٦٧) اَلْوَاحِدُ:......ایک' یکتا' یگانہ۔

(٦٨) اَلاَحَدُ:......اکیلا۔

(٦٩) اَلصَّمَدُ:......بزرگی کی ہر صفت میں کامل و بے نیاز۔

(٧٠) اَلْقَادِرُ:......قدرت والا۔

(٧١) اَلْمُقْتَدِرُ:......ایسا اقتدار اور عزت والا جس کے سامنے کوئی چون و چرا نہیں کرسکتا۔

(٧٢) اَلْمُقَدِّمُ:......جو سب سے آگے ہے اور آگے کرنے والا۔

(٧٣) اَلْمُوَخِّرُ:......سب سے پیچھے رہ جائے گا اور پیچھے کرنے والا۔

(٧٤) اَلاَوَّلُ:......اول جس سے پہلے کوئی نہ ہو۔

(٧٥) اَلاٰخِرُ:......آخر جو سب کے فنا ہونے کے بعد بھی ہمیشہ باقی رہے گا۔

(٧٦) اَلظَّاهِرُ:......جس کا وجود کھلا اور نمایاں ہے یعنی جو اپنے کاموں اور قدرتوں کے لحاظ سے ظاہر ہے۔

(٧٧) اَلْبَاطِنُ:......جو چھپا اور مخفی ہے یعنی جو اپنی ذات کے لحاظ سے پوشیدہ ہے۔

(٧٨) اَلْوَالِیُ:......تمام امور کا متولی اور منظّم متصرف کرنے والا۔

(٧٩) اَلْمُتَعَالِیُ:......بلند و پاک صفتوں والا۔

(٨٠) اَلْبَرُّ:......نیک اور احسان کرنے والا۔

(٨١) اَلتَّوَّابُ:......توبہ قبول کرنے والا' گنہگاروں کے گناہوں سے درگزر کرکے دوبارہ ان کی طرف رجوع کرنے والا۔

(٨٢) اَلْمُنْتَقِمُ:......سزا و برائیوں کا بدلہ دینے والا۔

(٨٣) اَلْعَفُوَّ:......گناہوں کو بہت بخشنے والا۔

(٨٤) اَلرَّؤُفُ:......مہربان نرمی و شفقت کرنے والا۔

(٨٥) مَالِكُ الْمُلْكِ:......ایسی سلطنت کا مالک جس کے سامنے کسی کی کوئی مملکت نہیں۔

(٨٦) ذُوالْجَلاَلِ وَالاِكْرَامِ:......مرتبہ عزت اور بخشش دینے والا۔

(٨٧) اَلْمُقْسِطُ:......انصاف والا عادل منصف۔

(٨٨) اَلْجَامِعُ:......جمع کرنے والا متفرق اور پراگندہ چیزوں کو اکٹھا کرنے والا

(٨٩) اَلْغَنِیُ:......بے نیاز۔

(٩٠) اَلْمُغْنِیُ:......بندوں کو اپنے سوا ہر چیز سے بے پرواہ کرنے والا۔

(٩١) اَلْمَانِعُ:......جس کو چاہے روک دینے والا۔

(٩٢) اَلضَّارُ:......نقصان پہنچانے والا۔

(٩٣) اَلنَّافِعُ:......نفع پہنچانے والا۔

(٩٤) اَلنُّوْرُ:......روشن کرنے والا۔

(٩٥) اَلْهَادِیُ:......راہ دکھانے والا' رہنما۔

(۹۶) اَلْبَدِيْعُ: ......نئی نئی چیزیں ایجاد کرنے والا۔

(۹۷) اَلْبَاقِيْ: ......جس کو ہمیشہ بقا ہے۔

(۹۸) اَلْوَارِثُ: ......سب کے فنا کے بعد وارث ہونے والا۔

(۹۹) اَلرَّشِيْدُ: ......سیدھی راہ چلنے والا' نہ بہکنے والا۔

(۱۰۰) اَلصَّبُوْرُ: ...... استقلال وصبر کرنے والا

یہ سب اسم ذات "**الله**" سمیت سو نام ہوئے اللہ کے علاوہ ننانوے صفاتی نام کا ذکر ہے۔

یہ حدیث ترمذی میں ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو غریب فرمایا ہے اور دیگر محدثین نے صحیح بتایا ہے البتہ بعض نے ان اسماء کو مدرج بتایا ہے اور بعض نے مرفوع۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے مرفوع کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

اللہ کے نام کا واسطہ دے کر کی جانے والی دُعا ردّ نہیں ہوتی

۲۲۸۹۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ: ((دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ

۲۲۸۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سن کر فرمایا کہ اس نے اللہ کے بڑے نام کے ساتھ دعا مانگی ہے اور جب اللہ کے بڑے نام کے ساتھ مانگا جائے اور اس سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے وہ دعا یہ ہے ((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اَلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ .)) "الٰہی میں تیرے ہی سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ تو ہی معبود ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر تو جو اکیلا ہے اور بے نیاز ہے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور نہ اس کے کوئی برابر ہے۔" (ترمذی' ابوداود)

اسم اعظم کا بیان

۲۲۹۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَا حَيُّ

۲۲۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے یہ دعا پڑھی: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْأَلُكَ .)) "یعنی اے اللہ میں مانگتا

۲۲۸۹۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعا (۱۴۹۳)، الترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات (۳۴۷۵)

۲۲۹۰۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوئد کتاب الوتر باب الدعا (۱۴۹۵)، الترمذی کتاب الدعوات باب خلق اللہ مئة رحمة (۳۵۴۴)، النسائی کتاب السهو باب الدعا بعد الذكر (۱۳۰۱)، ابن ماجه کتاب الدعاء باب اسم الله الاعظم (۳۸۵۸)

يَا قَيُّوْمُ! أَسْأَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَ إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

ہوں تجھ سے اس وجہ سے کہ تیرے ہی لیے تعریف ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر تو بڑا مہربان احسان کرنے والے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے عزت اور بزرگی والے اے زندہ رہنے والے اور خبر گیری کرنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جس کے ذریعہ سے جب دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول فرمالیتا ہے اور جب اس کے ساتھ کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو وہ دے دیتا۔'' (ترمذی' ابوداؤ' ابن ماجہ)

توضیح: ......سوال اور دعا میں یہ فرق ہے کہ بندہ یوں کہے کہ مجھے فلاں چیز دیجئے تو وہ اس کو دے دی جاتی ہے اور دعا یہ ہے کہ وہ پکارے یَا رَبِّ یَا رَبِّ تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے تو سوال کے مقابلہ میں اعطاء ہے اور دعا کے مقابلہ میں اجابت اور قبولیت ہے اس حدیث شریف سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے اَلْحَنَّانُ وَالْمَنَّانُ بھی ہے جو پہلے حدیث کے شمار میں نہیں آیا ہے حنان کے معنی شفقت اور مہربانی کے ہیں اور منان کے معنی احسان ہیں یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں یعنی بہت مہربانی کرنے والا اور بہت احسان کرنے والا۔

٢٢٩١۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اسْمُ اللهِ الأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيْمِ﴾، وَ فَاتِحَةِ (آلِ عِمْرَانَ): آلم، اللهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

٢٢٩١۔ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا نام ان دونوں آیتوں میں ہے: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ اور سورۂ آل عمران کے شروع ﴿الٓمٓ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ ''یعنی اور تمہارا معبود ایک ہے نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔'' (الٓمٓ) نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی اللہ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے خبر گیری کرنے والا۔ (ترمذی' ابوداؤ' ابن ماجہ' دارمی)

یہ سب حدیثیں اسم اعظم کے فضائل کے بارے میں ہیں لیکن اسم اعظم خاص طور پر متعین کر کے یہ نہیں بتایا کہ فلاں نام ہے اس لیے اسم اعظم کے تعیین میں بہت اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام اسم اعظم ہے اور اعظم کے معنی عظیم کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا ہر نام عظمت والا ہے یہ نہیں ہے کہ اللہ کا نام کوئی چھوٹا کوئی بڑا ہو اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جس روایت میں اعظم کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والے کو ثواب اعظم یعنی بہت ثواب ملتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم کو چھپا رکھا ہے کسی مخلوق کو بتایا نہیں اس لیے اللہ کے ہر نام کو پڑھتے رہنا چاہیے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ہوگا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسم اعظم کے تعیین میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

(اوّل) ......اسم اعظم ''ھُـو'' ہے یہ قول امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل کشف سے نقل کیا ہے اور دلیل یہ ہے کہ جب کسی عظیم الشان کی بارگاہ میں کسی قول کو اس کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ تو نے ایسا کہا ہے بلکہ کہا کرتے ہیں کہ

٢٢٩١۔ اسناده حسن، (سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعا (١٤٩٦)، الترمذی کتاب الدعوات باب ٦٥ (٣٤٧٨)، ابن ماجه کتاب الدعاء باب اسم الله الاعظم (٣٨٥٥)، دارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسی (٢/ ٥٤٢ ح ٣٣٨٩)

انہوں نے ایسا کہا بادشاہ نے ایسا کہا آقا نے ایسا کہا یعنی طریق ادب یہی ہے۔

(دوم)......اسم (دوم) اسم اعظم "اَللّٰہ" ہے یہی اسم اعظم ہے جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہیں کیا جاتا اور اسم جس کی جانب جملہ اسماء کی صفت کی جاتی ہے۔

(سوم)......اسم اعظم "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے غالباً اس کی سند وہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو ابن ماجہ میں ہے کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں دعا مانگی: "اللهم انی ادعوك الله و ادعوك الرحمن وادعوك الرحيم وادعوك باسمائك الحسنی کلها ما علمت منها و ما لم اعلم" یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء کے اندر ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند بھی ضعیف ہے اور اس استدلال میں بھی تامل ہے

(چہارم)......اسم اعظم "الرحمن الرحيم الحی القيوم" ہے یہ قول ترمذی کی حدیث اسماء بنت یزید پر مبنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں کے اندر ہے۔

(الف)......والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم

(ب)......سورۂ آل عمران کا آغاز الله لا اله الا هو الحی القيوم

اس روایت کو نسائی کے سوا دیگر اصحاب السنن نے بیان کیا ہے ترمذی نے اس روایت کو حسن بتلایا ہے لیکن ایک نسخہ میں حسن کے بجائے لفظ صحیح لکھا ہوا دیکھا گیا ہے صحیح ہونا قابل تامل ہے کیونکہ رواۃ میں شہر بن حوشب بھی ہے جو بہت ضعیف ہے

(پنجم)......اسم اعظم "الحی القيوم" ہے ابن ماجہ نے بروایت ابی امامہ حدیث بیان کی ہے کہ اسم اعظم قرآن مجید کی تین سورتوں میں ہے یعنی بقرہ و آل عمران و سورہ طٰہٰ قاسم (جو امامہ سے راوی حدیث ہیں) کا قول ہے کہ میں نے قرآن مجید میں تلاش کی تو مجھے الحی القيوم ملا جو ہر سہ سورتوں میں ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قوی بتلایا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ہر دو اسماء وہ ہیں کہ عظمت ربوبیت پر دلالت جس قدر ان میں پائی جاتی ہے اتنی دیگر اسماء میں نہیں۔

(ششم)......اسم اعظم "الحنان المنان بديع السموات والارض ذوالجلال والاكرام الحی القيوم" اس پورے فقرہ کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امام احمد و حاکم و ابوداود و نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس روایت کو صحیح بتلایا ہے

(ہفتم)......اسم اعظم "بديع السموات والارض ذوالجلال والاكرام" ہے اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے سری بن یحییٰ سے اور انہوں نے قوم ملے کے ایک شخص سے اس شخص کی تعریف بھی کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ مجھے اسم اعظم دکھایا جائے تب میں نے آسمان کے تاروں میں یہی اسم لکھا ہوا دیکھا۔

(ہشتم)......اسم اعظم "ذوالجلال والاكرام" ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یا ذا الجلال والاکرام کہتے ہوئے سنا فرمایا تیرا کہنا قبول کر لیا گیا اب اپنا سوال کر لے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ الوہیت کے لیے جس قدر صفات معتبرہ ہیں یہ اسم ان سب پر شامل ہے جلال میں جملہ صفات سلبیہ آ جاتے ہیں اور اکرام میں جملہ اضافات ثبوتیہ۔

(نہم)......اسم اعظم "الله لا اله الا هو الاحد الصمد الذی لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد" ہے اس کو ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے حدیث بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے اس کو سب پر ترجیح ہے۔

(**دھم**) ......اسم اعظم "رب رب" ہے حاکم نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اکبر رب رب ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہے ابن ابی الدنیا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب بندہ یا رب یا رب کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں بندے سوال کر تجھے عطا ہوگا یہ مرفوع اور موقوف بھی ہے۔

(**یازدھم**) ......اسم اعظم دعائے ذوالنون علیہ السلام ہے نسائی اور حاکم نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ ذوالنون کی دعا شکم ماہی میں یہ تھی "لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين" جب کبھی کسی مسلمان بندے نے اس کے ذریعے دعا مانگی تو قبول ہی فرمائی گئی۔

(**دوازدھم**) ......اسم اعظم کی بابت فخر رازی نے امام زین العابدین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو اسم اعظم سکھلا دیا جائے تب انہوں نے خواب میں دیکھا "هو الله الله الذی لا اله الا هو رب العرش العظيم"

(**سیزدھم**) ......اسم اعظم جملہ اسماء حسنی کے اندر مخفی ہے اس کی تائید حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوتی ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور جس کا ذکر قول دوم میں ہوا ہے کیونکہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صدیقہ نے بعض اسماء کا ذکر کر کے بالاسماء الحسنیٰ کا لفظ بھی کہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے جن سے تو نے دعا کی ہے۔

(**چھاردھم**) ......اسم اعظم کلمہ توحید ہے یعنی لا الــه الا الــلّٰه یہ قول قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے (ملخص از کتاب معارف الاسمی شرح اسماء الحسنیٰ مصنفہ قاضی سلیمان صاحب مولف رحمۃ للعالمین۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ بعض محققین نے سب اقوال کو جمع کر کے یہ کہا ہے کہ اس دعا میں اسم اعظم ہے:

((اللهم انی اسالك بان لك الحمد لا اله الا انت يا حنان يا منان يا بديع السموات والارض يا ذاالجلال والاكرام يا خير الوارثين يا ارحم الراحمين يا سميع الدعا يا الله يا عالم يا سميع يا عليم يا حليم يا مالك الملك يا ملك يا سلام يا حق يا قديم يا قائم يا غنی يا محيط يا حكيم يا علی يا قاهر يا رحمن يا رحيم يا سريع يا كريم يا مخفی يا معطی يا منع يا محی يا مقسط يا حی يا قيوم يا احمد يا حمد يا رب يا رب يا رب يا رب يا رب يا وهاب يا غفار يا قريب يا لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظلمين انت حسبی و نعم الوكيل .))

ابن ماجہ اور ترغیب ترہیب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسم اعظم متعدد دفعہ دریافت کیا آپ یہی فرماتے رہے: انه لا ينبغی لك يا عائش عائشہ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے پھر میں نے کھڑی ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھی تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اس دعا میں اسم اعظم ہے وہ دعا یہ ہے: "اللهم انی ادعوك الله وادعوك الرحمن وادعوك البر الرحيم وادعوك باسمائك الحسنى كلها ما علمت منها ومالم اعلم ان تغفرلی و ترحمنی۔"

لا اله الا الله انت سبحانك انی كنت من الظلمين پڑھ کر کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے

۲۲۹۲۔ وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۲۹۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

۲۲۹۲۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ۸۱ (۳۵۰۵) مسند احمد (۱/ ۱۷۰)

اللهِ ﷺ: ((دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذَا دَعَا رَبَّهُ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ

مچھلی والے کی وہ دعا جو انہوں نے اپنے رب سے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی وہ یہ ہے: ((لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین .)) ''نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی تیری پاکی بیان کرتے ہیں بے شک میں قصوروار ہوں''۔ جو مسلمان اپنے کسی خاص ضرورت کے لیے یہ پڑھ کر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے۔(احمد ترمذی)

توضیح:...... مچھلی والے سے مراد حضرت یونس علیہ السلام مشہور نبی ہیں ان کو ذوالنون اور صاحب الحوت کی صفت سے یاد کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر اہل نینوا کی رشد و ہدایت کے لیے مامور کیا ایک عرصہ دراز تک توحید کی دعوت دیتے رہے اور تبلیغ حق کرتے رہے مگر سرکش قوم نے اس اعلان حق کو قبول نہیں کیا بلکہ کفر و شرک پر جمی رہی اور نبیوں کی توہین اور ان کا مذاق اڑاتی رہی یونس علیہ السلام ناراض ہو گئے اور ان کے لیے بددعا کی اور وہاں سے بغیر خدائی اجازت کے ہجرت کر گئے ایک کشتی پر سوار ہوئے دریا میں طوفان آیا کشتی ڈگمگانے لگی اور کشتی والوں کو یقین ہو گیا کہ اس کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے اسی کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے جب تک اس کو اس کشتی سے جدا نہ کیا جائے گا نجات نہیں مل سکتی قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا اور ان کو دریا میں پھینک دیا گیا خدا کے حکم سے ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا۔

یونس علیہ الصلو والسلام مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد کرتے رہے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی اور لا الـــــه الا انـــت سبحـانك انی کنت من الظالمین کا وظیفہ پڑھتے رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے نجات دی وہ بہت کمزور ہو گئے تھے جب ان کو کچھ طاقت آئی تو اللہ نے پھر دوبارہ ان کو نینوا کی طرف بھیجا اہل نینوا یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اسی وجہ سے ان پر عذاب نہیں آیا یونس علیہ الصلو والسلام دوبارہ تشریف لے گئے اور ان میں وعظ و نصیحت فرماتے رہے قرآن مجید کی چھ سورتوں میں ان کا بیان آیا ہے ان سب کو ہم نے اسلامی تعلیم کے گیارہویں حصہ میں بیان کیا ہے فالحمدللہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

۲۲۹۳۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ عِشَاءً، فَإِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ، وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَتَقُولُ هَذَا مُرَاءٍ؟ قَالَ: ((بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيْبٌ)) قَالَ: وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يَقْرَأُ، وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَسَمَّعُ لِقِرَائَتِهِ، ثُمَّ جَلَسَ أَبُو مُوسَى يَدْعُو، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّكَ أَنْتَ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَقَدْ سَأَلَ

۲۲۹۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک صاحب قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہے تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ان کو آپ ریاکار (منافق) کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ایماندار رجوع کرنے والا اور ذکر الٰہی کرنے والا ہے۔ بریدہ نے کہا کہ ابوموسیٰ اشعری قرآن مجید زور زور سے پڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کان لگا کر ان کی قراۃ سننے لگے۔ پھر ابوموسی بیٹھ کر یہ دعا کرنے لگے: یعنی اے اللہ میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی سچا معبود ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی تو ایک اکیلا بے نیاز ہے۔ نہ کسی نے اس کو پیدا کیا اور نہ اس سے کوئی پیدا

۲۲۹۳۔ اسناده صحیح، سنن ابی داوٗد (۱۴۹۳، ۱۴۹۴)، الترمذی (۳۴۷۵)، ابن ماجه (۳۸۵۷)، مسند احمد (۵/ ۳۴۹)

اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِيْ إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى، وَ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخْبِرُهُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لِيْ: أَنْتَ الْيَومَ لِيْ أَخٌ صَدِيْقٌ، حَدَّثْتَنِيْ بِحَدِيْثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ اللّٰهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَحَدًا صَمَدًا، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ

کیا گیا یعنی نہ اس کے ماں باپ ہیں اور نہ کوئی اس کا ہمسر و برابر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کو سن کر یہ فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے اس نام کے ساتھ سوال کیا ہے کہ جب اس سے مانگا جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب دعا کی جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ میں نے ابھی آپ سے سنا ہے کیا میں ابوموسی کو بتا دوں آپ نے فرمایا ہاں تو میں نے ابوموسی کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنا دی تو ابوموسی نے مجھ سے کہا کہ تم آج کے دن میرے بھائی ہو کیونکہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مجھے سنائی ہے۔ (رزین)

❀❀❀❀

تسبیح اور تحمید اور تہلیل اور تکبیر کے پڑھنے کا ثواب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٢٢٩٤۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَ اللهُ أَكْبَرُ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَ اللهُ أَكْبَرُ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٢٩٤۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ چار کلام سب انسانی کلاموں سے افضل ہیں: (١) سبحان اللّٰہ (٢) الحمدللّٰہ (٣) لا الہ الا اللّٰہ (٤) اور اللّٰہ اکبر اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سب کلاموں سے اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ کلمات ہیں: (١) سبحان اللّٰہ (٢) اور الحمد للّٰہ (٣) لا الہ الا اللّٰہ (٤) اور اللّٰہ اکبر ان میں سے جس کو بھی شروع میں پڑھو تمہارے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... یہ چاروں کلام قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں آئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سبحان اللہ حین تمسون ---- الحمد اللہ کثیرا ---- فاعلم انہ لا الہ الا اللہ ---- و کبرہ تکبیرا ---- و ربك فکبر ---- ولذکر اللہ اکبر ----و رضوان من اللہ اکبر اور یہ افضلیت اضافیہ ہے حقیقیہ نہیں ہے

سبحان اللہ، الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ کی فضیلت کا بیان

٢٢٩٥۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَأَنْ أَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٢٩٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا سبحان اللّٰہ الحمدللّٰہ اور لا الہ الا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر کہنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ (مسلم)

٢٢٩٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٢٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا تو اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے اگرچہ و دریا کے جھاگ کے برابر ہوں یعنی بے شمار ہوں۔ (بخاری مسلم)

٢٢٩٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

٢٢٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٢٢٩٤۔ صحیح مسلم کتاب الاداب باب کراهیة التسحیه (٢١٣٧[٥٦٠١])

٢٢٩٥۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل التهلیل (٢٦٩٥[٦٨٤٧])

٢٢٩٦۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل التسبیح (٦٤٠٥)، مسلم کتاب الذکر باب فضل التهلیل (٢٦٩١[٦٨٤٢])

٢٢٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل التهلیل (٢٦٩٢[٦٨٤٣])

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَ حِيْنَ يُمْسِيْ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِـأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ جس نے صبح شام سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا تو قیامت کے دن اس کے عمل سے بہتر کوئی شخص ایسا عمل نہیں لاسکتا مگر وہ جس نے اس کے برابر کہا یا اس سے زیادہ کہا۔ (بخاری مسلم)

۲۲۹۸۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْـمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ وَسُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو کلمے زبان پر بہت ہلکے ہیں اور نیکوں کے ترازو میں بھاری ہیں وہ اللہ کے نزدیک بہت پیارے ہیں۔ سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔ (بخاری، مسلم)

سو بار سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں

۲۲۹۹۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟)) فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيْئَةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِهِ: وَفِيْ جَمِيْعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ ((أَوْ يُحَطُّ)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ وَ۔ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَ أَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ عَنْ مُوْسَى، فَقَالُوْا: ((وَ يُحَطُّ)) بِغَيْرِ أَلِفٍ، هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ۔

۲۲۹۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا کیا تم لوگ روزانہ ہزار نیکی کے کمانے سے عاجز ہو۔ آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک صاحب نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روزانہ ہم میں سے ہزار نیکی کوئی کیسے کما سکتا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ کہنے سے اس کے لیے ہزار نیکی لکھی جاتی ہے اور ہزار گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

۲۳۰۰۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَا اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ: سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِم

۲۳۰۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا کلام سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا تھا یعنی سبحان الله وبحمده۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... یہ اشارہ ہے آیت ﴿نحن نسبح بحمدك و نقدس لك﴾ کی طرف۔

۲۲۹۸۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب اذا قال واللہ لا اتکلم (۶۶۸۲)، مسلم کتاب الذکر باب فضل التھلیل (۲۶۹۴[۶۸۴۶])

۲۲۹۹۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل التھلیل (۲۶۹۸[۶۸۵۲])، مسندالحمیدی (۱/ ۴۳ ح ۸۰)

۲۳۰۰۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل سبحان اللہ (۲۷۳۱[۶۹۲۵])

چار بہترین کلمے اور ان کی فضیلت کا بیان

٢٣٠١۔ وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ، قَالَ:((مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٣٠١۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے صبح صبح باہر تشریف لے گئے اور جویریہ اپنے مصلے پر یعنی نماز کی جگہ بیٹھی رہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ دن چڑھے چاشت کے وقت تشریف لائے اور یہ جویریہ صبح سے برابر اپنے مصلے ہی پر بیٹھی رہیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ جس حالت میں تم کو چھوڑ گیا تھا اسی حالت میں تم اب تک بیٹھی ہو۔ انہوں نے کہا ہاں نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اس جانے کے بعد تین مرتبہ ان کلمات کو کہا ہے جن کو اگر ان کلمات سے جو تم نے صبح سے اب تک کہا ہے تو لے جائیں تو ان چاروں کلمات کا وزن بھاری ہوگا۔ یعنی ان کا ثواب تمہارے ذکر الٰہی کے ثواب سے زیادہ ہوگا اور وہ چاروں کلمات پاکی یہ ہیں۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزن عرشہ ومداد کلماتہ یعنی اللہ کی اور اس کی تعریف اس کے مخلوق کے شمار کے برابر کرتا ہوں اور اس کے مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کے لکھنے کے روشنائی کے برابر۔ (مسلم)

توضیح: ......حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں جو قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا نافع بن صفوان سے شادی ہوئی تھی جو غزوۂ مریسیع میں قتل ہوا اس لڑائی میں کثرت سے لونڈی غلام مسلمانوں کو ہاتھ آئے ان ہی لونڈیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو وہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصے میں آئیں اسلام میں یہ حکم ہے کہ اگر آقا راضی ہو تو لونڈی غلام آقا کو کچھ رقم دے کر آزاد ہو سکتے ہیں اس طریقہ کو اصطلاح شریعت میں کتابت کہتے ہیں اس اصطلاح کے مطابق حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ بن گئیں ان کو شرط کے مطابق نو اوقیہ سونا ادا کرنا تھا لیکن رقم ان کی استطاعت سے زیادہ تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ میں کلمہ گو مسلمان عورت ہوں اور میرا نام جویریہ ہے حارث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار ہے مجھ پر جو مصیبتیں آئی ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں ہیں میں ثابت بن قیس کے حصے میں آئی اور نو اوقیہ سونے پر ان سے عہد کتابت کر لیا یہ رقم میرے امکان میں نہ تھی لیکن میں نے اللہ کے بھروسے پر اسے منظور کر لیا اور اب آپ سے اس کا سوال کرنے آئی ہوں آپ نے فرمایا تو کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا یہ رقم میں ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں وہ راضی ہو گئیں آپ نے ثابت بن قیس کو بلایا وہ بھی راضی ہو گئے اور آپ نے رقم ادا کر دی اور ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا یہ چرچا پھیلا لوگوں نے قبیلہ بنی مصطلق کے تمام لونڈی اور غلاموں کو اس بناء پر آزاد کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا آزاد شدہ غلاموں کی تعداد ایک روایت میں سات سو بتلائی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہ کی برکت سے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیے گئے ان کا نام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھ دیا حضرت جویریہ نے ۵ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں اس وقت ان کا سن ساٹھ برس کا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین جنت میں ان کا پورا حال لکھا ہے اس کا مطالعہ کرو۔

٢٣٠١۔ صحیح مسلم کتاب الذکر التسبیح (٢٧٢٦[٦٩١٣])

عظیم الشان دُعا کہ جس کی فضیلت بہت زیادہ ہے

٢٣٠٢۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلاَّ رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٣٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو دن میں سو مرتبہ کہے تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سب گناہ معاف ہوں گے اور اس دن شام تک شیطان کی برائیوں سے بچا رہے گا اور قیامت کے دن اس سے بہتر عمل کرنے والا کوئی نہیں آئے گا۔ مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ اس دعا کو پڑھے اور وہ دعا یہ ہے: لا اله الا وحده لا شريك له لملك وله الحمد وهو على قل شئى قدير یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری، مسلم)

لاحول ولاقوۃ جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے

٢٣٠٣۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا، وَهُوَ مَعَكُمْ، وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ)) قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: وَأَنَا خَلْفَهُ أَقُوْلُ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ فِيْ نَفْسِيْ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلاَ أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٣٠٣۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کرنا شروع کیا۔ یعنی پکار پکار کر اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنی جانوں پر نرمی اور رحم کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم سننے والے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواریوں کے گردن سے بھی زیادہ قریب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو جو بہت ہی قریب ہے اور ہر چیز کو سننے اور جاننے والا ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہے تو چلا چلا کر پکارنے سے فائدہ نہیں ہے بلکہ تم تھک جاؤ گے اور تمہارا گلا پھنس جائے گا اس لیے تم اپنی جانوں پر رحم کھاؤ۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کے پیچھے اور لا حول ولا قو الا باللّٰه دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس (یہ ابوموسیٰ کا نام ہے) کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتا دوں میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: ((لا حول ولا قوة الا باللّٰه)) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

٢٣٠٢۔ صحيح بخارى كتاب الدعوات باب فضل التهليل (٦٤٠٣)، مسلم كتاب الذكر باب فضل التهليل (٢٦٩١[٦٨٤٢])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہنے سے جنت میں کھجور کے درخت کا لگنا

۲۳۰٤۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۳۰۴۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ((سبحان الله العظيم وبحمده)) کہا تو اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے (ترمذی) یعنی اس دعا کے ثواب میں جنت میں کھجوروں کا باغ اس کے لیے لگایا جاتا ہے۔

۲۳۰٥۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مُنَادٍ يُنَادِيْ: سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۳۰۵۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دن صبح کے وقت ایک پکارنے والا فرشتہ پکار پکار کر یہ کہتا ہے ((سبحوا الملك القدوس)) یعنی پاک بادشاہ کی پاکی بیان کرو۔ سبحان ملك القدوس کہو۔ (ترمذی)

سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ کا بیان

۲۳۰٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

۲۳۰۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب ذکروں سے بہترین ذکر لا اله الا الله ہے اور سب دعاؤں سے بہترین دُعا الحمدللہ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۲۳۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ، مَا شَكَرَ اللهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ))

۲۳۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد اللہ شکر کی جڑ ہے جس نے اللہ کی تعریف نہیں کی اس نے شکر نہیں ادا کیا۔

۲۳۰۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ))۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

۲۳۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جنت کی طرف سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو دنیا میں آرام اور تکلیف دونوں حالتوں میں الحمد للہ کہتے رہے۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

۲۳۰۳۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا علاعقبة (٦٣٨٤)، مسلم کتاب الذکر باب استحباب حفظ الصوت (٤٧٠٤[٢٨٦٢])

۲۳۰٤۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ٥٩ (٣٤٦٤)، الصحیحه (٦٤)

۲۳۰٥۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعا النبی ﷺ (٣٥٦٩)، موسیٰ عبیدہ اور محمد بن ثابت دونوں ضعیف راوی ہیں۔

۲۳۰٦۔ حسن سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة (٣٣٨٣)، ابن ماجه کتاب الادب باب فضل الحامدی (٣٨٠٠)، ابن حبان (٢٣٢٦)

۲۳۰۷۔ اسناده ضعیف، شعب الایمان (٤٣٩٥)، قتادہ اور سیدنا ابن عمر کے درمیان انقطاع ہے۔

۲۳۰۸۔ اسناده ضعف، شعب الایمان (٤٤٨٣)، قیس بن ربیع ضعیف راوی ہے۔

۲۳۰۹۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((قَالَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ: یَا رَبِّ! عَلِّمْنِیْ شَیْئًا أَذْکُرُكَ بِهٖ، وَ أَدْعُوْكَ بِهٖ فَقَالَ: یَا مُوْسٰی! قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: یَا رَبِّ کُلُّ عِبَادِكَ یَقُوْلُ هٰذَا، إِنَّمَا أُرِیْدُ شَیْئًا تَخُصُّنِیْ بِهٖ، قَالَ: یَا مُوْسٰی! لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ عَامِرَهُنَّ، غَیْرِیْ وَ الْأَرْضِیْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ کَفَّةٍ، وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِیْ کَفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ فِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۳۰۹۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ اے میرے پروردگار! آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے کہ اس کے ذریعہ سے آپ کو یاد کیا کروں یا اسے پڑھ کر تجھ سے دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تم لا الہ الا اللّٰہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے رب یہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ کوئی خاص دعا مجھے بتا دیجئے جو اور کسی کو نہ معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰ لا الہ الا اللّٰہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان کی ساری آبادی اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللّٰہ کو دوسرے پلے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللّٰہ کا پلڑا تمام چیزوں سے بھاری ہوگا۔ اس حدیث کو شرح سنہ میں روایت کیا ہے۔

فضیلت والے چند کلمات کا بیان

۲۳۱۰۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ، وَ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ، صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَ أَنَا أَکْبَرُ، وَ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، یَقُوْلُ اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِیْ، لَا شَرِیْكَ لِیْ، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ، وَ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِیْ)) وَ کَانَ یَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ ابْنُ مَاجَه

۲۳۱۰۔حضرت ابوسعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللّٰہ واللہ اکبر کہا تو اس کا رب اس کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے جواب میں یہ کہتا ہے لا الہ الا وانا اکبر یعنی نہیں کوئی معبود مگر میں اور میں سب سے بڑا ہوں اور جب کوئی لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ لا الہ الا انا وحدی لا شریک لی یعنی جب بندہ کہتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک اکیلا جس کا کوئی شریک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اکیلا معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے اور جب کوئی لا الہ الا اللّٰہ لہ الملك ولہ الحمد کہتا ہے یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے: لا الہ الا انا لی الملك ولی الحمد یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہی میرے لیے ملک ہے اور میرے ہی لیے تعریف ہے اور جب کوئی لا الہ الا اللّٰہ ولا حول ولا قو الا باللّٰہ کہتا ہے یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور نہیں ہے گناہوں سے پھرنے کی

۲۳۰۹۔ اسنادہ ضعیف، شرح السنة (۵/ ۵۴ ح ۱۲۷۳) وحاکم (۱/ ۵۲۸) دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

۲۳۱۰۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول العبد اذا مرض (۳۴۳۰)، ابن ماجه کتاب الادب باب فضل لا اله الا الله (۲۷۹۴)

طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کے ذریعہ سے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ لا الہ الا انا لا حول و لا قوۃ الا باللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں اور نہیں ہے طاقت اور قوت مگر میرے ذریعہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے کہ جو ان کلمات کو اپنی بیماری میں پڑھے اور مر جائے تو جہنم کی آگ اس کو نہیں کھا سکتی ہے اور نہیں جلا سکتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۳۱۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَ بَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى، تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ: ((أَلاَ أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِيْ الأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَ الْحَمْدُ للهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلاَ حَوْلَ وَ لاَقُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ مِثْلَ ذَلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُودَاوُدَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۳۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ خاتون کے یہاں گئے جن کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ آسان یا اس سے بھی زیادہ بہتر ہے اور وہ یہ ہے: سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذلک وسبحان اللہ عدد ما هو خالق اور اللہ اکبر بھی اسی طرح یعنی اللہ اکبر عدد ما خلق فی السماء اللہ اکبر عدد ما خلق فی الارض اللہ اکبر عدد ما بین ذالک اللہ اکبر عدد ما هو خالق اور الحمدللہ بھی اسی طرح یعنی الحمد للہ عدد ما خلق فی السماء الحمد للہ عدد ما خلق فی الارض الحمد للہ عدد ما بین ذالک الحمد للہ عدد ما هو خلق اور لا الہ الا اللہ بھی اسی طرح یعنی لا الہ الا اللہ عدد ما خلق فی السماء لا الہ الا اللہ عدد ما خلق فی الارض لا الہ الا اللہ عدد ما بین ذلک لا الہ الا اللہ عدد ما هو خالق اور لا حول ولا قو الا باللہ بھی اسی طرح یعنی لا حول ولا قو الا باللہ عدد ما خلق فی السماء ولا حول ولا قو الا باللہ عدد ما خلق فی الارض ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عدد ما بین ذالک ولا حول ولا قو الا باللہ عدد ما هو خالق۔ (ترمذی، ابوداؤد)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر ریا و نمود کے کھجور کی گٹھلیوں اور سنگ ریزوں اور مروجہ تسبیح کے دانوں پر آسانی کے لیے تسبیحات تہلیلات کا پڑھنا درست ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۲۳۱۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ؓ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّحَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ؛ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ، وَ مَنْ حَمِدَ اللهَ مِائَةً

۲۳۱۲۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور اپنے دادا سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ سبحان اللہ اور شام کو بھی سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے سو حج کیے ہوں اور جس نے صبح کو سو مرتبہ

۲۳۱۱۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب التسبیح بالحصی (۱۵۰۰)، الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعا النبی ﷺ (۳۵۶۸)، الضحیفہ خزیمہ راوی مجہول ہے۔

۲۳۱۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ٦١ (۳٤۷۱)، ضحاک بن حمزہ ضعیف راوی ہے۔

بِـالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ؛ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَمَنْ هَلَّلَ اللهَ مِائَةً بِـالْـغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ؛ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِـنْ وَلَـدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَ مَنْ كَبَّرَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ؛ لَمْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَحَـدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

الحمد للہ کہا ہو اور شام کو بھی سو مرتبہ الحمد للہ کہا ہو تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے سو مجاہدوں کو اللہ کے راستے میں سو گھوڑوں پر سوار کیا ہو اور جس نے صبح شام سو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا ہو تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کیا ہو اور جس نے صبح اور شام سو سو دفعہ اللّٰــہ اکبر کہا ہو تو قیامت کے دن اس سے زیادہ ثواب والا نہیں آئے گا مگر وہ جس نے ان کلمات کو اتنی دفعہ یا اس سے زیادہ کہا ہو۔ (ترمذی)

۲۳۱۳۔ وَعَـنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللهِ ﷺ: ((التَّسْبِيْـحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ، وَالْـحَمْدُ لِلهِ يَمْلَؤُهُ، وَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا حِـجَابٌ دُوْنَ اللهِ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّـرْمِـذِيُّ، وَ قَـالَ: هَـذَا حَـدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔

۲۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کہنا نیکیوں کا آدھا ترازو ہے۔ اور الحمد للہ کہنا نیکیوں کے ترازو کو بھر دیتا ہے یعنی سبحان اللہ اور الحمد لـلّٰـہ کے کہنے کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ نیکیوں کے ترازون کا پلڑا ابھر جاتا ہے اور لا الـہ الا اللہ کا کلمہ خدا تک پہنچ جاتا ہے کوئی چیز اسے خدا کے پاس پہنچنے سے نہیں روک سکتی یعنی لا الہ الا اللہ کے کہنے کا ثواب سیدھا خدا تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ (ترمذی)

عرش الٰہی تک پہنچ جانے والا کلمہ اور اس کا بیان

۲۳۱۴۔ وَعَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا قَالَ عَبْدٌ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصًا قَطُّ إِلَّا فُتِـحَـتْ لَـهُ أَبْـوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى يُفْضِيَ إِلَى الْـعَـرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۳۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے نے سچے اور خالص دل سے بغیر ریا نمود کے لا الـہ الا الـلّٰہ کہا تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے یعنی جلدی قبول ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ (ترمذی)

۲۳۱۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((لَـقِيْـتُ إِبْـرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَـقَـالَ: يَـا مُحَمَّدُ! إِقْرَءْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلاَمَ، وَ أَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَ أَنَّهَـا قِيْـعَـانٌ، وَ أَنَّ غِـرَاسَهَـا سُبْحَانَ اللهِ،

۲۳۱۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج والی رات میں میری ملاقات ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ محمد (ﷺ) آپ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دیجئے اور انہیں بتا دیجئے کہ جنت کی مٹی نہایت پاکیزہ خوشبودار ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے یعنی درختوں سے

۲۳۱۳۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۸۶ (۳۵۱۸)، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔

۲۳۱۴۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب دعا ام سلمة (۳۵۹۰)

۲۳۱۵۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۸۵ (۳۴۶۲)، عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ضعیف ہے۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

اور پودوں سے خالی ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ اور الحمدللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر ہے یعنی ان کلمات کے کہنے سے درخت لگ جاتے ہیں۔ یعنی ہر ہر کلمے کے پڑھنے سے ایک ایک درخت لگ جاتا ہے تو جتنا ہی زیادہ پڑھے گا اتنا ہی درخت تیار ہو گا۔ (ترمذی)

ذکر الٰہی انگلیوں پر گننے کا بیان

٢٣١٦۔ وَعَنْ يُسَيْرَةَ رضی اللہ عنہا، وَ كَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ، وَ التَّهْلِيْلِ، وَالتَّقْدِيْسِ، وَاعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْؤُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَ لَا تَغْفُلْنَ فَتُنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ

٢٣١٦۔ حضرت یسیرہ سے روایت ہے اور یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم عورتوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملك القدوس پڑھنے کو اپنے ذمے لازم کرلیا کرو اور ان کو اپنی انگلیوں پر شمار کرو کیونکہ قیامت کے روز ان انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور یہ انگلیاں بولیں گی اور جواب دیں گی۔ تم ان دعاؤں کے پڑھنے سے غفلت نہ کرنا ورنہ تم خدا کی مہربانیوں سے چھوڑ دی جاؤ گی اور خدا کی رحمتوں سے محروم ہو جاؤ گی۔ (ترمذی' ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تسبیحات اور تہلیلات وغیرہ کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرنا سنت ہے اور انگلیوں پر شمار کرنے کو عقد انامل کہتے ہیں عرب لوگ اپنے محاورہ کے مطابق انگلیوں پر اکائی دہائی سینکڑہ ہزار تک شمار کر لیتے تھے اور اس کے لیے خاص خاص اصطلاح اور طریقہ مقرر ہے سبل السلام اور غیاث اللغات وغیرہ میں عقد انامل کا طریقہ سمجھایا گیا ہے ہم آسانی کے لیے ان سے اخذ کر کے لکھ رہے ہیں یہ تو ہر شخص کو معلوم ہے کہ ایک سے نو تک اکائیاں کہلاتی ہیں ان کو عربی میں احاد بولتے ہیں اور دس بیس تیس چالیس پچاس ساٹھ ستر اسی نوے تک دہائیاں بولتے ہیں ان کو عربی میں عشرات کہتے ہیں اور سینکڑے کو مات اور ہزاروں کو الوف کہتے ہیں ان کی گنتی کو اپنے ہاتھوں پر گننے اکائیاں صرف دایاں ہاتھ کی خنصر یعنی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی) بنصر اس کے پاس والی انگلی (انگشت دوم) وسطی (سب سے بڑی انگلی بیچ والی) ان تینوں انگلیوں کے بند کرنے کھولنے سے ہوتی ہے سبابہ (یعنی شہادت کی انگلی) اور ابہام (یعنی انگوٹھے) کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کام دایاں ہاتھ کی خنصر (چھنگلی) بند کرلو تو ایک ہو گا اس طرح سے۔

ایک ۱: بنصر بھی بند کرو تو دو ۲

دو ۲: اور جو وسطی بھی بند کرلو تو تین ہوں گے

تین ۳: واضح ہو کہ ان تینوں عقدوں میں انگلیوں کے سرے جس قدر ممکن ہوں ختم کھائے ہوئے اور اپنی جڑوں سے قریب ہوں۔ اب خنصر کو کھولو تو چار۔

چار ۴: اور بنصر کو بھی کھول دو تو پانچ ہو جائیں گے۔

٢٣١٦۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب التسبیح بالحصی وباب فضل التهلیل التسبیح (١٥٠١، ٣٥٨٣)، الترمذی کتاب الدعوات باب فضل التسبیح (٣٥٨٣)

پانچ ۵: وسطی کو کھول کر بنصر کے بند کرنے سے چھ بنیں گے۔

چھ ٦: بنصر کو کھول کر خنصر کو ذرا لمبا کر کے بند کرو تو سات ہوں گے۔

سات ۷: اسی طرح بنصر کو بھی بند کرو تو آٹھ۔

آٹھ ۸: اور وسطی کو بھی بند کرو تو نو بن جائیں گے۔

توضیح:......سات آٹھ نو کے لیے جو خنصر بنصر وسطی بند کرو تو جس قدر ہو سکے انگلیوں کے سرے سیدھے اور پہنچے کی طرف بڑھے ہوئے ہوں تا کہ ایک دو تین کے عقد سے التباس (مشابہت) نہ ہو ان نو اکائیوں کی بچوں کو خوب مشق کراؤ اور ہر روز امتحان لو مثلاً پوچھو کہ پانچ کس طرح ہوتے ہیں؟ تین کی کیا صورت ہے؟ دو اور آٹھ میں کیا فرق ہے وغیرہ وغیرہ جب بلا تامل بتانے لگیں تو آگے چلو۔

عشرات یعنی دہائیوں کا بیان

دس ۱۰۔ بیس ۲۰۔ تیس ۳۰۔ چالیس ۴۰۔ پچاس ۵۰۔ ساٹھ ٦۰۔ ستر ۷۰۔ اسی ۸۰۔ نوے ۹۰ دہائیاں کہلاتی ہیں۔ دہائیاں صرف دائیں ہاتھ کے سبابہ اور ابہام کے میل جول سے بنتی ہیں۔ نہ تو اسے خنصر بنصر وسطی سے کچھ کام ہے۔ نہ بائیں ہاتھ سے کچھ غرض۔ دس ۱۰ کے لیے ابہام کو کھڑا کر کے اس کے اوپر والے جوڑ کی لکیر پر سبابہ کے ناخن کا کنارہ اس طرح رکھو کہ گول حلقے کی صورت بن جائے۔

دس ۱۰

بیس کے لیے ابہام کا اوپر کا جوڑ سبابہ کے نیچے کے جوڑ سے وسطی کی طرف ملاؤ۔

بیس ۲۰

جس سے دیکھنے میں یہ معلوم ہو کہ ابہام کے اوپر کا جوڑ سبابہ اور وسطی میں دبا ہوا ہے۔ مگر یہ پہلے بتایا گیا ہے کہ دہائیوں کی گنتی میں وسطی کا کوئی علاقہ نہیں صرف ابہام کے اوپر کے جوڑ کا سبابہ کے نیچے کے جوڑ سے وسطی کی جانب ملنا ہی بیس پر دلالت کرتا ہے تیس کے لیے ابہام کو سیدھا کھڑا کر کے سبابہ کو خم دے کر دونوں کے سرے اس طرح ملاؤ کہ سبابہ سے قوس کی اور ابہام سے چلے کی صورت بن جائے۔

تیس ۳۰

چالیس کے لیے ابہام کا سر سبابہ کے نیچے کے جوڑ پر ایسی طرح رکھو کہ ابہام ہتھیلی سے ملا رہے اور بیچ میں فصل یعنی جدائی نہ ہو۔

چالیس ۴۰

پچاس کے لیے ابہام کو خم دے کر اس طرح لکیر پر رکھو جو ہتھیلی کے کنارہ پر ابہام اور سبابہ کے وسط میں ہے سبابہ کھڑی اور ابہام اس کی سیدھ میں ہو۔

پچاس ۵۰

ساٹھ کے لیے ابہام کو خم دے کر اس کے ناخن پر سابہ کی دوسری لکیر رکھو جس سے تمام ناخن چھپ جائے۔

ساٹھ ۶۰

ستر کے لیے ابہام کے ناخن کا کنارہ سبابہ کے اوپر والی لکیر سے ملاؤ اس عقد میں ناخن کھلا رہے گا۔

ستر ۷۰

اسی کے لیے ابہام کو کھڑا کر کے اس کے اوپر والے جوڑ کی پشت پر سبابہ کو خم دے کر اس کا اوپر کا سر رکھو۔

اسی ۸۰

نوے کے لیے ابہام کو کھڑا کر کے اس کے نیچے کے جوڑ کی لکیر پر سبابہ کا اوپر کا سر رکھو۔

نوے ۹۰

دہائیوں کا شمار ختم ہو گیا۔اس کی خوب مشق کراؤ جب تک یاد نہ ہوں آگے مت بڑھاؤ۔

مآت اور الوُف یعنی سینکڑوں اور ہزاروں کا بیان

جس طرح تم دائیں ہاتھ کی مشق کر چکے ہو۔اسی طرح اب بائیں ہاتھ سے گنو۔دایاں ہاتھ میں جو تم نے اکائیاں گنی تھیں بایاں ہاتھ میں وہ اکائیاں نہ ہوں گی بلکہ نو ۹ سینکڑے ہوں گے اور دایاں ہاتھ میں جو نو ۹ دہائیاں ہیں بائیں ہاتھ میں وہی نو ۹ ہزار ہوں گے۔ مثلاً جو دائیں ہاتھ میں سات ۷ کا عقد ہے وہی بائیں ہاتھ میں سات ۷۰۰ سو کا عقد ہوگا اور دائیں ہاتھ میں جو ستر ۷۰ کا عقد ہے وہیں بائیں ہاتھ میں سات ۷۰۰۰ ہزار کا عقد ہوگا علی ھذا القیاس باقی عقدوں کو سمجھو۔

(ف)......مذکورہ بالا صورتوں میں مندرجہ ذیل عقود بتائے گئے ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۶۰۰۰	۷۰۰۰	۸۰۰۰	۹۰۰۰

ان کی باہمی دو[۲] دو[۲]۔تین[۳] تین[۳]۔ چار[۴] چار[۴]۔کی ترکیب سے ۹۹۹۹ تک شمار ہو سکتا ہے۔مثلاً دائیں ہاتھ کے ابہام اور سبابہ سے دس[۱۰] کا عقد بنا کر اس کے ساتھ خنصر بنصر وسطی سے بدستور معروف ایک سے نو تک اکائیوں کے عقود ایک ایک کر کے ملاتے جاؤ تو گیارہ سے انیس[۱۹] تک کے عقود بن جائیں گے اسی طرح بیس کا عقد بنا کر اس کے ساتھ بھی نو[۹] اکائیاں ملاتے جاؤ تو ننانوے تک کے عقود بن جائیں گے۔

اب بائیں ہاتھ کے خنصر بنصر وسطی سے جو نو سینکڑے بنتے ہیں ان میں سے ہر ایک سینکڑے کے ساتھ دائیں ہاتھ سے بدستور سابق ننانو[۹۹]ے عقود ترتیب وار ملاتے جاؤ گے تو ۹۹۹ تک عقدے حل ہو جائیں گے۔اب بائیں ہاتھ کے سبابہ اور ابہام سے ۹۹۹۹ تک کی عقدہ کشائی ہے دس ہزار کے لیے دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر علیحدہ علیحدہ بشکل الف کھڑی کر لو یہ دس الف دس الف یعنی دس ہزار پر دلالت کریں گے۔

عقد انامل یعنی انگلیوں کے پوروں پر تسبیح کا پڑھنا افضل اور سنت ہے اور اگر آسانی اور یادداشت کے طور پر کھجور کی گٹھلی اور سنگریزے اور مروجہ تسبیح کے دانوں پر تسبیح پڑھی جائے تو درست بلکہ یہ بھی سنت ہے جیسا کہ پہلی حدیثوں سے معلوم ہوا اور حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گٹھلیوں اور کنکریوں پر تسبیح پڑھتے تھے طفاو کے ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ تثویت ابا هرير بالمدين فلم اری رجلا من اصحاب النبی ﷺ اشد تشهيرا ولا اقوم علی ضيف منه فبينما انا عنده يوما و هو علی سرير له معه كيس فيه حصى اونوى و اسفل منه جارى له سوداء و هو يسبح بها حتى اذا انفذ ما فی الكيس القاه اليها فجمعته فاعادت فی الكيس فرفعته اليه۔ (ابوداؤد جلد اول ص ۳۰۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

یعنی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں مہمان بن کر ٹھہرا وہ بہت ہی مہمان نواز اور خدمت گزار عابد و زاہد تھے وہ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں بھری ہوئی تھیں یا کھجور کی گٹھلیاں تھیں اور اس تخت کے نیچے ان کی خادمہ بیٹھی ہوئی تھی یہ کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح پڑھتے جاتے اور تخت کے نیچے ڈالتے جاتے اور وہ خادمہ ایک ایک کنکری یا گٹھلی کو چن چن کر جمع کرتی جاتی جب تھیلی کی سب گٹھلیاں یا کنکریاں ختم ہو جاتیں تو وہ خادمہ ان سب کو تھیلی میں بھر کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دے دیتی پھر وہ کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھنے لگتے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے ثابت ہوا کہ بلا ریا نمود کے کنکری یا گٹھلی پر تسبیح پڑھنا جائز ہے مروجہ زمانے میں مروجہ تسبیح کے دانوں کا بھی یہی حکم ہے۔

حدیث مذکور میں فرمایا گیا ہے کہ تم انگلیوں کے پوروں پر لا الہ الا اللہ و سبحان مالك القدوس اور سبح قدوس رب الملئك والروح وغیرہ کو پڑھا کرو کیونکہ ان انگلیوں سے قیامت کے روز پوچھا جائے گا' اور وہ جواب دیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اليوم نختم علی افواههم و تكلمنا ايدهم و تشهد ارجلهم بما كانو يكسبون﴾ (یٰس)

''ہم آج یعنی قیامت کے دن ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے ان کاموں کی جنہیں وہ کیا کرتے تھے۔''

اگر نیکیاں کرتے تھے تو نیکیوں کی گواہی دیں گے اور اگر برائیاں کرتے تھے تو برائیوں کی گواہی دیں گے حدیث اور آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

ذکر اللہ سے صغیرہ گناہ معاف ہونے کا بیان

۲۳۱۷۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِیْ کَلَامًا أَقُولُهُ، قَالَ: ((قُلْ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، اللهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، لاَحَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ)) فَقَالَ: فَهٰؤُلاَءِ لِرَبِّیْ، فَمَالِیْ؟

۲۳۱۷۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی دعا بتا دیجئے کہ میں پڑھا کروں آپ نے فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو: لا الہ الا الله وحده لا شريك له الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله رب العلمين ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم اس نے کہا یہ سب میرے رب کے لیے ہے تو میرے لیے کیا ہے آپ نے فرمایا تو اپنے لیے یہ کہو اللهم اغفرلی

۲۳۱۷۔ صحيح مسلم كتاب الذكر باب فضل التهليل التسبيح (۲۶۹۶[۶۸۴۸])

فَقَالَ:((قُلْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ)) شَكَّ الرَّاوِيْ فِيْ ((عَافِنِيْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وارحمنی واهدنی وارزقنی وعافنی یعنی اے اللہ! تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے روزی دے اور مجھے عافیت دے۔ (مسلم)

۲۳۱۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى شَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ، فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ، فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ، فَقَالَ:((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، تَسَاقَطُ ذُنُوبُ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيْبٌ

۲۳۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے درخت سے گذرے جس کے پتے خشک ہوگئی تھے تو آپ نے اس پر اپنی چھڑی ماری اس کے پتے گر پڑے آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ اور سبحان الله ولا اله الا الله اور الله اکبر بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ترمذی)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت کا بیان

۲۳۱۹۔ وَعَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ؛ فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ)) قَالَ مَكْحُوْلٌ: فَمَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا مَنْجَى مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ؛ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ، أَدْنَاهَا الْفَقْرُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، وَمَكْحُوْلٌ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

۲۳۱۹۔ حضرت مکحول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ مکحول راوی نے کہا کہ جو شخص لا حول ولا قوة الا باللہ ولا منجاً من الله الا اليه کہے تو اس سے ستر (۷۰) قسم کی تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا۔ ان میں سے ادنیٰ تکلیف محتاجی ہے۔ (ترمذی) ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے مکحول نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا ہے۔

۲۳۲۰۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ))

۲۳۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کے لیے دوا ہے جن میں سے معمولی بیماری رنج وغم ہے یعنی اس دعا کے پڑھنے سے ننانوے بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ (بیہقی)

۲۳۲۱۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ

۲۳۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو عرش کے نیچے جنت کے خزانے سے ہے اور وہ لا حول و لا قوة الا باللہ ہے جو کوئی بندہ اس کلمہ کو کہتا

۲۳۱۸۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۹۷ (۳۵۳۳)، مسند احمد (۳/ ۱۵۲)، ادب المفرد للبخاری (۶۳۴)

۲۳۱۹۔ صحیح سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فضل لا حول ولا قوة الا بالله (۳۶۰۱)، ابن حبان موارد (۲۳۳۸)

۲۳۲۰۔ ضعف الدعوات الکبیر للبیهقی (۱/ ۱۲۸)، بشر بن رافع الحارثی ضعیف اور محمد بن عجلان مدلس راوی ہیں۔

۲۳۲۱۔ صحیح الدعوات الکبیر (۱/ ۱۰۱) عمل الیوم واللیلة للنائی (۱۳) حاکم (۱/ ۲۱) ومسند احمد (۲/ ۲۹۸)

اللّٰـهُ تَـعَـالَـى: أَسْـلَـمَ عَبْدِىْ، وَاسْتَسْلَمَ))
رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِى الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۳۲۲۔ وَعَـنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّـهُ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰـهِ هِيَ صَلَاةُ الْخَلَائِقِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَلِمَةُ الشُّكْـرِ، وَلَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ، وَاللّٰـهُ أَكْبَرُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَ إِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرا فرمانبردار ہو گیا اور اس نے اپنے سب کام کو میرے حوالے کر دیا۔ (بیہقی)

۲۳۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سبحان اللہ کہنا مخلوق کے لیے عبادت ہے اور الحمد للّٰہ شکریہ کا کلمہ ہے اور لا الہ الا اللّٰہ اخلاص کا کلمہ ہے یعنی اس کے کہنے سے جہنم سے خلاصی ہو جاتی ہے اور اللہ اکبر کا ثواب بھر دیتا ہے اس چیز کو جو آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے اور جب بندہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرا مطیع وفرمانبردار ہو گیا اور سارا کام میرے حوالے کر دیا۔ (رزین)

❀❀❀❀

۲۳۲۲۔ مسند نا معلوم ہے۔

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

استغفار اور توبہ کا بیان

توضیح: ...... استغفار غفر سے ہے جس کے معنی چھپانے اور ڈھانپ دینے کے ہیں اسی سے غفار اور غافر بنا ہے جو اللہ کا وصفی نام ہے۔ یعنی گناہوں کو چھپانے والا اور معاف کرنے والا۔ استغفار کے معنی معافی چاہنے کے ہیں یعنی غلطیوں اور گناہوں سے معافی چاہنا۔ توبہ کے معنی پھرنے کے ہیں یعنی گناہوں سے باز رہنا۔ اسی توبہ سے تواب مشتق ہے جو اللہ کا وصفی نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ گنہگار انسانوں کے لیے توبہ اور استغفار بہت ضروری ہے توبہ کے آداب میں سے گناہوں سے شرمندہ ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر پختہ ارادہ کرنا اور بندوں کے حق کو ادا کرنا ضروری ہے حدیث میں ہے: اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ۔ (ابن حبان حاکم ترغیب) گناہ پر شرمندہ ہونا ہی توبہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں التوب یجمعها ستۃ اشیاء ...... الخ توبہ میں چھ چیزیں ہونی چاہیے۔:

(۱) گناہوں پر شرمندگی
(۲) اگر کوئی فرض چھوٹ گیا ہو تو اس کا ادا کرنا
(۳) مظلوم کا حق ادا کرنا
(۴) جس سے جھگڑا ہوا ہو اس سے معافی چاہنا اور
(۵) آئندہ کے لیے پختہ ارادہ کرنا کہ اب گناہ نہیں کروں گا
(۶) اللہ کی عبادت میں بدن کو کھپانا جیسے گناہوں سے اس کو موٹا کیا تھا عبادت کی تلخی نفس کو چکھانا جیسے گناہ کا مزہ چکھایا تھا۔

(انوار اللغات)

علامہ نووی رحمہ اللہ ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں ہر گناہ سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ گناہ ایسا ہے جس کا تعلق بندے اور اللہ کے درمیان ہے تو اس کی تین شرطیں ہیں۔ ایک گناہ سے باز آنا اور اس پر شرمندہ ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا، اور اگر کوئی گناہ ایسا ہے جس کا تعلق کسی انسان کے ساتھ ہے تو ان تینوں کے ساتھ ساتھ چوتھی شرط یہ بھی ہے کہ اس کے حق کو ادا کیا جائے یا اس سے معافی چاہی جائے۔

علامہ غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ توبہ تین چیزوں کا نام ہے جو کہ بہ ترتیب پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے اول علم ہے، دوسرا حال، تیسرا فعل اور اول دوسرے کا موجب ہے، اور دوسرا تیسرے کا۔ ہر ایک کو سمجھئے کہ علم سے یہ غرض ہے کہ اس بات کو جانئے کہ گناہوں کا ضرر بہت بڑا ہے اور یہی گناہ آدمی اور اس کے محبوب کے درمیان میں حجاب بن جاتا ہے۔ جب یہ بات یقین غالب سے اس کے دل پر جم جاتی ہے تو اس کے جاننے سے دل کو محبوب کے فوت ہو جانے کا رنج ہوتا ہے پس اگر محبوب کے نہ ملنے کا باعث کوئی اسی کا فعل ہوگا تو اس پر افسوس کرے گا اور اس افسوس کا نام ندامت ہے اور اسی کو دوسری چیز یعنی حال سمجھنا چاہیے پھر یہ رنج جب دل پر غالب ہوتا ہے تو اس سے ایک اور حالت دل میں پیدا ہوتی ہے جس کو ارادہ اور قصد کہتے ہیں اور یہ ارادہ ایسے فعل کا ہوتا ہے جس کا تعلق تینوں زمانوں سے ہوتا ہے زمانہ حال ملے تو اس طرح تعلق ہے کہ جو گناہ پیشتر کرتا تھا اس کو چھوڑ دے، اور زمانہ مستقبل

سے اس طرح کو جس گناہ سے محبوب نہ ملے اسے عمر بھر ترک کر دے اور زمانہ مستقبل سے اس طرح جس گناہ سے کہ اگر کوئی چیز قابل قضا اور تلافی کے فوت ہوئی ہو تو اس کا جبر نقصان کرے غرض ان سب باتوں کا منشاء اول علم ہوتا ہے۔یعنی ایمان و یقین۔ کیونکہ ایمان اس بات کے سچ جاننے کا نام ہے کہ گناہ زہر مہلک ہے اور یقین اس تصدیق مضبوطی کا نام ہے کہ دل پہ ایسی طرح غالب ہو کہ اس میں مجال شک نہ رہے۔

خلاصہ یہ کہ توبہ ان تین ترتیب وار چیزوں کا نام ہے جو ایک دوسرے سے بتدریج ہوتی ہیں:

(۱) اول علم (۲) دوم ندامت

(۳) سوم قصد ترک گناہ زمانہ حال و استقبال میں اور تلافی ایام ماضی ان سب کے مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں۔

قرآن اور حدیث میں توبہ کی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۳۱)

''اے ایمان والو! تم سب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور توبہ کر لو تاکہ تم نجات پالو''

اس آیت کریمہ میں سب مسلمانوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۝﴾ (تحریم: ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچا دے۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ان ایمانداروں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا' ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں ہمارا نور عطا کر اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

اس آیت کریمہ میں توبۃ النصوح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی سچی اور خالص توبہ کہ جس کے بعد کبھی گناہ کرنے کا ارادہ نہ کرے اور مرتے دم تک اسی حسن عمل پر قائم دائم رہے تو ایسے تائبین کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿اَلتَّآئِبُونَ الْعٰبِدُونَ الْحٰمِدُونَ السَّآئِحُونَ الرّٰكِعُونَ السّٰجِدُونَ الْاٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ۝﴾ (توبہ: ۱۱۲)

''(وہ ایسے ہیں جو) توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے' روزہ رکھنے والے' رکوع کرنے والے' سجدہ کرنے والے' نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے اور ایسے مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔''

اس آیت کریمہ میں توبہ کرنے والوں کے اوصاف حمیدہ کو بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان اوصاف کے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس حیات مستعار پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہر وقت موت کا کھٹکا لگا رہنا چاہیے۔ اس لیے توبہ و استغفار سے غفلت کرنا مناسب نہیں ہے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

﴿حٰمٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي

الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ o﴾ (المومن: ۱ تا ۳)

''اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے گناہ کا بخشنے والا توبہ کا قبول فرمانے والا سخت عذاب والا انعام وقوت والا جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔''

یعنی قرآن مجید کی جانب سے نازل شدہ ہے جو عزت وعلم والا ہے جس کی جناب ہر بے ادبی سے پاک ہے اور جس پر کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں ہے۔ گو وہ کتنے ہی پردوں میں ہو وہ گناہوں کی بخشش کرنے والا اور جو اس کی طرف جھکے اس کی طرف مائل ہونے والا اور جو اس سے بے پرواہی کرے اس کے سامنے سرکشی وتکبر کرلے اور دنیا کو پسند کر کے آخرت سے بے رغبت ہو جائے خدا کی فرمانبرداری کو چھوڑ دے اسے وہ سخت ترین عذاب اور بدترین سزائیں دینے والا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ o وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ o﴾

''میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا بھی ہوں اور میرے عذاب بھی بڑے دردناک عذاب ہیں۔''

اور بھی اس قسم کی آیتیں قرآن مجید میں بہت ساری ہیں جن میں رحم وکرم کے ساتھ عذاب وسزا کا بیان بھی ہے تا کہ بندہ خوف وامید کی حالت میں رہے وہ وسعت وغنی والا ہے۔ وہ بہت بہتری والا ہے بڑے احسانوں اور زبردست نعمتوں ورحمتوں والا ہے۔ بندوں پر اس کے انعام واحسان اس قدر ہیں کہ انہیں کوئی شمار نہیں کر سکتا چہ جائکہ ان کا شکر ادا کر سکے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک نعمت کا بھی پورا شکر کسی سے نہیں ہو سکتا اس جیسا کوئی نہیں اس کی ایک صفت بھی کسی میں نہیں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نہ اس کے سوا کوئی کسی کی پرورش کرنے والا ہے اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق جزا اور سزا دے گا اور بہت جلد حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص آ کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو آپ نے شروع سورت کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا: ''ناامید نہ ہو نیک عمل کیے جاؤ۔'' (ابن ابی حاکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شامی کبھی کبھی آیا کرتا تھا اور تھا ذرا ایسا ہی آدمی۔ ایک لمبی مدت تک وہ آیا ہی نہیں تو امیر المومنین نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ پینا بکثرت شروع کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب کو بلا کر کہا کہ لکھو! ''یہ خط ہے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف بعد از سلام علیک۔ تمہارے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو گناہوں کو بخشنے والا' توبہ قبول کرنے والا' سخت عذاب والا' بڑے احسان والا ہے۔ جس کے سوا کوئی نہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔۔۔۔'' یہ خط اس کی طرف بھجوا کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا اپنے بھائی کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو متوجہ کر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے ...... جب اس شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو اس نے اسے بار بار پڑھنا شروع کیا' اور یہ کہنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا بھی ہے اور اپنی رحمت کی امید دلا کر گناہوں کی بخشش کا وعدہ بھی کیا ہے۔ کئی کئی مرتبہ اسے پڑھ کر رو دیے اور پھر توبہ اور سچی توبہ کی۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسی طرح کیا کرو۔ جب تم دیکھو کہ کوئی مسلمان بھائی لغزش کھا گیا ہے تو اسے سیدھا کرو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے گردونواح میں تھا۔ میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی' اور اس سورۂ مومن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی ﴿الیہ المصیر﴾ تک ہی پہنچا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے ایک خچر پر سوار تھا جس پر یمنی

چادریں تھیں مجھ سے کہا جب ﴿غافر الذنب﴾ پڑھو تو کہو ﴿یا غافر الذنب الغفرلی﴾ اور جب ﴿قابل التوب﴾ پڑھو تو کہو ﴿یا قابل التوب اقبل توبتی﴾ اور جب ﴿شدید العقاب﴾ پڑھو تو کہو ﴿یا شدید العقاب لا تعاقبنی﴾ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا وہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا ہے جس پر یمنی چادریں تھیں' انہوں نے کہا نہیں۔ ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا اب لوگ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاس کا ذکر نہیں ہے (ابن کثیر) دعا و استغفار کی فضیلتیں نیچے لکھی جا رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

استغفار کی ترغیب کا بیان

۲۳۲۳۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَاللّٰهِ إِنِّی لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ أَتُوبُ إِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۲۳۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم مین دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفر اللہ واتوب الیہ کہتا ہوں یعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (بخاری)

توضیح: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے آپ دعا استغفار امت کی تعلیم اور رفع درجات کے لیے کرتے تھے نہ کہ گناہوں کی معافی کے لیے اور ستر مرتبہ کثرت کے لیے بولا جاتا ہے یعنی دن میں بہت دفعہ میں استغفار کرتا ہوں۔

۲۳۲۴۔ وَعَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّهُ لَیُغَانُ عَلَى قَلْبِی، وَإِنِّی لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۲۴۔ اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باوجودیکہ میں دن میں سو دفعہ استغفر اللہ کہتا ہوں پھر بھی میرے دل پر پردہ کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... یغان لفظ غین سے مشتق ہے جس کے معنی پردہ پڑنے کے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل پر پردہ اور غبار پڑ جاتا ہے جیسے صاف شفاف آئینہ پر غبار آ جاتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے توبہ و استغفار کرتا ہوں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں یہ فرماتے ہیں کہ آپ کی شان یہ تھی کہ ہر وقت خدا کی یاد اور خوف میں لگے رہتے تھے اور اس میں کبھی غفلت ہو جاتی تو آپ اس کو گناہ سمجھتے اور اس سے استغفار کرتے اور بعضوں نے کہا کہ آپ امت کی فکر میں مصروف ہو جاتے یا جہاد کی فکر اور سامان میں یا دشمن کے ملانے کی تدبیروں میں مشغول رہتے اگرچہ یہ بھی بڑی عبادتیں ہیں مگر آپ کے بلند شان کے لائق نہیں اس کی معافی کے لیے آپ استغفار کرتے اسی واسطے کہا گیا ہے حسنات الابرار سیات المقربین اور بعضوں نے کہا ہے اس پردہ سے سکینہ مراد ہے اور استغفار اظہار عبودیت کے لیے ہے محاسبی نے کہا انبیاء اور ملائکہ کا خوف عظمت الٰہی سے ہے اگرچہ وہ عذاب سے بے خوف ہیں (انتہائی مختصرا) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ ان متشابہات میں سے ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ھو غین انوار لا غین اغیار۔ (مرقاۃ میں بہت بسط و تفصیل سے ہے)

۲۳۲۳۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۶۳۰۷)

۲۳۲۴۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب الاستغفار (۲۷۰۲[۶۸۵۸])

۲۳۲۵۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا إِلَى اللهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۲۵۔ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم خدا سے توبہ کرو میں دن بھر میں خدا سے سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

استغفار کی برکت اور رحمت الٰہی کی وسعت کا بیان

۲۳۲۶۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: ((يَا عِبَادِيْ إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِيْ، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ؛ فَاسْتَهْدُونِيْ أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ؛ فَاسْتَطْعِمُونِيْ أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ؛ فَاسْتَكْسُونِيْ أُكْسِكُمْ يَا عِبَادِيْ! إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَ أَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ، وَ آخِرَكُمْ، وَ إِنْسَكُمْ، وَ جِنَّكُمْ كَانُوْا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ؛ مَازَادَ ذَلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ، وَ إِنْسَكُمْ، وَ جِنَّكُمْ، كَانُوْا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ؛ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ، وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُوْنِيْ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ؛ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ! إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيْكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَ مَنْ وَجَدَ

۲۳۲۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تمہارے درمیان میں بھی ظلم کو حرام کیا ہے' لہٰذا تم آپس میں ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر جس کو میں ہدایت دوں لہٰذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا کھلاؤں لہٰذا تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھانا کھلاؤں گا (یعنی تم سب کے سب محتاج ہو مگر جس کو میں غنی کر دوں تو تم مجھ سے فراخی اور کشادگی طلب کرو) اور اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو مگر میں جس کو کپڑا پہناؤں لہٰذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہنا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب رات دن میں گناہ کرتے رہتے ہو اور میں سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں لہٰذا تم مجھ سے معافی چاہو میں معاف کر دوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو تم ہرگز مجھ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو اور اگر تم مجھ کو نفع پہنچانا چاہو تو مجھے نفع بھی نہیں پہنچا سکتے۔ یعنی اگر گناہ کر کے مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو نہیں پہنچا سکتے اور اگر نیکی کر کے فائدہ پہنچانا چاہو تو مجھے فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے ہو۔ یعنی تمہارے گناہ سے نہ میرا نقصان ہے اور نہ تمہاری نیکی سے مجھ کو فائدہ ہے بلکہ تمہارا ہی نفع اور نقصان ہے اگر گناہ کرو گے تو تمہارا نقصان ہے اور اگر نیکی کرو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور جن سب مل کر ایک پرہیز گار دل کی طرح ہو جائیں تو تمہاری پرہیز گاری میرے ملک میں زیادتی نہیں کر سکتی یعنی اگر تم سب کے سب متقی پرہیز گار ہو کر محمد رسول اللہ کی طرح ہو جاؤ تو اس

۲۳۲۵۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب الاستغفار (۲۷۰۲[۶۸۵۹])

۲۳۲۶۔ صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم (۲۵۷۷[۶۵۷۲])

غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ
سے ہمارے ملک میں زیادتی نہیں ہو گی جیسے میں پہلے کامل اور اکمل اور مالک الملک تھا تمہارے نیک ہو جانے کے بعد بھی ویسا ہی رہوں گا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور جن سب کے سب بدترین انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو تم سب کی برائی میرے ملک میں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اگر تم سب کے سب فاسق فاجر ہو کر شیطان کی طرح ہو جاؤ تو تمہارا گناہ میرے اس ملک میں کچھ کمی نہیں کر سکتا جیسے پہلے کامل اور اکمل اور شہنشاہ تھا اب بھی ویسے ہی رہوں گا اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور جن سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں تو میں ہر انسان کو اس کے مانگنے کے مطابق دے دوں تو میرا یہ دینا میرے پاس کی چیز میں اتنا بھی کم نہیں کر سکتا جتنا کہ ایک سوئی دریا میں ڈبو کر پھر اس کو نکال لیا جائے یعنی جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لی جائے تو سمندر کے پانی میں سے کچھ کم نہیں ہو گا اسی طرح سے اگر سب کا سوال پورا کر دوں تو میرے خزانے میں کچھ بھی کمی نہیں ہو گی۔ اے میرے بندو! میں تمہارے عملوں کی نگرانی کرتا ہوں اور ان کی دیکھ بھال کرتا اور لکھتا رہتا ہوں تا کہ ان اعمال کا پورا پورا بدلہ دوں تو جو بھلائی پائے تو اسے خدا کی تعریف کرنی چاہیے اور جو بھلائی کے علاوہ اور کچھ پائے تو اپنے نفس کو ملامت کرے اور اپنے نفس کو برا بھلا کہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... قرآن میں آیۃ الکرسی اور احادیث میں یہ حدیث خداوند عالی جاہ بے پرواہ کی عظمت اور دبدبے کے بیان میں بے مثل ہے اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خدا کی بادشاہی بندوں کی سی بادشاہی نہیں بلکہ خداوند کریم محض بے پرواہ ہے اور اس کو کسی سے رتی برابر بھی ڈر اور خوف نہیں ہے خواہ کوئی کیسا ہی مقبول بندہ ہو اور کیسا ہی عزت اور درجہ والا ہو مگر اس کی درگاہ میں سوا گڑگڑانے کے اور عاجزی کرنے کے کچھ نہیں کر سکتا سب بندے اس کے غلام ہیں اور وہ شہنشاہ بے پروا ہے دنیا میں بھی وہی کھلاتا پلاتا ہے اور آخرت میں بھی وہی چاہے تو بیڑا پار ہو اس کے سوا نہ کوئی مالک ہے اور نہ کوئی مددگار اس کی سلطنت اور بے پرواہی اس درجہ پر ہے کہ اگر تمام جہان پیغمبروں کی طرح متقی ہو جائے تو اس کی حکومت کی کچھ رونق نہ بڑھے گی اور جو تمام جہان فرعون اور ہامان کی طرح بدکار ہو جائے تو اس کی سلطنت میں کچھ نقصان نہیں ہو گا یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ اچھے بندے خدا کی درگاہ میں سفارش کریں گے مراد اس کی سفارش سے وہی سفارش ہے جو غلام بادشاہ کی مرضی پا کر اس کی اجازت اور حکم سے کسی گنہگار کی سفارش کرتا ہے نہ وہ سفارش جو دنیا کے بادشاہوں کے پاس زور ڈال کر کی جاتی ہے یا جس میں بادشاہ کو لحاظ ہوتا ہے اگر میں یہ سفارش قبول نہ کروں گا تو میرے کاموں میں خلل آ جائے گا معاذ اللہ خداوند تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلتا اس کے حکم میں کسی کی مجال نہیں ہے کہ چون و چرا کرے کسی کی مخالفت یا خفگی کی اس کی رتی برابر اس کی سلطنت میں فتور نہیں کر سکتے وہ ایک دم میں ان سب کو فنا کر کے خاک میں ملا دے سکتا ہے۔

ننانوے افراد کے قاتل کی بخشش کا واقعہ

٢٣٢٧۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتٰى رَاهِبًا، فَسَأَلَهُ، قَالَ: أَلَهُ تَوْبَةٌ؟ قَالَ: لَا فَقَتَلَهُ، وَ جَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ:

٢٣٢٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو مار ڈالا تھا پھر وہ مسئلہ پوچھنے کے لیے باہر نکلا تو ایک درویش کے پاس پہنچا تو اس سے پوچھا کہ ایسے شخص کے لیے توبہ ہے کہ نہیں اس درویش نے جواب دیا کہ نہیں تو اس نے اس درویش کو بھی مار ڈالا اور سو قتل پورے کر

٢٣٢٧۔ صحيح بخارى كتاب الانبياء باب ٥٤ (٣٤٧٠)، مسلم كتاب التوبة باب قبول توبة القاتل (٢٧٦٦[٧٠٠٩])

ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَ كَذَا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، قَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

لیے لیکن پھر بھی وہ توبہ کی قبولیت کے لیے دوسرے کے پاس پہنچا اور اس سے بھی یہی سوال کیا یعنی اس نے سو خون کیا ہے اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں اس دوسرے نے جواب دیا کہ ہاں قبول ہو سکتی ہے۔ تم توبہ کر کے فلاں فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کے لوگ اچھے ہیں تم وہیں رہو اور خدا کی عبادت کرتے رہو۔ چنانچہ وہ چلا۔ چلتے چلتے راستے ہی میں مرنے لگا۔ یعنی مرنے کے آثار اس پر آ گئے تو وہ سینے کے بل چلنے لگا یعنی جب پاؤں سے چلنے کی ہمت نہیں رہی تو زمین پر لیٹ گیا اور سینے سے سرسرک کر اس آبادی کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن ابھی اس آبادی اور بستی میں نہیں پہنچا کہ موت کے فرشتے آ پہنچے یعنی جو مومن کی جان نکالنے والے رحمت کے فرشتے تھے وہ بھی آ گئے اور جو گنہگار کی جان نکالتے تھے وہ بھی آ گئے ان دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ رحمت کے فرشتے اس کی جان نکالنا چاہتے تھے اس لیے کہ وہ توبہ کر کے آیا تھا اور عذاب کے فرشتے اس کی جان نکالنا چاہتے تھے اس لیے کہ وہ سو خون کر کے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا جدھر توبہ کر کے جا رہا تھا کہ اس کے قریب ہو جائے اور اس بستی کو جہاں سے آ رہا تھا حکم دیا کہ دور ہو جائے تو ان فرشتوں سے کہا کہ تم دونوں ان دونوں بستیوں کو ناپو کہ مرنے والے کی طرف کون سی بستی زیادہ قریب ہے اگر نیک لوگوں کی بستی قریب ہے تو نیک لوگوں میں شمار ہوگا اور اگر برے لوگوں کی بستی سے قریب ہے تو ان لوگوں میں شمار ہوگا۔ چنانچہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ جدھر وہ جا رہا تھا وہ بستی ایک بالشت اس سے زیادہ قریب تھی تو رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی اور اس کی بخشش کر دی گئی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ عمداً خون کرنے والے کی توبہ مقبول ہے البتہ حضرت ابن عباس اور دیگر اسلاف سے جو یہ مروی ہے کہ قاتل نفس کی توبہ قبول نہیں تو یہ جھڑکی کے طور پر فرمایا ہے اور قرآن مجید میں ﴿فجزاؤه جهنم خالدا فيها﴾ ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ قتل عمد کی یہی سزا ہے اگر اللہ چاہے سزا دے یا معاف کر دے اور بعض نے کہا کہ اگر کوئی مومن کو حلال سمجھ کر مارے تو وہ کافر ہو جاتا ہے یا خالدا سے دیر تک رہنا مراد ہے۔

معاف کرنا اللہ کا محبوب عمل ہے

٢٣٢٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَ لَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٣٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جائے گا۔ یعنی فنا کر دے گا اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کرے اور اللہ سے معافی چاہے اور اللہ اس کو معاف کر دے۔ (مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان ضرور گناہ کرے گا اور اللہ ضرور معاف کر دے گا بفرض محال اگر کوئی گناہ نہ کرے تو ایسی گنہگار قوم کو لے آئے گا جو گناہ کر کے خدا سے معافی چاہے گی کیونکہ اللہ کی بہت بڑی وسعت رحمت ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

٢٣٢٨۔ صحيح مسلم كتاب التوبة باب سقوط الذنوب (٢٧٤٩[٢٩٦٥])

توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے؟

۲۳۲۹۔ وَعَنْ أَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۲۹۔ حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کو اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے تا کہ دن کا گناہ کرنے والا اللہ سے توبہ کرے اور خدا اسے معاف کر دے اور روزانہ دن کو بھی اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلائے رہتا ہے تا کہ رات کو گناہ کرنے والا اللہ سے توبہ کرے اور اللہ اسے معاف کردے یہاں تک کہ آفتاب مغرب کے طرف سے نکلے۔ (مسلم)

توضیح:...... یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا رہے گا ہاتھ پھیلانا اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے جیسے اور صفات الٰہی کیفیت اس کے ہاتھ پھیلانے کی غیر معلوم ہے جیسے اس کی ذات کی کیفیت مجہول ہے۔

اعترافِ گناہ توبہ کی اوّلین سیڑھی ہے

۲۳۳۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ؛ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

۲۳۳۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا؛ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنے سے پہلے توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ (مسلم)

انسان کی توبہ سے پروردگار کا خوش ہونا

۲۳۳۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحاً بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِيْنَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ، كَانَ رَاحِلَتُهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ، وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِيْ وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۳۲۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوشی ہے اپنے بندے کی توبہ سے جبکہ وہ توبہ کرتا ہے تم میں سے اس شخص سے جو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے بنجر اور بے آب و دانہ جنگل میں جا رہا ہو پھر وہ اونٹ اس سے چھوٹ جائے اور نکل بھاگے اور اسی اونٹ پر اس کا کھانا اور پانی ہو اور وہ اونٹ کو تلاش کرتے کرتے تھک کر مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے میں آ کر لیٹ رہے وہ اسی حالت میں ہو کہ اس کا اونٹ کود بکود اس کے سامنے آ کھڑا ہو اور وہ اس کی نکیل تھام لے پھر وہ خوشی سے غلطی سے یوں کہنے لگے کہ اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں ایسی غلطی کر

۲۳۲۹۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب قبول التوبة (۲۷۵۹[۶۹۸۹])

۲۳۳۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک (۴۱۴۱)، مسل کتاب التوبة فی حدیث الافک (۲۷۷۰[۷۰۲۰])

۲۳۳۱۔ صحیح مسلم الذکر باب استحباب الاستغفار (۲۷۰۳[۶۸۶۱])

۲۳۳۲۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی الحض علی التوبة (۲۷۴۷[۶۹۶۰])

جائے حالانکہ یوں کہنا چاہیے تھا کہ اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں تو اس کو اونٹ کے ملنے سے جتنی زیادہ خوشی ہوئی اس سے کہیں زیادہ اللہ کو خوشی ہوتی ہے جب بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے۔ (مسلم)

٢٣٣٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدًا أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا آخَرَ فَاغْفِرْلِيْ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ، فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٣٣٣۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو وہ افسوس کے لحظہ میں کہتا ہے۔ اے میرے رب میں نے گناہ کر لیا تو معاف کر دے تو اس کا پروردگار فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے پکڑ بھی کرتا ہے تو میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا پھر وہ بندہ گناہ کرنے سے ایک مدت تک ٹھہرا رہا جب تک کہ اللہ نے چاہا گناہ نہیں کیا۔ پھر اس نے گناہ کا ارتکاب کر لیا۔ تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب میں نے گناہ کر لیا ہے تو معاف کر دے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جب چاہتا ہے گناہ کو معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے۔ لہٰذا اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر ایک عرصہ تک ٹھہرا رہا جب تک کہ خدا نے چاہا یعنی گناہ سے باز رہا پھر وہ گناہ کر بیٹھا تو افسوس کے طور پر کہتا ہے اے میرے رب! میں نے گناہ کر لیا تو مجھے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے کہ جب چاہتا ہے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے۔ اے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا جو اس کا جی چاہے کرے یعنی جب تک استغفار کرتا رہے گا میں معاف کرتا رہوں گا۔ (بخاری' مسلم)

توضیح:...... علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں بیان فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص سو بار یا ہزار بار گناہ کرے اور ہر گناہ کے بعد توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور گناہ معاف کر دے گا اور اگر سو گناہ کر کے آخر میں ایک توبہ کرے تب بھی درست ہے اور یہ جو فرمایا کہ اب جو چاہے تو کر اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا رہے گا میں بخشتا رہوں گا۔

کسی کو کہنا کہ اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا اس کلمہ کی وعید کا بیان

٢٣٣٤ - وَعَنْ جُنْدُبٍ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ: ((أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَ اللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنِّيْ لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَإِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ

٢٣٣٤۔ حضرت جندب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے پہلے زمانے میں کہا کہ خدا کی قسم فلاں شخص کو خدا معاف نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں

٢٣٣٣۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ (٧٥٠٧)، مسلم کتاب التوبۃ باب قبول التوبۃ (٧٢٥٨[٦٩٨٦])

٢٣٣٤۔ صحیح مسلم کتاب البر ماب النھی عن تقفیظ الانسان (٢٦٢١[٦٦٨١])

وَ أَحْبَطْتُ عَمَلَكِ)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ نے فلاں کو بخش دیا اور قسم کھانے والے کے عمل کو ضائع کر دیا۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی پہلے زمانے میں کوئی گناہ کرتا تھا تو کسی نے اس سے کہا کہ خدا تجھ کو نہیں معاف کرے گا یہ بات تکبر کے طور پر اس سے کہی اور اپنے کو بڑا سمجھا اور گھمنڈ کیا تو اس کے تکبر کی وجہ سے خدا نے اس کے عمل کو ضائع کر دیا اور گناہ کرنے والے کو توبہ کی توفیق دی کہ مرنے سے پہلے اس نے توبہ کی تو خدا نے اس کو بخش دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت سے کسی کو مایوس نہیں کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ جس کو چاہے بلا توبہ کے بخش دے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکیوں پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ تواضع اور خاکساری کو بہت پسند کرتا ہے اور تکبر اور غرور سے بہت ناراض ہے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ وہ گناہ مبارک ہے جس کے بعد عذر ہو اور وہ عبادت منحوس ہے جس سے غرور پیدا ہو۔

سیّد الاستغفار کا بیان

٢٣٣٥۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سَيِّدُ الإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَ أَبُوءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) قَالَ: ((وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٣٣٥۔ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استغفار کا سردار یہ ہے کہ تم یوں کہو کہ ((اللّٰھم انت ربی لا الہ الا انت خلقنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك ما استطعت اعوذبك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت)) یعنی اے اللہ تو ہی میرا رب ہے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا غلام ہوں اور میں تیرے وعدہ اور اقرار پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے اور اپنے کیے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا معترف ہوں تو مجھے بخش دے بے شک گناہوں کو بخشنے والا تو ہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس دعا کو یقین رکھ کر دن کو پڑھے اگر خدانخواستہ شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنت والوں میں سے ہو گا اور جو اس دعا کو رات کے وقت اس پر یقین رکھ کر پڑھے اگر خدانخواستہ صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنت والوں میں سے ہو گا۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

بخشنے سے اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی

٢٣٣٦۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ

٢٣٣٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا مانگتا رہے یعنی مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا رہے اور میری رحمتوں کی امید رکھے تو

٢٣٣٥۔ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب فضل الاستغفار (٦٣٠٦)

٢٣٣٦۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب فضل التوبة (٣٥٤٠)

فِيكَ وَ لاَ أُبَالِيْ ، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عِنَانَ السَّمَاءِ ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ ، غَفَرْتُ لَكَ وَ لاَأُبَالِيْ ، يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقِرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ، ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لاَ تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا ، لأَتَيْتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

میں تیرے گناہوں کو معاف کرتا رہوں گا خواہ تم نے کوئی گناہ کیا ہو اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے یعنی میرا تجھ کو بخش دینا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں یعنی زمین سے آسمان تک تیرے گناہ بھرے ہوئے ہوں پھر تو مجھ سے معافی و بخشش چاہے تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا اور اے آدم کے بیٹے اگر تو زمین بھر کے گناہ کر کے مجھ سے ملے یعنی زمین بھر کے گناہ کر کے مرا پھر مجھ سے ملا اس حال میں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو میں زمین بھر کی بخشش لے کر تجھ سے ملوں گا۔ (ترمذی' احمد' دارمی) یعنی میری بخشش بہت عام ہے اور میں غفار رحمٰن رحیم ہوں شرک کے سوا سب گناہوں کو معاف کرسکتا ہوں۔

۲۳۳۷۔ وَ رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَ الدَّارِمِيُّ ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۳۳۷۔ اس روایت کو احمد اور دارمی نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

۲۳۳۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، قَالَ:((قَالَ اللهُ تَعَالَى: مَنْ عَلِمَ أَنِّيْ ذُو قُدْرَةٍ عَلَى مَغْفِرَةِ الذُّنُوبِ غَفَرْتُ لَهُ وَ لاَ أُبَالِيْ ، مَالَمْ يُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا)). رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۳۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص یہ جانتا ہے کہ میں گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں تو میں اس کے گناہ کو بخش دوں گا اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا جب تک اس نے میرے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (اس حدیث کو شرح سنہ میں روایت کیا ہے)

۲۳۳۹۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ لَزِمَ الإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا ، وَ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا ، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لاَيَحْتَسِبُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَ أَبُو دَاوُدَ ، وَابْنُ مَاجَه

۲۳۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے استغفار کو لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی کو دور کر دے گا۔ اور ہر غم سے نجات دے گا اور ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا جہاں سے اس کو وہم اور گمان بھی نہ ہو۔ (احمد ابوداؤد وابن ماجہ)

توضیح: ......استغفار کی بڑی فضیلت ہے اللہ اس کے ذریعے سے مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا ہے اور ہر رنج وغم سے چھٹکارا دے دیتا ہے اور بے حساب روزی عطا فرماتا ہے قرآن مجید میں بھی اس نے فرمایا ہے کہ ﴿ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب﴾ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے چھٹکارے کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ اس کے لیے کافی ہو گیا۔

۲۳۳۷۔ حسن ، مسند احمد (۵/ ۱۶۷) ، الدارمی کتاب الرقاق باب اذا تقرب العبدالی اللہ (۲/ ۳۲۲ ح ۲۷۹۱)

۲۳۳۸۔ اسنادہ ضعیف ، شرح السنة للبغوی (۱۴/ ۳۸۸ ح ۱۳۹۱) ابراہیم بن حکم بن ابان ضعیف ہے اور دوسری سند میں حفص بن عمر "واہ" ہے۔

۲۳۳۹۔ اسنادہ ضعیف ، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستغفار (۱۵۱۸) ، ابن ماجہ کتاب الادب باب الاستغفار (۳۸۱۹) مسند احمد (۱/ ۲۴۸) ، حکم بن مصعب مجہول راوی ہے۔

۲۳۴۰۔ وَعَنْ أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:((مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَ إِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ

۲۳۴۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر گناہ کے بعد استغفار کیا تو اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا یعنی جو ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے تو اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ اس نے دن میں ستر مرتبہ گناہ کیا۔ (ترمذی ابوداؤد)

توضیح:...... اللہ تعالیٰ کو استغفار بہت پسند ہے جو گناہ کر کے استغفار کرتا جائے تو گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا جیسا کہ فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب له جس نے گناہ سے توبہ کرلیا گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا۔

۲۳۴۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ ابْنُ مَاجَه، وَ الدَّارِمِیُّ

۲۳۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان خطا کار ہے یعنی گنہگار ہے اور سب سے زیادہ اچھے گنہگار وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

استغفار نہ کرنے کا انجام

۲۳۴۲۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةٌ سَوْدَاءَ فِیْ قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَ اسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَ إِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَهُ، فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَاکَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ التِّرْمِذِیُّ، وَ ابْنُ مَاجَه وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

۲۳۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ توبہ استغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کیا اور توبہ نہیں کیا تو اس کے دل میں زیادہ سیاہ نکتے پیدا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتے ہیں۔ یہی وہ زنگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے: کلا بل ران علی قلوبهم ما کانا یکسبون ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے اس گناہ کی وجہ سے جو کرتے ہیں۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

توبہ کب تک قبول نہیں ہوتی ہے

۲۳۴۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۳۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳۴۰۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستغفار (۱۵۱٤)، الترمذی کتاب الدعوات باب ۱۰۶ (۳۵۵۹)، مولی ابی بکر مجہول راوی ہے۔ تنبیہ: اس روایت کا ایک شاہد الدعا للطبرانی (۱۷۹۷) میں جس درجے کا ہے۔ واللہ اعلم

۲۳٤۱۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب٤۹ (۲٤۹۹)، ابن ماجه کتاب الزهد باب ازکر التوبة (٤۲۵۱) قتادہ مدلس ہیں اور علی بن سعد "لین الحدی" راوی ہے۔

۲۳٤۲۔ اسناده حسن مسند احمد (۲/ ۲۹۷)، سنن الترمذی کتاب تفسیر لقرآن باب ومن سورة ویل للمطففین (۳۳۳٤)، ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر الزنوب (٤۲٤٤)، ابن حبان (۱۷۷۱)

۲۳٤۳۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبة (۳۵۳۷)، ابن ماجه کتاب الزهر باب ذکر التوبة (٤۲۵۳)، ابن حبان (۲٤٤۹ و حاکم ٤/ ۲۵۷)

اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جب تک کہ وہ غرغرہ نہیں کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

توضیح: ......یعنی اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا رہتا ہے جب تک کہ جان حلق میں آ کر غرغرہ نہ کرے جب جان حلق میں آ گئی تو پھر توبہ سے کوئی فائدہ نہیں۔

٢٣٤٤۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ! لَا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: وَعِزَّتِي وَ جَلَالِي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي، لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۳۴۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ خدا کی عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اپنی زندگی اور عزت کی قسم اور اپنے بلند مرتبے کی قسم جب تک بندے مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے میں برابر ان کو بخشتا رہوں گا۔ (احمد)

٢٣٤٥۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا، عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ، لَا يُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ، وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۳۴۵۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب توبہ کا دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر سو برس مسافت کا ہے یہ دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا اور اس وقت تک بند نہیں ہو سکتا جب تک کہ آفتاب مغرب سے نہ نکلے یعنی قیامت تک توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے یعنی ”جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو کسی جان کو اس کا ایمان لانا اس وقت تک مفید نہ ہو گا کہ وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔“ (ترمذی، ابن ماجہ)

٢٣٤٦۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَ لَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ

۲۳۴۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت نہیں بند ہو سکتی یہاں تک کہ توبہ بند ہو جائے اور توبہ نہیں بند ہو سکتا یہاں تک آفتاب مغرب سے نکل آئے۔ (احمد، ابو داؤد، دارمی) یعنی ہجرت قیامت تک باقی رہے گی، اور توبہ بھی قیامت تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب مغرب سے نہ نکل آئے۔

٢٣٤٤۔ حسن، مسند احمد (٣/ ٢٩)، شرح السنة (٥/ ٧٦، ٧٧ ح ١٢٩٣) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٢٣٤٥۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات بابفی فضل التوبة (٣٥٣٦)، ابن ماجه کتاب الفتن باب طلوع الشمس من مغربها (٤٠٧٠)

٢٣٤٦۔ حسن، سنن ابی داوٗد سنن ابی داوٗد کتاب الجهاد باب فی الهجرة (٢٤٧٩)، احمد (٤/ ٩٩) دارمی کتاب السیر باب ان الهجرة لا تنقطع (٢/ ٣١٢ ح ٢٥١٣)

کسی کو کہنا کہ اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا اس کلمہ کی وعید کا بیان

۲۳۴۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَحَابَيْنِ، أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ، وَالآخَرُ يَقُوْلُ: مُذْنِبٌ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: أَقْصِرْ عَمَّا أَنْتَ فِيهِ فَيَقُوْلُ: خَلِّنِي وَرَبِّي حَتَّى وَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَهُ فَقَالَ: أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي، أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَبَدًا، وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ، فَبَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِمَا مَلَكًا، فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا، فَاجْتَمَعَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: أُدْخُلِ الْجَنَّةَ، بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلآخَرِ: أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَحْظُرَ عَلَى عَبْدِي رَحْمَتِي؟ فَقَالَ: لَا يَا رَبِّ! قَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۳۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو دوست تھے جن کی آپس میں بڑی دوستی تھی ایک دوست بے انتہا عبادت کرتا تھا اور عبادت میں بڑی کوشش کرتا تھا اور دوسرا گناہ کرتا تھا' تو نیک متقی پرہیزگار دوست اپنے گنہگار دوست کو گناہوں سے روکتا اور کہتا کہ اے دوست! تم اس گناہ کو چھوڑ دو اور اس سے باز آ جاؤ۔ تو گنہگار دوست اپنے نیک دوست کو جواب دیتا کہ مجھے اور میرے رب کو چھوڑ و' یعنی تم اس معاملے میں مت دخل دو میں جانوں اور میرا رب جانے۔ ایک دن عابد دوست نے گنہگار دوست کو ایک بڑے گناہ پر پایا یعنی اس نے ایک بڑا گناہ کرتے ہوئے دیکھا اس عابد نے اس سے کہا کہ اس گناہ سے باز آ جاؤ۔ دوست نے کہا مجھے اور میرے رب کو چھوڑ دو کیا تم میرے اوپر نگہبان بنا کر بھیجے گئے ہو' تو اس عابد نے یہ سن کر کہا خدا کی قسم! اللہ تجھ کو کبھی نہیں بخشے گا اور نہ جنت میں تجھ کو داخل کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس موت کے فرشتے کو بھیجا جس نے ان دونوں کی روح قبض کر لی۔ یہ دونوں خدا کے پاس حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے گنہگار سے کہا تم میرے رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ میرے بندے کو میرے رحمت سے روک دے۔ اس نے کہا خدایا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم اس عابد کو جہنم کی طرف لے جاؤ۔ (احمد)

توضیح: ...... یا تو اس عابد نے غرور یا تکبر کیا جس کی وجہ سے اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں داخل ہونے کا مستحق ہو گیا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جو عبادت غرور اور گھمنڈ کے باعث ہو وہ نا مبارک ہے اور جو گناہ توبہ کے ساتھ ہو جہاں غرور گھمنڈ نہ ہو وہ مبارک ہے یا یہ کہ اس عابد کو تھوڑی دیر کے لیے بطور تہدید کے جہنم کی طرف بھیج دیا پھر اس کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے جنت میں داخل کر لیا جیسے آئندہ رحمت کے باب میں معلوم ہو گا۔

۲۳۴۸۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ ؓ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾

۲۳۴۸۔ حضرت اسماء بنت یزید ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے میں نے سنا ''اے میرے وہ بندو جنہوں نے گناہ کر کے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔''

۲۳۴۷۔ اسناده حسن سنن ابی داوٗد (۴۹۰۱)، احمد (۲/ ۳۲۳، ۳۶۲)

۲۳۴۸۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الزمر (۳۲۳۷)، احمد (۶/ ۴۵۹ ح شرح السنة (۱۴/ ۳۸۴)، شہر بن حوشب حسن الحدیث راوی ہے۔ کما تقدم

((ولَا يُبَالِيْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) يَقُوْلُ: بَدَلَ: يَقْرَأُ

توضیح: ......یعنی توبہ کے ساتھ ہر گناہ کو معاف فرما دیتا ہے اور لفظ و لا یبالی یا تو آیت میں داخل ہے جو منسوخ التلاوت ہو چکی ہے یا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

الا اللّٰهم کی تفسیر کا بیان

۲۳۴۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: (إِلَّا اللَّمَمَ)، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ تَغْفِرُ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَيُّ عَبْدٍ لَكَ لَا اَلَمَّا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

۲۳۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول الا اللّٰمم کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یعنی اے اللہ جب کہ تو بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے تو چھوٹے گناہوں کی کیا حقیق ہے۔ اس کو تو تو بدرجہ اولیٰ معاف فرمائے گا اور تیرا کون سا بندہ ہے جس نے چھوٹے سے گناہ کیے ہوں۔" (ترمذی)

توضیح: ...... الا اللمم کا لفظ سورہ نجم کی اس آیت کریمہ میں ہے۔

﴿وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾

"نیک کاروں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے گا۔ ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور ان بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے بیشک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔"

یعنی اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بڑے بڑے گناہوں سے بچا جائے تو چھوٹے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا چونکہ چھوٹے گناہوں سے بچنا بڑا مشکل کام ہے حتی کہ نبیوں اور رسولوں سے بھی کچھ لغزشیں ہوگئی ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ای عبدلك لا الما)) یہ شعر امیہ بن ابی صلت کا ہے جو جاہلیت کے شاعروں میں سے ایک مشہور شاعر ہے اس نے نبی ﷺ کے زمانے کو پایا مگر اسلام نہ لایا اس کے اشعار موحدانہ اور حکمت آمیز ہیں نبی ﷺ اس کے اشعار کو بہت پسند کرتے تھے اور کبھی کبھی بطور استشہاد کے پڑھ بھی لیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام لانے کے قریب تھا مگر اسلام نہیں لایا۔

رحمت الٰہی کی وسعت کا بیان

۲۳۵۰۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ؛ فَاسْأَلُوْنِيْ الْهُدٰى أَهْدِكُمْ

۲۳۵۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر میں نے جس کو ہدایت دے دی پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت

۲۳۴۹۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمزی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ النجم (۳۲۸۴)، حاکم (۲/ ۴۶۹، ۴۷۰)

۲۳۵۰۔ حسن سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ۴۸ (۲۴۹۵)، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر التوبۃ (۴۲۷۵)، مسند احمد (۵/ ۱۵۴)

وَ كُلُّكُمْ فُقَرَاءُ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ؛ فَاسْأَلُونِي أَرْزُقْكُمْ وَ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ؛ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي غَفَرْتُ لَهُ وَ لَا أُبَالِي وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ، وَ حَيَّكُمْ ، وَ مَيِّتَكُمْ ، وَ رَطْبَكُمْ ، وَ يَابِسَكُمْ اجْتَمِعُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ ، مَازَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَ مَيِّتَكُمْ ، وَرَطْبَكُمْ ، وَ يَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَشْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ؛ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ ، وَ آخِرَكُمْ ، وَ حَيَّكُمْ وَ مَيِّتَكُمْ ، وَ رَطْبَكُمْ ، وَ يَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ؛ فَسَأَلَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ ، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْكُمْ؛ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهِ إِبْرَةً ، ثُمَّ رَفَعَهَا؛ ذٰلِكَ بِأَنِّيْ جَوَادٌ مَاجِدٌ أَفْعَلُ مَا أُرِيْدُ ، عَطَائِيْ كَلَامٌ ، وَ عَذَابِيْ كَلَامٌ ، إِنَّمَا أَمْرِيْ لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ لَهُ: ﴿كُنْ فَيَكُونُ﴾))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَابْنُ مَاجَه

دوں گا اور تم سب کے سب محتاج ہو مگر جس کو میں نے مالدار اور دولت مند بنا دیا پس تم مجھ سے دولت مندی مانگو میں تم کو دولت مند کروں گا اور تم کو روزی دوں گا اور تم سب کے سب گنہگار ہو مگر جس کو میں نے عافیت دی اور گناہوں سے بچا لیا جو تم میں سے اس بات کو جانتا ہے کہ معاف کرنے اور بخشنے پر میں قادر ہوں تو اس نے مجھ سے بخشش مانگی میں اس کو بخش دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے زندے اور مردے اور تمہارے تر اور خشک یعنی تمہارے جوان اور بوڑھے سب کے سب بہترین اور سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار بندے کے دل کی طرح ہو جائیں یعنی سب کے سب بہت متقی اور پرہیز گار اور دیندار رسول اللہ ﷺ کی طرح ہو جائیں تو تم سب کی نیکی میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتی اور میرا ملک اس سے نہ بڑھ سکتا ہے بلکہ جیسے پہلے میرا ملک تھا ویسا ہی رہے گا اور اگر تمہارے اگلے پچھلے زندے مردے جوان بوڑھے سب کے سب بدترین بندے کے دل کی طرح ہو جائیں یعنی شیطان جیسے سب ہو جائیں تو میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہ ہو گی اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے زندے اور تمہارے مردے اور تمہارے تر و خشک جوان و بوڑھے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور تم میں سے ہر شخص اپنی خواہش اور آرزو کے مطابق مجھ سے مانگے اور ہر شخص کے سوال کے مطابق میں اس کو دے دوں تو ایسا کرنا میرے ملک میں کمی نہیں کر سکتا جیسے تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے اور اپنی سوئی اس میں ڈبو کر اٹھا لے تو سمندر کے پانی میں کمی نہیں ہو گی اسی طرح سب مخلوق کی خواہشوں کو دینے سے میرے خزانوں میں سے کچھ کمی نہیں ہو گی یہ اس لیے کہ میں بہت دینے والا ہوں بہت زیادہ سخی ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں میرا دینا صرف حکم کرنا ہے اور میرا عذاب صرف حکم دینا ہے اور جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

شرک سے بچے رہنا بھی استغفار ہے

٢٣٥١ - وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ: ((قَالَ رَبُّكُمْ أَنَا أَهْلُ أَنْ أُتَّقَى ، فَمَنْ اتَّقَانِيْ

۲۳۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ھو اھل التوی واھل المغفر یعنی وہ وہی تقویٰ کا ملک اور وہی بخشش کا ملک ہے"۔ تو آپ نے فرمایا کہ

٢٣٥١ - حسن ، سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة المدثر (٣٣٢٨) ، ابن ماجه كتاب الزهد باب مايرجى من رحمة الله (٤٢٩٩) ، شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔ الدارمی كتاب الرقاق باب فی تقوى الله (٢/ ٣٩٢ ح ٢٧٢٤)

فَأَنَا أَهْلُ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں اس قابل ہوں کہ میرے ساتھ لوگ شریک کرنے سے ڈریں اور شرک سے بچیں تو جو شرک سے بچ گیا تو میں اسکی مغفرت کروں گا اور بخش دوں گا۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح: ......یہ سورہ مدثر کی آخری آیت ہے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿کلا انه تذكر فمن شاء ذكره وما يذكرون الا ان يشاء الله هو اهل التقوى و اهل المغفر﴾ "سچی بات تو یہ ہے کہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے اب جو چاہے اسے یاد کرے اور وہ جب بھی یاد کریں گے جب اللہ تعالیٰ چاہے وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔"

رسول اللہ ﷺ کا ایک مجلس میں سو بار استغفار کرنا

۲۳۵۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ: ((رَبِّ! اغْفِرْ لِيْ، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ))۔ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه

۲۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ استغفار کرتے اور ہم لوگ آپ کے اس استغفار کو سومرتبہ پڑھتے ہوئے گنتے ((رب اغفرلی وتب علی انك انت التواب الغفور)) "یعنی اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (احمد' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

۲۳۵۳۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ، عَنْ جَدِّيْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ، وَ إِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، لٰكِنَّهُ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ: هِلَالُ بْنُ يَسَارٍ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۳۵۳۔ حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ((استغفر الله الذی لا اله الا هوى الحى القيوم واتوب اليه)) پڑھا کرے تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوا ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

توضیح: ......یعنی جب کوئی اولاد اپنے ماں باپ کے لیے رب اغفرلی ولوالدی وغیرہ پڑھ کے دعا کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی بدولت اس کے درجے کو بلند فرما دیتا ہے۔

۲۳۵۲۔ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستغفار (۱۵۱٦)، الترمذی کتاب الدعوات باب ما يقول اذا قام من المجلس (۳٤۳٤)، ابن ماجه کتاب الادب باب الاستغفار (۳۸۱٤)

۲۳۵۳۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستغفار (۱۵۱۷)، الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعا الضعیف (۳۵۷۷)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

اولاد کا والدین کے لیے استغفار کرنے کا بیان

٢٣٥٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ أَنّٰى لِيْ هٰذِهِ؟ فَيَقُوْلُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۳۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرما دیتا ہے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ درجہ میرا اتنا بلند کیوں کیا اور میں اس مرتبے کو کیوں پہنچا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے لڑکے کی استغفار کی وجہ سے۔ (احمد)

یعنی جب کوئی اولاد اپنے ماں باپ کے لیے رب اغفرلی ولوالدی وغیرہ پڑھ کر دعا کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی بدولت ان کے درجے کو بلند فرما دیتا ہے۔

٢٣٥٥ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ، أَوْ أُمٍّ، أَوْ أَخٍ، أَوْ صَدِيْقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا، وَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَ إِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

۲۳۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مردہ اس ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے جو پانی میں ڈوب رہا ہو اور فریاد کر رہا ہو کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کوئی نکال لے۔ اسی طرح سے قبر میں مردہ اپنے متعلقین بھائی' باپ' ماں' دوست احباب وغیرہ کی دعاؤں کا محتاج اور منتظر رہتا ہے جب کوئی دعا کرتا ہے تو وہ اس میت کو پہنچ جاتی ہے تو اس کو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو دنیا والوں کی دعا کا اتنا بڑا ثواب دیتا ہے جیسے پہاڑ۔ یعنی زندوں کی دعا کی برکت سے پہاڑ جیسا ثواب ان کو پہنچا دیتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لیے بہترین تحفہ اور ہدیہ استغفار ہے۔ (بیہقی)

نامہ اعمال میں کثرت استغفار کا پایہ جانا جنت کی ضمانت ہے

٢٣٥٦ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَ رَوَى النَّسَائِيُّ فِيْ ((عَمَلِ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ))

۲۳۵۶۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کے لیے خوشخبری اور مبارک ہو جو قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں زیادہ سے زیادہ استغفار کو پالے۔ (ابن ماجہ نسائی)

٢٣٥٤ـ اسناده حسن ، مسند احمد (٢/ ٥٠٩)

٢٣٥٥ـ اسناده ضعيف ، شعب الايمان (٧٩٠٥)، محمد بن جابر بن ابی عیاش المصیصی غیر معروف راوی ہے۔

٢٣٥٦ـ اسناده صحيح ، سنن ابن ماجه كتاب الادب باب الاستغفار (٢٨١٨)، عمل اليوم والليلة للنسائى (٤٥٥)

استغفار اور رسول اللہ ﷺ کی خواتین کا بیان

۲۳۵۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا أَسَاؤُوا اسْتَغْفَرُوا))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَ الْبَيْهَقِیُّ فِی ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۳۵۷۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے خدا! تو مجھے ان لوگوں میں سے کر دے کہ جو وہ نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کر بیٹھیں تو معافی چاہ لیں۔

(ابن ماجہ بیہقی)

اللہ اپنے بندے کی معافی سے ہی خوش ہوتا ہے

۲۳۵۸۔ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَالآخَرَ عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَ إِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا۔ أَیْ بِيَدِهِ۔ فَذَبَّهُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:((للهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ، نَزَلَ فِیْ أَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتِهِ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَ شَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ، فَطَلَبَهَا حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِیَ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ۔ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ، فَاسْتَيْقَظَ؛ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ، عَلَيْهَا زَادُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَ زَادِهِ))۔ رَوَى مُسْلِمٌ الْمَرْفُوعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْهُ فَحَسْبُ، وَ رَوَى الْبُخَارِیُّ الْمَوْقُوفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ أَيْضًا

۲۳۵۸۔حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا اور دوسری حدیث اپنی جانب سے بیان کی وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مومن بندہ اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے کہ وہ گویا پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور ڈرتا ہے کہ پہاڑ اس پر گر پڑے اور فاجر بدکار اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک پر بیٹھ جائے اور وہ ہاتھ سے اشارہ کر کے اس کو اڑا دے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک بے آب و گیاہ اور ہولناک جنگل اور چٹیل میدان میں جا رہا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور سواری پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو پھر وہ اس میدان میں اتر کر سر رکھ دیا اور سو گیا جب آنکھ کھلی اور جاگا تو دیکھتا ہے کہ اس کی سواری غائب ہوگئی اور کہیں چلی گئی اس کی تلاش میں نکلا۔ تلاش کرتے کرتے تھک گیا جب زیادہ سخت گرمی ہوگئی اور بھوک پیاس بہت لگی اور خدا کو جو منظور تھا اور تکلیفیں بھی پہنچیں تو اس نے اپنے دل میں کہا کہ اسی جگہ واپس چلوں جہاں پہلے تھا اور اسی جگہ سو جاؤں یہاں تک مر جاؤں چنانچہ وہ اس جگہ واپس آتا ہے اور اپنا سر اپنے بازو پر رکھ کر سو جاتا ہے تاکہ مر جائے چنانچہ وہ سو گیا سونے کے بعد جب وہ جاگا تو اس کی سواری کھوئی ہوئی اس کے سرہانے کھڑی ہوئی ہے جس پر سارا سامان کھانے پینے کا لدا ہوا ہے تو اس سواری کو پا جانے کی وجہ سے اس بندے

۲۳۵۷۔ حسن سنن ابن ماجه كتاب الادب باب الاستغفار (۳۸۲۰)، شعب الايمان (۶۹۹۲)، اس روایت کی ہے ایک سند ضعیف جبکہ دوسری حسن ہے کیونکہ حسن بن المثنیٰ کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں۔ من فبلاء الثقات سير اعلام النبلاء (۱۳/ ۵۲۶)

۲۳۵۸۔ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب التوبة (۶۳۰۸)، مسلم كتاب التوبة باب فی لحض علی التوبة (۲۷۴۴)

کو بڑی خوشی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کے توبہ کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اتنی خوشی کہ سواری والے کو سواری کے ملنے کی وجہ سے جو خوشی ہوئی تھی۔ (مسلم)

۲۳۵۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ))

۲۳۵۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس گنہگار بندے کو دوست رکھتا ہے جو بہت توبہ استغفار کرتا ہے۔ (احمد)

۲۳۶۰۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا﴾ الْآيَةَ فَقَالَ رَجُلٌ: فَمَنْ أَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا وَمَنْ أَشْرَكَ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

۲۳۶۰۔ حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ ﴿یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم تقنطو من رحمۃ اللہ﴾ دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ میرے نزدیک محبوب پسندیہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے گنہگار بندو! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو وہ تمہارے سارے گناہوں کو بخش دے گا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ جس نے شرک کیا وہ بھی بخشا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی انتظار میں خاموش ہو گئے جب وحی آ گئی تو آپ نے فرمایا ہاں خبردار ہو جاؤ جس نے شرک کیا اور توبہ کی وہ بھی بخشا جائے گا اس کلمے کو آپ نے تین مرتبہ بیان فرمایا۔ (احمد)

اللہ تعالیٰ بڑا غفار ہے توبہ کی وجہ سے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے لہٰذا اس کے دریائے رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا کہ ؎

ایا صاحب الذنب لا تقنطن
فان الالٰه رئوف رئوف
ولا ترحلن بلاعدة
فان الطريق مخوف مخوف

"اے گنہگار! تو خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو چونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے بغیر سامان کے سفر مت کرو کیونکہ راستہ بہت خطرناک ہے۔"

حالت شرک میں مرنے والے کے لیے استغفار قبول نہیں کی جاتی

۲۳۶۱۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهِ مَا لَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْحِجَابُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ))۔ رَوَى

۲۳۶۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہے جب تک کہ بندے کے رحمتِ خداوندی کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ وہ پردہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شرک کی

۲۳۵۹۔ اسناده ضعيف جدا، زوائد مسند احمد (۱/ ۸۰) عبدالملک بن سفیان الثقفی مجہو اور ابوعمرو البجلی غیر معتبر راوی ہے۔
۲۳۶۰۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (۵/ ۲۷۵)، ابوعبدالرحمٰن الجیلانی مجہول الحال اور ابن لھیعہ مختلط راوی ہے۔
۲۳۶۱۔ حسن، مسند احمد (۵/ ۱۷٤) وصححه ابن حبان (۲٤۵۰) والحاكم (٤/ ۲۵۷) ووافقه الذهبي

الأَحَادِيْثَ الثَّلاثَةَ أَحْمَدُ، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الأَخِيْرَ فِيْ كِتَابِ ((الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ))

حالت میں مرنا۔ ان تینوں حدیثوں کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس آخری حدیث کو بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا ہے۔

٢٣٦٢- وَعَنْهُ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَقِيَ اللهَ لاَيَعْدِلُ بِهِ شَيْئًا فِي الدُّنْيَا ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالٍ ذُنُوبٌ غَفَرَ اللهُ لَهُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَ النُّشُورِ

۲۳۶۲۔حضرت ابو ذر ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ دنیا میں کسی چیز کو برابر نہیں کیا تھا یعنی شرک نہیں کیا تھا تو اگر اس کے اوپر پہاڑ برابر بھی گناہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ (بیہقی)

گناہوں سے توبہ کرنے والا

٢٣٦٣- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَذَنْبَ لَهُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الإِيْمَانِ)) وَ قَالَ: تَفَرَّدَ بِهِ النَّهْرَانِيُّ، وَ هُوَمَجْهُولٌ وَ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) رُوِيَ عَنْهُ مَوْقُوفًا، قَالَ: النَّدَمُ تَوْبَةٌ، وَالتَّائِبُ كَمَنْ لاَذَنْبَ لَهُ

۲۳۶۳۔حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے۔ جس نے گویا گناہ ہی نہیں کیا۔ (ابن ماجہ، بیہقی) اور عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً مروی ہے کہ گناہ سے نادم ہونا ہی توبہ ہے اور گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے گناہ ہی نہیں کیا ہو۔

❀❀❀❀

٢٣٦٢- غريب البعث والنشور للبيهقى ص ٤٣ ح ٣٣

٢٣٦٣- حسن سنن ابن ماجه كتاب الزهر باب ذكر التوبة (٤٢٥٠، ٤٢٥٢)، شرح السنة (٥/ ٩١، ٩٢ والحاكم (٤/ ٢٤٣) شعب الايمان (٧٠٤٠)

بَابُ رَحْمَةِ اللّٰهِ

رحمت الٰہی کی وسعت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

اللہ کی رحمت کا اس کے غصے پر غالب آنا

٢٣٦٤ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((غَلَبَتْ غَضَبِيْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک کتاب لکھی اور وہ کتاب اس کے پاس عرش پر موجود ہے اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر سبقت لے گئی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب آ گئی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کی رحمت بہت وسیع ہے اور بہ نسبت رحمت کے غصہ کم ہے اور اسی لیے اس نے فرمایا: ((ورحمتي وسعت كل شئى .)) میری رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے۔

رحمت الٰہی کا صرف ایک حصہ دنیا میں اُتارا گیا ہے

٢٣٦٥ ـ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَ الإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فِيْهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت دنیا میں اتار دی ہے جو تمام جنوں اور انسانوں اور جانوروں اور چوپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں میں تقسیم کر دی ہے اور اسی رحمت کی وجہ سے وہ آپس میں ملتے جلتے اور میل محبت رکھتے ہیں اور مہربانی کرتے ہیں اور پیار محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اس کی رحمت کی وجہ سے جنگلی جانور بھی اپنے بچوں پر شفقت اور پیار کرتے ہیں۔ اور ننانوے رحمتوں کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لیے رکھ چھوڑا ہے کہ وہ ننانوے رحمتیں اپنے نیک بندوں پر نازل فرمائے گا۔ (بخاری، مسلم)

٢٣٦٤ ـ صحيح بخاري كتاب بدء الخلق باب ماجاء في قول الله (٣١٩٤)، مسلم كتاب التوبة باب سبعة رحمة الله (٢٧٥١[٦٩٧١])

٢٣٦٥ ـ صحيح بخاري كتبا الادب باب جعل الله الرحمة (٦٠٠٠)، مسلم كتاب التوبة باب سبعة رحمة الله (٢٧٥٢[٦٧٤])

۲۳۶۶۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهُ وَفِیْ آخِرِهِ قَالَ: ((فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ))

۲۳۶۶۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نناوے رحمتوں کو اس دنیا کے ساتھ پورا کر دے گا یعنی سو پورے ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رحمت اور نناوے رحمتیں مل کر سو پوری ہو جائیں گی۔ اس حدیث سے بھی رحمت خداوندی کی وسعت معلوم ہوتی ہے۔

اُمید اور خوف ساتھ ساتھ

۲۳۶۷۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ؛ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ؛ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مومن بندہ یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر عذاب اور سزا ہے تو کوئی بھی جنت کی آرزو اور خواہش نہ کرے گا اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر رحمت وسیع ہے تو کبھی وہ جنت سے مایوس نہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......اللہ تعالیٰ قہار اور شدید العقاب بھی ہے اور رحمٰن اور غفور رحیم بھی ہے تو خدا کے عذابوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے اور اس کی رحمتوں کی امید بھی رکھنی چاہیے اسی لیے کہا جاتا ہے **الایمان بین الخوف و الرجاء** ایمان ڈر اور امید کے درمیان میں ہے تو اگر مومن بندے کو یہ پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سزا ہے تو اپنی گناہوں کی وجہ سے جنت کی امید نہ رکھ سکے گا اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کے پاس اتنی وسیع رحمت ہے تو جنت سے ناامید نہ ہو اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی کثرت رحمت اور کثرت عذاب کا بیان کرنا مقصود ہے تاکہ مومن نہ مغرور ہو اور نہ کافر مایوس ہو۔

جنت ہو یا جہنم، منزل قریب تر ہے

۲۳۶۸۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۳۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت تمہاری جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح سے۔ (بخاری)

توضیح: ......یعنی دونوں چیزیں اچھے اور برے کام کے لحاظ سے قریب ہیں اگر اچھا کام کرے تو جنت میں داخل ہوگا اور اگر برا کام کرے تو جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی وسعت

۲۳۶۹۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۳۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۳۶۶۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی سبعة رحمة الله (۲۷۵۳[۶۹۷۷])

۲۳۶۷۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الرجاء مع الخوف (۶۴۶۹)، مسلم کتاب التوبة باب سبعة رحمة الله (۲۷۵۵[۶۹۷۹])

۲۳۶۸۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الجنة اقرب الی احدکم (۶۴۸۸)

۲۳۶۹۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الخوف من الله (۶۴۸۱)، مسلم کتاب التوبة باب فی سبعة رحمة الله (۲۷۵۶[۶۹۸۰])

اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِأَهْلِهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ۔ أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى بَنِيهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ، ثُمَّ أَذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ، فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ، فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ! وَأَنْتَ أَعْلَمُ؛ فَغَفَرَ لَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فرمایا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص تھا جس نے کوئی بھلائی نہیں کی تھی اور اپنے نفس پر ظلم اور زیادتی کر رکھی تھی تو اپنے مرنے کے وقت اپنے گھر والوں سے کہا اور بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو جلا کر راکھ کر دینا آدھی راکھ خشکی اور جنگلوں میں اڑا دینا اور آدھی راکھ سمندر اور دریاؤں میں اڑا دینا۔ خدا کی قسم اگر خدا قادر ہو گیا تو سخت سزا دے گا کہ اتنی سزا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے اندر راکھ ہے سب کو جمع کر دے اور خشکی اور جنگل کو بھی حکم دیا کہ جو راکھ اس کے اندر اڑی ہے اس کو جمع کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سب نے جمع کر دیا اور اس جلی ہوئی راکھ سے اس انسان کو پیدا کر کے فرمایا کہ تم نے ایسا کام کیوں کیا؟ تو کہا اے میرے رب! تیرے خوف اور ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری، مسلم)

یہ شخص مومن موحد اور بہت گنہگار تھا اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ڈر کر ایسا کام کیا اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ بھی کر لی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ندامت اور خشیت کی وجہ سے بخش دیا۔ اس سے بھی اللہ کے رحمت کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک خوب صورت مثال

۲۳۷۰۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعَى، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) فَقُلْنَا: لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ فَقَالَ: ((لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۷۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند قیدی آئے ان قیدیوں میں سے ایک گرفتار شدہ عورت بھی تھی (وہ بچے والی تھی) اس کا بچہ اس کے ساتھ نہیں تھا جس کی چھاتیوں سے دودھ نہ پلانے کی وجہ سے دودھ بہہ رہا تھا۔ وہ بچے کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑ دھوپ کر رہی تھی جب قیدیوں میں سے بچے کو پا لیا تو گود میں اٹھا لیا اور محبت اور شفقت میں اپنے پیٹ سے لگا کر دودھ پلانے لگی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی یعنی جب غیر کے بچے سے اتنی محبت کر رہی ہے تو کیا اپنے بچوں کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم لوگوں نے عرض کیا نہیں حالانکہ وہ ڈالنے پر قادر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا کہ عورت اپنے بچے پر رحم کر سکتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

نجات کا مدار تو رحمت الٰہی پر ہے لیکن ......!!

۲۳۷۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۳۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۲۳۷۰۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد (۵۹۹۹)، مسلم کتاب التوبة فی سبعة رحمة الله (۲۷۵٤[۶۹۷۸])

اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ)) قَالُوا: وَ لَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَ لَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ؛ فَسَدِّدُوْا، وَ قَارِبُوْا، وَاغْدُوْا، وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ تم میں سے کسی کا عمل بغیر خداوندی رحمت کے ہرگز نجات نہیں دے سکتا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا عمل بھی آپ کو نجات نہیں دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم صحیح راستے پر چلو اور میانہ روی اختیار کرو اور اس کے قریب رہو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصے میں عبادت کر لیا کرو اور ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو اور اس کو لازم کر لو تو تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ (بخاری، مسلم)

۲۳۷۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَ لَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ، وَ لَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۷۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا عمل نہ اس کو جنت میں داخل کرا سکتا ہے اور نہ اس کو جہنم سے بچا سکتا ہے اور نہ مجھ کو مگر یہ کہ اللہ کی رحمت شامل ہو جائے۔ (مسلم)

اسلام کا حسن وخوبی

۲۳۷۳۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ؛ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا، وَ كَانَ بَعْدُ الْقِصَاصُ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۳۷۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اسلام لے آتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو یعنی ظاہر اور باطن میں خدا کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا تو جو کچھ گناہ اسلام لانے سے پہلے کیا تھا تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو اسلام لانے سے سب معاف کر دیتا ہے پھر اسلام لانے کے بعد جو عمل کرتا ہے اس کا بدلہ ملتا ہے یعنی ایک نیکی کا ثواب دس نیکی سے سات سو نیکی اور اس سے زیادہ تک دیتا ہے اور گناہ کا بدلہ گناہ کے برابر یعنی ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی گناہ ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی معاف فرما دے۔ (بخاری)

نیکی اور بدی کے لکھنے کا طریقہ

۲۳۷۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ: فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا؛ كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا

۲۳۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو بھی لکھتا ہے اور گناہوں کو بھی لکھتا ہے۔ یعنی فرشتوں سے نیکی اور برائی دونوں لکھواتا رہتا ہے۔ پس جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے نیکی نہیں کی تب بھی اللہ تعالیٰ کامل نیکی کا ثواب لکھتا

۲۳۷۱۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب القصد والمداومة (٦٤٦٣)، مسل كتاب صفات المنافقين باب من يدخل احد الجنة بعمله (٢٨١٦[٧١١١])

۲۳۷۲۔ صحيح مسلم كتاب صفات المنافقين باب من يدخل احد الجنة بعمله (٢٨١٧[٧١٢١])

۲۳۷۳۔ صحيح بخاری كتاب الايمان باب حسن اسلام المرء (٤١)

۲۳۷۴۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب (٦٤٩١)، مسلم كتاب الايمان باب (١٣١[٣٣٨])

فَعمِلَهَا؛ كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشرَ حَسنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا؛ كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعمِلَهَا؛ كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ہے اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور وہ نیکی کر لی تو دس نیکیوں کا ثواب اللہ تعالیٰ لکھتا ہے بلکہ سات سو گنا تک اور اس سے بھی زیادہ تک لکھتا ہے اور جس نے گناہ کا ارادہ کیا وہ گناہ نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر اس نے گناہ کا ارادہ کیا اور گناہ کر بھی لیا تو ایک گناہ کا بدلہ ایک گناہ لکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

جب انسان نیکیاں کرنے لگے تو اس کی مثال

٢٣٧٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسنَاتِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ، قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ أُخْرَى فَانْفَكَّتْ أُخْرَى، حَتَّى تَخْرُجَ إِلَى الأَرْضِ))۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

٢٣٧٥۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو برائیاں کرتا ہے پھر نیکی کرنے لگتا ہے ایسی ہے جیسے کسی کے جسم پر ایک تنگ ذرہ ہو جس کے حلقوں نے اس کے جسم کو دبوچ رکھا ہو اور دبا رکھا ہو پھر وہ نیکی کرتا ہے تو اس کا ایک حلقہ کھل جاتا ہے پھر دوسری نیکی کرتا ہے تو دوسرا حلقہ کھل جاتا ہے۔ اسی طرح سے جتنی نیکی کرتا جائے سارے حلقے اس کے کھلتے جاتے ہیں یہاں تک وہ ذرہ ڈھیلی ہو کر زمین کی طرف نکل پڑتی ہے۔ (شرح سنہ)

توضیح: ...... یعنی گناہ کرنے سے جکڑ جاتا ہے اور نیکی کرنے سے اس سے آزادی مل جاتی ہے اور اس سے سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

رب کریم سے ڈرنے والوں کے لیے دو جنتوں کا وعدہ

٢٣٧٦۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ الثَّانِيَةَ: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ فَقُلْتُ الثَّانِيَةَ: وَ إِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ الثَّالِثَةَ: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ: وَ إِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: ((وَ إِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٢٣٧٦۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ نصیحت کرتے ہوئے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا: ﴿ولمن خاف مقام ربہ جنتن﴾ یعنی جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے یعنی قیامت کے دن سے ڈرے تو اسے دو جنتیں ملیں گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ یہ سن کر آپ نے دوبارہ فرمایا ﴿ولمن خاف مقام ربہ جنتن﴾ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے دو جنتیں ہیں پھر میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ تو آپ نے سہ بارہ فرمایا ﴿ولمن خاف مقام ربہ جنتن﴾ اپنے

٢٣٧٥۔ صحيح مسند احمد (٤/ ١٤٥) شرح السنة (١٤/ ٣٣٩ ح ٤١٤٩)

٢٣٧٦۔ اسناده صحيح مسند احمد (٢/ ٣٥٧)، والسنن الكبرى للنسائي (١١٥٦٠، ١١٥٦١)

رب سے ڈرنیوالوں کے لیے دو جنتیں ہیں، پھر میں نے سہ بارہ عرض کیا یا رسول اللہ اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا اگر چہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہو۔ (احمد)

توضیح: ...... یعنی اگر چہ تمہیں ناگوار معلوم ہو لیکن حکم ایسا ہی ہے کہ اگر وہ مومن موحد ہے تو جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔

٢٣٧٧ ـ وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ، يَعْنِي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدْ الْتَفَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ، فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ، فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِيْ، فَجَائَتْ أُمُّهُنَّ، فَاسْتَدَارَتْ عَلَى رَأْسِيْ، فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ، فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِيْ، فَهُنَّ أُوْلَاءِ مَعِيْ قَالَ: ((ضَعْهُنَّ)) فَوَضَعْتُهُنَّ وَ أَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَتَعْجَبُونَ لِرُحْمِ أُمِّ الأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ: لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا إِرْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَ أُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ)) فَرَجَعَ بِهِنَّ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٣٧٧ ـ عامر رام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کمبل پوش آیا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو کمبل میں لپیٹ رکھی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ میں درخت کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا جہاں پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنی تو میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا تو ان بچوں کی ماں آئی اور میرے سر کے اوپر گھومنے لگی تو میں نے ان بچوں کو اس کے سامنے کھول دیا وہ ماں ان بچوں پر گر پڑی اور بیٹھ گئی تو میں نے بچوں اور ان کی ماں سمیت کمبل میں لپیٹ لیا اب وہ سب میرے پاس ہیں آپ نے فرمایا ان سب کو کھول کر زمین کے اوپر رکھ دو چنانچہ اس نے رکھ دیا ان بچوں کی ماں اپنے بچوں سے چمٹی رہی وہاں سے اڑ کر بھاگی نہیں یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم چوزوں کی ماں کی محبت سے تعجب کرتے ہو کہ ماں اپنے بچوں کی محبت کی وجہ سے کس طرح چمٹی ہوئی ہے اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ اللہ اپنے مومن بندوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنی محبت ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں کے ساتھ ہے پھر آپ نے اس آدمی سے فرمایا کہ جہاں سے تم ان کو لائے ہو اسی جگہ جا کر رکھ آؤ چنانچہ وہ واپس لے گیا۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٢٣٧٨ ـ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّ بِقَوْمٍ، فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالُوا نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ وَ امْرَأَةٌ تَحْضِبُ بِقِدْرِهَا، وَ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَإِذَا أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَتْ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّيْ، أَلَيْسَ اللهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ؟

٢٣٧٨ ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم کسی غزوے میں تھے تو آپ کا گزر ایک جماعت کے ساتھ ہوا تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ان لوگوں میں ایک عورت تھی جو ہانڈی پکا رہی تھی اور ہانڈی کے نیچے لکڑی جلا رہی تھی اس عورت کے ساتھ اس کا لڑکا اس کے پاس تھا جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو وہ عورت اپنے بچے کو ہٹا

٢٣٧٧ ـ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الجنائز باب الامراض المكفرة للذنوب (٣٠٨٩) ابومنظور مجہول راوی ہے۔

٢٣٧٨ ـ اسناده ضعيف جداً، سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب مايرجى من رحمة الله يوم القيامة (٤٢٩٧)، اسماعیل بن یحیٰی الشیبانی کذاب اور ابراہیم بن اعین ضعیف ہے۔

قَالَ: ((بَلَى)) قَالَتْ: أَلَيْسَ اللهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنَ الأُمِّ بِوَلَدِهَا؟ قَالَ: ((بَلَى)) قَالَتْ: إِنَّ الأُمَّ لَا تُلْقِيْ وَلَدَهَا فِي النَّارِ، فَأَكَبَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَبْكِيْ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا، فَقَالَ: ((إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِيْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللهِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

دیتی اور دور کر دیتی پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس عورت نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اللہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان نہیں ہے آپ نے فرمایا ہاں ہے؟ اس عورت نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والا نہیں ہے؟ جتنی ماں کو اپنے بچے سے محبت ہے آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس عورت نے کہا کہ ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جہنم میں کیوں ڈالے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا اور زار و قطار رونے لگے پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عذاب نہیں دے گا مگر اسی بندے کو جو سرکش ہے اور خدا پر سرکشی کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔ (ابن ماجہ ۸)

۲۳۷۹۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللهِ، فَلَا يَزَالُ بِذَلِكَ؛ فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ: إِنَّ فُلَانًا عَبْدِيْ يَلْتَمِسُ أَنْ يُرْضِيَنِيْ، أَلَا وَإِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَى فُلَانٍ، وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَيَقُوْلُهَا مِنْ حَوْلِهِمْ، حَتَّى يَقُوْلَهَا أَهْلُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ إِلَى الأَرْضِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۳۷۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی تلاش کرتا ہے اور ہمیشہ اسی تلاش میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری رضا مندی تلاش کرتا ہے تو تم لوگ سن لو میری رحمت اس پر ہے پھر جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت فلاں بندے پر ہو یہ سن کر عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتے اور وہ فرشتے جو ان کے قریب ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے فرشتے یہی کہتے ہیں کہ اس بندے پر اللہ کی رحمت ہو پھر وہ رحمت زمین پر اتار دی جاتی ہے اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ (احمد)

توضیح: ......یعنی جو بندہ نیک کام کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وہ مقبول بندہ ہو جاتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان اور زمین کے سب فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور دونوں جہان والوں میں مقبول عام ہو جاتا ہے سچ ہے کہ......

کسب کمال کن کہ عزیزے جہاں شوی

۲۳۸۰۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ﴾ قَالَ: كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ

۲۳۸۰۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا کہ ﴿فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات﴾ یعنی ان میں سے بعض لوگ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے

۲۳۷۹۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (۵/ ۲۷۹)، الاوسط للطبرانی (۲/ ۱۳۹ ح ۱۲۶۲)، میمون ابومحمد المرئی غیر معروف راوی ہے۔

۲۳۸۰۔ اسنادہ ضعیف، المعجم الکبیر للطبرانی (۴۱۰)، البعث والنشور للبیہقی ص ۵۹ ح ۶۳، ۶۴ تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۷۱) محمد بن ابی لیلی ضعیف راوی ہے۔

اور بعض میانہ روی اور بعض بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے ہیں۔ تو آپ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ سب جنتی ہیں۔ (بیہقی)

الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ ((الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ))

توضیح:...... یہ آیت سورہ فاطر کی ہے جس کا شروع یہ ہے: ﴿ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا﴾ یعنی پھر یہ کتاب ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند کرلیا ان بندوں میں سے بعض گنہگار اور بعض درمیان درجے کے ہیں جنہوں نے محرمات سے اجتناب کیا اور واجبات کو بجالاتے رہے لیکن کبھی کبھی ان سے ہلکی سی نافرمانی بھی ہو جاتی رہی اور بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے بہت اچھے لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا یہ تینوں قسم کے لوگ جنتی ہیں البتہ مرتبوں میں فرق ہوگا سابقین تو بے حساب جنت میں جائیں گے اور مقتصد یعنی درمیانے لوگوں سے آسان سے آسان حساب لیا جائے گا اور اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے میدان محشر میں روکے جائیں گے تو خدا کی رحمت سے تلافی ہو جائے گی اور وہ بھی جنت میں چلے جائیں گے زیادہ تفصیل ابن کثیر میں ہے۔

❀❀❀❀

بَابُ مَا یَقُوْلُ عِنْدَ الصِّبَاحِ وَالْمَسَآءِ وَالْمَنَامِ

صبح اور شام اور سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۳۸۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْوُدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: ((أَمْسَيْنَا وَ أَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ خَيْرِ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، وَ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَ عَذَابِ الْقَبْرِ)) وَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا ((أَصْبَحْنَا، وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((رَبِّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۸۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو شام کے وقت پڑھا کرتے تھے کہ ((امسينا وامسى الملك الله والحمد لله ولا اله الا الله وحده لا شريك لـه لهـالملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير اللّٰهم انـى اسئلك من خير هذه الليل وخير ما فيها واعوذبك مـن شهـا وشـر مـا فيهـا اللّٰهم انى اعوذبك من الكسل والهرم وسوء الكبر فتن الدنيا وعذاب القبر)) یعنی ہم نے شام کی اور اللہ تعالیٰ کے تمام ملک نے شام کی اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلیے ملک اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ اس رات کی بھلائی اور جو کچھ اس رات میں ہے اس کی بھلائی میں تجھ سے مانتا ہوں اور اس رات کی برائی اور جو کچھ اس رات میں برائی ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں اور میں سستی اور بڑھاپے اور بڑھاپے کی ذلت اور دنیا وآخرت کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت اس دعا کو پڑھتے تھے: ((اصبحنا واصبح الملك للّٰه)) ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اس دعا کو بھی پڑھتے تھے: ((رب اعـوذبك من عذاب فى النار وعذاب فى القبر)) اے میرے رب جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (مسلم)

سوتے وقت دائیں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر دُعا پڑھنا

۲۳۸۲۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ

۲۳۸۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو سونے کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار مبارک کے نیچے

۲۳۸۱۔ صحيح مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شرما عمل (۲۷۲۳ [۶۹۰۸، ۶۹۰۹])

۲۳۸۲۔ صحيح بخارى كتاب الدعوات باب وضع البرتحتا الحز (۶۳۱۴)

خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ:((اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَ إِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُورُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ

رکھ کر اس دعا کو پڑھتے:((اللّٰهم باسمك اموت واحيى)) اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور جیتا ہوں اور جب آپ جاگتے تو اس دعا کو پڑھتے:((الحمد الله الذى احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور)) یعنی سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مارنے کے بعد ہم کو زندہ کر دیا ہے اور اسکی طرف سب کو جانا ہے۔ (بخاری' مسلم) اور مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔

٢٣٨٣۔ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ۔

٢٣٨٣۔ مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔

سونے سے پہلے بستر جھاڑنا

٢٣٨٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)) وَفِي رِوَايَةٍ:((ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ: بِاسْمِكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا))۔

٢٣٨٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سونے کے ارادے سے اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیے کہ سونے سے پہلے اپنے بستر کو جھاڑے اور اگر کوئی جھاڑنے کی چیز نہ ہو تو اپنے لنگی کے کنارے ہی سے جھاڑ لے کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ اس کے عدم موجودگی میں اس کے بستر پر کوئی چیز گری پڑی ہو جیسے سانپ بچھو وغیرہ تو جھاڑنے سے اس قسم کی تکلیف دہ چیزیں نکل جائیں گی پھر لیٹ کر اس دعا کو پڑھے:((باسمك ربى وضعت جنبى وبك ارفعه ان امسلت نفسى فارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين)) اے اللہ میں تیرے ہی نام سے اپنے پہلو کو اٹھاتا ہوں اگر تو میری جان روک لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کرنا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ دائیں کروٹ پر لیٹ کر اس دعا کو پڑھے: باسمك۔ (بخاری' مسلم) اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سونے سے پہلے بستر کو اپنے کپڑے کے کنارے سے تین مرتبہ جھاڑے اور ان امسكت نفسى فاغفر لها پڑھے یعنی اے خدا اگر میرے نفس کو روک لے تو اس کو بخش دے یعنی اس روایت میں فارحمها کے بدلے فاغفر لها ہے۔

٢٣٨٥۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى

٢٣٨٥۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ کر اس دعا کو

٢٣٨٣۔ مسلم كتاب الذكر باب ما يقول عند النوم (٢٧١١[٢٨٨٧])

٢٣٨٤۔ صحيح بخارى كتاب التوحيد باب السؤال باسماء الله تعالىٰ (٧٣٩٣)، مسلم كتاب الذكر باب ما يقول عند النوم (٢٧١٤[٦٨٩٢])

٢٣٨٥۔ صحيح بخارى كتاب التوحيد باب قول الله تعالىٰ انزله يعلمه ولملائكة (٧٤٨٨)، مسلم كتاب الذكر باب ما يقول عند النوم (٢٧١٠[٦٨٨٥])

شِقِّهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ:((اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ إِلَيْكَ، وَ فَوَّضْتُ أَمْرِىْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَمَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ)) وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)) وَ فِىْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ:((يَا فُلاَنُ! إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ، إِلَى قَوْلِهِ: أَرْسَلْتَ)) وَقَالَ:((فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ خَيْرًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پڑھتے: ((اللّٰھم اسلمت نفسی الیك ووجهت وجهی الیك وفوضت امری الیك والجات ظهری الیك رغبة ورهبة الیك لا ملجا ولا منجا منكم الا الیك امنت بكتابك الذی انزلت ونبیك الذی ارسلت)) ''اے اللہ! میں اپنی جان تیرے حوالے کر دی اور اپنے منہ کو تیری طرف پھیر دیا اور اپنے کام کو تیرے سپرد کر دیا' اور اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دے دیا اپنی رغبت اور تیرے خف سے' تیرے عذاب سے پناہ اور نجات کی جگہ کہیں نہیں مگر تیرے پاس تیری اتاری ہوئی کتاب پر تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس دعا کو پڑھا اور اسی رات کو مر گیا تو دین اسلام پر مرا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے ارادے سے جاؤ تو سونے سے پہلے نماز جیسا وضو کرلو پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر دعا ((اللّٰھم اسلمت نفسی سے ارسلت)) تک پڑھو یہ کہہ کر آپ نے فرمایا اگر تم اسی رات کو مر گئے تو فطرت پر یعنی دین اسلام پر مرے اور اگر صبح کو زندہ اٹھے تو بھلائی کو پہنچ گئے۔ (بخاری' مسلم)

۲۳۸۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ:((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَ أَوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاَ كَافِىَ لَهُ وَلاَ مُؤْوِىَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر سونے کے لیے تشریف لاتے تو اس دعا کو پڑھتے: ((الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا واوانافكم ممن لا كافی له ولا مؤوی)) اس اللہ کے لیے ساری تعریف ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور کفایت کی اور ہم کو جگہ دی اور جگہ دی بہت سے ایسے لوگوں کو جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور پناہ دینے والا نہیں۔ (مسلم)

تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا

۲۳۸۷۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ: أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ تَشْكُوا إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِىْ يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَائَهُ رَقِيْقٌ، فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ

۲۳۸۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چکی پینے کی محنت اور ہاتھوں کی تکلیف کی شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں کیونکہ ان کو یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غلام آئے ہیں تو خدمت کے لیے غلام کو مجھے دے دیں گے

۲۳۸۶۔ صحیح مسلم كتاب الذكر باب ما يقول عند النوم (۲۷۱۵[۶۸۹۴])

۲۳۸۷۔ صحیح بخاری كتاب التفقات باب عمل المراة فی بیت زوجها (۵۳۶۱)، مسلم كتاب الذكر باب التسبیح (۲۷۲۷[۶۹۱۵])

عَائِشَةُ قَالَ: فَجَائَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا، فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَ بَيْنَهَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلَى بَطْنِي فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجِعَكُمَا؛ فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِينَ، وَ كَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ؛ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھر آئیں تو آپ سے ملاقات نہیں ہوئی تو فاطمہ نے اپنی تکلیف کی شکایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر دیں چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ کو بتایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کام کے لیے آئی تھیں۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں اس وقت تشریف لائے جب کہ ہم بستر پر لیٹ گئی تھے جب آپ پہنچے تو ہم نے اٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا تم اپنی جگہ اطمینان سے رہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ میں محسوس کیا آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس چیز سے بہتر بتاتا ہوں جو تم نے مجھ سے مانگنے کا ارادہ کیا ہے یعنی غلام اور خدمت گار سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ سوتی وقت تم دونوں تینتیس بار سبحان اللہ کہہ لیا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ کہہ لیا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر کہہ لیا کر یہ دعا تمہارے حق میں غلام سے بہتر ثابت ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

٢٣٨٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَائَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَاهُوَ خَيْرٌ مِنْ خَادِمٍ؟ تُسَبِّحِيْنَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَ تَحْمَدِيْنَ اللهَ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ تُكَبِّرِيْنَ اللهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَعِنْدَ مَنَامِكِ))

٢٣٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک غلام مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہو وہ یہ ہے کہ روزانہ سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

صبح وشام کی کچھ نبوی دُعائیں

٢٣٨٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ، نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ)) وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)).

٢٣٨٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم بك اصبحنا وبك امسينا وبك نحى وبك نموت واليك المصير)) الٰہی ہم نے تیری مدد سے صبح کی اور شام کی اور تیرے حکم سے ہمارا مرنا جینا ہے اور تیری طرف اٹھ کر جانا ہے اور شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهم بك امسينا وبك اصبحنا وبك نحى وبك

٢٣٨٨۔ صحيح مسلم كتاب الذكر باب التسبيح (٢٧٢٨[٦٩١٨])

٢٣٨٩۔ حسن سنن ابى داؤد كتاب الادب باب يقول اذا اصبح (٥٠٦٨)، الترمذى كتاب الدعوات باب ماجاء فى الدعا اذا اصبح (٣٣٩١)، ابن ماجه كتاب الدعا باب ما يدعوبه الرجل اذا اصبح (٣٨٦٨)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

نموت واليك النشور)) اے اللہ! ہم تیری ہی رحمت سے صبح وشام کرتے ہیں اور تیرے ہی رحم وکرم سے جیتے اور مرتے ہیں اور تیرے ہی طرف دوبارہ جی کر جانے والے ہیں۔(ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۳۹۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُوْلُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ.

۲۳۹۰۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے کہ میں صبح و شام پڑھا کروں تو آپ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو پڑھا کرو: ((اللهم عالم الغيب والشهاد فاطر السموت والارض رب كل شئى ومليكه اشهد ان لا اله الا انت اعوذبك من شر نفسى ومن شر الشيطان وشركة .)) اے اللہ پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چیز کے پروردگار اور مالک میں اس چیز کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی سچا معبود ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اپنے نفس کی برائیوں اور شیطان کی شرارتوں اور اس کے شرک کی طرف بلانے سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اس دُعا کو صبح وشام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔(ترمذی، ابوداوٗد، دارمی)

۲۳۹۱۔ وَعَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لاَيَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرُّهُ شَيْءٌ)) فَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفُ فَالِجٍ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ أَبَانُ: مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ؟ أَمَا إِنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ، وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَأَبُودَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَتِهِ: ((لَمْ

۲۳۹۱۔حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو بندہ روزانہ صبح وشام تین مرتبہ اس دعا کو پڑھ لیا کرے تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی وہ یہ دعا ہے: ((بسم الله الذى لا يضرو مع اسمه شئى فى الارض ولا فى السماء وهو السميع العليم)) صبح وشام اس اللہ کا نام لیتا ہوں جس کے نام کی وجہ سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ حدیث کے راوی حضرت ابان بن عثمان کو فالج گرا ہوا تھا۔ جس وقت یہ حدیث اپنے شاگرد سے بیان کی تو اس کا شاگرد تعجب کی نظر سے ان کو دیکھنے لگا کہ اس دعا کو بیان کرتے ہیں اور خود بیماری میں مبتلا ہیں۔ حضرت ابان بن عثمان سمجھ گئے تو جواب میں فرمایا مجھے تم کیا دیکھ رہے ہو حدیث تو اسی طرح

۲۳۹۰۔ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الادب باب ما یقول ازا اصبح (۵۰۶۷)، الترمذی کتاب الدعوات باب منه (۳۳۹۲)، ابن حبان (۲۳۴۹)، دارمی کتاب الاستئذان باب ما یقول اذا اصبح (۲/ ۲۷۸ ح ۲۶۸۹)

۲۳۹۱۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۸۸)، الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی الدعا اذا اصبح (۳۳۸۸)، ابن ماجه کتاب الدعاء باب ما یدعو به الرجل اذا اصبح (۳۸۶۹)

تُصِبْهُ فُجَائَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فُجَائَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسَى))۔

سے ہے۔ جس طرح میں نے بیان کی بالکل سچ ہے کوئی شک وشبہ نہیں ہے لیکن جس دن یہ بیماری مجھ پر پڑی ہے اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی تا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری تقدیر میں مقدر کر رکھا ہے وہ پورا کرے۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ) اور ایک روایت میں یوں فرمایا ہے کہ جو صبح وشام اس دعا کو پڑھ لیا کرے تو اچانک کوئی بلا اور مصیبت اس پر نہیں پہنچے گی یعنی اگر شام کو پڑھی ہے تو صبح تک کوئی ناگہانی آفت اس پر نہیں آئے گی اور اگر صبح پڑھی ہے تو شام تک اس پر کوئی اچانک مصیبت نہیں پڑے گی۔

٢٣٩٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَى: ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ! أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ! أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ أَوِالْكُفْرِ)) رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)) وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَتِهِ لَمْ يَذْكُرْ: ((مِنْ سُوْءِ الْكُفْرِ))

٢٣٩٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((امسینا وامسی الملك الله والحمد الله ولا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير رب اسئلك خير ما فى هذه الليل وخير ما بعدها واعوذبك من شر ما فى هذه الليل وشر ما بعدها رب اعوذبك من الكسل ومن سوء الكبر والكفر)) "یعنی ہم نے شام کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے شام کی اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! میں اس رات کی بھلائی اور جو بھلائی اس رات میں ہے اور جو بھلائی اس رات کے بعد آنے والی ہے تجھ سے مانگتا ہوں اور اس رات کی برائی اور جو اس رات کے بعد برائی آنے والی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں اے میرے رب! میں سستی سے اور بڑھاپے کی ذلت سے۔ کفر اور ناشکری سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے ((من سوء الكبر والكبر رب اعوذبك من عذاب فى النار وعذاب فى القبر)) رب میرے میں بڑھاپے کی برائی اور تکبر کی برائی سے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تجھ سے پناہ پکڑتا ہوں اور صبح کے وقت آپ اصبحنا واصبح الملک آخر تک پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٢٣٩٣۔ وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُوْلُ: ((قُوْلِي حِيْنَ تُصْبِحِيْنَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ، وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ،

٢٣٩٣۔ آنحضرت ﷺ کی بعض صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی صاحبزادیوں کو یہ سکھاتے تھے کہ تم اس دعا کو صبح کے وقت پڑھا کرو: سبحان الله وبحمده ولا قو الا بالله ماشاء الله كان وما لم يشاء لم يكن اعلم ان الله على كل شئى قدير وان

٢٣٩٢۔ صحيح سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا اصبح (٥٠٧١)، الترمذى كتاب الدعوات باب ماجاء فى الدعا اذا اصبح (٣٣٩٠)، مسلم (٢٨٢٣)

٢٣٩٣۔ اسناده ضعيف ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اصبح (٥٠٧٥)، سالم الفراء اور الفراء اور عبدالحمید مولی بن ہاشم دونوں مستور ہیں۔

أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، فَإِنَّهُ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيَ حُفِظَ حَتَّى يُصْبِحَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

الله قد احاط بكل شئى علما میں اللہ کی پا کی بیان کرتی ہوں اور اس کی تعریف کرتی ہوں نہیں ہے طاقت گناہوں سے پھرنے کی اور نہیں ہے قوت نیکی کرنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی امداد سے جو اللہ نے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا میں اس بات کو خوب جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور وہ اپنے علم میں ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے جس نے اس دعا کو صبح کے وقت پڑھ لیا تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور ہر بلا اور خطا سے محفوظ رہے گا اور جو شام کے وقت پڑھ لے تو صبح تک اس کی نگرانی کی جائے گی۔(ابوداوٗد)

٢٣٩٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: ﴿فَسُبْحَانَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ:﴿وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَ مَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي لَيْلَتِهِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۳۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا کو صبح کے وقت پڑھ لیا کرے جو بھلائی یا وظیفہ دن کو اس سے چھوٹ جائے تو اس کے ثواب کو پالے گا: سبحان الله حين تمسون وحين تصبحون وله الحمد فى السموت والارض وعشيا وحين تظهرون يخرج الحى من الميت ويخرج الميت من الحى ويحى الارض بعد موتها وكذالك تخرجون اللہ کی پاکی بیان کرو شام اور صبح کو اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے تعریف ہے شام کو اور دوپہر کو وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اسی طرح سے تم کو بھی قبروں سے زندہ کر کے نکالا جائے گا اور جو اس دعا کو شام کے وقت پڑھے تو رات کے چھوٹے ہوئے وظیفے کے ثواب کو پالے گا۔(ابوداوٗد)

٢٣٩٥۔ وَعَنْ أَبِي عَيَّاشٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ:((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ؛ كَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَ كَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَى؛ كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ)) قَالَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ:

۲۳۹۵۔ حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت اس دعا کو پڑھے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے گویا اس نے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہے یعنی خاندان اسمٰعیلی کے غلام کے آزاد کرنے کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں دور کی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور وہ شام تک شیطان کے مکروفریب سے بچا لیا جاتا ہے اور جو اس دعا کو شام کے وقت پڑھے تو اس کے لیے بھی یہی ثواب ہے وہ دعا یہ ہے: لا اله الا الله وحده لا شريك لهله الملك وله الحمد وهو على كل

٢٣٩٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا اصبح (٥٠٧٦)، سعید بن بشیر مجہول اور مہمد بن عبدالرحمٰن السلیمانی ضعیف راوی ہے۔

٢٣٩٥۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا اصبح (٥٠٧٧)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب نا يدعبه الرجل اذا اصبح (٣٨٦٧)

فَرَأَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرَى النَّائِمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ:((صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

شئی قدیر نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو عیاش اس قسم کی حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں کیا وہ صحیح ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو عیاش نے سچ کہا ہے۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ)

توضیح:...... یہ خواب قابل حجت ہے کیونکہ یہ مبشرات نبوت میں سے ہے۔

۲۳۹۶۔ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيْمِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ:((إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا اللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ؛ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مِتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا وَ إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ؛ فَإِنَّكَ إِذَا مِتَّ فِيْ يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۳۹۶۔ حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے چپکے سے یہ فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی سے کلام اور بات چیت کرنے سے پہلے سات مرتبہ اس دعا کو پڑھ لیا کرو اگر تم اسی رات کو مر جاؤ گے تو تمہارے لیے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی اور صبح کی نماز بعد بھی اس دعا کو اسی طرح سات مرتبہ پڑھ لیا کرو تو اگر تم اس دن مر گئے تو آگ جہنم سے تمہارے لیے نجات لکھ دی جائے گی وہ دعا یہ ہے: اللّٰھم اجرنی من النار الٰہی تو مجھے جہنم سے بچا۔ (ابو داؤد)

۲۳۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ:((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ فِيْ دِيْنِيْ، وَدُنْيَايَ، وَأَهْلِيْ، وَمَالِيْ اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ، وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ اللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِيْ، وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ، وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ)) قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِي الْخَسْفَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۳۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات طیبات کو صبح و شام کبھی نہیں چھوڑتے تھے بلکہ بلا ناغہ ہر صبح و شام کو پڑھ لیا کرتی تھے: اللّٰھم انی اسئلك العافية فی الدنیا والاخر اللّٰھم انی اسئلك العفو والعافية فی دینی ودنیای واھلی ومالی اللّٰھم استر عوراتی وامن روعاتی اللّٰھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعظمتك من ان اغتال من تحتی۔ اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت کی عافیت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں اپنے دین و دنیا اور مال و اہل عیال میں اے اللہ! میرے عیبوں کو چھپا لے اور مجھے خوف کی چیزوں سے بچا لے۔ الٰہی میری آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر کی حفاظت فرما میں تیری بزرگی کا واسطہ دے کر اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں یعنی دھنسا دیا جاؤں۔ (ابو داؤد)

۲۳۹۶۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الادب با ما یقول اذا اصبح (۵۰۷۹، ۵۰۸۰)، الحارث بن مسلم مختلف فیہ راوی ہے۔
۲۳۹۷۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۷۴)، النسائی (۵۵۳۱، ۵۵۳۲)، ابن ماجہ (۳۸۷۱)

۲۳۹۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: اَللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ، وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ، وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ، أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ مَا أَصَابَهُ فِيْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَإِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَهُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۳۹۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا کو صبح کے وقت پڑھ لیا کرے تو اس دن کے سارے گناہ کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا اور اگر شام کو پڑھے تو اس رات کے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اللّٰهم اصبحنا نشهدك ونشهد حمل عرشك وملئكتك و جميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدا عبدك ورسولك اے اللہ میں نے صبح کی تجھ کو اور تیرے عرش کے اٹھانے والے تمام فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی سچا معبود ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو اکیلا عبادت کے لائق ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور تحقیق محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ (ابوداؤد)

۲۳۹۹۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسٰى وَ أَذَا أَصْبَحَ ثَلَاثًا: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا؛ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ

۲۳۹۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ روزانہ صبح اور شام کو تین دفعہ اس دعا کو پڑھا کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن اس کو خوش کر دے گا یعنی اتنا ثواب عطا فرما دے گا کہ جس سے وہ راضی ہو جائے گا: ((رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا)) میں اللہ کے پروردگار ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے خوش ہو گیا۔ (احمد، ترمذی)

۲۴۰۰۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۰۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھ کو سر کے نیچے رکھ کر اس دعا کو پڑھتے: ((اللهم قني عذابك يوم تجمع عبادك او تبعث عبادك)) الٰہی تو مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے سب بندوں کو جمع کرے گا اور زندہ کر کے دوبارہ اٹھائے گا۔ (ترمذی، احمد)

۲۴۰۱۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ

۲۴۰۱۔ نیز احمد نے اس حدیث کو براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

۲۴۰۲۔ وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ

۲۴۰۲۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے

۲۳۹۸۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۷۸)، الترمذی کتاب الدعوات باب ۷۸ (۳۰۵۱)، الصحیحه (۲۶۷)

۲۳۹۹۔ حسن، مسند احمد (۴/ ۳۷۷)، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی الدعا اذا اصبح (۳۳۸۹)، ابوداود (۵۰۷۲)، ابن ماجه (۳۸۷۰)، الاذکار للنووی (۲۹) کثیر شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

۲۴۰۰۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منه (۳۳۹۸)

۲۴۰۱۔ صحیح، مسند احمد (۴/ ۲۸۱) مختصراً

۲۴۰۲۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول عندالنوم (۵۰۴۵)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)). ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

کا ارادہ فرماتے تو داہنے ہاتھ کو اپنے رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر اس دعا کو تین مرتبہ پڑھتے اللّٰھم قنی عذابك یوم تبعث عبادك خدایا تو مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (ابوداؤد)

۲۴۰۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ، وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَ الْمَأْثَمَ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ، وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۰۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذ بوجھك الکریم وکلماتك التامات من شرما انت اخذ بناصیته اللھم انت تکشف المغرم والماثم اللھم لا یھزم جندك ولا یخلف وعدك ولا ینفع ذا الجد منك الجد سبحانك وبحمدك .)) اے اللہ میں تیرے بزرگ چہرے اور پورے کلموں کی برکت کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں ان چیزوں کی برائی سے جن کی پیشانی تیری گرفت میں سے ہے اے اللہ تو میرے قرض اور گناہ کو دور کردے۔ اے اللہ تیرا شکر کبھی شکست نہیں کھائے گا اور تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور دولت مند کو اس کی دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچاسکتی تو پاک معبود ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ (ابوداؤد)

۲۴۰۴۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ إِلَى فِرَاشِهِ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؛ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، أَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، أَوْعَدَدِ وَرَقِ الشَّجَرِ، أَوْ عَدَدِ أَيَّامِ الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۴۰۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت اس دعا کو تین مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا عالج جنگل کے ریت اور ذروں کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے برابر ہوں یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں استغفر اللہ الذی لا اله الا ھو الحی القیوم و اتوب الیه میں بخشش چاہتا ہوں اس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی جو ہمیشہ زندہ رہے گا اور قائم رہے گا اور میں اسی کی طرف متوجہ ہوں۔ (ترمذی)

توضیح: ...... عالج مغربی علاقے میں ایک بہت بڑے جنگل اور میدان کا نام ہے جہاں کثرت سے ریت ہوتی ہے ان تمام چیزوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ اس کے بے شمار گناہ ہوں تب بھی اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے بخش دیے جائیں گے۔

۲۴۰۵۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ

۲۴۰۵۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان سوتے وقت قرآن مجید کی سورتوں میں سے کوئی

۲۴۰۳۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب اما یقول عند النوم (۵۰۵۲) ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۲۴۰۴۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منه (۳۳۹۷) عطیہ العوفی ضعیف راوی ہے۔

۲۴۰۵۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب منه (۲۴۰۷)، "رجل" من بنی منظلہ مجہول ہے۔

بِقِرَائَةِ سُوْرَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ؛ إِلَّا وَكَّلَ اللهُ بِهِ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيْهِ، حَتَّى يَهُبَّ مَتَى هَبَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

سورت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نگہبان فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو رات بھر اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور کوئی تکلیف دہ چیز اس کے پاس نہیں آ سکتی یہاں تک کہ جس وقت وہ جاگے یعنی بیداری تک کوئی تکلیف دینے والی چیز اس کے پاس نہیں آ سکتی۔ (ترمذی)

توضیح: ......اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی سورت پڑھ دے اور بعض حدیثوں میں سورۂ فاتحہ اور قل هو الله احد اور معوذتین پڑھنے کی تعیین بھی آئی ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

ایک آسان لیکن عظیم الشان وظیفہ

٢٤٠٦ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ: يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا)) قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ: ((فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ يُسَبِّحُهُ، وَيُكَبِّرُهُ، وَيَحْمَدُهُ مِائَةً، فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ؟)) قَالُوا: وَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا؟ قَالَ: ((يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا، حَتَّى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَا يَفْعَلَ، وَيَأْتِيْهِ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ((خَصْلَتَانِ أَوْ خُلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ)) وَكَذَا فِي رِوَايَتِهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي

٢٤٠٦ـ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو عادتیں ایسی ہیں جن کو کوئی مسلمان اختیار کر لے اور ہمیشہ ان پر کاربند رہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا اور وہ دونوں بہت آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں اور ان دو عادتوں میں سے ایک یہ کہ ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی انگلیوں پر ان کلمات کو گنتے ہوئے دیکھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات پانچوں وقت میں زبان سے ڈیڑھ سو مرتبہ ادا کیے گئے اور نیکیوں کے ترازو میں ثواب کے لحاظ سے ڈیڑھ ہزار ہوئے کیونکہ ایک مرتبہ کے کہنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو سونے سے پہلے سو مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے یعنی تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہے تو زبان سے اس کو سو مرتبہ ادا کیا گیا اور نیکیوں کے ترازو میں ایک ہزار کلمات ہوئے تو گویا رات دن میں ان کلمات کے کہنے سے ڈھائی ہزار نیکیاں اس کو ملیں۔ پھر آپ نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو رات دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہوگا یعنی ڈھائی ہزار نیکیوں کے کرنے کے بعد اتنی برائیاں کہاں باقی رہ سکتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو بہت آسان ہے کوئی مشکل نہیں ہے ہم کیونکر ان کی حفاظت اور شمار نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ ضرور عمل کریں

٢٤٠٦ـ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى التسبيح عند النوم (٥٠٦٥)، الترمذى كتاب الدعوات باب منه (٢٤١٠)، النسائى كتاب السهو باب عدد التسبيح بعد التسليم (١٤٤٩)

الْمِيْزَانِ)) قَالَ: ((وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلاثِيْنَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ)) ((وَيَحْمِدُ ثَلاثًا وَثَلاثِيْنَ، وَيُسَبِّحُ ثَلاثًا وَ ثَلاثِيْنَ))

گے آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو گے تو شیطان تمہارے پاس آ کر کہے گا کہ فلاں کام کو یاد کرو فلاں کام کو یاد کرو یعنی دنیا کی باتیں یاد دلائے گا تو ممکن ہے شیطانی وسوسے سے ان کلمات کو نہ کہہ سکے اور بغیر پڑھے جلد ہی چلا جائے اور سونے کے وقت میں بھی شیطان اس کو سلا دے اور ان کلمات کو نہ کہہ سکے کیونکہ سونے کے وقت میں شیطان اس کو تھپکی دے دے کر سلا دے اور بغیر پڑھے وہ سو جائے۔ (ترمذی' ابو داؤد' نسائی) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ دو خصلتیں یا دو عادتیں ایسی ہیں کہ ان پر کوئی مسلمان بندہ بلا ناغہ ہمیشہ ادا کرتا رہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا ایک روایت میں یوں ہے کہ میزان (ترازو) میں ان کلمات کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگی اور آپ نے فرمایا چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ سوتے وقت کہے۔

٢٤٠٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ غَنَّامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْبِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ، فَمِنْكَ وَحْدَكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ، فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَوْمِهِ، وَمَنْ قَالَ مِثْلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۴۰۷۔ حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح وشام اس دعا کو پڑھا تو اس نے اس دن اور رات کے شکر کو ادا کر دیا: ((اللهم ما اصبح بی من نعم او باحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك فلك الحمد و لك الشكر.)) یا اللہ جو نعمت بھی میرے یا تیری کسی مخلوق کے پاس صبح کو ملتی ہے تو وہ تجھ اکیلے ہی کی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لیے ہے جو خوبی اور تیرے ہی لیے ہے شکر۔ (ترمذی)

٢٤٠٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ، وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى، مُنْزِلِ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَ أَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّى الدَّيْنَ، وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ اخْتِلاَفٍ يَسِيْرٍ۔

۲۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: اللهم رب السموت ورب الارض ورب كل شئى فالق الحب والنوى منزل التورا والانجيل والقران اعوذبك من شر كل ذى شر انت اخذ بناصيته انت الاول فليس قبلكشئى وانت الاخر فليس بعدك شئى وانت الظاهر فليس فوقك شئى وانت الباطن فليس دونك شئى اقض عنى الدين واغنى من الفقر.)) ''اے اللہ جو ساتوں آسمانوں اور زمین کا رب اور تمام چیزوں کا رب اور دانے کے پھاڑنے والے اور گٹھی کے اگانے والے تورات انجیل قرآن کے اتارنے والے میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں بری چیز کی برائی سے یعنی ہر شر والی چیز کی

٢٤٠٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الادب ما يقول اذا اصبح (٥٠٧٣)، عبداللہ بن عنبہ مجہول رجال راوی ہے۔

٢٤٠٨۔ صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الادب باب ما يقول عند النوم (٥٠٥١)، الترمذی كتاب الدعوات باب منه (٥٤٠٠)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب یا يدعو به اذا اولى الى فراشه (٣٨٧٣)، مسلم كتاب الذكر باب ما يقول عند النوم (٢٧١٣)

برائی سے جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے یعنی تو اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے تو ہی سب سے آخر ہے تیری بعد کوئی چیز نہیں ہے اور تو ہی ظاہر ہے یعنی اپنے افعال وصفات کے لحاظ سے بالکل ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور تو ہی باطن یعنی باعتبار ذات کے پوشیدہ ہے اور تجھ سے زیادہ کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے تو مجھ سی قرض ادا کرادے اور محتاجی سے مجھے بے نیاز کردے۔'' (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' مسلم)

٢٤٠٩۔ وَعَنْ أَبِي الأَزْهَرِ الأَنْمَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((بِسْمِ اللهِ، وَضَعْتُ جَنْبِيْ للهِ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاخْسَأْ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الأَعْلَى))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۴۰۹۔ حضرت ابو الازہر انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سوتے وقت اس دعا کو پڑھتے تھے: ((بسم الله وضعت جنبی الله اللهم اغفرلی ذنبی وخسا شيطانی وفك رهانی واجعلنی فی الندی الاعلی .)) ''اللہ کے نام سے اللہ کے واسطے اپنی کروٹ رکھتا ہوں اے اللہ تو میرے گناہ معاف کردے اور میرے شیطان کو ذلیل کردے اور میری گردن کو چھڑا دے اور بلند محفل والوں میں مجھے شامل کردے۔'' (ابوداؤد)

٢٤١٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ، وَآوَانِيْ، وَأَطْعَمَنِيْ، وَسَقَانِيْ، وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِيْ أَعْطَانِيْ فَأَجْزَلَ، الْحَمْدُ للهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، اللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۴۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچھونے پر تشریف لے جاتے تو یہ کہتے: ((الحمد الله الذی کفانی واوانی واطعمنی وسقانی والذی من علی فافضل والذی اعطانی فاجزل الحمد لله علی كل حال اللّٰهم رب كل شئی مليكه واله كل شئی اعوذبك من النار .)) ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میری کفایت کی اور تمام مخلوق سے بے نیاز کردیا اور رہنے کے لیے جگہ دی اور مجھے کھلایا اور پلایا اور مجھ پر احسان فرمایا اور بہت بڑا فضل کیا اور بہت کچھ عطا کیا۔ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے خدایا ہر چیز کے پالن ہار اور ہر چیز کے شہنشاہ اور ہر چیز کے معبود میں تیری ذات سے جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

٢٤١١۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم! فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الأَرَقِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الأَرَضِيْنَ

۲۴۱۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی بے چینی کی شکایت کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بے قراری اور بے چینی کی وجہ سے میں سو نہیں پاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے چلو تو اس دعا کو پڑھ لیا کرو: ((اللّٰهم رب السموت السبع وما اظللت ورب الارضين

٢٤٠٩۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الادب باب ما يقول عند النوم (٥٠٥٤)

٢٤١٠۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الادب با مايقول عندالنوم (٥٠٥٨)

٢٤١١۔ اسناده، ضعيف جدا، سنن الترمذی كتاب الدعوات با ٩٠ (٣٥٢٣)، حکم بن ظہیر متروک راوی ہے۔

وَ مَا أَقَلَّتْ، وَ رَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَ مَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا، أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ أَنْ يَبْغِيَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلاَ إِلَهَ غَيْرُكَ، لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَالْحَكِيْمُ بْنُ ظُهَيْرٍ الرَّاوِيُّ قَدْ تَرَكَ حَدِيْثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ

وما اقلت ورب الشياطين وما اضلت كن لی جارا من شر خلقك كلهم جميعا ان يفرط علی احد منهم اوو ان يبغی عز جارك وجل ثناء ك ولا اله غيرك لا اله الا انت .)) ''اے اللہ تو رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور جن پر ان کا سایہ ہے اور تو رب ہے زمینوں کا اور جن چیزوں کو اٹھا رکھا ہے اور تو رب ہے شیطان کا اور جن کو گمراہ کیا شیطان نے تو اپنی تمام مخلوق کی برائی سے مجھے پناہ دے کہ کوئی میرے اوپر زیادتی یا سرکشی کرے تیری پناہ زبردست اور تیری تعریف بہت بڑی ہے تیرے سوا کوئی عبادت نہیں ہے۔ ضرور تو ہی معبود ہے۔'' (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۲۴۱۲۔ وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: أَصْبَحْنَا وَ أَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ: فَتْحَهُ، وَنَصْرَهُ، وَنُوْرَهُ، وَبَرَكَتَهُ، وَهُدَاهُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ، وَ مِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ ثُمَّ إِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۱۲۔ حضرت ابو مالک بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی صبح کو اٹھے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے: ((اصبحنا اصبح الملك لله رب العلمين اللهم انی اسئلك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه واعوذبك من شر ما فيه وشر ما بعده .)) ''ہم نے اور اللہ کی تمام ملک نے صبح کیا خدایا! اس دن کی بھلائی و فتح و مدد و روشنی اور برکت و ہدایت میں تجھ سی مانگتا ہوں اور اس دن اور اس کے بعد کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ (ابوداؤد)

اور شام کو بھی اسی طرح پڑھ لیا کرے یعنی یوں کہے: ((امسينا امسى الملك الله رب العلمين اللهم انسئلك خير هذه الليل فتحها ونصرها ونورها وبركتها وهذاها واعوذبك من شر ما فيها شر ما بعدها .)) ''ہم نے اور تمام ملکوں نے اللہ رب العلمین کے لیے شام کی اے اللہ میں اس رات کی بھلائی فتح مدد اور روشنی اور اس کی برکت و ہدایت مانگتا ہوں اور اسکی برائی اور اس کے بعد کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

۲۴۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ! أَسْمَعُكَ تَقُوْلُ كُلَّ غَدَاةٍ: ((اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِيْ لاَ إِلٰهَ

۲۴۱۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ روزانہ تین مرتبہ صبح کے وقت اور تین مرتبہ شام کے وقت پڑھتے ہیں اور کبھی ناغہ نہیں کرتے تو میرے والد حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ بیٹا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دعا کو پڑھتے ہوئے سنا

۲۴۱۲۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الادب ما يقول اذا اصبح (۵۰۸۴)، شریح بن عبید عن ابی مالک اشعری مرسل ہوتی ہے (المراسل ص ۹)

۲۴۱۳۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الادب باب ما يقول اذا اصبح (۵۰۹۰)، جعفر بن میمون ضعیف راوی ہے۔

إِلَّا أَنْتَ)) تُكَرِّرُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ، وَ ثَلَاثًا حِيْنَ تُمْسِي فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

ہے اس لیے آپ کی پیروی میں پڑھتا ہوں اور میں آپ کی سنت کی اتباع میں پڑھنے کو پسند کرتا ہوں وہ دعا یہ ہے: ((اللّٰهم عافنی فی بدنی اللّٰهم عافنی فی سمعی اللهم عافنی فی بصری لا الٰه الا انت .)) ''اے اللہ! میرے بدن میں عافیت عطا فرما اور اے اللہ میرے کان اور آنکھ میں عافیت دے بس تو ہی سچا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (ابوداؤد)

٢٤١٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ، وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا، وَ أَوْسَطَهُ نَجَاحًا، وَآخِرَهُ فَلَاحًا، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!))۔ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِ ((الْأَذْكَارِ)) بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ

۲۴۱۴۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کو اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اصبحنا واصبح الملك الله والحمد لله والكبرياء والعظم الله والخلق والامر والليل والنهار وما سكن فيهما الله اللهم اجعل اول هذا النهار صلاما واووسطه نجاحا واخره فلاحا یاارحم الراحمين .)) ''ہم نے اور اللہ کے ملک نے صبح کی اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور پیدا کرنا اور حکم کرنا اور رات دن اور جو ان میں بستے ہیں سب اللہ کے لیے ہیں اے اللہ اس دن کے پہلے حصے کو بھلائی اور اس کے درمیانی حصے کو حاجت روائی اور اس کے آخری حصے کو کامیابی کرنے والا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔'' (نووی کتاب الاذکار)

٢٤١٥۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ: ((أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلَى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَعَلَى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ

۲۴۱۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اصبحنا على فطر الاسلام وكلمة الاخلاص وعلى دين نبينا محمد ﷺ وعلى مل ابينا ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين .)) ''ہم نے دین اسلام پر اور کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی ﷺ کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر صبح کی جو ایک طرف تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔'' (احمد دارمی)

❀❀❀❀

٢٤١٤۔ اسناده ضعيف جداً الاذكار ص ٧٧، عمل اليوم والليلة لابن السنى ٣٨ ابوالورقاء فائد بن عبدالرحمٰن متروک راوی ہے۔
٢٤١٥۔ اسناده حسن، مسند احمد (٣/ ٤٠٦) الدارمى (٢/ ٢٩٢ ح ٢٦٩١)

بَابُ الدَّعْوَاتِ فِی الْاَوْقَاتِ

مختلف اوقات میں مختلف دعاؤں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٢٤١٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی تم میں سے اپنی بیوی یا لونڈی سے ہمبستری کا ارادہ کرے تو (دخول سے پہلے) اس کو چاہیے کہ اس دعا کو پڑھ لیا کرے تو اگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں یعنی میاں بیوی کو کوئی اولاد عطا فرمائے تو شیطان اس کو کبھی ضرر اور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ دعا یہ ہے: ((بسم الله اللّٰهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا .)) اللہ کے نام سے یہ کام کر رہا ہوں اے اللہ! تو ہم کو شیطان سے بچا اور دور کر شیطان کو اس چیز سے جو تو ہم کو عنایت فرمائے۔ (مسلم، بخاری)

توضیح:...... جماع کے آداب میں سے اس دعا کا پڑھنا مسنون ہے جس سے ظاہری و باطنی برکت ہے اور میاں بیوی دونوں کو پڑھنا چاہیے تاکہ اس دعا کی برکت سے شیطان کا دخل نہ ہو حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ اگر جماع کے وقت بسم اللہ الخ نہ پڑھا تو اس آدمی کے ذکر یعنی عضو تناسل پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور وہ بھی اس کے ساتھ جماع کرتا ہے اور وہ بھی مرد کی طرح فرج میں انزال کرتا ہے تو ایسی حالت میں اگر نطفہ قرار پا جاتا ہے تو اولاد صالح نہیں پیدا ہوتی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آ کر یہ پوچھا کہ میری بیوی جو سو کر بیدار ہوئی تو اس کی شرم گاہ میں آگ کا شعلہ تھا تو کیوں ایسا ہوا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ شیطان کی وطی ہے تم جماع کے وقت بسم الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھ لیا کرو اس کی زیادہ وضاحت اسلامی وظائف میں استعاذہ و بسملہ کے بیان میں ہم نے لکھی ہے رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ شیطان اس بچے کو ضرر نہیں پہنچا سکتا یعنی وہ نیک بچہ ہوگا شیطان کافر نہیں بنا سکتا یا ضرر اور نقصان نہیں پہنچا سکتا یا صرع اور آسیب زدہ نہیں ہو سکتا یا پیدا ہوتے وقت اس کو زیادہ چوکا نہیں لگا سکتا بہر حال اس حظ نفس کے وقت بھی خدا کے ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

رنج وغم اور بے چینی کی دعا

٢٤١٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ

۲۴۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رنج

٢٤١٦۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب صفة ابليس وجنوده (٣٢٧١، ٣٢٨٣)، مسلمكتاب النكاح باب ما يستحب ان يقول عند الجماع (١٤٣٤[٣٥٣٣])

٢٤١٧۔ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب الدعا عند الكرب (٦٣٤٥)، مسلم كتاب البر باب فضل من يملك نفسه (٢٧٣٠[٦٩٢١])

يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وغم اور بے چینی کے وقت اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((لا اله الا الله العظيم الحكيم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب السموت ورب الارض ورب العرش الكريم .)) نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو بہت بڑا بزرگ بردبار ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو بڑے عرش کا رب ہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو ساتوں آسمانوں اور زمین کا اور بزرگ عرش کا رب ہے۔ (بخاری، مسلم)

غصے سے نجات دلانے والا کلمہ

٢٤١٨۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا، قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: لَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۱۸۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخصوں نے آپس میں گالی گلوچ کی اور ہم لوگ اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک شخص نے غصہ کی حالت میں دوسرے کو گالی دی اور غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ گالی دینے والا جو غصے میں بھرا ہوا ہے اس کلمے کو کہہ لے تو اس سے اس کا سارا غصہ جاتا رہے گا اور وہ کلمہ یہ ہے: ((اعوذ بالله من الشيطان الرجيم .)) لوگوں نے اس آدمی سے کہا کہ کیا تو نہیں سن رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں یعنی تو غصے کی حالت میں ہے اور یہ شیطان کی جانب سے ہے تو تو شیطان کو اور غصے کو دور کرنے کے لیے اعوذ بالله من الشيطان الرجيم کہہ تو اس نے کہا میں پاگل و دیوانہ نہیں ہوں (یہ کلمہ پاگل اور دیوانوں سے پڑھوایا جاتا ہے) اور میں مجنون اور دیوانہ نہیں ہوں۔ (بخاری، مسلم)

توضیح :...... استعاذہ کی یعنی اعوذ بالله من الشيطان الرجيم کی بڑی فضیلت ہے شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے لیے اکسیر اور غصے کے دور کرنے کے لیے تریاق ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم﴾ اگر شیطان کی جانب سے جو کہ وسوسہ دھوکہ پہنچے اور وہ تمہیں چونکا لگائے تو تم اللہ کے ساتھ اس سے پناہ مانگ لیا کرو تحقیق اللہ سننے جاننے والا ہے تو یہ تعوذ اسی آیت کریمہ سے مستنبط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس دعا کو پڑھ کر شیطان سے پناہ مانگی ہے خصوصاً غصے کے وقت اس کے پڑھنے سے خدا کے حکم سے شیطان سے پناہ حاصل ہو جاتی ہے اس گالی دینے والے نے اس دعا کو نہیں پڑھا یا تو اپنی جہالت کی وجہ سے یا اپنے نفاق پن کی وجہ سے نہیں پڑھا۔

٢٤١٩۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ؛ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ

۲۴۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو چونکہ اس مرغ نے فرشتے کو دیکھا ہے یعنی تم یہ کہو: ((اللهم انى اسئلك من

٢٤١٨۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب الحذر من الغضب (٦١١٥)، مسلم كتاب البر باب فضل من يملك نفسه (٢٦١٠[٦٦٤٦])

٢٤١٩۔ صحيح بخارى كتاب بداء الخلق باب خير مال المسلم (٣٣٠٣)، مسلم كتاب الذكر باب استحباب الدعاء عند صباح الديك (٢٧٢٩[٦٩٢٠])

نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ؛ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فضلك .)) اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے یعنی گدھے کی آواز سن کر یوں کہو: ((اللّٰهم انی اعوذبك من الشيطان الرجيم .)) (بخاری، مسلم)

سفر کی دُعائیں

۲۴۲۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هَـٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾، اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ لَنَا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الأَهْلِ علیہ السلام وَالْمَالِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ)) وَ إِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَ زَادَ فِيهِنَّ:((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے اور اونٹ پر سوار ہو جاتے تو سواری پر سوار ہو کر تین مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے اور ایک بار اس دعا کو پڑھتے: ((سبحان الذی سخر لنا هذا وما كناله مقرنين وانا الى ربنا لمقلبون اللّٰهم انا نسئلك فى سفر ناهذا البر والقوى ومن العمل ما ترضى اللهم هون علينا سفرنا هذا واطولنا بعده اللّٰهم انت الصاحب فى السفر والخليف فى الاهل اللّٰهم انى اعوذبك من وعثاء السفر وكاب المنظر وسوء المنقلب فى المال والاهل .)) ”اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ورنہ ہم میں یہ کہاں طاقت تھی کہ ہم اس کو اپنے بس میں کر سکتے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے بھلائی تقوی و پرہیزگاری مانگتے ہیں اور اس عمل کی درخواست کرتے ہیں جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! اس سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے اور ہمارے گھر بار کی خبر گیری کرنے والا ہے۔ خدایا میں سفر کی تکلیفوں سے اور برے منظر سے اور گھر بار میں بری حالت دیکھنے سے اور اہل و عیال اور مال کی بری کیفیت دیکھنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو انہیں کلمات کو کہتے جن کا بیان ابھی اوپر آیا ہے اور ان کے ساتھ ان لفظوں کو بھی ادا فرماتے۔ ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔ ہم لوٹ کر آئے ہیں توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ (مسلم شریف)

۲۴۲۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ،

۲۴۲۱۔ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو سفر کی حالت میں محنت و مشقت اور تکلیف اور بری حالت میں واپسی سے اور حالت کے بدل جانے سے یعنی نفع کے بعد نقصان سے اور ترقی کے بعد تنزلی سے اور مظلوم کی بددعا سے اور اہل

۲۴۲۰۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب ما يقول اذا ركب الى سفر (۱۳۴۲[۳۲۷۵])

۲۴۲۱۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب ما يقول اذا ركب الى سفر (۱۳۴۳[۳۲۷۶])

وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الأَھْلِ وَالْمَالِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وعیال اور مال کی برائی کی حالت میں دیکھنے سے خدا کی پناہ چاہتے تھے یعنی یوں دعا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکاب المنقلب والحور بعد الکور ومن دعو المظلوم ومن سوء المنظر فی الاھل والمال .)) (مسلم)

۲۴۲۲۔ وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ ﷝ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً فَقَالَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرُّهُ شَیْءٌ حَتّٰی يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۲۲۔ خولہ بنت حکیم بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے سفر میں کسی جگہ منزل کیا اور کسی مقام میں قیام کیا اور اس دعا کو پڑھ لیا تو جب تک وہاں رہے گا کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ اس منزل سے وہ کوچ کر جائے: ((اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق)) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کے شر سے اللہ کے پورے پورے کلموں کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

موذی جانور کے شر سے بچنے کی دُعا

۲۴۲۳۔ وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ ﷛ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَةَ قَالَ: ((أَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ أَمْسَيْتَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرُّكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل رات میں مجھے ایک بچھو کے ڈسنے سے مجھے بڑی تکلیف پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اگر شام کے وقت اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق پڑھ لیا کرتا تو تجھ کو نہ یہ بچھو تکلیف دیتا اور نہ اور کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی تھی۔ (مسلم)

۲۴۲۴۔ وَعَنْهُ ﷛ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا كَانَ فِی سَفَرٍ وَ أَسْحَرَ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا، وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوتے اور سحر (یعنی صبح) کا وقت ہوتا تو اس دعا کو پڑھتے: ((سمع سامع بحمداللہ وحسن بلائہ علینا ربنا صاحبنا وافضل علینا عائذا باللہ من النار .)) ''اللہ کی تعریف اور اس کی نعمتیں جو ہم پر ہیں ان کا بیان سننے والے نے سن لیا اے ہمارے رب! ہماری رفاقت کر اور ہم پر فضل کر' دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسلم)

۲۴۲۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ،

۲۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج عمرہ سے واپس ہوتے تو راستے میں ہر اونچی اور بلند

۲۴۲۲۔ صحیح مسلم کتاب الذکریا باب فی التعوذ من سوء القضاء (۲۷۰۸[۶۸۷۸])

۲۴۲۳۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب فی التعوذ من سواء القضاء (۲۷۰۹[۶۸۸۰])

۲۴۲۴۔ صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شرما عمل (۲۷۱۸[۶۹۰۰])

۲۴۲۵۔ صحیح بخاری کتاب العمرۃ باب ما یقول اذا رجع من الحج (۱۷۹۷)، مسلم کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر (۱۳۴۴[۳۲۷۸])

يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلاثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ:((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

جگہ پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھتے:((لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدير ائبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده .)) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے اور تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹ کر آئے ہیں توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی مدد فرمائی۔ اور کافروں کے گروہ کو اکیلے شکست دی۔ (بخاری، مسلم)

٢٤٢٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ:((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اللَّهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۲۴۲۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب کے دن مشرکین پر یہ بددعا کی تھی: ((اللّٰھم منزل الكتاب سريع الحساب اللّٰهم اهزم الاحزاب اللّٰهم اهزمهم وزلزلهم .)) اے اللہ! تو کتابوں کا اتارنے والا' جلد حساب لینے والا' کافروں کو شکست دینے والا' تو ان کافروں کو شکست دے اور ان کو ڈگمگا دے کہ ثابت قدم نہ رہ سکیں۔ (بخاری، مسلم)

٢٤٢٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِيْ، فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَ وَطْبَةً، فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ، فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ، وَيَجْمَعُ السُّبَابَةَ وَالْوُسْطَى وَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ أُصْبُعَيْهِ السُّبَابَةَ وَالْوُسْطَى، ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَهُ، فَقَالَ أَبِيْ وَ أَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ: ادْعُ اللهَ لَنَا فَقَالَ:((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۲۷۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے باپ کے یہاں مہمان ہوئے ہم نے آپ کے سامنے کھانا اور مالیدہ پیش کیا آپ نے اس میں سے کھا لیا پھر آپ کے سامنے کھجور لا کر رکھی گئی آپ کھجوروں کو کھاتے جاتے اور گٹھلیوں کو دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ کر کبھی داہنے طرف کبھی بائیں طرف ڈالتے اور پھینکتے جاتے پھر آپ کے پاس پینے کا پانی لایا گیا۔ آپ نے نوش فرما لیا جب آپ چلنے لگے تو میرے باپ نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے حق میں دعا کیجئے تو آپ نے یہ دعا دی: ((اللّٰھم بارك لهم فيما رزقهم واغفرلهم وارحمهم .)) ''اے اللہ تو اس چیز میں برکت عطا فرما جو تو نے ان کو دی ہے اور ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔'' (مسلم)

٢٤٢٦۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الدعا على المشركين (٢٩٣٣)، مسلم كتاب الجهاد باب استحباب الدعاء بالنصر (١٧٤٢[٤٥٤٣])

٢٤٢٧۔ صحيح مسلم كتاب الاشربه باب استحباب وضع النوى (٢٠٤٢ [٥٣٢٨])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

۲۴۲۸۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۴۲۸۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پہلی تاریخ کے چاند دیکھنے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهم اهله علينا بالامن والايمان والسلامة والاسلام ربی وربك الله .)) ''اے اللہ! ہم کوتو امن و ایمان سلامتی اور سلام کا چاند دکھا اور اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔(ترمذی)

۲۴۲۹۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَأَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ رَأَى مُبْتَلًى، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِیْ عَلَى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، إِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ كَائِنًا مَا كَانَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۲۴۲۹۔ حضرت عمر اور ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ کو کسی بلا میں مبتلا دیکھ کر اس دعا کو پڑھا تو وہ آفت و مصیبت و بلا کبھی اس کو نہیں پہنچے گی خواہ کوئی بھی بلا ہو: ((الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاك به فضلنی على كثير ممن خلق تفضيلا .)) ''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے اس بیماری سے بچائے رکھا ہے جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اور اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی ہے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ)

۲۴۳۰۔ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ الرَّاوِیُّ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ

۲۴۳۰۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اسے ابن عمر ﷺ سے اور کہا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس میں راوی عمرو بن دینار قوی نہیں ہے۔

۲۴۳۱۔ وَعَنْ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ؛ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ، وَبَنٰى لَهُ

۲۴۳۱۔ حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیوں کو لکھے گا اور دس لاکھ گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور دس لاکھ درجوں کو بلند کرے گا اور جنت مین اس کے لیے محل بنائے گا: ((لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حى لا يميت بيده الخير وهو على كل شئى قدير .)) ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا

۲۴۲۸۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ما يقول عند روية الهلال (۳۴۵۱)، سلیمان بن سفیان المدینی ضعیف اور بلال بن یحییٰ بن طلحہ ''لین'' راوی ہے۔

۲۴۲۹۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ما يقول اذا راى بتلى (۳۴۳۰، ۳۴۳۱)، ابن ماجه (۳۸۹۲)

۲۴۳۰۔ حسن، سنن ابن ماجه كتاب الدعا باب مايدعو به الرجل اذا نظر الى اهل البلاء (۳۱۹۲)

۲۴۳۱۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ما يقول اذا دخل السوق (۳۴۲۸)، ابن ماجه كتاب التجارات باب الاسواق (۲۲۳۵)، عمرو بن دینار ضعیف راوی ہے۔

بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَه، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ)). ((مَنْ قَالَ فِي سُوْقٍ جَامِعٍ يُبَاعُ فِيْهِ)) بَدَلَ ((مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ))

کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ جلاتا اور مارتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے موت نہیں اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ)

٢٤٣٢۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ: ((أَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ؟)) قَالَ: دَعْوَةٌ أَرْجُو بِهَا خَيْرًا فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولُ الْجَنَّةِ، وَالْفَوْزُ مِنَ النَّارِ)) وَ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! فَقَالَ: ((قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسَلْ)) وَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلاً وَهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ: ((سَأَلْتَ اللهَ الْبَلَاءَ، فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۳۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ((اللّٰهم انی اسئلك تمام النعم .)) الٰہی میں تجھ سے پوری نعمت کا سوال کرتا ہوں آپ نے اس سے دریافت کیا پوری نعمت کیا ہے اس نے کہا یہ دعا ہے جس سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا پوری نعمت جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے بچ جانا ہے سب سے بڑی یہی نعمت ہے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص سے یا ذالجلال والاکرام کہتے ہوئے سنا یعنی اے عزت و بزرگی والے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا پھر تیری درخواست قبول ہو گئی تو مانگ۔ نبی ﷺ نے ایک شخص کو اللّٰهم انی اسئلك الصبر ''یعنی اے اللہ میں صبر مانگتا ہوں'' آپ نے فرمایا تو نے بلا اور مصیبت کا سوال کیا ہے تو عافیت مانگ۔ (ترمذی)

٢٤٣٣۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ: سُبْحَانَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ؛ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۴۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں بیہودہ اور بے کار بہت سی باتیں ہوئی ہوں تو اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اگر اس نے دعا پڑھ لی ہے تو اس مجلس کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے: ((سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك .)) ''اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہین اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ تو ہی معبود ہے اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹتے ہیں۔'' (بیہقی' ترمذی)

٢٤٣٤۔ وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّهُ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ،

۲۴۳۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سواری کے لیے جانور لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہوں جب حضرت علی نے اس جانور کے پیٹھ پر سوار ہو کر رکاب

٢٤٣٢۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب (٣٥٢٧)
٢٤٣٣۔ اسناده صحیح، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا قام من المجلس (٣٤٣٣)
٢٤٣٤۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الجهاد باب مایقول اذا رکب (٢٦٠٢)، الترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا رکب الناقة (٣٤٤٦)، مسند احمد (١/ ٩٧)

فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ، سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟! قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ، ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَقُوْلُ: يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِيْ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَ أَبُوْدَاوُدَ

میں پاؤں رکھا تو بسم اللہ پڑھا پھر جب اطمینان سے پیٹھ پر بیٹھ گئے تو الحمد للہ کہا پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھی: ((سبحان الّذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا المنقلبون .)) ''وہ ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے' ورنہ ہم میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے اور ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ پھر تین بار الحمد للہ کہا اور تین بار الله اکبر کہا اور پھر کہا: ((سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت .)) یعنی خدایا تو پاک ہے میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو معاف کر دے کیونکہ تو ہی معاف کرنے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت علی ہنسنے لگے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ یا امیر المومنین آپ کیوں ہنس پڑے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ بھی ہنس پڑے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنس پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب کہ وہ رب اغفرلی ذنوبی کہتا ہے۔ یعنی خدایا تو میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ بندہ اس بات کو جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ (احمد' ترمذی' ابوداود)

٢٤٣٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا ، أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ ﷺ ، وَ يَقُوْلُ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ آخِرَ عَمَلِكَ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ ، وَابْنُ مَاجَه ، وَ فِيْ رِوَايَتِهِمَا لَمْ يَذْكُرْ: ((وَآخِرَ عَمَلِكَ))

٢٤٣٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کو رخصت کرتے تو ازراہ شفقت اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے اور خود اس کے ہاتھ کو نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ وہ آدمی نبی ﷺ کا ہاتھ چھوڑ دیتا اور رخصت کرتے وقت اس کو یہ دعا دیتے: ((استودع الله دینك وامانتك واخر عملك .)) تیرے دین اور تیری امانت اور تیرے آخری عمل کو اللہ کی امانت میں دیتا ہوں اور ایک روایت میں خواتیم عملك ہے تیرے عمل کا خاتمہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ (ترمذی' ابوداوٗد' ابن ماجہ)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میزبان مہمان کو رخصت کرتے وقت مہمان کے ہاتھ کو خواہ رخصتی کی نیت سے محبت اور شفقت کی غرض سے پکڑ لے اور خود اپنے طرف سے ہاتھ چھوڑنے میں پیش قدمی نہ کرے اور رخصت کرتے وقت اس دعا کو پڑھے۔

٢٤٣٥۔ صحیح ، سنن ابی داوٗد کتاب الجهاد باب فی الدعا عند الوداع (٢٦٠٠) ، الترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا ودع انسانا (٣٤٤٣) ، ابن ماجه کتاب الجهاد باب تشبیع الغزاة دوداعهم (٢٨٦٦)

٢٤٣٦ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ الْخَطْمِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ، وَ أَمَانَتَكُمْ، وَ خَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۳۶۔ حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکر کو رخصت کرنے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا دیتے: ((استودع اللہ دینکم وامافتکم وخواتیم اعمالکم.)) تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)

٢٤٣٧ـ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِيْ فَقَالَ: ((زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوٰى)) قَالَ: زِدْنِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّيْ قَالَ: ((وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

۲۴۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں سفر میں جانا چاہتا ہوں آپ مجھے توشہ دیجئے یعنی میرے لیے دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا: ((زودك اللّٰه التقوى.)) اللہ تعالیٰ تجھے تقوی اور پرہیز گاری کا توشہ دے یعنی پرہیز گاری کی توفیق عطا فرمائے اس نے کہا اور زیادہ دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا: ((وغفر ذنبك.)) اللہ تیرے گناہوں کو بخش دے اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور زیادہ دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا: ((ويسرلك الخير حيث ما كنت.)) کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے بھلائی کو آسان کر دے جہاں بھی تو رہے یعنی تمہیں کار خیر کی توفیق عطا فرمائے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ (ترمذی)

٢٤٣٨ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِيْ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَ التَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ)) قَالَ: فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں سفر میں جانا چاہتا ہوں آپ مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تو خدا کے پرہیز گاری کو اپنے ذمہ لازم کر لو یعنی ہر جگہ خدا سے ڈرتے رہو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہتے رہو جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ نے اس کو یہ دعا دی: ((اللّٰهم اطوله البعد وهون عليه السفر.)) خدایا اس کے لیے دوری کو لپیٹ دے اور اس کے سفر کو آسان کر دے۔ (ترمذی)

٢٤٣٩ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: ((يَا أَرْضُ! رَبِّيْ وَ رَبُّكِ اللهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَ أَسْوَدَ وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَ الْعَقْرَبِ، وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

۲۴۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کرتے اور رات آ جاتی تو یہ دعا پڑھتے: ((یا ارض ربی وربك اللّٰه اعوذ بالله من شرك وشر ما فيك وشرما خلق فيك وشر ما يدب عليك واعوذ بالله من اسد واسود ومن الحى والعقرب ومن شر ساكنى البلد ومن والد وما ولد.)) "اے زمین! میرا رب اور تیرا رب ایک ہی اللہ ہے تیرے شر سے اور جو کچھ تیرے میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ تیرے اندر پیدا

٢٤٣٦ـ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الجهاد باب فى الدعا عند الوداع (٢٦٠١)
٢٤٣٧ـ اسناده حسن، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ٤٤ (٣٤٤٤)
٢٤٣٨ـ حسن، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ٤٥، (٣٤٤٥)
٢٤٣٩ـ ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الجهاد باب مايقول الرجل اذا نزل المنزل (٢٦٠٣)، زبیر بن ولید مجہول الحال راوی ہے۔

کیا گیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ تجھ پر چلتا ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور شیر اور کالے ناگ اور سانپ اور بچھو کے شر سے اور اس سرزمین کے رہنے والوں کے شر سے اور ابلیس اور اس کی الاد سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

٢٤٤٠ـ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ:((اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَ نَصِيْرِيْ، بِكَ أَحُولُ وَ بِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۴۰۔ حضرت انس بیان رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهم انت عضدی ونصيری بك احول وبك اصول وبك اقاتل .)) یا اللہ تو ہی میرا قوت بازو اور مددگار ہے تیری قوت دینے سے چلتا پھرتا ہوں اور تیرے ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے جہاد کرتا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

٢٤٤١ـ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ:((اللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُورِهِمْ، وَ نَعُوذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۴۱۔ حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم سے ڈرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللهم انا فجعلك فی فحورهم ونعوذبك من شرورهم .)) ''اے اللہ ہم تجھ کو ان دشمنوں کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں اور ان کی برائی سے پناہ چاہتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٢٤٤٢ـ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ:((بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنِّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْتِيْ قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ:((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ))۔

۲۴۴۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ((بسم الله توكلت على الله اللّٰهم انا نعوذبك من ان نزل او نضل او نظلم او نظلم او نجهل او يجهل علينا .)) اللہ کا نام لے کر نکلتا ہوں اور اللہ کے اوپر بھروسہ کرتا ہوں الٰہی تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ پھسل جائیں ہم یا گمراہ ہو جائیں یا کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم ہو یا نادانی کی بات کریں یا ہم پر کوئی نادانی کرے۔ (ترمذی احمد نسائی) اور ابوداؤد وابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے گھر سے باہر نکل کر تشریف لے جاتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے: ((اللهم انی اعوذبك من اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجهل او يجهد علی .)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ ہم کسی کو گمراہ کریں یا ہم گمراہ کیے جائیں یا ہم ظلم کریں یا ہم ظلم کیے جائیں یا ہم نادانی کی باتیں کریں یا ہم پر نادانی کی بات کی جائے۔'' (ابوداؤد' ابن ماجہ)

٢٤٤٠ـ حسن، سنن ابی داوٗد كتاب الجهاد باب ما يدعى عند اللقار (٢٦٢٣)، الترمذی كتاب الدعوات باب فی الدعا اذا غذا (٣٥٨٤)

٢٤٤١ـ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب ما يقول الرجل اذا خاف قوما (١٥٣٧)، مسند احمد (٤/ ٤١٤)

٢٤٤٢ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا اخرج من بيته (٥٠٩٤)، الترمذی كتاب الدعوات باب ٣٥ (٣٤٢٧)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب ما يدعو به الرجل اذا خرج من بيته (٣٨٨٤)، عامر الشعبی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔ مسند احمد (٦/ ٣٠٦)

٢٤٤٣۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ، فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ؛ يُقَالُ لَهُ حِيْنَئِذٍ: هُدِيْتَ وَكُفِيتَ، وَوُقِيْتَ، وَفَيَتَنَحَّى لَهُ الشَّيْطَانُ وَيَقُوْلُ: شَيْطَانٌ آخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ، وَ كُفِيَ، وَوُقِيَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ إِلَى قَوْلِهِ: ((لَهُ الشَّيْطَانُ))

۲۴۴۳۔ حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص گھر سے باہر نکل کر اس دعا کو پڑھے تو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی اور تیری کفایت کی گئی اور تو محفوظ رکھا گیا یہ سن کر شیطان اس سے ہٹ جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ اب تو اس پر کیونکر قابو پا سکتا ہے جب کہ اس کو ہدایت دی گئی اور اس کی کفایت کی گئی اور اس کی نگرانی کی گئی وہ دعا یہ ہے: ((بسم اللـه تـوكلت على الله لا حول ولا قوة الا بالله .)) میں اللہ کے نام پر نکلتا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور گناہوں سے باز رہنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ (ابوداؤ د ترمذی)

٢٤٤٤۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمُوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَ عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۴۴۴۔ حضرت ابو مالک اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے گھر میں داخل ہو تو اس دعا کو پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے: ((اللّٰهم انی اسئلك خير المولج وخير المخرج بسم الله ولجنا وعلى الله ربنا توكلنا .)) "اے اللہ میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں اور گھر سے باہر نکلنے کی بھلائی بھی اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور ہم نے اپنے رب پر بھروسہ کیا۔" (ابوداؤد)

٢٤٤٥۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الإِنْسَانُ، إِذَا تَزَوَّجَ، قَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

۲۴۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی نکاح کرنے والے دولہے کو دعا دیتے تو یہ فرماتے بـارك الـلـه لك وبـارك عـلـيـكما وجمع بينكما فى خير۔ "اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کے درمیان بھلائی میں اتفاق پیدا کرے۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

٢٤٤٦۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ﷛ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا تَزَوَّجَ

۲۴۴۶۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی عورت سے نکاح

٢٤٤٣۔ صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا خرج من بيته (٥٠٩٥)، الترمذى كتاب الدعوات باب ما يقول اذا خرج من بيته (٣٤٢٦)

٢٤٤٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب ما يقول اذا خرج من بيته (٥٠٩٦)، شریح بن عبید عن ابی مالک مرسل ہے۔

٢٤٤٥۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٢/ ٢٨١)، سنن ابو داوٗد كتاب النكاح باب ما يقال للمتزوج (٢١٣٠)، الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فيما يقال للمتزوج (١٠٩١)، ابن ماجه كتاب النكاح باب تهنئة النكاح (١٠٩٥)

٢٤٤٦۔ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب النكاح باب فى جامع النكاح (٢١٦٠)، ابن ماجه كتاب النكاح باب ما يقول الرجل اذا دخلت عليه اهله (١٩١٨)

أَحَدُكُمْ امْرَأَةً، أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَ خَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَ إِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا، فَلْيَأْخُذْ بِذُرْوَةِ سَنَامِهِ، وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ: ((ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

کرو یا غلام خرید و تو یہ دعا پڑھو: ((اللّٰھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما جبلھا علیه واعوذبك من شرھا وشرما جبلتھا علیه .)) اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کو جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔(ابن ابی شیبہ) اور جب کوئی اونٹ یا کوئی جانور خریدے تو اس کے کوہان کو اور پیشانی کو پکڑ کر اسی دعا کو پڑھنا چاہیے۔(ابوداؤد ابن ماجہ)

۲۴۴۷۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ: اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۴۴۷۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غمزدہ اور بے چین کے لیے یہ دعا ہے: ((اللّٰھم رحمتك ارجو فلال تکلنی الی نفسی طرف عین واصلح لی شانی کله لا الٰه الا انت .)) الٰہی میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں ایک لحہ بھی مجھ کو میرے نفس کی طرف مت چھوڑ اور میرے سب کاموں کو درست کر دے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔(ابوداؤد)

۲۴۴۸۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ وَدُيُوْنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: قُلْتُ: بَلَى قَالَ: ((قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ وَ إِذَا أَمْسَيْتَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ)) قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ، وَقَضَى عَنِّيْ دَيْنِيْ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۴۴۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں رنجیدہ اور غمگین آدمی ہوں قرضوں نے مجھے چمٹ لیا ہے اور گھیرے رکھا ہے ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں نظر آتی ہے اس لیے بہت پریشان ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ایک دعا بتاتا ہوں تم صبح اور شام کو جب پڑھ لیا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے رنج وغم کو دور کر دے گا اور تمہارے قرض کو بھی ادا کرا دے گا۔ اس نے کہا ہاں حضرت آپ مجھے بتا دیجئے پھر آپ نے فرمایا کہ تم صبح اور شام اس دعا کو پڑھ لیا کرو: ((اللّٰھم انی اعوذبك من الھم والحزن واعوذبك من العجز والکسل واعوذبك من البخل والحبن واعوذبك من غلب الدین وقھر الرجال .)) ''خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ سے۔ اس قرض دار آدمی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے رنج وغم کو دور کر دیا اور میرے قرض کو بھی ادا کر دیا۔'' (ابوداؤد)

۲۴۴۷۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الادب با ما یقول اذا اصبح (۵۰۹۰)، جعفر بن میمون ضعیف راوی ہے۔

۲۴۴۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستعاذة (۱۰۰۰)، الجریری مختلط اور غسان بن عوف 'لین الحدیث' راوی ہے۔

٢٤٤٩ـ وَعَنْ عَلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ جَاءَهُ مُكَاتَبٌ فَقَالَ: إِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَأَعِنِّيْ قَالَ: أَلاَ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلْ:((اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلاَلِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ)) وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلاَبِ)) فِيْ بَابِ ((تَغْطِيَةِ الأَوَانِيْ)) إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

۲۴۴۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک غلام مکاتب نے آ کر عرض کیا کہ میں مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز اور قاصر ہو گیا ہوں اور میری امداد کیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں چند کلمات نہ بتاؤں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کو ادا کرا دے گا تم یہ دعا پڑھو: ((اللّٰهم اكفنى بحلالك عن حرامك اغنى بفضلك عمن سواك.)) ”الٰہی تو میری کفایت فرما حلال کے ساتھ اپنے حرام سے اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے۔“ (ترمذی بیہقی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٤٥٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ: ((إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ إِنْ تَكَلَّمَ بِشَرٍّ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوْبُ إِلَيْكَ))۔ رَوَاهُ النِّسَائِيُّ

۲۴۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ بیٹھتے یا نماز پڑھ کے فارغ ہوتے تو چند کلمات کو زبان مبارک سے ادا فرماتے تو میں نے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان کلمات سے پہلے کوئی اچھی باتیں کی جائیں تو یہ ان پر قیامت تک کے لیے مہر بن جائیں گے۔ یعنی وہ کلمات محفوظ رہیں گے اور کبھی اس کا ثواب ضائع نہیں ہو گا جس طرح مہر شدہ چیز ضائع ہوتی ہے اور اگر ان سے پہلے بری باتیں کی گئی ہیں تو یہ کلمات ان کا کفارہ ہو جائیں گے (وہ چند کلمات یہ ہیں): ((سبحانك اللّٰهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔)) الٰہی ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور تیرے طرف توبہ کرتے ہیں۔ (نسائی)

٢٤٥١ـ وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلاَلَ قَالَ:((هِلاَلُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ، هِلاَلُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلاَلُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ)) ثَلاَثَ مَرَّاتٍ،

۲۴۵۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی تاریخ چاند کو دیکھتے تو اس دعا کو تین مرتبہ پڑھتے: ((هلال خير ورشد هلال خير ورشد هلال خير ورشد امنت بالذى خلقك الحمد لله الذى زب بشهر كذا وجاء بشهر

٢٤٤٩ـ اسناده حسن، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ١١٠ (٣٥٦٣)، حاكم (١/ ٥٣٨)

٢٤٥٠ـ اسناده حسن، سنن النسائى كتاب السهو باب نوع آخر من الذكر (١٣٤٥)

٢٤٥١ـ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الادب باب ما يقول الرجل اذا راى الهلال (٥٠٩٢)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ثُمَّ يَقُوْلُ: ((الْحَمْدُ للهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

كـذا .)) یہ چاند بھلائی اور نیکی کا ہے یہ چاند بھلائی اور نیکی کا ہے یہ چاند بھلائی اور نیکی کا ہے میں اس پر ایمان لایا جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو اس مہینے کو لے گیا اور اس مہینے کو لے آیا۔ (ابوداؤد)

٢٤٥٢۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَثُرَ هَمُّهُ، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ وَفِي قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَلْهَمْتَ عِبَادَكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِي، وَجَلَاءَ هَمِّي وَغَمِّي مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ إِلَّا أَذْهَبَ اللهُ غَمَّهُ، وَأَبْدَلَهُ فَرَجًا)). رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۲۴۵۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو رنج وغم زیادہ ہو اس کو یہ دعا پڑھنا چاہیے جو بندہ اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رنج وغم کو دور کر دے گا اور اس کے بدلے میں فرحت وخوشی عطا فرمائے گا (وہ دعا یہ ہے): ((اللّٰهم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك وفی قبضتك ناصيتی بيدك ماض فی حكمك عدل فی قضاء ك اسئلك بكل اسم هو لك سميت به نفسك او انزلته فی كتابك او علمته احدا من خلقك او الهمت عبادك او استاثرت به فی مكنون الغيب عندك ان تجعل القران ربيع قلبی وجلاء همی وغمی .)) الٰہی میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرے غلام اور تیری باندی کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے قابو میں ہے۔ میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے تیرا فیصلہ میرے بارے میں انصاف کے ساتھ ہے میں سوال کرتا ہوں تیرے اس نام سے کہ تو نے اس کے ساتھ اپنا نام رکھا ہے یا اپنی کتاب میں تو نے اتارا ہی یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے علم غیب میں تو نے اس کو اختیار کر رکھا ہے اس بات کا کہ تو کر دے قرآن مجید کو میرے دل کی فرحت وخوشی اور میری آنکھوں کا نور اور دور کر میرے رنج وغم کو اور جاتی رہیں میری پریشانیاں۔ (رزین)

٢٤٥٣۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۴۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ (بخاری)

٢٤٥٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ يَقُوْلُ: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ

۲۴۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی کام بے چین اور پریشان کرتا تو آپ یہ فرماتے: ((يا حی يا قيوم برحمتك استغيث .)) اے ہمیشہ زندہ رہنے والے سب کے تھامنے والے میں تیری رحمت کے ذریعہ فریاد چاہتا ہوں۔ (ترمذی)

٢٤٥٢۔ اسناده صحيح، مسند احمد (١/ ٣٩١)

٢٤٥٣۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد التسبيح اذا هبط وادياً (٢٩٩٣)

٢٤٥٤۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ٩١ (٣٥٢٤)، حاكم (١/ ٥٤٥)

٢٤٥٥ـ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ؟ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ: ((نَعَمْ، اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا)) قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ، وَهَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ ـ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۴۵۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ خندق کے دن عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا کوئی ایسی دعا ہے جس کو ہم پڑھا کریں اب تو ہمارے دل حلق تک پہنچ گئے یعنی ہم بہت بے چین اور پریشان ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ہے اور وہ یہ دعا ہے: اللّٰهم استر عوراتنا وامن روعاتنا.)) اے اللہ! ہمارے عیبوں کو چھپا دے اور ہمیں خوف سے امن دے راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے سخت ہوا سے دشمنوں کے منہ کو پھیر دیا اور سخت آندھی سے ان کو شکست دی۔ (احمد)

٢٤٥٦ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ السُّوْقَ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۴۵۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: ((بسم الله انی اسئلك خير هذ السوق وخير ما فيها واعوذبك ومنشرها وشر ما فيها اللّٰهم انی اعوذبك من شرها وشر ما فيها اللّٰهم انی اعوذبك ان اصيب فيها صفقة خاسره.)) اللہ کے نام سے اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو اس بازار میں ہے مانگتا ہوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور جو برائی اس میں ہے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ اس میں خرید و فروخت کا نقصان اٹھاؤں۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

٢٤٥٥ـ اسناده حسن، مسند احمد (٣/ ٣)

٢٤٥٦ـ اسناده ضعيف، الدعوات الكبير للبيهقى (١/ ١٣٢)، عمل اليوم والليلة لابن السنى (١٨١)، محمد بن ابان صالح الجعفی ضعیف راوی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

پناہ مانگنے کی دعائیں

انسان زمانہ کی پریشانیوں اور مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے یہ تکلیفیں عموماً اپنی سیاہ کاریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ لیکن سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مصائب اور پریشانیوں سے پناہ مانگی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تعلیم دی ہے۔ جب کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو تو اللہ تعالیٰ ان تکلیفوں کو دور کر دے گا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبتوں کو دور فرمایا اور عیش کی زندگی عطاء فرمائی اگر ہم بھی اپنی مصیبتوں کے دور کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کریں تو ان شاء اللہ مصیبتیں اور تکلیفیں دور ہوں گی آپ استعاذہ والی دعاؤں کو (یعنی جن دعاؤں میں شرارتِ نفس اور شیطان اور دوزخ وغیرہ سے پناہ مانگی جاتی ہے) حسبِ معمول بوقت ضرورت ضرور پڑھا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور سب مسلمانوں کی مشکلوں اور مصیبتوں کو دور فرمائے۔ (آمین)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

٢٤٥٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پا لینے سے اور برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوشی سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگا کرو یعنی یوں کہو: ((اللّٰھم انی اعوذبك من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوع القضاع وشماتة الاعداء .)) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور برے فیصلے سے اور دشمنوں کی خوشی سے۔ (بخاری، مسلم)

٢٤٥٨ـ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے: ((اللّٰھم انی اعوذبك من الهم والحزن والعجز والكسل والجبن والبخل وضلع الدين وغلبة الرجال .)) خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں رنج وغم اور عاجزی اور

٢٤٥٧ـ صحيح بخارى كتاب القدر باب من تعوزبالله من درك الشقاء (٦٦١٦)، مسلم كتاب الذكر و الدعاء باب فى التعوذ من سوء القضاء (٢٧٠٧[٢٨٧٧])

٢٤٥٨ـ صحيح بخارى كتاب الدعوات باب الاستعاذه من الجبن (٦٣٦٩)، مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من العجز (٢٧٠٦[٢٨٧٣])

سستی اور بزدلی اور بخیلی اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے قہر سے۔ (بخاری، مسلم)

۲۴۵۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَ الْمَأْثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَ فِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دُعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انی اعوذبك من الكسل والهرم والمغرم والما ثم اللّٰهم انی اعوذبك.من عذاب النار فتن النار وفتن القبر وعذاب القبر ومن شر فتن الغنی وشر فتن القبر ومن شر فتن المسيح الدجال اللّٰهم اغسل خطايای بماء الثلج البر ونق قلبی كما ينقی الثوب الابيض من الانس وباعد بينی وبين خطايای كما باعدت بين المشرق والمغرب.)) ''خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی سے اور بڑھاپے سے' قرض سے اور گناہ سے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور مالداری اور دولت کے فتنے کی برائی سے اور محتاجی کے فتنے کی برائی سے اور مسیح دجال کے فتنے کی برائی سے اے اللہ! تو میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو ایسا پاک وصاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کر دیا جاتا ہے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان میں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۲۴۶۰۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَ مِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۶۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دُعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انی اعوذبك من العجز والكسل والجبن والبخل والهرم وعذاب القبر اللّٰهم ات نفسی تقوها وزلها انت خير من زكها انت وليها ومولها اللّٰهم انی اعوذبك من علم لا ينفع ومن قلبلا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها.)) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی ناتوانی سستی اور کاہلی سے اور بزدلی اور بخیلی اور بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے اے اللہ تو میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک وصاف کر دے تو سب سے اچھا پاک وصاف کرنے والا ہے تو ہی اس نفس کو آقا اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو اور اس دل سے پناہ چاہتا ہوں جو تجھ سے ڈرنے والا نہ ہو اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔ (مسلم)

۲۴۵۹۔ صحیح بخاری كتاب الدعوات باب الاستعاذة من ارذل العمر (۶۲۷۵)، مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شر الفتن وغيرها (۲۷۰۵[۲۸۷۱])

۲۴۶۰۔ صحیح مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شرما عمل (۲۷۲۲[۶۹۰۶])

٢٤٦١۔ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَائَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۶۱۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ دُعا بھی ہے: ((اللّٰهم انی اعوذبك من زوال نعمتك وتحويل عافيتك وفجاء نعمتك وجميع سخطك .)) ''الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے چھن جانے سے اور تیری عافیت کے پھر جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیرے ہر طرح کے غصے سے''۔(مسلم)

٢٤٦٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۶۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انی اعوذبك من شرما عملت ومن شر ما لم اعمل .)) اے اللہ میں اس عمل کے برائی سے پناہ چاہتا ہوں جو میں نے کیا اور اس عمل کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جو اب تک نہیں کیا۔(مسلم)

٢٤٦٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۶۳۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم لك اسلمت وبك آمنت عليك توكلت واليك انبت وبك خاصمت اللّٰهم انی اعوذ بعزتك لا اله الا انت ان تضلنی انت الحی الذی لا يموت والجن والانس يموتون .)) ''پروردگار میں تیرا فرمانبردار ہوں تجھ پر ایمان لایا اور تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیرے ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے دشمنوں سے جھگڑا کیا۔ یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں تیری عزت کا دامن تھام کر پناہ چاہتا ہوں۔ اس بات سے کہ گمراہ کر دے تو مجھ کو تو ہی ہمیشہ زندہ رہے گا (نہیں مرے گا) اور جن اور انسان سب مر جائیں گے۔'' (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي......دوسری فصل

٢٤٦٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ

۲۴۶۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس علم سے جو نفع دینے والا نہ ہو اور

٢٤٦١۔ صحيح مسلم كتاب الدعاء باب اكثر اهل الجنة (٢٧٣٩[٦٩٤٤])

٢٤٦٢۔ صحيح مسلم كتاب الدعاء باب التعوذ من شرما عمل (٢٧١٦[٦٨٩٤])

٢٤٦٣۔ صحيح بخارى كتاب الدعوات باب الدعا اذا تنبيه من اليل (٦٣١٧)، مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شرما عمل (٢٧١٧[٦٨٩٩])

٢٤٦٤۔ اسناده حسن، مسند احمد (٢/ ٣٦٠)، سنن ابى داوٗد كتاب الوتر باب فى الاستعاذة (١٥٤٨)، النسائى (٥٤٦٩)، ابن ماجه المقدمة باب الانتفاع بالعلم (٢٥٠)

الأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ، وَ مِنْ قَلْبٍ لاَيَخْشَعُ، وَ مِنْ نَفْسٍ لاَ تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لاَيُسْمَعُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه وَ النِّسَائِيُّ۔

اس دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔ (احمد ابوداؤد ابن ماجہ نسائی)

٢٤٦٥۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنِّسَائِيُّ عَنْهُمَا

۲۴۶۵۔ نیز اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور امام نسائی رحمہ اللہ دونوں سے روایت کیا ہے۔

٢٤٦٦۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوْءِ الْعُمْرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

۲۴۶۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تے۔ بزدلی اور بخیلی اور نکمی عمر اور سینے کے فتنے اور عذاب قبر سے۔ (ابوداؤ نسائی)

٢٤٦٧۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

۲۴۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انى اعوذبك من الفقر والقل والذل واعوذبك من ان اظلم او اظلم.)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی سے اور مال کی کمی سے اور ذلت اور بے عزتی سے اور تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں۔'' (ابوداؤد نسائی)

٢٤٦٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوْءِ الأَخْلاَقِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

۲۴۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انى اعوذبك من اشقاق والنفاق وسوء الاخلاق.)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں مخالفت اور نفاق اور برے اخلاق سے۔'' (نسائی ابوداؤد)

٢٤٦٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ

۲۴۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا

٢٤٦٥۔ حسن، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ٦٨ (٣٤٨٢)، النسائى كتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من نفس لا تشبع (٥٤٤٤)

٢٤٦٦۔ صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الوتر باب فى الاستعاذة (١٥٣٩)، النسائى كتاب الاستعاذة باب الاستعاذ بن فتنة الصدر (٥٤٤٥)، ابن ماجه (٣٨٤٤)

٢٤٦٧۔ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الوتر باب فى الاستعاذة (١٥٤٤)، النسائى كتاب الاستعاذة باب الاستعاذ من القلة (٥٤٦٤)

٢٤٦٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الوتر باب فى الاستعاذة (١٥٤٦)، النسائى كتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من الشقاق (٥٤٧٣)، ضبارہ راوی مجہول ہے۔

٢٤٦٩۔ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الوتر باب فى الاستعاذة (١٤٥٧)، النسائى كتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من الجوع (٥٤٧٠)، ابن ماجه كتاب الاطعمة باب التعوذ من الجوع (٣٣٥٤)

يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِىُّ، وَابْنُ مَاجَه

کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجیع واعوذبك من الخیانة فانها بئست البطانه .)) یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بری عادت ہے۔ (نسائی' ابن ماجہ' ابوداؤد)

۲۴۷۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُذَامِ، وَالْجُنُوْنِ، وَمِنْ سَيِّءِ الأَسْقَامِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِىُّ

۲۴۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذبك من البرص والجذام والجنون ومن سئی الاسقام .)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص جزام اور جنون اور دوسری بری بیماریوں سے۔'' (ابوداوٗد نسائی)

۲۴۷۱۔ وَعَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ، وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ

۲۴۷۱۔ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذبك من منکرات الاخلاق والاعمال والاهواء .)) ''الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں بری عادتوں اور برے کاموں اور بری خواہشوں سے۔'' (ترمذی)

۲۴۷۲۔ وَعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِىَّ اللهِ! عَلِّمْنِىْ تَعْوِيْذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِىْ، وَشَرِّ بَصَرِىْ وَ شَرِّ لِسَانِىْ، وَشَرِّ قَلْبِىْ، وَشَرِّ مَنِيِّىْ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِىُّ، وَالنِّسَائِىُّ

۲۴۷۲۔ شتیر بن شکل بن حمید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی پناہ مانگنے والی دعا بتا دیجئے کہ میں اس کے ذریعہ سے پناہ مانگا کروں تو آپ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو پڑھا کرو: ((اللّٰھم انی اعوذبك من شر سمعی وشر بصری وشر لسانی وشر قلبی وشر منبی .)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان آنکھ اور دل اور زبان اور منی کی برائی سے۔'' (ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

۲۴۷۳۔ وَعَنْ أَبِى الْيُسْرِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّىْ، وَمِنَ

۲۴۷۳۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اعوذبك من الهدم واعوذبك من التردی ومن الغرق والحرق والهرم واعوذبك من

۲۴۷۰۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الاستعاذ (۱۵۵۴)، النسائی کتاب الاستعاذة باب الستعاذ من الجنون (۵۴۹۵)، قتادہ مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۲۴۷۱۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب دعاء ام سلمة ۳۵۹۱۰)، حاکم (۱/ ۵۳۲)

۲۴۷۲۔ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستعانة ۱۵۵۱۰)، الترمذی کتاب الدعوات باب ۷۴ (۳۴۹۲)، النسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذ من شر المسع والبصر (۵۴۸۶)

۲۴۷۳۔ اسناده حسن (سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فی الاستعاذة (۱۵۵۲)، نسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من التروی (۵۵۳۳)، حاکم (۱/ ۵۳۱)

الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ لَدِيْغًا))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرَى:((وَالْغَمِّ))

ان يتخبطني الشيطان عندالموت واعوذبك من ان اموت فی سبیلك مدبرا واعوذبك من ان اموت لديغا .))

''الٰہی! دب کر مرنے' گر کر مرنے' ڈوب کر مرنے' جل کر مرنے اور انتہائی بڑھاپے (سٹیا جانے) سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ شیطان موت کے وقت مجھ کو بدحواس کر دے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیرے راستہ میں میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر مروں اور پناہ چاہتا ہوں کہ میں موزی جانور کے ڈسنے سے مروں۔'' (ابوداوٗد' نسائی)

٢٤٧٤۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَهْدِيْ إِلَى طَبَعٍ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۲۴۷۴۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو طمع اور لالچ سے جو طبع یعنی عیب کی رہنمائی کرے یعنی خدایا ایسے حرص اور لالچ سے بچائیو جو عیب میں ڈالنے والی ہو۔ (احمد' بیہقی)

٢٤٧٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ، فَقَالَ:((يَا عَائِشَةُ! اسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا، فَإِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر ڈال کر فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کے ذریعے اس کی برائی سے پناہ مانگو۔ کیونکہ غاسق یعنی اندھیرا پھیلانے والا جب کہ بے نور ہو جائے۔ (ترمذی)

توضیح: ...... قرآن مجید میں ﴿ ومن شر غاسق اذا وقب﴾ کا لفظ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اندھیری رات کی برائی سے پناہ مانگو جب کہ اس کا اندھیرا پھیل جائے تو ﴿غاسق﴾ سے بعض لوگوں نے رات مراد لی ہے اور اذا وقب سے سورج کا غروب ہونا مراد لیا ہے یعنی رات جب اندھیرا لیے ہوئے آ جائے۔ چونکہ بعض لوگوں کے عقیدے کے مطابق رات کو بلائیں اترتی ہیں' اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غاسق سے چاند مراد ہے چونکہ چاند کے غروب ہو جانے کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے جو برائی کا سبب بنتا ہے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اس کی برائی سے پناہ مانگا کرو۔

٢٤٧٦۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَبِيْ:((يَا حُصَيْنُ! كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلٰهًا؟)) قَالَ أَبِيْ: سَبْعَةً: سِتًّا فِي الْأَرْضِ، وَ وَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ:((فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ

۲۴۷۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ حصین سے فرمایا کہ اے حصین تم دن میں کتنے خداؤں کی پوجا پاٹ کرتے ہو تو میرے باپ نے فرمایا کہ سات معبودوں کی پرستش کرتا ہوں۔ چھ معبودوں کی جو زمین میں ہے یعنی یغوث' یعوق' نصر

٢٤٧٤۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٥/ ٢٣٢)، الدعوات الكبير (٢/ ٥٣)، عبداللہ بن عامر اسلمی ضعیف راوی ہے۔

٢٤٧٥۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب تفسير القرآن باب ومن سورة المعوذتين (٣٣٦٦)، حاكم (٢/ ٥٤٠، ٥٤١)

٢٤٧٦۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ٦٩ (٣٤٨٣)، حسن بصری مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے اور دوسری سند میں عمران بن خالد ضعیف ہے۔

وَ رَهْبَتِكَ؟)) قَالَ: الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ: ((يَا حُصَيْنُ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ)) قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي فَقَالَ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَ أَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

لات، منات اور عزیٰ اور ایک معبود جو آسمان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے حصین ان معبودوں میں سے کس سے بھلائی کی امید رکھتا ہے اور کس سے ڈرتا ہے تو میرے باپ حصین نے کہا کہ جو خدا آسمان میں ہے اس سے میں بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اس کے عذابوں سے ڈرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے حصین اگر تم اسلام لے آتے تو میں تمہیں ایسے دو کلمے بتا دیتا جو تم کو نفع پہنچاتے۔ عمران راوی کا بیان ہے کہ جب میرے والد حصین اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان دو کلموں کو مجھے سکھا دیجئے جن کا وعدہ آپ ﷺ نے کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہو: ((اللّٰهم الهمني رشدي واعذني من شر نفسي.)) اے اللہ میرے دل میں بھلائی ڈال دے اور میرے نفس کی برائی سے مجھے بچا دے۔ (ترمذی)

٢٤٧٧۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ، فَلْيَقُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَ عِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ أَنْ يَحْضُرُوْنَ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)) وَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَهٰذَا لَفْظُهُ

۲۴۷۷۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا یعنی عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی نیند میں ڈرے تو اس کو یہ دعا پڑھ لینا چاہیے اس دعا کو پڑھنے سے جن بھوت وغیرہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے تو حضرت عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ لڑکوں کو ان کلمات کو زبانی یاد کرا دیتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے وہ کلمات یہ ہیں: ((اعوذ بكلمات الله التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشيطن وان يحضرون.)) ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلموں کے ساتھ اس کے غضب و عذاب اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور شیطانوں کے حاضر ہونے سے۔“ (ترمذی)

٢٤٧٨۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: اللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؛ قَالَتِ النَّارُ: اللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ

۲۴۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت مانگی یعنی اس نے یوں کہا: ((اللّٰهم انى اسئلك الجنة.)) اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں یا یوں کہا: ((اللّٰهم ادخلني الجنة.)) اے اللہ! تو مجھ کو جنت میں داخل کر دے تو جنت اس کے حق میں دعا کرتی ہے کہ اے اللہ تو اس کو جنت میں داخل کر دے اور جس نے تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگی یعنی یوں کہا: ((اللّٰهم اجرني من النار.)) یا اللہ! تو مجھ کو جہنم سے بچا تو جہنم اس کے حق میں دعا کرتی ہے: ((اللّٰهم اجره من النار.)) ”اے اللہ تو اس کو جہنم سے بچا۔“ (ترمذی، نسائی)

٢٤٧٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الطب باب كيف الرقى (٣٨٩٣)، الترمذی كتاب الدعوات باب ٩٣ (٣٥٢٨)، محمد بن اسحاق بن یسار مدلس راوی ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

٢٤٧٨۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب صفة الجنة باب ماجاء فی صفة (٢٥٧٢)، النسائی كتاب الاستعاذة باب الاستعاذ من صر النار (٥٥٣٣)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

٢٤٧٩ـ عَنِ الْقَعْقَاعِ رضی اللہ عنہ أَنَّ كَعْبَ الأَحْبَارِ قَالَ: لَوْ لاَ كَلِمَاتٌ أَقُولُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي يَهُودُ حِمَارًا فَقِيلَ لَهُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ، وَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لاَ يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَ لاَ فَاجِرٌ، وَ بِأَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَالَمْ أَعْلَمْ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۲۴۷۹۔حضرت قعقاع بیان کرتے ہیں کہ کعب احبار نے بیان کیا کہ اگر میں ان کلمات کو نہ کہتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے ان سے کہا گیا کہ وہ کون سے کلمات ہیں تو انہوں نے کہا یہ ہیں: ((اعوذ بوجه الله العظيم الذى ليس شئى اعظم منه وبكلمات الله التامات التى لا يجاوذهن بر ولا فاجر و باسماء الله الحسنى ما عملت منها وما لم اعلم من شر ما خلق وزرا وبـــوا.)) (رواہ مالک) یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی بڑی ذات کے ساتھ جس سے کوئی بڑی چیز نہیں۔ اللہ کے ان پورے پورے کلمات کے ذریعہ سے کہ ان سے کوئی نیکی اور کوئی برائی آگے نہیں بڑھ سکتی اور خود اللہ تعالیٰ کو اچھے ناموں کے ذریعہ سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جن کو خدا نے پیدا کیا اور اس کو منتشر کیا اور برابر کیا یعنی متناسب الاعضاء بنایا۔(موطا امام مالک)

توضیح:...... کعب احبار مشہور تابعی ہیں قبول اسلام سے پہلے وہ یہود کے بڑے جید علماء میں سے تھے حضرت عمر کے خلافت کے زمانے میں مشرف باسلام ہوئے سعید بن میبّب کا بیان ہے کہ عباس نے کعب کے اسلام کے بعد ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبول اسلام سے تمہارے لیے کیا چیز مانع تھی کہ تم اب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے انہوں نے جواب دیا کہ میرے والد نے مجھ کو توراۃ سے ایک تحریر لکھ کر دی تھی اور ہدایت کر دی تھی کہ اس پر عمل کرنا اور اپنی جملہ مذہبی کتابوں پر مہر لگا کر حق ابوت کا واسطہ دلا کر مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ مہر کو کبھی نہ توڑنا اس لیے میں نے ان کو نہیں توڑا اور والد جو تحریر دے گئے تھے اس کے مطابق عمل کرتا رہا جب اسلام کی اشاعت اور اس کا غلبہ ہونے لگا اور کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہا اس وقت میں نے دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے والد نے مجھ سے کچھ علم چھپا لیا ہے مجھے ان کتابوں کو کھول کر دیکھنا چاہیے چنانچہ میں نے مہر توڑ کر کتابیں پڑھیں تو ان میں محمد اور ان کی امت کے اوصاف نظر آئے اس وقت مجھ پر اصل حقیقت روشن ہوئی اس لیے اب آ کر مسلمان ہوا (ابن سعد) قبول اسلام کے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حلیف بن گئے تھے......حضرت کعب رضی اللہ عنہ احبار نے کتاب وسنت میں حضرت عمر صہیب رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفادہ کیا ان کے علم اور فضل پر سب علماء کا اتفاق ہے اور آپ کعب احبار کے نام سے بہت مشہور ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت ۲۱ ھ میں ملک شام میں وفات پائی۔(طبقات ابن سعد)

٢٤٨٠ـ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَبِي يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلاَةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ

۲۴۸۰۔مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ہر فرض نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انى اعوذبك من

٢٤٧٩ـ اسناده صحيح، موطا امام مالك (٢/ ٩٥١، ٩٥٢ ح ١٨٣٩)

٢٤٨٠ـ اسناده حسن، مسند احمد (٥/ ٤٤)، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ٧٩ (٣٥٠٣)، النسائى كتاب السهو باب التعوذ فى زبر الصلاة (١٣٤٨)

بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَكُنْتُ أَقُولُهُنَّ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! عَمَّنْ أَخَذْتَ هَذَا؟ قُلْتُ: عَنْكَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالتِّرْمِذِيُّ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ وَرَوَى أَحْمَدُ لَفْظَ الْحَدِيْثِ، وَعِنْدَهُ: فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةِ

الكفر والفقر وعذاب القبر.)) ''الٰہی میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں کفر اور محتاجی اور قبر کے عذاب سے۔'' تو میں بھی ان کلمات کو پڑھنے لگا تو میرے والد نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے بیٹے! ان کلمات کو تم نے کس سے سیکھا۔ تو میں نے عرض کیا آپ سے (کیونکہ آپ ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے ہیں) تو میرے باپ نے کہا رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد کہا کرتے تھے۔ (نسائی، ترمذی، احمد)

٢٤٨١۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالدَّيْنِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ)) قَالَ رَجُلٌ: وَيَعْدِلَانِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۲۴۸۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ۔ اعوذ باللہ من الکفر والدین خدایا میں پناہ مانگتا ہوں کفر اور قرض سے۔ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے کفر کو قرض کے برابر کر دیا آپ نے فرمایا ہاں ایک روایت میں یوں ہے: ((اللّٰهم انی اعوذبك من الكفر والفقر.)) الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کفر اور محتاجی سے۔ ایک شخص نے کہا کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ (نسائی)

توضیح:...... کفر اور قرض اس لیے برابر ہیں کہ آدمی جب قرض دار ہو جاتا ہے تو کفر اختیار کر لیتا ہے یا جب محتاج ہو جاتا ہے تو کفر اختیار کر لیتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❀❀❀❀

٢٤٨١۔ اسناده ضعيف، سنن النسائى كتاب الاستعاذ باب الاستعاذ من الدين (٥٤٨٧، ٥٤٧٥، ٥٤٧٦)، دراج من ابی الھیثم ضعیف ہے۔

بَابُ جَامِعِ الدُّعَآءِ

جامع دعاؤں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٢٤٨٢۔ عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ، وَجَهْلِیْ، وَإِسْرَافِیْ فِیْ أَمْرِیْ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ، وَهَزْلِیْ، وَخَطَئِیْ، وَعَمَدِیْ، وَكُلَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۸۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم اغفرلی خطیئتی وجھلی واسرافی فی امری وما انت اعلم به منی اللھم اعفرلی جدی وھزلی وخطائی وعمدی وکل ذلك عندی اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسرت وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت الموخر وانت علی کل شئی قدیر .)) ''اے اللہ میری خطا اور نادانی اور اپنے کام میں اسراف اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔ اے اللہ جو گناہ میں نے ہنسی مذاق سے کیے ہیں یا قصداً بھول کر کیے ہیں یا جان کر سب معاف کر دے اور جو کچھ برائی مجھ میں ہے۔ اے اللہ جو گناہ میں نے پہلے کیے ہیں اور جو بعد میں کیے ہیں اور جو کھلم کھلا کیے ہیں اور جو چھپا کر کیے ہیں اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب بخش دے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری، مسلم)

٢٤٨٣۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِیْ وَأَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَاشِیْ، وَأَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیْ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَادِیْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِیْ فِیْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم اصلح لی دینی الذی ھو عصمة امری واصلح لی دنیای التی فیھا معاشی واصلح لی اخرتی التی فیھا معادی واجعل الحیوة زیاد لی فی کل خیر واجعل الموت راح لی من کل شر .)) اے اللہ تو میرے اس دین کی اصلاح فرما جو میرے کام کی حفاظت کرنے والا ہے اور میری دنیاوی اصلاح فرما دے جس میں میری روزی

٢٤٨٢۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ اللھم اغفرلی (٦٣٩٨، ٦٣٩٩)، مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شرما عمل (٢٧١٩[٦٩٠١])

٢٤٨٣۔ صحیح مسلم (٢٧٢٠[٦٩٠٣])

ہے اور میرے آخرت کو ٹھیک کر دے جہاں مجھے دوبارہ جانا ہے اور میری زندگی کو میری ہر ایک بھلائی کے زیادتی کا سبب بنا دے اور موت کو ہر ایک برائی سے راحت کا سبب بنا دے۔ (مسلم)

٢٤٨٤ـ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالتُّقَى، وَالْعِفَافَ وَالْغِنَى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۸۴ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہا کرتے تھے: ((اللّٰهم انى اسئلك الهدى والتقى والعفاف والغنى)) اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے ہدایت و پرہیز گاری اور گناہوں سے بچنا اور بے پرواہی۔ (مسلم)

٢٤٨٥ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ اهْدِنِي، وَسَدِّدْنِي، وَاذْكُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۸۵ـ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو: ((اللّٰهم اهدنى وسددنى .)) ''اے اللہ تو مجھ کو ہدایت دے اور مجھ کو سیدھا کر دے' اور جب تم ہدایت طلب کرو تو اپنے خیال میں راستے کی ہدایت مانگو یعنی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور سیدھے سے تیر کی طرح سیدھا چلنا مراد لو یعنی تیر کی طرح مجھے سیدھا کر دے اور کجروی سے بچا دے۔ (مسلم)

٢٤٨٦ـ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ، عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۸۶ـ حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے نماز سکھاتے پھر اس کو حکم دیتے کہ ان کلمات کو پڑھ کر دعا مانگا کرے: ((اللّٰهم اغفرلى وارحمنى واهدنى وعافنى وارزقنى .)) اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت دے اور مجھے روزی عطاء فرما۔ (مسلم)

٢٤٨٧ـ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۸۷ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخر حسنة وقنا عذاب النار .)) ''اے اللہ تو مجھے دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' (مسلم شریف)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ......دوسری فصل

٢٤٨٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

۲۴۸۸ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اس دعا کو

٢٤٨٤ـ صحيح مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شرما عمل (٢٧٢١[٦٩٠٤])

٢٤٨٥ـ صحيح مسلم كتاب الذكر باب التعوذ من شرما عمل (٢٧٢٥[٦٩١١])

٢٤٨٦ـ صحيح مسلم كتاب الذكر باب فضل التهليل (٢٦٩٧[٦٨٥٠])

٢٤٨٧ـ صحيح بخارى كتاب الدعوات باب قول النبى ﷺ ربنا اتنا (٦٣٨٩)، مسلم كتاب الذكر باب فضل الدعاء باللهم اتنا فى الدنيا (٢٦٩٠[٦٨٤٠])

يَدْعُو يَقُولُ:((رَبِّ أَعِنِّيْ وَلاَ تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِيْ وَ لاَتَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْلِيْ وَ لاَ تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدَى لِيْ، وَ انْصُرْنِيْ عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ، وَ أَجِبْ دَعْوَتِيْ، وَ ثَبِّتْ حُجَّتِيْ، وَسَدِّدْ لِسَانِيْ، وَاهْدِ قَلْبِيْ، وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه

پڑھا کرتے تھے:((رب اعنی ولا تعن علی وانصرنی ولا تنصر علی وامکرلی ولا تمکر علی واهدنی ویسر الهدی لی وانصرنی علی من بغی علی رب اجعلنی لك شاکرا لك ذاکر لك راهبا لك مطوا عالك مخبتا الیك اوها منیبا رب تقبل توبتی واغسل حوبتی واجب دعوتی وثبت حجتی وسدد لسانی واهد قلبی واسلل سخیم صدری .))اے رب تو میری مدد نہ کر اور میرے خلاف مدد نہ کر اور مجھ کو غالب کر اور مغلوب مت کر اور مجھ کو تدبیر بتا دے اور میرے خلاف دشمنوں کو تدبیر مت بتا اور مجھے ہدایت اور ہدایت میرے لیے آسان کر دے اور ظالموں پر میری امداد کر۔ اے رب! تو مجھے اپنا شکرگزار بنالے اور تیرا ذکر کرنے والا' ڈرنے والا' تیرا حاکم ماننے والا' تیری طرف گڑگڑانے والا' عاجزی سے رجوع کرنے والا۔ اے میرے رب! تو میری توبہ قبول کر اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دعا کو قبول کر لے اور میری دلیل کو ثابت رکھ اور میری زبان سیدھی کر دے اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینہ کے کینہ کو نکال دے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٢٤٨٩۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرٍ ﷺ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ بَكَى فَقَالَ:((سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَه وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

۲۴۸۹۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بخشش اور عافیت مانگو کیونکہ ایمان لانے کے بعد کسی کو عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٢٤٩٠۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ: ((سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ

۲۴۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سی دعاء افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار سے عافیت اور دین دنیا میں معافات مانگا کرو یعنی یوں کہا کرو: ((رب انی اسئلك العافیة والمعافا فی الدنیا والاخر .))"اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں

٢٤٨٨۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوُد كتاب الوتر باب ما يقول الرجل ازا سلم (١٥١٠)، الترمذی كتاب الدعوات باب فی دعاء النبی (٣٥٥١)، ابن ماجه كتاب الدعا رسول الله ﷺ (٣٨٣٠)

٢٤٨٩۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ١٠٥ (٣٥٥٨)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب الدعاء بالعفو والعافية (٣٨٤٩)

٢٤٩٠۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ٨٤ (٣٥١٢)، ابن ماجه كتاب الدعاء باب الدعا بالعفو والعافية (٣٨٤٨)، سلمہ بن وردان ضعیف راوی ہے۔

لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: ((فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ وَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَهْ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

سلامتی اور معافی دنیا اور آخرت میں۔'' پھر دوسرے دن وہ شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کونسی دعا سب سے بہتر ہے تو آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دن جواب دیا تھا۔ پھر تیسرے دن وہ آیا تو اس نے وہی سوال کیا آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا آپ نے فرمایا جب تم کو عافیت اور دین دنیا کی معافات دے دی گئی تو تم نجات پا گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو (ترمذی، ابن ماجہ)

٢٤٩١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي دُعَائِهِ: ((اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيْمَا تُحِبُّ، اللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيْمَا تُحِبُّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۹۱۔ حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یہ کہا کرتے تھے: ((اللّٰهم ارزقني حبك وحب من ينفعني حبه عندك اللّٰهم مارزقتني مما احب فاجعله قو لي فيما تحب اللّٰهم ما زويت عني مما احب فاجعله فراغا لي فيما تحب.)) اے اللہ! تو مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان لوگوں کی محبت جن کی محبت میرے کام آئے تیرے پاس اے اللہ تو جو محبت مجھے دے تو تو اس محبت کو اپنی محبوب چیزوں میں مجھے تقویت دے اے اللہ جو تو نے محبت کی چیزوں سے مجھ کو دی ہے تو اس کو اپنی محبوب چیزوں میں میرے لیے دل جمعی کر دے۔ (ترمذی)

٢٤٩٢۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهِ: ((اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَ مِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا، وَ مَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا وَمَا أَحْيَيْتَنَا، وَ اجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِي دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَ لَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا))۔ رَوَاهُ

۲۴۹۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس سے اٹھتے تو صحابہ کرام کے لیے اس مجلس میں یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهم اقسم لنا من خشيتك ما تحول به بيننا وبين معاصيتك ومن طاعتك ما تبلغنا به جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصيبات الدنيا ومتعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا وما احييتنا واجعله الوارث منا واجعل وارث على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولا تجعل مصيبتنا في ديننا ولا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لا يرحمنا.)) ''اے اللہ ہم کو اپنا ڈر ایسا عطا فرما کہ ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان رکاوٹ کر دے اور ہم کو ایسی فرمانبرداری عنایت کر جو تو اس کی وجہ سے ہم کو اپنی جنت میں پہنچا دے اور ایسا یقین دے جس کے سبب سے دنیا کی مصیبتیں

٢٤٩١۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذي كتاب الدعوات باب ٧٣ (٣٤٩١)، سفیان بن وکیع ضعیف متہم راوی ہے۔

٢٤٩٢۔ صحيح سنن الترمذي كتاب الدعوات باب ٧٩ (٣٥٠٢)، حاكم (١/ ٥٢٨)

التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

ہم پر آسان کر دے اور جب تک تو ہم کو زندہ رکھے تو ہمارے کانوں' آنکھوں اور قوتوں میں فائدہ دے اور ان میں ہر ایک کو کر دے ہمارا وارث اور ہمارا غصہ ہمارے ظالموں پر کر دے اور ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرما اور ہمارے دین میں ہماری مصیبتیں مت کر اور دنیا کو ہمارے لیے بڑے غم کی چیز مت بنا اور نہ ہمارے علم کے پہنچنے کی جگہ اور بے رحموں کو ہمارے اوپر مسلط نہ کر۔'' (ترمذی)

٢٤٩٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ، وَزِدْنِيْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

۲۴۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهم انفعني بما علمتني وعلمني ما ينفعني وزدني علما الحمد لله على كل حال واعوذ بالله من حال اهل النار .)) ''اے اللہ تو مجھے نفع دے اس سے جو تو نے مجھے سکھایا ہے اور سکھا دے جو مجھے نفع پہنچائے اور میرے علم کو زیادہ کر دے۔ ہر حال میں اللہ کے لیے تعریف ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی دوزخیوں کے حال سے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ)

٢٤٩٤۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷜، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا، فَمَكَثْنَا سَاعَةً، فَسُرِّيَ عَنْهُ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا، وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَأَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا)) ثُمَّ قَالَ: ((أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ قَرَأَ: قَرَءَ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

۲۴۹۴۔ حضرت عمر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی اترتی تھی تو آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے ایسی میٹھی اور بھینی بھینی آواز سنائی دیتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کے اڑنے کی بھنبھناہٹ' ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی اترنے لگی ہم لوگ تھوڑی دیر آپ کے پاس ٹھہرے رہے جب وحی اتر چکی اور وحی کے اترنے کی سختی آپ ﷺ سے دور ہو گئی اور آپ ﷺ کو افاقہ ہو گیا تو آپ ﷺ نے قبلے کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: ((اللّٰهم زدنا ولا تنقصنا واكرمنا ولا تهنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا تؤثر علينا وارضنا وارض عنا .)) ''اے اللہ تو ہم کو بڑھا اور گھٹا مت اور ہم کو عزت دے اور ذلیل مت کر اور تو مجھے دے اور محروم مت کر اور ہم کو پسند کر اور ہمارے اوپر غیروں کو ترجیح مت دے اور ہم کو راضی کر اور ہم سے خوش ہو جا' پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ پر دس آیتیں اتاری گئی ہیں جس نے ان پر عمل کیا اور احکام پر جم گیا تو جنت میں داخل ہوگا پھر آپ ﷺ نے قد افلح المومنون سے دسویں آیت کے خاتمے تک تلاوت فرمائی۔ (احمد' ترمذی)

٢٤٩٣۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذي كتاب الدعوات باب في العفوء العافية (٣٥٩٩)، ابن ماجه كتاب الدعا باب دعاء رسول الله ﷺ (٢٥١، ٣٣٣)، موسیٰ بن عبیدہ اور محمد بن ثابت دونوں ضعیف راوی ہیں۔

٢٤٩٤۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذي كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة المومنون (٣١٧٣)، مسند احمد (١/ ٣٤)، یونس بن سلیم مجہول ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

٢٤٩٥۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ ﷺ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً ضَرِيْرُ الْبَصرِ أَتَى النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ: أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِىْ فَقَالَ: ((إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَ إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قَالَ: فَادْعُهُ قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّىْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّى لِيَقْضِىْ لِىْ فِىْ حَاجَتِى هٰذِهِ، اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِىَّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

۲۴۹۵۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک نابینے صحابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت بخشے یعنی میری بینائی واپس کر دے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو تیرے لیے دعا کروں اور اگر چاہو تو تم صبر کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے وضو کرنے کا حکم دیا کہ اچھی طرح سے تم وضو کر کے آ جاؤ اور اس دعا کو پڑھو: ((اللّٰهم انى اسالك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحم انى توجهت بك الى ربى ليقضى لى فى حاجتى هذه اللّٰهم فشفعه فى .)) ”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی الرحمت ﷺ کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے نبی ﷺ میں آپ ﷺ کو آپ کے اپنے رب کی طرف اپنی ضرورت و حاجت کو پورا کرنے کے لیے متوجہ کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ میری حاجت پوری کر دے اے اللہ تو نبی ﷺ کی سفارش کو میرے بارے میں قبول فرما لے۔“ (ترمذی)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی حاجت مند کسی نیک آدمی کے پاس جا کر اپنے لیے دعا کرائے اور وہ زندہ آدمی دعا کر دے تو درست ہے یعنی زندوں کا وسیلہ دعا کرانے کے لیے لینا درست ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيل و جاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون﴾ ”اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔“ اس آیت کریمہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری یہ بہتری نیک عمل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بلاغ المبین میں اس نابینا والی روایت کے تحت میں فرمایا ہے اس حدیث میں وسیلہ کے دو راستے صحیح ہیں۔

۱۔ وہ شرک سے اسلم (زیادہ پاک وصاف)

۲۔ شرک سے سالم ہے۔

سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص تھا ممکن ہے کہ اس نابینا شخص نے مسجد نبوی ﷺ میں آ کر نبی ﷺ کے پاس دو رکعت نفل ادا کر کے اپنی دعا میں آپ کے مبارک نام کے ساتھ یا نبی اللہ کہہ کر ندا کی ہو یہاں تک کہ نبی ﷺ کو اس پر رحم آ گیا اور اس کے لیے دعا فرما دی چنانچہ اللّٰهم فشفعه کے کلمہ سے صاف یہی معنی معلوم ہوتے ہیں اس لیے بعض لوگوں نے اس خلاف عادت فعل کو آنحضرت ﷺ کے معجزات میں شمار کیا ہے اسی معنی کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اپنی ضرورت و حاجت کے وقت اس دعا کو نہیں پڑھی اور بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جن پر صحابہ کرام نے عمل نہیں کیا تو ان کا حکم بھی جاری نہیں ہو گا لہٰذا اس دعا کو رسول اللہ ﷺ نے عوام الناس کو پڑھنے کے لیے نہیں فرمایا اور

٢٤٩٥۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الدعوات باب ١١٨ (٣٥٧٨)

نہ یہ فرمایا کہ جب کوئی مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہو جائے تو یہ دعا پڑھے۔ اگر حدیث کی عبارت کو شروع سے آخر تک (غور سے) دیکھا جائے تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ گویا وہ شخص صرف شفاعت کی درخواست کرنے آیا تھا اس نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں خود حاضر ہو کر خطاب کیا اور کہا' اے اللہ! کے نبی میں آپ کو اپنی خاص ضرورت و حاجت کو پورا کرنے کے لیے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرتا ہوں تاکہ یہ میری حاجت پوری ہو جائے جب آنحضرت ﷺ اس کی سفارش کی طرف متوجہ ہوئے تو اس سائل نے دربار الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ تو نبی ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔ اس واقعہ کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی کسی غریب شخص کو بادشاہ کی طرف سے تکلیف پہنچے تو وہ وزیر کے پاس فریاد لے کر جائے اور عرض کرے کہ اے وزیر آپ مجھے کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ جس سے میری یہ تکلیف دور ہو جائے وزیر کہے کہ میں بادشاہ کی طبیعت سے اچھی طرح واقف ہوں وہ عاجزی و انکساری کو بہت پسند کرتا ہے اس لیے جب تک تو خود ہی اس کے دربار میں نہایت عاجزی و انکساری سے درخواست نہ کرے گا میری سفارش تیرے حق میں کچھ مفید نہیں ہو سکتی مگر جب تو بادشاہ کے دربار میں آئے تو پوری توجہ سے اسی کی طرف خیال رکھنا اور اسی محبت کو جو تجھ کو میرے ساتھ ہے بادشاہ کے سامنے ظاہر کر کے کہنا کہ اے بادشاہ سلامت آپ وزیر پر بہت مہربان ہیں اور میں آپ کے وزیر کا دوست ہوں اسی دوستی کے وسیلہ سے آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اور آپ کے وزیر بھی دربار میں حاضر ہو کر میرے حق میں سفارش فرما رہے ہیں پھر مجھ سے (یعنی وزیر سے) یوں کہنا کہ اے میرے بادشاہ کے وزیر نہایت انکساری و عاجزی کی رو سے اپنے مطلب کے پورا کرنے کے لیے (جو آپ کو معلوم ہے) بادشاہ کے سامنے آپ کو وسیلہ و ذریعہ ٹھہرا کر اس امید پر آیا ہوں کہ بادشاہ میری حاجت کو پوری کر دے اس وقت میں تیرے حق میں سفارش کروں گا مگر تم بھی اس وقت غافل نہ رہنا (اور میری سفارش کے بعد ہی) جلدی سے عرض کرنا کہ اے بادشاہ (سلامت) اپنے وزیر کی سفارش میرے حق میں قبول فرما لیجئے کیونکہ بغیر تیرے قبول کیے میری کامیابی غیر ممکن ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استسقاء کا واقعہ

بعینہ اسی واقعہ کی طرح حضرت عمر کے فعل سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے استسقاء میں نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ ٹھہرایا تھا۔ یعنی ایک سال بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے حضرت عمر نے حضرت عباس کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر کے یہ دعا کی تھی کہ:

"اے اللہ ہم اس سے پہلے بارش کے بند ہو جانے کی حالت میں تیرے نبی ﷺ کو (بارش طلب کرنے کے لیے) وسیلہ بنایا کرتے تھے (اب چونکہ) تیرے نبی ﷺ ہم سے کوچ فرما گئے ہیں اس لیے ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر تیرے دربار میں التجا کرتے ہیں کہ تو باران رحمت نازل فرما اور ہماری اس دعا کو قبول فرما ہم سب تیرے نبی ﷺ کے گھرانے والوں کے محبّ اور فرمانبردار ہیں۔"

اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا طریقہ سے زندہ بزرگوں کو اپنی دعاؤں کی قبولیت میں وسیلہ بنانا جائز ہے بلکہ صحابہ کرام کی سنت ہے اور اگر نبی ﷺ کی سنت کہوں تب بھی ٹھیک ہے مگر اس کے علاوہ اور کچھ جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نابینا کو بھی صرف اسی طرح وسیلہ کی تعلیم فرمائی تھی۔

شرک سے بچنے کا سب سے زیادہ صاف طریقہ یہی ہے جو اس حدیث کے اشارہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے خاص رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کا تصور کرنا مجازی طور پر ہے تو مجاز کے اطلاق کے لیے مجازی تعلق کا ہونا نہایت ضروری ہے اور وہ مجازی تعلق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات شریف نبوت کے

وصف کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا ایمان کا بہت بڑا جز ہے پس سائل (نابینا) اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اس دعا کی زیادتی کے ساتھ یہ ظاہر کرنا ہے کہ میری دعا کا وسیلہ بہت قوی ہے کیونکہ میں تیرے نبی ﷺ پر ایمان لا چکا ہوں اس لیے نبی ﷺ نے لفظ یا محمد کے بعد یا نبی اللہ کا کلمہ تعلیم فرمایا اس مجازی معنی کی لطافت ونزاکت کو صرف اشعار سے ذوق رکھنے والے ہی اچھی طرح جان سکتے ہیں حافظ شمس الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے نسیم سحر آرام گہہ یار کجا است

یعنی ''اے بادصبا دوست کی آرام گاہ کہاں ہے۔'' حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والا اکثر وقتوں میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اپنی مرادوں کو حاصل کرنے کے لیے ایک خیالی اضطراب ظاہر کرتا ہے اور جب تک وہ خیالی اضطراب شرک کی طرف کھینچ کر لے جانے والا نہ ہو تو وہ دعا قبول ہونے کا سبب بن جاتا ہے مگر چونکہ یہ خیالی اضطراب عام لوگوں کو آہستہ آہستہ شرک بھنور میں ڈالنے والا ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس مرض کے علاج کے بارے میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے اور اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے چنانچہ جملہ اللّٰھم فشفعه فی۔ اس بات میں صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ کلمہ یا محمد اور یا نبی خیالی خطاب ہے حقیقی خطاب نہیں ہے ورنہ اس دعا کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کہ اے اللہ تو نبی ﷺ کو میرے حق میں شفیع بنا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اے نبی ﷺ کہ آپ میرے حق میں سفارش کیجئے۔

بعض لوگوں نے اس جگہ کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ فشفعه میں ضمیر غائب (ہ) نبی ﷺ کی طرف پھرتی ہے اگر سائل کے قول یا محمد ﷺ میں حقیقی خطاب مراد ہوتا تو فشفعه کے بجائے فشفع هذا النبی کہا جاتا اگرچہ اس معنی میں بھی مجاز ہے مگر غائب کی ضمیر لانے سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ یہ ندا ذہنی (خیالی) طور پر ہے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک مقصود بالنداء نہیں ہے پس پہلا ہی طریقہ اسلم اور زیادہ مفید ہے۔

وسیلے کے دو برے راستے

اس حدیث میں دو غیر صحیح راستوں کا بھی احتمال ہے ایک اقبح (سب سے زیادہ برا) دوسرا قبیح (برا) سب سے بدتر اور برا راستہ وہ ہے جو قبر کے پجاریوں نے سمجھ رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ پاکیزہ روحوں کا پکارنا اور ان سے حاجت روائی چاہنا سنت اور مستحب ہے اس کے برا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گناہ کو حلال جاننا لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے معاذ اللہ من ذالک (اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے) اور برا راستہ یہ ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے مطلب اور مراد کے لیے پاکیزہ روحوں کو پکارنا اور اپنی حاجت روائی کے لیے ان کو اپنا شفیع بنانا اور ان کی سفارش کو اپنے حق میں قبول ہونے کا یقین کرنا جائز ودرست ہے وسیلہ کی زیادہ تفسیر کتاب الوسیلہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

٢٤٩٦۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَمَالِيْ

۲۴۹۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰھم انی اسئلك حبك وحب من يحبك والعمل الذی يبلغنی حبك اللّٰھم اجعل حبك احب اليمن نفسی وما لی واھلی ومن الماء البارد.)) اے اللہ میں تیری محبت اور

٢٤٩٦۔ حسن سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ٧١ (٣٤٩٠)

وَأَهْلِي، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)) قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ؛ يَقُوْلُ:((كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

تیرے محبوبین کی محبت کو تجھ سے مانگتا ہوں اور وہ عمل مانگتا ہوں جو مجھ کو تیری رحمت تک پہنچا دے اے اللہ مقرر کر دے اپنی محبت کو سب سے زیادہ پیاری میری جان اور میرے مال اور میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر فرماتے اور ان سے کوئی بات نقل کرتی تو یہ بھی فرماتے کہ داؤد علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ (ترمذی)

۲۴۹۷۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسَرَ صَلَاةً، فَأَوْجَزَ فِيْهَا فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَّفْتُ وَأَوْجَزْتُ الصَّلَاةَ فَقَالَ: أَمَا عَلَيَّ ذٰلِكَ، لَقَدْ دَعَوْتَ فِيْهَا بِدَعْوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ أَبِيْ، غَيْرَ أَنَّهُ كَنّٰى عَنْ نَفْسِهِ، فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ:((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ، وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ، اَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضٰى وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ وَأَسْأَلُكَ الرِّضٰى بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَالْمَوْتِ، وَ أَسْأَلُكَ لِذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَ لَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّيْنَ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۲۴۹۷۔ حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں بہت اختصار کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ آج آپ نے ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی ہے (یعنی لمبی نماز نہیں پڑھائی اور نہ لمبی قرأت کی ہے اور نہ زیادہ لمبی دعا مانگی ہے تو عمار بن یاسر نے اس کے جواب میں کہا کہ ہلکی نماز پڑھانا میرے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ اس نماز میں میں نے وہ دعائیں مانگی ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ جب عمار بن یاسر وہاں سے کھڑے ہو کر چلنے لگے تو ایک آدمی ان کے پیچھے پیچھے چلا اور اس آدمی سے مراد میرے والد سائب ہیں کہ اپنے آپ کو انہوں نے کنایہ کر کے بیان کیا اور اپنا نام نہیں ظاہر کیا تو اس آدمی نے یعنی میرے والد نے عمار بن یاسر سے وہ دعا دریافت کی عمار بن یاسر نے وہ دعا ان کو بتا دی وہ دریافت کر کے جب واپس آئے تو لوگوں کو دعا بتائی جو یہ ہے: ((اللّٰھم بعلمك الغیب وقدرتك علی الخلق احینی ما علمت الحیوة خیر الی وتوفنی اذا علمت الوفا خیر الی اللّٰھم واسئلك خشیتك فی الغیب والشھاد واسئلك کلم الحق فی الرضا والغضب واسئلك القصد فی الفقر والغنی بعد الموت واسئلك لذ النظر الی وجھك والشوق الی لقائك فی غیر ضراء مضر فتنة ولا فتنة مضل اللّٰھم زینا بزین الایمان واجعلنا ھدا مھدیین .)) ''اے اللہ! تیرے علم غیب کی برکت اور تیری مخلوق پر قدرت کی وجہ سے تو مجھے زندہ رکھ جب تک کہ تو جانتا ہے کہ زندہ رہنا میرا بہتر ہے اور مجھے مار دے جبکہ تو جانتا ہے کہ میرا مرنا اچھا ہے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے حق بات کہنے کی توفیق کو خوشی اور غصہ کی حالت میں اور مانگتا ہوں میں تجھ سے میانہ روی محتاجگی اور آسودگی کی حالت میں اور ایسی نعمت کا سوال

۲۴۹۷۔ اسنادہ حسن، سنن النسائی کتاب السھو باب (۱۳۰۷)، ابن حبان (۵۰۹)

کرتا ہوں جو ختم نہ ہو اور ایسی آنکھ کی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو منقطع نہ ہو اور مانگتا ہوں تجھ سے خوشنودی فیصلہ کے بعد اور سوال کرتا ہوں ٹھنڈے عیش کا مرنے کے بعد اور تیرے منہ کے طرف دیکھنے کی لذت کو مانگتا ہوں اور تیری ملاقات کا شوق بغیر کسی تکلیف کے جو نقصان پہنچائے اور بغیر فتنہ کے جو گمراہ کرے۔ اے اللہ! ہم کو ایمان کی زینت سے مزین کر دے اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں کا ہادی بنا دے۔'' (نسائی)

٢٤٩٨۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَه، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ))

۲۴۹۸۔ حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰهم انی اسئلك علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طيبا .)) ''اے اللہ نفع دینے والا علم میں تجھ سے مانگتا ہوں اور مقبول عمل اور بھلا اور پاکیزہ روزی۔'' (ابن ماجہ، بیہقی)

٢٤٩٩۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا أَدَعُهُ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ، وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ، وَأَتَّبِعُ نُصْحَكَ، وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۴۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کر لیا ہے جس کو کبھی نہیں چھوڑتا بلکہ ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں: ((اللّٰهم اجعلنی اعظم شكرك اكثر ذكرك واتبع نصحك واحفظ وصيتك .)) ''اے اللہ! تو ہم کو اپنا زیادہ شکر گزار بنا دے اور تیری زیادہ یاد کرنے والا ہوں اور تیری نصیحت کی زیادہ پیروی کروں اور تیری وصیت کو یاد رکھوں۔'' (ترمذی)

٢٥٠٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْأَمَانَةَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَى بِالْقَدْرِ))

۲۵۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہا کرتے تھے: ((اللّٰهم انی اسئلك الصح والعف والامان وحسن الخلق والرضى بالقدر .)) ''اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تندرستی اور پرہیزگاری امانت اور اچھی عادت اور تقدیر پر راضی رہنے کی۔'' (بیہقی)

٢٥٠١۔ وَعَنْ أُمِّ مَعْبَدٍ ؓ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ، وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ، وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ، وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ)) رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي ((الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ))

۲۵۰۱۔ حضرت ام معبد ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس دعا کو میں نے پڑھتے ہوئے سنا ہے: ((اللّٰهم طهر قلبی من النفاق وعملی من الرياء ولسانی من الكذب وعينی من الخيان فانك تعلم خائنة الاعين وما تخفی الصدور .)) ''اے اللہ تو پاک کر دے میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے کیونکہ تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی پوشیدگی کو۔'' (بیہقی)

٢٤٩٨۔ صحيح سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما يقال بعد التسليم (٩٢٥)، مسند احمد (٦/ ٢٩٤)

٢٤٩٩۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی (٣٦٧٦)، فرج من فضالہ ضعیف راوی ہے۔

٢٥٠٠۔ اسناده ضعيف، الدعوات الكبير (١/ ١٦٩) عبدالرحمٰن بن زیادہ بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔

٢٥٠١۔ اسناده ضعيف، الدعوات الكبير للبيهقی (١/ ١٦٨)، فرج بن فضالہ اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی دونوں ضعیف راوی ہیں۔

٢٥٠٢ـ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ، فَصَارَ مِثْلُ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللهَ بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَقُولُ: اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهِ فِي الآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللهِ! لاَتُطِيْقُهُ وَ لاَ تَسْتَطِيْعُهُ؛ أَفَلاَ قُلْتَ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) قَالَ: فَدَعَا اللهَ بِهِ، فَشَفَاهُ اللّٰهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٥٠٢ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی بیمار پرسی کی جو پرندے کے بچے کی طرح کمزور ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی دعا کی تھی یا کچھ اللہ سے مانگا تھا۔ اس نے کہا ہاں میں نے یہ کہا تھا کہ ((اللّٰهم ما كنت معاقبى به فى الاخر فتجله لى فى الدنيا .)) ''اے اللہ جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے اس سزا کو دنیا ہی میں جلدی دے دے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ کی ذات پاک ہے تو اللہ تعالیٰ کے سزا کی طاقت نہیں رکھتا دنیا میں اور نہیں طاقت رکھ سکتا ہے آخرت میں تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ((اللّٰهم اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخر حسنة وقنا عذاب النار .)) ''اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچا۔'' چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی۔ (مسلم)

٢٥٠٣ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَيَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ)) قَالُوا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلاَءِ لِمَا لاَيُطِيْقُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الإِيْمَانِ)) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

٢٥٠٣ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس طرح اپنے نفس کو ذلیل کرے گا آپ نے فرمایا کہ وہ مصیبتوں اور بلاؤں میں خود بخود گرفتار و مبتلا ہو جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

٢٥٠٤ـ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِنْ عَلاَنِيَتِيْ، وَاجْعَلْ عَلاَنِيَتِيْ صَالِحَةً، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسُ مِنَ الأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَ لاَ الْمُضِلِّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٥٠٤ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھا کر فرمایا کہ تم اس کو پڑھا کرو: ((اللّٰهم اجعل سريرتى خيرا من علانيتى واجعل علانيتى صالح اللّٰهم انى اسئلك من صالح ماتوتى الناس من الاهل والمال والولد غير الضال والمضل .)) ''اے اللہ تو کر دے میرے باطن کو بہتر میرے ظاہر سے اور کر دے میرے ظاہر کو اچھا۔ اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے بہتر وہ چیز جو تو لوگوں کو دیتا ہے۔ یعنی اہل اور مال اور اولاد جو نہ گمراہ ہونے والی ہو اور نہ گمراہ کرنے والی ہو۔'' (ترمذی)

٢٥٠٢ـ صحیح مسلم کتاب الذکر باب کراهیة الدعا بتعیل العقوبة فی الدنیا (٢٦٨٨[٦٨٣٥])

٢٥٠٣ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الفتن باب ٦٧ (٢٢٥٤)، ابن ماجه کتاب الفتن باب قوله تعالیٰ یا الذین امنو علیکم انفسکم (٤٠١٦)، علی بن زید بن جدعان ضعیف اور حسن بصری مدلس راوی ہے۔ البیهقی شعب الایمان (١٠٨٢٢)

٢٥٠٤ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ١٢٣ (٣٥٨٦)، عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ضعیف راوی ہے۔

كِتَابُ الْمَنَاسِكْ

افعال حج کا بیان

حج کے معنی قصد اور ارادہ کے ہیں اسلامی محاورے میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادات اور اس کے گھر کی مخصوص طریقے سے زیارت کرنے کو حج کہتے ہیں اسلام کے پانچ رکنوں میں سے حج بھی ایک رکن ہے۔ جو ہر مستطیع پر فرض ہے۔ اس کی فرضیت قرآن وحدیث' اجماع سے ثابت ہے باوجود استطاعت اور فرضیت کے کوئی شخص حج نہ کرے تو وہ سخت مجرم ہے وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے گا' عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا وہ آج ہی شکم مادر سے پیدا ہوا ہے۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں:

۱۔افراد ۲۔قران ۳۔تمتع

۱۔افراد:

افراد کے معنی اکیلے کے ہیں اور محاورہ میں اکیلے حج کے احرام باندھنے اور اس کے مناسک ادا کرنے کو افراد کہتے ہیں۔ جس کی یہ صورت ہے کہ تم میقات پر پہنچ کر اکیلے حج کی نیت سے احرام باندھوں یعنی عمرہ کی نیت نہ کرو اور مکہ مکرمہ میں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا ومرہ کے درمیان سعی کرو۔ آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جاؤ اور نویں تاریخ کو عرفات پہنچ کر وقوف عرفہ کرو۔ اور اس کی شام کو مزدلفہ میں آ کر رات بھر قیام کرو اور مزدلفہ کے وظیفہ کو ادا کرو' اور دسویں کی صبح کو چل کر منیٰ آؤ اور منیٰ میں قربانی کرو اور حلق کر کے احرام کھول دو اور اسی دن مکہ میں آ کر طوافِ اِفاضہ کر کے پھر منیٰ واپس چلے جاؤ اور تین روز منیٰ میں قیام کر کے منیٰ کے وظیفہ کو ادا کرو پھر مکہ مکرمہ میں واپس آ کر طوافِ وداع کر کے واپس گھر آ جاؤ۔

۲۔حج قران:

اس کا معنی دو چیزوں کے ملانے کے ہیں اور اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر ایک ساتھ حج اور عمرہ کرنے کو قران کہتے ہیں۔ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں کو ملا کر ایک ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میقات پر پہنچ کر تم حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر کے احرام باندھو اور مکہ میں پہنچ کر طواف اور سعی کرو اور احرام نہ کھولو بلکہ باندھے رہو اور اٹھویں تاریخ کو منیٰ جاؤ اور باقی کام مثل افراد حج کے ادا کرو وہی قران کے بھی احکام ہیں۔ حج افراد میں قران میں قربانی ضروری ہے۔ حج قران اور تمتع مکہ والوں لے لیے جائز نہیں قران میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور آپ ﷺ نے ایک ہی طواف کیا اور فرمایا۔

((من احرم بالحج والعمر اجزاه طواف واحد وسعي واحد عنهما جميعا .)) (ترمذی)

''جس نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اس کو دونوں طرف سے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قران کیا اور ایک ہی طواف کیا۔ (ترمذی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہ اللہ قران میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کیا کرتے تھے۔ (المغنی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک حدیث طویل میں فرماتی ہیں: ((و اما الذین کانوا اجمعوا بین الحج والعمر فانهم طافو اطوافا واحدا.)) (بخاری) ''یعنی جن لوگوں نے حج وعمرہ دونوں کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا تھا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ قارن تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: ((یسعك طوافك لحجك وعمرتك.)) (مسلم) ''تیرا طواف تیرے حج وعمرہ کے لیے کافی ہو گیا۔'' حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قران کرنے والے کے لیے وہی احکام لازم ہیں جو مفرد کے لیے لازم ہیں اور قارن کو حج وعمرہ کا ایک ہی طواف وسعی کافی ہے۔ (المغنی)

قارن پر دم (قربانی) ضروری ہے اور یہ قربانی شکریہ کے طور پر ہے۔ جنایت اور جرمانہ کے طور پر نہیں ہے۔ قاران اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے اور منیٰ میں دسویں تاریخ کو ذبح کر دے اور جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس روزے رکھے تین حج سے پہلے اور سات حج کے بعد اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۹۶)

''جس نے حج وعمرہ کے ساتھ فائدہ اٹھایا تو جو قربانی اس کے لیے آسان ہو وہ کر ڈالے اور جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو وہ تین روزے رکھے حج سے پہلے اور سات حج کے بعد رکھے یہ پورے دس ہو گئے۔''

قران سب کے لیے نہیں بلکہ صرف افاقی غیر مکی کے لیے ہے مکہ کے باشندوں کے لیے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ذلك لمن لم یکن اهله حاضری المسجد الحرام﴾ (سورۃ بقرہ) ''یہ قران اور تمتع مسجد حرام کے باشندوں (مکہ والوں) کے لیے نہیں ہے۔''

۳۔ تمتع:

اس کے معنی فائدہ اٹھانے کے ہیں اور اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ تم میقات پر پہنچ کر صرف عمرے کا احرام باندھو اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرے کے افعال ادا کر کے حلال ہو جاؤ پھر آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھو اور حج افراد کی طرح سب مناسکِ حج ادا کرو۔ تمتع کے معنی چونکہ فائدہ اٹھانے کے ہیں عمرہ اور حج کے درمیان حلال ہو کر تم وہ فائدہ اٹھا سکتے ہو جو قارن نہیں اٹھا سکتا کیونکہ قارن عمرہ ادا کرنے کے بعد محرم ہی رہتا ہے اور متمتع عمرہ کے بعد حلال ہو جاتا ہے اور احرام کی حالت میں جن حلال چیزوں کے فائدہ اٹھانے سے محروم رہ گیا تھا اب عمرہ کے بعد وہ سب چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تمتع میں پہلے عمرہ ادا کیا جاتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے بعد میں حج کیا جاتا ہے۔ تمتع کرنے والے پر قربانی ضروری ہے۔ عدم استطاعت دس روزے قارن کی طرح رکھے۔

احرام

حج کی پختہ نیت کرنا اور میقات پر پہنچ کر تمام زیب و زینت کو دور کر کے ایک فقیرانہ لباس پہن کر تلبیہ کرنے کو احرام کہتے ہیں۔ ایسا کرنے سے بہت سی مباح چیزیں اس احرام کی حالت میں حرام ہو جاتی ہیں اس فعل سے حج میں داخل ہو گئے جیسے تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہو جاتے ہو اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیرنے تک منافی صلوۃ افعال حرام ہو جاتے ہیں اس طرح احرام سے منافی حج

افعال بھی حرام ہو جاتے ہیں اس لیے اس کو احرام کہتے ہیں حج کا احرام باندھنے کے تین مہینے ہیں۔ شوال المکرّم، ذوالقعدہ، ذوالحجہ کا اول عشرۃ اس میں حج کا احرام باندھنا چاہیے۔

احرام کی حکمت

شاہی دربار کے آداب میں سے ایک خاص ادب یہ بھی ہے کہ جو لباس شاہی آداب کے لیے موزوں و مناسب ہو وہی لباس پہن کر دربار میں حاضر ہونا چاہیے اور شاہی دربار کے غیر مناسب لباس پہن کر جانا گستاخی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں اور خاص میں شرکت کرنے والوں کے لیے خاص خاص وردیاں ہوتی ہیں جس کو زیب تن کر کے شریک ہوتے ہیں تاکہ خاص وردی سے دوسروں سے ممتاز نظر آئیں۔ حج سالانہ جشن ہے اللہ تعالیٰ نے جشن منانے والوں کو یہ حکم دے رکھا ہے اس جشن اور اجتماع میں شریک ہونے والے اس قسم کا لباس پہن کر ہمارے دربار میں حاضر ہوں اس لیے اس شاہی دربار میں شریک ہونے کے لیے وہی خاص لباس احرام پہن کر جانا لائق ہے اور وہی حالت بنا کر جانا جو شہنشاہ کی مرضی کے مطابق ہو نہایت موزوں ہے پس میقات ہی سے اس دربار کے حضوری کی تیاری شروع کرو اور اپنی وہی حالت بنالو جس سے وہ خوش ہو یعنی خاکساری تواضع سادگی کا لباس پہن لو اس لیے اللہ تعالیٰ نے احرام کا لباس سادہ رکھا ہے جو دنیا کے بادشاہوں کے شاہی دربار میں شرکت کرنے والوں کے بالکل خلاف ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں شریک ہونے والے خوب بن ٹھن کر اور لباس فاخرہ زیب تن کر کے شریک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چونکہ سادگی پسند ہے اس لیے سادہ لباس پہن کر اور زینت کی چیزوں کو چھوڑ کر شریک اجلاس ہوتے ہیں اور اس میں اسلامی مساوات بھی ہے کہ امیر و غریب اور فقیر و بادشاہ سب ایک لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں اور اس لباس میں کفن کی مشابہت بھی ہوتی ہے جس سے انسان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ دنیا سے جاتے وقت صرف اتنا ہی لباس ملے گا نیز اس سے انسان کو اپنی ابتدائی حالت یاد آتی ہے۔ کیونکہ اس کا پہلے ہی ایسا لباس تھا۔

احرام باندھنے کا طریقہ

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے:

(۱) حجامت بنوالو (۲) زیر ناف کے بال صاف کر ڈالو اس کے بعد

(۳) غسل کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے احرام سے پہلے غسل فرمایا تھا۔ (ترمذی) اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو احرام کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداؤد) (۴) اور وضو کر لو اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار دو اور ایک لنگی باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو۔ احرام کے صرف یہی دو کپڑے ہیں اس کے بعد خوشبو لگا لو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو احرام کے وقت میں خوشبو لگاتی تھی احرام سے پہلے بھی اور حلال ہونے کے بعد بھی خوشبو لگاتی تھی۔ (بخاری، مسلم)

اس کے بعد اگر فرض نماز کا وقت ہے تو فرض نماز پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھو اور اگر فرض نماز کا وقت نہیں ہے تو احرام کی نیت سے دو رکعت نفل پڑھو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ حج کرنے کے لیے نکلے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا۔ (ابوداؤد، احمد)

بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکفرون اور دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد

پڑھو سلام پھیرنے کے بعد سر کھول ڈالو اور اپنے دل میں حج یا عمرہ یا قران یا تمتع کی نیت کرو یعنی اگر عمرہ کرنا ہے تو عمرہ کی نیت دل میں کرلو خدایا میں عمرہ کروں گا تو اس کو قبول فرما اور آسان کردے یعنی اللّٰھم انی ارید العمر فیسر ھالی و تقبلھا اور اگر حج کرنا ہے تو صرف حج کی نیت کرو اللّٰھم ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ اور اگر قران یعنی حج وعمرہ دونوں ساتھ ساتھ ادا کرنا مقصود ہے تو دونوں کا ارادہ کرو اللّٰھم انی ارید الحج والعمر فیسر ھمالی و تقبلھما فرض حج ادا کرنا ہے تو فرض کی نیت کرو نفل ادا کرنا ہے تو نفل کی نیت کرو نیت کرنا فرض ہے بغیر نیت کے کسی عمل کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرد ہے تو احرام کے وقت سے قربانی تک سر کھولے رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''مرد کا احرام سر پر ہے (یعنی احرام کی حالت میں سر کھلا رہنا چاہیے) اور عورت کا احرام چہرے پر ہے (یعنی احرام کی حالت میں چہرہ کھلا رہنا چاہیے۔'' (مغنی) اس کے بعد زور زور سے تلبیہ پڑھو جس کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ اس تلبیہ کو پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

((لبیك اللّٰھم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك))

(بخاری، مسلم)

''الٰہی میں تیری خدمت میں اور تیری عبادت کے لیے حاضر ہوا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں یقیناً تعریف اور نعمت صرف تیرے لیے اور بادشاہت صرف تیرے لیے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔''

((لبیك اله الحق لبیك)) ''اے میرے سچے معبود میں تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔'' (ابن ماجه)

لَبَّیْكَ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان حاجی کی لبیک کی آواز سن کر اس کے دائیں بائیں درخت پتھر وغیرہ تمام چیزیں لبیک پکارتی ہیں۔ (ترمذی) اور لبیک کو نمازوں کے بعد اور رات دن اوپر نیچے چڑھتے اترتے اور قافلہ کے چلتے وقت زور سے پڑھتے رہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے مجھ سے فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ لا الہ الا اللہ اور لَبَّیْكَ کو زور زور سے پڑھیں (ترمذی) اور فرمایا سب سے افضل وہ حج ہے جس میں زور زور سے لبیک کہا جائے۔

حرم محترم میں داخل ہونے کے آداب و دعا

حد حرم اس احاطہ کا نام ہے جو شہر مکہ مکرمہ کے گرداگرد ہے یہ حدیں مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کئی کئی میل تک ہیں جدہ کے راستہ سے آتے ہوئے یہ حد مکہ مکرمہ سے دور دس میل جدہ کے راستہ پر آتی ہے یہاں پر آمنے سامنے لمبی چوڑی دو دیواریں بنی ہوئی ہیں ان کے درمیان سے حاجی لوگ گزرتے ہیں حرم میں جنگ و جدال اور شکار کرنا، اور وہاں کے درختوں کا کاٹنا حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''یہ شہر مکہ حرم ہے نہ کانٹا کاٹا جائے، اور نہ یہاں کی گھاس سوائے اذخر کے کاٹی جائے اور نہ شکار بھگایا جائے اور نہ گری پڑی چیز اٹھائی جائے البتہ اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔'' (بخاری) اور حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے یہ شہر مکہ حرم ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا ہے۔ یہاں قتل و قتال جنگ و جدال حلال نہیں ہے۔ نہ یہاں شکار کرنا جائز ہے نہ کانٹا کاٹنا جائز ہے۔ (بخاری)

اس حرم میں داخلہ کے وقت رسول اللہ ﷺ سے کوئی خاص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حرم میں داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

((لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد و هو علی کل شی ء قدیر))

"اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کا ملک ہے اسی کے لیے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (مسند احمد)

اور سلف صالحین سے حرم میں داخل کے وقت اس دعا کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

((اللّٰھم ھذا حرمك و امنك فحرم لحمي و دمي و بشري على النار و امني عذابك يوم تبعث عبادك واجعلني من اولياء ك و اهل طاعتك))

"الٰہی یہ تیرا حرم ہے اور تیرے امن کی جگہ ہے میرے گوشت پوست وخون دوزخ کی آگ پر حرام کر دے اور اپنے عذاب سے بچائیو قیامت کے دن مجھے اپنے فرمان بردار لوگوں میں سے بنالے۔" (ایضاح المحجه)

اس حرم محترم کا بڑا احترام کرنا چاہیے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے طوفان کے زمانہ میں حرم محترم کے اندر بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلی کو نہیں کھایا تھا لہٰذا انسان بھی کسی انسان یا چھوٹوں پر ظلم کر کے نہ کھائے۔ ہر لحہ ادب احترام کو سامنے رکھے کوئی لفظ خلاف ادب منہ سے نہ نکالے نہ کوئی ایسا کام کرے۔

شہر مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے

((اللّٰھم رب السموات السبع وما الظللن و رب الارضين السبع وما اقللن و رب الشياطين و ما اضللن و رب الرياح و ما ذرين فانا نسالك خير هذه القرى و خير اهلها و خير ما فيها و نعوذبك من شر اهلها و شرما فيها.)) (نسائی)

"اے اللہ جو پروردگار ہے ساتوں آسمانوں کا اور جو ان کے زیر سایہ ہے اور اے ساتوں زمینوں اور جو ان کے اوپر ہے اس کے پروردگار اور اے رب شیطانوں کے اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں اور اے پروردگار ہواؤں کے اور جن کو وہ اڑاتی ہیں ہم بستی کی بھلائی جو اس میں ہے اور اس کے باشندوں میں جو بھلائی ہے وہ تجھ سے مانگتے ہیں اور اس بستی کے شر سے اور اس کے باشندوں کے شر سے جو کچھ ان میں ہے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ آبادی کو دیکھ کر یہ دعا کرتے تھے مکہ مکرمہ میں داخل کے وقت غسل کرنا سنت ہے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دخول مکہ کے لیے "فخ" مقام پر غسل فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں تشریف لاتے اور شام کو دخول مکہ کا وقت آجاتا تو ذی طویٰ میں رات گزارتے اور صبح کو ذی طویٰ کنویں کے پانی سے غسل کر کے دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور فرماتے کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری)

لہٰذا اس مقام سے وضو غسل کر کے شہر میں اور اوپر کی جانب گورستان معلیٰ سے ہو کر باب السلام سے داخل ہونا چاہیے اسی راستہ کو حجون بھی کہتے ہیں اور ثنیۃ العلیا بھی کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو اوپر کی جانب سے داخل ہوئے اور نیچے کی جانب سے تشریف لے گئے۔ (ترمذی)

اوپر کی جانب کو ثنية العليا اور گدا بھی کہتے ہیں اور نیچے والی جانب کو ثنیۃ السفلیٰ بھی کہتے ہیں۔ شہر مکہ شریف میں داخل ہونے کے وقت صحیح حدیث مرفوع سے کوئی خاص دعا پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے لیکن بعض لوگ اس دعا کو پڑھنا مستحب جانتے ہیں:

((اللّٰھم بارك لنا فيها اللھم بارك لنا فيها اللّٰھم بارك لنا فيها اللّٰھم ارزقنا جناها و حببنا الى اهلها و حبب صالحى اهلها الينا.)) (حصن حصين)

''اے اللہ! تو اس شہر میں ہمارے لیے برکت عطا فرما' اے اللہ! تو اس شہر میں ہمارے لیے برکت نازل فرما' اے اللہ! تو اس شہر میں ہمارے لیے برکت عطا فرما' اے اللہ! اس شہر کے میوے ہمیں نصیب کر اور ہم کو اہل شہر کے دلوں میں اور نیک شہریوں کو ہمارے دلوں میں محبوب بنا دے۔''

تنبیہہ:

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد سب کاموں سے پہلے اللہ کے گھر کی زیارت اور طواف وسعی کرو نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ (ترمذی) بعض اپنی جائے قیام پر آرام کرنے کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں' بظاہر یہ خلافِ سنت معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خانہ کعبہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اس دعا کو پڑھتے:

((اللّٰهم زدهذا البيت تشريفا و تعظيما و تكريما و مهاب و زدمن شرفه و كرمه ممن حجه واعتمره تشريفا و تكريما و برا .)) (رواه الشافعي فى سنده و نيل)

''اے اللہ تو اس مقدس گھر کو شرافت وعظمت و بزرگی و ہیبت میں بڑھا دے اور اس کی زیارت کرنے والا حج اور عمرہ کرنے والا ہے اس کو بھی شرافت و بزرگی اور بھلائی میں زیادہ کر دے۔''

اس دعا سے فارغ ہونے کے بعد اور مناسب دعائیں دین و دنیا کی بھلائی کے متعلق مانگ سکتے ہیں کیونکہ یہ قبولیت کا مقام ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کی دعا

((اعوذ بالله العظيم و بوجهه الكريم و سلطانه القديم من الشيطان الرجيم .))

''میں شیطان کی برائیوں سے اللہ عظیم اور اس کے چہرہ کریم اور سلطنت قدیم کے طفیل کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔''

(مشکوٰۃ شریف)

مسجد حرام میں مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف آؤ مقام ابراہیم کے پاس باب بنی شیبہ ہے۔ اس دروازے میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت جو اس دعا کو پڑھے گا وہ سارا دن شیطان کے ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ (ابوداؤد) اور اس دعا کو بھی پڑھنا مسنون ہے۔

((بسم الله والصلوة والسلام على رسول الله رب اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك .))

(مشکوٰۃ)

''میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اس کے رسول (ﷺ) پر درود وسلام بھیجتا ہوں اے اللہ تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

ترک لبیک

معتمر حجر اسود پر پہنچ کر لبیک کہنا چھوڑ دے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرہ کرنے والا حجر اسود کے استیلام تک لبیک کہے اور استیلام کے وقت چھوڑ دے۔''

حجر اسود

یہ ایک کالا پتھر ہے جو بیت اللہ شریف کے ایک گوشہ میں لگا ہوا ہے' اور اس کے چاروں طرف چاندی کا خول ہے یہ دنیا میں اللہ

تعالیٰ کا گویا ہاتھ ہے جسے خدا سے محبت ہے وہ اس سے مصافحہ کرے گویا خدا سے مصافحہ کرتا ہے۔ جس نے اس کو بوسہ دیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ یہ اللہ کی وفاداری اور جان نثاری کی کسوٹی ہے۔ یہاں کھرا اور کھوٹا پرکھا جاتا ہے اور برے بھلے کی تمیز ہوتی ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حجر اسود جنت سے اترا ہے یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے اس پتھر کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ

''خدا کی قسم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے دیکھے گا' اور زبان ہوگی جو خلوص دل سے اسے چھوئے گا گواہی دے گا۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الرکن المقام یاقوتتان من یواقیت الجن ولولا ان اللہ طمس نور رھما لا ضاتا ما بین المشرق والمغرب))

''حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوتوں میں سے دو یاقوت تھے اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی نہ مٹاتا تو ان کی روشنی سے مشرق سے مغرب تک اجالا رہتا۔''

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔ اگر مشرکین کے گناہ اس کو نہ چھوتے تو مشرق و مغرب کے درمیان چمکتا رہتا اور جو بھی آفت اور مصیبت زدہ اندھا اور کوڑھی وغیرہ اس کو ہاتھ لگاتا اچھا ہو جاتا اور زمین میں جنتی چیزیں ہیں سوائے حجر اسود کے اور کوئی چیز جنتی نہیں۔ (ترغیب)

ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا گناہ سفید چیزوں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اس جگہ عبرت پکڑنی چاہیے کہ ظاہری ہاتھوں کے لگانے سے سخت پتھر سیاہ کالا ہو گیا تو ان گنہگار دلوں کا کیا حال ہوگا۔ دل بہت نرم ہے۔ بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے اگر اس نے توبہ کی تو وہ سیاہ داغ مٹ جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا داغ دل پر لگ جاتا ہے اگر توبہ استغفار کر لیا تو صاف ہو گیا ورنہ لگا رہتا ہے اسی طرح کرتے کرتے سارا دل کالا ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اسی کو ران کے ساتھ تعبیر کیا گیا بہر حال حجر اسود گناہوں کے چوستے چوستے کالا ہو گیا ہے۔ خود کالا ہو کر دلوں کو سفید کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان استیلا مھما یحطان الخطایا.)) (ترغیب)

''حجر اسود کو چھونے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

حجر اسود گویا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اس پر ہاتھ رکھنا گویا خدا کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھنا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من فاوض الحجر الاسود فکانما یفاوض یدالرحمن.)) ''جس نے حجر اسود سے استیلام کیا گویا اس نے خدا کے ہاتھ پر مصافحہ کیا۔'' (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((ان ھذا الرکن الاسود و ھو یمین اللہ فی الارض یصافح بہ عبادہ مصافح الرجل اخاہ.))

(تحفۃالاحوذی ابن خزیمہ' ترغیب)

''یہ حجر اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اپنے نیک بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جس طرح کوئی اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ فرمایا:

((انی اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبلك ما قبلتك.)) (بخاری)

''میں یقیناً یہ جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع اور اگر رسول اللہ ﷺ کو میں نے تجھے بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تیرا بوسہ نہ لیتا یہ تعبدی کی بنا پر ایسا کرتا ہوں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجر اسود کو بوسہ لیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

((اللّٰھم ایمانابك و تصدیقا بکتابك ووفاء بعھدك واتباعا لسنة نبیك ﷺ.)) (نیل الاوطار)

''اے اللہ میں تیرے اوپر ایمان لایا اور تیری کتاب کی تصدیق کی تیرے عہد کا وفادار ہوں تیرے نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس پتھر کو چھوتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حجر اسود کا استیلام امر تعبدی اور امتثال امر کی بنا پر ہے' نہ اس کی پرستش کی جاتی ہے اور نہ اس کو خدا سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کو نفع نقصان کا مالک سمجھا جاتا ہے' بلکہ وفاداری اور اتباع سنت میں ایسا کیا جاتا ہے۔ حجر اسود کے ان فضائل کی وجہ سے ہر حاجی بوسہ لینے کی بڑی کوشش کرتا ہے یہاں طواف کے وقت بڑی بھیڑ رہتی ہے اگر آسانی سے استیلام ہو سکے تو استیلام کر لینا چاہیے ورنہ ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ کا بوسہ لے لینا کافی ہے بھیڑ میں گھس کر دھکا مکا کھا کر بوسہ لینا ضروری نہیں ہے

کیا بھیڑ میکدے کی ہے در پر لگی ہوئی
پیاسو سبیل ہے سر کوثر لگی ہوئی

رکن یمانی

یہ بیت اللہ کا وہ کونا ہے جو ملک یمن کی جانب واقع ہے اسی لیے اس کو رکن یمانی کہتے ہیں یہ کونا بھی نہایت متبرک ہے اس کی تعریف رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنئے آپ فرماتے ہیں۔

((اللّٰھم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدنیا والاخر ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخر حسنة وقنا عذاب النار))

''اے اللہ میں معافی اور دونوں جہان میں عافیت طلب کرتا ہوں اے میرے رب! تو مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔'' (احمد' نیل' ترغیب)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں جو اس دعا کو پڑھے گا تو یہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہیں گے۔

ملتزم

حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کی جگہ کا نام ملتزم ہے اس کے معنی چمٹنے کی جگہ کے ہیں۔ یہاں پر کھڑے

ہو کر اور دونوں ہاتھ پھیلا کر خانہ کعبہ کی دیوار کو چمٹ کر چہرہ و سینہ کو دیوار پر رکھ کر خوب گریہ وزاری کر کے دعائیں مانگی جاتی ہیں یہ متبرک مقام ہے یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''ملتزم اس جگہ کا نام ہے جہاں دعا قبول کی جاتی ہے جو بندہ وہاں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ (الحصن) ابن ماجہ اور ابوداود میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آفت ومصیبت زدہ یہاں پر دعا مانگے گا عافیت پائے گا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے اس جگہ کھڑے ہو کر اپنے سینے اور چہرے کو دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلا دیا' اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

ارزقی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں تشریف لا کر اول بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اس کے بعد ملتزم پر پہنچ کر یہ دعا کی۔

((اللّٰھم انك تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم ما فی نفسی و ما عندی فاغفرلی ذنوبی و تعلم حاجتی فاعطنی سوالی اللّٰھم انی اسئلك ایمانا یباشر قلبی و یقینا صادقا حتی اعلم انه لن یصیبنی الا ما کتبت لی والرضا بما قضیت .)) (طبرانی)

''اے اللہ! تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے میرے عذر کو قبول کر میرے دل میں اور میرے پاس جو کچھ ہے تو اس سے بھی آگاہ ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میرے سوال کو پورا کر دے اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے قلب میں جاگزین ہو اور یقین صادق کا خواستگار ہوں تا کہ مجھ کو اس امر کامل اطمینان حاصل ہو جائے کہ جو مجھ کو پہنچتا ہے وہ وہی ہے جو تو نے میری تقدیر میں لکھ دیا اور جو فیصلہ تو نے میری نسبت کیا ہے میں اس پر ہر طرح راضی ہوں۔''

حضرت آدم علیہ السلام اس دعا سے فارغ ہوئے تھے کہ وحی الٰہی نازل ہوئی اور رب کریم کا یہ پیغام پہنچا آدم میں نے تیرے گناہوں کو بخش دیا اور تیری اولاد میں سے جو شخص تیرے ان الفاظ میں مجھ سے دعا کرے گا میں اس کے رنج و غم کو دور کروں گا اور اس کی گمشدہ چیز کا بدل دوں گا۔ اس کے قلب سے فقر کو نکال کر غنی کو اس کے دل میں بھر دوں گا تجارت پیشہ کی تجارت میں برکت دوں گا وہ دنیا سے بے پرواہ ہو گا اور دنیا اس کے قدموں میں ہو گی۔ (طبرانی' بیہقی' ابن عساکر' مناسک' ملا علی القاری)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس دعا کو ملتزم میں پڑھنا چاہیے اس کے بعد جو چاہے طلب کرے۔

((اللّٰھم لك الحمد حمدا یوا فی نعمك و یکافی مزیدك احمدك بجمیع محامدك ما علمت و ما لم اعلم علی جمیع نعمك ما علمت منها وما لم اعلم و علی کل حال اللّٰھم صلی علی محمد و علی ال محمد اللّٰھم اعذنی من الشیطان الرجیم واعذنی من کل سوء و قنعنی بما رزقتنی و بارك لی فیه اللّٰھم اجعلنی من اکرم و فدك علیك و الزمنی سبیل الاستقام حتی القاك یا رب العلمین .)) (اذکار الابرار)

''اے میرے محسن خدا! کل تعریفوں کا مستحق تو ہی ہے میں تیری وہ تعریف کرتا ہوں جو تیری دی ہوئی نعمتوں کا بدل ہو اور اس پر جو زیادہ دے اس کا بدلہ ہو اور پھر میں تیری جن نعمتوں کو جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا سب ہی کا ان خوبیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں جس کا مجھ کو علم ہے اور جن کا نہیں غرضیکہ ہر حال میں ہر آن تیری ہی تعریفیں کرتا ہوں اے

سلامتی والے خدا تو اپنے حبیب محمد ﷺ اور آپ کی آل و اولاد بیوی بچے داماد اور ہر تابعدار پر رحمت و سلام بھیج۔ اے زبردست خدا! تو مجھ کو شیطان اور ہر برائی سے پناہ میں رکھ اور جو کچھ تو نے مجھ کو دیا ہے اس پر قناعت دے اور برکت کر اے تمام مخلوق کے بادشاہ تو مجھ کو بہترین مہمانوں میں سے کر اور مرتے دم تک تو مجھ کو سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھ۔ آمین یا رب العالمین۔''

حطیم

یہ ایک چھوٹا سا حصہ بیت اللہ سے الگ ہے گویا بیت اللہ شریف کا یہ صحن ہے یہ حصہ بیت اللہ میں داخل ہے۔

مطاف

بیت اللہ شریف کے کنارے کنارے طواف کرنے کی جگہ کو مطاف کہتے ہیں اس کی شکل تقریب بیضوی ہے اس کا طول شمالاً و جنوباً ۵۔ ۵ گز اور عرض شرقاً و غرباً ۴۵ گز ہے ایک چکر ایک سو بیس گز کا ہوتا ہے۔ ایک طواف میں آٹھ سو چالیس گز کا چکر لگایا جاتا ہے۔ ۸ ھ سے آج ۱۳۸۷ھ تک صرف جماعت کے وقت مطاف طواف سے خالی رہتا ہے' ورنہ رات دن میں اور کسی وقت طواف سے خالی نہیں۔ رہتا طواف کی فضیلت آگے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مقام ابراہیم (علیہ السلام)

مقام ابراہیم حرم محترم کی عظیم الشان آیۃ اور عالی قدر تبرکات سے ہے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾

(آل عمران: ۹۶، ۹۷)

''بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے جو بابرکت ہے اور ہدایت ہے تمام جہان کے لیے اس میں بہت سی کھلی نشانیاں ہیں۔ منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔''

ان کھلی ہوئی نشانیوں میں سے وہی حجر اسود ہے جو جنت سے آیا ہے اور مقام ابراہیم علیہ السلام ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات ہیں خدا نے اس کو حرم بنایا ہے کسی جنگلی جانور کا شکار کرنا حلال نہیں وہاں چیل کوے نظر نہیں آتے یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم صادر فرمایا یہ عز و شرف کسی دوسرے مقام کو حاصل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (بقرہ)

''اور بناؤ تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ''

مقام ابراہیم اس پتھر کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اور ان کے قدم مبارک کے نشانات اس پتھر پر موجود ہیں۔

مسجد الحرام

یہ وہ عالی شان عمارت ہے جس کے بیچ میں بیت اللہ شریف واقع ہے اس کے چاروں طرف آگے پیچھے تین اور کسی جگہ چار بڑے بڑے دالان ہیں۔ ستونوں کے درمیان میں صفیں ہیں اور ہر چار ستونوں پر قبہ نما ڈاٹ لگائی گئی ہے گویا چھت قبوں کی ہے۔ بیچ میں کھلا ہوا صحن ہے جس میں چاروں طرف مطاف تک جانے کے لیے پتھر اور سیمنٹ کی سڑکیں ہیں اور سڑکوں کے درمیان بقیہ زمین میں پتھریلی بجری بچھی ہوئی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے حرم شریف تقریباً شہر کے وسط میں واقع ہے ساری تعمیر میں ۵۳۵ ستون ہیں جن

میں سے تین سو ایک سفید سنگ مرمر کے ہیں، اور دو سو چوالیس سرخ پتھر کے، گذشتہ زمانے میں روشنی کے لیے بلوری قندیلیں لٹکی ہوئی تھیں جن میں روغن زیتون جلایا جاتا تھا مگر اب برقی روشنی ہے موجودہ سعودی دور حکومت میں مسجد الحرام کی بہت توسیع ہوگئی ہے اور نہایت مستحکم عمارت تیار کی گئی ہے۔قرآن مجید میں مسجد الحرام کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے۔

فضائل طواف

طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے ہیں۔ خانہ کعبہ کے ارد گرد گھومنے اور چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں اور طواف کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ **طواف قدوم**:...... جو آنے کے وقت سب سے پہلے کیا جاتا ہے اس کو طواف الورود اور طواف اللقاء اور طواف التحۃ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ **طواف زیارت**:...... یہ حج کا رکن طواف حج بھی کہتے ہیں۔

۳۔ **طواف صدر**:...... جو بیت اللہ سے واپسی کے وقت کیا جاتا ہے اس کو طواف الوداع بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ **طواف العمرہ**:...... جو عمرہ کی ادائیگی کے وقت کیا جاتا ہے یہ عمرہ کا رکن ہے۔

۵۔ **طواف نذر**:...... جو نذر ماننے والے پر ضروری ہے۔

۶۔ **طواف النفل**:...... جو نفلی طور پر ہر وقت کیا جاتا ہے۔

طواف اور حجر اسود اور رکن یمانی کے استیلام کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں ذیل میں چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو غلام آزاد کرنے کی طرح ثواب ملے گا۔'' (ابن ماجہ)

اسی طرح اور جگہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے بیت اللہ کا سات پھیرا طواف کر لیا تو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور ہر ہر قدم پر نیکی لکھتا ہے اور ہر ہر قدم پر درجہ بلند کرتا ہے۔'' (ابن خزیمہ، ابن حبان، ترغیب)

ابن ماجہ اور منتقی میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کا سات پھیرا طواف کر لیا اور سبحان اللہ اور الحمدللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور لا حول و لا قوة الا باللہ۔ ''کہتا رہا تو اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رکن یمانی پر ستر فرشتوں کو مقرر فرما رکھا ہے۔ جو یہاں اس دعا کو مانگتا ہے تو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

((اللّٰهم انی اسئلك العفو و العافية فی الدنيا والاخر ربنا اتنا فی الدنيا حسنة و فی الاخر حسنة و قنا عذاب النار .)) (ابن ماجه ، منتقی)

''اے اللہ میں دنیا اور آخرت کی عفو اور عافیت تجھ سے مانگتا ہوں اے اللہ تو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے مجھ کو بچا۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص موقوفاً فرماتے ہیں کہ جو خوب اچھی طرح وضو کر کے حجر اسود کا استیلام کرے تو وہ رحمت خداوندی میں داخل ہو جاتا ہے جب استیلام کے وقت۔

((بسم الله والله اكبر اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و

رسوله))

"شروع اللہ کے نام سے اور بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

کہتا ہے تو اس کو رحمت باری تعالیٰ ڈھانپ لیتی ہے اور جب بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک قدم پر ستر ہزار نیکی لکھتا ہے اور ستر ہزار گناہ معاف کرتا ہے اور ستر ہزار درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے گھرانے کے ستر آدمیوں کی سفارش منظور فرمائے گا جب مقام ابراہیم پر آ کر نہایت خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، تو چار عربی غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (ترغیب)

رمل

طواف قدوم اور طواف عمرہ میں تین پھیروں میں دلکی چال چلنے اور آہستہ آہستہ دوڑنے کو رمل کہتے ہیں۔

اضطباع

طواف کی حالت میں اظہار شجاعت کے لیے داہنا شانہ کھلا ہوا ہونا اور چادر احرام بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈالنے کو اضطباع کہتے ہیں (رمل اور اضطباع مردوں کو کرنا چاہیے عورتوں کو نہیں اور ان دونوں کی مشروعیت کی یہ وجہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے یہ کہنا شروع کیا کہ مسلمانوں کو مدینہ کی آب و ہوا نے کمزور کر دیا ہے۔ یہ ہمارا مقابلہ تو کیا طواف بھی نہیں کر سکیں گے مسلمانوں کا یہ طواف دیکھنے کے لیے دارالندوہ میں اور مکانوں کی چھت پر بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل اور اضطباع کرو تا کہ مشرکین مسلمانوں کو بہادر سمجھیں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال چلو مشرکین نے جب مسلمانوں کو اس طرح دوڑتے ہوئے دیکھا تو اپنے خیال کو غلط پا کر بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے یہ تو ہرن کی طرح اچھلتے کودتے ہیں ہم سے زیادہ طاقتور ہیں شروع شروع میں رمل کی ابتدا یوں ہوئی لیکن بعد میں ہمیشہ کے لیے مسنون قرار دیا گیا صحابہ کرام اور دیگر مسلمانوں نے اس پر عمل کیا ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے موقوف کرنا چاہا مگر سوچ کر فرمایا جو کام رسول اللہ ﷺ کرتے تھے ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ (بخاری شریف)

طواف قدوم کی ترکیب

(۱)...... وضو کر کے مرد اپنی احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈال دے داہنا شانہ کھلا رکھے حجر اسود کے پاس آ کر اس کو بوسہ لے یا استیلام کرے استیلام کے وقت بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر (نیل الاوطار) یعنی اللہ کے نام سے طواف کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

((اللّٰهم ايمانا بك و تصديقا بكتابك ووفاء بعهدك واتباعا لسنن نبيك ﷺ))

"اے اللہ میں تجھ پر ایمان رکھ کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفاداری اور تیرے نبی ﷺ کی تابعداری میں استیلام کرتا ہوں۔" (نیل الاوطار)

یہ پڑھ کر بیت اللہ شریف کو اپنی بائیں جانب کر کے طواف شروع کرو رکن یمانی تک دلکی چال چلو اور اس دعا کو آہستہ آہستہ پڑھتے رہو جو آگے بیان کی جا رہی ہے۔

((سبحان الله والحمد الله و لا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰه))

''اللہ کی پاکی اور اس کی تعریف ہے اور اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور وہ بہت بڑا ہے اور قوت نہیں ہے مگر اللہ کے ساتھ۔'' (ابن ماجہ' منتقی' نیل الاوطار)

رکن یمانی تک یہ دعا پڑھتے رہو رکن یمانی پر پہنچ کر اس دعا کو پڑھو:

((اللهم قنعنی بما رزقتنی و بارك لی فیه واخلف علی کل غائب لی بخیر))

''اے اللہ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس پر مجھے قناعت عنایت فرما اور اس میں برکت دے اور میرے اہل وعیال و ہر پوشیدہ پر بھلائی کے ساتھ تو نگران ہو جا۔''

((اللهم انی اعوذبك من الشك و الشرك والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق))

''خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں شک اور شرک اور نفاق اور مخالفت اور برے اخلاق سے۔'' (نیل الاوطار)

رسول اللہ ﷺ ان دونوں دعاؤں کو (جو اوپر بیان ہوئیں) پڑھا کرتے تھے۔(نیل)

رکن یمانی کی دعا

اس کونے کو صرف چھونا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔اس کونے پر ستر فرشتے مقرر ہیں۔جب ذیل کی دعا پڑھی جاتی ہے تو اس پر وہ آمین کہتے ہیں۔رکن یمانی پر استیلام کے بعد اس دعا کو دونوں رکنوں کے درمیان پڑھو نبی ﷺ اس کو اس جگہ پڑھا کرتے تھے۔دعا یہ ہے۔

((اللّٰهم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدنیا والاخر ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخر حسنة و قنا عذاب النار))

''اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت وسلامتی چاہتا ہوں اے میرے رب تو مجھے دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کے عذاب سے مجھے بچا۔'' (احمد' ابوداؤد)

اس دعا کو پڑھتے ہوئے حجر اسود پر آؤ اب یہ ایک پھیرا ہوا اگر حجر اسود کو بوسہ لینے کا موقع ہے تو بوسہ لو ورنہ استیلام اور ہاتھ و لکڑی سے اشارہ کر کے پہلی دعائیں پڑھتے ہوئے دوسرا پھیرا شروع کرو اس میں بھی دلکی چال چلو۔اور مذکورہ دعائیں پڑھو تیسرا پھیرا بھی اسی طرح کرو۔اس کے بعد رمل و اضطباع نہ کرو جب سات پھیرے پورے ہو جائیں تو ایک طواف پورا ہو گیا۔حجر اسود سے طواف شروع کیا تھا اور حجر اسود ہی پر ختم کرو۔اگر حجر اسود پر بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لو۔ورنہ استیلام کر کے مقام ابراہیم کی طرف آؤ۔

طواف کی دو رکعتیں

اور ﴿واتخذوا من مقام ابراهیم﴾ پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم علیہ السلام پر آ جاؤ۔مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر کے طواف کی دو رکعت نماز پڑھو۔پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل یا ایها الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل هو الله احد پڑھو۔(بخاری)

سلام کے بعد کی دعا

سلام پھیرنے کے بعد نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے اور اپنے لواحقین کے لیے نیک دعائیں کرو کیونکہ یہ قبولیت کی جگہ ہے اس کے متعلق خاص طور پر کوئی دعا صحیح حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے قرآن وحدیث کی جو مناسب دعائیں سمجھو

پڑھ سکتے ہو لیکن طبرانی اور بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے طواف کی دو رکعتوں کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھی تھی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی:

((اللّٰھم انك تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤلی و تعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللّٰھم انی اسئلك ایمانا یباشر قلبی و یقینا صادقا حتی اعلم انه لا یصیبنی الا ما کتبت لی و رضا بما قسمت لی یا ارحم الراحمین)) (ابن عساکر ' طبرانی)

''الٰہی تو میرے باطن اور ظاہری حالتوں سے خوب واقف ہے میری معذرت کو قبول فرما اور میری حالت کو جانتا ہے تو میری مانگ عطا فرما اور میرے دل کے رازوں سے تو واقف ہے میرے قصوروں کو معاف فرما دے اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچ جائے اور ایسا یقین کامل عطا فرما تا کہ میں جان لوں کہ جو کچھ آپ نے لکھ دیا ہے وہی مجھے پہنچے گا اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں مقسوم کر دیا ہے اس پر راضی ہوں اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔''

دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد پھر حجر اسود کے پاس آ ؤ اس کو بوسہ لے کر یا استیلام کر کے باب بنی شیبہ سے نکل کر چاہ زمزم اور اس کی سبیل کے پاس آ کر زمزم پی لو آب زم زم پی کر باب الصفا سے نکل کر سعی کے لیے باہر آ ؤ۔

تنبیہ:

یہ طواف قدوم کا بیان تھا اس میں رمل اور اضطباع ہے اور اس کے سوا کسی میں رمل اور اضطباع نہیں کرنا چاہیے اور عورتیں طواف قدوم میں رمل اور اضطباع نہ کریں باقی طواف ویسا ہی کریں جس طرح مرد کرتے ہیں حتی الامکان مردوں سے الگ ہو کر طواف کریں۔ مرد بھی ان کو ماں' بیٹی' بہن سمجھ کر نگاہ بد نہ ڈالیں' یہ خدا کا دربار ہے نظر بازی کا مقام نہیں ہے۔ نظر بازی سے نیکیاں برباد ہو جائیں گی:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

(۲)...... مستحاضہ عورت اور بواسیر اور سلسل البول والے کو طواف اور نماز پڑھنی چاہیے (مشکوٰۃ) البتہ حیض اور نفاس والی عورت اس حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ نماز پڑھے اس کے سوا سب کام کرے جو دیگر حاجی کرتے ہیں۔ حیض سے پاک ہو جانے کے بعد طواف کرے۔ (بخاری)

(۳)...... بیمار اور معذور جو خود طواف نہیں کر سکتا۔ اس کو پکڑ کر یا کسی سواری پر سوار کر کے طواف اور سعی کرانا جائز ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۴)...... بھیڑ اور ازدہام کی وجہ سے اگر حجر اسود کا بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو اس کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھو اور ہاتھ یا لاٹھی حجر اسود کو لگا کر اس ہاتھ یا لاٹھی کو چوم لو اور اگر دور رہنے کی وجہ سے یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور ہی سے ہاتھ یا لاٹھی کے ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ یا لاٹھی کو چوم لو۔ (مشکوٰۃ)

(۴)...... حجر اسود کو بوسہ لینے کے لیے دیر تک کھڑا رہنا اور لوگوں کو دھکا مکا اور بھیڑ میں گھس کر اور لوگوں کو تکلیف دے کر بوسہ لینا نیکی نہیں ہے شریعت میں سہولت زیادہ ہے۔ اس رخصت پر عمل کرنا چاہیے جس کا بیان آ چکا ہے حجر اسود کے مقام پر پروانہ کی طرح چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں...... سبحان اللہ!

کیا بھیڑ میکدے کے ہے در پر لگی ہوئی
پیا سو یہ ہے سبیل سر کوثر لگی ہوئی

(۵)......عورتوں کو اس بھیڑ میں ہرگز نہ گھسنا چاہیے۔ بڑی بداحتیاطی ہوتی ہے۔ دور کا استیلام بہتر ہے۔

(۶)......طواف میں مسنونہ دعاؤں کا پڑھنا سنت ہے۔ بعض لوگوں نے طواف کے پھیروں میں من گھڑت دعائیں ایجاد کر رکھی ہے کہ پہلے پھیرے میں فلاں دعا اور دوسرے میں فلاں اور تیسرے میں فلاں۔ غرض ہر پھیروں کے لیے الگ الگ دعائیں مقرر کر رکھی ہیں اس طرح کا ثبوت حدیثوں سے نہیں ملتا ہے۔ طواف میں سبحان اللہ الحمدللہ اور لا الہ الا اللہ اور قرآن مجید و حدیث شریف کی دعائیں کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔

(۷)......طواف کرتے کرتے اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو طواف کو موقوف کر کے جماعت میں شامل ہو جاؤ نماز کے بعد پہلے طواف پر بنا کر کے پورا کرلو اسی طرح اگر اثنائے طواف میں پیشاب پائخانہ کی ضرورت پڑ گئی تو طواف چھوڑ کر ضرورت سے فارغ ہو کر طواف پورا کر ڈالو۔

(۸)......طواف کے سات پھیروں میں کمی بیشی کا شبہ ہو جائے تو ظن غالب پر عمل کرو جس طرح نماز کی تعداد میں کمی بیشی کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

(۹)......پاک صاف جوتی پہن کر طواف کرنا جائز ہے جس طرح نماز پاک صاف جوتی میں جائز ہے۔

(۱۰)......طواف میں دو رکن حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا چاہیے اور دونوں شامی کو نہیں چھونا چاہیے۔

(۱۱)......بیت اللہ کی دیواروں کے قریب طواف کرنا چاہیے بھیڑ کی وجہ سے دور رہ کر بھی جائز ہے۔

(۱۲)......قارن جس نے حج وعمرہ دونوں کا ایک احرام باندھا ہے دونوں کے لیے ایک ہی سعی کرے حج کا الگ طواف اور عمرہ کا الگ اور حج کی الگ سعی اور عمرہ کی علیحدہ سعی کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری)

(۱۳)......بعض نادان طواف کی دو رکعتوں کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام کی جالیوں کو پکڑ کر دعائیں کرتے ہیں یہ بدعت ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

مقصود سعی

اس کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پانی کے تلاش میں اتفاقیہ طور پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ حرکت بہت پسند آئی اور اس کو حج کے مناسک میں شامل فرما دیا۔ تاکہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ سنت ہمیشہ قائم رہے اور ان کی اولاد یادگار بنالے کہ ملت اسلامیہ اور دین حنیف کے علمبرداروں نے کیا تکلیفیں برداشت کی تھیں اور اس زمانہ میں مرکز السلام (مکہ) کی کیا حالت تھی نیز جو بیتابی اور انابت الی اللہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت تھی وہ تم بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور رحمت الٰہی کی جستجو میں اسی طرح بیتاب اور ساعی ہو جیسے وہ پانی کی تلاش میں تھیں۔ اسی لیے سعی کی غایت وغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ سعی یاد الٰہی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

((انما جعل الطواف بالبیت وبالصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقام ذکر اللہ تعالیٰ))

''طواف اور سعی اور رمی جمرہ ذکر الٰہی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔'' (احمد' ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس یادگار ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر عمل کیا اور فرمایا:

((کتب علیکم السعی فاسعوا)) (احمد)

''تمہارے اوپر سعی فرض کردی گئی ہے سعی کیا کرو۔''

بغیر سعی کے نہ حج پورا ہوتا ہے نہ عمرہ آپ نے فرمایا:

((ما اتم اللہ حج امرء ولا عمرتہ لم یطف بین الصفاء والمرو)) (مسلم)

''بغیر سعی کے اللہ تعالیٰ حج اور عمرہ کو پورا نہیں کرتا ہے۔'' (مسلم شریف)

سعی کی ترکیب

طواف قدوم سے فارغ ہونے کے بعد پھر حجر اسود کا استیلام کرو یہ افتتاح سعی کا استیلام ہے باب الصفا سے نکلتے وقت وہی دعائیں پڑھو جو پہلے گزر چکیں ہیں جب صفا پہاڑی کے قریب پہنچو تو آیت کریمہ ﴿ان الصفا والمرو من شعائر اللہ﴾ پڑھو۔ یعنی ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔'' اس کے بعد ابداع بما بداء اللہ کو پڑھو۔ یعنی ''میں اس چیز کے ساتھ شروع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے۔'' یہ کہہ کر سیڑھیوں سے صفا پہاڑی کے اوپر اتنا چڑھ جاؤ کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگے رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ (ابوداؤد) پھر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پہلے تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھو نبی ﷺ نے اس کو یہاں پر پڑھا تھا۔ (مسلم)

((لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ))

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں' وہ ایک اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' وہ ملک کا مالک ہے' اس کے لیے تعریف ہے' وہ ہر چیز پر قادر ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' وہ اکیلا ہے' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندہ کی امداد کی' اس اکیلے نے تمام کافروں کے لشکر کو بھگا دیا۔'' (مسلم شریف)

اس دعا کو پڑھ کر درود شریف اور اپنے خویش و اقارب اور ملنے جلنے والوں کے لیے دین و دنیا کی دعائیں مانگو یہ قبولیت کی جگہ ہے پھر واپسی سے پہلے ہاتھ اٹھائے اسی صفا پر ذیل کی دعا پڑھ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لو دعا یہ ہے:

((اللّٰھم انک قلت ادعونی استجب لکم و انک لا تخلف المیعاد انی اسئلک کما ھدیتنی للاسلام ان لا تنزعہ منّی حتی توفانی و انا مسلم))

''خدایا تو نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے تو وعدہ خلافی نہیں کرسکتا ہے جس طرح تو نے اسلام کی توفیق مرحمت فرمائی ہے اسی طرح موت بھی مجھ کو اسلام کی حالت میں نصیب فرما۔'' (موطا امام مالک)

پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اس دعا کو پڑھتے ہوئے چلو۔

((رب الغفر وارحم انک انت اعز الاکرم)) (طبرانی)

''اے میرے پروردگار تو قصوروں کو معاف فرما دے اور میری حالت پر رحم فرما تو عزت و بزرگی والا ہے۔''

((رب الغفر وارحم و تجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخر حسنۃ و قنا عذاب النار)) (ایضاح)

''اے میرے پروردگار تو میری خطاؤں کو معاف فرما اور میرے حال پر رحم فرما اور جو گناہ تو جانتا ہے اس کو تجاوز فرما دے

تو عزت والا بزرگ ہے۔ اے میرے رب! تو دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔''

سبز میلوں کے درمیان دوڑنا

یہ دعا اور اسی قسم کی قرآن و حدیث کی دیگر دعائیں پڑھتے ہوئے مروہ کی طرف آہستہ آہستہ چلو۔ صفا و مروہ کے درمیان مروہ کو جاتے ہوئے بائیں جانب دو سبز نشان ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں جب ان میں سے پہلے کے قریب پہنچو چھ سات ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو دوڑنا شروع کرو جب دوسرے نشان پر پہنچو تو دوڑنا ترک کر دو پھر آہستہ آہستہ چلو' یہاں تک کہ مروہ پر پہنچ جاؤ اور مروہ پر اتنا چڑھ جاؤ کہ اگر سامنے کے مکانات نہ ہوں تو بیت اللہ نظر آنے لگے۔ اب چونکہ مکانات بن گئے ہیں اس لیے اب بیت اللہ نظر نہیں آتا اور داہنی جانب کو مائل ہو کر خوب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو اور صفا کی دعائیں یہاں بھی اسی طرح پڑھو جس طرح صفا پر پڑھی تھیں اور دیر تک ذکر و دعا میں مشغول رہو کیونکہ یہاں پر دعا قبول ہوتی ہے یہ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا پھر مروہ سے اتر کر رب اغفر وارحم...... الخ پوری دعا پڑھتے ہوئے معمولی چال سے سبز میل تک چلو پھر اس سبز نشان سے دوسرے سبز نشان تک دوڑنا شروع کرو۔ اس سبز نشان پر پہنچ کر آہستہ آہستہ روزمرہ کی چال چلتے ہوئے اور دعائیں پڑھتے ہوئے صفا پر پہنچو صفا پر چڑھ کر اسی ترکیب کے ساتھ انہیں دعاؤں کو پڑھو جو پہلے پڑھ چکے تھے اب دو پھیرے ہوئے پھر صفا سے مروہ تک تین اور مروہ سے صفا تک چار پھیرے ہوئے۔ پھر صفا سے مروہ تک پانچ اور مرہ سے صفا تک چھ اور صفا سے مروہ تک سات پھیرے مذکورہ بالا طریقے سے کرو دوڑنے کی جگہ دوڑ کر اور آہستہ چلنے کی جگہ آہستہ چل کر اور دعا کی جگہ دعا پڑھ کر سعی کے ساتوں پھیرے کو پورا کرو۔

صفا کی سعی کے بعد

سعی ختم کرنے کے بعد اگر عمرہ کا احرام تھا تو حلق یا قصر کر کے احرام کھول ڈالو اور اگر تم قارن یا مفرد ہو تو حلق و قصر مت کرو بلکہ اپنے احرام میں باقی رہو دسویں تاریخ کو حلق' ذبح رمی وغیرہ کر کے حلال ہو جاؤ۔ بعض کے نزدیک سعی کے بعد مسجد میں دو رکعت نماز مستحب ہے مطلب بن ابی دراعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سعی سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ شریف میں تشریف لائے اور مطاف کے کنارہ دو رکعت نماز پڑھی۔ (احمد' ابن ماجہ' ابن حبان)

حلق و قصر کی فضیلت

حلق و قصر بھی افعال حج و عمرہ سے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾ (الفتح: ۲۷)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا کہ تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اگر اللہ نے چاہا اس کے ساتھ تم میں سے کوئی سر منڈاتا ہو گا کوئی بال کترواتا ہو گا تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہو گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈانے والوں کو تین دفعہ اور قصر کرنے والوں کو ایک دفعہ دعا فرمائی ہے۔ ''اے اللہ منڈوانے والوں کی مغفرت فرما اور کترنے والوں کی بھی۔'' (بخاری شریف) اور آپ نے فرمایا۔ ''سر منڈانے سے ہر ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (ترغیب) اور فرمایا۔ ''سر منڈانے سے جو بال زمین پر گرے گا تو ہر بال کے بدلے میں قیامت

کے دن نور ملے گا۔'' (ترغیب)

سعی کے بعد کیا کرنا چاہیے

سعی سے فراغت کے بعد حج تمتع کی نیت سے احرام باندھا گیا تھا تو حلق یا تقصیر کرا کے حلال ہونا چاہیے اور اگر حج قران یا افراد کا احرام باندھا گیا تھا تو نہ حجامت کرائے نہ احرام کھولے بلکہ اپنے احرام پر بدستور باقی رہے اور جن جن کاموں سے محرم کو بچنا چاہیے ان کاموں سے بچتا رہے۔

آب زمزم

سعی و حجامت وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد زمزم پر آ کر زمزم کا پانی پیو اور خوب شکم سیر ہو کر پیو کہ پسلیاں تن جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ نشانی ہے کہ آب زمزم سے منافقین کی پسلیاں نہیں تنتیں اور مسلمانوں کی تن جاتی ہیں۔'' (ابن ماجہ)

زمزم کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں چند حدیثیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آب زمزم جس ارادے سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے اگر تم شفا کے ارادے سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو شفا دے گا اور اگر تم شکم سیری کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ آسودہ کر دے گا اور اگر پیاس کی دوری کی نیت سے پیو گے تو اللہ عالی پیاس کو دور کر دے گا یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کھودا ہوا ہے اسماعیل علیہ السلام کا سقاوہ ہے۔'' (دار قطنی)

''آب زمزم برکت والا ہے بھوکوں کے لیے کھانا ہے اور بیماروں کے لیے شفا ہے۔'' (ابوداؤد ذنیل)

آب زمزم پینے کا ادب اور اس کی دعا

زمزم کا پانی قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر تین سانس میں پینا چاہیے اور ہر دفع شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنی چاہیے اور اتنا پینا چاہیے کہ جس سے پسلیاں خوب تن ہو جائیں کیونکہ منافق اتنا نہیں پیتا جس سے پسلیاں تن جائیں (دار قطنی) اور پیتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ زمزم پیتے وقت اس دعا کو پڑھتے تھے۔

((اللّٰھم انی اسئلك علما نافعا و رزقا واسعا و شفاء من كل داء))

''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔''

دعا کی قبولیت کے مقام

نماز باجماعت اور نفلی طوافوں وغیرہ کے بعد دعا بھی خیر و برکت کے لیے موجب ہے' یہ عبادت کا مغز ہے' دعا ہر جگہ کی جا سکتی ہے' لیکن بیت اللہ شریف میں قبولیت کی بڑی توقع ہے ذیل میں ان مقامات مقدسہ کو لکھا جاتا ہے جہاں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان جگہوں میں نہایت خلوص اور خشوع سے دعا کرو وہ مقامات یہ ہیں:

۱۔ طواف کرتے وقت دعا کرنا
۲۔ حجر اسود پر دعا کرنا
۳۔ رکن یمانی
۴۔ ملتزم کے نزدیک
۵۔ بیت اللہ شریف کے اندر
۶۔ حرم شریف میں آدھی رات کو
۷۔ بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے جس کو میزاب رحمت کہتے ہیں

۸۔ دوپہر کے وقت حرم شریف میں

۹۔ زمزم کے پاس ۱۰۔حرم شریف میں غروب آفتاب کے وقت

۱۱۔ مقام ابراہیم کے پاس ۱۲۔سعی کے وقت صفا و مروہ پر اور صفا و مروہ کے درمیان

۱۳۔ عرفات میں ۱۴۔مزدلفہ میں

۱۵۔ منیٰ میں (مشعر الحرام)

۱۶۔ جمروں کے پاس بجز جمرۂ عقبہ یہ سب قبولیت کے مقامات ہیں عربی میں یا اپنی زبان میں نہایت عاجزی سے دعائیں کرو۔ یہ موقع ہمیشہ نہیں ہاتھ آتا۔

ملتزم

مقامات قبولیت میں سے ہے ملتزم میں دعاؤں کی خاص اہمیت ہے جو حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی درمیانی جگہ کا نام ہے یہاں پر کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر بیت اللہ کی دیوار کو چمٹ جاؤ' چہرہ کو دیوار پر رکھ کر اور خوب رو رو کر دعائیں مانگو۔ نہایت تضرع و گریہ زاری سے توبہ و استغفار کرو۔ یہ قبولیت کی جگہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آفت اور مصیبت زدہ یہاں دعا مانگے گا وہ عافیت پائے گا۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ملتزم پر چمٹ کر رخساروں اور سینوں کو دیوار سے لگا کر اور ہاتھوں کو بچھا کر دعا مانگتے تھے۔ (ابوداؤد' زاد المعاد) اس ملتزم پر مندرجہ ذیل دعا پڑھو:

((اللّٰھم لك الحمد حمدا یوا فی نعمك و یکافی مزیدك احمدك بجمیع محامدك ما علمت و ما لم اعلم و علی کل حال اللّٰھم صلی و سلم علی محمد و علی ال محمد محمد اللّٰھم اعذنی من الشیطان الرجیم و اعذنی من کل سوء و قنعنی بما رزقنی و بارك لی فیه اللھم اجعلنی من اکرم وفدك علیك والزمنی سبیل الاستقام حتی القاك یا رب العالمین))

''اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں جو تیری نعمتوں کے مقابل میں اور تیری مزید نعمتوں کے برابر ہوں' میں تیری ان نعمتوں کی تعریف کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور ہر حال میں تیری تعریف کرتا ہوں' اے اللہ! تو درود و سلام بھیج محمد ﷺ اور آل محمد پر' الٰہی! تو مجھے شیطان مردود سے بچا اور ہر قسم کی برائی سے مجھ کو بچا اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر قناعت دے اور برکت کر۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے بہترین مہمانوں میں سے کر اور مرتے دم تک تو مجھے سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھ۔'' (اذکار نووی)

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کی جو دعا اپنے مقصد کے مطابق پاؤ اسے پڑھو ان دعاؤں میں راقم الحروف کو بھی شامل کرو تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا اور راقم ''بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم'' کا مصداق ہو جائے گا۔

منیٰ کو روانگی

اگر تم نے حج تمتع کا احرام باندھا تھا اور عمرہ کر کے حلال ہو گئے تھے تو آٹھویں ذی الحجہ کو جہاں کہیں بھی ہو صبح سویرے غسل اور وضو کر کے احرام باندھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور اگر قران و افراد کا احرام باندھا تھا تو پہلے کا احرام باقی ہے دوبارہ احرام کی ضرورت نہیں

ہے اب تم اپنے معلم کے ساتھ ضروری سامان لے کر لبیک پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف چلو۔ منیٰ میں پہنچ کر جہاں تمہارے معلم نے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے وہاں ٹھہرو جگہ حاصل کرنے کے لیے کسی سے جھگڑا فسادمت کرو جہاں جو ٹھہر گیا وہ اس جگہ کا مستحق ہو گیا ں نبی ﷺ نے فرمایا: منیٰ لمن سبق۔ (ترمذی) منی میں جو پہلے پہنچ گیا وہ اس کی جگہ ہے کوئی شخص اس کو وہاں سے نہیں ہٹا سکتا۔

منی میں

تین کام سنت ہیں:

(۱) ظہر' عصر' مغرب' عشاء' فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنی

(۲) ذی الحجہ کی آٹھ اور نو کی رات منیٰ میں گزارنی

(۳) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف نکلنا منیٰ میں ظہر وعصر اور عشاء قصر کرو اور مغرب و فجر کو پوری پڑھو ان پانچوں نمازوں کو مسجد میں پڑھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

((و رکب رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء و الفجر.)) (مسلم)

''رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر منیٰ تشریف لائے اور ظہر وعصر ومغرب وعشاء اور فجر کی نمازیں منیٰ میں پڑھیں۔''

نویں کو عرفات کی طرف روانگی

نویں تاریخ کو جب آفتاب خوب اچھی طرح نکل آئے اور پہاڑوں پر اس کی دھوپ چڑھ جائے تو منیٰ سے عرفات کی حاضری کے لیے میدان عرفات کی طرف چلو منیٰ سے چلتے ہوئے اس دعا کو پڑھتے ہوئے چلو۔

((اللهم اجعلها خير غدو غدوتها و اقربها الى رضوانك و ابعدها من سخطك اللهم اليك توجهت ووجهك الكريم اردت فاجعل حجي مبرورا وسعي مشكورا و ذنبي مغفورا يا ارحم الراحمين)) (رحلة الصديق)

''خدایا تو میرے اس صبح کے چلنے کو بہتر اور اپنی رضا مندی کی طرف قریب کرنے والا اور اپنے غصہ سے دور کرنے والا بنا دے اے اللہ میں تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو میرے حج کو بہتر حج اور مقبول حج اور میری سعی کو قابل قدر بنا دے اور میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔''

اس دعا کو اور دوسری دعاؤں کو پڑھتے ہوئے اور تہلیل وتسبیح وتکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے چلو۔ منیٰ سے کچھ آگے چل کر مزدلفہ کا میدان آئے گا وہاں پہنچ کر سیدھے عرفات کو چلے چلو یہاں ٹھہرو نہیں۔

عرفات میں پہنچنے کا راستہ

مزدلفہ سے عرفات کو جاتے وقت دو راستے ہو جاتے ہیں:

(۱) طریق مازمین (۲) طریق ضب طریق مزمین سیدھا عرفات کو چلا گیا ہے۔ ناواقف عوام اسی راستے سے عرفات کو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ راستہ عرفات سے مزدلفہ کو واپس آنے کا ہے طریق مازمین سے جانا سنت کے خلاف ہے طریق ضب طریق مازمین کی داہنی جانب سے نمرہ گیا ہے اسی راستے سے عرفات کو جانا سنت ہے۔

نمرہ

عرفات کے پہلے ایک میدان کا نام نمرہ ہے یہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجد آدم یا مسجد ابراہیم اور مسجد نمرہ بھی کہتے ہیں تم طریق ضب سے آ کر اسی جگہ اترو' خیمہ یا کوئی اور سایہ بنا کر اس کے نیچے تھوڑی دیر آرام کر لو غسل وضو کر لو اور کچھ کھا پی لو اور سورج ڈھلتے ہی ظہر وعصر کی نماز ملا کر جماعت سے مسجد نمرہ میں ادا کرو۔ یہاں پہلے خطبہ ہوگا۔ اسے سنو' پھر نماز با جماعت ملا کر قصر پڑھو۔ پھر عرفات کو چلو' زوال سے پہلے میدان عرفات میں جانا درست نہیں ہے بلکہ زوال تک نمرہ میں رہنا ضروری ہے اس زمانے میں ناواقف لوگوں نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے اور زوال سے پہلے عرفات میں چلے جاتے ہیں۔

عرفات میں پہنچنے کے بعد

عرفات ایک کشادہ میدان ہے جس میں لاکھوں آدمی آسانی سے جمع ہو جاتے ہیں مکہ مکرمہ سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے اس جگہ پر آنا اور ٹھہرنا فرض ہے اور عرفہ میں وقوف کرنا یعنی ٹھہرنا حج کے رکنوں میں سے ایک رکن اعظم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ الحج عرفۃ۔ (ترمذی) ''عرفہ میں ٹھہرنا حج ہے۔''

جو عرفہ میں نہیں ٹھہرے گا اس کا حج نہیں ہوگا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو کیونکہ تم سب اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موروثہ زمین پر ہو۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

اس مقدس اور مبارک میدان میں تم اپنے گناہوں کا اقرار کرو اور اپنے نفس کو میدان محشر سے آشنا کراؤ اس لیے اس کا نام عرفات پڑا کہ دنیا کے سب حاجی اس میدان میں جمع ہو کر ایک دوسرے کی جان پہچان حاصل کرتے ہیں اور اس حالت کو حشر کا نمونہ سمجھ کر اس موقف اکبر میں کھڑے ہونے کی استعداد پیدا کرتے ہیں۔

یوم عرفہ اور میدان عرفہ کی فضیلت

عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''اللہ کے نزدیک عرفہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے' اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں سے فخر کر کے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو دور دراز سے پراگندہ سر گرد آلود یہاں پر آئے ہیں میری رحمت کی امید کرتے ہیں اور میرے عذاب کو دیکھا نہیں اس نویں تاریخ کو بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔'' (بزار ابن خزیمہ)

نبی ﷺ نے عرفہ کے دن فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ اس دن تمہاری حاضری کی وجہ سے فرشتوں کی جماعت پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں مگر حق العباد کو نہیں نیک لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرتا ہوں نیکیوں کے سوال کو پورا کرتا ہوں اللہ کا نام لے کر مزدلفہ چلو مزدلفہ میں بھی اللہ تعالیٰ نیکوں کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کی سفارش کو منظور فرماتا ہے اور رحمت خداوندی سب کو گھیر لیتی ہے زمین میں اس کی مغفرت پھیل جاتی ہے اور جس نے اپنی زبان اور ہاتھ کی نگرانی کی ہے ان کو وہ رحمت گھیر لیتی ہے ابلیس اور اس کی ذریات عرفات کے پہاڑوں پر چڑھ کر حاجیوں کو دیکھ کر پریشان ہو کر چیختے چلاتے ہیں۔ (ترغیب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں ٹھہرے آفتاب غروب ہونے کے قریب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا انصت لی الناس لوگوں کو خاموش کر دو حضرت بلال نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا انصتوا لرسول اللہ ﷺ کے لیے تم سب خاموش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور خدا کا سلام و پیغام

پہنچایا اور فرمایا ان اللہ عزوجل غفر لاھل عرفات۔ ''اللہ تعالیٰ نے سب عرفات والوں کو بخش دیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ہم صحابہ کے لیے خاص ہے یا سب امت کے لیے ہے آپ نے فرمایا:

((ھذا لکم ولمن اتی من بعد کم الی یوم القیم)) (ترغیب)

''یہ تمہارے لیے اور تمہارے بعد قیامت تک کے آنے والوں کے لیے ہے۔''

بعض کا قول ہے کہ میدان عرفات کے پورب کی طرف وادیٔ نعمان ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے روز اول میں ہم سب سے فرمایا: الست بربکم ''کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں'' ہم سب نے اس کے جواب میں بلیٰ کہا تھا بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔

عرفات کی مخصوص دعائیں

عرفات کی حاضری گویا دعاؤں کے لیے ہے جس کا مختصر بیان پڑھ کر ابھی آ رہے ہو۔ دعا میں کوتاہی نہ کرو قرآن و حدیث کی اپنے مطلب کے موافق جو جو دعا کرو سب جائز ہے لیکن بعض بعض خاص خاص دعائیں عرفات میں پڑھنے کی آئی ہیں ان سب کا بیان ذیل میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خیر الدعا دعا یوم عرفة .)) (ترمذی' احمد) بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے۔''

عرفات میں نبیوں کی بہترین دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعاؤں میں سے افضل دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے میں نے اور مجھ سے پہلے سب نبیوں نے جو دعائیں مانگی ہیں ان میں سے افضل دعا یہ ہے:

((لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد و هو علی کل شیء قدیر))

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے تعریف اسی کے لیے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان عرفات میں شام کے وقت قبلہ رخ ہو کر سو دفعہ ذیل کی دعا پڑھے۔

((لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد یحی و یمیت و هو علی کل شیء قدیر))

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے تعریف اسی کے لیے ہے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اس کے بعد سو بار سورۂ اخلاص یعنی پوری سورت قل ھو اللہ احد پھر سو دفعہ اس درود شریف کو پڑھے:

((اللّٰھم صلی علی محمد کما صلیت علی ابراھیم و ال ابراھیم انك حمید مجید و علینا معھم))

''اے اللہ تو رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے اور ان کے ساتھ ہمارے اوپر بھی رحمت نازل فرما۔'' (بیہقی)

تو اس دعا کے پڑھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس بندہ کو کیا بدلہ ملنا چاہیے جس نے میری تعریف تسبیح تہلیل تکبیر و تعظیم ثنا کی ہے اور میرے رسول پر درود و سلام پڑھا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس بندے کو بخش دیا ہے اور اس کی سفارش منظور کر لی ہے اور اگر وہ تمام عرفات والوں کے لیے سفارش کرتا تو اس کی شفاعت قبول کر لیتا۔ (ترغیب)

اس کے بعد ذیل کی دعائیں حضور قلب اور خلوص سے پڑھو:

((لا الـه الا الـلـه وحده لا شريكله له الملك وله الحمد و هو على كل شى ء قدير اللّٰهم اجعل فـي قـلبـي نـورا و فـي سـمـعي نورا و في بصري نورا اللّٰهم اشرح لى صدرى و يسرلى امرى اعـوذبك مـن وساوس صدرى وشتات الامر و فتن القبر اللّٰهم انى اعوذبك من شر ما يلج فى الليل و شر مايلج فى النهار و شرما تهب به الريح و شربوائق الدهر)) (طبرانى حصن حصين)

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے' وہ ایک اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کے لیے ہے' وہ ہر چیز پر قادر ہے' اے اللہ! تو میرے دل' میرے کان اور میری آنکھ میں روشنی بھر دے۔ اے اللہ! تو میرے کاموں کو میرے لیے آسان کر دے۔ الٰہی! میں سینے کے وسوسوں اور کاموں کی پریشانیوں اور قبر کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری ذات کے وسیلہ سے رات دن اور ہواؤں کی برائیوں سے اور زمانے کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (طبرانی' حصن حصین)

سید المرسلین ﷺ کی اکثر دُعا

میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ نے جو کثرت سے دعا مانگی وہ یہ ہے:

((الـلّٰهـم لك الـحـمـدكـا الذى تقول و خيرا مما نقول اللّٰهم لك صلوتى و نسكى و محياى و مـمـاتـى و اليك مـا بى ولك رب تراثى اللّٰهم انى اعوذبك من عذاب القبر ووسوس الصدر و شتات المر اللّٰهم انى اسئلك من خير ما تجى ء به الريح واعوذبك من شرما تجى ء به الريح))

''اے میرے اللہ! تیری ایسی تعریف ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے اور اس سے بہتر جو ہم کرتے ہیں اے اللہ! میری نماز' میری قربانی اور میرا مرنا جینا اور میرا مال سب کچھ تیرے لیے ہے اور میرا ٹھکانا بھی تیری طرف ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور سینے کے وسوسوں سے اور کاموں کی پراگندگی سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہواؤں کی برائی سے۔'' (ترمذی)

یہ دعا رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی تھی یہ بڑی مبارک دعا ہے:

((الـلّٰهم انك تسمع كلامى وتعلم مكانى وتعلم سرى وعلانيتى لا يخفى عليك شئ من امرى و انـا البـائـس الفقير المستغيث المستجير اوجل المشفق المقر المعترف بذنبى اسئلك مسئلة الـمسـكيـن وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل وادعوك دعا الخائف الضرير من خضعت لك رقبتـه وفـاضـت لك عيناه و نحل لك جسده ورغم لك انفه اللهم لا تجعلنى بدعائك رب شقيا وكن بى رؤفا رحيما ياخير المعطين يا ارحم الراحمين والحمد الله رب العالمين))

(طبرانی' مجمع الزوائد)

''اے اللہ تو میری ہر بات سنتا ہے اور میرے ٹھکانے اور میرے باطن اور ظاہر سے خوب واقف ہے میری کوئی چیز تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور میں تیرے در کا بھکاری کنگال فقیر فریاد کرنے والا' پناہ پکڑنے والا' ڈرنے والا' اپنے قصور کا اقرار کرنے والا' میں ایک ادنیٰ ذلیل مسکین بن کر تجھ سے مانگتا ہوں اور میں ایک ذلیل وخوار گنہگار کی طرح تیری طرف گڑ

گڑاتا ہوں میں تجھے ایک ڈرنے والے مصیبت زدہ کی طرح پکارتا ہوں جس کی تیرے سامنے گردن جھک گئی ہے جس کے آنسو تیرے لیے بہہ پڑے ہیں جس کا جسم تیرے لیے ذلیل ہوگیا جس کی ناک تیرے لیے خاک آلود ہوگئی ہے اے کل مسئولوں سے بہتر اور کل دینے والوں سے اچھے اور اے سب سے زیادہ مہربان تو مجھ سوالی کو اپنے دروازے سے خالی نہ پھیر اور میرے ساتھ شفقت اور مہربانی فرما سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے خدایا تو اس درخواست کو قبول فرما۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو عرفات میں کثرت سے پڑھا کرو:

((ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخر حسنة و قنا عذاب النار))

''اے ہمارے رب! تو ہم کو دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔'' (شرح مناسك)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفات میں عصر' ظہر کی نمازوں کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار اللّٰه اكبر و اللّٰه الحمد اور تین دفعہ لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد فرماتے اور اللّٰهم اجعله حجا مبرورا و ذنبا مغفورا۔ ''اے اللہ تو میرے حج کو قبول فرما اور گناہوں کو بخش دے'' (ابن ابی شیبہ)

کہہ کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لیتے رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے میدان میں اس دعا کو پڑھا تھا اور ان دعاؤں کے علاوہ بہت سی دعائیں ہیں جن کو ہم نے اسلامی وظائف میں نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

عرفات سے واپسی

ظہر کے بعد سے غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف اور ذکر و دعا وغیرہ سے فارغ ہو کر سورج چھپ جانے کے بعد مزدلفہ کی طرف چلو غروب سے پہلے مت چلو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ عرفات کے میدان سے آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہی چل پڑتے تھے جب کہ سورج لوگوں کے سامنے چمکتا رہتا اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد جب کہ آفتاب لوگوں کے سامنے چمکتا رہتا چل پڑتے تھے ہم میدان عرفات سے غروب آفتاب کے بعد چلیں گے اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے واپس ہوں گے ہم مشرکین اور بت پرستوں کے غلط راستہ کے خلاف صحیح راستہ کی طرف رہنمائیکیے گئے ہیں۔ (بیہقی)

مزدلفہ

منیٰ اور عرفات کے درمیان تقریباً آدھے راستہ پر موقع ہے جو حد حرم میں داخل ہے یہاں زمانہ جاہلیت کے عرب لوگ اپنے باپ داداؤں کے کارنامے بیان کرتے تھے اس کو مشعر الحرام بھی کہا جاتا ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام واذكروه كما هداكم ان كنتم من قبله لمن الضالين﴾ (البقرہ)

''جب تم عرفات سے واپس ہو تو اللہ کو معشر الحرام کے پاس یاد کرو اور جس طرح اس نے تمہیں بتایا ہے اسی طرح یاد کرو اور اس سے پہلے تم ناواقف تھے۔''

اللہ کی یاد سے دونوں جہاں کی بھلائیاں ملتی ہیں حج کے زمانے میں یہاں بازار لگ جاتا ہے کھانے پینے اور ضرورت کی سب چیزیں مل جاتی ہیں اس کو جمع اور مشعر الحرام بھی کہتے ہیں مشعر الحرام کے پہاڑ کو جبل قزح کہتے ہیں۔

مزدلفہ میں نماز

مزدلفہ میں پہنچ کر جہاں جگہ مل جائے وہیں ٹھہر جاؤ سب سے پہلے اذان وتکبیر کہلوا کر پہلے مغرب کی نماز با جماعت ادا کرو پھر دوسری اقامت کے بعد عشاء کی نماز قصر کر کے جماعت سے پڑھو یہاں ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ مزدلفہ میں تشریف لائے اور ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مغرب وعشاء کی نماز ادا فرمائی اور ان کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔

لہٰذا آگے پیچھے سنتیں مت پڑھو وتر چاہے اسی وقت پڑھو یا تہجد کے وقت پڑھو مزدلفہ میں رات گذارنی ضروری ہے جہاں جگہ مل جائے وہیں ٹھہر جاؤ البتہ عام راستوں اور وادی محسر میں مت ٹھہرو رات کو جہاں تک ہو سکے خوب دعائیں اور ذکر الٰہی کرو اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے اس رات کو قیام کرنے سے دل روشن رہتا ہے اور جنت واجب ہو جاتی ہے حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ دونوں عیدوں کی دونوں راتوں میں عبادت کے لیے قیام کرلے تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن اوروں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔'' (ابن ماجہ)

''جو پانچ راتوں کی شب بیداری کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی:

(۱) ذی الحجہ کی آٹھویں شب (۲) نویں شب (۳) قربانی کی رات (۴) لیل الفطر (۵) شعبان کی پندرھویں شب۔

(ترغیب)

مزدلفہ کی شب باشی

مزدلفہ میں رات گزارنی ضروری ہے البتہ عورتوں بچوں اور کمزوروں کے لیے رخصت ہے کہ وہ آخر شب کو کچھ دیر تک مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی اور دعا کر کے منیٰ کو چلے جائیں، منیٰ پہنچ کر آفتاب نکلنے کے بعد رمی کر کے احرام کھول دیں عورتیں عذر کے سبب سے طلوع آفتاب سے قبل صبح کے وقت رمی کر سکتی ہیں۔ (بخاری)

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اور دیگر کمزور اور بچوں کو رات کو آنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔'' (احمد)

مزدلفہ میں فجر کی نماز

شب باشی کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز اول وقت اذان واقامت کے ساتھ با جماعت ادا کرو اور مشعر الحرام کے پاس آکر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مغرب وعشاء کی نماز ادا فرمائی ان دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہیں پڑھیں پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ جب صبح صادق ہوگئی صبح صادق ہو جانے کے بعد اذان واقامت کے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی، پھر قصوا سانڈنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام کے پاس تشریف لائے قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، اور اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور اللہ کی وحدانیت بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ خوب روشنی ہو گئی۔ پھر طلوع آفتاب سے پہلے چل پڑے وادی محصر میں آ کر ذرا اونٹنی کو تیز کر دیا، درمیانی راستہ سے جمرہ کے پاس آئے اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے پھر قربان گاہ میں تشریف لائے۔'' (مسلم)

مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی

مزدلفہ کے میدان مقدس میں ایک منارہ بنا ہوا ہے اسکے کنارے کنارے احاطہ بنا ہوا ہے اس کو مشعر الحرام کہتے ہیں تم اس کے پاس سواری پر یا بغیر سواری کے قبلہ رخ کھڑے ہو کر ذکر الٰہی کرو' خدا کی وحدانیت بیان کرو اور خوب اجالا ہونے تک تکبیریں اور تسبیحیں پڑھتے رہو، اور لا الـه الا الـلـه وحـده لا شـريك له ته الملك وله الحمد و هو علی كل شیء قدير پڑھتے رہو۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر الحرام کے پاس تشریف لائے اس پر چڑھ کر دعا فرمائی اور تکبیر و تہلیل وتوحید بیان کی۔(مغنی)

اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں مظالم اور حقوق العباد کی معافی کے لیے دعا کی تھی تو نہیں قبول ہوئی' مشعر الحرام میں پھر وہی دعا کی جو قبول ہوئی۔حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو دعا فرمائی اللہ کی طرف سے جواب ملا کہ حقوق العباد کے علاوہ سب گناہوں کو میں نے بخش دیا ہے۔آپ نے فرمایا خدایا اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرمائے اور ظالم کو بخش دے' عرفہ کی شام کو یہ دعا قبول ہوئی۔مزدلفہ کی صبح کو پھر آپ نے یہی دعا کی تھی جو قبول ہوئی۔(ابن ماجہ ترغیب)

وادیٔ محسر سے کنکریاں اٹھاتے چلو

مزدلفہ اور منیٰ کے درمیانی راستہ میں ایک محسر نامی میدان آتا ہے جس کا طول پانچ سو پینتالیس گز (۵۴۵) ہے یہاں بجری کی قسم کا موٹا موٹا ریتا ہے اس کا بھورا بھورا میلا سا رنگ ہے یہاں سے چنے کے دانے کے برابر ستر کنکریاں اٹھا لو گر جانے کے خوف سے اگر کچھ زیادہ بھی اٹھا لو تو کوئی حرج نہیں ہے اس جگہ سے بہت جلدی چلے جاؤ یہ خطرناک مقام ہے ابرہہ ظالم بادشاہ کو جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے آ رہا تھا خدا کے حکم سے چڑیوں نے چونچ میں کنکریاں لے کر اس پر اور اس کے لشکر پر پھینک کر اسی جگہ خاتمہ کر دیا تھا جیسا کہ پورا واقعہ قرآن مجید کے سورۂ فیل میں بیان ہوا ہے۔

وادیٔ محسر سے تھوڑا سا آگے ایک کشادہ میدان ہے یہاں سے متفرق راستے ہیں تم بیچ کے راستہ سے لبیک پکارتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے جمرۂ عقبہ پر آؤ جو سب سے آخر بیت اللہ کی طرف ایک منارہ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں سواری کو تیز کر دیا تھا سب کو اور ٹھیکری کے برابر کنکری پھینکنے کا حکم دیا۔''اور اگر پیدل چل رہے ہو تو اس میدان سے تیزی سے گزر جاؤ زاد المعاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق وسطی بیچ کے راستے میں منیٰ تشریف لائے اور جمرہ عقبی کی رمی کی۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو مزدلفہ سے منیٰ میں پہنچ کر رمی ذبح حلق کر کے مکہ مکرمہ جا کر طواف افاضہ کرو۔

رمی جمار

رمی کے معنی کنکری پھینکنے کے ہیں جمار اور جمرات جمرہ کی جمع ہے جمرہ کنکری کو کہتے ہیں۔چونکہ جمرۂ عقبیٰ' وسطیٰ' اولیٰ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں اس لیے مجازاً ان کو جمرات یا جمار کہتے ہیں۔منیٰ کے بیچ کے راستہ میں یہ تین جگہ ہیں ان پر پتھر کے تین ستون بقد آدم اونچے بنے ہوئے ہیں ان تینوں کو جمران یا جمار کہتے ہیں اور الگ الگ ہر ایک کو جمرہ بولتے ہیں۔ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے اس کو جمر العقبہ اور جمر الکبری اور جمر الاخری کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمر الوسطی کہتے ہیں اور تیسرے کو جو مسجد خیف کے قریب ہے جمر الاولی کہتے ہیں ان جمرات پر کنکری پھینکنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا

کرنے کے لیے تشریف لائے تو جمرالاخری کے پاس شیطان نظر آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا آپ آگے چلے تو جمرالوسطی کے پاس شیطان پھر نظر آیا وہاں بھی آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر آپ آگے بڑھے تو جمرالاولی کے پاس شیطان پھر نظر آیا تو آپ نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا حضرت ابن عباس نے فرمایا شیطان کو مارتے رہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے رہو۔ (صحیح ابن خزیمہ)

بعض کے نزدیک یہ رمی واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک رمی جمرہ عقبہ حج کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے اس کے چھوڑنے سے حج باطل ہو جائے گا۔ (نیل الاوطار) دسویں تاریخ کو صرف جمرہ اخری کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ وسطی اور جمرہ اولی کی نہیں ہوتی منیٰ میں بقرعید کی نماز نہیں پڑھی جاتی ہے جمرہ عقبہ کی رمی کرنا عید کی دو رکعت نماز کے قائم مقام سمجھو۔ کنکری مارنے کا وقت دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے مجبوراً زوال کے بعد بھی جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے ضحیٰ کے وقت یہ کنکریاں ماری تھیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ پر ضحیٰ کے وقت کنکریاں ماری تھیں بعد کی تاریخوں میں زوال آفتاب کے بعد۔“ (بخاری)

اور قریش کے لڑکوں سے فرمایا تھا: لا ترموا حتی تطلع الشمس۔ (ترمذی) طلوع آفتاب کے بعد کنکریاں مارنا۔ عورتیں طلوع فجر سے پہلے مار سکتی ہیں جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا۔ (ابوداؤد) اور رمی جمرۂ عقبہ کے وقت لبیک موقوف کر دو اور عقبہ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرو تو اچھا ہے اور دائیں ہاتھ سے رمی کرو بائیں ہاتھ سے خلاف سنت ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا کرو کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے حضرت ابن مسعود جب جمرہ عقبی پر پہنچے تو بیت اللہ شریف کو بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کیا اور سات کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے پھر فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے رمی کی ہے جس پر سورہ بقرہ کا نزول ہوا (بخاری) رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ تک لبیک کہتے رہے۔ (بخاری)

کنکریوں کے مارنے کا طریقہ

جمرہ عقبہ کے پاس پہنچ کر لبیک پکارنی چھوڑ دو اس کے سامنے نیچی جگہ کھڑے ہو بیت اللہ شریف کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں جانب کرو انگوٹھے کے ناخن پر کنکری رکھ کر شہادت کی انگلی سے سات کنکریاں الگ الگ خوب تاک تاک کر جمرہ عقبہ پر مارو اگر یہ مشکل ہو تو انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر مارو پہلی کنکری پر لبیک موقوف کر دو ہر کنکری کے ہمراہ مارنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔

((بسم الله الله اكبر رغما للشيطان و رضا للرحمن اللّٰهم اجعله حجا مبرورا و ذنبا مغفورا و سعيا مشكورا))

”اللہ کے نام پر کنکری مارتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، شیطان ذلیل ہو، خدا راضی ہو جائے۔ اے اللہ! حج کو قبول فرما اور گناہوں کو معاف فرما اور کوشش کی قدر دانی فرما۔“ (نیل فتح)

قربانی کی دعا

رمی جمار کے بعد قربانی کی جگہ آ کر قربانی کرتے وقت یہ دعا پڑھو:

((انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا و ما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی الله رب العلمین لا شریك له و بذلك امرت و انا من المسلمین اللهم تقبل منیٰ کما تقبلت من خلیلك ابراهیم و من حبیبك محمد صلی الله علیه وسلم بسم الله و الله اکبر))

''تحقیق متوجہ ہوا میں اپنے چہرے کے ساتھ واسطے اس ذات کے کہ پیدا کیا اس نے آسمانوں کو اور زمین کو یکسو ہو کر اور میں مشرکین میں سے نہیں۔ تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری حیات اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالم ہے نہیں کوئی شریک واسطے اس کے اور میں اسی بات کا حکم دیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں۔ اے اللہ! قبول کر مجھ سے جیسے کہ قبول کی اپنے خلیل ابراہیم اور حبیب محمد ﷺ سے اللہ کا نام لے کر (ذبح کرتا ہوں) اللہ بہت بڑا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

آنحضرت ﷺ یہ بھی پڑھا کرتے تھے:

((اللّٰهم تقبل من محمد و ال محمد و من امة محمد ﷺ))

''اے اللہ محمد اور آل محمد اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔'' (مسلم شریف)

حجامت کرا کر احرام کھول دو

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حجامت کر لو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاؤ اور اپنی داہنی جانب سے سر کا منڈانا یا کتروانا شروع کراؤ سر کے منڈانے کو حلق اور کتروانے کو قصر کہتے ہیں دونوں جائز ہیں لیکن منڈانا افضل ہے رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا رحمت فرمائی ہے اور کتروانے والوں کے حق میں صرف ایک دفعہ دعا کی ہے۔ (مسلم)

عورتیں سر کے بال نہ منڈائیں بلکہ وہ چٹیا میں سے چند بالوں کو کترا لیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''عورتوں پر بال منڈانا ضروری نہیں ہے بلکہ کترانا ضروری ہے۔'' (ابوداؤد)

اب تم احرام کھول دو، غسل کرو، خوشبو لگاؤ، احرام کی حالت میں جو چیزیں حرام تھیں اب سب حلال ہو گئیں مگر جب تک تم طواف افاضہ سے نہیں فارغ ہو گے بیوی سے جماع نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جب تم جمرۂ عقبہ کی رمی کر چکو تو سوائے عورتوں کے سب چیزیں حلال ہو گئیں۔'' اگر کوئی گنجا ہے سر پر بال بالکل نہیں ہے تو سر پر استرا چلا دینا کافی ہے۔ (مغنی)

اس دن حجامت کرانے کی بڑی فضیلت ہے ہر بال پر ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''تمہارے سر منڈانے سے ہر بال پر ایک نیکی ملتی ہے اور تمہارا ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔'' (ترغیب) اور یہ بال قیامت کے دن نور بنے گا، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا۔ ''جو منڈانے سے تیرے سر سے زمین پر بال گرے گا تو ہر بال کے بدلے قیامت کے دن نور ملے گا۔'' (ترغیب)

طواف افاضہ کے لیے مکہ جاؤ

رمی قربانی اور حجامت وغیرہ سے فارغ ہو کر طواف افاضہ کے لیے مکہ مکرمہ جاؤ اور باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر سیدھے حجر اسود پر آؤ، حجر اسود کی دعا پڑھ کر اس کا استیلام کر لو۔ بوسہ لو۔ چومو پھر طواف کی دعا پڑھتے ہوئے بدستور سابق طواف شروع کرو، سات

پھیرے پورے کر کے دو رکعت نماز طواف کی مقام ابراہیم پر پڑھو۔ اگر تم متمتع ہو تو نماز کے بعد صفا و مروہ کی سعی کے لیے بطریق مذکور سعی کر لو۔ کیونکہ متمتع پر طواف افاضہ کے بعد سعی لازم ہے اور اگر تم قارن اور مفرد ہو اور شروع میں طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کر چکے ہو تو اب باتفاق ائمہ صفا و مروہ کی سعی ضروری نہیں ہے اور طواف افاضہ میں رمل اور اضطباع بھی نہ کرو۔ اس لیے کہ حلق اور ذبح کے بعد احرام کھول چکے ہو۔ البتہ مکہ والوں پر طواف افاضہ میں رمل اور اضطباع اور صفا و مروہ کی سعی ضروری ہے۔

طواف زیارت کر کے پھر منیٰ واپس جاؤ

طواف زیارت کے بعد منیٰ واپس چلے جاؤ ظہر کی نماز مکہ میں نہیں پڑھی ہے تو منیٰ میں جا کر پڑھو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر میں طواف افاضہ کیا پھر مکہ شریف سے منیٰ واپس تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز منیٰ میں ادا فرمائی۔'' (بخاری مسلم)

یوم النحر کے بعد منیٰ میں تین رات تک شب باشی کرنا ضروری ہے بلا عذر خاص مکہ مکرمہ میں رات بسر کرنی ضروری نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں رات گذارنے کی کسی کو اجازت نہیں دی سوائے حضرت عباس کے وہ حاجیوں کو زمزم سے پانی کھینچ کر پلائیں۔'' (ابن ماجہ)

دسویں تاریخ کے ترتیب وار کام

یوم النحر میں عرفات سے واپسی کے بعد منیٰ میں پہلے رمی اس کے بعد قربانی اس کے بعد حجامت اس کے بعد مکہ میں طواف افاضہ پھر اس کے بعد منیٰ میں رات گذارنی رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسی ترتیب سے ادا فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

ہر کام ترتیب وار سنت کے مطابق کرنا چاہیے لیکن اگر بے خبری میں ان کاموں کو ترتیب وار ادا نہ کر سکو تو کوئی گناہ و حرج نہیں ہے۔ (مسلم، دارقطنی)

چونکہ یوم النحر میں حج کے مناسک زیادہ ادا کیے جاتے ہیں اس لیے اس دن کو حج اکبر کہتے ہیں۔ (بخاری) یعنی احرام باندھ کر بیت اللہ شریف جانا اور بیت اللہ سے منیٰ منی سے عرفات عرفات سے مزدلفہ مزدلفہ سے منیٰ، منیٰ میں رمی نحر، حلق اور مکہ میں طواف افاضہ اور پھر منیٰ میں راتیں گزارتی بس ان سب کا نام حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر کہلاتا ہے۔

ایام تشریق کے وظائف

گیارہ سے تیرہ تاریخوں تک ایام تشریق کہلاتا ہے ان دنوں کی بڑی فضیلت ہے یہ دن خدا کی مہمانی کے دن ہیں گویا اللہ تعالیٰ ان دنوں میں اپنے بندوں کی مہمانی کرتا ہے خدا کی مہمانی کے دن ہیں گویا اللہ تعالیٰ ان دنوں میں اپنے بندوں کی مہمانی کرتا ہے اس لیے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے یہ دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تشریق کے دن کھانے پینے اور یاد الٰہی کے دن ہیں۔ (مسلم)

ان دنوں میں روزانہ منیٰ میں زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز تک طواف افاضہ سے فارغ ہو جاتے اس کے بعد منیٰ تشریف لاتے اور ایام تشریف میں منیٰ ہی میں قیام فرماتے۔ زوال آفتاب کے بعد جمرہ پر رمی کرتے ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارتے' اور ہر کنکری اللہ اکبر کہہ مارتے' پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس ٹھیر کر گریہ وزاری فرماتے اور تیسرے جمرے کی رمی کرتے' اور یہاں نہیں ٹھہرتے۔ (ابوداؤد)

جمرہ اُولیٰ

یہ پہلا منارہ ہے جس کو پہلا شیطان کہا جاتا ہے یہ مسجد خیف کی طرف بازار میں ہے گیارہ تاریخ کو اسی سے کنکریاں مارنی شروع کرو کنکریاں مارتے وقت قبلہ شریف کو بائیں اور منیٰ کو اپنی دائیں طرف کرو۔ اللہ اکبر کہہ کر ہر ایک کنکری مارو جب سات کنکریاں پوری مار چکو تو قبلہ کی طرف چند قدم آگے بڑھو اور قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر تسبیح وتہلیل وتحمید وتکبیر کہو اور دعا مانگو اگر اتنی دیر نہیں ٹھہر سکتے تو جتنا تم سے ہو سکے کرو۔ (بخاری)

جمرۂ وسطیٰ

یہ بیچ کا منارہ ہے جس طرح جمرہ اولی کو کنکریاں ماری تھیں اسی طرح اس جمرہ کو بھی مارو اور جس طرح پہلے جمرہ کے پاس ذکر اذکار اور دیگر دعائیں پڑھی تھیں یہاں بھی پڑھو۔

جمرۂ عقبہ

یہ بیت اللہ شریف کی جانب واقع ہے اس کو بڑا شیطان بھی کہتے ہیں اس کو بھی بدستور سابق سات کنکریاں مارو لیکن یہاں ٹھہرو نہیں عورت مرد کے لیے رمی کے احکام برابر ہیں مگر عورت کو رات میں ہی رمی کر لینا افضل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زوال آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے۔ (احمد ابن ماجہ)

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ سات کنکری سے رمی کرتے تھے اور ہر ایک کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے۔ پھر آگے بڑھ کر قبلہ رخ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر بہت دیر تک دعائیں کرتے پھر درمیانی جمرہ کی رمی کرتے پھر جمرۂ عقبہ کی کی رمی کرتے۔ یہاں نہیں ٹھہرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ (بخاری شریف)

سب ستر کنکریاں ماری جاتی ہیں دسویں تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد بڑے شیطان کو سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخوں میں زوال آفتاب کے بعد ہر ایک جمرہ کو سات سات یعنی روزانہ اکیس کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ یہ سب ملا کر ستر ہوئیں ایام تشریق کے تینوں دنوں میں کنکریاں ماری جاتی ہیں لیکن اگر کوئی خاص ضرورت والا مجبوری کی وجہ سے دو دن کی کنکری ایک ہی دن مار کر واپس آ جائے تو اس کی بھی اجازت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿واذ کروا الله في ايام معدودات فمن تعجل في يومين فلا اثم عليه و من تاخر فلا اثم عليه﴾

''اور اللہ کی یاد ان گنتی کے دنوں میں کرتے رہو دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔''

نزول محصب

محصب ایک میدان کا نام ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اس کو ابطح اور خیف بنی کنانہ وحصبا بھی کہتے ہیں اب آباد ہو گیا ہے آج کل اس کو معابدہ کہتے ہیں کیونکہ اس جگہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم سے ترک موالات پر اس میں معاہدہ کیا تھا حجۃ الوداع میں یہاں ٹھہرے تھے۔ (بخاری)

اس جگہ ٹھہرنا حج کے مناسک سے نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے جاتے وقت محصب میں ٹھہرتے تھے یہاں سے جانے میں آسانی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر مغرب اور عشاء کی نماز محصب میں ادا فرمائی پھر یہاں تھوڑی

دیر کے لیے آرام فرمایا پھر سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے جا کر طواف کیا۔ (بخاری)

لہٰذا اس جگہ قیام کرنا اور ظہر وعصر ومغرب اور عشاء کی نماز ادا کرنی سنت ہے لیکن اگر کوئی یہاں قیام نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں اور حج میں کوئی نقصان ہوگا حضرت عائشہ فرماتی ہیں محصب میں ٹھہرنا ضروری نہیں ہے کہ اس کے چھوڑنے سے حج میں کسی قسم کا نقصان ہو جائے البتہ رسول اللہ ﷺ یہاں سے کوچ کرنے کی آسانی کی وجہ سے ٹھہرے تھے۔ (مسلم)

منیٰ ومحصب سے مکہ کو روانگی

رمی وغیرہ اور محصب میں قیام کر کے مکہ مکرمہ میں آ جاؤ اور یہاں کے قیام کو باعث سعادت دارین سمجھو اور نماز روزہ صدقہ خیرات اور دیگر اعمال صالحہ کی کثرت کرو اور نفلی طواف کثرت سے کرو۔ قرآن مجید کی تلاوت کرو مکہ والوں کو بری نگاہ سے مت دیکھو ان کے بعض ناجائز حرکات کی وجہ سے ان پر نکتہ چینی نہ کرو اور نہ ان کی غیبت اور چغلی کرو ان کی عزت اور تعظیم کرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا

بلا رشوت اور بلا تکلیف دہی کے داخل ہونا جائز ہے رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں داخل ہوئے تھے لیکن خول کی پریشانیوں کو مدنظر رکھ کر فرمایا نہ داخل ہوتا تو اچھا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد میری امت کو تکلیف ہوگی۔ (ترمذی) لیکن رشوت دے کر اور حاجیوں کو تکلیف دے کر داخل ہونا درست نہیں ہے جیسا کہ آج کل رواج ہے ایضاح الحجہ میں ہے عمر بن عبدالعزیز جب کعبہ میں جاتے تو یہ کہتے۔

((اللھم انك وعدت الامان لداخلی بیتك و انت خیر منزول به اللھم فاجعل امانی ان تكفینی مون الدنیا و كل ھول دون الجن حتی ابلغھا برحمتك .))

”الٰہی تو نے اپنے گھر میں داخل ہونے والوں کے لیے امان کا وعدہ کیا ہے اور اپنے مہمانوں کی سب سے زیادہ عزت کرنے والا ہے میرے لیے امان تو اس کو ٹھہرا کہ دنیا کی ہر قسم کی مصیبتوں اور جنت کے ورے ہر قسم کی پریشانیوں سے تو میری کفایت کرتا کہ تیری مہربانی سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔“ (ایضاح)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعائے ماثورہ اس کی جگہ یہ ہے:

((یا رب اتیتك من شق بعید مئوملا معروفك تغنینی به عن معروف من سواك یا معروفا بالخیر .))

”خدایا میں تیری بھلائیوں کی امید لے کر بہت دور دراز سے آیا ہوں تو مجھے اپنی بھلائیاں اور مہربانیاں اس قدر عنایت فرما جو تیرے سوا دوسروں کی مہربانی سے بے پرواہ کر دے۔“ (اذکار)

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے تھے تو بیت اللہ شریف کے دوستونوں کے متصل دروازہ کے درمیان بیٹھ کر خدا کی حمد وثناء استغفار پڑھی پھر اٹھ کر اس پر سینہ رخسار مبارک رکھ کر بہت دیر تک اللہ کی حمد وثنا تہلیل وتسبیح فرماتے رہے پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر باہر نکل آئے۔

طواف وداع

وداع کے معنی رخصت کرنے کے ہیں حج کے بعد بیت اللہ شریف سے واپسی اور رخصت ہوتے وقت جو آخری طواف کیا جاتا

ہے اس کو طواف صدور وداع کہتے ہیں یہ طواف آفاقی پر واجب ہے مکی پر نہیں اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کیا جاتا اور نہ اس کے بعد سعی ہوتی ہے طواف کے بعد طواف کی دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرو اور ملتزم پر آ کر ملتزم سے چمٹ کر سینہ اور داہنے رخسار کو اس سے لگا کر داہنا ہاتھ اوپر اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر نہایت خشوع اور گریہ وزاری اخلاص ومحبت سے خوب دعائیں کرو یہ آخری اور چلنے چلانے کا وقت ہے جو مانگنا ہو مانگ لو خدا جانے یہ سعادت پھر نصیب ہوتی ہے یا نہیں گریہ وزاری کر کے دل ارمان کو نکال لو ؎

رونے سے غم دیں میں مزا ملتا ہے یعقوب سے کچھ رتبہ سوا ملتا ہے

واں آنکھ کھلی جمال یوسف دیکھا یاں بند ہوں آنکھیں تو خدا ملتا ہے

پھر باب ابراہیم علیہ السلام سے نکل کر بیت اللہ شریف سے رخصت ہو جاؤ۔

تنبیہ:

بعض لوگ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلتے ہیں یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے کسی نبی اور کسی صحابی اور کسی امام سے ایسا کرنا ثابت نہیں ہے جس طرح دیگر مساجد سے نماز وغیرہ کے بعد چلتے ہو اسی طرح خانہ کعبہ سے واپس کے وقت چلو بغیر طواف وداع کیے ہوئے بیت اللہ سے واپس ہونا جائز نہیں ہے پہلے لوگ حج سے فراغت کے بعد ادھر ادھر جاتے تھے طواف وداع نہیں کرتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''کوئی شخص آخری رخصتی طواف بیت اللہ کیے بغیر نہ روانہ ہو مگر حائضہ کے لیے اجازت ہے کہ وہ بغیر طواف کیے جاسکتی ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ عورت کے لیے طواف وداع سے پہلے کوچ کرنے کی رخصت دی ہے جب کہ یوم النحر میں طواف افاضہ کر چکی ہو۔ (احمد)

اگر طواف وداع کر چکے ہو اور اس کے بعد کسی وجہ سے مکہ میں چند دن رہنے کا اتفاق ہو جائے تو چلنے کے وقت پھر دوبارہ طواف وداع کر لینا چاہیے بغیر طواف وداع کیے ہوئے اگر تم مکہ سے نکل گئے تو جب تک حرم میں ہو واپس آ جاؤ اور طواف وداع کر کے واپس جاؤ۔

تبرکات:

آب زمزم کو تبرک سمجھ کر لے جانا سنت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کا پانی مبارک ہے بھوکے کے لیے کھانا اور بیمار کے لیے شفا ہے دنیا کے سب پانیوں سے بہتر یہ پانی ہے فرمایا: ((ماء زمزم لما شرب لہ .)) (ابن ماجہ) دین ودنیا کی جس حاجت کے لیے پیا جائے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ فرمایا: ((خير ماء على وجه الارض ماء زمزم......الخ)) روئے زمین کے سب پانیوں سے بہتر زمزم ہے۔ اس پانی کو آپ تبرک سمجھ کر ساتھ لے جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ خود بھی زمزم لاتی تھیں اور فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی لے جاتے تھے۔ (ترمذی)

لہٰذا آب زمزم کا لے جانا سنت ہے اور تسبیح رومال سرمہ وغیرہ تبرک سمجھ کر لے جانا جائز نہیں ہے۔ البتہ ہدیہ تحفہ سمجھ کر لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زمزم پینے کی دعاء:

اس کے لیے آنحضرت ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہیں ہے مگر جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ زمزم پینے کے بعد یہ

دعا پڑھتے تھے:

((اللّٰھم انی اسئلك علما نا فعاو رزقا واسعا و شفاء من کل داء))

"اے اللہ میں تجھ سے فائدہ مند علم اور کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفاء مانگتا ہوں۔" (مستدرک حاکم)

زیارت مسجدِ نبوی ﷺ اور قبرِ مصطفیٰ ﷺ

مسجد نبوی ﷺ کے لیے سفر کرنا مسنون اور وہاں پہنچ کر قبر مبارک کی زیارت کرنی باعث ثواب ہے۔ مدینہ کی آبادی کو دیکھ کر وہی دعا پڑھنی چاہیے جو مکہ کے داخلہ کے وقت پڑھی تھی۔ یہ دعا بھی مسنون ہے۔

((ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون))

"ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔" (مسلم شریف)

مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے وقت وہی دعا پڑھے جو عام مسجدوں کے لیے آئی ہے (اور جو حرم شریف مکہ کے داخلہ کے بیان میں لکھی گئی ہے) اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ مسجد سے نکلتے وقت وہی دعا پڑھے جو عام مسجدوں کے لیے آئی ہے (یہ بھی گزر چکی ہے) مسجد نبوی ﷺ میں بلا ناغہ چالیس نمازیں پڑھنے والا دوزخ اور عذاب اور نفاق سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد) قبر مبارک کی زیارت کے وقت سلام اور درود پڑھے۔ سلام کے بہترین الفاظ وہی ہیں جو ہم کو آنحضرت ﷺ نے نماز میں پڑھنے کے لیے تعلیم فرمائی ہے۔

((السلام علیك ایها النبی و رحم الله و برکاته))

"اے نبی (ﷺ) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔" (بخاری، مسلم)

((اللّٰھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انك حمید مجید))

"اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر نازل فرمائی بے شک تو قابل تعریف ہے اور بزرگ ہے اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل فرما جیسے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر نازل فرمائی بے شک تو قابل تعریف ہے اور بزرگ ہے۔" (صحاح ستہ)

اوپر حج کے قدرے تفصیل اور ترکیب بیان ہو چکی ہے اب مندرجہ ذیل حدیثوں میں اس کی دلیل اور اہمیت پڑھئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

حج کی فرضیت اور کثرت سوال کی ممانعت

۲۵۰۵۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا)) فَقَالَ رَجُلٌ:

۲۵۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو وعظ فرمایا جس میں یہ نصیحت کی کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے تم حج کرو ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہر سال حج

۲۵۰۵۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر (۱۳۳۷ [۳۲۵۷])

أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ: ((لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى نَبِيِّهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کریں آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے گا جس کی تم کو طاقت نہ ہو گی تم مجھ کو سوال کرنے سے چھوڑے رکھو جب تک کہ میں تم کو چھوڑے رکھوں یعنی جب تک میں کسی کام کا حکم نہ دوں تب تک تم سوال نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے زمانے والے اپنے نبیوں سے کثرت سوال کی وجہ سے اور اپنے نبیوں کے ساتھ اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کے کرنے کا حکم دوں تو جہاں تک تمہارے امکان میں ہے اس کو بجا لاؤ اور جب کسی چیز سے تمہیں منع کروں تو تم اس کو چھوڑ دو اور مت کرو۔ (مسلم)

توضیح: ...... عمر بھر میں بشرط استطاعت صرف ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اس کے بعد صرف نفل کا درجہ ہے اس آدمی نے آپ سے پوچھا کہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے اس کے بعد صرف نفل کا درجہ ہے اس آدمی نے آپ سے پوچھا کہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے آپ نے نیفاناً اثباتاً کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اس وقت کوئی وحی نہیں آئی تھی اس واسطے آپ نے جواب نہیں دیا بعد میں بتایا گیا کہ صرف عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔

افضل ترین اعمال

٢٥٠٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب عملوں سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا سب عملوں سے افضل ہے پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا؟ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا مقبول حج۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... افضل اعمال کے بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں تو احسن تطبیق یہ ہے کہ مختلف حیثیات اور حالات سے بعض بعض سے افضل ہے یا فضائل اضافیہ ہیں اور حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جس میں خلاف شرع کوئی کام نہ ہوا ہو اور وہی حج مقبول بھی ہے۔

حج مسنون کرنے والے کی فضیلت

٢٥٠٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ

۲۵۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا اور حج کے احرام کے زمانے میں اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا

٢٥٠٦۔ صحيح بخاری كتاب الايمان باب من قال ان الايمان هو العمل (٢٦)، مسلم كتاب الايمان باب بيانب كون الايمان بالله تعالىٰ افضل الاعمال (٨٣[٢٤٨])

٢٥٠٧۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب فصل الحج المبروز (١٥٢١)، مسلم كتبا الحج باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (١٣٥٠[٣٢٩١])

رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور نہ فحش گوئی اور بیہودہ باتیں کیں تو وہ حج کر کے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔ (بخاری، مسلم)

عمرہ کا اجر وثواب

۲۵۰۸۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک یعنی دونوں عمروں کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہے۔ (بخاری، مسلم)

رمضان المبارک میں عمرہ

۲۵۰۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان شریف میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یعنی رمضان مین عمرہ ادا کرنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

بچے کے حج کا ثواب اس کے والدین کو

۲۵۱۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: ((رَسُوْلُ اللّٰهِ)) فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام روحاء میں رسول اللہ ﷺ ایک قافلے سے ملے تو آپ نے قافلے والوں سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں وہ لوگ آپ کو نہیں پہچانتے تھے تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ قافلے میں سے ایک عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر آپ کو دکھایا اور دریافت کیا کہ کیا اس بچے کا بھی حج ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور تجھے اس بچے کا ثواب ملے گا۔ (مسلم)

توضیح:...... روحاء ایک جگہ کا نام ہے جو مدینے سے چھتیس کوس کے فاصلے پر ہے اس جگہ قافلے سے ملاقات ہوئی اور یہ گفتگو ہوئی کہ ایک عورت نے چھوٹے بچے کو گود میں اٹھا کر آپ کے طرف اشارہ کر کے دریافت کیا کہ کیا اس بچے کا حج ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں بچے پر حج فرض نہیں ہے لیکن ماں اس کی طرف سے اس کا احرام وغیرہ باندھ کر اور پورے ارکان حج ادا کرا ئے تو بچے کا نفلی حج ہو جائے گا اور اس کا ثواب ماں کو ملے گا بالغ ہونے کے بعد بشرط استطاعت دوبارہ حج ادا کرنا فرض ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ايما صبی حج ثم بلغ الحنث فعليه ان يحج حج اخرى و ايما عبد حج ثم اعتق فعليه ان يحج حج اخرى .)) ''جس بچے نے بچپن میں حج کر لیا پھر بالغ ہو گیا تو اس پر دوبارہ حج کرنا ضروری ہے اور جس غلام نے حج کیا پھر آزاد ہوا تو اس پر بھی دوبارہ حج کرنا ضروری ہے۔''

۲۵۰۸۔ صحيح بخاری كتاب العمرة باب العمرة وجوب العمرة وفضلها (۱۷۷۳)، مسلم كتاب الحج باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (۱۳۴۹[۳۲۸۹])

۲۵۰۹۔ صحيح بخاری كتاب العمرة باب عمرة فی رمضان (۱۷۸۲)، مسلم كتاب الحج باب فضل العمرة فی رمضان (۱۲۵٦[۳۰۳۸])

۲۵۱۰۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب صحة حج الصبی واجر من حج به (۱۳۳٦[۳۲۵۳])

بوڑھے والد کی طرف سے حج

۲۵۱۱۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ذٰلِكَ: حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرض حج نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا ہے۔ یعنی میرے باپ پر اس وقت حج فرض ہوا ہے جبکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہی اور سواری پر ٹھہر بھی نہیں سکتا تو کیا میں اپنے باپ کے طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع یعنی آپ کے آخری حج میں واقع ہوا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے حج بدل کا ثبوت ملتا ہے حج بدل ایک قسم کا حج ہے جو کسی معذور و مجبور یا متوفی کی طرف سے نیابتہ کیا جاتا ہے جیسے فرض کرو زید پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ ایسا بوڑھا ہے کہ چل پھر نہیں سکتا ہے یا لنگڑا ہو گیا ہے یا وہ بغیر حج ادا کیے مرگیا تو ایسی مجبوری کی حالت میں زید کی طرف سے کوئی دوسرا آدمی حج کر دے حج کرانے والے کو آمر اور جو دوسرے کے حکم سے حج کرے اس کو مامور کہتے ہیں حج بدل کا سارا خرچہ آمر یا اس کے وارث کے ذمہ اور مامور حج بدل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود اپنا حج ادا کر چکا ہو بغیر اپنا حج کیے دوسرے کی طرف سے ہرگز حج نہیں کر سکتا ہے اگر اس نے اپنا حج نہیں کیا ہے تو وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل نہیں کر سکتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا کہ وہ لبیک عن شبرمہ کہہ رہا ہے یعنی لبیک پکارتے وقت کسی شبرمہ نامی کی طرف سے پکارتا ہے کہ یہ حج شبرمہ کی طرف سے ہے آپ نے فرمایا من شبرم شبرمہ کون ہے اس نے کہا میرا ایک قریب رشتہ دار ہے آپ نے فرمایا: ((هل حججت قط قال لا قال فاجعل هذا عن نفسك ثم حج عن شبرم .)) تو نے کبھی اپنا حج کیا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اس حج کو اپنے نفس کی طرف سے ادا کر لو پھر شبرمہ کی طرف سے ادا کر لینا (ابن ماجه احمد ابو داؤد) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد کا یہی مذہب ہے المغنی میں یہی بیان ہے۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ جس نے خود اپنا حج نہیں کیا ہے وہ حج بدل کسی دوسرے کے طرف سے نہیں کر سکتا تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ہے کہ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے فتح الباری شرح بخاری میں بھی یہی ہے۔

بہن کی نذر پوری کرتے ہوئے حج کرنا

۲۵۱۲۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنَّ أُخْتِيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحِجَّ، وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاقْضِ دَيْنَ اللهِ؛ فَهُوَ أَحَقُّ الْقَضَاءِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے مر گئی (تو اب کیا کرنا چاہیے) تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے اوپر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرضہ بھی ادا کرو کیونکہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری اور لائق ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۱۱۔ صحیح بخاری كتاب الحج باب وجوب الحج وفضله (۱۵۱۳)، مسلم كتاب الحج باب الحج عن العاجز (۱۳۳۴[۳۲۵۱])

۲۵۱۲۔ صحیح بخاری كتاب الايمان والنزور باب من باب وعليه نذر (۶۶۹۹)، مسلم كتاب الصيام باب قضاء الصيام عن الميت (۱۱۴۸[۲۶۹۴])

توضیح:...... حج اور عمرے کی نذر درست ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ولیوفوا نذورھم ان کو چاہیے کہ وہ اپنی نذر پوری کریں اگر بغیر ادا کیے مر گئے تو ورثہ کو ادا کر دینا چاہیے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

بیوی کے ساتھ بطورِ محرم حج کے سفر پر جانا

٢٥١٣۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَ مَعَهَا مُحْرَمٌ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! أُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَ خَرَجَتْ امْرَأَتِيْ حَاجَةً قَالَ: ((اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اجنبی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! میرا نام لڑائی میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو نکلی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ جا اور اس کا حج کرا دے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... عورت کے لیے فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے محرم خاوند باپ بیٹا وغیرہ کا ہونا ضروری ہے بغیر محرم کے نہ اس کے لیے سفر کرنا درست ہے اور نہ حج کرنا جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تحجن امرا الا ومعها ذومحرم .)) عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے اگر بغیر محرم کے کوئی عورت حج کرے تو حج ادا ہو جائے گا لیکن حدیث کے خلاف کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

عورتوں کا جہاد

٢٥١٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: ((جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تمہارا جہاد حج کرنا ہے یعنی حج کرنے سے جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

بغیر محرم کے سفر کی ممانعت

٢٥١٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت بغیر محرم کے ایک دن اور ایک رات کا سفر نہ کرے۔ (بخاری، مسلم)

میقات کی تفصیلات

٢٥١٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَقَّتَ

۲۵۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٢٥١٣۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من اكتتب فی جیش فخر جت امراته (٣٠٠٦)، مسلم كتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره (١٣٤١ [٣٢٧٢])

٢٥١٤۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب جهاد النساء (٢٨٧٥)

٢٥١٥۔ صحيح بخاری كتاب تقصير الصلاة باب فی كم يقصر الصلاب (١٠٨٨)، مالم كتاب الحج باب سفر المراة مع مجرم الى حج وغيره (١٣٣٩[٣٢٦٨])

٢٥١٦۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب مهل اهل الشام (١٥٢٦)، مسلم كتام الحج باب مواقيت الحج والعمرة (١١٨١[٢٨٠٣])

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ: ذَالْحُلَيْفَةَ، وَلأَهْلِ الشَّامِ:الْجُحْفَةَ، وَ لأَهْلِ نَجْدٍ: قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَ لأَهْلِ الْيَمَنِ: يَلَمْلَمَ؛ فَهُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمَهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ، وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر کیا اور یہ فرمایا کہ یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں جو دوسرے جگہ کے باشندے ان میقات سے گزرتے ہیں حج اور عمرے کے لیے جاتے ہیں اور جو ان میقات پر رہتے ہیں اور جو لوگ ان میقات کے ادھر ادھر یعنی میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں وہ اپنے گھر سے احرام باندھ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ مکے سے احرام باندھ سکتے ہیں۔(بخاری، مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے میقات کی تعیین ثابت ہوتی ہے میقات اصل میں وقت معین اور مکان معین کو کہتے ہیں میقات حج کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ میقات زمانی یعنی جس زمانے میں حج کا احرام باندھ کر حج کیا جاتا ہے وہ تین مہینے شوال، ذی القعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے ہیں۔

۲۔ میقات مکانی جس جگہ سے حج کا احرام باندھنا ضروری ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱)......میقات آفاقی باہر والوں کا میقات۔

(۲)......میقات داخلی اہل میقات جو میقات کے اندر رہنے والوں کا میقات ہے۔

(۳)......میقات اہل حرم مکہ اور حدود حرم کے رہنے والوں کا میقات ہے۔

آفاقیوں کی یہ میقاتیں:...... ذوالحلیفہ مدینہ والوں اور مدینہ کی طرف سے آنے والوں کے لیے، الجحفہ۔ شام والوں اور شام کی طرف سے آنے والوں کے لیے قرن المنازل، نجد والوں اور نجد کی طرف سے آنے والوں کا، اور ذات عرق عراق والوں اور عراق کی طرف سے آنے والوں کا، یلملم یمن والوں اور یمن کی طرف سے آنے والوں کا ہندوستانیوں کا میقات بھی یلملم ہی ہے اور اہل حرم اور اہل میقات اور مکہ والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ کل زمین حرم میقات ہے۔

اگر کوئی حج وعمرہ کے ارادے سے ان میقات سے نہیں گزرتا بلکہ سیر وتفریح یا تجارت کے لیے مکہ جاتا ہے تو اس کے لیے ان میقات پر حرام باندھنا ضروری نہیں بلکہ بغیر احرام کے جانا جائز ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((دخل یوم الفتح مکة علیه عمامة سوداءُ بغیر احرامٍ .)) ''رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام کے تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔''

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت محرم نہ تھے۔(بخاری)

نیل الاوطار میں ہے کہ بغیر احرام کے حرم میں غیر حاجی اور غیر معتمر کے لیے جانا جائز ہے اور حدیث لا یدخل احدکم بغیر احرام نہیں داخل ہوسکتا کوئی مکہ میں بغیر احرام کے یہ حدیث ضعیف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حج میں میقات زمانی کے مقرر کرنے میں یہ مصلحت ہے کہ سب لوگ ایک خاص وقت میں جمع ہو کر اسلامی شعار وقوت وشوکت کو ظاہر کریں ایک وقت میں کسی کام کے کرنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے ایک دوسرے سے اعانت ہوتی ہے اگر ایک ہی وقت میں نہیں ہوتا تو کوئی کسی وقت میں ادا کرتا اور کوئی کسی مہینے میں ادا کرتا تو اس تفاوت کی وجہ سے حج کے فوائد سے محرومی ہوتی اور میقات مکانی مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے دربار خداوندی کی خاص تعظیم واحترام کے لیے خاص شکل وصورت بنا کر داخل ہونا ضروری ہے۔

٢٥١٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَالطَّرِيْقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ، وَمَهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ، وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ، وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٥١٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرا راستہ جحفہ ہے اور عراق والوں کے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے اور نجد والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن ہے اور یمن والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے۔ (مسلم)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے تھے؟

٢٥١٨۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ: عُمْرَةٌ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةٌ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَّمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٥١٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے ادا کیے ہیں اور یہ سب کے سب ذیقعدہ مہینے میں کیے گئے ہیں مگر وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا ہے وہ ذی الحجہ کے مہینے میں کیا تھا ان چاروں عمروں کی یہ تفصیل ہے؟ ایک عمرہ آپ نے مقام حدیبیہ سے کیا تھا دو ذی الحجہ میں ادا فرمایا تھا اور دوسرا عمرہ حدیبیہ سے آئندہ سال ذی قعدہ کے مہینے میں کیا تھا اور تیسرا عمرہ جیرانہ سے کیا تھا جہاں حنین کی غنیمت تقسیم کیا تھا یہ بھی ذیقعدہ کے مہینے میں کیا تھا اور چوتھا عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا تھا جو ذی الحجہ کے مہینے میں ادا فرمایا تھا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں اور اسلامی محاورہ میں اس کا یہ مطلب ہے کہ میقات یا حل سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور بیت اللہ شریف میں آ کر اس کا طواف کرلیا جائے اس کے بعد صفا و مرہ کے درمیان سعی کر کے حجامت کرا کے حلال ہو جائے اس کو حج اصغر چھوٹا حج بھی کہتے ہیں سال بھر میں جس وقت چاہو عمرہ کر سکتے ہو حج کی طرح اس کے لیے دن اور وقت اور مہینہ مقرر نہیں ہے غیر ایام حج میں حج کا بدل عمرہ ہے جس وقت دربار خداوندی میں حاضر ہونے کا دل چاہے اپنے دل کی آرزو پوری کرلو عمرہ حج کے ساتھ بھی ادا ہوسکتا ہے اور بغیر حج کے بھی کیا جا سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ واتموا الحج والعمر الله﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے لیے حج وعمرہ پورا کرو'' حج عمرہ کی بڑی فضیلت ہے بعد میں اس کی حدیثیں بیان کی جائیں گی۔

عمرہ کرنے کا طریقہ:

میقات سے حج کی طرح احرام باندھو اور احرام کے ممنوعات اور مکروہات اور محرمات سے بچو اور مکہ مکرمہ میں آ کر حرم کے احترام کو ملحوظ رکھو مسجد الحرام میں باب السلام سے داخل ہو کر رمل و اضطباع کے ساتھ طواف کرو اور حجر اسود کے اول استیلام کے وقت لبیک موقوف کرو اور طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرو پھر حجر اسود کا استیلام کر کے باب الصفا سے نکل جاؤ اور صفا سے سعی شروع کرو حج کی طرح سعی ختم کر کے مروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہو جاؤ بس اب تمہارا عمرہ ہو گیا اور تم حلال ہو گئے۔

٢٥١٧۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب مواقيت الحج والعمرة (١١٨٣ [٢٨١٠])

٢٥١٨۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب غزوة الحديبية (٤١٤٨)، مسلم كتاب الحج باب بيان عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزمانهن (١٢٥٣ [٣٠٣٣])

حج اور عمرہ میں فرق:

عمرہ کو حج اصغر چھوٹا حج کہتے ہیں جو شرطیں حج کے لیے ہیں وہی عمرہ کے لیے بھی ہیں۔ اور جو احکام حج کے ہیں وہی عمرے کے بھی ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ حج کے لیے خاص وقت ہے کہ صرف انہیں وقتوں میں حج ہوسکتا ہے دوسرے وقتوں میں نہیں ہوسکتا اور عمرہ تمام سال ہوسکتا ہے۔ حج میں وقوف عرفہ' وقوف مزدلفہ قیام تبیت منی اور رمی اور نحر ضروری ہے عمرے میں یہ نہیں ہے عمرے میں طواف شروع کرنے کے وقت لبیک کو موقوف کیا جاتا ہے اور حج میں جمرہ اخریٰ کی رمی شروع کرتے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

عمرہ کے فرائض یہ ہیں۔ نیت' احرام' تلبیہ اور طواف سعی اور حلق ضروریات اور فرائض میں سے ہیں یہی افعال عمرہ میں بھی ہیں۔ رمضان شریف میں عمرہ کرنا افضل ہے کیونکہ رمضان شریف میں عمرہ کرنے سے حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۲۵۱۹۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۵۱۹۔ حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیقعدہ کے مہینے میں حج سے پہلے دو عمرے کیے۔ (بخاری)

توضیح:...... پہلی حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ حج سے پہلے آپ ﷺ نے تین عمرے کیے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے دو' تو ان دونوں حدیثوں میں یہ تطبیق ہے کہ حقیقتاً حج سے پہلے آپ نے دو ہی عمرہ کیا تھا صلح حدیبیہ میں آپ نے عمرہ ادا نہیں فرمایا تھا بلکہ بغیر عمرہ کیے ہوئے اللہ کے حکم سے حلال ہو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے عمرے کا ثواب عطا فرمایا تھا تو جس حدیث میں تین عمرے کا بیان ہے اس میں مراد یہ ہے کہ ثواب کے لحاظ سے تین عمرہ ہوا اور جس حدیث میں دو عمرہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقتاً دو عمرہ کیا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

حج کی فرضیت

۲۵۲۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ)) فَقَامَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ: أَفِي كُلِّ عَامٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَوْ قُلْتُهَا: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا، وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوا، وَالْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ تَطَوُّعٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالنِّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

۲۵۲۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔ اقرع بن حابس نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے گا جس کو تم نہیں کر سکتے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہو حج تو ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زیادہ جو ہوگا وہ نفل ہوگا۔ (احمد' نسائی' دارمی)

۲۵۱۹۔ صحیح بخاری کتاب العمرة باب کم اعتمر النبی ﷺ (۱۷۸۱)

۲۵۲۰۔ صحیح، سنن النسائی کتاب المناسك باب وجوب الحج (۲٦۲۱)، مسند احمد (۱/ ۲۵۵)، دارمی کتاب المناسك باب کیف وجوب الحج (۲/ ٤٦ ح ۱۷۸۸)

حج کی استطاعت

٢٥٢١۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ مَلَكَ زَادًا وَ رَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يُحَجَّ ؛ فَلا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُوْلُ: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَ فِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَهِلالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَجْهُوْلٌ، وَالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

٢٥٢١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آمد و رفت کے توشے کا مالک ہو اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے گا اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿والله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيــلا﴾ اور اللہ کے لیے ان لوگوں پر حج کرنا فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں یعنی حج کے تمام ضروریات کا اور تمام مصارف کا مالک ہو۔ (ترمذی)

توضیح:...... حج کے فرض ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا' بالغ ہونا' عقل مند ہونا' اور استطاعت رکھنا یعنی بال بچوں کو واپسی تک کے خرچ دینے کے بعد گھر سے مکہ مکرمہ تک کے آمد و رفت کے جملہ مصارف کا مالک ہو اور صحت اور تندرست ہونا اور راستے کا پر امن ہونا اور حج کا وقت ہونا۔ حج کے یہ تین مہینے ہیں شوال۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس روز جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق و لا جدال في الحج﴾ (البقرہ) حج کے چند مہینے مقرر ہیں جو ان مہینوں میں احرام باندھ کر حج کو فرض کر لے تو احرام کی حالت میں بی بی سے ہم بستری جائز نہیں ہے اور نہ عدول حکمی جائز ہے اور نہ جھگڑا کرنا جائز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اشہر الحج سے شوال' ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس روز ہیں اور یوم النحر دسویں تاریخ اس میں داخل ہے (المغنی) اگر استطاعت کے بعد ان مہینوں کے آنے سے پہلے کوئی مر گیا تو گنہگار نہیں ہوگا۔

٢٥٢٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (لَا صَرُوْرَةَ فِي الْإِسْلَامِ)۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٥٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں ضرورت نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... صرورت صر سے ماخوذ ہے جس کے معنی روکنے اور منع کے ہیں یعنی نکاح سے رکنا اور اکیلے رہنا تو لا صرورت فی الاسلام کے معنی یہ ہوئے کہ اسلام میں نکاح سے رکے رہنا اور نکاح نہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ نکاح کرنا ہی سنت ہے اور صرورت کے معنی حج نہ کرنے کے بھی ہیں یعنی حج نہ کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے بلکہ اسلام میں حج کرنا بشرط استطاعت فرض ہے اور بعض لوگوں نے اس حدیث کا اس طرح بھی ترجمہ کیا ہے کہ جو شخص حرم کی حد میں کسی کا خون کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کا یہ کہنا معتبر نہ ہوگا کہ میں نے کبھی حج نہ کیا اور حرم کی حرمت سے واقف نہیں تھا جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی جرم کر کے حرم کی پناہ لیتا تو اس کو نہیں چھیڑتے اگر مقتول کا وارث اس کو حرم میں پکڑ بھی لیتا تو دوسرے لوگ کہتے کہ وہ صرورت ہے اس کو مت چھیڑو تو حدیث میں فرمایا کہ ایسا صرورت اسلام میں معتبر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

٢٥٢١۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی التخلیظ فی ترک الحج (٨١٢)، حارث الاعور ضعیف راوی ہے۔
٢٥٢٢۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب صاصرورۃ فی الاسلام (١٧٢٩)، عمر بن عطاء بن وراز ضعیف ہے۔

۲۵۲۳۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ

۲۵۲۳۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اس کو جلدی حج کر لینا چاہیے۔ (ابو داؤد، دارمی)

توضیح: ......حج میں بلا وجہ تاخیر درست نہیں ہے حتی الامکان جلد ہی ادا کر لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((من مات ولم يحج حج الاسلام لى غير وجع حابس اوحاج ظاهر اوسلطان جائر فليمت اى الميتين اما يهود يا اونصرانيا)) ''جو بغیر اسلامی حج کیے مر گیا حالانکہ روکنے والی بیماری نے نہیں روکا اور نہ ظاہری حاجت نے رُوکا اور نہ ظالم بادشاہ نے منع کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔'' (نیل الاوطار)

حج اور عمرہ پے در پے کرنے کی فضیلت

۲۵۲٤۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ النَّسَائِيُّ

۲۵۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم حج اور عمرہ دونوں کو ساتھ ساتھ ادا کرو اور دونوں متابعت کرو یعنی پے در پے کرتے رہو یعنی حج قران کرو یا پہلے حج کر لیا پھر عمرہ کرو یا پہلے عمرہ کیا بعد میں حج کرو تو لگاتار یہ سلسلہ جاری رکھو کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے کہ آگ کی بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے۔ (احمد، ابن ماجہ)

۲۵۲٥۔ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَه عَنْ عُمَرَ إِلَى قَوْلِهِ: ((خَبَثَ الْحَدِيْدِ))۔

۲۵۲۵۔ نیز احمد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو عمر ؓ سے لوہے کی میل کچیل تک ذکر کیا ہے۔

حج کے اُمور

۲۵۲٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: ((الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۵۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ حج کو کیا چیز واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا زاد اور راحلہ یعنی آمد و رفت کا پورا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کا نان نفقہ اور دیگر مصارف کا مالک ہونا۔ (ترمذی)

۲۵۲۳۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب ٥ (۱۷۳۲)، الدارمی (۲/ ۲۸ ح ۱۷۹۱، کتاب المناسك باب من اراد الحج)

۲۵۲٤۔ اسناده حسن، سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی ثواب الحج والقمرة (۸۱۰)، النسائی کتاب المناسك باب فضل المنابعة بين الحج والعمرة (۲٦۳۲)

۲۵۲٥۔ صحيح، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل الحج والعمرة (۲۸۸۷)، مسند احمد (۱/ ۲۵)

۲۵۲٦۔ اسناده ضعيف سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی ابی الحج بالزار والراحلة (۸۱۳)، ابن ماجه كتاب المناسك باب مايوجب الحج (۲۸۹٦)، ابراہیم بن یزید الحوزی ضعیف راوی ہے۔

۲۵۲۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَا الْحَاجُّ؟ فَقَالَ: الشَّعِثُ التَّفِلُ)) فَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْعَجُّ وَالثَّجُّ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا السَّبِيْلُ؟ قَالَ: ((زَادٌ وَ رَاحِلَةٌ))۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))، وَ رَوَى ابْنُ مَاجَه فِيْ ((سُنَنِهِ)) إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ الْفَصْلَ الْأَخِيْرَ

۲۵۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حج کی خاص صفت کیا ہے یعنی حج کی مخصوص کیا نشانی ہے تو آپ نے فرمایا اس کا پراگندہ سر اور غبار آلود رہنا یعنی بناؤ سنگار کو چھوڑ دینا۔ دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ حج میں کونسی چیز افضل ہے تو آپ نے فرمایا لبیک کے ساتھ بلند آواز کرنا اور قربانی کا خون گرانا۔ تیسرے نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ سبیل سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا توشہ اور سواری۔ (شرح سنہ، ابن ماجہ)

توضیح: ...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا و من كفر فان الله غني عن العلمين﴾ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جو اس کے طرف راہ پانے کی طاقت رکھتے ہوں اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے اس آیت کریمہ میں سبیلا سے مراد آمد رفت کا اور اہل وعیات کے خرچ کا مالک ہونا مراد ہے۔

باپ کی طرف سے حج بدل

۲۵۲۸۔ وَعَنْ أَبِي رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَ لَا الْعُمْرَةَ وَ لَا الظَّعْنَ قَالَ: ((حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ، وَ النَّسَائِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۲۵۲۸۔ حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے نہ حج اور عمرے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ سواری پر سوار ہونے کی ہمت رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر دو۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حج بدل کرنے والا پہلے اپنا حج ادا کرے

۲۵۲۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ، قَالَ: ((مَنْ شُبْرُمَةُ؟)) قَالَ: أَخٌ لِيْ أَوْ قَرِيْبٌ لِيْ قَالَ: ((أَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟)) قَالَ: لَا

۲۵۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ لبیک عن شبرم یعنی میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں اس کے طرف سے حج کر رہا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یا قریبی

۲۵۲۷۔ اسناده ضعيف، شرح السنة (۷/ ۱٤ ح ۱۸٤۷)، ابن ماجه كتاب المناسك باب مايوجب الحج (۲۸۹٦)، ابراہیم بن یزید الخوزی ضعیف ہے۔ کما تقدم۔

۲۵۲۸۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب الرجل يج عن غيره (۱۸۱۰)، الترمذی كتاب الحب باب منه (۸۳۰)، النسائی كتاب المناسك باب وجوب العمرة (۲٦۲۲)

۲۵۲۹۔ صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب الرجل يحج عن غيره (۱۸۱۱)، ابن ماجه كتاب المناسك باب الحج عن الميت (۲۹۰۳)، لالأم للشعافعی (۲/ ۱۲۳)

قَالَ:((حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شِبْرِمَةَ)). رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

رشتہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے طرف سے حج کرلیا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ پہلے تم اپنا حج کرلو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرو۔ (شافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح:...... اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ ((فاجعل هذا عن نفسك ثم حج عن شبرم.)) یعنی اس حج کو اپنے نفس کی طرف سے ادا کرلو پھر بعد میں شبرمہ کی طرف سے کرنا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج بدل وہی کرسکتا ہے جس نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو۔

٢٥٣٠ - وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيْقَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ

۲۵۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرق والوں کے لیے عقیق مقام کو میقات مقرر کیا ہے یعنی مشرقی لوگ عقیق سے حج کے احرام باندھیں۔ (ترمذی، ابوداود)

٢٥٣١ - وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

۲۵۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عراق والوں کے لیے ذات عرق میقات مقرر فرمایا ہے یعنی وہ لوگ ذات عرق مقام سے حج یا عمرے کا احرام باندھیں۔ (ابوداود، نسائی)

٢٥٣٢ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ؛ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ، أَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

۲۵۳۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بیت المقدس سے بیت اللہ شریف تک کا حج یا عمرے کا احرام باندھے تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

تقویٰ بہترین زادِ راہ

٢٥٣٣ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحجُّوْنَ فَلاَ يَتَزَوَّدُونَ وَ يَقُوْلُوْنَ: نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ، فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ

۲۵۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن والے حج کرنے کے لیے چلے آتے تھے اور اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم لوگ اللہ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں جب وہ مکے

٢٥٣٠ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب فی المواقيت (١٧٤٠)، الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی مواقيت الاحرام لاهل الفاق (٨٣٢)، یزید بن ابی زیاد ضعیف و مدلس راوی ہے۔

٢٥٣١ـ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب فی اعواقيت (١٧٣٩)، النسائی كتاب المناسك باب ميقات اهل العراق (٢٦٥٧)

٢٥٣٢ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب فی المواقيت (١٧٤١)، حکیمہ مجہول الحال راویہ ہے۔ ابن ماجه كتاب المناسك باب من اهل يعمرة من بيت المقدس (٣٠٠١، ٣٠٠٢)

٢٥٣٣ـ صحيح بخاری كتاب الحج باب قول الله تعالىٰ وتزوروافان خير الزاد التقوىٰ (١٥٢٣)

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

میں آتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے اور سوال کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿وتزودو افان خیر الزاد التقوی﴾ اور اپنے ساتھ توشہ یعنی کھانے پینے اور دیگر ضروریات کے سامان رکھ کر جایا کرو اور بہترین توشہ تقویٰ یعنی بھیک مانگنے سے بچنا ہے۔ (بخاری)

توضیح:...... حج مالداروں پر فرض ہے کہ وہ آمد و رفت کا خرچ ساتھ رکھیں اور بال بچوں کا خرچ دے جائیں غریبوں پر حج فرض نہیں ہے جو لوگ بغیر سامان سفر اور کھانے پینے کے سامان اور دیگر ضروریات کو لیے ہوئے بغیر حج کرنے کے لیے مانگتے کھاتے نکل پڑتے ہیں وہ بڑے گنہگار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿ وتزودوا ان خیر الزاد التقوی﴾ توشہ لے کر حج کو جایا کرو، بہترین توشہ سوال سے بچنا ہے۔

٢٥٣٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

۲۵۳۴۔ حضرت عائشہ ﵂ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی اور خونریزی نہیں ہے اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ یعنی حج اور عمرہ ادا کرنے سے ان کو جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٢٥٣٥۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﵁ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ، فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَ إِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۵۳۵۔ حضرت ابوامامہ ﵁ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو حج سے نہ روکے ظاہری حاجت یا ظالم بادشاہ یا خطرناک بیماری اور وہ بغیر حج کیے مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (دارمی)

توضیح:...... یعنی حج فرض ہونے کے بعد کوئی معقول عذر اس کو نہیں تھا نہ کوئی ظاہری حاجت اور نہ کسی ظالم کے ظلم کا خوف تھا کہ راستے میں حج کے لیے جائے تو جان و مال کا خوف ہو اور نہ کوئی ہلک بیماری ہی تھی اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے گا۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی بیت اللہ شریف کا حج نہیں کرتے ہیں۔

٢٥٣٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﵁ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ؛ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَلَهُمْ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

۲۵۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ ﵁ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ ان کی دعا قبول فرما لیتا ہے اور اگر بخشش مانگتے ہیں تو اللہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٢٥٣٤۔ اسناده صحيح (سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب الحج جهاد النساء (٢٩٠١)

٢٥٣٥۔ اسناده ضعيف سنن الدارمي (٢/ ٢٩ ح ١٧٩٢ لیث بن ابی سلیم ضعیف اور شریک القاضی مدلس راوی ہے۔

٢٥٣٦۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل دعا الحاج (٢٨٩٢)، صالح بن عبید اللہ بن صالح مولی بن عامر منکر الحدیث ہے۔

۲۵۳۷۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: الْغَازِيُ، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ)). رَوَاهُ النِّسَائِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيْمَان))

۲۵۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ تین آدمی اللہ کے مہمان ہیں جہاد کرنے والے اور حج اور عمرہ کرنے والے۔ (نسائی بیہقی)

۲۵۳۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَصَافِحْهُ، وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۵۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم حاجی سے ملو تو اس سے سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اسے حکم دو کہ وہ تمہارے واسطے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا آیا ہے۔ (احمد)

توضیح:...... گھر میں داخل ہونے سے پہلے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ حکماً وہ ابھی مسافر ہے اور اللہ کے راستے میں ہے تو اس کی دعا قبول ہوگی اور گھر میں داخل ہونے کے بعد بال بچوں سے ملنے جلنے کی وجہ سے وہ خوبی نہیں پائی جائے گی۔

۲۵۳۹۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيْقِهِ؛ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِيْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيْمَان))

۲۵۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے لیے گھر سے نکل گیا اور راستے میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو غازی (مجاہد) اور حاجی اور معتمر کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی)

توضیح:...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿و من یخرج من بیته مهاجرا الی الله و رسوله ثم یدرکه الموت فقدوقع اجره علی الله﴾

''اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلا پھر اس کو موت آ گئی تو اللہ پر اس کا ثواب ثابت ہو گیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((من خرج فی هذا الوجه لحج او عمر فمات فیه لم یعرض ولم یحاسب و قیل له ادخل الجنة ان الله یباهی بالطائفین))

''جو حج اور عمرہ کے لیے نکلا اور راستہ میں مر گیا تو قیامت تک نہ اس کے گناہ پیش کیے جائیں گے اور نہ اس سے حساب لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا اور اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں کے ساتھ فخر کرتا ہے۔'' (ترغیب)

فرمایا یہ گھر ستون ہے اسلام کے ستونوں میں سے جس نے اس گھر کا حج یا عمرہ کیا تو اس کی ضمانت اللہ پر ہے اگر وہ مر گیا تو اللہ

۲۵۳۷۔ حسن سنن النسائی کتاب المناسك باب فضل الحج (۳۱۲۳)، شعب الایمان (۴۰۱۳)

۲۵۳۸۔ اسناده ضعیف جداً، مسند احمد (۲/ ۶۹)، محمد بن حارث الحارثی ضعیف اور محمد بن عبدالرحمٰن الیمانی ضعیف ومتہم ہے۔

۲۵۳۹۔ اسناده ضعیف، شعب الایمان (۴۱۰۰)، الاوسط للطرانی (۶/ ۱۵۵ ح ۵۳۱۷)، محمد بن اسحاق مدلس وعنعن اور حمید جو اصل میں جمیل بن ابی میمونہ ہے مجہول الحال راوی ہے۔

اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اگر صحیح اور سالم واپس آ گیا تو اجر غنیمت کے ساتھ واپس آیا دونوں حالتوں میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ چت میں جیتا اور پٹ میں بھی جیتا۔ (طبرانی' ترغیب) اور آپ نے فرمایا:

((من مات فی طریق مك ذاهبا اوراجعالم یعرض ولم یحاسب و غفرله))

''جو آتے جاتے مکہ کے راستہ میں مرجائے تو وہ بخشا جائے گا حساب کتاب نہ لیا جائے گا۔'' (ترغیب)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ انتقال ہو گیا آپ نے فرمایا انہیں غسل دو اور انہیں کپڑوں میں کفن دو اور سر کو نہ ڈھانکو اور نہ خوشبو لگاؤ: ((فانه یبعث یوم القیام ملبیا .)) کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔ (بخاری)

واللہ أعلم

❀❀❀❀

(۱) بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا بیان

احرام کی قسمیں

احرام کی چار قسمیں ہیں (۱) افراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے احرام باندھنے والے کو مفرد کہتے ہیں (۲) تمتع یعنی پہلے حج کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر طواف وسعی ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال کو ادا کیا جائے ایسا کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں (۳) قران یعنی حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو قارن کہتے ہیں (۴) حج کے مہینے کے علاوہ دوسرے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں یہ سب جائز ہے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو ادا کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرجنا مع رسول الله ﷺ فقال من ارادمنكم ان يهل بحج و عمر فليفعل و من اراد ايهل بحج فليهل و من ارادان يُهِلَّ بعمر فليهل قالت و اهل رسول الله ﷺ بالحج و اهل به ناس معه و اهل معه ناس بالعمر والحج و اهل ناس بعمر و كنت فى من اهل بعمر۔ (بخاری' مسلم)

''حجۃ الوداع میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج میں نکلے تو آپ نے فرمایا جس کا جی چاہے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے تو وہ ایسا ہی کر سکتا ہے اور جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہتا ہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہتا ہے تو عمرہ کا احرام باندھے رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور بعض لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور بعض لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا میں نے بھی عمرہ کا احرام باندھا تھا۔''

احرام کے کپڑے

مرد کے احرام کے کپڑے ایسے ہونے چاہئیں کہ نیا اور دھلا ہوا تہبند و چادر و جوتی ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وليحرم احدكم فى ازار و رداء و نعلين .)) (المغنی) ایک لنگی اور چادر اور جوتی میں احرام باندھو اگر تہبند نہ پاؤ تو پائجامہ پہن سکتے ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اذالم يجد ازار فيلبس السرا ويل و اذالم يجد النعلين فيلبس الخفين .))''جب لنگی نہ پائے تو پائجامہ پہن لے اور جب جوتی نہ پائے تو موزے پہن لے۔''

اور احرام کے کپڑوں کا سفید ہونا افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((خير ثيابكم البياض فالبسوها احياكم و كفنوا فيها موتاكم .)) (دارقطنی' ابن ماجہ) ''سفید کپڑے سب کپڑوں سے اچھے ہیں زندوں کو پہناؤ اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں ہی میں کفن دو۔'' اگر ایک ہی کپڑے میں احرام باندھا جائے جس سے بدن ڈھک جائے اور لنگی کا بھی کام دے تو جائز ہے اور مجبوری کی حالت میں تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے مرد کو احرام کی حالت میں ان کپڑوں کا پہننا منع ہے۔ کرتہ' پائجامہ' پگڑی' کوٹ' صدری' جانگیا' بنڈی' نیم آستین' ٹوپی' دستانے' جراب' موزے' زعفران اور ورس کی رنگی ہوئی چادر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے آپ نے فرمایا کرتہ پائجامہ نہ پہنے اور صافہ نہ باندھے اور نہ بارانی کوٹ اور نہ موزوں کو پہنے اگر جوتے میسر نہ ہوں تو موزوں کو ٹخنے سے نیچے تک کاٹ کر پہن سکتے ہیں' اور نہ ایسا کپڑا پہنو جو زعفران اور ورس گھاس کا رنگا ہوا ہو۔(بخاری' مسلم) ضرورت کے وقت ہمیانی کا باندھنا جائز ہے۔ (المغنی)

عورتوں کے احرام کے یہ کپڑے ہیں۔ کرتہ' پائجامہ' دوپٹا' صدری' جانگیا' موزے' جراب' لنگی' چادر' زیور وغیرہ کا پہننا جائز ہے اور زعفران اور ورس کے رنگے ہوئے کپڑوں کو نہ پہنے اور ہونٹ اور چہرہ نہ چھپائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسم کو خوشبو نہیں سمجھتا ہوں اور حضرت عائشہ نے عورت کو احرام کی حالت میں زیور اور کالا کپڑا اور گلابی کپڑا اور موزے کے پہننے میں کوئی حرج نہیں دیکھا' اور ابراہیم نے کہا محرم احرام کی حالت میں کپڑے بدل سکتا ہے۔ (بخاری) احرام کی حالت میں عورت کو منہ چھپانے کی ممانعت ہے لیکن جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو گھونگھٹ سے پردہ کر لے اور جب وہ گزر جائیں تو گھونگھٹ ہٹا لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قافلہ کے لوگ ہمارے پاس سے ہو کر گزرتے' ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوتیں تو جب اجنبی مرد ہمارے سامنے آ جاتے ہم گھونگھٹ سے پردہ کر لیتیں جب وہ چلے جاتے تب چہرے کھول لیتیں۔ (ابوداؤد)

حیض و نفاس والی عورتیں غسل کر کے بغیر نماز پڑھے لبیک لبیک پکارتی رہیں اور جو کام حاجی کرتا ہے وہ بھی کریں البتہ بیت اللہ شریف کا طواف اس حالت میں نہ کریں بلکہ پاک و صاف ہو جانے کے بعد کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((النساء والحائض اذا اتیا علی الوقت یغتسلان و یحرمان و یقضیان المناسك كلها غير الطواف)) (ابوداؤد المغنی) ''نفاس اور حیض والیاں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور سوائے طواف کے سب افعال حج ادا کریں اور حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کو آپ نے یہی حکم دیا تھا۔(مسلم) عورتیں احرام میں (۱) رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو دستانے اور موزوں کو احرام کی حالت میں پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) (۲) منہ کا ڈھانکنا منع ہے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت اپنے چہرے کو کھلا رکھے۔ (مغنی) (۳) برقعہ نہ اوڑھیں۔ (۴) رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانوں کو پہننے اور نقاب و برقعہ اوڑھنے اور ورس اور زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے منع فرمایا اور اس کے علاوہ ریشمیں اونی سوتی کرتہ پائجامہ اور موزہ وغیرہ جو چاہیں پہن سکتی ہیں۔ (ابوداؤد) (۵) بال و ناخن کا تراشنا (۶) جنگلی شکار کرنا (۷) نکاح کرنا کرانا (۸) جماع اور اسباب جماع اور دیگر لڑائی جھگڑے کی باتیں ناجائز ہیں (۹) زور زور سے لبیک نہ پڑھیں بلکہ آہستہ آہستہ پڑھیں۔ (نیل مغنی) (۱۰) خوشبو و سرمہ کا استعمال نہ کریں (۱۱) طواف میں اضطباع اور رمل نہ کریں (۱۲) جوئیں نہ ماریں۔

مردوں کو احرام کی حالت میں کیا کام منع ہے

احرام کی حالت میں مردوں کو یہ کام کرنا جائز نہیں ہے (۱) جماع کرنا' بوسہ لینا' جھگڑا کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج﴾ (البقرة) ''حج کے چند گنتی کے مہینے معلوم ہیں جو ان مہینوں میں حج کا احرام باندھے وہ اپنی بیوی سے ہمبستر نہ ہو اور فحش و بکواس نہ بکے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔''

۲۔ اپنا یا دوسرے کا نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کا پیغام دے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((لا ینکح المحرم ولا ینکح ولا یخطب)) (مسلم) ''محرم نہ کسی دوسرے کا نکاح اور نہ اپنا نکاح کرے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

۳۔ نہ جنگلی جانوروں کا شکار کرے اور نہ شکار کرنے والے کی امداد کرے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم و حرم علیکم صید البر مادمتم حرما﴾ ''اے ایمان والو! تم احرام کی حالت میں شکار نہ کرو احرام کی حالت میں تم پر جنگلی جانوروں کا شکار کرنا حرام کر دیا گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کرنے اور اعانت کرنے سے منع فرمایا (بخاری' مسلم) کیونکہ یہ بھی شکار کرنے کے حکم میں داخل ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ جب حمار وحشی کا شکار کر کے لائے تھے تو نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ تم نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو شکار پر حملہ کرنے کا حکم دیا یا اشارہ کیا تھا۔ (مسلم)

اگر حلال غیر محرم حاجی کو کھلانے کی غرض سے شکار کرے تو محرم کو اس شکار کا گوشت کھانا ناجائز ہے نبی ﷺ نے صعب بن جثامہ کے شکار کے ہدیہ کو اسی وجہ سے واپس فرما دیا تھا کہ آپ محرم تھے۔ (بخاری)

۴۔ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے اس محرم کی بابت فرمایا تھا جو احرام کی حالت میں مر گیا تھا کہ اس کو خوشبو نہ لگانا قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا (مسلم)

۵۔ ورس اور زعفران اور خوشبو دار کپڑے کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (مغنی)

۶۔ بالوں کا کٹانا یا منڈانا اور ناخن کا کٹوانا ناجائز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ﴾ ''اپنے سر کے بالوں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی نہ کر لو مجبوری کی حالت میں اگر کوئی منڈوا لے تو جرمانہ دینا پڑے گا جیسا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے سر میں جوئیں بہت پڑ گئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بالوں کو منڈا ڈالو اور اس کے بدلے میں تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا ایک بکری ذبح کر ڈالو قرآن مجید میں یہی حکم فرمایا گیا ہے۔

جن کاموں کی محرم کو رخصت ہے

بوقت ضرورت محرم غسل کر سکتا ہے اور سر کو دھو سکتا ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ((یغسل راسہ و ھو محرم.)) (بخاری) احرام کی حالت میں سر کو دھو لیا کرتے تھے۔ لیکن سر دھونے میں احتیاط رکھے بال نہ ٹوٹنے پائیں اور نہ زیادہ میل کو دور کرے (۲) بوقت ضرورت سینگی لگوا سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی تھیں۔ (بخاری)

۳۔ موذی جانوروں کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسے چیل' کوا' سانپ' بچھو' شیر' چیتا' بھیڑیا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خمس لا جناح علی من قتلھن فی الحرم والاحرام الفار والغراب و الحدا والعقرب والکلب العقور)) (بخاری) ''حرم اور احرام کی حالت میں ان پانچ جانوروں کے مارنے والے پر کچھ حرج نہیں ہے چوہا کوا چیل بچھو درندے حملہ کرنے والے کتے شیر وغیرہ''

۴۔ خالی وقتوں میں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾ ''حج کے موسم میں اگر تم خدا کا فضل بذریعہ تجارت کے حاصل کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۔ غیر خوشبو دار تیل کا استعمال کرنا جائز ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں زیتون کا تیل غیر خوشبو دار سر میں لگایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۶۔ غیر خوشبو دار اور لیپ کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو جس کی آنکھیں دکھتی تھیں ایلوا کے لیپ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ (مسلم)

۷۔ احرام کے کپڑوں کا دھونا اور بدلنا اور سردی کے زمانے میں سر کے علاوہ بدن پر بے سلے کپڑوں کا اور گرمی کے موسم میں گرمی سے بچنے کے لیے چھتری وغیرہ کا سایہ کرنا جائز ہے۔ حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احرام کی حالت میں میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل تھام رکھی تھی اور دوسرا چادر سے آپ کے اوپر سایہ کئے ہوئے تھا۔ (منتقی، مسلم)

۸۔ بوقت ضرورت ہتھیار کا پاس رکھنا جائز ہے۔ (بخاری و منتقی)

۹۔ اگر محرم کے اشارے یا اعانت کے بغیر غیر محرم جنگل کا شکار اپنے لیے کرے اور اس میں سے ہدیہ اور تحفہ کے طور پر محرم کو دے تو محرم کو اس کا گوشت کھانا جائز ہے جیسا کہ ابوقتادہ نے شکار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا تو آپ نے قبول فرمالیا تھا۔ (بخاری)

۱۰۔ دریا اور ندی کا شکار کرنا جائز ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿احل لکم صید البحر﴾ دریا کا شکار تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔

نابالغ اور مجنون اور بے ہوش کا احرام

ان پر حج فرض نہیں ہے لیکن اگر کریں تو نفل حج ادا ہو جائے گا اگر نابالغ بچہ سمجھ دار ہے تو خود ہی احرام باندھے اور بالغ کی طرح افعال حج ادا کرے اور اگر ناسمجھ ہے تو اس کی طرف سے اس کا مربی و سرپرست احرام باندھے اور سب افعال حج اس کی طرف سے ادا کرے ایک صحابیہ عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ حضرت اس بچہ کا حج ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ولک اجر اور تجھے ثواب ملے گا (مسلم) یہی حکم مجنون کا بھی ہے اور اگر احرام کے وقت کوئی بے ہوش ہو جائے تو ساتھیوں کو چاہیے کہ اس کی طرف سے احرام کی نیت سے تلبیہ وغیرہ پڑھ دیں (مغنی) اور ہوش میں آنے کے بعد وہ خود ہی افعال حج ادا کرے مخنث اگر مردانہ صورت ہے تو مرد کی طرح، زنانہ شکل ہے تو عورت کی طرح اور مشکل ہے تو بھی عورت کی طرح احرام باندھے۔

حکمت احرام

حج اور عمرہ کا احرام نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح ہے جس طرح نماز اللہ اکبر کہہ کر نہایت خشوع وخضوع سے شروع کرتا ہے اور بہت سی چیزیں نمازی کے لیے حرام باندھنے سے افعال حج کے سوا سب افعال حرام ہو جاتے ہیں اور اس میں مساوات اور برابری بھی ہے کہ امیر وغریب شاہ وگدا اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک ہی لباس میں حاضر ہوتے ہیں کسی کو کسی پر فخر کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

لبیک

لبیک کے معنی تیری خدمت میں حاضر ہونے کے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندا واذن فی الناس الخ کے جواب میں ہے جو نصیب والا انسان دربار خداوندی میں حاضر ہونے کے لیے کہتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے تو اس کے ساتھ سب سننے والی چیزیں یہی کہتی ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ما من مسلم یلبی الا لبی من عن یمینه و شماله من حجر اوشجر او مدر حتی تنقطع الارض من ھھنا و ھھنا .)) (ترمذی) ''جب کوئی مسلمان لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ دائیں اور بائیں جو پتھر درخت ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک پکارنے لگتے ہیں اسی طرح زمین کے انتہا تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یہ حج کا شعار ہے اس سے حج کی شان دوبالا ہو جاتی ہے فرشتے بھی اس لبیک کا جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی چنانچہ کنز العمال میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب لبیک کہتے تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں لبیک فرماتا (کنز العمال) ایک حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لبیک کے بارے میں فرمایا: ((واضعا اصبعه فی اذنه له جوار الی الله بالتلبی مارا بھذا لوادی .)) (مسلم) حضرت

موسیٰ علیہ السلام اپنے کان میں انگلی ڈالے لبیک پکارتے ہوئے اس میدان سے گزر رہے ہیں اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا سرخ اونٹنی پر سوار ہو کر کمبل کا چوغہ پہنے ہوئے اس میدان سے لبیک پکارتے ہوئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ (ابن ماجہ، مسلم)

اس لبیک کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ما من محرم یضحی للّٰہ یومه یلبی حتی تغرب الشمس الا غابت ذنوبه فعاد کما ولدته امه .)) (احمد، ابن ماجه) جو حاجی دن بھر آفتاب غروب تک لبیک پکارتا ہے تو اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے جس دن جنا تھا۔

لبیک پکارنے کی حکمت

اسلامی فوج (حاجیوں) کا نعرہ لبیک ہے اور جو احرام باندھنے کے وقت سے احرام کھولنے تک ہر حاجی کو نہایت خشوع سے کہنا ضروری ہے جس کے الفاظ ماثورہ پہلے گزر چکے ہیں ان کے معانی پر غور کیا جائے تو بے شمار حکمتیں نظر آئیں گے۔

(۱) دربار خداوندی میں بار بار حاضر ہونے کا بار بار اقرار کرنا (۲) خدا کی توحید کا اعتراف (۳) سب نعمتوں کا اقرار کرو کہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں (۴) اللہ ہی کی بادشاہت کا اعتراف کرنا کہ سچا بادشاہ صرف اللہ ہی ہے حدیث میں فرمایا کہ اونچی آواز سے لبیک کہنا حج کا شعار ہے (ابن ماجہ) احرام میں شرط کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر احرام باندھتے وقت شرط کرے تو جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے ضباعہ بنت الزبیر سے فرمایا تھا: ((حجی واشترطی وقولی اللھم محلی حیث حبستنی .)) (بخاری، مسلم) ''تم حج کا احرام باندھ لو اور شرط کر لو اور یہ کہو خدایا جہاں تو مجھے روک لے گا اسی جگہ میں حلال ہو جاؤں گی۔''

جب کوئی حاجی احرام کے وقت یوں کہے کہ میں فلاں شخص کے احرام جیسا احرام باندھتا ہوں تو یہ جائز ہے حضرت علی نے احرام باندھتے وقت یوں فرمایا تھا: ((اللّٰھم انی اھل بما اھل به رسوله اللّٰه ﷺ .)) (نسائی، نیل) ''میں رسول اللہ ﷺ کی طرح احرام باندھتا ہوں۔'' آپؐ نے ان کے احرام کو صحیح رکھا۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی احرام باندھا۔ (نیل) آپ نے اس کو صحیح رکھا عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر کچھ دیر کے بعد اس کے ساتھ حج کا بھی باندھ لیا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر بیدا جگہ پر آ کر حج کا احرام باندھ لیا۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا

۲۵۴۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِاحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو احرام کے وقت یا احرام سے پہلے اور حلال ہونے کے وقت طواف سے پہلے میں خوشبو لگا دیتی تھی گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۴۰۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب الطیب عند الاحرام (۱۵۳۹)، مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم عند الاحرام (۱۱۸۹[۲۸۲۶])

❀❀ صحیح البخاری کتاب الحج باب الطیب عند الاحرام (۱۵۳۹) وکتاب اللباس باب ما یستحب من الطیب (۵۹۲۸) صحیح مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم عندالاحرام (۱۱۸۹) (مبشر احمد ربانی)

توضیح: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا تو اس کی اطلاع سب لوگوں کو ہوگئی شرف رفاقت کرنے کے لیے بہت سے لوگ مدینے میں آ گئے مدینے سے آپ ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے اور ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور انہیں احرام اور حج کے مسائل کی تعلیم دی پھر ظہر اور عصر کے درمیان چل پڑے مقام ذوالحلیفہ میں ٹھہر گئے اور یہاں عصر کی دو رکعت نماز پڑھیں یعنی قصر کیا اور رات کو یہیں ٹھہرے اور مغرب عشاء اور فجر اور ظہر غرض پانچ نمازیں یہاں ادا کیں اور رات کو آپ اپنی سب بیویوں سے ملے اور ہمبستر ہوئے آخر میں ایک غسل کیا اور جب احرام کا ارادہ کیا تو آپ نے دوسرا غسل کیا حضرت عائشہ نے آپ کے سر میں خوشبو لگائی پھر آپ نے ایک لنگی پہن لی اور ایک چادر اوڑھ لی اور ظہر کی دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنے مصلی ہی پر لبیک زور سے پکارا جو لوگ اس وقت آپ کے سامنے موجود تھے اور انہوں نے سنا تو یہ کہا کہ آپ نے مسجد ذوالحلیفہ سے ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا پھر آپ وہاں سے اٹھ کر اس جگہ تشریف لائے جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی ہوئی تھی اونٹنی پر سوار ہو کر لبیک لبیک پکارنی شروع کی تو جن لوگوں نے اس وقت آپ کو لبیک کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے یہ روایت کیا کہ اونٹنی پر سوار ہوتے وقت آپ نے احرام باندھا پھر وہاں سے آپ آگے تشریف لے گئے اور بیداء پہاڑی یا ٹیلے پر پہنچ کر زور زور سے لبیک پکارنا شروع کیا تو راستے میں جو لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے تھے انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ نے بیداء سے ہی احرام باندھا ہے تو جس طرح آپ کو کرتے ہوئے دیکھا اس نے اپنے علم کے مطابق آپ کے احرام کا بیان کیا تو ان روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے اس کی زیادہ تفصیل زاد المعاد اور فتح الباری میں ملاحظہ فرمائیے

تلبیہ کے الفاظ

٢٥٤١ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ عليه وسلم يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ)) لَايَزِيْدُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٥٤١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے اس لبیک کو پڑھتے ہوئے سنا جب کہ آپ تلبید کئے ہوئے تھے: ((لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعم لك والملك لا شريك لك.)) ان کلمات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

٢٥٤٢ـ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ

٢٥٤٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوتے وقت جب اپنے پاؤں کو رکاب میں رکھا اور آپ کی

٢٥٤١ـ صحيح بخاری كتاب اللباس باب التلبيد (٥٩١٥)، مسلم كتاب الحج باب التلبيه وصفتها ووقتها (١١٨٤[٢٨١٤])

❀❀ صحيح البخاری كتاب اللباس باب التلبيد (٥٩١٥) صحيح مسلم كتاب الحج باب التلبية وصفتها ووقتها (١١٨٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٤٢ـ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الركاب والغزر للدابة (٢٨٦٥)، مسلم كتاب الحج باب الاهلال من حيث تنعث الراحلة (١١٨٧ [٢٨٢٠])

❀❀ صحيح البخاری كتاب الجهاد باب الركاب والفزر للدابة (٢٨٦٥)، صحيح مسلم كتاب الحج باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (١١٨٧) (مبشر احمد ربانی)

قَائِمَةً، أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو ذوالحلیفہ مقام سے عمرہ کا احرام باندھا۔ (بخاری، مسلم)

زور سے تلبیہ پکارنا کیسا ہے

۲۵۴۳۔ وَعَنْ أَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَصْرَخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا۔ رَوَاهُ مُسْلِم

۲۵۴۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے چلے اور راستے میں لبیک کو زور زور سے پکارتے ہوئے چلتے۔ (مسلم)

۲۵۴۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِی طَلْحَةَ وَ إِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۵۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سواری پر ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج عمرہ کے لیے زور زور سے لبیک پکارتے تھے۔ (بخاری)

حج اور عمرہ کرنے والا احرام کب کھولے

۲۵۴۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَجِّ؛ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يُحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع یعنی آخری حج میں چلے تو ہم میں سے کسی نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور کسی نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور کسی نے صرف حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تو جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا وہ طواف اور سعی کے بعد حلال ہو گیا اور جس نے صرف حج یا حج عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا وہ حلال نہیں ہوا یہاں تک کہ دسویں تاریخ کو حلال ہوا یعنی قربانی کے دن حلال ہوا۔ (بخاری)

توضیح: حج کی تین قسمیں ہیں افراد تمتع اور قران یہ تینوں جائز ہیں افضلیت میں اختلاف ہے کسی نے افراد کو افضل بتایا کسی نے قران کو بہتر بتایا اور کسی نے تمتع کو سب سے اچھا بتایا اور ان سب اختلاف کا دار و مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج پر ہے کہ آپ نے کس حج کا احرام باندھا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یعنی آپ مفرد تھے اور بعض حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ قارن تھے اور بعض سے پتہ چلتا ہے کہ متمتع تھے تو ان میں محدثین کرام نے اس طرح سے تطبیق دی

۲۵۴۳۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب التقصیر فی العمرة (۱۲۴۷[۳۰۲۳])

❀❀ صحیح مسلم کتاب الحج باب التقصیر فی العمرة (۱۲۴۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۴۴۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الارتداف فی الغزو والحج (۲۹۸۶)

❀❀ صحیح البخاری کتاب الجهاد باب الارتداف فی الغزو الحج (۲۹۸۶) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۴۵۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والقران والافراد بالحج (۱۵۶۲) مسلم کتاب الحج باب بیان وجوه الاحرام (۱۳۱۱[۲۹۱۷])

❀❀ صحیح البخاری کتاب الحج باب التمتع والقران والافراد بالحج (۱۵۶۲)، صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوه الاحرام (۱۲۱۱) (مبشر احمد ربانی)

ہے کہ شروع احرام کے وقت آپ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور آگے چل کر آپ نے عمرے کا بھی احرام کے ساتھ ارادہ فرمالیا یعنی حج اور عمرہ دونوں کا احرام آپ نے باندھا تو آپ قارن ہو گئے تو شروع احرام کے وقت آپ مفرد تھے اور اثنائے حج میں آپ قارن ہو گئے اور ایک ہی سفر میں آپ نے حج عمرہ دونوں کر کے فائدہ اٹھایا اس لحاظ سے آپ متمتع بھی ہو گئے یا یہ کہ آپ نے بعض صحابہ کرام کو تمتع کرنے کا حکم دیا تھا اس حیثیت سے آپ متمتع ہوئے تو محدثین کرام نے یہ کہا ہے کہ اگر حاجی اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے تو اس کے لیے قران افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے اور قران کیا تھا اور اگر اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لے جائے تو تمتع افضل ہے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک افراد افضل ہے پھر تمتع پھر قران اور امام احمد کے نزدیک تمتع افضل ہے اور امام اعظم کے نزدیک قران افضل ہے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حج دراصل قران تھا اور تمتع سے مراد قران یعنی حج اور عمرہ کا ملانا ہے زیادہ تفصیل زاد المعاد میں ہے۔

حج اور عمرہ اکٹھا کرنے کا بیان

٢٥٤٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، بَدَأَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھایا یعنی پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا۔ لہٰذا آپ قارن ہو گئے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ...... دوسری فصل

احرام باندھتے وقت غسل کرنا

٢٥٤٧۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ

۲۵۴۷۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول

٢٥٤٦۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب من ساق البدن معه (١٩٦١)، مسلم كتاب الحج باب وجوب الام على التمتع (١٢٢٧[٢٩٨٢])

❀ صحيح البخاری كتاب الحج باب من ساق البدن معه (١٦٩١)، صحيح مسلم كتاب الحج باب وجوب الام على المتمتع (١٢٢٧)، یہ حدیث شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٥٤٧۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الحج باب الاغتسال عند الاحرام (٨٣٠)، الدارمی كتاب المناسك باب الاغتسال فی الحج (٢/ ٣١ ح ١٨٠١)

❀ جامع الترمذی كتاب الحج باب الاغتسال عند الاحرام (٨٣٠)، سنن الدارمی كتاب المناسك باب الاغتسال فی الحج (١٨٠١)، اسکی سند میں عبداللہ بن یعقوب المدنی مجہول الحال راوی ہے (لداعة المفاتيح (٨/ ٤٦٩)، تقريب ص:١٩٤، ميزان العتدال ٢/ ٥٢٧) اس حدیث کے کئی ایک شواہد ہیں۔ ❶ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث (دار قطنی (٦٤٠٨)، مستدرك حاكم، (١/ ٤٤٧)، بيهقی (٥/ ٣٣) اسکی سند کو اگرچہ امام حاکم نے صحیح کیا اور امام ذھبی نے انکی موافقت کی ہے لیکن اس میں یعقوب بن عطاء بن ابی رباح المکی کو امام احمد، امام ابو حاتم رحمہ اللہ، امام بن معین رحمہ اللہ، امام بیھقی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، وغیرھم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ميزان الاعتدال (٤/ ٤٥٣) تقريب ص:٣٨٧) بلکہ امام ذھبی نے بذات خود اسے ضعیف قرار دیا ہے، دیکھیں الكاشف (٢/ ٣٩٥) ديوان اضعفاء ص:٤٤٦) المغنی فی الضعفاء (٢/ ٥٥٢) ❷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث (مستدرك حاكم (١/ ٤٤٧) دارقطنی (٦٤٠٩) بيهقی (٥/ ٣٣) اسے امام حاکم وذھبی نے بخاری ومسلم کی شرط پر حج قرار دیا ہے۔ ❸ حدیث عائشہ (طبرانی اوسط (٤٨٨٦) (٥/ ٤٦٢)، مجمع البحرين (٢/ ١٢٢ (١٦٨٦) اسکی سند میں خالد بن الیاس متروک الحدیث ہے تقریب ص٨٧ ميزان العتدال (١/ ٦٢٧) یہ حدیث مسند بزار ٢/ ١١، میں بھی ہے اس کی سند میں ابن عقیل ضعیف راوی ہے۔ اسکی سند ضعیف ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ احرام کا غسل کرنے کے لیے آپ نے زائد کپڑے کو اتار دیا صرف لنگی باندھ کر آپ نے احرام کا غسل کیا۔ (ترمذی، دارمی)

۲۵۴۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّدَ رَأْسَهُ بِالْغِسْلِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۵۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کے بالوں کو ان چیزوں سے چپکا لیا جن سے سر دھویا جاتا ہے یعنی گوند خطمی سے سر کے بالوں کو جما لیا تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہے۔ (ابوداوٗد)

۲۵۴۹۔ وَعَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ أَوِ التَّلْبِيَةِ۔)) رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۵۴۹۔ خلاد بن سائب اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ وہ احرام باندھتے وقت زور زور سے لبیک کہیں۔ (مالك ترمذی، ابو دائود، نسائی، ابن ماجه، دارمی)

انسان کے علاوہ دوسری چیزیں بھی لبیک پکارتی ہیں

۲۵۵۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۲۵۵۰۔ سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب

۲۵۴۸۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب التلبيد (۱۷۴۸)، محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ ابوداؤد کتاب المناسك باب التلبيد (۱۷۴۸) بيهقی (۵/ ۳۶) مستدرك حاكم (۱/ ۴۵۰) بيهقی (۵/ ۳۶) اس کی سند میں محمد اسحاق مدلس ہیں اور یہ روایت معنعن ہے تصریح بالسماع نہیں ہے لیکن امام حاکم ذہبی نے مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث میں مذکورہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ محرم آدمی اپنے بالوں کو گوند وغیرہ چپکا سکتا ہے اسکی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث سے ہوتی ہے، جو کہ ابوداؤد کے مذکورہ باب میں ہی موجود ہے نیز دیکھیں مرعاة المفاتيح (۸/ ۴۷۰) صحیح حدیث ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۴۹۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب كيف التلبية (۱۸۱۴)، الترمذی کتاب الحج باب رفع الصوت بالتلبية (۸۲۹)، النسائی کتاب مناسك الحج باب رفع الصوت بالاهلال (۲۷۵۴)، ابن ماجه کتاب المناسك باب رفع الصوت بالتلبية (۲۹۲۲)، موطا الامام مالك کتاب الحج باب رفع الصوت بالاهلال (۱/ ۳۳۴ ح ۷۵۱) دارمی کتاب المناسك باب رفع الصوت بالتلبية (۲/ ۵۳ ح ۲۹۲۲)

❀❀ الموطا للمالك کتاب الحج باب رفع الصوت بالاهال (۳۴). ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی رفع الصوت بالتلبية (۸۲۹)، ابوداؤد کتاب المناسك باب كيف التلبية (۱۸۱۴) نسائی کتاب مناسك الحج باب رفع الصوت بالإهلال (۲۷۵۲) ابن ماجه کتاب المناسك باب رفع الصوت بالتلبيه (۲۹۲۲)۔ الدارمی کتاب المناسك الحج باب فی رفع الصوت بالتلبية (۱۸۱۶، ۱۸۱۷) اس حدیث کو، امام حاکم، امام ذھبی، امام ترمذی، علامہ البانی وغیرھم نے صحیح قرار دیا ہے۔ مستدرك (۱/ ۴۵۰) ابن خزيمة (۲۶۲۵، ۲۶۲۷) ابن حبان (۹۷۴)، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ قران کے علاوہ بھی وحی لے کر اترتے تھے پس حدیث رسول بھی وحی ہوئی۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۵۰۔ صحيح، سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی فضل التلبية والنحر (۸۲۸)، ابن ماجه کتاب المناسك باب التلبية (۲۹۲۱)

❀❀ صحيح، ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی فضل التلبية والنحر (۸۲۸)، ابن ماجه کتاب المناسك باب التلبية (۲۹۲۱) المستدرك (۱/ ۴۵۱) طبرانی (۶/ ۳۰) (۵۷۴۰)، امام حاکم امام ذہبی نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کیا۔ (مبشر احمد ربانی)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ: مِنْ حَجَرٍ، أَوْ شَجَرٍ، أَوْ مَدَرٍ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

مسلمان حج کے لیے لبیک پکار کر کہتا ہے تو اس کے داہنے اور بائیں جانب کے درخت پتھر اور مٹی کے ڈھیلے وغیرہ سب لبیک کہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے لبیک کی آواز ادھر ادھر ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے یعنی اس کے لبیک کی آواز کے ساتھ دنیا کی ساری چیزیں لبیک کہنے لگتی ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۵۵۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَ يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَ الْعَمَلُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِمُسْلِمٍ

۲۵۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ مقام میں دو رکعت نماز ادا کر کے اس جگہ تشریف لائے جہاں آپ کی سواری بیٹھی ہوئی تھی۔ مسجد ذوالحلیفہ کے قریب جو آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو ان کلمات کے ساتھ احرام باندھتے اور فرماتے: ((لبيك اللهم لبيك لبيك وسعديك والخير فى يديك لبيك والرغبا اليك والعمل .)) یعنی خدایا میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور نیک بختی حاصل کرنے کے لیے آیا ہوا ہوں سب بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور رغبت اور توجہ صرف تیرے طرف ہے اور سب کام تیرے لیے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۵۲۔ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللّٰهَ رِضْوَانَهُ وَالْجَنَّةَ، وَ اسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

۲۵۵۲۔ حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب لبیک کہنے سے فارغ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت مانگتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جہنم سے پناہ مانگتے یعنی یوں کہتے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ رِضْوَانَكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ .)) اس حدیث کو شافعی نے روایت کیا ہے۔

۲۵۵۱۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب الاهلال مستقبل القبلة (۱۵۵۳)، مسلم كتاب الحج باب التلبية وصفتها ووقتها (۱۱۸٤)، مسند احمد (۲/ ٤۳، ۱۲۰)

❀❀ بخارى كتاب الحج باب الاهلال مستقبل القبلة (۱۵۵۳، ۱۵۵٤) مسلم كتاب الحج باب التبية وصفتها ووقتها (۱۱۸٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۵۲۔ اسناده ضعيف، كتاب الام للشافعى (۲/ ۱۵۷)، السنن الكبرى للبيهقى (۵/ ٤٦) صالح بن محمد بن زائدہ ضعیف اور ابن ابی یحییٰ اسلمی (ابراہیم بن محمد) متہم ہے۔

❀❀ ضعيف، كتاب الحج باب مايستحب من القول اثر التلبية (۲/ ۵۷) (مسند شافعى ص:۳) البيهقى (۵/ ٤٦) دارقطنى كتاب الحج باب الواقيت (۲٤۸۵)، اسکی سند میں میں صالح بن محمد زائدہ جسے امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام دارقطنی، امام ابن عدی وغیرھم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ترمذى كتاب الحدود باب ماجاء فى القتال مايصنع به (۱٤٦۱) تاريخ (۲/ ۲٦۵) (۵/ ۸۰۵) ميزان الاعتدال (۲/ ۲۹۹) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

رسول اللہ کا بیداء کے مقام پر احرام باندھنا

٢٥٥٣۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا أَرَادَ الْحَجَّ، أَذَّنَ فِي النَّاسِ، فَاجْتَمَعُوا، فَلَمَّا أَتَى الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۵۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اعلان کرا دیا جب سب لوگ آ گئے تو آپ نے بیداء میں احرام باندھا۔ (بخاری)

مشرکین کا تلبیہ

٢٥٥٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ: لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَيْلَكُمْ قَدٍ قَدٍ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ شَرِيْكَ لَكَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَيْلَكُمْ قَدٍ قَدٍ)) إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین جب اپنے حج کا تلبیہ کہتے تو یوں کہتے لبیک لا شریک لک یعنی خدایا میں تیری خدمت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ افسوس ہے تم پر کہ بس تم اتنا ہی کہو یعنی لبیک لا شریک لک اور آگے اور کچھ مت کہو لیکن وہ مشرکین اس لبیک کے ساتھ اتنا لفظ اور زیادہ کرتے الا شریکا ھو لك تملکه وما ملك یعنی میں تیری خدمت کے لیے حاضر ہوا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے مگر وہ شریک جو تیری ملک ہے اور تو اس کا مالک ہے اور وہ شریک تیرا مالک نہیں ہے مشرکین ان کلمات کو بیت اللہ شریف میں طواف کرتے وقت کہتے۔ (مسلم)

٢٥٥٣۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب الحج باب٨ (٨١٧)، واصله فى صحيح مسلم كتاب الحج باب حجة النبى صلی اللہ علیہ وسلم (١٢١٨[])

❀❀ صحیح، جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں لفظی طور پر اور نہ ہی معنوی طور پر موجود ہے یہ صاحب کتاب کا وہم ہے اس روایت کو علامہ جزوری رحمہ اللہ نے جامع الاصول (٣/ ٤٣٦) میں اور علامہ محمد بن محمد بن سلیمان الفارسی نے جمع الفوائد (١/ ٢٩٩) میں بخاری وترمذی کی طرف منسوب کیا ہے، اور یوں لگتا ہے کہ صاحب کتاب نے اس انتساب میں امام جزوری کا اتباع کیا ہے۔ یہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ ترمذی کتاب الحج باب ماجاء من أى موضع احرم النبى صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے (٨١٧) اسے امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٥٥٤۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب التلبية (١١٨٥[٢٨٥])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب التلبية وصفتها ووقتها (١١٨٥) بيهقى (٥/ ٤٥) اسی طرح کی روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے بعد لوگ اسلام پر تھے، شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے باتیں بیان کرتا رہتا تاکہ وہ انہیں اسلام سے پھیر دے حتی کہ اس نے ان کے تلبیہ میں یہ الفاظ داخل کروا دیے۔

لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك الاشريكا هولك تملك وما ملك

انس بن مالک فرماتے ہیں شیطان ہمیشہ اسی طرح کرتا رہا حتی کہ اس نے ان کو اسلام سے نکال کر شرک میں مبتلا کر دیا مجمع الزوائد (٣/ ٢٢٦) علامہ ھیثمی فرماتے ہیں اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

حجۃ الوداع کا واقعہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٢٥٥٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: اغْتَسِلِيْ وَ اسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ، وَأَحْرِمِيْ))فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ، أَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ، لَا شَرِيْكَ لَكَ)) قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِيْ إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ، اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، فَطَافَ سَبْعًا، فَرَمَلَ ثَلَاثًا، وَ مَشٰى أَرْبَعًا، ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ

٢٥٥٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نو سال ٹھہرے رہے اور اس مدت میں آپ نے حج نہیں کیا پھر دسویں سال آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کرا دیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کیلیے تشریف لے جائیں گے اس خبر پر صحابہ کرام کی بڑی جماعت مدینہ منورہ میں آپکی رفاقت کی غرض سے جمع ہو گئی اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے جب ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنا یعنی اسماء بن عمیس حاملہ تھیں اور اسی حالت میں وہ حج کو نکلیں اور ذوالحلیفہ پہنچ کر ان کو بچہ پیدا ہو گیا جن کا نام محمد بن ابی بکر رکھا گیا یہ اسماء حضرت ابوبکر کی بیوی تھیں اور محمد ابوبکر کے بیٹے پیدا ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیج کر یہ مسئلہ دریافت کرایا کہ ایسی حالت میں میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم غسل کر ڈالو اور ایک کپڑے سے لنگوٹ کس لو اور احرام باندھ لو۔ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ مسجد میں نماز پڑھی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ جب وہ قصوا اونٹنی آپکو لے کر سیدھی بیداء پہاڑی پر پہنچی تو آپ نے بلند آواز سے اس تلبیہ کو پڑھنا شروع کیا۔ ((لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعم لك والملك .)) لاشریک لک۔ ''میں حاضر ہوں خدایا میں حاضر ہوں الٰہی میں تیری خدمت کے لیے حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں سب تعریف تیرے ہی لیے ہے اور انعام تیرا ہی ہے اور سارا ملک بلاشرکت غیرے تیرا ہی ہے۔'' جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے صرف حج کی نیت کی اور حج کے زمانے میں عمرے کو جانتے بھی نہیں تھے ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف میں پہنچ گئے آپ نے حجر اسود

٢٥٥٥۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب حجة النبى ﷺ (١٢١٨[١٩٥٠])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب حجة النبى ﷺ (١٢١٨)، یہ حديث ابوداؤد، نسائى، ابن ماجه، مسند احمد، ابن خزيمه، طحاوى، بيهقى اور شرح السنة وغیرہ میں بھی موجود ہے تفصیل کے لیے علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب "حجة النبى ﷺ" ملاحظہ ہو۔

خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَوَحَّدَ اللهَ وَ كَبَّرَهُ، وَ قَالَ:((لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ، قَالَ مِثْلَ هَذَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ وَمَشَى إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ، ثُمَّ سَعَى ، حَتَّى إِذَا صَعَدْنَا مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ، نَادَى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَ النَّاسُ تَحْتَهُ فَقَالَ: ((لَوْ أَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)) فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُشْعُمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ! أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لأَبَدٍ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصَابِعَهُ ، وَاحِدَةً فِي الأُخْرَى، وَقَالَ: ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ، لاَ بَلْ لأَبَدٍ أَبَدٍ)) وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ:((فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ، فَلاَ تَحِلَّ)) قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ

کو بوسہ دیا اور بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا اور اس طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا یعنی دلکی چال چلے یعنی تیز رفتاری سے چلے اور باقی چار چار پھیروں میں اپنے مناسب رفتار پر چلے پھر آپ مقام ابراہیم پر آئے اور آیت ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ تلاوت فرمائی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان میں کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز ادا فرمائی جن میں ﴿قل هو الله احد﴾ اور ﴿قل يايها الكفرون﴾ پڑھی پھر مقام ابراہیم سے لوٹ کر حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر مسجد کے دروازہ باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی پر آئے جب صفا پہاڑی کے قریب پہنچ گئے تو آیت ﴿ان الصفا والمروة من الشعائر الله﴾ پڑھ کر فرمایا کہ میں اس سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے تو آپ نے صفا سے سعی شروع کی صفا پہاڑی پر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کو آپ نے دیکھا اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان فرمائی اور اس کی بڑائی کی اور یہ فرمایا: ((لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير لا اله الا الله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده .)) ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کیلیے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا کافروں کے لشکر کو شکست دی۔'' اسکے درمیان میں اور بھی دعائیں پڑھیں۔ تین دفعہ ایسے ہی کیا پھر صفا سے نیچے اترے اور مروہ کے طرف چلے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم وادی کے نشیب یعنی میدان کی بلندی سے پستی میں آئے تو دوڑنے لگے جب مروہ پہاڑی پر جانے لگے تو آہستہ آہستہ چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گئے تو آپ نے مروہ پر اسی طرح سے کیا جس طرح سے صفا پر کیا تھا جب آپ مروہ پہاڑی پر آخری پھیرے میں پہنچے کہ آپ مروہ پہاڑی کے اوپر چڑھ گئے اور لوگ آپ کے نیچے کھڑے تھے تو آپ نے ان لوگوں سے یہ فرمایا کہ اگر مجھے پہلے ہی سے وہ بات معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں قربانی کے جانور اپنے

بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، وَالَّذِيْ أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ: فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ، وَقَصَّرُوْا، إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى، فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ، وَ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ، فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، وَالْفَجْرَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلاً حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَ لَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ، فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَنَزَلَ بِهَا، حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ، فَرُحِلَتْ لَهُ، فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِيْ، فَخَطَبَ النَّاسَ، وَقَالَ: ((إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوعٌ، وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ۔ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا، رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ

ساتھ نہ لاتا اور اس حج کو عمرہ کر ڈالتا یعنی تمتع کر لیتا پس تم میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ حلال ہو جائے اور عمرہ کر ڈالے یہ سن کر سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ہمارے اسی سال کیلیے ہے یا ہمیشہ کیلیے ہے یعنی حج کے زمانے میں عمرہ کرنا اس سال کیلیے مخصوص ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کیلیے ہے تو آپ نے اپنے ایک ہاتھ کے انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر یہ فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے اور اس لفظ کو دو مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ حکم صرف اسی سال کے لیے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ ملک یمن سے رسول اللہ ﷺ کیلیے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے (اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر تھے اور یمن سے حج کرنے کے لیے آئے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ جب تم نے احرام باندھا تھا تو کیا کہا تھا اور کس چیز کی نیت کی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے وقت میں نے یہ کہا تھا۔ اللّٰھم انی اھل بما اھل بہ رسولك یعنی اے اللہ میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں جس چیز کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اور میں نے حج قران کا احرام باندھا ہے تو تم بھی قارن رہو اور جب تک حج سے فارغ نہ ہو جاؤ تب تک حلال نہ ہو بلکہ احرام باندھے رکھو۔ راوی نے بیان کیا کہ جو قربانی کے لیے رسول اللہ ﷺ جانور لائے تھے اور جو حضرت علی یمن سے لائے تھے ان سب کی مجموعی تعداد سو تک تھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت سے لوگ عمرہ کر کے حلال ہو گئے اور اپنے بالوں کو ترشوا لیا یعنی عمرے کے افعال سے فارغ ہو گئے مگر رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے حلال نہیں ہوئے بلکہ وہ اپنے احرام پر باقی رہے جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی اور منیٰ کی طرف چلنے کا وقت آ گیا تو جن لوگوں نے عمرہ کیا تھا انہوں نے حج کا احرام باندھا اور منیٰ کے طرف روانہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر منیٰ پہنچ گئے تو آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز یعنی پانچوں نمازیں منیٰ میں پڑھائی نویں تاریخ کو منیٰ میں فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آفتاب

بِالْمَعْرُوْفِ، وَ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَسْأَلُوْنَ عَنِّيْ، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟)) قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِأُصْبُعِهِ السُّبَابَةُ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ، فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلاً، حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ، وَ أَرْدَفَ أُسَامَةَ، وَدَفَعَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ، فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَ إِقَامَةٍ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَدَعَاهُ، وَكَبَّرَهُ، وَ هَلَّلَهُ، وَ وَحَّدَهُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا، فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما حَتّٰى أَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ، فَحَرَّكَ قَلِيْلاً، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطَى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى، حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ، فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَ سِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهِ، ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا، فَنَحَرَ مَا

اچھی طرح نکل آیا آپ نے وادی نمرہ میں جو عرفات کے متصل ہے خیمہ نصب کرنیکا حکم دیا اور یہ خیمہ بالدار چمڑے کا تھا تو رسول اللہ ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے۔قریش کا یہ خیال تھا کہ مشعر حرام مزدلفہ میں آپؐ قیام فرمائیں گے جیسا کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتے تھے کہ منی سے روانہ ہونے کے بعد مزدلفہ میں قیام نہیں فرمایا بلکہ مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے اور میدان عرفات میں پہنچ گئے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے لیے وادی نمرہ میں خیمہ نصب کیا ہوا ہے آپ خیمے میں اتر پڑے جب آفتاب ڈھل گیا تو قصوا اونٹنی کے کسنے کا حکم دیا گیا وہ قصوا اونٹنی آپ کے پاس لائی گئی آپ سوار ہو گئے اور وادی نمرہ میں تشریف لائے اور سب لوگوں کے سامنے خطبہ دیا جس کے الفاظ یہ ہیں۔”تمہاری جانیں اور تمہارا مال تم پر اسطرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینے میں اور اس شہر میں یعنی اس مہینے میں اور اس شہر مکہ مکرمہ اور حرم میں قتل غارت گری وغیرہ حرام ہے اسی طرح سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور ہر جگہ بلاوجہ خون کرنا اور دوسرے کا مال لوٹ لینا حرام ہے خبردار ہو جاؤ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدم کے نیچے مسل دی گئی ہے یعنی جاہلیت کا ہر رسم و رواج اور ہر دستور طریقہ اب اسلام میں جائز نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی قدر و قیمت ہے بلکہ وہ پست و پامال ہے اور جاہلیت کا خون معاف کر دیا گیا ہے یعنی جاہلیت کے زمانے میں کسی نے کسی کا خون کیا ہے تو اب اس کا اسلام میں نہ انتقام ہے نہ بدلہ اور نہ قصاص ہے اور سب سے پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے یہ دودھ پیتا بچہ تھا اور قبیلہ بنی سعد میں دودھ پیتا رہا اور اس کو ہذیل قبیلے نے مار ڈالا تھا تو اب میں اس کا خون معاف کرتا ہوں اور اس کے قاتل سے نہ قصاص لوں گا اور نہ خون بہاؤں گا اور جاہلیت کے زمانے کا سود بیکار کر دیا گیا ہے۔یعنی وہ سود کی رقم اب نہیں وصول کی جائے گی اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود اپنے چچا عباس کے سود کو بیکار کرتا ہوں اور میں چھوڑتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اپنی بیویوں کے بارے میں ڈرتے رہو کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے امن عہد و پیمان کے بموجب ان کو لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کے ذریعہ یعنی ایجاب و قبول سے تم نے ان کو حلال کیا ہے تمہارا حق ان عورتوں پر یہ ہے کہ

غَبَرَ، وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ، ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ، فَطُبِخَتْ، فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا، وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا، ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ، فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ، فَأَتَى عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ، فَقَالَ: ((انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَلَوْ لَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ)) فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تمہارے گھر میں وہ کسی غیر کو جس کا آنا تم کو ناگوار ہو نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو ان عورتوں کا حق تم پر یہی ہے کہ ان کو اچھی طرح رکھو اور اچھی طرح کھلاؤ اور پہناؤ لوگو میں تمہیں وہ چیزیں دے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے تو اس کے بعد کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکتے اور وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور قیامت کے دن میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ نے سب خدائی حکموں کو پہنچا دیا اور اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اور سب کو خیر خواہی کی باتیں بتا دیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ خدایا تو گواہ رہ پھر اس کے بعد بلال نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر دوبارہ اقامت کہی اور نماز عصر پڑھائی ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نفل اور سنت نہیں پڑھی پھر آپ سوار ہو گئے اور میدان عرفات میں تشریف لائے آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کے طرف کیا اور جبل مشاط کو جو ایک مقام کا نام ہی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس کی کچھ زردی بھی جاتی رہی اور آفتاب کی ٹکیہ بالکل غائب ہو گئی اور اسامہ بن زید کو اپنی سواری کے پیچھے بیٹھا لیا اور چل پڑے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں پر آپ نے مغرب عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا فرمائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نفل و سنت نہیں پڑھی۔ پھر آرام کرنے کیلیے لیٹ گئے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی صبح صادق کے بعد آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر حرام میں تشریف لائے (جو مزدلفہ میں خاص مقام کا نام ہے) پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کی۔ اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ کہا اور خدا کی وحدانیت بیان کی۔ آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح خوب صاف اور روشن ہو گئی پھر آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنی سواری کے پیچھے بیٹھا لیا اور وادی محسر میں پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے اپنی سواری ذرا تیز کر دی اور درمیانی راستہ کو چلے جو جمرالکبریٰ کو جاتا ہے اور اس جمرہ کے پاس پہنچ کر جس کے پاس ایک درخت ہے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے اور اس کنکری کی مقدار باقلہ کے دانے کے برابر تھی۔ پھر کنکری سے فارغ ہو کر قربان گاہ میں تشریف لائے اور یہاں پر اپنے دست مبارک سے تیریسٹھ اونٹوں کی قربانی کی اور سو میں سے باقی اونٹوں کو حضرت علی کے حوالہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی سینتیس اونٹوں کی قربانی کی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانوروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی شریک کر لیا (سو اونٹوں کی قربانی کے بعد) آپ نے حکم دیا کہ جانوروں میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹ لیا جائے چنانچہ ایک ایک بوٹی کاٹی گئی اور ہانڈی میں رکھ کر اس قربانی کے گوشت کو پکایا گیا آپ نے اور حضرت علی نے اس کا گوشت کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ شریف کا طواف افاضہ کیا۔ ظہر کی نماز آپ نے مکہ میں ادا فرمائی پھر عبدالمطلب کی اولاد یعنی اپنے چچا عباس اور ان کی اولاد کے پاس تشریف لائے جو آب زمزم کو کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے آپ نے یہ دیکھ کر ان سے فرمایا کہ اے عبدالمطلب کے خاندان والو تم زمزم کو اس طرح کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلاؤ اگر مجھ کو اس کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ تم پر اس پانی پلانے پر غالب آ جائیں گے اور تم مغلوب ہو جاؤ گے تو میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو کر پانی کھینچتا ہوں۔ پھر بنی مطلب نے آپ کو زمزم کا ایک ڈول دیا آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

۲۵۵۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ، وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لاَ يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((فَلاَ يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ، وَ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمْ حَجَّهُ)) قَالَتْ: فَحِضْتُ، وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ، وَ لاَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ، فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِيْ وَ أَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِالْحَجِّ، وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ، فَفَعَلْتُ، حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ ﷛ وَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوا، ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَ أَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۵۶۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تو ہم میں سے کسی نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا جب ہم مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا ہے تو وہ حلال ہو جائے اور جس نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لایا ہے تو وہ عمرے کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور حلال نہ ہو یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہو جائے اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ وہ حلال نہ ہو یہاں تک کہ اپنے جانور کی قربانی کر ڈالے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہے وہ اپنے حج کو پورا کرے عائشہ نے کہا کہ مجھے حیض آ گیا اور بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نویں تاریخ تک حائضہ رہی اور عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سر کو کھول ڈالوں اور سر میں کنگھی کر لوں۔ یعنی عمرے کے احرام کو توڑ دوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرے کو چھوڑ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میں نے اپنا حج پورا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرے کے بدلے میں مقام تنعیم سے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لوں (چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا) حضرت عائشہ ﷞ نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر وہ حلال ہو گئے پھر انہوں نے منیٰ واپسی کے بعد دوسرا طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا تو انہوں نے صرف ایک طواف کیا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: حضرت عائشہ ﷞ کے احرام باندھنے کے سلسلے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج افراد کا احرام باندھا تھا اس کے بعد نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ حج کو توڑ کر عمرہ کر ڈالیں جب حضرت عائشہ ﷞ حائضہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنا عمرہ چھوڑ دیں یعنی عمرے کے افعال سے ٹھہر جائیں اور حج کا احرام باندھ لیں چنانچہ عمرے پر حج کا

۲۵۵۶۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب کیف تھل الحائض والنفساء (۱۵۵۶)، مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۲۱۱[۲۹۱۱])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب کیف تھل الحائض والنفساء (۱۵۵۶)، مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۱۲۔۱۲۱۱) (مبشر احمد ربانی)

احرام باندھا تو وہ قارنہ ہوگئیں تو جس نے یہ کہا کہ حج افراد کا احرام باندھا تھا اس نے اول احرام کے اعتبار سے کہا اور جس نے یہ کہا کہ عمرے کا احرام باندھا اس نے آخر کا اعتبار کیا یعنی حج توڑ کر عمرہ کرنا اور جس نے یہ کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قران تھا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ عمرے پر حج کا بھی احرام باندھ لیا اس اعتبار سے سب روایتیں آپس میں منطبق ہو جاتی ہیں اور جو یہ فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسے باطل کر دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے افعال میں دیر کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ اور افعال حج کا بجالانا شروع کر دو اس لیے کہ افعال حج جیسے وقوف عرفات ہے یا رمی جمار ہے یہ حیض کی حالت میں بھی ہو سکتی ہے بخلاف طواف کے جو عمرہ کا بڑا فعل ہے اور وہ مسجد کے اندر ہی ہو سکتا ہے پھر وہ حائضہ سے کیونکر ہو سکتا ہے چنانچہ موید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو مروی ہے ابن طاؤس سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور جب آئیں مکہ میں تو قبل طواف کے حائضہ ہوگئیں اور حج کا احرام باندھ لیا اور مناسک حج ادا کئے اور آپ نے منی سے لوٹنے کے دن ان سے فرما دیا کہ جو تم اب طواف وسعی کروگی اس میں حج اور عمرہ دونوں کے طواف وسعی ادا ہو جائیں گے غرض اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عمرہ باقی ہے اور وہ باطل ولغو نہیں ہوا' اور دوسری روایت میں یہ جو آیا ہے کہ آپ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ جب ان کو بھیجا تنعیم کو تو فرمایا یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے ارادہ کیا کہ عمرہ ان کا حج سے جدا ہو جائے جیسے اور امہات المومنین وغیرہ کا ہوا یا جیسے ان اصحاب کا ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لائے تھے اور انہوں نے حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیا تھا اور پھر احرام کو کھول ڈالا اور حج کا احرام دوبارہ یوم الترویہ میں باندھا غرض ان کا عمرہ الگ ہوا اور حج الگ ہوا تو انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ میرا عمرہ بھی الگ ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنعیم سے ایک عمرہ لے لو اور یہ اسی عمرہ کی جگہ ہے جو تم نے کیا تھا اور یہ جو کہا کہ جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو ایک ساتھ جمع کیا اس سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک طواف کافی ہے حج وعمرہ دونوں کی طرف سے اور عمرہ اس کا حج میں مندرج ہو جاتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں اور یہی منقول ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور مالک اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ سے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو دو طواف اور دو سعی اور وہ منقول ہے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور شعبی سے اور نخعی سے۔ کلہ من النووی بالاختصار۔

٢٥٥٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ، قَالَ لِلنَّاسِ:

٢٥٥٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرے سے حج کی طرف فائدہ اٹھایا یعنی پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر چلے۔ اسطرح سے شروع کیا کہ پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج اور عمرے کو ملا کر فائدہ اٹھایا کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ نہیں لے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢٥٥٧۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب من ساق البدن معه (١٦٩١)، مسلم كتاب الحب باب وجوب الدم على المتمتع (١٢٢٧[٢٩٨٢])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب من ساق البدن معه (١٦٩١)، مسلم كتاب الحج باب وجوب الدم على المتمتع (١٧٤-١٢٢٧) (مبشر احمد ربانی)

((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلْيُقَصِّرْ وَلْيُحَلِّلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ)) فَطَافَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلاَثَةَ أَطْوَافٍ، وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ، فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَ نَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَ أَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مکہ مکرمہ میں پہنچے تو لوگوں سے آپ نے فرمایا کہ جو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو وہ حلال نہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنا حج پورا کر لے اور جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا ہے وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور سر کے بال ترشوا لے اور حلال ہو جائے۔ پھر دوبارہ حج کے احرام باندھے اور قربانی کی جانور لے چلے اور دسویں تاریخ کو ذبح کرے اور جس کو قربانی کا جانور نہ ملے وہ حج کے زمانے میں تین دن کا روزہ رکھے اور سات دن کا روزہ گھر پہنچ کر یعنی دس روزے رکھے۔ رسول اللہؐ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے طواف کیا یعنی سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کے پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے اور چار پھیروں میں معمولی رفتار سے چلے پھر طواف ختم کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس آ کر دو رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیر کر صفا پہاڑی کے طرف چلے اور صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے کئے پھر کسی چیز سے حلال نہ ہوئے جو چیز آپ پر احرام کی وجہ سے حرام ہو گئی تھی یہاں تک کہ آپ نے پورا حج کیا اور قربانی کے دن قربانی کی پھر دسویں تاریخ کو طواف افاضہ کیا اس کے بعد ہر چیز سے حلال ہو گئے جو احرام باندھنے کی وجہ سے حرام ہو گئی تھی اور جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے تھے انہوں نے بھی وہی کام کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: اس حدیث میں تمتع آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حج اور عمرہ کر کے آپ نے فائدہ اٹھایا یعنی تمتع لغوی مراد ہے تمتع اصطلاحی نہیں مراد ہے چونکہ آپ قارن تھے اور قارن عمرے کے ساتھ حج کر کے فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

۲۵۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: یہ عمرہ ہے ہم نے اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا ہے جس کے پاس قربانی کے جانور نہ ہوں وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے کیونکہ حج کے زمانے میں عمرہ کرنا قیامت تک کے لیے داخل ہو گیا ہے۔ (مسلم)

توضیح: اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے تو اس رسم و رواج کو توڑنے کیلیے آپ نے حج کے زمانے میں عمرہ کیا اور ساتھ ساتھ فرما دیا کہ قیامت تک کے لیے حج کے زمانے میں عمرہ کرنا حج میں داخل ہو گیا ہے۔

۲۵۵۸۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز العمرة فی اشهرا الحج (۱۲۴۱[۳۰۱۴])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب جواز العمرة فی اشهر الحج (۲۰۳۔۱۲۴۱)، مسند احمد (۱/ ۲۳۶، ۲۳۷) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۲۵۵۹۔ عَنْ عَطَاءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما فِیْ نَاسٍ مَعِیَ قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ: ((حِلُّوا وَ أَصِیْبُوا النِّسَاءَ)) قَالَ عَطَاءٌ: وَ لَمْ یَعْزِمْ عَلَیْهِمْ، وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ، فَقُلْنَا: لَمَّا لَمْ یَكُنْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِیْ إِلَى نِسَائِنَا، فَنَأْتِیْ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِیْرُنَا الْمَنِیَّ قَالَ: یَقُوْلُ جَابِرٌ بِیَدِهٖ كَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهٖ بِیَدِهٖ یُحَرِّكُهَا قَالَ: فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْنَا فَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّیْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَ أَصْدَقُكُمْ وَ أَبَرُّكُمْ، وَ لَوْ لَا هَدْیِیْ لَحَلَلْتُ كَمَا تُحِلُّوْنَ، وَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْیَ فَحِلُّوا)) فَحَلَلْنَا، وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ عَلِیٌّ مِنْ سِعَایَتِهٖ فَقَالَ: بِمَ أَهْلَلْتَ؟ قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا)) قَالَ: وَأَهْدَى لَهُ عَلِیٌّ هَدْیًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ؟ قَالَ: ((لِأَبَدٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۵۹۔ عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چند لوگ میرے ساتھ تھے تو جابر بن عبداللہ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ ہم نے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جابر نے بیان کیا کہ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو رسول اللہ مکہ میں تشریف لائے اور ہم کو حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں۔ عطاء نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ سب حلال ہو جاؤ اور عورتوں کے پاس بھی جاؤ اور ان سے وطی جماع بھی کر لو عطاء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو عورتوں کے پاس جانے کا حکم دیا وہ وجوب کے طور پر نہیں تھا بلکہ اباحت کے طور پر تھا یعنی حلال ہونے کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں کہ ان سے ہم بستری کر سکتے ہو ہم نے یہ حکم تعجب کے طور پر سنا اور ہم نے آپس میں کہا کہ ہمارے اور عرفات کے درمیان میں صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں کہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم عورتوں سے جماع کر کے اس طرح چلیں کہ ہمارے ذکر منی ٹپکا رہے ہوں یعنی جماع سے فارغ ہونے کے بعد ہی عرفات کو جائیں جاہلیت کے زمانے میں اس کو برا سمجھتے تھے۔ جب عطاء نے بیان کیا کہ جابر نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر عضو مخصوص سے منی ٹپکنے کے طرف اشارہ کیا گویا کہ میں اس وقت ان کے ہاتھ کے اشارے کو دیکھ رہا ہوں۔ جابر نے کہا کہ جب ہمارے اظہار تعجب کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں تم سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ سچا ہوں اور تم سب سے زیادہ نیک ہوں اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے اور قران نہ کیے ہوتا تو تمہاری طرح میں بھی حلال ہو جاتا اگر مجھ کو اس بات کا علم پہلے ہو جاتا جو بعد میں ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا خیر تم لوگ حلال ہو جاؤ ہم لوگ حلال ہو گئے اور آپ کے حکم کو سنا اور آپ کی اطاعت کی عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت جابر نے بیان کیا کہ حضرت علی اپنے مفوضہ کام سے واپس آئے یعنی حضرت علی یمن کے گورنر

۲۵۵۹۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۲۱۶[۲۹۴۳])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۴۱۔۱۲۱۶)، یہ حدیث مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم و بیہقی وغیرہم میں مختصر و مطول مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ (مرعاۃ (۹/ ۸۰) (مبشر احمد ربانی)

ہو کر گئے تھے تو وہاں سے حج کرنے کے لیے مکے آئے تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے تو انہوں نے کہا کہ جس چیز کے احرام اللہ کے نبی نے باندھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم قربانی کے جانور اپنے ساتھ رکھو اور احرام کی حالت میں ٹھہرے رہو کیونکہ میں قارن ہوں اور تم قارن رہو۔ جابر نے بیان کیا کہ حضرت علی آپ کے لیے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے۔ سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا یا رسول اللہ یہ حکم صرف ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ (مسلم)

توضیح: اور آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے یعنی عمرہ بجا لانا حج کے ایام میں جائز ہے قیامت تک کیونکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں عمرہ کرنے کو بہت برا جانتے تھے غرض جاہلیت کی عادت کو باطل، مٹانا اور ختم کرنا منظور تھا۔

حاجی کا عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم

٢٥٦٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ: مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ: ((أَوْ مَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ، وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى اشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلَّ كَمَا حَلُّوا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٥٦٠۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ذی الحجہ کی چوتھی یا پانچویں تاریخ کو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت آپ غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس نے غصہ میں ڈالا خدا اس کو دوزخ میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا کہ عائشہ ؓ کیا یہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کرنے کا حکم دیا اور وہ اس میں تردد میں پڑ گئے یعنی عمرہ کرنے کے بعد حلال ہونے کا حکم دیا اگر مجھے اس کا انجام پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور لاتا بلکہ یہیں سے خرید لیتا اور حلال ہو جاتا جیسے دوسرے لوگ حلال ہو گئے۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے غصہ ہو گئے تھے کہ بعض لوگوں نے آپ ﷺ کے حکم میں شک و تردد کیا اور شرعی کاموں میں تردد کرنا درست نہیں بلکہ اس کام کو خوشی خوشی کر لینا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فلا و ربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما﴾

"قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام اپنے آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے تو ان میں کر دے ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔"

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت کے خلاف کام کرنے والوں پر بدعا کرنا درست ہے اور افسوس کرنا بھی جائز ہے۔

❀❀❀❀

٢٥٦٠۔ صحيح مسلم كتاب الحب باب بيان وجوه الاحرام (١٢١١[٢٩٣١])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب بيان وجوه الاحرام (١٣٠۔١٢١١) (مبشر احمد ربانی)

(۳) بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور طواف کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۵۶۱۔ عَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ لاَ يُقْدِمُ مَكَّةَ إِلاَّ بَاتَ بِذِى طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَ يَغْتَسِلَ وَ يُصَلِّيْ، فَيَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا، وَإِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِى طُوًى وَ بَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ، وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۶۱۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکے میں آتے تو رات کو ذی طوی مقام میں تھہرتے جب صبح ہو جاتی تو وہیں غسل کرتے اور صبح کی نماز پڑھتے اور دن میں شہر مکہ مکرمہ میں آتے اور جب حج کر کے واپس جاتے اور ذی طوی مقام سے گزرتے تو اسی جگہ رات گزارتے اور صبح ہونے کے بعد وہاں سے چلتے اور وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۶۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلاَهَا، وَ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب مکہ مکرمہ میں آئے تو بلندی کے جانب سے یعنی مقام ذی طوی کی طرف سے داخل ہوئے اور جب واپس جانے لگے تو مکے کی نشیبی جانب سے نکلے۔ (بخاری، مسلم)

طواف کرنے سے پہلے وضو کا بیان

۲۵۶۳۔ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَدْ حَجَّ

۲۵۶۳۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۵۶۱۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب الاغتسال عند دخول مكة (۱۵۷۳)، مسلم كتاب الحج باب استحباب الميت ندى طوى عند ارادة دخول مكة (۱۲۵۹)[۳۰۴۵]

❀❀ بخارى كتاب الحج باب الاغتسال عند دخول مكة (۱۵۷۳) وباب الاهلال مستقبل القبلة (۱۵۵۳) مسلم كتاب الحج باب استحباب (الميت بذى طوى عند ارادة دخول مكة (۱۲۵۹) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۶۲۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب من اين يخرج من مكه (۱۵۷۷)، مسلم كتاب الحج باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا (۱۲۵۸)[۳۰۴۲]

❀❀ بخارى كتاب الحج باب من اين يخرج من مكة (۱۵۷۷)، مسلم كتاب الحج باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا (۲۲٤۔ ۱۲۵۸) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۶۳۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب الطواف على وضوء (۱٦٤۱)، مسلم كتاب الحج باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى (۱۲۳۵)[۳۰۰۱]

❀❀ بخارى كتاب الحج باب الطواف على وضوء (۱٦٤۱)، مسلم كتاب الحج باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى (۱۹۰۔ ۱۲۳۵) (مبشر احمد ربانی)

النَّبِیُّ ﷺ فَأَخْبَرَتْنِی عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَیْءٍ بَدَأَ بِهِ حِیْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ، ثُمَّ لَمْتَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَانَ أَوَّلُ شَیْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَانَ أَوَّلُ شَیْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

نے حجۃ الوداع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ مکہ مکرمہ میں آنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے وضو کیا پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر عمرہ نہیں ہوا۔ یعنی آپ نے اپنی حج کو توڑ کر عمرہ نہیں کیا بلکہ حج کو بھی باقی رکھا اور عمرے کو یعنی حج اور عمرہ دونوں ساتھ ساتھ کیا پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو مکے میں آنے کے بعد سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور پھر عمرہ نہیں ہوا یعنی حج کو موقوف کر کے عمرہ نہیں کیا بلکہ حج اور عمرہ دونوں ساتھ ساتھ کیا پھر حضرت عمر نے بھی اور حضرت عثمان نے بھی اسی طرح سے کیا۔ (بخاری، مسلم)

مقام ابراہیم اور صفا و مروہ کا بیان

٢٥٦٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَافَ فِی الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ سَعٰى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشٰى أَرْبَعَةً، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرے کا طواف کرتے تو طواف سے پہلے تین پھیروں میں تیز چلتے اور باقی چار پھیروں میں معمولی رفتار سے چلتے پھر طواف ختم کر کے مقام ابراہیمی پر آ کر دو رکعت سنتیں ادا کرتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے۔ (بخاری ومسلم)

٢٥٦٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا، وَ مَشٰى أَرْبَعًا، وَ كَانَ يَسْعٰى بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجر اسود سے حجر اسود تک یعنی پہلے تین پھیروں میں دوڑتے اور تیز چلتے اور باقی چار پھیروں میں آہستہ آہستہ اور معمولی چلتے اور صفا و مروہ کے درمیان میں سعی کرتے وقت نشیب مقام میں یعنی میلین اخضرین کے درمیان تیز چلتے۔ (مسلم)

٢٥٦٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ

۲۵۶۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کا بوسہ دیا

٢٥٦٤۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب من طاف بالبيت اذا قدم مكة (١٦١٦)، مسلم كتاب الحج باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (١٢٦١[٣٠٤٩])

❀ بخاری كتاب الحج باب من طاف بالبيت اذا قدم مكة (١٦١٦)، مسلم كتاب الحج باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (٢٣١۔١٢٦١) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٦٥۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (١٢٦٢[٣٠٥١])

❀ مسلم كتاب الحج باب استحباب رمل فی اطواف والقمرة (٢٣٣۔١٢٦٢)، بخاری كتاب الحج باب من طاف بالبيت اذا قدم مكة (١٦١٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب ماجاء ان عرفة كلها موقف (١٢١٨[٢٩٥٣])

❀ مسلم كتاب الحج باب ماجاء ان عرفة كلها موقف (١٥٠۔١٢١٨)، نسائی كتاب الحج باب كيف يطوف اول مايقدم (٢٩٣٩)، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی كيف الطواف (٨٥٦) (مبشر احمد ربانی)

مَشَى عَلَى يَمِينِهِ ، فَرَمَلَ ثَلاثًا ، وَمَشَى أَرْبَعًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور اپنے داہنے جانب سے طواف شروع کیا طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز چلے اور باقی چار میں آہستہ آہستہ۔(مسلم)

حجر اسود کا بیان

٢٥٦٧۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ اسْتِلامِ الْحَجَرِ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَلِمُهُ وَ يُقَبِّلُهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٥٦٧۔ زبیر بن عربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عبداللہ نے جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے اور بوسہ دیتے ہوئے میں نے دیکھا۔(بخاری)

٢٥٦٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٥٦٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استیلام کرتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: رکن سے مراد کونہ ہے بیت اللہ شریف کے چار کونے ہیں ایک کا نام حجر اسود اور دوسرے کونے کا نام رکن یمانی ہے ان دونوں کو تغلیباً رکنیین یمانین کہتے ہیں اور تیسرے اور چوتھے کونے کو رکن شامی کہتے ہیں اور رکن شامی کا استیلام کرنا سنت نہیں ہے اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ہمیشہ رکنیین یمانیین کا استیلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کبھی رکنیین شامیین کا استیلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

٢٥٦٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٥٦٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کا محجن کے ساتھ استیلام کیا۔(بخاری، مسلم)

توضیح (٢٥٦٩): محجن اس چھڑی کو کہتے ہیں کہ اس کا ایک سرا موڑا ہوا رہتا ہے کہ سوار اونٹ کا اس سے گری پڑی چیز زمین سے اٹھا لیتا ہے اور دوسرے سرے سے اونٹ کو ہانکتا ہے۔ اگر ہجوم کے وقت رکن (حجر اسود) کو نہ چھو سکے تو چھڑی وغیرہ سے چھولے اور اس کو بوسہ دے لے۔

٢٥٦٧۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب ثقیل الحجر (١٦١١)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب تقبل الحجر (١٦١١) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٦٨۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب من لم یستلم الا الرکتین الیمانین (١٦٠٩)، مسلم کتاب الحج باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف (١٢٦٧[٣٠٦١])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب من لم یستعلم الا الرکنین الیمانین (١٦٠٩)، مسلم کتاب الحج باب استحباب استلام الرکنین الیمانین (٢٤٢-١٢٦٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٦٩۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب استلام الرکن بالمحجن (١٦٠٧)، مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (١٢٧٢[٣٠٧٣])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب استلام الرکن بالمحجن (١٦٠٧)، مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (٢٥٣-١٢٧٢) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۷۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيْرٍ، كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَ كَبَّرَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۵۷۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر کیا جب آپ حجر اسود پر آتے تو اس چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے چوم لیتے اور اللہ اکبر کہتے۔(بخاری)

۲۵۷۱۔ وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ، وَ يُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۷۱۔حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے اور حجر اسود کو چھڑی سے اشارہ کر کے اور چھڑی کو چومتے دیکھا۔(مسلم)

حائضہ عورت طواف نہیں کرے گی

۲۵۷۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: ((لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ؟ غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۷۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ صرف حج کے ارادے سے نکلے اور حج کا احرام باندھا۔ جب ہم لوگ مقام سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں حیض آنے کی وجہ سے رو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ غالباً تم کو خون آ گیا یعنی حیض آ گیا۔ میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے یہ حیض اللہ تعالیٰ نے سب عورتوں پر مقرر فرما رکھا ہے جو کام حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرو مگر بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ پاک صاف نہ ہو جاؤ۔(بخاری، مسلم)

ابوبکر کا مشرکین کے حج نہ کرنے کا اعلان کرنا

۲۵۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُوبَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ

۲۵۷۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس حج میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو امیر الحج مقرر کر کے بھیجا تھا یعنی حجۃ الوداع سے

۲۵۷۰۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب المریض یطوف راکبًا (۱۶۳۲)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب المریض یطوف راکبا (۱۶۳۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۷۱۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (۱۲۷۵[۳۰۷۷])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (۲۵۷۔۱۲۷۵) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۷۲۔ صحیح بخاری کتاب الحیض باب کیف کان بدأ الحیض (۲۹۴)، مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۲۱۱[۲۹۱۸، ۲۹۱۹])

❀❀ بخاری کتاب الحیض باب کیف کان بدء الحیض (۲۹۴)، وباب تقضی الحائض المناسك کلها الاالطواف بالبیت (۳۰۵)، مسل کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام (۱۲۰، ۱۱۹۔۱۲۱۱) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۷۳۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب مایستر من العورۃ (۳۲۹)، مسلم کتاب الحج باب لایحج البیت شرك ولا یطوف بالبیت عریان (۱۳۴۷[۳۲۸۷])

❀❀ بخاری کتاب الصلاۃ باب مایستر من العورۃ (۳۶۹) وکتاب الحج باب لا یطوف بالبیت عریان ولا یحج مشرك (۱۶۲۲)، مسلم کتاب الحج باب لا یحج البیت مشرك ولا یطوف بالبیت عریان (۴۳۵۔۱۳۴۷) (مبشر احمد ربانی)

حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ، أَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ: ((أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَ لَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ایک سال پہلے تو ابوبکر نے مجھے قربانی کے دن دسویں تاریخ کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد آئندہ کوئی مشرک نہ حج کرسکتا ہے اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ سے صلح کر رکھی تھی اور ان کے لیے میعاد مقرر کر رکھی تھی کہ اتنے دنوں میں یا تو اسلام قبول کرلیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو امیر الحج بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بھی بھیجا تا کہ مسلمانوں کو حج کا طریقہ بتائیں اور مشرکین کو برہنہ طواف کرنے سے روکیں جیسا کہ جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتے تھے اور مشرکین کو آئندہ حج کرنے سے بھی منع کردیں اس کا بیان سورہ توبہ کی آیتوں میں اس طرح آیا ہے کہ:

﴿براۃ من اللّٰہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین فسیحوا فی الارض اربع اشھر و اعلموا انکم غیر معجز اللّٰہ و ان اللّٰہ مخزی الکفرین و اذان من اللّٰہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللّٰہ بری من المشرکین و رسولہ فان تبتم فھو خیرلکم و ان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللّٰہ و بشرالذین کفروا بعذاب الیم﴾

''اللہ اور اس کے رسول کی بیزاری کا اعلان ہے ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا پس اے مشرکو! تم ملک میں چار مہینے تک تو چل پھر لو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی اگر اب بھی تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر روگردانی کرو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے ہو کافروں کو دکھ کی مار کی خبر پہنچا دے۔''

باقی ان آیتوں کی پوری تفصیل تفسیر کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ...... دوسری فصل

٢٥٧٤۔ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ، قَالَ: سُئِلَ جَابِرٌ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ: قَدْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ

۲۵۷۴۔ حضرت مہاجر مکی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کوئی آدمی بیت اللہ شریف کو دیکھے تو بیت اللہ کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے یا نہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا اور ایسا نہیں کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٢٥٧٤۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی رفع الیدین اذا رائی البیت (١٨٧٠)، الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراھیۃ رفع الیدین عند رویۃ البیت (٨٥٥) مہاجر المکی مجہول ہے اور اسے ایک جماعت نے ضعیف بھی کہا ہے۔

❀❀ ضعیف، ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراھیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت۔ سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی رفع الیدین اذا رأی البیت۔ (١٨٧٠) بیہقی (٥/ ٧٣) نسائی کتاب المناسک باب ترک رفع الیدین عند رؤیۃ البیت (٢٨٩٥) اسکی سند میں مہاجر بن عکرمہ بن عبدالرحمٰن المکی مجہول ہے امام خطابی فرماتے ہیں کہ: امام سفیان ثوری امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد، اور امام اسحاق بن راھویہ نے مہاجر کی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اس لیے کہ مہاجر ان کے حال مجہول راوی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

حجر اسود کو رسول اللہ کا بوسہ

۲۵۷۵۔ وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَدَخَلَ مَكَّةَ، فَأَقْبَلَ إِلَى الْحَجَرِ، فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ أَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ مَا شَاءَ وَ يَدْعُو۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۲۵۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لائے مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر حجر اسود کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر صفا پر آئے اور اس قدر اونچے چڑھ گئے کہ بیت اللہ شریف کے طرف دیکھنے لگے اور دعا کے لیے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور ذکر الٰہی یعنی تہلیل وغیرہ کرتے رہے جس قدر خدا نے چاہا اور دعا مانگی۔ (ابوداوٗد)

طواف نماز کی طرح ہے

۲۵۷۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ؛ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالنِّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ، وَ ذَكَرَ التِّرْمِذِیُّ جَمَاعَةً وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

۲۵۷۶۔ حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ شریف کے کنارے کنارے طواف کرنا نماز کی طرح ہے مگر یہ کہ تم طواف میں کلام یعنی بات چیت کر سکتے ہو (اور نماز میں بات چیت نہیں کر سکتے) پس جو بات کرے تو سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہ کرے۔ (ترمذی، نسائی، دارمی)

توضیح: بیت اللہ شریف کا طواف نماز کی طرح ہے یعنی جیسا نماز کے لیے طہارت اور ستر عورت وغیرہ شرط ہے ایسا ہی طواف کے لیے بھی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ نماز میں کلام کرنا درست نہیں ہے اور طواف میں ضرورت کے وقت میں کلام کرنا جائز ہے تو اگر کوئی ضرورت پیش آ جائے تو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ کہے۔

حجر اسود کی فضیلت

۲۵۷۷۔ وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَهُوَ أَشَدُّ

۲۵۷۷۔ حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جب جنت سے اترا تھا تو اس وقت دودھ سے زیادہ

۲۵۷۵۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب فی رفع اليدين اذا رأى البيت (۱۸۷۲)

❀ صحيح، ابوداؤد كتاب المناسك باب فی رفع اليدين اذارأى البيت (۱۸۷۲) نيز مسند احمد (۲/ ۵۳۸) وصحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب فتح مكه (۸۴۔ ۱۷۸)، میں یہ روایت مفصل طور پر مروی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۷۶۔ صحيح سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الكلام فی الطواف (۹۶۰)، ارواء الغليل، (۱۲۱)، نسائی كتاب المناسك باب اماة الكلام فی الطواف (۲۹۲۳)، دارمی كتاب المناسك باب الكلام فی الطواف (۲/ ۶۶ح ۱۸۴۷)

❀ صحيح ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الكلام فی الطواف (۹۶۰) نسائی كتاب المناسك باب اباحة الكلام فی الطواف (۲۹۲۲) دارمی كتاب المناسك باب اكلام فی الطواف (۱۸۵۴)، المشقی لابن جارود (۴۶۱)، ابن خزيمة (۴/ ۲۲۲) ابن حبان (۹۹۸ موارد) مستدرك حاكم (۱/ ۴۵۹، ۲/ ۲۶۷)، بيهقی (۵/ ۸۵ مسند احمد ۳/ ۴۱۴، ۴/ ۶۴، ۵/ ۳۷۷) اس حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم وذھبی وغیرھم نے صحیح کہا ہے۔ علامہ البانی ﷫ فرماتے ہیں درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع وموقوف دونوں طرح صحیح ہے جیسے کہ میں نے "ارواء الفليل" میں ثابت کیا ہے۔ ارواء الفليل (۱۲۱) ۱/ ۱۵۴۔ ۱۵۸) (مبشر احمد ربانی)

بِيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

سفید تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا۔ احمد اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ (ترمذی' احمد)
امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (البانی)

توضیح: حجر اسود ایک کالا پتھر ہے جو بیت اللہ شریف کے ایک گوشہ میں رکھا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف چاندی کا خول ہے یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گویا ہاتھ ہے جسے خدا سے محبت ہے وہ اس سے مصافحہ کرے گویا خدا سے مصافحہ کرتا ہے جس نے اس کو بوسہ دیا گویا اس نے اللہ کے دست مبارک کو بوسہ دیا یہ اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور جاں نثاری کی کسوٹی ہے یہاں کھرا اور کھوٹا پرکھا جاتا ہے اور برے بھلے کی تمیز ہوتی ہے۔

٢٥٧٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجَرِ: ((وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يَبْصُرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ، يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه وَالدَّارِمِيُّ

٢٥٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ خدا کی قسم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس حال میں اس کو اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جو خلوص دل سے اور حق کے ساتھ چھونے والے اور بوسہ دینے والے کی گواہی دے گا۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

٢٥٧٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللّٰهُ

٢٥٧٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی چھین لی ہے

٢٥٧٧۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی فضل الحجرة الاسود (٨٧٧) مسند احمد (١/ ٣٠٧)
❀❀ صحيح، مسند احمد (١/ ٣٠٧، ٣٢٩) ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود (٨٧٧) شرح السنة (٧/ ١١٥) ترمذی کی سند میں جریر عن عطاء بن السائب ہے اور جریر کا سماع عطاء سے بعد از اختلاط ہے لیکن مسند احمد کی سند میں حماد بن سلمہ عطاء سے روایت کرتے ہیں اور ان کا سماع قبل از اختلاط ہے جس کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے اس کا ایک شاہد حصرت انس رضی اللہ عنہ سے مستدرك حاكم (١/ ٤٥٦) میں مروی ہے اسکی سند میں داؤد بن الزبرقان متروک ہے۔ (مبشر احمد ربانی)
٢٥٧٨۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الحجر الاسود (١٦١)، ابن ماجه كتاب المناسك باب استلام الحجر (٢٩٤٤)، دارمی كتاب المناسك باب الفضل فی استلام الحجر (٢/ ٦٣ ح ١٨٣٩)
❀❀ صحيح، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الحجر الاسود ٩٦١٠)، ابن ماجه كتاب المناسك باب استلام الحجر (٢٩٤٤) دارمی كتاب المناسك باب الفضل فی استلام الحجر (١٨٤٦) مستدرك حاكم ١٠/ ٤٥٧) ابن حبان (١٠٠٥ موارد) ابن حزيمه (٢٧٣٦)، مسند ابی يعلیٰ (٢٧١٩ ٥/ ١٠٧ بيهقی ٥/ ٧٥ حلية الاولياء ٦/ ٢٤٣ مسند احمد ١/ ٢٤٧، ٢٩١، ٢٦٦، ٣٠٧ اس حدیث کو امام ابن خزیمہ ابن حبان حاکم ذھبی اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کیا ہے اور امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ایک شاہد عبداللہ بن عمرو سے مسند احمد (٢/ ٢١١) مستدرك حاكم ١/ ٤٥٧ طبرانی اوسط ١/ ١٧٧ (٥٦٣) مجمع البحرين ٢/ ١٣٥ (١٧٢٧) اس کی سند میں عبداللہ بن المومل ضعیف راوی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)
٢٥٧٩۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی قفل الحجر الاسود (٨٧٨)، ابن حبان (١٠٠٥)، حاكم (١/ ٤٥٧)
❀❀ حسن، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود (٨٧٨) مسند احمد (٣/ ٢١٣، ٢١٤)، مستدرك حاكم (١/ ٤٥٦) بيهقی (٥/ الكنی لاولابی (٢/ ١٦٦) یہ حدیث مختلف طرق کی بنا پر حسن درجے کی ہے علامہ البانی رضی اللہ عنہ نے اسے دیگر طرق کی بنا پر قوی قرار دیا ہے اور علامہ احمد شاکر نے مسند احمد کی تعلیق میں صحیح قرار دیا ہے (مرعاة (٩/ ١١٤) اس حدیث کا ایک شاہد انس رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم میں مروی ہے جیسا کہ پیچھے (٢٥٧٧) میں گزرا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

نُوْرَهُمَا، وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَأَضَائَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اگر ان کی روشنی نہ چھینتا تو مشرق مغرب تک اجالا رہتا۔ (ترمذی)

۲۵۸۰۔ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ قَالَ: إِنْ أَفْعَلْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنْ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا)) وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتَ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ)) وَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۵۸۰۔ عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دونوں رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دینے میں لوگوں پر اس قدر ہجوم کرتے کہ صحابہ کرام میں سے میں نے کسی کو اتنا ہجوم کرتے نہیں دیکھا یعنی ان دونوں رکنوں کو بوسہ دیتے تھے اور لوگوں کے ہجوم میں گھس جاتے تھے اور تکلیف اور مشقت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے کہ ایسا کرتا ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس طرح کرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں کو چھونا اور ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے اور آپ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو اس بیت اللہ کا سات پھیروں کا طواف کرے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور یہ بھی فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو حاجی حج کے لیے قدم اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے یا طواف کے لیے قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کیلیے نیکیاں لکھتا ہے۔ (ترمذی)

حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

۲۵۸۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: ((﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۵۸۱۔ عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں یہ پڑھتے ہوئے میں نے سنا: ((ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخر حسنة وقنا عذاب النار .)) ''اے اللہ تو مجھے دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچا دے۔'' (ابوداؤد)

۲۵۸۰۔ اسناده صحیح سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی استلام الرکنین (۹۰۹)۔

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی استلام الکنین (۹۵۹) مسند ابی یعلی ۱۰/ ۵۲ (۵۶۸۷) مسند احمد ۲/ ۳، ۱۱) مستدرك حاکم ۱/ ۴۸۹ نیز ابن حبان (۱۰۰۰ موارد) بیهقی ۵/ ۸۰ نسائی کتاب الحج باب ذکر الفضل فی الطواف بالبیت (۲۹۱۹) وغیرہ میں مختصراً مروی ہے۔

اس کی سند میں عطاء بن السائب مختلط راوی ہے ترمذی اور حاکم میں اس سے جریر نے مسند احمد کی ایک سند میں ھیثم نے اور ان دونوں کا سماع بعد از اختلاط ہے جبکہ مسند احمد عبدالرزاق (۸۸۷۷) وغیرہ میں سفیان ثوری اور عبدالرزاق میں معمر، مسند طیالسی (۱۰۴۰، ۱/ ۲۱۵) میں ہمام اور بیہقی میں شجاع بن الولید اور نسائی میں حماد بن زید کی روایت عطاء سے ہے سفیان ثوری اور حماد بن زید کا سماع اس سے قبل از اختلاط ہے (نہایۃ الاغتباط میں ۲۴۷) امام حاکم، امام ذھبی، امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۱۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب الدعا فی الطواف (۱۸۹۲)

❀❀ حسن، ابوداؤد کتاب المناسك باب الدعاء فی الطواف (۱۸۹۲) ابن خزیمه (۲۷۲۱) ابن حبان (۱۰۰۱) مستدرك حاکم ۱/ ۴۵۵ عبدالرزاق (۵/ ۵۰، ۵۱ (۹۶۳) شرح السنة ۷/ ۱۲۸ (۱۶۱۵) بیهقی ۵/ ۱۸۴ اسکی سند میں ابن جریج مدلس ہیں اور انکی تصریح بالسماع مسند احمد ۳/ ۴۱۱ میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۲۔ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي بِنْتُ أَبِي تُجْرَاةَ، قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ دَارَ آلِ أَبِي حُسَيْنٍ، نَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَرَأَيْتُهُ يَسْعَى وَ إِنَّ مِئْزَرَهُ لَيَدُوْرُ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ))۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) وَرَوَاهُ أَحْمَدُ مَعَ اخْتِلَافٍ

۲۵۸۲۔ صفیہ بنت شیبہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ابی تجرات کی بیٹی نے یہ خبر دی ہے کہ میں چند قریشی عورتوں کے ساتھ ابی حسین کے خاندان والوں کے گھر اس ارادے سے گئی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان میں سعی کرتے ہوئے دیکھوں چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سعی کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کی لنگی تیزی سے چلنے کی وجہ سے گھوم رہی تھی اور یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اے لوگو تم سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر لازم کر دیا ہے۔ (احمد شرح سنہ)

سعی کے وقت سکینت اختیار کرنا

۲۵۸۳۔ وَعَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيْرٍ، لَا ضَرْبَ وَ طَرْدَ وَ لَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۵۸۳۔ حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان میں اونٹ پر سوار ہو کر سعی کرتے ہوئے دیکھا جس میں آپ نے تیز چلنے کے لیے نہ اونٹ کو مارا اور نہ ہانکا اور نہ ہٹو بچو ہٹو بچو فرمایا۔ (شرح سنہ)

سبز چادر میں اضطباع کا بیان

۲۵۸۴۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ

۲۵۸۴۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۵۸۲۔ حسن، مسند احمد (٦/ ٤٢١)، شرح السنة (٧/ ١٤٠ ح ١٩٢١)، ارواء الغليل (١٠٧٢)

❀❀ حسن، شرح السنة كتاب الحج باب السعي الصفا والمروة (١٩٢١) مسند احمد (٦/ ٤٢١) اسکی سند میں عبداللہ المؤمل ضعیف راوی ہے، (تقریب ص ١٩) یہ حدیث سنن دار قطنی (٢٥٥٩) میں اور دارقطنی کے طریق سے بیہقی ٥/ ٩٧ میں بسند حسن مروی ہے اس امام نووی نے حسن اور صاحب تنقیح نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری کا موقف بھی یہی ہے ملاحظہ ہو (مرعاة ٩/ ١٢١)، نصب الراية ٣/ ٥٦) ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی فتح الباری ٣/ ٤٩٨ میں اس حدیث کو ابن خذیمہ دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرکے قوی قرار دیتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۳۔ حسن، سنن الترمذی (٩٠٣)، النسائی (٣٠٦٣)، ابن ماجه (٣٠٣٥)، حاكم (١/ ٤٦٦) دیکھئے حدیث: ٢٦٢٣

❀❀ صحيح، شرح السنة كتاب الحج باب السعي بين الصفا والمروة (١٩٢٢) مسند احمد ٣/ ٤١٣ ابن ماجه كتاب المناسك باب رمى الجمار راكبا (٣٠٣٥) ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى كراهية طرد الناس عند امى الجمار (٩٠٣) نسائى كتاب المناسك باب الركوب الى الجمار (٣٠٦١) دارمى كتاب المناسك باب فى الجمار يرميها راكبها (١٩٠٧) مستدرك حاكم ١/ ٤٦٦ اسے امام حاکم نے بخاری کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذھبی نے تلخیص میں انکی موافقت کی ہے اور امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۴۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب الاضطباع فى الطواف (١٨٨٣)، الترمذى كتاب الحج باب ماجاء ان النبى ﷺ طاف مضطبعا (٨٠٩)، ابن ماجه كتاب المناسك باب الاضطباع (٢٩٥٤)، دارم كتاب المناسك باب الضطباع فى الرحل (٢/ ٦٥ ح ١٨٤٣)

❀❀ ترمذى كتاب الحج باب ماجاء ان النبى ﷺ طاف مضطبا (٨٥٩) ابوداؤد كتاب المناسك باب الاضطباع فى اطواف (١٨٨٣) ابن ماجه كتاب المناسك باب الاضطباع (٢٩٥٤) دارمى كتاب المناسك باب الاضطباع فى الرمل (١٨٥٠) مسند احمد (٤/ ٢٢٢، ٢٢٣) بیہقی ٥/ ٧٩ اسے امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَجِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

بیت اللہ شریف کا طواف ایک سبز چادر اوڑھ کر اضطباع کے ساتھ کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

توضیح: طواف کی حالت میں اظہار شجاعت کے لیے داہنا شانہ کھلا ہوا ہونا اور چادر احرام بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈالنے کو اضطباع کہتے ہیں یہ رمل اور اضطباع مردوں کو کرنا چاہیے عورتوں کو نہیں اور ان دونوں کے مشروعیت کی یہ وجہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمرۃ القضا کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے یہ کہنا شروع کیا کہ مسلمانوں کو مدینہ کی آب و ہوا نے کمزور کر دیا ہے یہ ہمارا مقابلہ تو کیا طواف بھی نہیں کر سکیں گے مسلمانوں کا طواف دیکھنے کے لیے دارالندوہ میں اور مکانوں کی چھت پر بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل اور اضطباع کرو تا کہ مشرکین مسلمانوں کو بہادر سمجھیں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال چلو مشرکین نے جب مسلمانوں کو اس طرح دوڑتے ہوئے دیکھا تو اپنے خیال کو غلط پا کر بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے یہ تو ہرن کی طرح اچھلتے کودتے ہیں ہم سے زیادہ طاقتور ہیں شروع شروع میں رمل کی ابتدا یوں ہوئی لیکن بعد میں ہمیشہ کے لیے مسنون قرار دیا گیا صحابہ کرام اور دیگر مسلمانوں نے اس پر عمل کیا ایک دفعہ حضرت عمر نے اسے موقوف کرنا چاہا مگر سوچ کر فرمایا جو کام رسول اللہ ﷺ کرتے تھے ہم اسے نہیں چھوڑیں گے (بخاری) یہ اضطباع طواف قدوم کے ساتوں پھیروں میں ہے اور رمل صرف شروع کے تین پھیروں میں۔

٢٥٨٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ، فَرَمَلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا، وَجَعَلُوا أَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، ثُمَّ قَذَفُوهَا عَلَى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرَى۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٢٥٨٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ مقام سے عمرہ کیا اور بیت اللہ شریف کے طواف میں پہلے تین پھیروں میں رمل کیا اور اپنے بغل کے نیچے سے چادروں کو نکال کر اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا۔ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٥٨٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا تَرَكْنَا اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ: الْيَمَانِيِّ وَالْحَجَرَ فِيْ شِدَّةٍ وَ لَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٥٨٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کا استیلام کرتے ہوئے دیکھا ہے تب سے میں نے ان دونوں کا استیلام کرنا نہیں چھوڑا ہے۔ (بخاری)

٢٥٨٥۔ اسناده صحيح سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب الاضطباع فى اطواف (١٨٨٤)

❀❀ حسن، ابوداؤد كتاب المناسك باب الاضطباع فى الطواف (١٨٨٤) بيهقى ٥/ ٧٩) دلائل النبوة للبيهقى ٥/ ٢٠٤)، مسند ابى يعلى (٢٥٧٤) ٤/ ٤٤٩ ابن خزيمه (٢٧٠٧)، مسند حمد ١/ ٢٩٥، ٣٠٦، ٣٧١ (مبشر احمد ربانی)

٢٥٨٦۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب الرجل فى الحج والعمرة (١٦٠٦)، مسلم كتاب الحج باب استحباب استلام الركنين اليمانين فى الطواف (١٢٦٨[٣٠٦٤])

❀❀ بخارى كتاب الحج باب الرمل فى الحج والقرمة (١٦٠٦) مسلم كتاب الحج باب استحباب استلام الركنين اليمانيين (٢٤٥ـ١٢٦٨) (مبشر احمد ربانی)

ہاتھ کے ساتھ استیلام کا بیان

۲۵۸۷۔ وَ فِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا: قَالَ نَافِعُ: رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷛ یَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَبَّلَ یَدَہٗ وَ قَالَ: مَا تَرَکْتُهُ مُنْذُ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَفْعَلُهُ

۲۵۸۷۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر ﷛ کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کا اپنے ہاتھ سے استیلام کیا پھر اپنے ہاتھ کو چوم لیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایسا بھی کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں اور کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

مریض کا سواری پر طواف کرنا

۲۵۸۸۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷛ قَالَتْ: شَکَوْتُ إِلَی رَسُوْلِ ﷺ أَنِّیْ أَشْتَکِیْ فَقَالَ: ((طُوْفِیْ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَ أَنْتِ رَاکِبَةٌ)) فَطُفْتُ وَ رَسُوْلُ یُصَلِّیْ إِلَی جَنْبِ الْبَیْتِ یَقْرَأُ ﴿الطُّوْرِ وَ کِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۵۸۸۔ حضرت ام سلمہ ﷛ بیان کرتی ہیں کہ حج کے درمیان میں اپنی بیماری کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ تم سواری پر سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے بیت اللہ کا طواف کر لو چنانچہ میں نے طواف کیا جس وقت میں طواف کر رہی تھی اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف کے ایک گوشے میں نماز پڑھ رہے تھے جس میں سورہ طور کی تلاوت فرمائی تھی۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۸۹۔ وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ: رَأَیْتُ عُمَرَ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَ یَقُوْلُ: إِنِّیْ لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَ لاَ تَضُرُّ، وَ لَوْ لاَ أَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُقَبِّلُ مَا قَبَّلْتُكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۵۸۹۔ عابس بن ربیعہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے حجر اسود میں یقیناً جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان کر سکتا ہے اگر میں تجھے رسول اللہ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے بوسہ کبھی نہ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: میں تجھے نبی کی اتباع میں بوسہ دیتا ہوں اسی لیے حضرت عمر ﷛ بوسہ دیتے وقت یہ کہا کرتے تھے: ((اللّٰھم

۲۵۸۷۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب تقبیل الحجر (۱۶۰۶)، مسلم کتاب الحج باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف (۱۲۶۸[۳۰۶۵])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب تقبیل الحجر (۱۶۱۰) مسلم کتاب الحج باب استحباب استلام الرکنین الیمانیین (۲۴۶۔۱۲۶۸) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۸۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب طواف النساء مع الرجال (۱۶۱۹(، مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (۱۲۷۶[۳۰۷۸])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب طواف النساء مع الرجال (۱۶۱۹)' مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ (۲۵۸۔ ۱۲۷۶) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۸۹۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب ماذکر فی الحجر الاسود (۱۵۹۷)، مسلم کتاب الحج باب استحباب تقبیل الحجر الاسود (۱۲۷۰[۳۵۷۰])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب ماذکر فی الحجرالاسود (۱۵۹۷) مسلم کتاب الحج باب استحباب تقبیل الحجر الاسود (۲۵۱۔ ۱۲۷۰) (مبشر احمد ربانی)

ايمانا بك و تصديقا بكتابك ووفاء بعدهك و اتباعا لسنة نبيك ﷺ .)) (نیل الاوطار) ''الٰہی میں تیرے اوپر ایمان لایا اور تیری کتاب کی تصدیق کی تیرے عہد کا وفادار ہوں' تیرے نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس پتھر کو چھوتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حجر اسود کا استیلام امر تعبدی اور امتثال امر کی بنا پر ہے نہ اس کی پرستش کی جاتی ہے اور نہ اس کو خدا سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جاتا اور نہ اس کو نفع ونقصان کا مالک سمجھا جاتا ہے بلکہ وفاداری اور اتباع سنت میں ایسا کیا جاتا ہے بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں حلف وفاداری اٹھانے کا یہ دستور تھا کہ ایک پتھر پر ہاتھ رکھ دیا جاتا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ جس عہد و اقرار کے لیے وہ پتھر نصب کیا گیا ہے اس کو ان لوگوں نے قبول کر لیا ہے اور اپنے دلوں میں اس عہد کو اس پتھر کی طرح مضبوط کر لیا ہے اس دستور کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اتباع کے لیے اس پتھر حجر اسود کو نصب کیا تھا کہ جو شخص بیت اللہ میں آئے وہ اس پتھر پر ہاتھ رکھے جس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کی جان و دل سے قبول کر لیا ہے اس سلسلہ میں جان بھی دینا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرے گا علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا کہ حجر اسود کا استیلام اتباع سنت کی وجہ سے کیا جاتا ہے نفع ونقصان کا مالک نہیں سمجھا جاتا ہے یہ اس لیے تھا کہ عرب لوگ ابھی نومسلم ہیں اور اسلام لانے سے پہلے ان کے دلوں میں پتھروں کی بڑی تعظیم تھی تو آپ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نادان لوگ یہ نہ سمجھیں کہ جاہلیت کی طرح ان پتھروں کی تعظیم مقصود ہے ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید میں فرمایا کہ یہ پتھر فی نفسہ عزت و احترام کے لائق نہیں ہے اور نہ اس کی ذات میں نفع ونقصان ہے بلکہ اس کا استیلام اتباع سنت کی وجہ سے ہے۔

٢٥٩٠۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وُكِّلَ بِهِ سَبْعُوْنَ مَلَكًا)) يَعْنِي الرُّكْنَ الْيَمَانِيْ ((فَمَنْ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا: آمِيْنَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

٢٥٩٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیئے گئے ہیں جو اس دعا کو رکن یمانی پر پڑھے گا تو یہ ستر ہزار فرشتے اس کے دعا پر آمین کہیں گے وہ دعا یہ ہے۔ (ابن ماجہ) ''اے اللہ میں معافی اور دونوں جہاں میں عافیت طلب کرتا ہوں اے میرے رب تو مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں نیکی کر اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔''

طواف کی فضیلت

٢٥٩١۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَ لَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِ ﷺ: سُبْحَانَ

٢٥٩١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بیت اللہ شریف کا سات مرتبہ طواف کیا اور اس طواف میں

٢٥٩٠۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل الطواف (٢٩٥٧)، حمید بن ابی سویہ مجہول ہے۔

❀❀ ضعيف' ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل الطواف (٢٩٥٧) الكامل لابن عدى (٢/ ٦٩٠) یہ روایت دو وجہوں سے ضعیف ہے۔

١۔ اس کی سند میں حمید بن ابی سویہ ہے اسے ابن ابی سوید المکی یہ مجہول ہے (تقریب ص: ٨٤ میزان الاعتدال: ٢/ ٦١٣)

٢۔ اس سے روایت کرنے والا اسماعیل بن ابی عیاش راوی ہے جس کی روایات شامیوں سے صحیح ہوتی ہے اور غیر شامیوں سے ضعیف اور یہ روایت حمید بن ابی سوید مکی سے ہے۔ لہٰذا ضعیف ہے ملاحظہ ہو (نهاية الاغتباط ص: ٥٧' ٥٨ تقريب ص: ٣٤) علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ وَالْحَمْدُ للهِ، وَلا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلاَحَوْلَ وَلاَقُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ؛ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ؛ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجه

اس نے صرف یہی کہا: ((سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله .)) تو اس کے دس سال کے گناہ معاف کر دیے گئے اور دس نیکیاں لکھی گئیں اور دس درجے بلند کئے گئے اور جس نے طواف میں یہی کلمات کو کہا تو وہ رحمت کے دریا میں اس طرح داخل ہو جاتا ہے جیسے کوئی پانی میں اپنے دونوں پاؤں کو داخل کر دے۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

۲۵۹۱۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل الطواف (۲۹۵٦)

❀ ضعیف' ابن كتاب المناسك باب فضل الطواف (۲۹۵۷) ابو ہریرہ کی یہ اور پچھلی روایت جو صاحب کتاب نے دو الگ الگ ذکر کی ہیں حقیقت میں ابن ماجہ کے اندر ایک ہی سند سے مری روایت ہے۔ زیادہ مناسب یہ تھا کہ دونوں کو ذکر کر کے ان کے بعد کہہ دیتے "رواهما ابن ماجه" کہ ان دونوں کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (مراعاة ۹/ ۱۳۲) (مبشر احمد ربانی)

(۴) بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۵۹۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی بَكْرِ الثَّقَفِیِّ، أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِی هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۹۲۔ محمد بن ابی بکر ثقفی نے حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا کہ جبکہ یہ دونوں منیٰ سے عرفات کو صبح کے وقت جا رہے تھے کہ آپ لوگ آج کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا ہم میں سے کوئی لبیک لبیک کہتا تو اس کو منع نہیں کیا جاتا اور کوئی اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا تو اس کو اس سے روکا نہیں جاتا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی منیٰ سے عرفات کو جاتے ہوئے راستہ میں لبیک کہتے ہوئے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے جانا جائز ہے ان دونوں میں سے جس کو جو طبیعت چاہے کہے۔

منی سارا قربان گاہ ہے

۲۵۹۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحَرْتُ هٰهُنَا، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فَانْحَرُوا فِی رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا، وَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَ جَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۵۹۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور منیٰ کا سارا میدان قربان گاہ ہے لہٰذا تم اپنے خیموں میں قربانی کر سکتے ہو اور میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور عرفات کا سارا میدان وقوف اور ٹھہرنے کی جگہ ہے اور میں نے اس جگہ قیام کیا ہے اور سارا میدان مزدلفہ قیام اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ (مسلم)

۲۵۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب التکبیر اذا اغدا من منی الی عرفه (۱۶۰۹)، مسلم کتاب الحج باب التلبیه والتکبیر فی الذهاب من منی الی عرفات (۱۲۸۵[۳۰۹۷])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب التلبیة والتکبیر اذا غدا من منی الی عرفة (۱۶۵۹) مسلم کتاب الحج باب التلبیة والتکبیر فی الذهاب من منی الی عرفات (۲۷۴۔ ۱۲۸۵) (مبشر احمد ربانی)

۲۵۹۳۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب ماجاء ان عرفة کلها موقفٌ (۱۲۱۸[۲۹۵۲])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب ماجاء ان عرفة کلها موقف (۱۴۹۔ ۱۲۱۸) بیهقی (۵/ ۱۱۵) ابو دائود کتاب المناسك باب صفة حجة النبی ﷺ (۱۹۰۷) وباب الصلاة بجمع (۱۹۳۶) نیز نسائی کتاب المناسك باب رفع الیدین فی الدعا بعرفة (۳۰۱۵) میں مختصر طور پر موجود ہے۔

حج سے گناہ معاف ہوتے ہیں

٢٥٩٤۔وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ؛ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٥٩٤۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفے کے دن اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے کہ اتنا اور دنوں میں نہیں آزاد کرتا اور اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا ہے پھر ان کے ساتھ فرشتوں سے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ حاجی کیا چاہتے ہیں یعنی جو کچھ یہ چاہتے ہیں سب کچھ دے دوں گا اور مغفرت کروں گا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

٢٥٩٥۔ عَنْ عَمْرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ خَالٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ يَزِيْدُ بْنُ شَيْبَانَ، قَالَ: كُنَّا فِيْ مَوْقِفٍ لَنَا بِعَرَفَةَ يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو مِنْ مَوْقِفِ الْإِمَامِ جِدًّا، فَأَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: إِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَيْكُمْ يَقُوْلُ لَكُمْ: ((قِفُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ، فَإِنَّكُمْ عَلٰى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

٢٥٩٥۔عمر بن عبداللہ بن صفوان اپنے ماموں یزید بن شیبان سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ عرفات میں اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے عمرو راوی نے بیان کیا کہ ان کے ٹھہرنے کی جگہ امام کے ٹھہرنے کی جگہ سے دور تھی تو ہم لوگوں کے پاس ابن مربع انصاری نے آ کر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بن کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرما رہے ہیں کہ تم عرفات میں جہاں ٹھہرے ہوئے ہو وہیں ٹھہرے رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی میراث پر ہو۔ (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

توضیح: عرب میں یہ دستور تھا کہ عرفات میں ہر قبیلے کی ایک ایک جگہ مخصوص تھی جہاں وہ جا کر ٹھہرا کرتے تھے یزید بن شیبان کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ سے دور تھی اس لیے خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جگہ مل جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢٥٩٤۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب فى فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (١٣٤٨[٣٢٨٨])

❀ مسلم كتاب الحج باب فى فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (٤٣٦۔١٣٤٨) مستدرك حاكم (١/ ٤٦٤) بيهقى ٥/ ١١٨، ابن ماجه كتاب المناسك باب الدعاء بعرفة (٣٠١٤) نسائى كتاب المناسك باب ما ذكر فى يوم عرفة (٣٠٠٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٩٥۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب موضع الوقوف بعرفة (١٩١٩)، الترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى الوقوف بعرفات (٨٨٣)، النسائى كتاب المناسك باب رفع اليدين فى الدعاء بعرفة (٣٠١٧)، ابن ماجه كتاب المناسك باب الموقف بعرفات (٣٠١١)

❀ صحيح، ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى الوقوف بعرفات (٨٨٣) ابوداؤد كتاب المناسك باب موضع الوقوف بعرفة (١٩١٩) نسائى كتاب المناسك باب رفع اليدين فى الدعاء بعرفة (٣٠١٤) ابن ماجه كتاب المناسك باب الموقف بعرفات (٣٠١١) مسند احمد ٤/ ١٣٧، ابن خزيمه (٢٨١٨) مستدرك حاكم ١/ ٤٦٢ التمهيد لابن عبدالبر ٢٤/ ٤٢١، ٤٢٢ اسے امام حاکم وذھبی اور ابن خزیمہ نے صحیح امام ترمذی نے حسن صحیح اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسکی سند کو عمدہ وجید قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

نے نزاع پیدا ہونے کے خیال سے ان کی خواہش پوری نہیں فرمائی اور یہ کہلا بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو امام کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی جگہ کی وراثت پر ہو اور تمام میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

عرفات سارا موقف ہے

٢٥٩٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَ كُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَ كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيْقٌ وَمَنْحَرٌ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ

٢٥٩٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفات کا سارا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے اور منیٰ کا سارا میدان قربانی کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مکے کی ہر گلی کوچے میں قربانی کی جا سکتی ہے یعنی مکے کا ہر راستہ قربان گاہ ہے جس جگہ چاہیں قربانی کر سکتے ہیں۔ (ابوداؤد' دارمی)

رسول اللہ کا عرفہ میں خطبہ دینا

٢٥٩٧۔ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى بَعِيْرٍ قَائِمًا فِي الرِّكَابَيْنِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٢٥٩٧۔ خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات کے میدان میں عرفے کے دن اونٹ پر لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ دونوں رکابوں میں کھڑے تھے۔ (ابوداؤد)

عرفہ کی دعا بہترین دعا ہے

٢٥٩٨۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ

٢٥٩٨۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہتر وہ دعا ہے جو میں نے دعا کی ہے اور مجھ سے پہلے سب نبیوں نے کی ہے وہ یہ ہے: ((لا اله الا الله وحده

٢٥٩٦۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب الصلاة بجمع (١٩٣٧)، دارمی کتاب المناسك باب عرفة كلها موقف (٢/ ٧٩ ح ١٨٧٩)

❀❀ صحیح' ابو دائود کتاب المناسك باب الصلاة بجمع (١٩٣٧) دارمی کتاب المناسك باب عرفة كلها موقف (١٨٨٦) ابن ماجه کتاب المناسك باب الذبح (٣٠٤٨) نیز دیکھیں مسلم کتاب الحج (١٤٩۔١٢١٨) مشکوة (٢٥٩٣) مسند احمد ٣/ ٣٢٦ المؤطا کتاب الحج باب ماجاء فی النحر (١٧٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٥٩٧۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب الخطبة على المنبر بعرفة (١٩١٧)

❀❀ حسن ابوداؤد کتاب المناسك باب الخطبه علی المنبر بعرفة (١٩١٧) مسند احمد ٥/ ٣٠ نیز مجمع الزوائد باب فی الخطبه یوم عرفه (٣/ ٢٥٧' ٢٥٦) میں بحوالہ طبرانی یہ روایت مفصل موجود ہے جسکے بارے میں علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' "رجال الطبرانی موثقون" طبرانی کے رجال کی توثیق کی گئی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٥٩٨۔ حسن سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء یوم عرفة (٣٥٨٥)

❀❀ حسن بشواهده' ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء یوم عرفة (٣٥٨٥) مسند احمد ٢/ ٢١٠ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس کی سند میں) حماد بن ابی حمید راوی حدیث محمد بن ابی حمید ہے اور یہی ابو ابراہیم الانصاری المدینی ہے اور اہل حدیث کے ہاں یہ قوی نہیں ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض روایات میں امام ترمذی نے اسے حسن کیا ہے اور یہ ایسے ہی ہے کیونکہ اس کے بعد اس کا ایک شاہد ہے جو کہ مرسل صحیح الاسناد ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير .))(ترمذی' مالک)

٢٥٩٩۔ وَ رَوَى مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ إِلَى قَوْلِهِ: ((لاَ شَرِيْكَ لَهُ))

۲۵۹۹۔ اور مالک نے طلحہ بن عبیداللہ سے لا شریک لہ تک روایت کیا ہے۔

٢٦٠٠۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ أَصْغَرُ وَ لاَ أَدْحَرُ وَ لاَ أَحْقَرُ وَلاَ أَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ؛ وَ مَا ذَاكَ إِلاَّ لَمَّا يَرَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَ تَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ إِلاَّ مَارُئِيَ يَوْمَ بَدْرٍ)) فَقِيْلَ: مَا رُئِيَ يَوْمَ بَدْرٍ؟ قَالَ: ((فَإِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلاَئِكَةَ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلاً وَ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) بِلَفْظِ ((الْمَصَابِيْحِ))

۲۶۰۰۔ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفے کے دن سے زیادہ شیطان بہت زیادہ ذلیل اور زیادہ حقیر اور نہایت زیادہ غضبناک کسی دن نہیں دیکھا گیا یعنی عرفے کے دن بہت زیادہ ذلیل دیکھا گیا کیونکہ اس دن میں شیطان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو اترتے ہوئے دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معافی اور بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کو دیکھ کر جل مرتا ہے البتہ جنگ بدر میں بھی بہت ذلیل دیکھا گیا جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دشمنوں سے لڑنے کیلیے فرشتوں کی صفیں درست کر رہے تھے تو اس دن بھی شیطان بہت ذلیل ہوا۔ (موطا' شرح السنہ)

٢٦٠١۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةِ، إِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ

۲۶۰۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عرفے کے دن آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے

٢٥٩٩۔ ضعيف، موطا امام مالك (١/ ٤٠٢ ح ٥٠١) كتاب الحج باب جامع الحج ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ مرسل' المؤطا للمالك كتاب الحج باب جامع الحج (٢٤٦) بيهقى (٥/ ١١٧) یہ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز تابعی کی مرسل روایت ہے۔ یہ روایت مسند علی رضی اللہ عنہ سے بیہقی ٥/ ١١٧ اور اسحاق بن راویہ سے المطالب العاليه ١/ ٢٤٥ میں مروی ہے لیکن اسکی سند میں موسیٰ عبیدہ الربذی ضعیف راوی ہے اور اسکے بھائی عبداللہ بن عبیدہ نے علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا یعنی منقطع بھی ہے نیز طبرانی نے اسے مناسک میں بھی روایت کیا لیکن اس کی سند میں قیس بن الربیع ہے (مرعاة ٩/ ١٤٢' بيهقى ٥/ ١١٧) فضالة الحمصى منکر الحدیث راوی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠٠۔ اسناده ضعيف، موطا امام مالك كتاب الحج باب جامع الحج (١/ ٤٢٢ ح ٩٧٣)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ شرح السنة (٧/ ١٥٨ ح ١٩٣٠)

❀❀ مرسل' المؤطا كتاب الحج باب جامع (٢٤٥) مصابيح السنة (١٨٧٧) شرح السنة كتاب الحج باب فضل يوم عرفة (١٩٣٠) ٧/ ١٥٨ المصنف عبدالرزاق (٨٨٣٢) ٥/ ١٧ یہ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز کی مرسل روایت ہے اس کی سند صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠١۔ اسناده ضعيف، شرح السنة (٧/ ١٥٩ ح ١٩٣١)، ابن خزيمة (٢٨٤٠)، الضعيفه (٦٧٩)، ابوزبیر مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ صحيح شرح السنة كتاب الحج باب فضل اليوم عرفة (١٩٣١) ٧/ ١٥٩ ابن خزيمه ٤/ ٢٦٣ (٢٨٤٠) ابن حبان (١٠٠٦ كشف الاستار ٢/ ٨٢ منوابى يعلى (٤/ ٦٩-٧٠ (٢٠٩٠) اس حدیث کی سند میں ابوالزبیر مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے لیکن اس کے کئی ایک صحیح شواہد موجود ہیں ١۔حديث عائشه رضی اللہ عنہا صحيح مسلم كتاب الحج باب فى فضل الحج والقرمة ويوم عرفة (١٣٤٨) ٢۔حديث ابن عباس رضی اللہ عنہما بخارى كتاب العيدين باب فضل العمل فى ايام تشريق (٩٦٩) ابوداؤد (٢٤٣٨) عبدالرزاق (٨١٢١) ترمذى (٧٥٧) ابن ماجه (١٧٢٧) بيهقى (٤/ ٢٨٤ ' ٣۔حديث انس رضی اللہ عنہ الترغيب والترهيب ٢/ ٢٠٣' ٤۔عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ ٥۔ابوهريره رضی اللہ عنہ ٦۔ابن عمر رضی اللہ عنہ' الترغيب ٢/ ٢٠٤' ٢٠٥ (مبشر احمد ربانی)

إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: انْظُرُوْا إِلَى عِبَادِي، أَتَوْنِي شَعِثًا غُبْرًا ضَاجِّيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ:يَا رَبِّ! فُلَانٌ كَانَ يُرَهَّقُ، وَ فُلَانٌ، وَ فُلَانَةٌ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ)) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((فَمَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرُ عَتِيْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ))۔ رَوَاهُ فِي۔ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

فرشتوں کے سامنے اپنے حاجیوں کے ساتھ فخر کر کے فرماتا ہے کہ میرے ان بندوں کو دیکھو جو پریشان حال گرد آلود اور دور دراز راستوں میں لبیک پکارتے ہوئے اور چلاتے ہوئے میرے پاس حاضر ہوئے ہیں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا یہ سن کر فرشتے کہتے ہیں کہ پرودگار فلاں شخص یہ گناہ کرتا تھا اور فلاں عورت اس قسم کا گناہ کرتی تھی تو آپ نے ان کو بھی معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفے کے دن سے زیادہ دوزخ سے اور کسی دن نہیں آزاد کرتا یعنی عرفے کے دن بہت زیادہ لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

ثم افیضوا کی تفسیر

٢٦٠٢۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ قُرَيْشٌ وَ مَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَ كَانُوا يُسَمُّوْنَ الْحُمْسَ، فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، فَيَقِفُ بِهَا، ثُمَّ يَفِيْضُ مِنْهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ:﴿ثُمَّ أَفِيْضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٠٢۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش اور ان کے ہم مذہب وہم مشرب صرف مزدلفہ ہی میں ٹھہرتے تھے (عرفات نہیں جاتے تھے) اور ان کا حمس یعنی شجاع اور بہار نام رکھا گیا تھا اور تمام عرب کے لوگ عرفات میں ٹھہرتے اور پھر مزدلفہ میں شب باشی کرتے۔ جب اسلام آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ سب لوگ پہلے عرفات آ کر وقوف کریں پھر وہاں سے آ کر مزدلفہ میں ٹھہریں پھر وہاں سے مکے کی طرف لوٹیں یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ثم افیضوا من حیث افاض الناس﴾ کا کہ وہاں سے چلو جہاں سے سب لوگ چلتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: مزدلفہ ایک مقام کا نام ہے جو حرم میں داخل ہے اور عرفات حرم سے خارج یعنی حل میں ہے قریش اور ان کے ہم مذہب کے لوگ اپنے آپ کو بڑا بہادر اور اللہ والے کہلاتے تھے حج کے زمانے میں حرم سے باہر نہیں جاتے تھے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ حرم سے باہر عرفات جاتے پھر وہاں سے مزدلفہ میں آتے پھر وہاں سے لوٹ کر مکہ آتے اللہ تعالیٰ نے سب کو عرفات میں جانے کا حکم دیا خواہ وہ مکے والے ہوں یا غیر مکے والے ہوں کوئی خصوصیت نہیں ہے قرآن مجید کی آیت ﴿ثم افیضوا من حیث افاض الناس﴾ کا یہی مطلب ہے۔

٢٦٠٢۔ صحیح بخاری کتاب تفسیر باب تم افیضوا من هیث افاض الناس (٤٥٢٠)، مسلم کتاب الحج باب فی الوقوف (١٢١٩[٢٩٥٤])

❀❀ بخاری کتاب التفسیر سورة البقرة (٤٥٢٠) مسلم کتاب الحج باب فی الوقوف (١٥١-١٢١٩) (مبشر احمد ربانی)

۲۶۰۳۔ وَعَنْ عَبَّاسِ ﷛ بْنِ مِرْدَاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا لأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ، فَأُجِيبَ:((أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلاَ الْمَظَالِمَ، فَإِنِّي آخِذٌ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ))قَالَ: أَيْ رَبِّ! إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ)) فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ أَعَادَ الدُّعَاءَ فَأُجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ أَوْ قَالَ تَبَسَّمَ۔ فَقَالَ لَهُ أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّيْ، إِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا، فَمَا الَّذِيْ أَضْحَكَكَ، أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ؟ قَالَ: ((إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ، وَغَفَرَ لأُمَّتِيْ؛ أَخَذَ التُّرَابَ، فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ، وَ يَدْعُو بِالْوَيْلِ وَ الثُّبُورِ، فَأَضْحَكَنِيْ مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ)) نَحْوَهُ

۲۶۰۳۔ ابن عباس بن مرداس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگی جو قبول کی گئی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے مظالم اور حقوق العباد کے میں نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا میں مظلوم کیلیے ظالم سے بدلہ لوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے پروردگار اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرما اور ظالم کو معاف کر دے لیکن یہ دعا عرفے کی شام کو نہیں قبول کی گئی پھر مزدلفہ میں جب آپ پہنچے تو مزدلفہ کی صبح کو پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقصود کے مطابق امت کے بارے میں دعا قبول فرمائی یعنی ظالم کے گناہ کو توبہ کے بعد بخش دیا یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یا مسکرا اٹھے یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر وعمر نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ وقت آپ کے ہنسنے کا نہیں ہے آپ کو کس چیز نے ہنسا دیا آپ کے دانت کو اللہ ہمیشہ ہنسا تا رہے یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو خوش رکھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ اللہ کا دشمن شیطان نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما لی ہے اور میری امت کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے تو اس نے مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنا شروع کی اور افسوس ظاہر کرنا اور واویلا مچانا شروع کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا تو اس کی اس بدحواسی کو اور پریشانی کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

❀❀❀❀

۲۶۰۳۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب الدعا بعرفة (۳۰۱۳)، عبداللہ بن کنانہ مجہول راوی ہے۔

❀❀ ضعیف، ابن ماجه كتاب المناسك باب الدعاء بعرفة (۳۰۱۳) بيهقى ۵/ ۱۱۸ مسند احمد ٤/ ۱٤، ۱۵ ابوداؤد میں مختصراً مروی ہے كتاب الادب (٥٢٣٤) اس کی سند میں عبداللہ بن کنانہ بن عباس بن مرداس السلمی اور اس کا باپ کنانہ دونوں مجہول ہیں علامہ البانی ؒ فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۵) بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی کا بیان

اس کی پوری وضاحت کتاب الحج کے شروع میں گزر چکی ہے یہاں صرف حدیثوں کا ترجمہ کیا جاتا ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

٢٦٠٤۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۰۴۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عرفات سے واپسی کے وقت میں کس طرح چلے تھے تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ آپ اونٹ کو ہلکا چلاتے اور جہاں کہیں کشادہ راستہ پاتے وہاں اپنی سواری کو تیز چلاتے۔ (بخاری، مسلم)

عرفہ میں سکینت و وقار لازم رکھنے کا بیان

٢٦٠٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَائَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا، وَضَرْبًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۶۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفے کے دن چلے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سخت آواز اور سخت جھڑکی اور اونٹوں کی سخت مار پیٹ کو سنا آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے لوگو تم وقار اور سکون کو لازم پکڑو کیونکہ تیز دوڑانے میں بھلائی نہیں ہے۔ (بخاری)

جمرہ عقبہ کو پتھر مارنا

٢٦٠٦۔ وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى؛ فَكِلَاهُمَا

۲۶۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفات کے دن رسول اللہ ﷺ جب میدان عرفہ سے مزدلفہ کی طرف تشریف لے چلے تو سواری پر اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بیٹھا لیا اور جب مزدلفہ سے منیٰ کی

٢٦٠٤۔ صحيح بخارى كتاب الحب باب السير اذا أرفع من عرفة (١٦٦٦)، مسلم كتاب الحج باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة (١٢٨٦[٣٠١٦])

❀❀ بخارى كتاب الحج باب السير اذا دفع من عرفة (١٦٦٦) مسلم كتاب الحج باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة (٢٨٣۔١٢٨٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠٥۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب امر النبى ﷺ بالسكينة عندالافاضة (١٦٧١)

❀❀ بخارى كتاب الحج باب امر النبى ﷺ بالسكينة عند الا فاضة (١٦٧١) بيهقى ٥/ ١١٩ مسند احمد (١/ ٢٥١، ٣٥٣،٢٦٩) (مبشر احمد ربانی)

قَالَ:لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

طرف چلے تو سواری پر اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو بیٹھا لیا ان دونوں نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حج میں ہمیشہ برابر لبیک لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی اس کے بعد آپ نے موقوف کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھنا

٢٦٠٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ، كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ، وَ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا، وَ لَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٦٠٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا فرمائی ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ اقامت ہوئی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نفلی نماز ادا نہیں فرمائی صرف مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعت پر اکتفا کیا۔ (بخاری)

٢٦٠٨۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا، إِلَّا صَلَاتَيْنِ: صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٠٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نماز کو اس نماز کے وقت سے تاخر کر کے پڑھی ہو بلکہ ہر نماز کو اس کے اصلی وقت میں ادا فرمائی ہے مگر ان دو نمازوں کو یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفے میں ایک ساتھ جمع کر کے پڑھی ہے۔ یعنی مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں ادا فرمائی ہے جس کو جمع بین الصلوتین کہتے ہیں مگر فجر کی نماز اس کے مقرر اوقات سے پہلے ادا فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

ضعیف لوگ رات کو ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں

٢٦٠٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ

٢٦٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٦٠٦۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبية والتكبير غداة النحر (١٦٨٦)، مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامة ابی التلبية (١٢٨٠، ١٢٨١[٣٠٨٧])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب التلبية والتكبير غداة النحر (١٦٨٦) مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامة الحجاج التلبية (٢٦٦-١٢٨٠-١٢٨١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠٧۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب من جمع بینهما ولم یتطوع (١٦٧٣)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب جمع بینهما ولم یتطوع (١٦٧٣) بیهقی ٥/ ١٢٠ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠٨۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب متی یصلی الفجر یجمع (١٦٨٣)، مسلم کتاب الحج باب استحباب زیادب التغلیس بصلاة الصبح (١٢٨٩[٣١١٦])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب من جمع بینهما ولم یتطوع (١٦٧٣) مسلم کتاب باب استحباب' زيادة التفليس بصلاة الصبح یوم النحر بالمزدلفة (٢٩٢-١٢٨٩) مسند احمد ١/ ٣٨٤-٤٢٦۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٠٩۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب من اذن وقام لکل واحدة منهما (١٦٧٨)، مسلم کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع الفصفة من النساء (١٢٩٣[٣١٢٧])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب من اذن واقام لکل واحدة منهما (١٦٧٨) مسلم کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع الصفة من النساء وغیرهم (٣٠١-١٢٩٣) (مبشر احمد ربانی)

النَّبِیُّ ﷺ لَیْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِیْ ضَعْفَةِ أَهْلِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

مزدلفہ کی رات میں رات ہی کو اپنے گھرانے کے کمزور لوگوں کو منیٰ بھیج دیا تھا اور میں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: مزدلفہ کے وقوع کے بعد صبح کی نماز پڑھ کر مزدلفہ سے منیٰ کی طرف چلنا چاہیے لیکن عورتوں بچوں اور بیماروں اور کمزوروں کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ رات ہی کو منی چلے جائیں تاکہ بھیڑ اور ازدہام سے بچ جائیں۔

٢٦١٠۔ وَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَ كَانَ رَدِیْفَ النَّبِیِّ ﷺ ، أَنَّهٗ قَالَ فِیْ عَشِیَّةِ عَرَفَةَ وَ غَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِیْنَ دَفَعُوا: ((عَلَیْكُمْ بِالسَّكِیْنَةِ)) وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهٗ حَتّٰی دَخَلَ مُحَسِّرًا، وَهُوَ مِنْ مِنًی، قَالَ: ((عَلَیْكُمْ بِالسَّكِیْنَةِ)) الْخَذْفِ الَّذِیْ یُرْمٰی بِهِ الْجَمْرَةُ)) وَ قَالَ: لَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار تھے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے عرفات کی شام کو اور مزدلفے کی صبح کو لوگوں کو دیکھا کہ وہ نہایت تیزی سے اپنی سواریوں کو ہنکا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اطمینان اور سکینت کو لازم پکڑو یعنی آہستہ آہستہ اور آرام سے چلو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کو روک رکھا تھا پھر آپ آگے بڑھے اور میدان محسر میں داخل ہوئے اور یہ محسر منیٰ کے میدان میں سے ہے آپ نے فرمایا تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ اس میدان محسر سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں اٹھاتے چلو تاکہ اس سے جمرہ کو مارا جائے۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرے کو رمی کیا۔ (مسلم)

توضیح: مزدلفہ اور منیٰ کے درمیانی راستہ میں ایک محسر نامی میدان آتا ہے جس کا طول پانچ سو پینتالیس گز ہے یہاں بجری کی قسم کا موٹا موٹا ریتا ہے اس کا بھورا بھورا میلا سا رنگ ہے یہاں سے چنے کے دانہ کے برابر ستر کنکریاں اٹھا لینا چاہیے اور گر جانے کے خوف سے اگر کچھ زیادہ بھی اٹھا لی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اس جگہ سے بہت جلدی نکل جانا چاہیے یہ خطرناک مقام ہے ابرہہ ظالم بادشاہ کو جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے آرہا تھا خدا کے حکم سے چڑیوں نے چونچ میں کنکریاں لے کر اس پر اور اس کے لشکر پر پھینک پھینک کر اسی جگہ خاتمہ کر دیا تھا جیسا کہ پورا واقعہ قرآن مجید کے سورۂ فیل میں بیان ہوا ہے۔

٢٦١١۔وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَفَاضَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ جَمْعٍ وَعَلَیْهِ السَّكِیْنَةُ، وَ أَمَرَهُمْ بِالسَّكِیْنَةِ وَ أَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ یَرْمُوا

٢٦١١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ سے منیٰ کو تشریف لے چلے تو سکون اور طمانیت سے چلے اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اطمینان اور سکون سے چلیں اور جب آپ وادی محسر میں

٢٦١٠۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامة الحاج التلبیة (١٢٨٢[٣٠٨٩])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب الستحباب ادامة الحاج التلبیة (٢٦٨۔١٢٨٢)، مسند احمد ١/ ٢١٠ بیهقی ٥/ ١٢٧ (مبشر احمد ربانی)

٢٦١١۔ صحیح ، سنن ابی داؤد کتاب الحج باب ماجاء فی الافاضة من عرفات (٨٨٦)، النسائی (٣٠٢٤)

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی الافاضة من عرفات (٨٨٦)، مسند احمد ٣/ ٣٣٢، ٣٦٧، ٣٩١ ابوداؤد کتاب المناسك باب التعجیل من جمع (١٩٤٤) نسائی کتاب المناسك باب الامر بالسکینة فی الافاضة (٣٠٢١)، ابن ماجه کتاب المناسك باب الوقوف بجمع (٣٠٢٣)، دارمی کتاب المناسك باب فی الرمی بمثل حصی الحذف (١٩٠٥) یہی روایت دوسرے سیاق کے ساتھ صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب رمی جمرة العقبة یوم النحر (٣١٠۔١٢٩٧) (١٢٩٩) (مبشر احمد ربانی)

بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَ قَالَ: ((لِعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا)) لَمْ أَجِدْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ إِلَّا فِي ((جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ)) مَعَ تَقْدِيْمٍ وَ تَأْخِيْرٍ

پہنچے تو اپنی سواری کو تیز کر دیا (تاکہ اس میدان سے جلدی نکل جائیں) اور جب میدان منیٰ میں پہنچے تو سب کو ٹھیکری کے برابر کنکری پھینکنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تم مجھ سے احکام حج سیکھ لو ممکن ہے کہ اس سال کے بعد میں تم سے ملاقات نہ کر سکوں۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٦١٢۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَدْفَعُونَ مِنْ عَرَفَةَ حِيْنَ تَكُونُ الشَّمْسُ كَأَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِي وُجُوهِهِمْ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ، وَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بَعْدَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِيْنَ تَكُونُ كَأَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِي وُجُوْهِهِمْ وَ إِنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَنَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ؛ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالشِّرْكِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الإِيْمَانِ وَ قَالَ فِيْهِ: خَطَبَنَا وَسَاقَهُ نَحْوَهُ

٢٦١٢۔ حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عرفات سے اس وقت چلتے تھے جب کہ سورج لوگوں کے سروں پر اس طرح دکھائی دیتا تھا گویا کہ ان کے چہروں پر عمامہ ہے یعنی غروب آفتاب سے پہلے ہی عرفات سے چل پڑتے اور مزدلفہ سے اس وقت روانہ ہوتے جب کہ سورج اتنا اونچا ہوتا گوان لوگوں کے چہروں پر عمامہ ہے یعنی طلوع آفتاب کے بعد چلتے تھے اور ہم مسلمان عرفے سے غروب آفتاب کے بعد چلیں گے اور مزدلفے سے طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوں گے ہمارا طریقہ مشرکین کے طریقے کے خلاف ہے۔ (بیہقی)

٢٦١٣۔وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ فَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَ يَقُولُ: ((أُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

٢٦١٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مزدلفے کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بنو عبدالمطلب کے لڑکوں کے ساتھ پہلے ہی منیٰ بھیج دیا ہم لوگ گدھوں پر سوار ہو کر چلے رخصت کرتے وقت آپ نے ازراہ شفقت ہمارے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے میرے بچو جب تک سورج اچھی طرح نہ نکل آئے تب تک جمروں کو رمی نہ کرنا یعنی طلوع

٢٦١٢۔ ضعيف، السنن الكبرى للبيهقي (٥/ ١٢٥)، حاكم ٣/ ٥٢٣)، ابن جریج مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ صحیح، مشکوۃ کے اصل نسخے میں یہاں بیاض ہے اور التعليق الصبيح اور مخطوط حاکم میں رواہ البیہقی لکھا گیا ہے اور "في شعب الايمان" کا جملہ التعليق الصبيح جیسے درج کیا گیا ہے حالانکہ یہ روایت شعب الایمان میں نہیں بلکہ سنن کبری بیھقی ٥/ ١٢٥ میں تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ موجود ہے علاوہ ازیں كتاب الام للشافعي ٢/ ١٨٠ ابن ابی شیبہ ٤/ ٧۔٨ كتاب الحج باب في وقت الافاضة من عرفة طبرانی ٢٠/ ٢٤۔٢٥ (٢٨) مستدرك حاكم ٢/ ٢٧٧، ٣/ ٥٢٣۔٥٢٤ مجمع الزوائد ٣/ ٢٥٨ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله رجال الصحيح اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کیا اور امام ذہبی نے موافقت تلخیص میں یہ روایت موقوفا اور موصلا (حاکم و بیھقی میں) دونوں طرح مروی ہے۔ اور جب موقوف و مرفوع میں اختلاف ہو تو حکم مرفوع کا ہوتا ہے کما ھو معروف (مبشر احمد ربانی)

آفتاب کے بعد رمی کرنا۔ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

٢٦١٤۔وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِأُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ مَضَتْ فَأَفَاضَتْ، وَ كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٦١٤۔حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں تاریخ کی رات کو ام سلمہ ﷞ کو رات ہی کو منیٰ روانہ کر دیا تھا تو انہوں نے طلوع فجر سے پہلے ہی جمروں پر کنکری ماری پھر وہاں سے چل کر مکے میں آ کر طواف افاضہ کیا اور یہ وہ دن تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس ٹھہرے تھے یعنی ام سلمہ کے باری کا دن تھا۔ (ابوداود)

٢٦١٥۔وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ: يُلَبِّي الْمُقِيْمُ

٢٦١٥۔حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ مقیم یا عمرہ کرنے والا

٢٦١٣۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب التعجيل من جمع (١٩٤٠) النسائی كتاب المناسك باب النهی عن رمی جمرة العقبة قبل طلوع الشمس (٢٧٠) ابن ماجه كتاب المناسك باب من تقدم من جمع الی منی لرمی الجمار (٣٠٢٥)

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب المناسك باب التعجيل من جمع (١٩٤٠) نسائی كتاب المناسك باب النهی عن رمی جمرة العقبة (٣٠٦٤) ابن ماجه كتاب المناسك باب من تقدم من جمع الی منی لرمی الجمار (٣٠٢٥) مسند احمد ١/ ٣٢٦'٣١١'٢٣٤ شرح السنة ٧/ ١٧٤ بيهقی ٥/ ١٣٢ اس حدیث کی سند میں الحسن بن عبداللہ بن القری الثقہ کا ابن عباس ﷠ سے سماع نہیں جیسا کہ امام بخاری' امام احمد اور امام یحییٰ بن معین نے کہا بلکہ ابو حاتم نے فرمایا کہ الحسن بن عبداللہ نے ابن عباس ﷠ کا زمانہ نہیں پایا (تهذيب التهذيب ١/ ٤٩٦ مرعاة ٩/ ١٦٨) یہ روایت ابوداؤد (١٩٤١) اور نسائی (٣٠٦٥) میں بطریق سفیان عن حبیب عن عطاء عن ابی عباس ﷠ سے مروی ہے اسکی سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں اسی طرح امام بخاری نے "تاريخ صغير ص:١٣٤ ترمذی كتاب الحج (٨٩٣) احد اور طحاوی میں بطریق مقسم عن ابن عباس مروی ہے اسے امام ترمذی نے حسن صحیحہ قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ﷫ نے حسن (فتح الباری ٣/ ٥٢٨) اور علامہ البانی اسکی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦١٤۔ اسناده حسن ، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب التعجيل من جمع (١٩٤٢)

❀❀ صحيح' ابوداؤد المناسك باب التحصيل من جمع (١٩٤٢) مستدرك حاكم ١/ ٤٦٩ بيهقی ٥/ ١٣٣ اس حدیث کو امام حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذھبی نے انکی موافقت کی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی ﷫ فرماتے ہیں اسکی سند مسلم کی شرط پر ہے (بلوغ المرام كتاب الحج (٧٤٢) اس طرح امام نووی ﷫ نے شرح المھذب میں فرمایا اور قاضی شوکانی ﷫ نے فرمایا: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں (مرعاة ٩/ ١٦٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٦١٥۔ ضعيف ، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب منی يقطع المعتمر التلبيه (١٨١٧)، الترمذی كتاب (٩١٩)، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ضعیف ہے۔

❀❀ ابوداؤد كتاب المناسك باب متى يقطع المعتمر التلبية (١٨١٧) ترمذی كتاب الحج باب ماجاء متى تقطع التلبية فی العمرة (٩١٩) بيهقی ٥/ ١٠٤' ١٠٥ یہ روایت ابن عباس ﷠ سے مرفوعا وموقوفا دونو طرح مروی ہے ابوداؤد میں پہلے یہ مرفوعا مروی اسکے بعد موقوفا سند ذکر کی گئی ہے صاحب کتاب کے لیے مناسب یہ تھا کہ اسے مرفوعا ذکر کرتے ہیں۔ ترمذی میں یہ حدیث رعلی ہے اور ابوداؤد میں قولی ہے اور دونوں مرفوع روایتوں کا مدار محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر ہے۔ اور ابن ابی لیلی ضعیف اور کثیر الوھم ہے۔ اور اسے مرفوع بیان کرنا اسکی خطا ہے امام بیہقی ﷫ فرماتے ہیں "رفعه خطأ وكان ابن ابی ليلی هذا كثيرا الوهم وخاصة اذا روی عن عطاء فيخطء كثيرا ضعفه اهل النتقل مع كبر محله فی الفقه (بيهقی ٥/ ١٠٥) اس کا مرفوعہو ناغلطی ہے اور یہ ابن ابی لیلی کثیرا الوھم ہے بالخصوص جب یہ عطاء سے روایت کرے تو کثرت سے خطائی کرتا ہے فقہ میں اس کا بڑا اقسام ہونے کے باوجود اہل النقل نے اس ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اسکی یہ روایت عطاء سے ہی ہے۔ اور عبدالملک بن ابی سلیمان' جریج اور ھمام جیسے ثقات نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے عطاء سے موقوف بیان کیا ہے۔ بیہقی میں اس حدیث کا ایک شاہد بطریق حجاج بن ارطاۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بھی مروی ہے اور اسے حجاج عن عطاء عن ابن عباس مرفوعا بھی بیان کیا گیا ہے لیکن حجاج بن ارطاۃ بھی ضعیف اور اسے حجاج عن عطاء عن ابن عباس سے مرفوعا بیان کیا گیا ہے لیکن حجاج بن ارطاۃ بھی ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔ پھر امام بیہقی ﷫ نے ابوبکر ﷛ سے مرفوعا اس معنی کی روایت ذکر کر کے اسکی سند کو غیر قوی قرار دیا ہے۔ علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری ﷫ نے اسے کثرت طرق کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اس لیے امام ترمذی ﷫ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی ﷫ وغیرہ ائمہ نے اس سے احتجاج کیا ہے۔ (مرعاة ٩/ ١٧٢) (مبشر احمد ربانی)

أَوِ الْمُعْتَمِرُ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ قَالَ: وَ رَوَى مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

برابر لبیک کہتا رہے یہاں تک حجر اسود کا استیلام کرے یہ حکم صرف عمرہ کرنے والوں کے لیے ہے۔(ابوداوٗد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

٢٦١٦-عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الشَّرِيدَ يَقُولُ: أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الأَرْضَ حَتَّى أَتَى جَمْعًا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٦١٦۔ یعقوب بن عاصم بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے شرید صحابی کو بیان کرتے ہوئے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں عرفات سے واپس ہوا تو آپ کا قدم زمین پر نہیں لگا یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔(ابوداوٗد)

توضیح: یعنی عرفات سے مزدلفہ تک رسول اللہ ﷺ سواری پر چلے راستے میں پیدل نہیں چلے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ راستے میں کہیں بھی قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں اترتے بلکہ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ راستے میں ایک جگہ آپ کو پیشاب کی ضرورت پیش آئی تو پیشاب کے لیے آپ سواری سے اتر پڑے اور پیشاب کر کے وضو کیا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ نماز کا وقت آ گیا نماز پڑھ لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم مزدلفہ میں نماز پڑھیں گے پھر وہاں سے سوار ہو کر مزدلفہ تشریف لائے۔

عرفہ میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنا

٢٦١٧-وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ، سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ: كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ

٢٦١٧۔ حضرت ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ حجاج بن یوسف نے جس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر ڈالا تھا تو اس سال اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ عرفے میں ٹھہرنے کے دن ہم کیا کام کریں تو سالم نے یہ کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو عرفے کے دن ظہر اور عصر کو سویرے پڑھو عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سالم نے صحیح کہا ہے

٢٦١٦۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد (١٩٢٥)، تحفه الاشراف (٤٨٤٢)

❀❀ صحیح' یہ حدیث ابوداوٗد کے عام نسخوں میں نہیں ہے صاحب عون المعبود نے باب الافعة من عرفة کے آخر میں حدیث اسامۃ رحمہ اللہ کے بعد حاشیے میں یہ حدیث بایں سند ذکر کی ہے حدثنا محمد بن المثنی قال نا روح بن عبادة قالنا زکریا بن اسحاق انا ابراهيم بن ميسره انا يعقوب بن عاصم بن عروة أنَّهٗ سمع شريد رضی اللہ عنہ پھر اس کے بعد فرمایا: "لم يوجد هذا الحديث الافى نسخة واحده" یہ حدیث صرف ایک ہی نسخے میں پائی جاتی ہے (حاشيه عون المعبود (٢/ ١٣٦) امام ترمذی رحمہ اللہ نے تحفة الاشراف (٤٨٤٢) ٤/ ١٥٣ میں ابوداوٗد کے حوالے سے یہ روایت ذکر کر کے فرمایا ہے "هذا الحديث فى روايت ابى الحسن بن العبد وابى بكر بن داسة عن ابى داؤد لم يذكره ابو القاسم" یہ حدیث ابوداوٗد سے ابوالحسن بن العبد اور ابوبکر بن داسہ کی روایت میں ہے اور ابوالقاسم نے اسے ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث اسی سند سے مسند احمد (٤/ ٣٨٩،٣٩٠) میں بھی موجود ہے اسکے تمام راوی ثقہ ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

٢٦١٧۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب الجمع بين الصلاتين بعرفة (١٦٦٢)

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الجمع بين الصلاتين بصرفة (٨٩۔١٦٦٢) بخاری کے اس باب میں یہ روایت معلق مجزوم مروی ہے حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اسماعیلی نے یحیی بن بکیر اور ابوصالح عن اللیث ذکر کیا ہے (فتح الباری ٣/ ٥١٤) اور اسماعیلی کے طریق سے امام بیہقی نے سنن کبری ٥/ ١١٤ میں ذکر کیا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: وَهَلْ يَتَّبِعُونَ فِيْ ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ؟۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

صحابہ کرام سنت کے طریقے پر عرفے میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے میں نے سالم سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس دن ایسا کیا تھا تو سالم نے کہا ہاں لوگ اس معاملے میں نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔(بخاری)

فھجر تھجیر سے مراد ہر چیز میں جلدی کرنا۔اس میں اشارہ ہے کہ نماز ظہر اور عصر کو ظہر کے اول وقت میں پڑھو۔(البانی)

توضیح: حجاج بن یوسف مشہور ظالم بادشاہ ہے اس نے اپنے زمانے میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا تھا مکے کے خلیفہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے ان پر لشکر کشی کی تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر ڈالا تو عبدالملک بن مروان نے ان کو شہر مکہ کا حاکم مقرر کیا اور اس نے بتایا کہ حج کے معاملے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ پاچھ لینا چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج کے مسائل حجاج بن یوسف کو بتاتے رہے۔

❀❀❀❀

(٦) بَابُ رَمْيُ الْجِمَارِ

کنکریوں سے مارنے کا بیان

رمی جمار

رمی کے معنی کنکری پھینکنے کے ہیں جمار اور جمرات جمرہ کی جمع ہے جمرہ کنکری کو کہتے ہیں چونکہ جمرۂ عقبیٰ وسطیٰ کنکریاں ماری جاتی ہیں اسلیے مجازاً ان کو جمرات یا جمار کہتے ہیں منیٰ کے بیچ کے راستہ میں یہ تین جگہیں ہیں ان پر پتھر کے تین ستون بقد آدم اونچے بنے ہوئے ہیں ان تینوں کو جمرات یا جمار کہتے ہیں اور الگ الگ ہر ایک کو جمرہ بولتے ہیں ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے ان کو جمرۃ العقٰی اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ کہتے ہیں اور تیسرے کو جو مسجد خیف کے قریب ہے جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں ان جمرات پر کنکری پھینکنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے کے لیے تشریف لائے تو جمرۃ الاخریٰ کے پاس شیطان نظر آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر آپ آگے چلے تو جمرۃ الوسطیٰ کے پاس شیطان پھر نظر آیا تو آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا شیطان کو مارتے رہو اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے رہو۔ (صحیح ابن خزیمہ)

بعض کے نزدیک یہ رمی واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک رمی جمرۂ عقبہ حج کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے اس کے چھوڑنے سے حج باطل ہو جائے گا۔ (نیل الاوطار)

دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ اولیٰ کی نہیں ہوتی منیٰ میں بقرعید کی نماز نہیں پڑھی جاتی جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا عید کی دو رکعت نماز کے قائم مقام سمجھو۔ کنکری مارنے کا وقت دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے مجبوراً زوال آفتاب کے بعد بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ضحیٰ کے وقت کنکریاں ماری تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ پر ضحیٰ کے وقت کنکریاں ماری تھیں بعد کی تاریخوں میں زوال آفتاب کے بعد۔ (بخاری) اور قریش کے لڑکوں سے فرمایا تھا کہ: ((لَا تَرْمُوْا حَتّٰى تَطْلُعُ الشَّمْسُ .)) (ترمذی) طلوع آفتاب کے کے بعد کنکریاں مارنا۔ عورتیں طلوع فجر سے پہلے مار سکتی ہیں جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا۔ (ابوداؤد)

اور رمی جمرہ عقبہ کے وقت لبیک موقوف کر دو اور عقبہ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرو تو اچھا ہے اور دائیں ہاتھ سے رمی کرو بائیں ہاتھ سے خلاف سنت ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا کرو کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب جمرۂ عقبہ پر پہنچے تو بیت اللہ شریف کو بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کیا اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے پھر فرمایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے رمی کی ہے جس پر سورۂ بقرہ کا نزول ہوا۔ (بخاری) رسول اللہ ﷺ جمرۂ عقبہ تک لبیک کہتے رہے۔ (بخاری)

کنکریوں کے مارنے کا طریقہ

جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچ کر لبیک پکارنی چھوڑ دو اس کے سامنے نیچی جگہ کھڑے رہو۔ بیت اللہ شریف کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں جانب کرو انگوٹھے کے ناخن پر کنکری رکھ کر شہادت کی انگلی سے سات کنکریاں الگ الگ خوب تاک تاک کر جمرۂ عقبہ پر مارو اگر یہ مشکل ہو تو انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر مارو پہلی کنکری پر لبیک موقوف کر دو ہر کنکری کے ہمراہ مارنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا۔))

''اللہ کے نام پر کنکری مارتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے شیطان ذلیل ہو خدا راضی ہو جائے اے اللہ حج کو قبول فرما اور گناہوں کو معاف فرما اور کوشش کی قدردانی فرما۔'' (نیل فتح)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

٢٦١٨۔عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِيْ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَ يَقُوْلُ: ((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّيْ لاَ أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لاَ أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦١٨۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو اپنی سواری پر سوار ہو کر کنکری مارتے ہوئے دیکھا اور آپ یہ فرماتے جاتے کہ مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو مجھے نہیں معلوم کہ شاید اس حج کے بعد آئندہ حج نہ کرسکوں۔ (مسلم)

توضیح: دسویں تاریخ کو منیٰ پہنچ کر جمرۂ عقبہ کی رمی سوار ہو کر کرنا سنت ہے' اور پیادہ پا بھی جائز ہے۔

٢٦١٩۔وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦١٩۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارتے دیکھا۔ (مسلم)

رمی کا بیان

٢٦٢٠۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

٢٦٢٠۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر

٢٦١٨۔ صحیح مسلم کتاب باب الستحباب رمی جمرة العقبة یوم النحر (١٩٢٧[٣١٣٧])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب استحباب رمی جمرة العقبة یوم النحر راکبا (٣١٠۔ ١٢٩٧) بیھقی ٥/ ١٣٠ ابوداؤد کتاب المناسك باب فی رمی الجمار (١٩٧٠) نسائی کتاب المناسك باب الرکوب ابی الجمار واستظلال المحرم (٣٠٦٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٦١٩۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب کون حصی الحمار یقدر حصی الحذف (١٢٩٩[٣١٤٠])

٢٦١٩۔ مسلم کتاب الحج باب استحباب کون حصر الجمار بقدر حصی الخذف (٣١٣۔ ١٢٩٩) بیھقی ٥/ ١٢٧ نسائی کتاب المناسك باب المکان الذی ترمی منه جمرة العقبة (٣٠٧٥) ترمذی کتاب الحج باب ماجاء ان الجمار التی یرمی بھا مثل حصر الخذف (٨٩٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٠۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب رمی الجمار (تعلیقاً قبل حدیث ١٧٤٦)، مسلم کتاب الحج باب بیان وقت استحباب الرمی (١٢٩٩[٣١٤١])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب رمی الجمار ١٣٤ مسلم کتاب الحج باب بیان وقت استحباب الرمی (٣١٤۔١٣٠٠)' یہ روایت بخاری میں معلق مجزوم ہے جبکہ مسلم میں موصولا مروی ہے اسی طرح مسند احمد' ترمذی ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ابن خزیمہ' ابن حبان' اسحاق بن راھویہ' دارمی اور بیہقی میں بھی موصولا مروی ہے۔ (مرعاة ٩/ ١٨٢۔ بیھقی ٥/ ١٣١'١٤٩) (مبشر احمد ربانی)

الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں چاشت کے وقت رمی کی اور اس کے بعد اور دنوں میں زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔ (بخاری، مسلم)

٢٦٢١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى، فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ، وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ وَ رَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَمَى الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۲۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جمرۂ عقبہ پر پہنچے اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ بیت اللہ شریف کو اپنے بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور سات کنکریاں ماریں اور مارتے وقت ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے جاتے۔ پھر لوگوں سے کہا کہ اسی طرح سے اس نے کنکری ماری ہے جس کے اوپر سورۂ بقرہ اتری ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا قرآن مجید نازل ہوا ہے سورۂ بقرہ کا اس لیے نام لیا کہ اس میں حج کے احکام ہیں اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ ((اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْباً مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلاً مَّشْكُوْرًا.)) کہتے جاتے۔

٢٦٢٢۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: الاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَ رَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ، وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ، وَالطَّوَافُ تَوٌّ، وَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجا کرنے کے لیے طاق ڈھیلے لینے چاہیے (تین، پانچ، سات) اور شیطان کو مارنے کے لیے طاق کنکریاں لینی چاہئیں جیسے (سات) اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا بھی طاق ہے (یعنی سات مرتبہ) اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنا بھی طاق ہے یعنی سات پھیرا اور جب تم میں سے کوئی دھونی لے تو طاقت لے یعنی تین بار پانچ بار یا سات بار۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٦٢٣۔ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ، لَيْسَ ضَرْبٌ وَ لاَ طَرْدٌ، وَلَيْسَ قِيْلَ: إِلَيْكَ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ، وَالتِّرْمِذِيُّ،

۲۶۲۳۔ قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کے دن صہبا یعنی سرخ سفید اونٹنی پر کنکری مارتے ہوئے دیکھا نہ وہاں جانوروں کا مارنا، نہ ہانکنا اور نہ ہٹو بچو ہٹو بچو تھا۔ (شافعی، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، نسائی)

٢٦٢١۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب رمی الجمار من بطن الوادی (١٧٤٧)، مسلم کتاب الحج باب رمی جمرة العقبة من بطن الوادی (١٢٩٦[٣١٣١، ٣١٣٦])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب رمی الجمار من بطن الوادی (١٧٤٧) وباب رمی الجمار بسبع حصیات (١٧٤٨) وباب من رمی جمرة العقبة فجعل البیت عن یساره (١٧٤٩) وباب یکبر مع کل حصة (١٧٥٠) مسلم کتاب الحج باب رمی جمرة العقبة من بطن الدارمی (٣٠٥۔ ٣٠٩۔ ١٢٩٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٢۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان حصی الجمار سبع (١٣٠٠[٣١٤٣])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب بیان ان حصی الجمار سبع (٣١٥۔ ١٣٠٠) (مبشر احمد ربانی)

وَالنَّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِیُّ

٢٦٢٤ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ رَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۲۶۲۴۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمروں کی رمی اور صفا مروہ کے درمیان سعی ذکر الٰہی کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔(ترمذی' دارمی)امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

٢٦٢٥ـ وَعَنْهَا، قَالَتْ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلاَ

۲۶۲۵۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے

٢٦٢٣ـ اسناده صحيح، سنن الترمذی کتاب الحج باب كراهية رد الناس عند رمی الجمار (٩٠٣)؛ النسائی کتاب المناسك باب الركوب الى الجمار (٣٠٦٣)، ابن ماجه کتاب المناسك باب رمی الجمار راكباً (٣٠٣٥) الام للشافعی (٢/ ٢١٣)، دارمی کتاب المناسك باب رمی الجمار بربها راكبا (٢/ ٨٧ ح ١٩٠١)

❀❀ صحیح' کتاب الام للشافعی کتاب الحج باب دخول منی ٢/ ٢١٣ ترمذی کتاب الحج باب كراهية طرد الناس عند رمی الجمار (٩٠٣) نسائی کتاب المناسك باب الركوب الى الجمار (٣٠٦١) ابن ماجه کتاب المناسك باب رمی الجمار راكبا (٣٠٣٥) دارمی کتاب المناسك باب فی رمی الجمار راكبا (١٩٠٧) مسند احمد ٦/ ٤١٢ بیهقی ٥/ ١٣٠ مستدرك حاكم ١/ ٤٦٦ اس حدیث کو امام حاکم نے بخاری کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذھبی نے تلخیص میں اسے برقرار رکھا امام ترمذی اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٤ـ اسناده حسن سنن ابی داؤد (١٨٨٨)، الترمذی کتاب الحج باب ماجاء كيف ترلی الجمار (٩٠٢)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ روایت صحیح ہے بلکہ خود علامہ البانی رحمہ اللہ نے ابن خزیمه (٢/ ١٣٥٤ ح ٦٨٨٢)''اسنادہ صحیح'' لکھا ہے لہٰذا خود البانی رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام کی تحسین نصیح اسے صحیح ہی قرار دیتی ہے

❀❀ حسن' ترمذی کتاب الحج باب ماجاء كيف ترمی الجمار (٩٠٢ دارمی کتاب المناسك باب الذكر فی الطواف وسعی بین الصفا والمروة (١٨٦٠) ابوداؤد کتاب المناسك باب فی الرمل (١٨٨٨) مسند احمد (٦/ ٦٤'٧٥'١٣٩ مستدرك حاكم ١/ ٤٥٩ ابن خزیمه (٢٨٨٢' ٢٩٧٠) اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح اور امام ابن خزیمہ' حاکم اور ذھبی نے صحیح قرار دیا ہے۔اس کی سند میں عبیداللہ بن ابی زیادہ القداح ابوالحصین المکی امام یحییٰ سعید القطان انہیں وسط یعنی حسن درکے کا راوی سمجھتے تھے' امام احمد اور ابو حاتم رازی اسے صالح الحدیث کہتے تھے۔ابن عدی فرماتے ہیں تو ارلہ شیئا منکر ن نے اس کی کوئی منکر روایت نہیں دیکھی امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں اور امام نسائی لیس بہ باس کہتے ہیں امام عجلی اور حاکم اسے ثقہ قرار دیتے ہیں (الجرح والتعدیل ٥/ ٣١٥' ٣١٦ المقی فی الضعفاء ٢/ ٢٧) تهذیب التهذ... ٤/ ١٢'١٣ چند ایک ائمہ ھلکی نے جرح بھی کی ہے لیکن جہابذہ علماء محدثین اسے قابل حجت ہی سمجھتے ہیں لہٰذا یہ راوی حسن الحدیث ہے علامہ البانی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف قرار دینا محل نظر ہے۔علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کا معنی بلاشبہ صحیح ہے اور اس کے صحیح المعنی ہونے کی شہادت قرآن کی آیت دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿واذكرو الله في ايام معدودات﴾ (البقرة: ٢٠٣) ان ایام میں ذکر کرنے کے اندر رمی جمار بھی داخل ہے اس لیے کہ اس آیت کے بعد ہے ﴿فمن تعجل في يومين فلا ثم عليه﴾ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رمی اقامت ذکر کے لیے مشروع کی گئی ہے جیسا کہ واضح ہے (مرعاة ٩/ ١٨٧)(مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٥ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد (٢٠١٩)، الترمذی کتاب الحج باب ماجاء ان منی مناخ من سبق (٨٨١)، ابن ماجه کتاب المناسك باب النزول بنی (٣٠٠٦)، جبکه ایم یوسف غیر معروفه راویه هے۔ دارمی کتاب المناسك باب كراهية البنيان يمنی (٢/ ١٠٠ ح ١٩٣٧)

❀❀ حسن' ترمذی کتاب الحج باب ماجاء ان منی مناخ من سبق (٨٨١) ابن ماجه کتاب المناسك باب النزول بمنی (٣٠٠٦) دارمی کتاب المناسك باب كراهية البنيان بمنی ابوداؤد کتاب المناسك (٢٠١٩) بیهقی ٥/ ١٣٩ مستدرك حاكم ١/ ٤٦٦' ٤٦٧ مسند احمد ٦/ ١٧٨' ٢٠٦-٢٠٧ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح اور امام حاکم و ذھبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کیا ہے علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ نے پھر اسے حسن قرار دیا ہے۔(مرعاة ٩/ ١٨٨) اس حدیث کی سند میں مسیکہ ام یوسف بن ماھک تابعیہ ہیں جسے بعض آئمہ نے مجھولہ کہا لیکن امام حاکم و ذھبی اور ترمذی نے اس کی حدیث کی تصحیح کے ذریعے توثیق کردی ہے(مبشر احمد ربانی)

نَبْنِي لَكَ بِنَاءً يُظِلُّكَ بِمِنًى؟ قَالَ:((لاَ، مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کیلیے منیٰ میں کوئی سایہ دار مکان بنا دیں کہ آپ اسکے سائے میں آرام فرمائیں آپ نے فرمایا نہیں منیٰ اس کیلیے ہے جو پہلے پہنچ جائے اور اپنے اونٹ کو وہاں بیٹھا لے یعنی منیٰ میں کوئی مخصوص جگہ کسی کیلیے نہیں ہے یعنی جو وہاں پہلے پہنچ گیا وہی جگہ اسکے لیے ہوگئی۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٦٢٦۔ عَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الأُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلاً يُكَبِّرُ اللهَ، وَيُسَبِّحُهُ، وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُو اللهَ، وَلاَ يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۲۶۲۶۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمرۂ اولی اور جمرۂ وسطیٰ پر بہت دیر تک ٹھہرتے اور اللہ اکبر' سبحان اللہ' الحمدللہ' کہتے رہتے اور دعا کرتے اور جمرۂ عقبی کے پاس نہیں ٹھہرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک)

توضیح: یعنی جمرۂ اولی اور جمرۂ وسطیٰ پر کنکری مارنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیر تک ٹھہرے رہتے اور دعا اور ذکر الٰہی کرتے رہتے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سورۂ بقرہ پڑھنے کے مقدار تک ٹھہرنا چاہیے اور بعض اہل اللہ اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ان کے پاؤں متورم ہو جاتے۔

❀❀❀❀

٢٦٢٦۔ صحيح (موقوف)، موطا امام مالك كتاب الحج باب رمى الجمار (١/ ٤٠٧ ح ٩٣٩)

❀❀ صحيح موقوف' المؤطا للمالك كتاب الحج باب رمى الجمار (٢١٢) علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ موقوف صحیح ہے بیہقی (٥/ ١٤٩) اس حدیث کا اصل مرفوعا بخاری میں ہے (مرعاۃ ٩/ ١٩١) (مبشر احمد ربانی)

(۷) بَابُ الْهَدْيِ

قربانی کے جانوروں کا بیان

حج کے وقت حاجی جو جانور قربان کے لیے اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس جانور کو ہدی کہتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں (۱) بکرا' دنبہ' بھیڑ (۲) گائے' بیل' بھینس (۳) اونٹ۔ ادنیٰ ہدی بکری ہے اور اعلیٰ اونٹ ہے۔ جو جو شرطیں قربانی کے جانور کے لیے ہیں وہی ہدی کے جانوروں میں بھی ہیں ہدی کا گوشت حرم کے مسکینوں کو دینا افضل ہے۔ تمتع اور قرآن کے ہوں تو اس میں سے کچھ تھوڑا بہت کھا سکتے ہیں اور اس کے جل اور اس کی کھال کو غریبوں میں صدقہ خیرات کر دیا جائے بطور نشان کے اونٹ کے گلے میں جوتی کا ہار ڈالنا سنت ہے اس کو تقلید کہتے ہیں اور شعار کرنا بھی سنت ہے یعنی قربانی کے اونٹ کے داہنے شانے کو چیز دینا کہ چمڑا کٹ جائے اور گوشت نہ کٹنے پائے۔ ہدی کا کوئی جانور راستہ میں مرنے لگے تو راستہ ہی میں ذبح کر ڈالا جائے اور خون سے اس کے ہار کو رنگ دیا جائے اور اس کے کوہان پر نشان لگا دیا جائے تا کہ مالدار لوگ اسے نہ کھائیں کیونکہ یہ غریبوں کا حق ہے۔ ان سب کا بیان نیچے حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

قربانی کے جانور کے گلے میں ہار وغیرہ پہنانا

۲۶۲۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَاشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سِنَامِهَا الأَيْمَنِ، وَسَلَتِ الدَّمَ عَنْهَا، وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کو جاتے ہوئے) ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی قربانی والی اونٹنی کو منگوایا (اور نشان کے طور پر) اس کے کوہان پر داہنی جانب کے کنارے کچھ چیر دیا اور اس کے خون کو پونچھ دیا اور اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈال دیا پھر اپنی سواری پر سوار ہو گئے جب اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر پہنچی تو آپ نے لبیک لبیک زور سے پکار کر فرمایا۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینے کے قریب ہے اور مدینے والوں کے لیے یہی احرام باندھنے کی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج میں جاتے ہوئے وہاں ٹھہر گئے تھے ظہر کی نماز پڑھی اور اپنے قربانی کے جانور کا شعار کیا اور اس کے گلے میں ہار ڈال دیا تا کہ سب لوگ جان جائیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے کوئی نہ چھیڑے لہٰذا شعار کرنا اور ہار ڈالنا سنت ہے۔

۲۶۲۷۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب تقلید الهدی واشعار عند الاحرام (۱۲۴۳[۳۰۱۶])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب تقلید الهدی واشعار عند الاحرام (۲۰۵۔۱۲۴۳) مسند احمد ۱/ ۲۱۶' ۲۵۴ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٨- وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَهْدَى النَّبِيُّ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۲۸۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ قربانی کی بکریوں کو بیت اللہ شریف کی طرف بھیجا اور ان کے گلے میں ہار ڈال دیا۔(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قربانی کرنا

٢٦٢٩- وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۲۹۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر کے دن میں حضرت عائشہ کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔(مسلم)

٢٦٣٠- وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً فِيْ حَجَّتِهِ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۳۰۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔(مسلم)

٢٦٣١- وَعَنْعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ بِيَدِيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَ أَشْعَرَهَا، وَأَهْدَاهَا، فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۳۱۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہاروں کی رسی میں نے اپنے ہاتھ سے بٹی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان ہاروں کو جانوروں کے گلے میں ڈالا پھر ان اونٹوں کا شعار کیا یعنی دائیں کوہان کے نیچے چمڑے کو چیر دیا پھر ان جانوروں کو جانے والے حاجیوں کے ہمراہ مکہ بھیج دیا اور ان جانوروں کے بھیجنے سے جو چیز آپ پر حلال تھی حرام نہیں ہوئی یعنی قربانی کے جانور کے بھیجنے سے آپ محرم نہیں ہوئے۔(بخاری، مسلم)

٢٦٣٢- وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ

۲۶۳۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قربانی

٢٦٢٨- صحيح بخاری كتاب الحج باب تقليد الفتح (١٧٠١)، مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لا يريد الذهاب (١٣٢١[٣٢٠٣])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب تقليد الغنم (١٧٠١) مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرم (٣٦٧-١٣٢١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٢٩- صحيح مسلم كتاب الحج باب الاشتراك فى الهدى (١٣١٩[٣١٩١])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب الاشتراك فى الهدى (٣٥٦-١٣١٩) بيهقى ٥/ ٢٣٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٠- صحيح مسلم (١٣١٩[٣١٩٢])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب الاشتراك فى الهدى (٣٥٧-١٣١٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣١- صحيح بخاری كتاب الحج باب من اشعر وقلا بذى الحليفة (١٦٩٦)، مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرم (١٣٢١[٣١٩٨])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب من اشعروقلدبذى الحليفه ثم احرم (١٦٩٦) مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرام (٣٦٢- ١٣٢١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٢- صحيح بخاری كتاب الحج باب الكلائد من العهن (١٧٠٥)، مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لا يريد الذهاب (١٣٢١[٣٢٠٠])

❀❀ یہ روایت بخاری اور مسلم کی الگ الگ حدیثوں میں مذکور ہے كان عند تك روايت بخاری كتاب الحج باب القلائد من العمن (١٧٠٥) مسلم كتاب الحج باب الاستحباب بعث الهدى الى الحرام (٣٦٤-١٣٢١) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور ثم بعث بهامع ابى ایک دوسری حدیث کا حصہ ہے جو بخاری باب من القلائد بيده (١٧٠٠) اور كتاب الوكالة باب الوكالة فى البدن وتعاهدها (٢٣١٧) مسلم كتاب الحج باب استحباب بعث الهدى الى الحرم (٢٦٩-١٣٢١) میں موجود ہے۔(مبشر احمد ربانی)

عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کے جانوروں کے ہار کو اونٹوں کے اون سے میں نے بٹا جو میرے پاس تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان قربانی کے جانوروں کو میرے باپ حضرت ابوبکر کے ہمراہ مکہ بھیجا۔ (بخاری، مسلم)

قربانی کے جانور پہ سواری کرنا کیسا ہے

٢٦٣٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بُدْنَةً، فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ:((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ:إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِيْ الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے قربانی کے جانور کو ہنکاتا ہوا لے جا رہا ہے آپ نے فرمایا تم اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے میں اس پر کیسے سوار ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ تم اس پر سوار ہو جاؤ تو اس نے کہا کہ یہ ہدی اور قربانی کا جانور ہے میں اس پر کیسے سوار ہوں آپ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا کہ بڑے افسوس کی بات ہے تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ (بخاری، مسلم)

٢٦٣٤۔ وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۳۴۔ حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ ان سے قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا یعنی حاجی جو جانور قربانی کے لیے اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جب تم کو ضرورت پیش آ جائے تو اس پر بھلائی کے ساتھ سوار ہو سکتے ہو یہاں تک کہ تم دوسری سواری پا لو۔ (مسلم)

توضیح: بلا ضرورت قربانی کے جانور پر سوار ہونا اچھا نہیں ہے اور پہلے زمانے میں لوگ اس پر سوار ہونے کو برا سمجھتے تھے نبیؐ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی سواری نہ ہو اور سواری ہونے کی تم کو ضرورت پیش آ جائے تو اچھائی کے ساتھ اس پر سواری کر سکتے ہو کہ نہ اسکو مارو پیٹو اور نہ تکلیف پہنچاؤ جب تم کو دوسری سواری مل جائے تو پھر اس سے اتر آؤ۔

قربانی کا جانور راستے میں بیمار ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

٢٦٣٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ

۲۶۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٦٣٣۔ صحيح بخاری کتاب الحج باب رکوب البدن (١٦٨٩)، مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنة المهداة يمن احتاج (١٣٢٢[٣٢٠٨])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب رکوب البدن (١٦٨٩) مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنة (٣٧١۔ ١٣٢٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٤۔ صحيح مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج (١٣٢٤[٣٢١٤])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنة (٣٧٥۔١٣٢٤) ابوداؤد کتاب الحج باب فی رکوب البدن (١٧٦١) نسائی کتاب المناسك باب رکوب البدنة بالمعروف (٢٨٠١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٥۔ صحيح مسلم کتاب الحج باب ما يفعل بالهدی اذا المطب فی الطريق (١٣٢٥[٣٢١٦])

❀❀ مسکم کتاب الحج باب ما يفعل بالهدی اذا عطب فی الطريق (٣٧٧۔١٣٢٥) بيهقی ٥/ ٢٤٣ (مبشر احمد ربانی)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ عَشَرَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَ أَمَّرَهُ فِيهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا؟ قَالَ: ((انْحَرْهَا، ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا، ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلَى صَفْحَتِهَا، وَلاَ تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلاَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

سولہ اونٹوں کو مکے میں قربانی کرنے کیلیے ایک آدمی کے ساتھ مکہ مکرمہ بھیجا اور اس کو اس میں امیر بنایا یعنی یہ فرمایا کہ تم ان اونٹوں کی نگرانی کرتے رہنا اور مکہ پہنچ کر میرے طرف سے قربانی کر ڈالنا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ان اونٹوں میں سے اگر کوئی اونٹ بیماری وغیرہ کی وجہ سے نہ چل سکے یا تھک کر بیٹھ جائے یا راستہ میں مرنے لگے تو میں کیا کروں گا تو آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں تم اس کو وہیں ذبح کر دینا اور اس کے خون میں اس کے جوتیوں کو جو اس کے گلے میں ہار کے طور پر پڑی ہوئی ہیں ڈبو کر یعنی اسکے خون میں رنگ کر اس کے کوہان پر نشان ڈال دینا یعنی چھاپ دینا اور تم اس میں سے نہ کھانا اور نہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے۔ (مسلم)

توضیح: کھانے سے اس لیے منع فرمایا تا کہ کوئی دوسرے کے قربانی کے جانور کو راستے میں ذبح کر کے کھانے کے لیے بہانہ نہ بنائے۔

گائے اور اونٹ کی قربانی میں کتنے لوگ شریک ہوں

٢٦٣٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦٣٦۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم نے ایک اونٹ کو سات آدمیوں کی طرف سے کیا اور ایک گائے کو سات آدمیوں کی طرف سے کیا۔ یعنی گائے میں سات آدمی شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں اور سب کو قربانی کا ثواب مل سکتا ہے۔ (مسلم)

اونٹ کو نحر کرنے کا بیان

٢٦٣٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا، قَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٣٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو اپنے اونٹ کو بیٹھا کر نحر کر رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ تم اس اونٹ کو کھڑا کر دو اور اس کے پاؤں کو باندھ کر نحر کرو رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے۔ (بخاری، مسلم)

٢٦٣٦۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب الاشتراك فى الهدى (١٣١٨[٣١٨٥])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب الاشترار فى الهدى (٣٥٠-١٣١٨) بيهقى ٥/ ٢٣٤ ابن ماجه كتاب الاضاحى باب عن كم تجزىء البدنة والبقرة (٣١٣٢) ابوداؤد كتاب الضحايا باب فى البقر والجزور عن كم تجزئ (٢٨٠٩) ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى الاشتراع فى البدنة والبقرة (٩٠٤) نسائى كتاب الضحايا باب ما تجزء عنه البقرة فى الضحايا (٤٣٩٨) المؤطا للمالك كتاب الضحايا باب الشركة فى الضحايا دارمى كتاب الاضاحى باب البدنة عن سبعة (١٩٦١- ١٩٦٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٧۔ صحيح بخارى كتاب الحج باب نحر الابل مقيدة (١٧١٣)، مسلم كتاب الحج باب نحر البدن قياما مقيدة (١٣٢٠[٣١٩٣])

❀❀ بخارى كتاب الحج باب نحر الابل مقيده (١٧١٣) مسلم كتاب الحج باب نحر البدن قياما مقيدة (٣٥٨-١٣٢٠) مسند احمد (٢/ ٣) بيهقى (٥/ ٢٣٧) (مبشر احمد ربانی)

توضیح: اونٹ کے سینے میں نیزہ مارنے کو نحر کہتے ہیں اور گائے بکری وغیرہ کے گلے کو چھری سے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں سنت ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کے زانو کو رسی سے باندھ دیا جائے اور اس کو تینوں پیروں پر کھڑا رکھا جائے اور اس کے سینے پر ذبح کی نیت سے نیزہ مارا جائے تو وہ گر پڑے گا گرنے کے بعد باقاعدہ چھری وغیرہ سے کاٹا جائے اونٹ کے لیے نحر کرنا افضل ہے لیکن اگر کوئی ذبح بھی کر دے تو بھی جائز ہے اور گائے بکری کے لیے ذبح کرنا افضل ہے۔

قربانی کے جانور کی مزدوری

٢٦٣٨۔ وَعَنْ عَلِيٍّ ﷛، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى بَدَنَةٍ، وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَأَجِلَّتِهَا، وَأَنْ لاَ أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ: ((نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۳۸۔ حضرت علی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ نے قربانی کے اونٹوں میں خبر گیری کروں اور قربانی کرنے کے بعد ان کے گوشت اور چمڑے اور جل کو صدقہ اور خیرات کردوں اور اس میں سے قصائی کو مزدوری نہ دوں بلکہ قصائی کی مزدوری اپنے پاس سے دوں۔ (بخاری، مسلم)

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا

٢٦٣٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ: كُنَّا لاَ نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلاَثٍ، فَرَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُوا وَتَزَوَّدُوا)) فَأَكَلْنَا وَ تَزَوَّدْنَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۶۳۹۔ حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ توشے کے طور پر تین دن سے زیادہ رکھ سکتے ہو۔ چنانچہ ہم نے تین دن سے زیادہ توشہ رکھا اور کھایا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: مدینہ منورہ کے اطراف میں قحط سالی پڑ گئی تھی قربانی کے موقع پر وہ لوگ مدینہ منورہ اس خیال سے آ گئے کہ قربانی کا گوشت ہم کو کھانے کے واسطے مل جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سال لوگوں کو یہی حکم دیا کہ تین دن سے زیادہ گوشت کو مت رکھو اور اپنی ضرورت سے بچے تو ان محتاجوں کو دے دو دوسرے سال اس کی ضرورت نہیں رہی اس لیے آپ نے اس کی اجازت دے دی کہ تین دن سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہو عرب میں یہ دستور تھا کہ قربانی کے گوشت کو سکھا کر رکھ لیتے اور مہینوں کھاتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٦٤٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَى

۲۶۴۰۔ حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کی سال

٢٦٣٨۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب یتصدق بجلود الهدی (١٧١٧)، مسلم کتاب الحج باب فی الصدقة بلحوم الهدی وجلودها وجلالها (١٣١٧[٣١٨٠])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب یتصدق بجلود الهدی (١٧١٧) مسلم کتاب الحج باب فی الصدقة بلحوم الهدی وجلودها وجلالها (٣٨۔١٣١٧) مسند احمد (١/ ٨٩،١٢٣،١٣٣،١٥٤) بیهقی ٥/ ٢٤١ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٣٩۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب مایؤکل من البدن وما یتصدق (١٧١٩)، مسلم کتاب الاضای باب بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم (١٩٧٢[٥١٠٥])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب ما یؤکل من البدن وما یتصدق (١٧١٩) مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم الاضاحی (٣٠۔ ١٩٧٢) (مبشر احمد ربانی)

عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هَدَايَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ، فِي رَأْسِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ. وَ فِي رِوَايَةٍ :مِنْ ذَهَبٍ. يُغِيظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِيْنَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

رسول اللہ ﷺ قربانی کے اونٹوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے جن میں ابو جہل کا ایک اونٹ تھا جو جنگ بدر میں غنیمت کے مال میں سے آپ کو ملا تھا اس اونٹ کے ناک میں ایک چاندی کی نتھنی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کی نتھنی تھی اس سے یہ غرض تھی کہ اس اونٹ کو دیکھ کر مشرکین غیظ وغضب میں جل مریں گے۔ (ابوداؤد)

٢٦٤١- وَعَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: ((انْحَرْهَا، ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا، ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَ بَيْنَهَا فَيَأْكُلُونَهَا)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۶۴۱۔ حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ جو اونٹ قربانی کے لیے میں اپنے ساتھ لے جاؤں اور وہ راستے میں مرنے لگے تو میں کیا کروں تو آپ ؐ نے فرمایا کہ تم اس کو نحر کر ڈالو پھر اس کے ہار کی جوتیوں کو خون میں رنگ ڈالو اور نشان کے طور پر اس کے کوہان پر چھاپ ڈالو۔ پھر اس کو لوگوں کے درمیان میں چھوڑ دو تا کہ تمہارے ساتھیوں کے علاوہ دوسرے غریب لوگ کھائیں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' ابوداؤد)

٢٦٤٢- رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ، عَنْ نَاجِيَةَ الْأَسْلَمِيِّ

۲۶۴۲۔ نیز اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام دارمی نے ناجیہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

سب سے بڑا دن

٢٦٤٣- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ

۲۶۴۳۔ حضرت عبداللہ بن قرط بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٦٤٠- حسن سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب فی الھدی (١٧٤٩)، مسند احمد (١/ ٢٦١)

❀ صحیح' ابوداؤد کتاب المناسك باب فی الھدی (١٧٤٩) بیھقی (٥/ ٢٣٠) ابن خزیمه (٢٨٩٧' ٢٨٩٨) مستدرك حاكم (١/ ٤٦٧) امام حاکم نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کیا اور امام ذھبی نے انکی موافقت کی ہے مسند احمد ١٠/ ٢٣٤ محمد بن اسحاق کی تصریح بالسماع حاکم اور ابن خزیمہ میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٤١- اسناده صحیح، موطا امام مالك كتاب الحج باب العمل فی الھدی اذا عطب (١/ ٣٨٠ ح ٨٧٣)، الترمذی كتاب الحج باب ماجاء اذا عطب الھدی ما یصنع به (٩١٠)، ابن ماجه كتاب المناسك باب فی الھدی اذا عطب (٣١٠٦)

❀ صحیح' الموطا كتاب الحج باب العمل فی الھدی اذا عطب اوضل (١٤٨) ترمذی كتاب الحج باب ماجاء اذا عطب الھدی ما یصنع به (٩١٠) ابن ماجه كتاب المناسك باب فی الھدی اذا عطب (٣١٠٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٤٢- اسناده صحیح، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب فی الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ (١٧٦٢)، الدارمی كتاب المناسك باب سنة البدنة اذا عطبت (٢/ ٦٥ ح ١٩١٥)

❀ ابوداؤد كتاب المناسك باب الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ (١٧٦٢) دارمی كتاب المناسك باب سنة البدن اذا عطب (١٩١٥) ابن خزیمه (٢٥٧٧) ابن حبان (٩٧٦) مستدرك ١/ ٤٤٧ بیھقی ٥/ ٢٤٣ فاجیه بن جندب عمیر الاسلمی اور ناجیب بن جندب بن کعب یا ناجیه بن کعب بن جندب الخزاعی دو الگ الگ صحابی ہیں بعض محدثین نے انہیں ایک ہی قرار دیا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (مراعة ٩/ ٢٣٩' ٢٤٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٤٣- اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب فی الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ (١٧٦٥)، ارواء الغلیل (١٩٥٨)

❀ صحیح' ابوداؤد كتاب المناسك باب فی الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ (١٧٦٥) بیھقی ٥/ ٢٣١' ٧/ ٢٨٨ السنن الكبرى للنسائی (٤٠٩٨) ابن خزیمه (٢٩١٧' ٢٩٦٦) ابن حبان (١٠٤٤) مستدرك حاكم ٤/ ٢٢١ شرح السنة ٧/ ١٩٩ امام بیہقی نے اسکی سند کو حسن امام ابن خزیمہ امام ابن حبان نے امام حاکم اور امام ذھبی نے صحیح اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسکی سند کو جید قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الاَیَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ یَوْمَ الْقَرِّ)) قَالَ ثَوْرٌ: وَهُوَ الْیَوْمُ الثَّانِی قَالَ: وَ قُرِّبَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ ، فَطَفِقْنَ یَزْدَلِفْنَ إِلَیْهِ، بِأَیَّتِهِنَّ یَبْدَأُ قَالَ: فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا قَالَ: فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِیَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِیْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَجَابِرٍ فِی ((بَابِ الأُضْحِیَّةِ))

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن قربانی کا دن دسویں تاریخ ہے اسکے بعد قر کا دن ہے ثوری راوی نے بیان کیا کہ قر کا دن قربانی کا دوسرا دن ہے یعنی گیارہویں تاریخ کو۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے قربانی کرنے کیلیے پانچ چھ اونٹ لائے گئے تو یہ اونٹ خود بخود رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوتے گئے کہ سب سے پہلے کس کو ذبح کیا جائے یعنی ہر اونٹ کی یہی خواہش تھی کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ مجھے ذبح کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ نحر کرنے کے بعد جب یہ اونٹ اپنے پہلو پر گر پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا تو قریب والے آدمی سے میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے تو اس نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ان جانوروں کے گوشت میں سے جس کا جی چاہے کاٹ لے جائے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٦٤٤۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ ضَحّٰی مِنْكُمْ، فَلاَ یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَ فِی بَیْتِهِ مِنْهُ شَیْءٌ)) فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِیَ؟ قَالَ:((كُلُوْا، وَ أَطْعِمُوا، وَ ادَّخِرُوا؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِیْنُوا فِیْهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۶۴۴۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو اپنے قربانی کے گوشت میں سے تین دن سے زیادہ اپنے گھر میں نہ رکھے بلکہ لوگوں میں تقسیم کر دے جب دوسرا سال آیا تو لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس سال بھی ہم اسی طرح کریں گے جیسا کہ گذشتہ سال کیا تھا یعنی قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہ رکھیں گے تو آپ نے فرمایا تم کھاؤ کھلاؤ اور ذخیرہ بنا کر رکھو کیونکہ گذشتہ سال لوگ فاقہ کشی اور محتاجی میں مبتلا ہو گئے تھے تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ تم غریبوں کی اس طرح امداد کرو کہ سب گوشت کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری، مسلم)

٢٦٤٥۔ وَعَنْ نُبَیْشَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّا كُنَّا نَهَیْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ

۲۶۴۵۔ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ سال میں نے تین دن سے زیادہ گوشت کھانے سے منع کر دیا

٢٦٤٤۔ صحیح بخاری كتاب الاضاحی باب ما یؤكل من لحوم الاضاحی (٥٥٦٩)، مسلم كتاب الاضحی باب بیان ماكان من النهی عن اكل لحوم الاضاحی (١٩٧٤[])

❀❀ بخاری كتاب الاضاحی باب ما یؤكل من لحوم الاضاحی (٥٥٦٩) مسلم كتاب الاضاحی باب بیان ماكان من النهی عن اكل لحوم الاضاحی (٣٤۔١٩٧٤) بیهقی ٩/ ٢٩٢ (مبشر احمد ربانی)

تأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلاَثٍ لِكَيْ تَسْعَكُمْ جَاءَ اللهُ بِالسَّعَةِ، فَكُلُوا، وَادَّخِرُوا، وَأْتَجِرُوا أَلاَ وَ إِنَّ هَذِهِ الأَيَّامَ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَ ذِكْرِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ غریبوں کی مدد ہو جائے اب اللہ تعالیٰ نے اس مشقت اور پریشانی کو دور فرما دیا ہے اب اگر تمہاری طبیعت چاہے تو تین دن سے زیادہ رکھو اور صدقہ خیرات کرو کیونکہ یہ قربانی کے دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

٢٦٤٥۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی جس لحوم الاضاحی (٢٨١٣)

❀❀ صحیح ابوداؤد کتاب الاضاحی باب فی جس لحوم الاضاحی (٢٨١٣) ابن ماجه کتاب الاضاحی باب ادخار لعوم الاضاحی (٣١٦٠) نسائی کتاب الفرع باب تفسير القيره (٤٢٤١) مطولاً مسند احمد ٥/ ٧٥ بیهقی ٩/ ٢٩٢ التمهيد ٣/ ١٦١٦، ٢١٧ اس حدیث کا اصل مسلم میں ہے ملاحظہ ہو مسلم کتاب الاضاحی باب بيان ما كان من النهی عن اكل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام . (مبشر احمد ربانی)

(٨) بَابُ الْحَلْقِ

سر منڈانے کا بیان

قربانی کرنے کے بعد احرام سے فارغ ہونے کے لیے سر کے بالوں کا منڈانا یا ترشوانا ضروری ہے اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اپنی داہنی جانب سے سر کے بالوں کا منڈوانا یا کتروانا شروع کرے بالوں کے منڈانے کو حلق اور کتروانے کو قصر کہتے ہیں یہ دونوں جائز ہیں لیکن منڈانا افضل ہے قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ﴿محلقین رؤسکم و مقصرین﴾ یعنی حج کے موقع پر تم میں سے بعض سر کو منڈانے والے ہوں گے اور ترشوانے والے ہوں گے۔

٢٦٤٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَ قَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٤٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے حجۃ الوداع میں سر کے بالوں کو منڈایا اور بعض لوگوں نے ترشوایا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بالوں کو کسی عمر میں تراشا تھا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بالوں کو حج الوداع میں منڈایا تھا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔

٢٦٤٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ: إِنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٤٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کو تیر کے پیکان سے مروہ پہاڑی پر تراشا تھا۔ (بخاری و مسلم)

٢٦٤٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم،

٢٦٤٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٢٦٤٦۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الاحلال (١٧٢٦)، مسلم كتاب الحج باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير (١٣٠٤[٣١٥١])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الاحلال (١٧٢٦، ١٧٢٩) وكتاب المغازی باب حجة الوداع (٤٤١٠، ٤٤١١) مسلم كتاب الحج باب تفضيل الحلق على التقصير (٣٢٢، ١٣٠٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٤٧۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الحلال (١٧٣٠)، مسلم كتاب الحج باب التفسير فی العمرة (١٢٣٦[٣١٣١])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الحلال (١٧٣٠) مسلم كتاب الحج باب التقصير فی العمره (٢٠٩۔١٢٤٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٤٨۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الاحلال (١٧٢٧)، مسلم كتاب الحج باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير (١٣٠١[٣١٤٥])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير عند الاحلال (١٧٢٧) مسلم كتاب الحج باب تفضيل الحلق (٣١٧۔١٣٠١) بخاری و مسلم کی دونوں روایتوں میں "فی حجة الوداع" کے الفاظ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں نہیں بلکہ یہ يحيى بن الضين عن جرته کی روایت میں مسلم کے اندر ہیں جو کہ نیچے آ رہی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

قَالَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِیْنَ)). مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حجۃ الوداع میں یہ فرمایا: ((اللھم ارحم المحلقین.)) ''اے اللہ تو سر کے منڈانے والوں پر رحم فرما۔'' لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کتروانے والوں کیلیے بھی آپ نے فرمایا کہ اے اللہ سر کے بالوں کے منڈوانے والوں پر رحم فرما لوگوں نے کہا اور کتروانے والوں کے لیے بھی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کتروانے والوں کے لیے بھی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: سر منڈانے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی ہے اور کتروانے والوں کے حق میں صرف ایک مرتبہ اس سے معلوم ہوا کہ منڈانا افضل ہے اور کتروانا بھی جائز ہے اور حج میں سر کے بالوں کو منڈانا یا کتروانا حج کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے جو ضروری ہے اور عورت کے لیے صرف کتروانا ہی افضل ہے اس کے حق میں منڈانا ٹھیک نہیں ہے اگر منڈا لے گی تو اس کے مناسک ادا ہو جائیں گے لیکن خلاف سنت ہو گا۔

٢٦٤٩۔ وَعَنْ یَحْیَى بْنِ الْحُصَیْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلَاثًا، وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّةً وَاحِدَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۴۹۔ حضرت یحییٰ بن حصین اپنی دادی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لیے تین دفعہ دعا دی ہے اور کتروانے والوں کے لیے صرف ایک دفعہ۔ (مسلم)

توضیح: اس سے پہلے حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ نے منڈانے والوں کے لیے دو دفعہ دعا دی ہے اور ایک دفعہ کترواتے والوں کے لیے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے منڈانے والوں کے لیے تین دفعہ دعا دی ہے تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ آپ نے یہ متعدد مجلسوں میں فرمایا یعنی کسی مجلس میں تین دفعہ دعا دی اور کسی مجلس میں دو دفعہ میں نے جیسا سنا ویسا ہی بیان کر دیا۔

٢٦٥٠۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَتَى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى، وَنَحَرَ نُسُكَهُ، ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ، وَنَاوَلَ الْحَالِقُ شِقَّهُ الْأَیْمَنَ، ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِیَّ، فَأَعْطَاهُ إِیَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْأَیْسَرَ، فَقَالَ: ((احْلِقْ)) فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ،

۲۶۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منیٰ میں تشریف لائے تو پہلے جمرہ عقبیٰ پر گئے اور اس کو کنکریاں ماریں اور پھر منیٰ میں اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے اور اپنے اونٹ کی قربانی کی پھر حجام کو بلایا کہ آپ کے سر کے بالوں کو مونڈ دے جب حجام آ گیا تو آپ نے اپنے سر کے داہنے جانب کو اس کو دیا یعنی گویا اس سے کہا کہ داہنی جانب سے مونڈنا شروع کرو چنانچہ اس نے سر کے داہنے جانب کو مونڈ

٢٦٤٩۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر (١٣٠٣[٣١٥٠])

❀❀ مسلم کتاب الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر (٣٢١۔١٣٠٣)، مسند احمد ٦/ ٤٠٢، ٤٠٣ بیهقی (٥/ ١٠٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٥٠۔ صحیح بخاری کتاب الوضو باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان (١٧١)، مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنة یوم النحر (١٣٠٥[٣١٥٢])

❀❀ بخاری کتاب الوضوء باب الماء الذی یَغْسِلُ به شعر الانسان (١٧١) مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنة یوم النحر یرمی ثم ینحر ثم یحلق (٣٢٣، ٣٢٦۔١٣٠٥) بیهقی ٥/ ١٠٣، ١٣٤ (مبشر احمد ربانی)

فَقَالَ: ((اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

دیا پھر آپ نے ابوطلحہ انصاری کو بلایا جب وہ آ گئے تو آپ نے ان مونڈے ہوئے مبارک بالوں کو ان کو دے دیا پھر آپ نے اپنے سر کے بائیں جانب کو حجام کے آگے کر دیا اور فرمایا تم اس کو مونڈ دو جب اس نے مونڈ دیا تو آپ نے ابوطلحہ کو دے کر فرمایا کہ تم ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ داہنی جانب سے حجامت کرانا سنت ہے اور آپ نے ان بالوں کو تبرکا لوگوں میں تقسیم فرما دیا چنانچہ یہ بال عرصہ دراز تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگوں میں باقی رہے۔

عید کے روز خوشبو لگانے کا بیان

٢٦٥١- وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٥١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور قربانی کے دن بیت اللہ شریف کے طواف کرنے سے پہلے خوشبو لگاتی تھی جس خوشبو میں مشک بھی تھا۔ (بخاری و مسلم)

٢٦٥٢- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦٥٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دسویں دن مکہ میں تشریف لائے اور طواف افاضہ کیا پھر منیٰ واپس آئے اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا فرمائی۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٦٥٣- عَنْ عَلِيٍّ وَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَا: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٦٥٣- حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

٢٦٥٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ، إِنَّمَا

٢٦٥٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے لیے سر منڈانا جائز نہیں ہے بلکہ وہ ان کے ذمے

٢٦٥١- صحیح بخاری کتاب الحج باب الطیب عند الاحرام (١٥٥٩)، مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم عند الاحرام (١١٩١[٢٨٤١])

❀ بخاری کتاب الحج باب الطیب عند الحرام (١٥٠٣٩) مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم عند الاحرام (٤٦-١١٩١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٥٢- صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضة یوم النحر (١٣٠٨[٣١٦٥])

❀ مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضة یوم النحر (٣٣٥-١٣٠٨) مسند احمد (٢/ ٣٤) بیھقی ٥/ ١٤٤ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٥٣- ضعیف، سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراهیة الحلق للنساء (٩١٥)، الضعیفه (٦٧٨)، اس روایت کی سند مضطرب ہے۔

❀ مضطرب ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراهیة الحلق للنساء (٩١٤'٩١٥) کشف الاستار ٢/ ٣٢ کتاب الحج باب النهی عن حلق النساء (١١٣٧) الکامل لابن عدی (٢٣٧١) فی ترجمة معلی بن عبدالرحمن الواسطی اس روایت میں اضطراب ہے تفصیل کے لیے دیکھیں (مراعاة ٩/ ٢٦٩' ٢٧٠) (مبشر احمد ربانی)

عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالدَّارِمِیّ وهذا الباب خال من الْفَصْلُ الثَّالِثُ

سر کے بالوں کا ترشوانا ہے۔ (ترمذی' ابو داوَد' دارمی) اس باب میں تیسری فصل نہیں ہے۔

توضیح: یعنی حج میں دسویں تاریخ کو قربانی کرنے کے بعد مردوں کے لیے ضروری ہے کہ سر کے بالوں کو منڈائیں یا ترشوائیں عورتوں کے لیے سر کے بالوں کا ترشوانا ضروری ہے اور منڈانا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔

❀❀❀❀

٢٦٥٤۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب الحلق والتقصير (١٩٨٤، ١٩٨٥)، دارمى كتاب المناسك باب فضل الحلق على التقصير (٢/ ٨٩ ح ١٩٠٦)

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب المناسك باب الحلق والتقصير (١٩٨٤'١٩٨٥) دارمى كتاب المناسك باب من قال يس على النساء حلق (١٩١١) طبرانى كبير ١٢/ ٢٥٠ (١١٨'١٣٠) دارقطنى كتاب الحج باب المواقيت (٢٦٤٠) حافظ ابن حجر نے اسکی سند کو حسن قرار دیا ہے امام ابو حاتم اور امام بخاری نے قوی قرار دیا ہے التلخيص الحبير (٢/ ٢٦١)(مبشر احمد ربانی)

(۹) باب فی التحلل نقلهم بعض الاعمال علی بعض

(زیادة من مخطوطة الحاکم) مشکوة البانی ص ۱/۴ ص ج.۳

حج میں بعض افعال کے مقدم یا مؤخر ہونے کا بیان

یوم النحر میں عرفات سے واپسی کے بعد منیٰ میں پہلے رمی اس کے بعد قربانی اس کے بعد حجامت اس کے بعد مکہ میں طواف افاضہ پھر اس کے بعد منیٰ میں رات گزارنی رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسی ترتیب سے ادا فرمایا ہے۔(ابوداؤد) ہر کام ترتیب وارسنت کے مطابق کرنا چاہیے لیکن اگر بھول چوک کر خلاف ترتیب ہو گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اسلاف کا یہی مذہب ہے اور بعض کے نزدیک ان افعال کے سہواً یا نسیاناً خلاف ترتیب ادا کرنے سے دم جنایت لازم آتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۶۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ:لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ وَ لَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ: ((ارْمِ وَ لَا حَرَجَ)) فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَ لَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: ((افْعَلْ وَلَاحَرَجَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَ لَاحَرَجَ)) وَ أَتَاهُ آخَرُ، فَقَالَ: أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ:((ارْمِ وَ لَا حَرَجَ))

۲۶۵۵۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں سب لوگوں کے سامنے منی میں ٹھہر گئے تاکہ لوگ آپ سے حج کے ضروری مسائل دریافت کرسکیں چنانچہ لوگ آ آ کر دریافت کرتے اور آپ ان کا جواب دیتے ایک شخص آیا اس نے آپ سے یہ عرض کیا کہ ناواقفیت کے سبب سے میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا تو کیا کروں آپ نے فرمایا کہ اب تم جا کر قربانی کر ڈالو اور اس خلاف ترتیب میں کوئی حرج نہیں ہے پھر دوسرا شخص آیا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ بے خبری میں میں نے کنکری مارنے سے پہلے قربانی کر ڈالی۔آپ نے فرمایا کہ تم جا کر کنکری مارو اور اس خلاف ترتیب ہونے میں کوئی گناہ نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس کام کے تقدیم اور تاخیر کے متعلق آپ سے جو مسئلہ بھی پوچھا جاتا اسکے جواب میں آپ یہی فرماتے کہ کر لو کوئی مضائقہ نہیں۔ (بخاری' مسلم)

۲۶۵۵۔ بخاری کتاب العلم باب الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها، مسلم کتاب الحج باب من حلق قبل النحر والنحر قبل الرمی (۱۳۰۶[۱۳۵۶ ، ۳۱۶۳])

❀❀ بخاری کتاب العلم باب الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها (۸۳) وکتاب الحج باب الفتیا علی الدابة عند الجمره (۱۷۳۶) مسلم کتاب الحج باب من حلق قبل النحر (۳۲۷ـ۱۳۰۶) مسلم کی دوسری روایت اسی جگہ (۳۳۳ـ۱۳۰۶) میں ہے۔(مبشر احمد ربانی)

اور مسلم کی روایت میں ایک جگہ اس طرح آیا ہے ایک صاحب آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کنکری مارنے سے پہلے میں نے سر منڈا لیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم کنکری مارو اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے پھر دوسرے صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے کنکری مارنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرلیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم کنکری مارلو اس خلاف ترتیب میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

٢٦٥٦ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى، فَيَقُولُ: ((لاَ حَرَجَ))، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: رَمَيْتُ بَعْدَمَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ: ((لاَحَرَجَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٦٥٦ـ حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن منیٰ میں رسول اللہ ﷺ سے مسائل دریافت کئے جاتے یعنی بعض کاموں کے آگے پیچھے ہونے کے بارے میں تو اس کے جواب میں آپ یہی فرماتے کہ اس کام کو کرلو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ شام ہونے کے بعد رمی کی ہے (حالانکہ رمی کا وقت صبح کا ہے) آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

٢٦٥٧ـ عَنْ عَلِيٍّ ﷛ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ احْلِقَ فَقَالَ: ((احْلَقْ أَوْ قَصِّرْ وَ لاَ حَرَجَ)) وَ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيْ قَالَ: ((ارْمِ وَ لاَ حَرَجَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٦٥٧ـ حضرت علی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف افاضہ کرلیا ہے آپ نے فرمایا تم سر منڈالو یا سر کے بالوں کو ترشوالو کوئی حرج نہیں ہے پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ کنکری مارنے سے پہلے میں نے قربانی کر ڈالی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اب جا کر کنکری مارلو اور اس خلاف ترتیب میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٦٥٨ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ ﷛ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَاجًّا، فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ فَمِنْ قَائِلٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! سَعَيْتُ

٢٦٥٨ـ حضرت اسامہ بن شریک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں حج کرنے کیلیے چلا لوگ راستے میں آپ سے حج کے مسائل دریافت کرنے کے واسطے آتے رہے کوئی یہ مسئلہ پوچھتا کہ یا

٢٦٥٦ـ صحيح بخاری كتاب الحج باب الذبح قبل الحلق (١٧٢٣)

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الذبح قبل الحلق (١٧٢٣) وباب اذارمى بعد ما امسى (١٧٣٥) بهيقى ٥/ ١٤٣ مسند احمد ١/ ٢١٦ـ ٢٥٨ـ ٢٦٩ـ ٢٩١ـ ٣٠٠ـ ٣١١ـ ٣١٦ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٥٧ـ اسناده حسن ، سنن الترمذى كتاب الحج باب ماجاء ان عرفة كلها موقف (٨٨٥)

❀❀ حسن، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء ان عرفة كلها موقف (٨٨٥ مسند احمد ١/ ١٥٧، ٧٥ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے یہ حدیث مختصر طور پر ابن ماجہ كتاب المناسك باب الموقف بعرفات . (مبشر احمد ربانی)

٢٦٥٨ـ اسناده صحيح ، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب فيمن قدم شيئا قبل شىء فى حجه (٢٠١٥)

❀❀ صحيح، ابوداؤد كتاب المناسك باب فيمن قدم شيئا قبل شىء فى حجه (٢٠١٥) بيهقى ٥/ ١٣٦ التمهيد ٧/ ٢٧٩ دارقطنى ٢٥٤٢ طحاوى ١/ ٢٢٣، ٢٢٤ (مبشر احمد ربانی)

قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ، أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا، فَكَانَ يَقُولُ: ((لاَ حَرَجَ إِلاَّ عَلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ عِرْضَ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ، فَذَلِكَ الَّذِي حَرَجَ وَهَلَكَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

رسول اللہ میں نے طواف کرنے سے پہلے صفا اور مروہ کی سعی کی ہے یا فلاں کام کو میں نے پیچھے ادا کیا ہے جو مجھ کو پہلے کرنا تھا یا فلاں کام کو میں نے پہلے ادا کرلیا ہے جس کو پیچھے ادا کرنا تھا تو آپ سب کے جواب میں یہی فرماتے رہے کہ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے البتہ اس پر گناہ ہے جو ظلماً کسی مسلمان کی بے عزتی اور آبروریزی کرلے تو اس پر گناہ بھی ہے اور وہ برباد بھی ہوگا۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

(۱۰) بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ وَرَمِىْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّوْدِيْعُ

یوم النحر کا خطبہ اور ایام تشریق میں کنکری مارنے اور رخصتی طواف کا بیان

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو مزدلفہ سے منیٰ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے کنکری ماری جائے گی پھر قربانی کی جائے گی پھر سر منڈایا جائے گا پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کیا جائے گا جیسا کہ اس کا بیان اوپر آ چکا ہے۔

جمرۂ عقبہ پر کنکری مارنے کے بعد منیٰ کے میدان میں امام الحج خطبہ دیتا ہے توحید وسنت کے مطابق یوم النحر کے فضائل اور قربانی کے مسائل وفضائل کو اور حج کے دیگر احکامات کو بیان کرتا ہے تم اس خطبہ کو سننے کے لیے ضرور جاؤ اور نہایت خاموشی سے خطبہ سنو خواہ تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے رسول اللہ ﷺ نے رمی جمار کے بعد ایک بلیغ اور موثر خطبہ دیا تھا جس میں شریعت کے احکام بتائے اور وعظ ونصیحت کی بہت سی باتیں تو وہی تھیں جو عرفات کے خطبہ میں تھیں اس کو اس لیے مکرر بیان فرمایا کہ جس نے وہاں نہ سنا ہو یہاں سن لے اور جو سن چکا ہے اس کو بھی خوب یاد ہو جائے بعض نئی نئی باتیں بھی تھیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۶۵۹۔ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَیْئَتِهِ یَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ، ذُوالْقَعْدَةِ، وَ ذُوالْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادِیْ وَ شَعْبَانَ)) وَ قَالَ: ((أَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهِ فَقَالَ: ((أَلَیْسَ ذَالْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((أَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟))

۲۶۵۹۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر میں ہمارے سامنے یہ خطبہ سنایا بے شک زمانہ پھر پھرا کر اسی نقطہ پر آ گیا ہے جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار قابل احترام ہیں تین متواتر مہینے ہیں ذیقعدہ ، ذی الحجہ ومحرم اور ایک الگ ہے یعنی رجب مضر کا مہینہ جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے پھر آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے ہم نے خیال کیا کہ آپ اس مہینے کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے پھر آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور

۲۶۵۹۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبة ایام منی (۱۷۴۱)، مسلم کتاب القسامة باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاصوال (۱۶۷۹[۴۳۸۳، ۴۳۸۶])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب الخطبة ایام منی (۱۷۴۱) وکتاب الغازی باب حجة الوداع (۴۴۰۶) وکتاب الاضاحی باب من قال الأضحی یوم النحر (۵۵۵۰) وکتاب التوحید باب قول الله تعالیٰ ((وجوه یومئذ ناضره الی ربها ناظره)) (۷۴۴۷) مسلم کتاب القسامه باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال (۲۹،۳۱۔ ۱۶۷۹) (مبشر احمد ربانی)

قُلْنَا: اللہُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللہُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ؛ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس شہر کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ مکہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے ہم سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں آپ خاموش ہو گئے ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارا خون تمہارا مال اور تمہاری عزت آبرو آج کے دن تم پر اس طرح حرام ہے۔ جس طرح تمہارے اس دن اس شہر اور اس مہینے میں قتل وقتال اور لوٹ مار اور بے عزتی تم پر حرام ہے۔ عنقریب تم خدا سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے عملوں کے بابت دریافت کرے گا لہٰذا تم خبردار ہو جاؤ کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو مارو اور قتل کرو آگاہ ہو جاؤ میں نے خدا کا حکم تم تک پہنچا دیا لوگوں نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہ پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دیں کیونکہ جن کو میرا پیغام پہنچایا جائے گا وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ (بخاری)

کنکریاں کیا ماری جائیں

۲٦٦٠۔ وَعَنْ وَبَرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَتٰى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: إِذَا رَمٰى إِمَامُكَ فَارْمِهِ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ فَقَالَ: كُنَّا نَتَحَيَّنُ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲٦٦٠۔ حضرت وبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں کب کنکریاں ماروں انہوں نے جواب دیا جب تمہارا امام کنکریاں مارے تب تم بھی مارو۔ میں نے پھر دوبارہ ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم انتظار کرتے تھے یعنی کنکری مارنے کا انتظار کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تب کنکری مارتے۔ (بخاری)

توضیح: دسویں تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد کنکری مارنے کا وقت ہے اور گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو زوال آفتاب کے بعد کنکری مارنے کا وقت ہے۔

سات کنکریاں ماری جائیں

۲٦٦١۔ وَعَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي جَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ

۲٦٦١۔ حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر جمرۂ دنیا جمرۂ اولیٰ پر سات کنکریاں مارتے تھے

۲٦٦٠۔ صحيح بخاري كتاب الحج باب رمى الجمار (۱۷٤٦)

❀❀ بخاري كتاب الحج باب رمى الجمار (۱۷٤٦) بيهقي (۱٤۸/۵) ابوداؤد كتاب المناسك باب في رمى الجمار (۱۹۷۲) (مبشر احمد ربانی)

عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِيْلاً، وَ يَدْعُو، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يَدْعُو وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُومُ طَوِيْلاً، ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بَسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُولُ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اور ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھ آتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعائیں کرتے اور ان دعاؤں میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے رہتی پھر درمیان والے جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر فرماتے پھر بائیں جانب بڑھ جاتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور بہت دیر تک دعا کرتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور بہت دیر تک ٹھہرے رہتے پھر وہاں سے چل کر جمرۂ ذات العقبہ پر آتے نشیب میں کھڑے ہو کر سات کنکری مارتے اور ہر کنکری پر ساتھ ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے اور یہاں ٹھہرتے نہیں بلکہ کنکری مار کر فوراً چلے جاتے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری)

حاجیوں کو پانی پلانے کا بیان

٢٦٦٢۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى، مِنْ أَجَلِ سِقَايَتِهِ، فَأَذِنَ لَهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٦٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی اجازت مانگی کہ منیٰ کے شب باشی کی راتوں میں ان کو مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ آب زمزم حاجیوں کو پلاسکیں تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ زمزم کا پانی کھینچ کر طواف افاضہ کے بعد حاجیوں کو پلایا کرتے تھے اس لیے چاہ زمزم کے پاس متولیان کعبہ حوض بنوائے ہوئے تھے کہ حج کے زمانے میں کنوئیں سے پانی کھینچ کر حوض میں ڈالتے اور حاجیوں کو پلاتے اور حاجیوں کو یہ بھی حکم ہے کہ منیٰ میں تین رات گزاریں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کو پانی پلانے کی غرض سے منیٰ میں شب باشی کی راتوں میں مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی رمی کرنے کے لیے منیٰ چلے جاتے اور پھر رمی کرنے کے بعد واپس آ جاتے اور جن کے لیے کسی قسم کا عذر نہ ہو ان کے لیے منی میں رات گزارنی ضروری ہے۔

٢٦٦١۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلة (١٧٥١، ١٧٥٢) جمرة الدنیا یعنی بقعہ قربی یہ پہلا پتھر ہے چونکہ یہ مسجد خیف کے پاس اترنے والوں کے قریب ترین ہے اس لیے اسے الدنیا کہتے ہیں بمعنی نزدیک۔ (البانی)

❀❀ کتاب الحج باب اذا رمی الجمرتین یقول مستقبل القبلة ویسهل (١٧٥١) وباب رفع الیدین عند جمرة الدنیا الوسطی (١٧٥٢) مسند احمد (٢/ ١١٤،١٣٨،١٥٢،١٥٦) بیهقی ٥/ ١٤٨۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٦٢۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب سقاية الحاج (١٦٣٤)، مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت لیالی ایام التشریق (١٣١٥[٣١٧٧])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب سقاية الحاج (١٦٣٤) مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنی لیالی ایام التشریق (١٣١٥۔٣٤٦) مسند احمد ٢/ ١٩،٢٢،٢٨) بیهقی ٥/ ١٥٣ (مبشر احمد ربانی)

زم زم کے پانی کی فضیلت

٢٦٦٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا فَضْلُ! اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ: ((اسْقِنِيْ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ قَالَ: ((اسْقِنِيْ)) فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا فَقَالَ: ((اعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ)) ثُمَّ قَالَ ((لَوْ لاَ أَنْ تُغْلَوُا؛ لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ)) وَ أَشَارَ إِلَى عَاتِقِهِ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٦٦٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کے حوض کے پاس تشریف لائے جہاں آب زمزم بھرا ہوا تھا تو آپ نے آب زمزم پینے کیلیے طلب فرمایا۔ حضرت عباس نے اپنے صاحبزادے فضل سے کہا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کے پینے کے لیے پانی لے آؤ آپ نے فرمایا مجھے اسی حوض کا پانی پلاؤ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ لوگ اس حوض میں اپنے ہاتھوں کو ڈالتے ہیں (بعض کا ہاتھ صاف نہیں ہوتا ہوگا اس لیے آپ ﷺ کے لیے یہ پانی مناسب نہیں ہے آپ نے فرمایا مجھے یہیں سے پلا دے آپ نے نوش فرما لیا اس کے بعد آپ چاہ زمزم پر تشریف لائے جہاں لوگ پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ اچھے کام میں مشغول ہو یہ کام کئے جاؤ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ میرے کھینچنے کی وجہ سے سب لوگ آب زمزم کے کھینچنے کی سنت پر عمل کریں گے اور وہ لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے یعنی ازدہام کی وجہ سے تم پر غالب آ جائیں گے اور مجبوراً تم کو ہٹنا پڑے گا تو میں اپنی اونٹنی سے اتر کر اس رسی کو اپنے کندھے پر رکھتا اور آب زمزم کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلاتا۔ (بخاری)

طواف وداع

٢٦٦٤- وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ، ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ، فَطَافَ بِهِ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٦٦٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور پھر مقام محصب میں تھوڑی دیر کے لیے سو گئے پھر وہاں سے سوار ہو کر بیت اللہ شریف میں آئے اور طواف وداع کیا۔ (بخاری)

٢٦٦٥- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ

٢٦٦٥- حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جو

٢٦٦٣- صحیح بخاری کتاب الحج باب سقاية الحاج (١٦٣٥)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب سقاية الحاج (١٦٣٥) بیهقی ٥/ ١٤٧ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٦٤- صحیح بخاری کتاب الحج باب طواف الوداع (١٧٥٦)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب طواف الوداع (١٧٥٦) بیهقی ٥/ ١١٠ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٦٥- صحیح بخاری کتاب الحج باب این یصلی الظهر یوم التروبة (١٦٥٣)، مسلم کتاب الحج باب استحباب بالمحصب یوم النفر والصلاة به (١٣١١[٣١٦٩])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب این یصلی الظهر یوم التروية (١٦٥٣) مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضة یوم النحر (٣٣٦-١٣٠٩) (مبشر احمد ربانی)

عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھی ہے آپ نے آٹھویں تاریخ کو ظہر کی نماز کہاں ادا فرمائی تھی انہوں نے فرمایا منیٰ میں پھر انہوں نے دریافت کیا کہ حج سے واپسی کے بعد تیرہویں تاریخ کو کوچ کرنے کے وقت عصر کی نماز کہاں ادا فرمائی تو انہوں نے کہا کہ مقام ابطح میں پھر انہوں نے فرمایا جس طرح تمہارے امام کریں تم بھی اسی طرح کرو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مقام ابطح اور محصب اور حیف بنی کنانہ ایک ہی جگہ کا نام ہے۔

٢٦٦٦۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: نُزُوْلُ الأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ، إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ إِذَا خَرَجَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٦٦۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مقام ابطح میں ٹھہرنا سنت نہیں ہے یعنی حج کے رکنوں میں سے رکن نہیں ہے رسول اللہ ﷺ وہاں اس لیے ٹھہر گئے تھے کہ وہاں سے مدینہ کی طرف آنے میں زیادہ آسانی تھی۔ (بخاری ومسلم)

٢٦٦٧۔ وَعَنْهَا، قَالَتْ: أَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيمِ بِعُمْرَةٍ، فَدَخَلْتُ فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي، وَانْتَظَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالأَبْطَحِ حَتَّى فَرَغْتُ، فَأَمَرَ النَّاسَ بِالرَّحِيْلِ، فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَا وَجَدْتُهُ بِرِوَايَةِ الشَّيْخَيْنِ، بَلْ بِرِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ مَعَ اخْتِلَافٍ يَسِيْرٍ فِيْ آخِرِهِ

٢٦٦٧۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے تنعیم مقام سے عمرے کا احرام باندھا پھر میں مکہ میں داخل ہوئی اور اپنے عمرے کو ادا کیا (جو مجھ سے رہ گیا تھا) اور رسول اللہ ﷺ ابطح مقام میں میرا انتظار کر رہے تھے یہاں تک کہ میں عمرے سے فارغ ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روانہ ہونے کا حکم دے دیا پس آپ تشریف لے چلے اور بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے تو صبح کی نماز سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف وداع کیا پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صاحب مشکوۃ نے کہا کہ یہ حدیث مجھے بخاری ومسلم میں نہیں ملی بلکہ ابوداؤد میں معمولی اختلاف کے ساتھ ملی ہے۔

حائضہ عورت اگر طواف وداع نہ کرے تو

٢٦٦٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

٢٦٦٨۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حج سے فارغ ہو کر لوگ ادھر ادھر جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی

٢٦٦٦۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب المصحب (١٧٦٥)، مسلم كتاب الحج باب استحباب بالمحصب يوم النفر والصلاة به (١٣١١[٣١٦٩])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب المحصب (١٧٦٥) مسلم كتاب الحج باب استحباب طواف الافاضة يوم النحر (٣٣٦۔١٣٠٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٦٧۔صحيح بخاری (١٥٦٠)، مسلم (١٢١١[٢٩٢٢])، ابوداؤد كتاب المناسك باب طواف الوداع (٢٠٠٥)

❀❀ صحيح، ابوداؤد كتاب المناسك باب طواف الوداع (٢٠٠٥) اسی معنی کی حدیث عائشہ ؓ سے بخاری كتاب الحج باب قول الله تعالىٰ (الحج اشهر معلومات) (١٥٦٠) اور كتاب العمره باب المعتمر اذا طاف طواف لعمرة ثم خرج (١٧٨٨) مسلم كتاب الحج باب بيان وجوه الاحرام (١٢٣۔١٢١١) میں موجود ہے۔(مبشر احمد ربانی)

((لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

شخص اپنے گھر جانے کیلیے مکے سے باہر نہ جائے یہاں تک کہ وہ آخر میں بیت اللہ سے مل لے یعنی رخصتی کا طواف کر لے البتہ حائضہ عورتوں سے موقوف کر دیا گیا ہے کہ حیض اور نفاس کی وجہ سے اگر وہ طواف وداع نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: وداع کے معنی رخصت کرنے کے ہیں حج کے بعد بیت اللہ شریف سے واپسی اور رخصت ہوتے وقت جو آخری طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف صدر وداع کہتے ہیں یہ طواف آفاقی پر واجب ہے مکی پر نہیں اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کیا جاتا اور نہ اس کے بعد سعی ہوتی ہے طواف کے بعد طواف کی دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا چاہیے اور ملتزم پر آ کر اور ملتزم سے چمٹ کر سینہ اور داہنے رخسار کو اس سے لگا کر داہنا ہاتھ اوپر اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر نہایت خشوع اور گریہ زاری اخلاص ومحبت سے خوب دعائیں کرنا چاہیے یہ آخری اور چلنے چلانے کا وقت ہے جو مانگنا ہو مانگ لینا چاہیے خدا جانے یہ سعادت پھر نصیب ہوتی ہے یا نہیں گریہ زاری کر کے دلی ارمان کو نکال لینا چاہیے۔

پھر باب ابراہیم سے نکل کر بیت اللہ شریف سے رخصت ہو جانا چاہیے۔

تنبیہ:......بعض لوگ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلتے ہیں یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے کسی نبی اور کسی صحابی اور کسی امام سے ایسا کرنا ثابت نہیں ہے جس طرح دیگر مساجد سے نماز وغیرہ کے بعد چلتے ہو اسی طرح خانہ کعبہ سے واپسی کے وقت چلنا چاہیے بغیر طواف وداع کئے ہوئے بیت اللہ شریف سے واپس ہونا جائز نہیں ہے پہلے لوگ حج سے فراغت کے بعد ادھر ادھر جاتے تھے اور طواف وداع نہیں کرتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص آخری رخصتی طواف کئے بغیر روانہ نہ ہو مگر حائضہ کے لیے اجازت ہے کہ وہ بغیر طواف کئے جا سکتی ہے حضرت ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ عورت کے لیے طواف وداع سے پہلے کوچ کرنے کی رخصت دی ہے جب کہ یوم النحر میں طواف افاضہ کر چکی ہو۔

اگر طواف افاضہ کر چکے ہو اور اس کے بعد کسی وجہ سے مکہ چند دن رہنے کا اتفاق ہو جائے تو چلنے کے وقت پھر دوبارہ طواف وداع کر لینا چاہیے بغیر طواف وداع ادا کئے ہوئے اگر کوئی مکہ سے نکل جائے تو جب تک حرم میں ہو واپس آ جانا چاہیے اور طواف وداع کر کے واپس ہو جائے۔

٢٦٦٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ، فَقَالَتْ: مَا أُرَانِي إِلَّا

٢٦٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کوچ کرنے کی رات حائضہ ہوگئیں یعنی تیرہویں تاریخ کو جب حج کر کے

٢٦٦٨۔ صحيح بخاری كتاب الحج طواف الوداع (١٧٥٥)، مسلم كتاب الحج باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض (١٣٢٧[٣٢١٩])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب طواف الوداع (١٧٥٥) مسلم كتاب الحج باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض (٣٧٩۔١٣٢٧) و (٣٨٠۔ ١٣٢٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٦٩۔ صحيح بخاری كتاب الحج باب الادلاج بن المحصب (١٧٧١[١٧٧٢])، مسلم كتاب الحج باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض (١٢١١[٣٢٢٨])

❀❀ بخاری كتاب الحج باب الادلاج من المحصب (١٧٧١،١٧٧٢) مسلم كتاب الحج باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض (٣٨٧۔١٣٢٨)، باب وجوب طو اف الوداع وسقوطه عن الحائض (٣٨٧۔ ١٣٢٨) (مبشر احمد ربانی)

حَابَسَتکُمْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَقْرَی حَلْقَی، أَطَافَتْ یَوْمَ النَّحْرِ؟)) قِیْلَ: نَعَمْ قَالَ ((فَانْفِرِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

مدینہ منورہ واپس آنا تھا تو ان کو حیض آ گیا عائشہ نے کہا کہ میرا یہ خیال ہے کہ صفیہ تم سب کو روک لیں گے یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا خدا اس کو ہلاک اور زخمی کرے کیا دسویں تاریخ کو اس نے طواف نہیں کیا ہے آپ سے عرض کیا گیا ہاں کر چکی ہیں تو آپ نے فرمایا بس یہ جا سکتی ہیں۔ (بخاری و مسلم): عقری حلقی یہ ایک دعا ہے جس کا وقوع مقصود نہیں ہوتا بلکہ عرب لوگوں کی عادت ہے کہ بطور شفقت استعمال کر لیتے ہیں۔ (البانی)

توضیح: حج سے فارغ ہونے کے بعد تیرھویں تاریخ کو جب کہ مدینہ منورہ آنے کا وقت ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا جس کی وجہ سے طواف وداع نہ کر سکیں تو حضرت عائشہ نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ بغیر طواف وداع کئے جانا جائز نہیں ہے تو ان کی وجہ سے سب کو ٹھہرنا پڑے گا جب یہ حیض سے پاک ہو جائیں گی اور طواف وداع کر لیں گی تو یہاں سے سب کو جانا پڑے گا تو صفیہ نے یہیں سب کو روک لیا اور الجھن میں ڈال دیا جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو عقری حلقی فرمایا یعنی خدا ان کو زخمی کرے اور مونڈے یا اس کے حلق میں درد پیدا کرے یا یہ کہ بانجھ ہو جائے اور سر مونڈی ہو یعنی بانجھ اور سر مونڈی یہ اظہار غصے کے وقت بولا جاتا ہے بدعا مقصود نہیں ہوتی جیسا کہ اردو میں ہوتا ہے کہ خدا تیرا بیڑا غرق کرے یا خدا تیرا ستیاناس کرے یا تو ذلیل و خوار ہو تو اس سے صرف ڈرانا مقصود ہوتا ہے یہ بددعا نہیں ہے اور اسی محاورے کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس جملے کو استعمال کیا اور پھر آپ نے فرمایا کہ کیا انہوں نے دسویں تاریخ کا فرض طواف جس کو طواف افاضہ کہا جاتا ہے نہیں کیا ہے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ طواف افاضہ کر چکی ہیں صرف رخصتی طواف باقی ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں کوچ کر سکتی ہیں کیونکہ طواف وداع حائضہ اور نفاس والی عورتوں سے معاف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

حجۃ الوداع کا مزید بیان

۲۶۷۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ یَقُولُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟)) قَالُوا: یَوْمَ الْحَجِّ الأَکْبَرِ قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَکُمْ وَ أَمْوَالَکُمْ وَ أَعْرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا، أَلاَ لاَ یَجْنِیْ جَانٍ عَلَی نَفْسِهِ، وَ لاَ یَجْنِیْ جَانٍ عَلَی وَلَدِهِ، وَ لاَ

۲۶۷۰۔ حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ آج کون سا دن ہے لوگوں نے کہا آج حج کا بڑا دن ہے یعنی نویں تاریخ ہے پھر آپ نے فرمایا۔ تمہارے خون تمہارا مال تمہاری عزت آبرو تمہارے درمیان میں اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن میں اور اس شہر مکہ میں حرام ہے آگاہ ہو جاؤ کوئی ظالم ظلم نہیں کرتا مگر اپنے نفس پر اس کا وبال اسی کے اوپر ہو گا باپ کے جرم میں بیٹے کے جرم میں

۲۶۷۰۔ حسن سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء دمائکم واموالکم علیکم حرام (۲۱۵۹)، ابن ماجه کتاب المناسك باب الخطبة یوم النحر (۳۰۵۵)

❀❀ صحیح، ابن ماجه کتاب المناسك باب الخطبة یوم النحر (۳۰۵۵) ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء دمائکم واموالکم علیکم حرام (۲۱۵۹) وکتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة التوبة (۳۰۸۷) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ بیهقی (۵/ ۲۷۵) ابوداؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی وضع الربا (۳۳۳۴) (مبشر احمد ربانی)

مَوْلُوْدٌ عَلَى وَالِدِهِ، أَلَا وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِيْ بَلَدِكُم هَذَا أَبَدًا، وَلٰكِنْ سَتَكُوْنُ لَهُ طَاعَةٌ فِيْمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَصَحَّحَهُ

باپ کو سزا نہیں دی جائے گی اور تم لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس کی اس شہر مکہ میں کبھی بھی پوجا پاٹ کی جائے۔ البتہ لوگ شیطان کے فرمانبردار ہوں گے جب کہ تم لوگ اپنے بعض کاموں کو حقیر اور معمولی جان کر کرو گے جس میں شیطان کی اطاعت ہوگی اور شیطان اس سے خوش ہوگا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

٢٦٧١۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِيْنَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَعَلِيٌّ يُعَبِّرُ عَنْهُ، وَالنَّاسُ بَيْنَ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٦٧١۔ حضرت رافع بن عمرو مزنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے خطبہ بیان کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ شہباء خچری پر سوار تھے یعنی جس کے بال سرخ سفید تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے بیان کو لوگوں کے سامنے نقل کرتے تھے اس وقت کچھ لوگ کھڑے تھے اور کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ (ابوداوٗد)

٢٦٧٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

٢٦٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو یوم النحر میں رات تک مؤخر کیا۔ (ابوداوٗد ابن ماجہ)

توضیح: یوم النحر میں یعنی قربانی کی دسویں تاریخ کو طواف زیارت کیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو یوم النحر میں ظہر سے پہلے یا ظہر کے بعد کیا تھا یہاں تاخیر سے مطلب یہ ہے کہ عورتوں اور دیگر کمزور لوگوں کے لیے رات تک طواف زیارت کی اجازت فرمائی ہے یعنی دن ہی کو کرنا ضروری نہیں ہے اگر رات کو بھی کر لے تو ادا ہو جائے گا۔

٢٦٧١۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب ابى وقت يخطب يوم النحر (١٩٥٦)

❀❀ صحيح، ابوداؤد كتاب المناسك باب اى وقت يخطب يوم النحر (١٩٥٦) یہ روایت مختصر طور پر تاریخ كبير للبخاری ٣/ ٣٠٢ (١٠٢٦) میں بھی موجود ہے بيهقى ٥/ ١٤٠ نيز الاحادو المثانى لابن ابى عاصم (١٠٩٧) میں مروان بن معاویہ کی تصریح باسماع موجود ہے۔ اور ابو داؤد كتاب اللباس (٤٠٧٣) میں ابو معاویہ نے اسکی متابعت کر رکھی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٧٢۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب الافاضة فى الحج (٢٠٠٠)، ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى طواف الزيارة فى الليل (٩٢٠)، ابن ماجه كتاب المناسك باب زيارة البيت (٣٠٥٩)

❀❀ معلول، ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى طواف الزيارة فى الليل (١٩٢٠) ابوداؤد كتاب المناسك باب الافاضه فى الحج (٢٠٠٠) ابن ماجه كتاب المناسك باب زيارة البيت (٣٠٥٩) مسند احمد ١/ ٢٨٨، ٣٠٩ بيهقى ٥/ ١٤٤، ٦/ ٢١٥، امام ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ اور امام ابن حزم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اس کی سند میں ابو زبیر اعلیٰ مدلس ہے اور روایت معنعن ہے اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع محل نظر ہے (مرعاۃ ٩/ ٣٢٢) اور یہ حدیث صحیح کے معارض بھی ہے جو جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے دیکھیں (٢٥٥٥) اس میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے کنکریاں ماریں پھر قربان گاہ کی طرف پلٹے قربانی کی پھر سوار ہوئے بیت اللہ کا طواف افاضہ کیا پھر ظہر کی نماز مکہ میں ادا کی۔ بعض ائمہ حدیث نے ان روایات کو جمع کیا ہے جن میں سے امام بخاری رحمہ اللہ ابن حبان رحمہ اللہ، نووی رحمہ اللہ اور علامہ سندھی رحمہ اللہ ہیں۔ امام بخاری نے حدیث عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امام کو كتاب الحج باب الزيارة يوم النحر میں معلق مجزوم ذکر کیا ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ والی احادیث کو پہلے دن پر محمول کیا ہے اور حدیث عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو باقی ایام یعنی ایام تشریق پر محمول کیا ہے۔ (مرعاۃ ٩/ ٣٢١) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٧٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَرْمَلْ فِي السَّبْعِ الَّذِيْ أَفَاضَ فِيْهِ- رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

۲۶۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کے ساتوں پھیروں میں رمل نہیں کیا تھا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح: رمل کے معنی دلی چال چلنے اور آہستہ دوڑنے کو کہتے ہیں یہ طواف قدوم اور طواف عمرہ میں ہے طواف زیارت میں اور طواف وداع اور دیگر نفلی طوافوں میں رمل نہیں ہے۔

جمرہ عقبہ کنکریاں مارنے کے بعد کیا حلال ہے

٢٦٧٤- وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ))- رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) وَ قَالَ: إِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ

۲۶۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار چکے تو سوائے بیوی کے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ (شرح سنہ)

٢٦٧٥- وَ فِي رِوَايَةِ أَحْمَدُ، وَالنِّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ))

۲۶۷۵- اور سے احمدؒ نسائی کی ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی جمرے کی رمی کر لے تو اس کے لیے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ مگر بیویاں۔

٢٦٧٦- وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی

٢٦٧٣- اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب الافاضة فى الحج (٢٠٠١)، ابن ماجه كتاب المناسك باب زيارة البيت (٣٠٦٠)

❀❀ صحيح' ابوداؤد كتاب المناسك باب الافاصب فى الحج (٢٠٠١) ابن ماجه كتاب المناسك باب زيارة البيت (٣٠٦٠) مستدرك حاكم ١/ ٤٧٥)' ابن جریج مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے لیکن انکی روایت عطاء سے قوی ہوتی ہے اگرچہ تصریح بالسماع نه هو (تهذيب التهذيب ٣/ ٥٠٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٧٤- سنن ابى داؤد (١٩٧٨)، شرح السنه (١٩٦٢)

٢٦٧٥- صحيح، سنن النسائى كتاب المناسك باب ما يحل للمحرم بعد رمى الجمار (٣٠٨٦)، مسند احمد (١/ ٢٣٤)

❀❀ اسكى سند ضعيف هے- شرح السنة ٧/ ٢١٠ كتاب الحج باب الحلق والتقصير تحت شرح حديث (١٩٦٢) ابوداؤد كتاب المناسك باب فى رمى الجمار (١٩٧٨) اسکی سند میں حجاج بن ارطاہ مدلس اور ضعیف ہے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے حجاج نے امام زہری رحمہ اللہ کو دیکھا اور نہ ہی ان سے سماع کیا ہے اس حدیث میں اضطراب بھی ہے یہ کبھی ابوبکر بن ہزم سے رحمہ اللہ سے روایت ذکر کرتا ہے اور کبھی امام ذہری رحمہ اللہ سے (الدرايه ٤٦٧) لیکن اس میں مذکورہ مسئلہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مطول حدیث میں موجود ہے دیکھیں، ابو داؤد كتاب المناسك باب الافاضة فى الحج (١٩٩٩) بيهقى ٥/ ١٣٧ مسند احمد ٦/ ٢٩٥' ٣٠٣ مستدرك حاكم ١/ ٤٨٩' ٤٩٠ اس کی سند حسن ہے اور اسی طرح یہ مسئلہ عاشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی شیبہ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے (الدارية لابن حجر ٢/ ٢٧) اور اسکے آنے والے اثر میں بھی یہی بات مذکورہ ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٧٦- ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب المناسك باب فى رمى الجمار (١٩٧٣)، ابن اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ صحيح' ابوداؤد كتاب المناسك باب فى رمى الجمار (١٩٧٣) بيهقى ٥/ ١٤٨ دلائل النبوة للبيهقى ٥/ ٤٤٣ ابن حبان (١٠١٣ موارد) مستدرك حاكم ١/ ٤٧٧' ٤٧٨ امام حاکم امام ذھبی نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کیا محمد بن اسحاق نے ابن حبان سے تصریح باسماع کر رکھی ہے۔ مسند يعلى ٨/ ١٨٧' ١٨٨ (٤٧٤٤) مسند احمد ٦/ ٩٠ طحاوى ٢/ ٢٢٠ دارقطنى كتاب الحج باب المواقيت (٢٦٥٤) (مبشر احمد ربانی)

مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِنًى، فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، كُلَّ جَمْرَةٍ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَّ يَقِفُ عِنْدَ الأُوْلَى وَ الثَّانِيَةِ فَيطِيْلُ الْقِيَامَ وَ يَتَضَرَّعُ، وَيَرْمِي الثَّالِثَةَ فَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

کے دن میں آخری وقت میں ظہر کی نماز پڑھ کر طواف افاضہ کیا پھر منیٰ واپس آ گئے اور منیٰ میں تشریق کے دنوں تک ٹھہرے رہے یعنی گیارہ 'بارہ' تیرہ تاریخ تک ان دنوں میں زوال آفتاب کے بعد ہر جمروں پر سات سات کنکری مارتے رہے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور جمرۂ اولیٰ ثانیہ پر کنکری مارنے کے بعد بہت دیر تک ٹھہرتے اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگتے اور تیسرے جمرۂ عقبہ پر کنکری مار کر چلے آتے وہاں ٹھہرتے نہیں۔ (ابوداؤد)

٢٦٧٧۔ وَعَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِرِعَاءِ الإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ: أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ النَّحْرِ، فَيَرْمُوْهُ فِيْ أَحَدِهِمَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

٢٦٧٧۔ حضرت ابوبداح بن عاصم بن عدی اپنے باپ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے چرواہوں کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ رات کو منی میں ان کے لیے ٹھہرنا ضروری نہیں ہے دسویں تاریخ کو وہ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں پھر یوم النحر کے بعد دو دن کی کنکری مارنے کو ایک ہی دن میں جمع کر لیں یعنی دو دن کی کنکری ایک ہی دن میں مارلیں خواہ قربانی کے دوسرے دن ہو یا تیسرے دن۔ (ترمذی نسائی مالک)

توضیح: ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے تیرہویں تاریخ تک منیٰ میں شب باشی کرنی ضروری ہے لیکن اونٹوں کے چرواہوں کے لیے ضروری نہیں ہے کیونکہ انہیں اونٹ چرانے کے لیے دور دراز جنگلوں میں جانا پڑتا ہے اور ہر رات کو منی میں آ کر رات گزارنی دشوار اور مشکل ہے اس لیے آپ نے ان کی مجبوری کو مدنظر رکھ کر فرمایا کہ وہ دسویں تاریخ کو رمی کر کے اونٹوں کو چرانے چلے جائیں پھر گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو آ کر دو دن کی رمی ایک ہی دن میں کر لیں خواہ مقدم ہو یا مؤخر۔

❀❀❀❀

٢٦٧٧۔ صحیح، سنن ابی داؤد (٩٧٥) الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی الرخصة للرعا ان یرموا یوما ویدعوا (٩٥٥)، نسائی کتاب المناسك باب رمی الرعاة (٣٠٧١)، ابن ماجه (٣٠٣٧)، موطا امام مالك کتاب الحج باب الرخصة فی رمی الجمار (١/ ٤٠٨ ح ٢١٨)

❀❀ صحیح' الموطا کتاب الحج باب الرخصة فی رمی الجمار (٢١٨) ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی الرخصة للرعاء (٩٥٥) نسائی کتاب المناسك باب رمی المرعاة (٣٠٦٩) ابن ماجه کتاب المناسك باب فی جمرة العقبة ای ساعة ترمی (١٩٠٣) ابوداؤد کتاب المناسك باب فی رمی الجمار (١٩٧٥) ابن حبان (١٠١٥) ابن خزیمه (٢٩٧٥) مستدرك حاکم ١/ ٤٧٨۔ ٣/ ٣٢٠ (مبشر احمد ربانی)

(۱۱) بَابُ مَایَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

جن کاموں سے محرم کو احرام کی حالت میں بچنا چاہیے ان کا بیان

حج کے احرام باندھنے کے بعد محرم کے لیے بڑی پابندی ہو جاتی ہے کہ احرام کے خلاف کوئی کام نہ کرے مردوں عورتوں دونوں کے لیے یہ پابندی ضروری ہے بعض بعض باتوں میں دونوں برابر ہیں اور بعض باتوں میں دونوں میں فرق ہے جیسے احرام کی حالت میں مردوں کے لیے یہ کام کرنا جائز نہیں ہے (۱) بیوی سے جماع کرنا (۲) بوسہ لینا (۳) لڑائی جھگڑا کرنا (۴) اپنا یا دوسرے کا نکاح کرنا (۵) جنگلی جانوروں کا شکار کرنا (۶) خوشبو لگانا (۷) بالوں کا کاٹنا یا منڈانا (۸) ناخن کا تراشنا (۹) جوئیں وغیرہ کو مارنا (۱۰) کرتہ یا پائجامہ پہننا (۱۱) پگڑی باندھنا (۱۲) ٹوپی اوڑھنا (۱۳) سر چھپانا (۱۴) دستانے یا جراب پہننا مردوں کے لیے ناجائز ہیں۔

اور عورتوں کے لیے احرام کی حالت میں (۱) منہ چھپانا (۲) ناخن کاٹنا (۳) بال تراشنا (۴) جنگلی جانوروں کا شکار کرنا (۵) اور نکاح کرنا کرانا (۶) اور جماع اور اسباب جماع (۷) اور لڑائی جھگڑے وغیرہ کرنا (۸) اور زور زور سے لبیک پکارنا عورتوں کے لیے منع ہے ان سب کا بیان نیچے حدیثوں میں آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۶۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ : مَا یَلْبِسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ؟ قَالَ: ((لاَ تَلْبِسُوا الْقُمُصَ، وَلاَ الْعَمَائِمَ، وَ لاَ السَّرَاوِیْلاَتَ، وَلاَ الْبَرَانِسَ، وَ لاَ الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لاَ یَجِدُ نَعْلَیْنِ فَیَلْبِسُ خُفَّیْنِ وَ لِیَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ، وَ لاَ تَلْبِسُوا مِنَ الثِّیَابِ شَیْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَ لاَ وَرَسٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَ زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ: ((وَلاَ تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَ لاَ

۲۶۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ کن کن کپڑوں میں محرم احرام باندھے یعنی احرام کی حالت میں کن کپڑوں کا پہننا جائز ہے اور کن کپڑوں کا پہننا جائز نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرم نہ کرتا پہنے نہ عمامہ باندھے نہ پائجامہ پہنے اور نہ ٹوپی اوڑھے اور نہ کوئی ایسی چیز اوڑھے جس سے سارا بدن مع سر کے چھپ جائے اور نہ موزہ پہنے اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں صرف موزے ہی موزے ہوں تو ان موزوں کو ٹخنے کے نیچے کاٹ کر پہن سکتا ہے اور ان کپڑوں کے پہنے جن میں زعفران اور ورس یعنی خوشبو لگی ہوئی ہو۔ (بخاری' مسلم) اور بخاری

۲۶۷۸۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب مالا یلبس المحرم من الثیاب (۱۵۴۲، ۱۸۳۸)، مسلم کتاب الحج مایباح بحج او عمرة ومالا یباح (۱۱۷۷[۲۷۹۱])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب ما یلبس المحرم من الثیاب (۱۵۴۲) مسلم کتاب الحج باب مایباح للمحرم بحج اوعمرة ومالا یباح (۱-۱۷۷) اور بخاری زیارت کتاب جزاء الصید باب ما ینهی من الطیب اللمحرم والمحرمة (۱۷۳۸) (مبشر احمد ربانی)

تَلْبِسُ الْقُفَّازَيْنِ.))

کی ایک روایت میں یوں ہے کہ محرمہ عورت احرام کی حالت میں نہ برقعہ اوڑھے اور نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے کو پہنے۔

محرم کا موزے پہننا

٢٦٧٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَيْنِ لَبِسَ خُفَّيْنِ، وَ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِيلَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٧٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محرم آدمی جب جوتی نہ پائے تو موزوں کو پہن سکتا ہے (بشرطیکہ ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور جب لنگی کو نہ پائے تو پائجامہ پہن لے۔ (بخاری و مسلم)

حالت احرام میں خوشبو لگانا

٢٦٨٠۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ، وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ، وَهٰذِهِ عَلَيَّ فَقَالَ: ((أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَ أَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٨٠۔ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جعرانہ مقام میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آدمی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جو احرام کی حالت میں چوغہ پہنے ہوئے تھا اور اس میں خوشبو ملے ہوئے تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہے اور یہ یعنی کرتہ اور چوغہ میرے جسم کے اوپر ہے اور میں نے خوشبو لگا رکھی ہے (تو اب میں کیا کروں) تو آپ نے فرمایا تم خوشبو کو تین دفعہ دھو ڈالو اور اس کرتے کو اپنے بدن سے اتار ڈالو اور اپنے احرام میں وہی کام کرو جو تم حج میں کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

حالت احرام میں نکاح کرنا

٢٦٨١۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَ لَا يُنْكَحُ، وَ لَا يَخْطِبُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦٨١۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرم آدمی نہ نکاح کرے اور نہ کرائے اور نہ منگنی کرے۔ (مسلم)

٢٦٧٩۔ صحیح بخاری کتاب جزاء الصید باب بس الخفین للمحرم اذا لم یجد النعلین (١٨٤١)، مسلم کتاب الحج باب مایباح للمحرم بحج او عمرة وبالا یباح (١١٧٨[١٧٩١])

❀❀ بخاری کتاب جزاء الصید باب بس الخصین للمحرم اذا لم یجد ال؟ (١٨٤١) وکتاب اللباس باب السراویل (٥٨٠٤) مسلم کتاب الحج باب مایباح للمحرم بحج اوعمره (٤۔ ١١٧٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٠۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب غسل الغلوق ثلاث مرات من الثیاب (١٥٣٦)، مسلم کتاب الحج باب ما یباح للمحرم بحج اوعمرة ومالا یباح (١١٨٠[٢٧٩٨])

❀❀ بخاری کتاب الحج باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثیاب (١٥٣٦) وکتاب وضائل القران باب نزل القرن بلسان قریش والعرب (٤٩٨٥) مسلم کتاب الحج باب ما یباح للمحرم بحج اوعمرة (٦،٧،٨۔ ١١٨٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨١۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم (١٤٠٩[٣٤٤٦])

❀❀ مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم (٤١۔١٤٠٩) مسند احمد ١/ ٥٧۔ ٦٤۔ ٦٨۔ ٧٣ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٨٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ محرم تھے۔ (بخاری ومسلم)

٢٦٨٣۔ وَعَنْ يَزِيْدِ بْنِ الأَصَمِّ، ابْنِ أُخْتِ مَيْمُوْنَةَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللهُ: وَ الأَكْثَرُوْنَ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا حَلَالاً وَ ظَهَرَ أَمْرَ تَزْوِيْجِهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ بِسَرِفَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ

٢٦٨٣۔ حضرت یزید بن عاصم رضی اللہ عنہ بن اخت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب کہ آپ حلال تھے۔ (مسلم) شیخ امام محی السنہ نے فرمایا کہ جمہور علماء اسی بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت نکاح کیا تھا جس وقت آپ حلال تھے اور آپ کے نکاح کا معاملہ لوگوں پر اس وقت ظاہر ہوا جب آپ احرام باندھ چکے تھے پھر آپ ان سے ہمبستر ہوئے جبکہ آپ حلال تھے مقام سرف میں مکے کے راستے میں۔

توضیح: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، مقام سرف میں قیام فرمایا حضرت میمونہ بھی وہاں موجود تھیں اسی مقام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اور رسم عروسی ادا ہوئی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نکاح تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخری بیوی ہیں۔ (طبری)
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا خود بھی فرماتی ہیں کہ میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوا جب کہ آپ حلال تھے یعنی احرام نہیں باندھے ہوئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم آدمی نہ خود نکاح کرے اور نہ کرائے ان دونوں روایتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ محرم آدمی حالت احرام میں نکاح نہ کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد اور جمہور علمائے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ یہی فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح درست نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں نکاح کیا ہے تو امام محی السنہ نے اور جمہور محدثین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس وقت ہوا تھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے اور آپ کا نکاح لوگوں کو اس وقت معلوم ہوا جب آپ احرام باندھ چکے تھے یا یہ مطلب ہے کہ آپ کا نکاح حرم میں ہوا اگرچہ آپ حلال تھے اور جو حرم میں ہوتا ہے اس کو بھی محرم کہتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

قتلوا ابن عفان الخليفة محرما

یعنی عثمان بن عفان کو لوگوں نے مار ڈالا اس حال میں کہ وہ محرم تھے یعنی حرم مدینہ میں تھے اور بعض لوگوں نے یہ توضیح کی ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنے کی ممانعت حدیث قولی ہے اور جواز والی حدیث فعلی ہے اور قولی حدیث فعلی پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ

٢٦٨٢۔ صحيح بخاری كتاب جزاء الصيد باب ترويج المحرم (١٨٣٧)، مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح المحرم (١٤١٠[٣٤٥١])

❀ بخاری كتاب جزاء الصيد باب تزويج المحرم (١٨٣٧) مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح المحرم (٤٦۔١٤١٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٣۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح المحرم (١٤١١[٣٤٥٣])

❀ مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح المحرم (٤٨۔١٤١١) مسند احمد ٦/ ٣٣٢،٣٣٣، ٣٣٥ بيهقی ٥/ ٦٦،٧/ ٢١١ (مبشر احمد ربانی)

فعل میں تخصیص کا احتمال ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

حالت احرام میں سر کو دھونا

٢٦٨٤۔ وَعَنْ أَبِى أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ رأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٨٤۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنے سر کو دھو لیتے تھے۔ (بخاری)

حالت احرام میں سینگی لگوانا

٢٦٨٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِىُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٨٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔ (بخاری، مسلم)

محرم کا آنکھوں میں دوائی ڈالنا

٢٦٨٦۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِى الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَ هُمَا بِالصَّبْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦٨٦۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھا اور اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایلوا کا لیپ لگا لے۔ (مسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنکھ کا علاج کرنا جائز ہے بشرطیکہ خوشبودار نہ ہو۔

٢٦٨٧۔ وَعَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ أُسَامَةَ وَ بِلالاً، وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَ الآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ، يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ، حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٦٨٧۔ حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کے سر پر کپڑا سائبان کے طور پر اٹھائے ہوئے تھا تاکہ آپ کو گرمی سے بچائے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کر لی۔ (مسلم)

٢٦٨٨۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ،

٢٦٨٨۔ حضرت کعب بن عجرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ حدیبیہ میں تھے مکے میں ابھی داخل

٢٦٨٤۔ صحيح بخارى كتاب جزاء الصيد باب الاغتسال للمحرم (١٨٤٠)، مسلم كتاب الحج باب جواز غسل المحرم بدنه وراسه (١٢٠٥[٢٨٨٩])

❀❀ بخارى كتاب جزاء العبد باب الاغتسال للمحرم (١٨٤٠) مسلم كتاب الحج باب جواز غسل المحرم بدنه وراسه (ق٩۔ ١٢٠٥) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٥۔ صحيح بخارى كتاب جزأ العبد الحجامة للمحرم (١٨٣٥)، مسلم كتاب الحج باب جواز الحجامة للمحرم (١٢٠٢[٢٨٨٥])

❀❀ بخارى كتاب جزاء العبد باب الحجامة للمحرم (١٨٣٥) مسلم كتاب الحج باب جواز الحجامة للمحرم (٨٧۔١٢٠٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٦۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب جواز مدواة المحرم عينيه (١٢٠٤[٢٨٨٧])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب جواز مداواة المحرم عينيه (٨٩۔١٢٠٤) مسند احمد ١/ ٦٠، ٦١، ٦٥، ٦٨ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٧۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب استحباب رمى جمرة العصقبة يوم النحر راكباً (١٢٩٨[٣١٣٩])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب استحباب رمى جمرة العقبة يوم النحر راكبا (٣١٢۔١٢٩٨) مسند احمد ٦/ ٤٠١) بيهقى ٥/ ٦٩ (مبشر احمد ربانی)

وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ، وَالْقُمَّلُ تَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَ أَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ)) وَالْفَرَقُ: ثَلَاثَةُ آصُعٍ ((أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نہیں ہوئے تھے اور یہ محرم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھے اور ان کے سر کی جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں تو یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے سر کی جوئیں تم کو تکلیف پہنچا رہی ہیں انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم اپنے سر کے بالوں کو منڈا ڈالو اور ایک فرق غلہ چھ مسکینوں کو کھانے کے لیے دے دو اور ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے (اور ایک صاع ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک کا ہوتا ہے یعنی تقریبا ساڑھے دس سیر یا تین روزے رکھو یا ایک بکری کی قربانی کر ڈالو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: احرام کی حالت میں سر کے بالوں کو منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔ اگر خاص مجبوری کی وجہ سے منڈانے کی ضرورت پڑ جائے تو اس کا کفارہ اور فدیہ ادا کرنا ضروری ہے یعنی یا تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (اور ایک صاع ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک کا ہوتا ہے یعنی تقریبا ساڑھے دس سیر) یا یہ کہ تین روزہ رکھے یا ایک بکری کی قربانی کرے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فمن كان منكم مريضا اوبه اذى من راسه ففدية من صيام اوصدقة اونسك﴾ (البقرہ) ''یعنی جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (اس نے سر منڈالیا) تو اس کے بدلے میں روزہ یا صدقہ یا ذبح کرنا ہے۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

حالت احرام میں عورت کیا پہنے گی

٢٦٨٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ، وَالنِّقَابِ وَ مَا مَسَّ الْوَرْسُ وَ الزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ، وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرٍ أَوْ خَزٍّ أَوْ حُلِيٍّ أَوْ سَرَاوِيلَ أَوْ قَمِيصٍ أَوْ خُفٍّ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٦٨٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانوں کے پہننے سے اور نقاب پوشی کرنے سے اور ایسے کپڑوں کے استعمال کرنے سے جس میں ورس اور زعفران لگی ہوئی ہو منع فرماتے تھے۔ احرام سے فارغ ہونے کے بعد جس قسم کا کپڑا چاہیں پہن سکتی ہیں یعنی رنگین کپڑوں میں سے خواہ کسی قسم کا رنگا ہوا ہو یا ریشم ہو خواہ زیور ہو یا کرتا پائجامہ یا موزہ وغیرہ۔ (ابوداؤد)

٢٦٨٨۔ صحیح بخاری کتاب المحصر باب قول الله تعالیٰ فمن كان منكم مريضاً (١٨١٤)، مسلم كتاب الحج باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى (١٢٠١[٢٨٨١])

❀❀ بخاری کتاب المحصر باب قول الله تعالیٰ (فمن كان منكم مريضا اوبه اذى) (١٨١٤) اور باب قول الله تعالیٰ (او صدقة) ١٨١٥ مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى (١٢٠١'٨٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٨٩۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب ما يلبس المحرم (١٨٢٧)

❀❀ صحیح' ابوداؤد کتاب المناسك باب ما يلبس المحرم (١٨٢٧) مستدرك حاكم ١/ ٤٨٦ بیهقی ٢/ ٥٢ التمهيد ١٥/ ١٠٦ المحلى ٤/ ٧٠'٧١'٧/ ٧٩ امام حاکم وامام ذہبی نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کیا ہے محمد بن اسحاق کی حاکم میں تشریح باسماع موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

حالت احرام میں عورت کا پردہ کرنا

۲۶۹۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا جَاوَزُوا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَ لِابْنِ مَاجَه مَعْنَاهُ

۲۶۹۰۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئی تھیں اور ہمارے قریب سے قافلے گزرتے تو ہم اپنی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتیں یعنی گھونگھٹ نکال لیتیں جب وہ چلے جاتے تو پھر ہم اپنے چہرے کو کھول لیتے۔ (ابو داود' ابن ماجہ)

۲۶۹۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرَ الْمُقَتَّتِ يَعْنِي غَيْرَ الْمُطَيَّبِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۶۹۱۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں زیتون کا تیل غیر خوشبودار استعمال کرتے تھے۔ (ترمذی) یعنی سادہ تیل استعمال کرنا جائز ہے اور خوشبودار تیل کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حالت احرام میں جو لباس ممنوع ہے

۲۶۹۲۔ عَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَجَدَ الْقُرَّ، فَقَالَ: أَلْقِ عَلَيَّ ثَوْبًا يَا نَافِعُ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَقَالَ: تُلْقِي عَلَيَّ هٰذَا وَ قَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهُ الْمُحْرِمُ؟. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۶۹۲۔حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو سردی لگنے لگی تو مجھ سے فرمایا اے نافع تم مجھ پر کپڑا ڈال دو میں نے ان پر بارانی اور برساتی کپڑا ڈال دیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم مجھ پر ایسا کپڑا ڈال رہے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے محرم کو احرام کی حالت میں پہننے سے

۲۶۹۰۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب اللمناسك باب فی المحرمة تعظیما وجها (۱۸۳۳)، ابن ماجه کتاب المناسك باب المحرمة تسدل الثوب علی وجها (۲۹۳۵)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

❀❀ ضعيف' ابوداؤد کتاب المناسك باب فی المحرمة تفطی وجهها (۱۸۳۳) ابن ماجه کتاب المناسك باب المحرمة تسدل الثوب علی وجهها (۲۹۳۵) مسند احمد (۶/ ۳۰ بیهقی ۵/ ۴۸ اسکی سند میں یزید ابی زیادہ ضعیف اور نا قابل حجت راوی ہے (المغنی فی الضعفاء ۲/ ۵۳۷ میزان الاعتدال ۴/ ۴۲۳ تقریب ص:۳۸۲) علامہ البانی رحمہ اللہ کا اسکی سند کو جید کہنا محل نظر ہے۔ یاد رہے کہ حالت احرام میں نقاب باندھا منع ہے نہ کہ چہرہ چھپانا صحابیات حالت احرام میں چہرہ چھپاتی تھیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کنا لفظی وجوهنا من الجرال 'م ہم اپنے چہرے مردوں سے چھپاتی تھیں (ابن خزیمه (۲۶۹۰) ۴/ ۲۰۳ مستدرك حاكم ۱/ ۴۵۴ امام حاکم وامام ذھبی نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۶۹۱۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب الحج باب ۱۱۴ (۹۶۲)، ابن ماجه (۳۰۸۳)، فرقد بن یعقوب سخی ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف' ترمذی کتاب الحج باب نمبر ۱۱۴ (۹۶۲) مسند احمد ۲/ ۲۵'۲۹'۵۹'۷۲'۱۲۶'۱۴۵ بیهقی ۵/ ۵۸ ابن ماجه کتاب المناسك باب ما یدهن به المحرم (۳۰۸۳)' اس کی سند میں فرقد بن یعقوب السنجی ابو یعقوب البصری صدوق وعابد لین الحدیث کثیر الخطاء ہے (تقریب ص: ۲۷۴ المغنی فی الصعفا ۲/ ۱۸۷ الجرح والتعدیل ۷/ ۴۶۴ کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳/ ۴ میزان الاعتدال ۳/ ۳۴۵) (مبشر احمد ربانی)

۲۶۹۲۔ صحيح، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب مایلبس المحرم (۱۸۲۸)

❀❀ صحيح' ابوداؤد کتاب المناسك باب ما یلبس المحرم (۱۸۲۸) مسند احمد ۲/ ۲۱' ۱۴۱ بیهقی ۵/ ۵۲ مسند حمیدی (۶۹۶ التمهيد ۱۵/ ۱۱۶ (مبشر احمد ربانی)

منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد)

توضیح: برنس وہ کپڑا جس میں ٹوپی لگی ہو خواہ جبہ ہو یا قمیص ہو یا بارانی کوٹ اور یہ کپڑا سلا ہوا ہوتا ہے حضرت عبداللہ نے اسی لیے اس کو استعمال سے منع فرمایا ہے کہ سلا ہوا ہوتا ہے اور سر بھی ڈھک جاتا ہے۔

حالت احرام میں سینگی لگوانا

٢٦٩٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ ﷺ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٩٣۔ حضرت عبداللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر کے درمیان میں سینگی لگوائی مقام لحی جمل میں جو مکے کے راستے میں ہے۔(بخاری ومسلم)

٢٦٩٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجْعٍ كَانَ بِهٖ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

٢٦٩٤۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم کے پشت میں تکلیف تھی جس کی وجہ سے آپ نے سینگی لگوائی۔(ابوداؤد' نسائی)

٢٦٩٥۔ وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ ﷺ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ حَلَالٌ، وَ بَنٰى بِهَا وَهُوَحَلَالٌ، وَ كُنْتُ أَنَا الرَّسُوْلَ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

٢٦٩٥۔ حضرت ابو رافع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ ﷺ سے اس وقت نکاح کیا تھا جب کہ آپ حلال تھے یعنی احرام نہیں باندھے تھے اور اسی حلال کی حالت میں خلوت نشینی کی اور میں ان دونوں کے درمیان میں قاصد تھا۔(احمد' ترمذی)

٢٦٩٣۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب الحجامة علی الراس (٢٦٩٨)، مسلم کتاب الحج باب جواز الحجامة للمحرم (١٢٠٣)

❀❀ بخاری کتاب الطب باب الحجامة علی الراس (٥٦٩٨) مسلم کتاب الحج باب جواز الحجامة للمحرم (٨٨-١٢٠٣) مسند احمد ٥/ ٣٤٥ بیهقی ٥/ ٦٥ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٩٤۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب المحرم يحتجم (١٨٣٧)، النسائی کتاب المناسك باب حجامة المحرم علی ظهر القدم (٢٨٥٢)

❀❀ معلول' ابوداؤد کتاب المناسك باب المهرم يحتجم (١٨٣٧) نسائی کتاب المناسك باب حجامة المحرم علی ظهر القدم (٢٨٤٩) بیهقی (٥/ ٦٥) شمائل ترمذی باب ماجاء فی حجامة رسول الله ﷺ (٣٤٨) مسند احمد ٣/ ١٦٤' اس میں قتادہ بن دعامۃ السدوسی مدلس روای ہیں اور روایت معنعن ہے' اسکے باوجود علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(مختصر الشمائل المحمدیه (٣١٤) ص: ١٩٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٦٩٥۔ ضعیف، مسند احمد (٦/ ٣٩٢، ٣٩٣)، سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراهیة ترویج المحرم (٨٤١)، مطر الوراق سی الحفظ راوی ہے اور مسند مرسل ہے۔

❀❀ حسن' مسند احمد ٦/ ٣٩٢' ٣٩٣ ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی کراهیة تزویج المحرم (٨٤١) بیهقی (٥/ ٦٦)' ٧/ ٢١١) اس کی سند میں مطر بن طهمان راوی ہے۔ یہ حسن الحدیث ہیں اور ان کی روایت عطاء سے ضعیف ہوتی ہے امام ذھبی رحمہ اللہ میزان میں فرماتے ہیں (من رجال مسلم' حسن الحدیث) میزان ٤/ ١٢٧ المغنی ٢/ ٤١١ میں راقم ہیں ثقہ تابعی امام یحییٰ بن معین ابوزرعہ اور ابوحاتم اسے صالح قرار دیتے ہیں خلیفۃ لاباس بہ عجلی اور ساجی رحمہ اللہ صدوق اور ابوبکر النبر ارلیس فرماتے ہیں (ملخص از تهذیب ٥/ ٤٥٤) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا انہیں صدوق کے ساتھ کثیر الخطا قرار دینا درست معلوم نہیں ہوتا نیز فتح الباری ٩/ ٣٨٤ میں اسے ثقہ قرار دیتے ہیں والله اعلم صحیه مسلم میں منابات میں اسکی دو روایتیں ہیں علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((فحدثه عن ربیعه بن ابی عبدالرحمن لاینحط عن درجة الحسن .)) (مرعاة ٩/ ٣٨٥) اسکی حدیث ربیعہ سے نیز (فتح الباری ٩/ ٣٨٤) میں اسے ثقہ قرار دیتے ہیں وجہ حسن نہیں اترتی۔(مبشر احمد ربانی)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو جنگلی جانور کے شکار سے بچنا چاہیے

یعنی احرام کی حالت میں نہ جنگلی جانوروں کا شکار کرے اور نہ شکار کرنیوالوں کی مدد کرے اور نہ اس کے طرف اشارہ کرے البتہ دریائی شکار کرسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یا ایھا الذین امنوا لا تقتلوا الصید و انتم حرم و من قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذواعدل منکم ھدیا بلغ الکعب او کفار طعام مساکین او عدل ذالك صیاما لیذوق و بال امرہ عفا اللہ عما سلف و من عاد فینتقم اللہ منہ واللہ عزیز ذوانتقام احل لکم صیدالبحر و طعامہ متاعا لکم و للسیار و حرم علیکم صید البر مادمتم حرما واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾

''اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہو گی جو کہ مساوی ہو گی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر اور رکھ لیے جائیں تا کہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گئے۔''

یعنی احرام کی حالت میں کسی قسم کے وحشی جانور کو نہ مارو اگر مارو گے تو جانور کا کفارہ تمہیں دینا فرض ہے جس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ یا تو جانور شکار کیا گیا ہے اسی کے مثل کوئی جانور ذبح کر کے فقیروں میں تقسیم کرو اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

اوّل

یہ کہ اس جانور کے متعلق دو مسلمان منصف یہ تجویز کر دیں کہ یہ قربانی کا جانور اس مقتول شکار کے مثل ہے جیسے ہرن کے بدلے میں بکری اور شتر مرغ کے بدلے میں اونٹ اور کبوتر کے عوض میں مرغی وغیرہ۔

دوئم

یہ کہ اس قربانی کے جانور کو ہدیہ بنا کر کعبہ بھیجا جائے تا کہ حرم میں ذبح کر کے وہاں کے مسکینوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

۲۔ اور اگر قربانی کے جانور کے مثل نہ ملے تو اس کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین پر تقسیم کرو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر مسکین کو کھانا

کھلانے کے عوض ایک روزہ رکھو جیسے ہرن کا شکار کیا اور ایک ہرن کی قیمت پانچ روپے قرار پائی اور پانچ روپے کا غلہ ایک من پانچ سیر ہوتا ہے تو فی کس ڈیڑھ سیر کے حساب سے تیس مسکینوں کو تقسیم کرنا ضروری ہے لہٰذا غلہ دینے کی صورت میں روزے رکھنے ضروری نہیں اور یہ سزا اس لیے ضروری ہے تاکہ اپنے کیے کا مزہ چکھو البتہ دریائی جانوروں کا شکار تمہارے لیے مباح ہے جیسے مچھلی وغیرہ کا شکار کر سکتے ہو لیکن غیر دریائی جانوروں کا احرام کی حالت میں حرام ہے اور اگر غلطی سے کسی جنگلی جانور کا شکار کر لیا ہے تب بھی اسی فدیہ کا حکم ہے۔

اگر احرام کی حالت میں خدانخواستہ کوئی ناگہانی آفت آ پڑے جیسے جنگ وجدال یا چوٹ و بیماری کی وجہ سے مکہ مکرمہ تک نہیں جا سکتا تو ایک جانور اللہ کے لیے ذبح کر کے احرام کھول دے اور واپس ہو جائے پھر دوسرے سال جب عذر جاتا رہے تو حج کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں کیا تھا۔ (بخاری)

﴿فان احصر تم فما استیسر من الهدی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الهدی محله﴾ (البقرہ)

''اگر تم روک لیے جاؤ تو جو کچھ میسر ہو قربانی کر ڈالو اور اپنے سروں کو مت منڈاؤ یہاں تک کہ ہدی حلال ہونے کی جگہ پہنچ جائے۔''

اگر کوئی احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کو بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دے کر احرام کی صرف دو چادروں میں کفن دینا چاہیے سر منہ کو نہ ڈھانپا جائے اور نہ خوشبو لگائی جائے قیامت کے دن وہ لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔

اگر کسی نے احرام کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو جمہور علماء کے نزدیک اس کا حج باطل ہو گیا ہے وہ اس حج کو آئندہ سال دوبارہ ادا کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ فدیہ ادا کر دے ان شاء اللہ اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ تفصیل روضۃ الندیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

حج کے رکنوں میں سے ایک بڑا رکن وقوف عرفہ ہے اگر وقوف عرفہ فوت ہو گیا تو حج فوت ہو جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الحج عرف من جاء لیل جمع قبل طلوع الفجر فقد ادرك الخ)) (ترمذی، نسائی)

''عرفہ میں وقوف کرنا ہی حج ہے جو مزدلفہ کی رات میں آ گیا طلوع فجر سے پہلے تو اس کا حج پورا ہو جائے گا۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

٢٦٩٦۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جُثَامَةَ ؓ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٩٦۔ صعب بن جثامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ابواء یا ودان مقام میں جنگلی گدھا یعنی گورخر کا شکار کر کے تحفے کے طور پر پیش کیا آپ نے ان کو واپس کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر غم اور افسوس دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے ہدیئے کو واپس نہیں کرتے لیکن ہم چونکہ

٢٦٩٦۔ صحیح بخاری کتاب جزاء الصید باب اذا اهدی للمحرم حمرا وحشیاً (١٨٢٥)، مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم (١١٩٣[٢٨٤٥])

❀❀ بخاری کتاب جزاء الصید باب اذا اهدی للمحرم حمارا وحشیا حیالم یقبل (١٨٢٥) وکتاب الهبة باب قبول الهیة (٢٥٧٣) مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم (٥٠-١١٩٣) مسند احمد ٤/ ٣٧، ٣٨، ٧١، ٧٢، ٧٣ حمیدی ٢/ ٣٤٤ عبدالرزاق ٤/ ٤٢٦ (مبشر احمد ربانی)

احرام باندھے ہوئے ہیں اور محرم کیلیے جنگلی جانور کا شکار لینا جائز نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: محرم کے لیے جنگلی جانوروں کا شکار کرنا یا کسی شکاری کو شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا ناجائز ہے اور شکار کیا ہوا جنگلی جانور کا خریدنا یا جنگلی جانور کے شکار کا گوشت خریدنا یا تحفے کے طور پر بھی لینا درست نہیں ہے اگر کوئی حلال آدمی اپنے کھانے کے لیے کسی جنگلی جانور کا شکار کئے ہوئے ہو اور اپنے کئے ہوئے شکار کا گوشت کسی محرم حاجی کو تحفے میں دے تو وہ محرم لے سکتا ہے اور کھا بھی سکتا ہے جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کر کے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

۲۶۹۷۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ، وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَوا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ، فَأَبَوا، فَتَنَاوَلَهُ فَحَمِلَ عَلَيْهِ، فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا، فَنَدِمُوا، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلُوهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) قَالُوا: مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَكَلَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: فَلَمَّا أَتَوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا؟ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِمَا؟)) قَالُوا: لاَ، قَالَ: ((فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا.))

۲۶۹۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہ بعض ساتھیوں کے ساتھ راستے میں پیچھے رہ گئے تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سب ساتھیوں نے احرام باندھ لیا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا۔ ان کے ساتھیوں نے راستے میں ایک جنگلی گدھے کو دیکھا جس کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نہیں دیکھا تو ان کے ساتھیوں نے اس شکار کو احرام کی وجہ سے چھوڑ دیا اور شکار نہیں کیا یہاں تک کہ ابو قتادہ نے اس شکاری جانور کو دیکھ لیا شکار کرنے کیلیے اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے اور (کوڑا لینا بھول گئے) تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرا کوڑا اٹھا کر مجھے دے دو ان لوگوں نے اٹھا کر دینے سے انکار کر دیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر کر خود اٹھایا اور شکار پر جا کر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا پھر اس شکار کے گوشت کو خود بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھایا پھر ان کے ساتھی لوگ نادم ہوئے کہ محرم کے لیے شکار کا گوشت جائز ہے یا ناجائز ہے جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ باقی ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہمارے پاس ایک پاؤں باقی ہے نبی ﷺ نے اس کو لے لیا اور کھایا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ سے کہا تھا کہ شکار پر حملہ کریں یا یہ کہ اس کی طرف کسی نے اشارہ کیا تھا لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جو گوشت باقی ہے اس کو کھالو۔

۲۶۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالإِحْرَامِ: الْفَأْرَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ،

۲۶۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ جانوروں کو حرم میں اور احرام کی حالت میں مارنے کا حکم دیا ہے ان جانوروں کے مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور

۲۶۹۷۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب اسم الفرس والحمار (۲۸۵۴)، مسلم کتاب الحج باب تحریم للمحرم (۱۱۹٦[۲۸۵۲، ۲۸۵۳])

❀❀ بخاری کتاب الجهاد باب اسم الفرس والحمار (۲۸۵۴) وباب ما قیل فی الرماح (۲۹۱۴) مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم (٦۳،۵۸،۵۷_۱۱۹٦)، مسند احمد ۵/ ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰٦ حمیدی ۱/ ۲۰٤، ۱۸۸، ۱۸۹ (مبشر احمد ربانی)

وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کاٹنے والا کتا۔ (بخاری، مسلم)

٢٦٩٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَ الْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْغُرَابُ الأَبْقَعُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحُدَيَّا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٩٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پانچ جانور موذی ہیں۔ حل میں بھی اور حرم میں بھی مارے جا سکتے ہیں۔ (١) سانپ (٢) چتکبرا کوا۔ (٣) چوہا۔ (٤) کھکنا کتا۔ (٥) چیل۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٧٠٠۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَحْمُ الصَّيْدِ لَكُمْ فِي الإِحْرَامِ حَلاَلٌ، مَا لَمْ تَصِيْدُوهُ أَوْ يُصَادَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ

٢٧٠٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شکار کا گوشت احرام کی حالت میں تمہارے لیے حلال ہے جب تک کہ تم نے خود شکار کیا ہو یا تمہارے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

توضیح: اگر تم احرام کی حالت میں شکار کرو گے یا تمہارے کھانے کے لیے شکار کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں تمہارے لیے شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر کسی نے اپنے لیے شکار کیا ہو اور تم کو ہدیہ کے طور پر گوشت دے دے تو اس کا کھانا درست ہے۔

٢٦٩٨۔ صحيح بخارى كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فى شراب ـ (٣٣١٥)، مسلم كتاب الحج باب يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب فى الحل (١١٩٩[٢٨٦٨])

❀❀ بخارى كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فى شراب احدكم فليغمسه (٣٣١٥) مسلم كتاب الحج باب مايندب للمحرم وغيره قتله من الاداب (٧٢-١١٩٩)، مسند احمد ٢/ ٣٨،٣٢،٨٣،٣ عبدالرزاق ٤/ ٤٤٢ بيهقى ٥/ ٢١٠،٢٠٩ (مبشر احمد ربانی)

٢٦٩٩۔ صحيح بخارى كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فى شراب احدكم (٣٣١٤)، مسلم كتاب الحج باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب (١١٩٨[٢٨٦٢])

❀❀ بخارى كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الزباب فى شراب احدكم فليفسه (٣٣١٤) مسلم كتاب الحج باب مايندب للمحرم وغيره قتله من الاداب (٦٧-١١٩٨) عبدالرزاق (٤/ ٤٤٢) بيهقى ٥/ ٢٠٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٠٠۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب لحم للمحرم (١٨٥١)، ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى اكل الصيد للمحرم (٨٤٦)، النسائى كتاب المناسك الحج باب اذا اشار المحرم الى الصيد فقتله الحلال (٢٨٣٠) انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ المطلب راوی نے سیدنا جابر سے نہیں سنا۔ (المراسل ص ٢١٠)

❀❀ منقطع، ابوداؤد كتاب المناسك باب لحم الصيد للمحرم (١٨٥١) ترمذى كتاب الحج باب ماجاء فى اكل الصيد للمحرم (٨٤٦) نسائى كتاب مناسك الحج باب اذا اشار المحرم الى الصيد (٢٨٢٧) كتاب الام ٢/ ٢٠٨) مسند احمد (٣/ ٣٨٩،٣٨٧) ابن خزيمه (٢٦٤١) ابن حبان (٩٨٠موارد) مستدرك حاكم ١/ ٤٥٢ بيهقى ٥/ ١٩٠ عبدالرزاق ٤/ ٤٣٥ اسے ابن خزیمہ، ابن حبان حاکم وذھبی نے صحیح کہا ہے لیکن المطلب کا جابر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں (ترمذى ٣/ ٢٠٤ جامع التحصيل فى احكام المراسيل (٧٧٤) مراسيل رازى ص: ٢١٠) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۰۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ

۲۷۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹڈی دریا کی شکار سے ہے۔ (ابوداوٗد' ترمذی)

توضیح: دریا کا شکار محرم کے واسطے حلال ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿احل لكم صيد البحر ما دمتم حرما﴾ تو ٹڈی اگر دریائی شکار کے حکم میں ہے تو اس کے شکار کرنے سے دم جنایت لازم نہیں آئے گا جس طرح مچھلی کا شکار کرنے سے دم جنایت لازم نہیں آتا ہے اور بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ دریا کے شکار کے حکم میں ہے یعنی جس طرح دریا کا شکار بغیر ذبح کئے حلال ہے اسی طرح ٹڈی بھی بغیر ذبح کئے حلال ہے۔

۲۷۰۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

۲۷۰۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حملہ کرنے والے درندے جانور کو محرم مار سکتا ہے۔ (ترمذی' ابو داوٗد' ابن ماجہ) جیسے شیر چیتا بھیڑیا۔

۲۷۰۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الضَّبُعِ

۲۷۰۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا وہ شکار ہے

۲۷۰۱۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب فی الجراد للمحرم (۱۸۵۳)، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی صيد البحر للمحرم (۸۵۰)، ميمون بن أبان "ليس ممن يجتح" اور ابوالمہزم ضعیف راوی ہے۔

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب المناسك باب فی الجراد للمحرم (۱۸۵۳' ۱۸۵٤) ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی صيد البحر للمحرم (۸۵۰) مسند احمد ۲/ ۳۰۶' ۳٦٤' ٤۰۷ ابن ماجه كتاب الصيد باب صيد الحيتان والجراد (۳۲۲۲) بيهقی ۵/ ۲۰۷)' اسکی ایک سند تو ابوالمہزم یزید بن سفیان کی وجہ سے ضعیف ہے' کیونکہ یہ متروک الحدیث ہے (ميزان ٤/ ٤۲٦ المغنی فی الصعفاء ۲/ ۵۳۸ الضعفاء الكبير للعقيلی ٤/ ۳۸٤ كتاب الضعفا والمتردكين لابن الجوزی ۳/ ۲۰۹) جبکہ ابوداوٗد (۱۸۵۳ والی سند حسن ہے اسکی سند میں میمون بن جابان کو بیہقی وغیرہ نے معروف کہا ہے حالانکہ امام عجلی رحمہ اللہ نے كتاب اكلثقات (۱۸۲۷) میں ابن حبان نے كتاب الثقات ۵/ ٤۱۸' ۷/ ٤۷۱ میں اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے الكاشف ۷/ ۳۱۱ میں ثقہ قرار دیا ہے لہذا یہ راوی مجہول نہیں بلکہ ثقہ ہے اس بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۰۲۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب ما يقتل المحرم من الدواب (۱۸٤۸)، ترمذی كتاب الحب باب ما يقتل من الدواب (۸۳۸)، ابن ماجه كتاب المناسك باب ما يقتل المحرم (۳۰۸۹)، یزید بن ابی زیادہ ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف' ترمذی كتاب الحج باب ما يقتل المحرم من الدواب (۸۳۸) ابوداؤد كتاب المناسك باب يقتل المحرم من الاواب (۱۸٤۸) ابن ماجه كتاب المناسك باب ما يقتل المحرم (۳۰۸۹) مسند احمد ۳/ ۳ بيهقی ۵/ ۲۱۰' ۹/ ۳۱٦ التمهيد ۱۵/ ۱۷۳ اسکی سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے دیکھیں (۲٦۹۰) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۰۳۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الضبح يصيبها المحرم (۸۵۱)، النسائی كتاب المناسك مالا يقتله المحرم (۲۸۳۹، ٤۳۲۸)، الشافعی فی الام (۲/ ۱۹۳)

❀❀ صحيح' ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی اضبع يصيبها المحرم (۸۵۱) نسائی كتاب المناسك باب مالا يقتله المحرم (۲۸۳٦) كتاب الام ۲/ ۱۹۳ كتاب الحج باب الضبع مسند احمد ۲/ ۳۱۸' ۳۲۲ دارمی كتاب المناسك باب فی جزاء الضبع (۱۹٤۸) ابن ماجه كتاب الصيد (۳۲۳٦) ابن حبان (۱۰٦۸ موارد) مستدرك حاكم ۱/ ٤۵۲) بيهقی ۵/ ۱۸۳) عبدالرزاق ٤/ ۵۱۳ شرح السنة ۷/ ۲۷۰) (مبشر احمد ربانی)

أَصَيْدٌ هِيَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: أَيُؤْكَلُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

انہوں نے فرمایا ہاں وہ شکار ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ کھایا جا سکتا ہے تو کہا' ہاں' میں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہا ہاں۔ (ترمذی' نسائی' شافعی) بجو جنگلی جانور ہے محرم کے لیے شکار کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ شکار کرے گا تو دم جنایت دینا پڑے گا۔

محرم اگر شکار کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

٢٧٠٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّبُعِ، قَالَ: ((هُوَ صَيْدٌ، وَيَجْعَلُ فِيْهِ كَبْشًا إِذَا أَصَابَهُ الْمُحْرِمُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

۲۷۰۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ وہ شکار ہے اگر محرم آدمی احرام کی حالت میں اس کا شکار کرے گا تو اسے ایک مینڈھے کی قربانی کرنی پڑے گی۔ (ابوداؤد' ماجہ' دارمی)

٢٧٠٥۔ وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ قَالَ: ((أَوْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ؟)) وَ سَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الذِّئْبِ قَالَ: ((أَوْ يَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ؟))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

۲۷۰۵۔ حضرت خزیمہ بن جزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجو کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی بجو کھاتا ہے یعنی بجو کوئی نہیں کھاتا پھر میں نے پوچھا بھیڑیئے کے کھانے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی بھیڑیا کھاتا ہے جس میں کوئی بھلائی ہو یعنی متقی اور نیک آدمی بھیڑیا نہیں کھاتا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

٢٧٠٤۔ اسناده صحيه، سنن ابی داؤد الاطعمة باب فی اكل الضبع (٣٨٠١)، ابن ماجه كتاب المناسك باب جزاء الصبه يصيبه المحرم (٣٠٨٥) دارمی كتاب المناسك باب فی جزاء الضبع (٢/ ١٠٢ ح ٣٢٣٦)

❀❀ صحیح' ابوداؤد كتاب الاطعمة باب فی اكل الضبع (٣٨٠١) ابن ماجه كتاب المناسك باب جزاء الصيد يصيبه المحرم (٣٠٨٥) دارمی كتاب المناسك باب فی جزاء الضبع (١٩٤٧) ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فی الضبع يصيبها المحرم (٨٥١) نسائی كتاب المناسك باب مالا يقتله المحرم (٢٨٣٦) وكتاب الصيد باب الضبع (٤٣٣٤) مستدرك حاكم ١/ ٤٥٢'٤٥٣ بيهقی ٥/ ١٨٣ ابن حبان (٩٧٩ موارد) ابن ابی شيبه ٤/ ٧٧ باب فی الضبع يقتله المحرم مسند ابی يعلی ٤/ ١١٦ (٢١٥٩)' ٤/ ٩٦(٢١٢٧) ابن الجارود (٤٣٨'٤٣٩) جریر کی ابن حبان وغیرہ میں تصریح بالسماع ہے اور اسماعیل بن امیہ وغیرہ نے اسکی متابعت بھی کی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٠٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ماجاء فی اكل الضبع (١٧٩٢)، ابن ماجه (٣٢٣٧)، عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ترمذی كتاب الاطعمه باب ماجاء فی اكل الضبع (١٧٩٢) ابن ماجه كتاب الصيد باب الضبع (٣٢٣٧) مختصراً علامہ زیلعی رحمہ اللہ نصب الرايه ٤/ ١٩٣ میں امام ترمذی کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وضعفه ابن حزم بان اساعيل ضعيف وابن ابی المخارق ساقط وحبان میں جزء مجهول" اے ابن حزم رحمہ اللہ نے ضعیف کیا ہے اس لیے کہ اسماعیل بن مسلم ضعیف ہے اور عبدالکریم بنقیس بن ابی المخارق ساقط ہے اور حبان بن جزء مجہول ہے۔ نیز دیکھیں (مراعة ٩/ ٤٢٥ العلل ومعرفة الرجال ١:٣٧٢ تنقيح الرواة ٢/ ١٤٢) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٧٠٦۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَ نَحْنُ حُرُمٌ، فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ، فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ، وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَافَقَ مَنْ أَكَلَهُ، قَالَ: فَأَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٠٦۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ طلحہ بن عبیداللہ کے ساتھ تھے اور ہم لوگ احرام باندھے ہوئے تھے تو پرندے کے گوشت کا تحفہ ان کے پاس بھیجا گیا۔ طلحہ سو رہے تھے تو ہم میں سے بعض لوگوں نے اس گوشت کو کھا لیا اور بعضوں نے پرہیز کیا جب وہ بیدار ہوئے تو ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کھانے والوں کی موافقت کی اور یہ کہا کہ ہم نے پرندے کا گوشت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا ہے۔ (مسلم)

❀❀❀❀

٢٧٠٦۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب تحريم الصيد للمحرم (١١٩٧)

❀❀ مسلم كتاب الحج باب تحريم الصيد للمحرم (١١٩٧،٦٥) مسند أحمد ١/ ١٦١،١٦٢ بيهقى ٥/ ١٨٨) (مبشر احمد ربانی)

(۱۳) بَابُ الْاِحْصَارِ وَ فَوْتِ الْحَجِّ

احصار اور حج کے چھوٹ جانے کا بیان

احصار کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں اور شرعی محاورہ میں کسی دشمن یا مرض وغیرہ کی وجہ سے حج و عمرہ کی ادائیگی سے رک جانے کو احصار کہتے ہیں جس کو روکا گیا ہے اس کو محصر کہتے ہیں۔ جو احرام باندھنے کے بعد دشمن اور مرض وغیرہ کی وجہ سے حج کی ادائیگی سے مجبور اور معذور ہو جائے وہ حلال ہو جائے اور ایک جانور اللہ کے راستے میں ذبح کر ڈالے رسول اللہ ﷺ کو مشرکین مکہ نے عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا آپؐ حلال ہو گئے تھے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۷۰۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدْ أُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَلَقَ رَأْسَهٗ، وَجَامَعَ نِسَآءَهٗ، وَنَحَرَ هَدْيَهٗ، حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۷۰۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو (عمرہ ادا کرنے سے) روک دیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا سر منڈایا، اپنی بیویوں سے مجامعت کی اور قربانیوں کو ذبح کیا پھر آپؐ نے آئندہ سال عمرہ کیا (بخاری)

۲۷۰۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَدَايَاهُ وَ حَلَقَ، وَقَصَّرَ أَصْحَابُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکے سے نکلے جب مشرکین مکہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بیت اللہ شریف پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں روک لیا تو نبی ﷺ نے اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا اور اپنے سر کے بالوں کو منڈا لیا اور آپ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بالوں کو ترشوا لیا تاکہ حلال ہو جائیں۔ (بخاری)

۲۷۰۹۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ

۲۷۰۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۲۷۰۷۔ صحیح بخاری کتاب المحصر باب اذا احصر المعتمر (۱۸۰۹)

❀❀ بخاری کتاب المحصر باب اذا احصر المعتمر (۱۸۰۹) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۰۸۔ صحیح بخاری کتاب المحصر باب اذا احصر المعتمر (۱۸۰۷)

❀❀ بخاری کتاب المحصر باب اذا احصر المعتمر (۱۸۰۷) وباب النحر قبل الحلق فی الحصر (۱۸۱۲) کتاب المغازی باب غزوۃ الدیبیہ (٤١٨٥) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۰۹۔ صحیح بخاری کتاب المعصر باب البحر قبل الخلق فی الحصر (۱۸۱۱)

❀❀ بخاری کتاب المحصر باب النحر قبل الحلق فی الحصر (۱۸۱۱) مسند احمد ٤/ ۳۲۷ بیہقی ٥/ ۲۲۰ (مبشر احمد ربانی)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ، وَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نے سر منڈانے سے پہلے جانوروں کو ذبح کیا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا۔ (بخاری)

۲۷۱۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلاً، فَيُهْدِي، أَوْ يَصُومَ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی حج سے روک لیا جائے یعنی کوئی ایسی مجبوری پیش آ گئی جس سے حج کا بڑا رکن چھوٹ جائے تو وہ بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرلے پھر وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے اور آئندہ سال اسکے بدلے میں حج کرے اگر قربانی کا جانور مل جائے تو قربانی کرے اور اگر قربانی کا جانور نہ پائے تو روزہ رکھ لے۔ (بخاری)

توضیح: یہ حکم قارن کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلث ایام فی الحج و سبع اذا رجعتم تلك عشر كاملة﴾ (سورہ بقرہ) ''جس نے حج عمرے کے ساتھ فائدہ اٹھایا تو جو قربانی اس کے لیے آسان ہو وہ کر ڈالے اور جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو وہ تین روزے حج سے پہلے اور سات حج کے بعد رکھے یہ پورے دس ہو گئے۔''

۲۷۱۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهَا ((لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ؟)) قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا أَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا:((حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ، وَقُوْلِي اللّٰهُمَّ مُحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر کے یہاں تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ شاید تم حج کا ارادہ رکھتی ہو یعنی امسال حج کے لیے جانا چاہتی ہو تو تمہارے ساتھ چلو تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں بیمار ہی ہوں اور اس بیماری کی کمزوری کی وجہ سے ممکن ہے میں حج نہ کرسکوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چلو اور حج کا احرام باندھ لو اور یہ شرط کرلو اور یوں کہو کہ اے اللہ میں اسی جگہ احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کو کسی بیماری کا دور ہوتا ہو اور اس کا اندیشہ ہو جیسے مرگی اور دمہ اور دیگر امراض کے حملے کا اندیشہ ہو کہ حج کے راستے میں ان امراض کا حملہ ہو جائے تو مجبوراً احرام کھولنا پڑے گا تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ احرام باندھتے وقت یہ شرط کرے کہ اگر میں بیمار پڑ گیا اور پورا حج ادا نہ کرسکا تو راستے ہی میں احرام کھول کر حلال ہو جاؤں گا تو اس طرح سے شرط کرنا جمہور محدثین کے نزدیک جائز ہے۔

۲۷۱۰۔ صحیح بخاری کتاب المحصر باب الاحصار فی الحج (۱۸۱۰)

❀❀ بخاری کتاب المحصر باب الاحصار فی الحج (۱۸۱۰) مسند احمد ۲/ ۳۳ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۱۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفار فی الدین (۵۰۸۹)، مسلم کتاب الحج باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذو المرض (۱۲۰۷)

❀❀ بخاری کتاب النکاح باب الاکفار فی الدین (۵۰۸۹) مسلم کتاب الحج باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعزر المرض ونحوہ (۱۰۴۔ ۱۲۰۷) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ......دوسری فصل

۲۷۱۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوْا الْهَدْيَ الَّذِيْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ فِيْهِ قِصَّةٌ ، وَ فِيْ سَنَدِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ

۲۷۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا کہ حدیبیہ والے سال میں مجبوری کی وجہ سے قربانی کے جانوروں کو قبل از وقت ذبح کر دیا گیا تھا اس کے بدلے میں قضا کے عمرے میں اور جانور ذبح کرو۔ (ابوداؤد)

پاؤں ٹوٹ جانے پر حج دوبارہ کرنا

۲۷۱۳۔ وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كُسِرَ، أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ، وَ عَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ وَ زَادَ أَبُودَاوُدَ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرَى: ((أَوْ مَرِضَ)) وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَ فِيْ ((الْمَصَابِيْحِ)) ضَعِيْفٌ

۲۷۱۳۔ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا پاؤں حج کے راستے میں ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے (اور وہ آگے چل پھر نہ سکے) تو وہ حج کے احرام کو کھول دے اور حلال ہو جائے اور آئندہ سال اس پر دوبارہ حج کرنا ضروری ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر وہ بیمار پڑ جائے۔

۲۷۱۲۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الاحصار (۱۸٦٤) علامہ البانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ ابن اسحاق مدلس ہے لیکن اس نے دلائل النبوۃ للبیہقی (٤/ ۳۲۰) میں سماع کی صراحت کر رکھی ہے۔

❀❀ حسن، ابوداؤد کتاب المناسک باب الاحصار (۱۸٦٤) مستدرک حاکم ۱/ ٤۸٥۔٤۸٦ دلائل النبوۃ للبیہقی ٤/ ۳۲۰، ۳۱۹ التمہید ۱٥/ ۲۰۷، ۲۰۸) محمد بن اسحاق کی تصریح باسماع دلائل النبوۃ للبیہقی میں موجود ہے مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں اس روایت کے بعد بیاض ہے لیکن امام حاکم کے مخطوطہ میں ابوداؤد سے لے کر محمد بن اسحاق تک عبارت موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۱۳۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الاحصار، (۱۸٦۳، ۱۸٦۲)، الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی الذی یجعل بالحج فیکسر اویعرج (۹٤۰)، النسائی کتاب المناسک باب فیمن احصر بعدو (۲۸٦۳)، ابن ماجه کتاب المناسک باب المحصر (۳۰۷۷)، دارمی کتاب المناسک باب فی المحصر بعدو (۲/ ۸٥ ح ۱۸۹٤)

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب الحب باب ماجاء فی الذی یجعل بالحج فیکسر اویعرج (۹٤۰) ابوداؤد کتاب المناسک باب الاحصار (۱۸٦۲) نسائی کتاب المناسک باب فیمن احصر بعدو (۲۸٦۰) ابن ماجه کتاب المناسک باب المحصر (۳۰۷۷، ۳۰۷۸) دارمی کتاب المناسک باب فی المحصر بعدو (۱۹۰۱) ابوداؤد کی زیارت کتاب المناسک باب الاحصار (۱۸۱۳) مسند احمد ۳/ ٤٥۰ بیہقی ٥/ ۲۰ شرح السنة ۷/ ۲۸۸ التمہید ۱٥/ ۲۰۸ مستدرک حاکم ۱/ ٤۷۰، ٤۸۳ اسے امام حاکم ذہبی نے بخاری کی شرط پر صحیح کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن صحیح قرار دیا ہے یحییٰ بن ابی کثیر ے سماع کی تصریح ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہے امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنۃ میں فرمایا ہے کہ بعض نے اس حدیث کو ضعیف کیا۔ شاید بعض نے اسکی سند میں اختلاف کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اسکی سند میں اختلاف غیر مضر ہے اور اس سے ضعف لازم نہیں آتا کیونکہ یہ کئی صحیح اسانید سے مروی ہے مزید دیکھیں مرعاۃ ۹/ ٤٥۲ وغیرہ۔ (مبشر احمد ربانی)

جو عرفہ کو نا پائے اس کا حج نہیں

٢٧١٤۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ ﷺ الدُّئَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْحَجُّ عَرَفَةُ، مَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ أَيَّامُ مِنًى ثَلاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ، وَ مَنْ تَأَخَّرَ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُودَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجه وَالدَّارِمِيُّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۲۷۱۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دوَلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حج عرفہ ہے یعنی حج کا سب سے بڑا رکن نوی تاریخ کو عرفات کے میدان میں ٹھہرنا ہے جس نے عرفے کو پا لیا یعنی میدان عرفات میں پہنچ گیا مزدلفے کی رات میں صبح صادق سے پہلے تو اس نے حج کو پا لیا منیٰ میں تین دن ٹھہرنے کے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخ کو جو دو دن میں جلدی کرے اور دو دن کے بعد جانا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو پورے دنوں کا قیام کرے تو اس پر بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ)

❀❀❀❀

٢٧١٤۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب المناسك باب من لم يدرك عرفه (١٩٤٩)، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (٨٨٩)، النسائی كتاب المناسك باب فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (٣٠٤٧)، ابن ماجه كتاب المناسك باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (٣٠١٥)، دارمی كتاب المناسك باب بما يتيم الحج (٢/ ٨٢ ح ١٨٨٧)،

❀❀ صحيح، ترمذی كتاب الحج باب ماجاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (٨٨٩) ابوداؤد كتاب المناسك باب من لم يدرك عرفة (١٩٤٩) نسائی كتاب المناسك باب فيمن لم يدرك صلاة الصب مع الامام بالمزدلفة (٣٠٤٤) ابن ماجه كتاب المناسك باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (٣٠١٥) دارمی كتاب المناسك باب بمايتم الحج (١٨٩٤) مسند احمد (٤/ ٣٠٩، حلية الاولياء ٧/ ١١٩، ١٢٠، ٣١٠، ٣٣٥ مسند حميدی ٢/ ٣٩٩ مستدرك حاكم ٢/ ٢٧٨، ١/ ٤٦٤ بيهقی ٥/ ١١٦ ابن الجارود (٤٦٨) مسند طيالسی (١٣٠٩) ابن خزيمه ٤/ ٢٥٧ (٢٨٢٢) ابن حبان بيهقی (١٠٠٩ موارد) سنن نسائی میں امام سفیان ثوری کی تصریح بالسماع موجود ہے اس حدیث کو امام ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، ذھبی اور علامہ البانی رحمہ اللہ وغیرہم نے صحیح قرار دیا ہے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی روایات میں سے سب سے جید اس حدیث کو کہا گیا ہے جامع الاصول (٢/ ٢٤١) نيل الاوطار ٥/ ١٣٦٠١٣٨٠ نصب الراية ٣/ ٩٢ ترمذی تحت رقم (٨٩٠) (مبشر احمد ربانی)